

سُورَةُ هُودٍ عَلَيَّ السَّلَام

رابطہ | سورہ ہود کو سورہ یونس سے دو طرح کا ربط ہے اول ربط نامی۔ سورہ یونس میں جس طرح مسئلہ توحید کو بیان کیا گیا ہے اور شرک اعتقادی شرک فی التصرف، شرک فی العلم اور شرک فعلی کا جس انداز سے رد کیا گیا ہے جب تک اس کو اسی انداز سے بیان کر دے تو تم مشرکین کی طرف سے طعن و ملامت کا نشانہ بنو گے جس طرح حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم نے مسئلہ توحید بیان کرنے پر طرح طرح کے طعنے دیئے جیسا کہ اسی سورت کے چوتھے رکوع میں ہے۔ **قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ اِلَّا بِالْخِطَابِ اَوْ رِانٍ لِّتَقُولَ اِنَّا** **اعْتَرَكُم بِبَعْضِ الْاِلَهِيَّتِ الْيُسُوءِ وَوَمَعْنٰى رِبْطٌ** جس کی تین تفسیریں ہیں۔

(۱) سورہ یونس کے آخر میں فرمایا **اَتَتَّبِعُ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ** اب سورہ ہود کی ابتدا میں فرمایا **اِحْكَمْتُ اٰيٰتِهٖ ثُمَّ فُصِّلْتُ** یعنی وہ مایوْحٰی یہ کتاب حکم ہے اسی کی پیروی کرو۔

(۲) سورہ یونس میں دلائل غفلیہ سے ثابت کر دیا گیا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں اور اب سورہ ہود میں کہا جائے گا جب اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو حاجت میں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ غیر اللہ کی پکار کا مسئلہ اگرچہ سورہ یونس میں بھی مذکور ہے مگر اس میں زیادہ زور دلائل پر ہے اور سورہ ہود میں زیادہ زور غیر اللہ کی پکار سے ممانعت پر ہے اس طرح پکار کی نفی سورہ ہود کا موضوع ہے۔

(۳) سورہ یونس میں دعویٰ توحید پر صرف غفلت دلائل پیش کئے گئے اب سورہ ہود میں دلائل نقلیہ ذکر کئے جائیں گے۔ جب اس سورت میں دعویٰ توحید دلائل غفلیہ و نقلیہ سے مدلل ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ دعویٰ تو بالکل واضح اور ثابت ہے لیکن مشرک ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔

خلاصہ | سورت کی ابتدا میں چار دعوے مذکور ہیں۔

پہلا دعویٰ ————— صرف اللہ ہی کو پکارو

اَلَا تَعْبُدُ وَاِلَّا اِلٰهًا خالصتہً صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ **اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّکَبِیْرٌ** دعویٰ نبوت ہے یہ جملہ مضمر ہے۔ یعنی میں اسی مسئلہ **(اَلَا تَعْبُدُ وَاِلَّا اِلٰهًا)** کے لئے مذہب و بشیرین کرایا ہوں۔ **یُمَتِّعُکُمْ مَّتَّعًا حَسَنًا** الخ بشارت نبوی و اخروی ہے۔ **وَلٰن تَوَلَّوْاْ اَخِیًّا فِیْ اَخَافُ** — **نَا** — **وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ** تحو لیف اخروی ہے۔

دوسرا دعویٰ ————— اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

اَلَا اِلٰهَ اِلَّھُمْ یٰسُبْحٰنَکَ صُدُّوْهُمْ — **نَا** — **کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ**۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کے ذرے ذرے کو جاننا ہے اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ **وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الْاُولٰٓئِہِ وَہِیْ ہِیَ تُوْجِّہُ اِسْرَاسَ** سے کیا چیز فنی ہوگی؟ **کَیْفَ تُوْکِنُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا** اور **کَیْفَ تُوْکِنُ مَا یُحْیِیْہُ شَکُوْہِ** میں **اَلَا یَوْمَ یَا رَبِّہُمْ** الخ جواب شکوی ہے۔ **وَلٰکِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ** — **نَا** — **اِنَّہٗ لَفَرِحَ فَخُوْرٌ رَّجَبٌ** **اَلَا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا** الخ بشارت اخروی ہے۔

تیسرا دعویٰ ————— مایوْحٰی کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضُ مَا یُوْحٰى — **نَا** — **وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَکِیْلٌ** (۲۴) جب آپ مسئلہ توحید کھول کر بیان کریں گے تو مشرکین کی طرف سے آپ پر تکلیفیں آئیں گی اور مطاعن کی بھرمار ہوگی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین کی باتیں سن کر آپ دل برداشتہ ہو جائیں اور مسئلہ توحید کے کسی پہلو یا کسی حصے کی تبلیغ نہ کریں۔ مشرکین اپنے خبیث باطن کا اپنی زبانوں سے اظہار کرتے رہیں گے آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور پوری استقامت اور جرأت کے ساتھ مسئلہ توحید کی کماحقہ تبلیغ فرماتے رہیں۔ اگر مشرکین نہیں مانتے اور ضد و عناد سے انکار ہی کرتے ہیں تو آپ غم نہ کریں آپ کا کام صرف تبلیغ ہے آپ وہ کرتے رہیں منوانا آپ کے فرائض میں شامل نہیں۔ **اَلَمْ یَقُوْلُوْا اِنَّا نُرٰہُ (۲۴) یٰہُ شَکُوْی** ہے اور **قُلْ خَافُوْا اِیَّہِ سُبُوْرًا** الخ جواب شکوی ہے۔ اگر قبول منکرین یہ قرآن آپ کا خود ساختہ ہے تو انہیں جیلج کر دیں کہ اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی اہل لسان ہو اپنی پوری طاقت اور اپنے تمام ذرائع و وسائل بروئے کار لا کر اس قرآن جیسی دس سوئیں بنا کر لے آؤ اور اپنے دعوے کی صداقت ثابت کرو۔ **فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ** الخ متعلق بجواب شکوی **مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا** — **نَا** — **وَبَطِلْ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ** (۲۶) زجر مع تحو لیف اخروی۔

چوتھا دعویٰ ————— مسئلہ بالکل واضح ہے، معاندین بوجہ عناد نہیں مانتے

اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ — **نَا** — **وَلٰکِنْ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُوْمِنُوْنَ** (۲۶) مسئلہ توحید بالکل واضح تھا عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی کیونکہ غفلت دلائل اس کی تائید میں ہیں، اللہ کی کتاب قرآن اسکے حق میں بیان دے رہی ہے اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات جو تمام انبیاء بنی اسرائیل کیلئے دستور العمل تھی اس میں بھی یہ مسئلہ واضح اور روشن کیا گیا ہے لہذا مسئلہ توحید سراپا حق ہے مگر اس کے باوجود اکثر لوگ محض ضد اور بہت دھرمی کی وجہ سے اس کو نہیں مانتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰی — **نَا** — **فِی الْخِیْرَةِ هُمْ اَلَا خَسِرُوْنَ**۔ زجر ہے اور منکرین معاندین کے لئے سخت وعید اور شدید تحو لیف اخروی ہے۔ **اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ** الخ عاجزی کرنے والوں اور رغبت کے ساتھ ماننے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے ساتھ قیامت کے روز

جو پہلے تین دعوؤں کے ساتھ بطریق لف و نشر مرتب متعلق ہیں۔ اور ان کے بعد ایک آیت جو پچھلے دعوے سے متعلق ہے۔

پہلا قصہ — متعلق بدعویٰ اولیٰ

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ (۳۶) تَا — ثُمَّ يَمْشِي مَهْمُومًا ۖ كَا۟دًا ۖ إِلَيْهِمْ يَهْدِيهِمْ نوحٌ عليه السلام کا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی تمہارا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لئے صرف اسی کو پکارو اَلَّا تَعْبُدُو۟ا اِلَّا اللّٰهَ۔ قصے کے ضمن میں اور بہت سی باتیں مذکور ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ قوم کے مطاعن و اعتراضات، مَا تَزِدُّكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَكَ ۚ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے مطاعن کا معقول جواب یَقُو۟مُ اَرۡاٰیْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰیٰ سِرۡجٍ مِّنۡ سَرۡجِ النَّارِ اور کچھ ضمنی سوالات کے جوابات وَلَا اَقُو۟لُ لَكُمْ عِنۡدِیۡ خَزَا۟یۡنُ اللّٰهِ (۳۷) شکوی و جواب شکوی بطور جملہ معترضہ اَمۡ یَقُو۟لُو۟نَ اِفۡتَرٰو۟ا عَلٰیٰٓہٗ بُھر وَاَصۡنَعِ الْفُلَکَ بِاَعۡیۡنِنَا (۳۸) سے تا آخر قصہ حضرت نوح علیہ السلام کو شتی بنانے اور ایمان والوں کو شتی میں سوار کرنے کا حکم دینے، مشرکین کو مع فرزند نوح عرق آب کرنے اور شتی نوح کو صحیح سلامت جو دی پہاڑ پر لگانے اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے بیٹے کے بارے میں سوال و جواب وغیرہ کا ذکر ہے۔ قصہ کے آخر میں بطور جملہ معترضہ تِلْکَ مِنْ اَنْۢبِیَآءِ الْغٰیۡبِ نُوۡحِیۡہُمَا اِلَیْکَ اَلۡہِمْ (۳۹) ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلیل پیش کی گئی۔

دوسرا قصہ — نیز متعلق بدعویٰ اولیٰ

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمۡ هُوۡدًا (۴۰) تَا — اَلَّا یُعۡبُدُ اِلَّا عَادٌ قَوْمُ هُوۡدٍ (۴۱) یہ حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو جو پیغام دیا تھا وہ یہ ہے یَقُو۟مُ اَرۡاٰیْتُمْ اِلَّا غَیۡرُہٗ اَلۡہِمْ اور یَقُو۟مُ اَرۡاٰیْتُمْ اِلَّا غَیۡرُہٗ اَلۡہِمْ (۴۲) اے میری قوم! صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو کیونکہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور شرک و کفر سے سچی توبہ کرو۔ قوم نے مختلف قسم کے طعنے دیئے، کبھی کہا یہ ہودؑ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنٰتٍ ۚ اَلۡہِمْ اور کبھی یوں گویا ہوئے اِنۡ نَّقُو۟لُ اِلَّا اَعۡتَرٰکَ بَعۡضُ الْاِلٰہِیۡنَا بِسُوۡءٍ ۚ آخر میں معاندین اور منکرین قوم ہود علیہ السلام کی تنہائی و بربادی کا ذکر ہے۔

تیسرا قصہ — نیز متعلق بدعویٰ اولیٰ

وَ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا (۴۳) تَا — اَلَّا یُعۡبُدُ اِلَّا ثَمُوۡدُ (۴۴) حضرت صالح علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے جیسا کہ فرمایا یَقُو۟مُ اَرۡاٰیْتُمْ اِلَّا غَیۡرُہٗ اَلۡہِمْ (۴۵) اے میری قوم! صرف ایک اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔۔۔۔۔ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو اور گناہوں سے سچی توبہ کرو۔ میرا رب رگ حیات سے قریب تر اور پکاریں اور فریادیں سننے والا ہے۔ اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اور قوم کے مابین کچھ سوال و جواب کا سلسلہ ہے اور آخر میں مکذبین قوم کا انجام بد مذکور ہے۔

چوتھا قصہ — متعلق بدعویٰ ثانیہ

وَلَقَدْ جَاۤءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰہِیۡمَ بِالْبَشٰرِی (۴۶) تَا — اَتِیۡہُمۡ عَدَا۟ۃً ۚ غَیۡرُ مَرۡدُوۡدٍ (۴۷) یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانی شکلوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹھنے کی خوشخبری دینے کیسے بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر انہیں آدمی سمجھا اور ان سے علیک سلیک کے بعد فوراً ان کے کھانے کا انتظام کرنے کیسے گھر تشریف لے گئے، بہت جلد کھانا تیار کر کر لے آئے اب فرشتوں نے بتایا کہ وہ فرشتے ہیں اور اللہ کی طرف سے انہیں بیٹھنے کی خوشخبری دینے اور قوم لوط پر عذاب الہی لے کر آئے ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام، آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ اور فرشتوں سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو انسانی شکلوں میں دیکھ کر انہیں پہچان نہ سکے اور جب وہ نووارد مہمانوں (فرشتوں) کے لئے کھانا تیار کرانے کی غرض سے گھر گئے تو فرشتوں کو اس کا پتہ نہ چل سکا اور نہ وہ فوراً ان کو منع کر کے ان پر حقیقت حال واضح کر دیتے، علیٰ ہذا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر پہنچے اور حضرت سارہ کو کھانا تیار کرنے کے بارے میں فرمایا تو انہوں نے بھی نہ بتایا کہ جن مہمانوں کیلئے آپ کھانا تیار کر رہے ہیں وہ تو فرشتے ہیں اور کھانا انہیں کھائیں گے۔

پانچواں قصہ — نیز متعلق بدعویٰ ثانیہ

وَلَمَّا جَاۤءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِیَۡٔیۡہِمْ (۴۸) تَا — وَمَا هِیۡ مِنَ الظَّٰلِمِیۡنَ بِبَعِیۡدٍ (۴۹) یہ حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر فرشتے نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی قوم چونکہ نہایت بدکردار تھی اور خلاف فطرت فعل اور عادت بد کی عادی تھی اس لئے وہ گھبرائے اور غمگین ہوئے کہ کہیں قوم کے غنڈے عناصران کے معزز مہمانوں کی بے عزتی کرنے پر نہ اتر آئیں اور انہیں مہمانوں کی وجہ سے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ان مہمانوں کا پتہ چلا تو دوڑتے ہوئے آئے اور شرارت کا ارادہ کیا اور حضرت لوط علیہ السلام انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں جب وہ قوم سے مایوس ہو گئے اور معاملہ ان کے اختیار سے باہر ہونے لگا تو اب فرشتوں نے حقیقت حال سے پردہ اٹھایا اور حضرت لوط علیہ السلام سے کہا آپ ہمارا غم نہ کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں یہ ہمارا اور آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم ان پر عذاب لے کر آئے ہیں اور صبح تک ان کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام فرشتوں کی باتیں سن کر مطمئن ہو گئے اور ان کی گھبراہٹ جاتی رہی۔ یہ واقعہ حضرت لوط علیہ السلام سے علم غیب کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے مہمان انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں اگر انہیں پہلے ہی سے معلوم ہوتا کہ وہ فرشتے ہیں تو انہیں گھبرانے اور غم کھانے کی کیا ضرورت تھی۔

سیاتواں قصہ — متعلق بدعومی ثالث

مختصر خلاصہ

اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں جو بطور لف و نشر مرتب مذکورہ دعویٰ سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ (۳۴ تا ۴۸) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ دوسرا قصہ
حضرت ہود علیہ السلام کا ہے وَارِىٰ عَادَ اَخَاهُمْ هُودًا (۵۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے لِقَوْمِ عَادٍ وَاللّٰهُ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُكَ تیسرا قصہ
حضرت صالح علیہ السلام کا ہے وَارِىٰ ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا (۶۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے لِقَوْمِ عَادٍ وَاللّٰهُ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُكَ چوتھا قصہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِاَلْبَشْرِ الْخ (۷۶) یہ واقعہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب
نہیں نہ فرشتے نہ انبیاء علیہم السلام اور نہ اولیاء کرام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور فرشتوں کو بھی علم نہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
ان کے لئے کھانا پکوانے جارہے ہیں اور آپ کی زوجہ مطہرہ جو ولیہ تھیں انہیں بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ فرشتوں کے لئے کھانا پکارتی ہیں۔ پانچواں قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيئًا بِهِمَا الْحَمِيمُ (ع ۸) یہ واقعہ بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہے حضرت لوط علیہ السلام بھی فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور ان کی وجہ سے غمگین ہوئے۔
 چھٹا واقعہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے وَرَآلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا (ع ۸۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے سے متعلق ہے يَقُولِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهِ غَيْرُهُ سَاتُوا
 قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا الْحَمِيمُ (ع ۹) یہ قصہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے تبلیغ توحید کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کی طرح انہیں برداشت کریں اور فریضہ تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔

فَلَا تَكُ فِي مَرْيَلَةٍ مِّمَّنْ يَعْبُدُ هَؤُلَاءِ (ع ۹۶) یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے یعنی مسئلہ توحید میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اور مشرکین کے پاس باپ دادا کی رسم و رواج
 کے سوا کوئی دلیل نہیں وَلَقَدْ أَتَيْنَا مُوسَىٰ لِيُكْتَبَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ اُوْر وَاَوْ لَا كَلِمَةٍ سَبَقَتْ لِكُلِّ وَرَآنَ كَلًّا لَّمَّا آتَيْنَاهُمُ الْخ
 تخلیف اخروی ہے۔ قَاتِنَقُمْ پھلا امر متفرع، وَلَا تَطْغَوْا دوسرا امر متفرع وَلَا تَزْكُنُوا تیسرا امر متفرع وَآقِصُوا الصَّلَاةَ چوتھا امر متفرع یعنی امر صلح نماز کو قائم کرو۔ وَاصْبِرْ بِمَا يُخْلِي
 امر متفرع وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُدْرَىٰ اخ تخلیف دنیوی ہے وَقَدْ لَدَيْنَ لَا يُؤْمِنُونَ الخ زجر مع تخلیف دنیوی۔ آخری آیت میں چاروں دعوؤں کا اعادہ ہے وَ
 وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ الْحَمِيمُ دوسرا دعویٰ۔ فَاعْبُدْهُ پھلا دعویٰ۔ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ تیسرا دعویٰ۔ اور وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ چوتھا دعویٰ۔

پہلا دعویٰ — صرف اللہ ہی کو پکارو

۳۷ یہ اصل مضمون کے لئے بمنزلہ تمہید ہے۔ مکتب مبتدا مخدوف کی خبر ہے ای ہذا کتاب اور کتاب کی تین تعلیم کیلئے یہ عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے والتسویں فیہ للمتعمی ای کتاب عظیم الشان جلیل القدر (روح ج ۱ ص ۱۱۱) احکمت ایتہ، کتب کی پہلی صفت ہے آیتوں کے محکم اور مضبوط ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ باہمی تناقض سے محفوظ ہیں، حکمت اور نفس الامر کے خلاف ان میں کوئی بات نہیں اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے وہ تمام لفظی اور معنوی خوبیوں سے آراستہ ہے (روح ج ۱ ص ۱۱۱) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں محکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تورات و انجیل کی طرح اس کے بعد کوئی نسخہ کتاب نہیں آئیگی۔ قال ابن عباس ای لم یستخفها کتاب بخلاف التورۃ والانجیل (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۱) ۳۷ شتم تعقیب ذکر کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں، فصحت جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے ہار میں خاص قسم کے آہار موتی پڑ کر اس کے حقے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید احکام، نصائح اور واقعات کو ذکر کیا گیا ہے کالعلق المفصل بالفرائد التي تجعل بالذلالی ووجه جعلها كذلك اشتغالها على دلائل التوحید و الاحکام والمواعظ والقصاص (روح ج ۱ ص ۱۱۱) و مدارک ج ۲ ص ۱۱۱ امام ازہج، ابن جریر، افراد اور کسائی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس میں مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل کی گئی ہے اور آلا تعبد و آلا الا اللہ ۳۷ فصحت سے متعلق ہے۔ حوالے آگے آرہے ہیں۔ ۳۷ یہ بھی کتاب کی صفت ہے یعنی یہ عظیم الشان کتاب جو محکم اور مفصل ہے حکیم و خیر کی طرف سے آئی ہے کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ کتاب کی یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفوں کا پرتو ہیں المعنی احکامها حکیم و حکما ای بینہا و شہحہا خیر عا لم کیفیات الامور ففی الایۃ اللق والنشر المرتب (روح ج ۱ ص ۱۱۱) ۳۷ و کذا فی الکبیر ۳۷ یہ پہلا دعویٰ ہے یعنی یہ سورت جس مسئلہ کی تفصیل کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ آج سے پہلے حرف جار مخدوف ہے امام ابن جریر، کسائی اور افراد کے نزدیک اصل میں بآلہ تھا اور جار مجرور فصحت کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل ہے شتم فصلت بالآ تعبد والا

مبتدا مخدوف اصل مضمون ۳۷ شتم تعقیب ذکر کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں، فصحت جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے ہار میں خاص قسم کے آہار موتی پڑ کر اس کے حقے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید احکام، نصائح اور واقعات کو ذکر کیا گیا ہے کالعلق المفصل بالفرائد التي تجعل بالذلالی ووجه جعلها كذلك اشتغالها على دلائل التوحید و الاحکام والمواعظ والقصاص (روح ج ۱ ص ۱۱۱) و مدارک ج ۲ ص ۱۱۱ امام ازہج، ابن جریر، افراد اور کسائی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس میں مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل کی گئی ہے اور آلا تعبد و آلا الا اللہ ۳۷ فصحت سے متعلق ہے۔ حوالے آگے آرہے ہیں۔ ۳۷ یہ بھی کتاب کی صفت ہے یعنی یہ عظیم الشان کتاب جو محکم اور مفصل ہے حکیم و خیر کی طرف سے آئی ہے کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ کتاب کی یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفوں کا پرتو ہیں المعنی احکامها حکیم و حکما ای بینہا و شہحہا خیر عا لم کیفیات الامور ففی الایۃ اللق والنشر المرتب (روح ج ۱ ص ۱۱۱) ۳۷ و کذا فی الکبیر ۳۷ یہ پہلا دعویٰ ہے یعنی یہ سورت جس مسئلہ کی تفصیل کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ آج سے پہلے حرف جار مخدوف ہے امام ابن جریر، کسائی اور افراد کے نزدیک اصل میں بآلہ تھا اور جار مجرور فصحت کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل ہے شتم فصلت بالآ تعبد والا

یعتذرون ۱۱ ۴۹۴ ۱۳۳ ہود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُوْرَةُ هُوْدٍ مِّنْ مَّا نَزَّلْنَا فِي الْقُرْآنِ مَنصُورَةٌ

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ يَمْنَنُ الْيَهُودُ عَلَى النَّصَارَىٰ وَكَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ سَبِيلَ الْكَافِرِينَ

حَكِيمٌ خَبِيرٌ ۝۱۱ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنَّنِي لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ نَذِيرٌ ۝۱۲

مِنْهُ نَذِيرٌ ۝۱۳ وَإِنْ اسْتَغْفِرُوا مِنْكُمْ سَبْعِينَ مَّائَةً مَّرَّةً وَلَا يُغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ فِي الْأَعْيَانِ ۝۱۴

تَوْبُوا إِلَيْهِ يُعْطِكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ وَيُؤْتِي كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا

مُتَّعٌ كَرِيمٌ ۝۱۵ فَإِنْ خِفْتُمْ عَزَافَتِ عَلَيْكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ مُّكْبَرٍ ۝۱۶ إِلَىٰ اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝۱۷

مَرْجِعُكُمْ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۸ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ

يَتَّقُونَ صَدُورُهُمْ لِيَسْتَخَفُوا مِنْهُ طَائِفَةٌ ۚ لَّا يَحِيقُ

بِهِمْ عِلْمُهُ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۱۹

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۲۰

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۲۱

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۲۲

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۲۳

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۲۴

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۲۵

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۲۶

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۲۷

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۲۸

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۲۹

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۳۰

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۳۱

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۳۲

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۳۳

يَعْلَمُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۳۴

اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَتَخْلَعُوا آلِهَةً وَالْأَنَادُ رَابِعٌ جَرِيرٌ ۝۱۱۱ قَالَ لِكِسَائِي وَالْفِرَاءُ أَيْ بِأَلَا ۚ أَيْ احْكَمْتَ ثُمَّ فَصَلْتَ بِالْأَتْعَبُ وَالْإِلَٰهَةُ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ أَلَمْ تَقْرُبِي ج ۱ ص ۱۱۱ امام ازہج فرماتے ہیں اُن سے پہلے لام تعلیل یہ مقدر ہے ای احکمت ثم فصلت لئلا تعبد والا اللہ (قرطبی) یعنی قرآن کو فتح الرحمن ۱۱ مترجم گویدی توان گفت پیچیدن سینہ عبارت از آنست کہ فکر ہائے ناصواب و بشبہات و اہیہ دل خود را اطمینان دہد و عقائد حق را فراموش سازد زیرا کہ صدور اینجا بمعنی علوم صدور آمدہ است ۱۳۔

محکم اور مفصل اس لئے کیا گیا تاکہ تم غیر اللہ کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کا اصل مقصود بالذات مضمون مسئلہ توحید اور نفی شرک ہے۔ والتقدیر کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت لاجل الاتعبد والا لا اللہ، واقول هذا التاویل يدل على انه لا مقصود من هذا الكتاب الشريف الا هذا الحرف الواحد فكل من صرف عمره الى سائر المطالب فقد خاب وخسر (کبیر ج ۱ ص ۱۷۸) انہی لکم منہ الخ ای قل یا محمد للناس (ابن جریر) یہ اور ثم توبوا دونوں آلا تعبدوا پر معطوف ہیں۔ اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور آئندہ کیلئے ان گناہوں وغیر اللہ کی عبادت اور پکار وغیرہ کے نزدیک نہ جانے کا بچے دل سے عزم کرو۔ چمتو ہو کر۔

مَتَانًا الخ امر کا جواب ہے یعنی اگر تم شرک سے بچو گے اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگتے رہو گے تو تمہاری زندگی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہو گے قال لرجاء ببقیکم ولا یستأصلکم بالعذاب کما استأصل اهل القرعۃ الذین کفروا (روح ج ۱ ص ۱۷۸) و یؤت الخ یہ یمنعکم پر معطوف ہے اور صالح اور زیادہ نیک اعمال بجالانے والے کو اس کے اعمال صالحہ کی جزا دینا و آخرت میں عطا فرمائے گا۔ یہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع کا صیغہ ہے اور ایک تار تخفیفاً ساقط ہو اصل میں ان تَتَوَكَّلُوا تمہارے اعداؤں ج ۲ ص ۱۷۸ و روح) یا یہ ماضی کا صیغہ ہے مگر اس صورت میں فار جزائیہ کے بعد لفظ قُلْ محذوف ہوگا ای فقل یا محمد انی اخاف علیکم الخ (خازن ج ۳ ص ۱۷۸) اکی اللہ کے جوچے تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

دوسرا دعویٰ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

یہ سورت کا دوسرا دعویٰ ہے جو پہلے دعویٰ کے لئے بمنزلہ علت ہے یعنی چونکہ سب کچھ جاننے والا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کا رازق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ مشرکین جب آیات قرآنیہ اور دلائل توحید سنی تھے تو ان پر ان کا کوئی اثر نہ ہوتا اور ان کے سینوں میں وہی کفر و شرک کی نجاست باقی رہتی ان میں سے کچھ بطور نفاق ایمان کو ظاہر کر دیتے اور ان کے دل کفر و شرک اور عداوت اسلام سے لبریز ہوتے اور ان کا خیال تھا کہ عداوت تو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے بھلا اسے کون معلوم کر سکتا ہے، نیز ان کا گمان تھا کہ جب وہ دروازے بند کر کے اور پردے لٹکا کر اور اپنے سینوں کو کپڑوں سے چھپا کر

پوشیدہ طور پر اسلام کے خلاف عداوت رکھیں اور منصوبے بنائیں گے تو اس کا علم کسی کو نہیں ہوگا۔ روی ان طائفة من المشرکین قالوا اذا اغلقت ابوابنا وارسلنا ستورنا واستغشينا ثيابنا وثنینا صدورنا علی عداوة محمد فكيف یعلم بنا دیکھو ج ۱ ص ۱۷۸) وہ اپنے سینوں کو دھڑا کر کے اور خود کو کپڑوں میں لپیٹ کر اپنے دل کا کفر اور عداوت چھپانا چاہتے ہیں مگر ان تادیبوں کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے علانیہ اور ظاہری اعمال کو جانتا ہے اسی طرح وہ ان کے پوشیدہ اور خفیہ اعمال سے بھی باخبر ہے یہاں تک کہ ان کے دلوں کے چھپے بھید بھی اسے معلوم ہیں۔ لیکن صحیح ترین بات وہی ہے جو حضرت ابن عباس نے فرمائی ہے کہ یہ آیت بعض مسلمانوں پر موضح قرآن و جہاں بھی ہے بہشت و دوزخ جہاں سونیا جاتا ہے اس کی تہر اور روزی اس کی سودنیا میں۔

فتح الرحمن و الخ یعنی در لوح محفوظ نوشتہ شد۔ مترجم گوید ستودع جائی است کہ بغیر اختیار انجا نگاہ داشتہ بودند مانند رحم مستقر جائی است کہ باختیار خودی مانند مثل خانہ ۱۲۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ

۴۹۵

ہود ۱۱

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رُكُوعًا

اور کوئی نہیں ہے چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اسکی روزی

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ

اور جانتا ہے جہاں وہ مستقر ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے سب کچھ موجود ہے

مُبِينٌ ۖ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي

کھلی کتاب میں و خدا اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین

سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ

چھ دن میں سٹہ اور بٹھا اس کا تخت پانی پر تاکہ آزمائے تم کو

أَيْسَرَكُمْ أَحْسَنَ عَمَلًا وَلَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ مَعْبُودُونَ

کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے اللہ کہ تم اٹھو گے

مِنْ بَعْدِ السَّوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا

مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں

إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۖ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

مگر جادو ہے کھلا ہوا اور اگر ملتے ہم روکے رکھیں ان سے عذاب کو

إِلَى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۖ إِلَّا يَوْمَ

ایک مدت تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روکے یا عذاب کو سنتا ہے

يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا

دن آئے گا ان پر نہ پھیرا جائے گا ان سے اور گھیرے گی ان کو وہ چیز جس پر

بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۖ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا

کھٹے کیا کرتے تھے اور اگر ہم چکھا دیں سٹہ آدمی کو اپنی طرف سے

رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَكُونَنَّ

رحمت پھر وہ پھینک لیں اس سے تو وہ نا امید

منزل ۳

کے بارے میں نازل ہوئی جن پر حیار کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ استغفار، جماع اور دیگر ضروریات بشری کے وقت بدن کو ننگا کرنے سے شرماتے تھے کہ آسمان والا ہم کو دیکھتا ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ بدن کھولتے وقت وہ خدا سے شرم کی وجہ سے جھک جاتے ہیں تو کیا جب وہ کپڑے پہنے ہوتے ہیں اس وقت اللہ ان کو نہیں دیکھتا؟ (صحیح بخاری، صفحہ ۱۰۸) اور زمین پر رہنے والی ہر ذی روح مخلوق کی روزی بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی سب کا رازق ہے اللہ تعالیٰ نے محض تفضلاً سب کی روزی اپنے ذمہ لی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔ **وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرُّهَا وَمُسْتَوْدَعُهَا** اور ہر ایک کے مستقر و مستودع کو بھی جانتا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی تفسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا ۚ ۱۲ ۳۹۶ ۱۱ ہود

كُفُورٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرِّ اَوْ مَسْتَكِينٍ

ناشکر ہوتا ہے اور اگر ہم تمہارے اس کو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچا دیتے ہیں

لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي ۚ اِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ۝ ۱۰

تو بول اٹھے وور ہو میں برائیاں مجھ سے تو اتر گئیں والاشی خور ہے

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ اُولَٰئِكَ لَهُمْ

مگر جو لوگ صبر کریں اور کرے ہیں نیکیاں ان کے واسطے

مَغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ ۱۱ ۚ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا

بخشش ہے اور ثواب بڑا سو کہیں تو خواہ چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیزیں

يُوْحٰى اِلَيْكَ وَضَآئِقُ بِهِ صَدْرُكَ ۚ اَنْ يَقُولُوْا

ہم سے جو وحی آتی تیری طرف اور تنگ ہو گا اس سے تیرا دل اس بات پر کہ

لَوْ اَنْزَلَ عَلَيْنَا اَوْحَاءَ مَعَهُ مَلَكَ ۚ اِنَّمَا

کہتے ہیں کیوں نہ اتر اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ تو

اَنْتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ ۱۲ ۚ اَمْ يَقُولُوْنَ

تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہے ہر چیز کا ذمہ دار کیا کہتے ہیں کہ

اَفْتَرَاهُ قُلٌّ ۚ فَاَتَوْا بِعَشْرِ رُسُوْلٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيْنَ

بنالایا ہے قرآن کو کھلے کہہ دے کہ تم بھی لے آؤ دس رُسولیں ایسی بنا کر

وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ

اور بلاؤ جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝ ۱۳ ۚ فَاَلَمْ يَسْتَجِبْ لَكُمْ فَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ

سچے ہو گا پھر اگر نہ پورا کریں ملا تمہارا کہنا تو جان لو کہ قرآن

اَنْزَلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ ۚ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

تو اتر آجے اللہ کی وحی سے اور یہ کہ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا پھر اب تم

مَنْزِلٌ ۲

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مستقر سے زندگی میں دن یا رات کو رہنے کی جگہ اور مستودع سے مرنے کے بعد دفن ہونے کی جگہ مراد ہے حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے مستقر سے ماں کا رحم اور مستودع سے جائے دفن مراد ہے (خازن، محل فی کتاب تفسیر ابن عباسؓ) ہر چیز کتاب مبین میں موجود ہے کتاب مبین سے لوح محفوظ یا علم الہی مراد ہے **قَالَ لَزَجَاجِ الْمَعْنَى اَنْ ذٰلِكَ ثَابِتٌ فِی عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ فِی اللّٰوْحِ الْمَحْفُوْطِ دَكْبِیْرٌ ۱۱**

ص ۱۸۷، ۱۸۸ زمین و آسمان کو اللہ نے صرف چھ دن میں پیدا کیا جو اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔ **وَكَاَنَّ عَرْشُكَ عَلَى الْمَآءِ مَاضٍ بِمَعْنٰی حَالٌ** ہے اور عرش کا پانی پر ہونا کمال قدرت اور استغناء تمام سے کنایہ جو یہ مطلب نہیں کہ وہ پہلے قادر و غنی تھا اور اب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اب بھی ان صفات سے متصف ہے ماضی کا بمعنی حال استعمال عام ہے یا عرش کا پانی کے اوپر ہونا حقیقی معنوں پر محمول ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی بہت بڑی دلیل ہے فیہ دلالة علی کمال

القدرة من وجوه الاول ان العرش مع كونه اعظم من السموات والارض كان على الماء فلول ان الله تعالى قادر على امساك الثقیل بغیر عمد لہما صح ذلک

(کبیر ج ۱، ص ۱۸۷) **اِنَّهٗ یَشْكُوْا** ہے ان مشرکین کی ضد کا بھی کوئی کنارہ نہیں یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر بھی

مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا صاف انکار کرتے ہیں اور اس حقیقت کو باطل اور کذب قرار دیتے ہیں **یَسْحَرُوْنَ قُلُوبَہُمْ** یہاں سحر کا متبادر معنی جادو مراد نہیں بلکہ یہاں وہ بمعنی باطل اور کذب ہے اسی غرور باطل لبطولان

السحر عندہم قرطبی ج ۹ ص ۱۵۹ ای باطل مبہین (کبیر ج ۱، ص ۱۸۷) **اِنَّهٗ یَشْكُوْا** ہے منکرین معاندین پر عذاب آنے کا وقت مقرر ہے لیکن وہ کہتے ہیں جب ہم انکار کر رہے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا کس چیز نے اس کو روک رکھا ہے۔ **اَلَا یَوْمَہٗ**

بِاٰتِیَہُمْ اَلْحَبَابِ شُكُوْی ہے ان معاندین پر عذاب تو ضرور آئے گا اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا لیکن اپنے وقت پر آئے گا اور جب آگیا انہیں چھوڑے گا نہیں اور وہ اپنی بد اعمالیوں اور دین اسلام، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے استہزاء و مسخر کا خوب مزہ چکھ لیں گے۔ **اِنَّہٗ یَزَجِرُہٗ** اور انسان کو مشرک انسان مراد ہے فرمایا جب ہم مشرکوں کو رحمت سے نوازتے ہیں اور دنیوی آرام و راحت اور فرائض عیش کا ان پر دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کے خود ساختہ معبودوں کی مہربانی ہے۔ پھر جب ہم ان کے آرام و عیش کو تکلیف اور تنگدستی سے بدل دیتے ہیں تو وہ اپنے معبودوں سے مایوس

فتح الرحمن ص ۱ نخت بدہ سورہ محمدی واقع شد چوں اذان عاجز شدند بیک سورہ محمدی فرمود ۱۳۔

ہو جاتے ہیں اور ان کا عقیدہ ڈالواں ڈول ہو جاتا ہے اور وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود تو کچھ نہیں کر سکتے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگ جاتے ہیں وَكَيْفَ
اَذْقَنَهُ النَّجْمَاءُ الخ لیکن جب پھر ہم اس کی تکلیف، تنگدستی اور مصیبت وغیرہ دور کر کے اسے دوبارہ راحت و عیش سے ہمکنار کر دیتے ہیں تو وہ ہماری ناشکری کر
کے اس انعام و اکرام کو اپنے معبودوں کی طرف منسوب کر کے کہتا ہے کہ ان کی مہربانی سے مصیبتیں مٹ گئی ہیں جیسا کہ سورۃ زمر میں فرمایا وَرَاٰ اَمْسِلَ اِلٰی نَسَانٍ فَسَلَّمَ
دَعَا رَبَّهٗ مُنِيبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا اَحْوَاكُمۡ نِعْمَةً مِّنْهُۥ لَيَسِي مَا كَانَ يَدْعُوۡا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰہِ اٰذَا الْاٰتِیَةِ (ذمر ع ۱)

اسی طرح سورہ حم السجدہ (۶۶) میں فرمایا۔ لَا
یَسْعَاۤءُ اِلَّا نَسَانٌ مِّنْ دُعَآءِ الْغَیۡبِ مُؤۡمِنًا قَمَّسَتُ السَّجۡدَ
قَبِیۡسٌ قَنُوطٌ وَلَکِنۡ اَذْقَنَهُ رَحْمۡۃٌ مِّنَّا مَنۡ جَعَلَ
صَرَآءَ مَسْتَنَّةً کَیۡفَۡوۡکَ هٰذَا الْحُجۡ الْاٰتِیَہ
یعنی مشرک انسان اپنے معبودان باطلہ سے حاجات مانگتا
ہوا تھکتا نہیں اور اگر اسی دوران میں اس پر کوئی مصیبت
آجائے تو اپنے معبودوں سے ناامید ہو جاتا ہے اس کے
بعد اگر ہم اس کی مصیبتیں دور کر کے اسے راحت کی زندگی
سے بہرہ ور کر دیں تو ہمارا شکر ادا کرنے کے بجائے کہتا ہے
مجھے معلوم تھا کہ اگر میں ان معبودوں کی نیازیں دوں
گا تو میری مشکلیں آسان ہو جائیں گی اور مجھ پر بھلے دن
آجائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اے اللہ یہ یومنین سے
لئے بشارت اخروی ہے۔ الا بمعنی نکلن ہے یعنی وہ
ایمان والے جو اللہ ہی کو کارساز اور متصرف و مختار سمجھ کر
مصائب و شدائد میں پکارتے اور ہر حال میں صبر کرتے
اور اللہ کی عبادت و پکاریں لگے رہتے ہیں۔ یعنی
المؤمنین مدحہم بالصبر علی الشدائد ۱۰۰۰ ای نکلن
الذین صبروا و عملوا الصلٰحٰت فی حالتی النعمۃ
و المحنة (قرطبی ج ۹ ص ۱۰۱) اِنَّ الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا فِی
الْمِحْنَةِ وَالْبَلَاءِ (وَعَمِلُوا الصَّالِحٰتِ) وَشَكَرُوا فِی
النَّعْمَةِ وَالرِّخَاءِ (مذکر ج ۲ ص ۱۳)

تیسرا دعوی

میلو حی کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے
ہاں یہ تیسرے دعوے کا بیان ہے اگر مسئلہ تو جدید یا
کرنے پر مشتملین طرح طرح کے طعن اور اعتراض کریں
تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانے کی کوشش کریں مثلاً وہ
کہیں کہ اگر یہ پیغمبر خدا ہے تو اس کے پاس دولت دنیا
کے خزانے کیوں نہیں یا اس کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں

آیا جو لوگوں میں اسکی صداقت کا اعلان کرتا پھر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انکی باتوں سے آپ تنگدل اور آزرده خاطر ہو کر مایوسی الیک (مسئلہ توحید) کے بعض پہلوؤں کو بیان ہی نہ کریں۔ آپ انکے مطاعن و اعتراضات کی
پرواہ نہ کریں اور مسئلہ کھول کر بیان کریں اِنۡکُمۡ اَنتَ الَّذِیۡکَ اَہۡبٰی ذمہ داری اور ذیولتی صرف تبلیغ و انداز ہے اگر وہ نہیں مانتے تو ان کو سزا دینا اللہ کا کام ہے وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ کَیۡۡدٌ لَّیۡۤسَ
انکے تمام اعمال سے باخبر ہے یعنی کَیۡۤسَ عَلَیۡکَ اِلۡنۡزَارُ مایو حی لیک و لا علیک شیء ان رد و اوافتر حوا و اقوالوا انت بقرا ن غیر ہذا افسا بالک تترك بقولہم (وکیل) یحفظ ما یقولون
فیما زکیہم و ظہری جہدہ ان مصدر ہے اور اس سے پہلے حرف جار مقدر ہے اور وہ صائر کی متعلق ہے ای من اند نقولوا و لان یقولوا یا اس سے پہلے مضان محذوف
موضح قرآن و گواہی پہنچتی ہے یعنی دل میں اس دین کا نور اور مزہ پاتا ہے اور قرآن کی حلاوت۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی ثواب صدقہ و صلہ رحم کہ از کفار بوجہ دینی آید در دنیا میدہند بتو بیع رزق و صحت بدن ۱۲ ص ۱۲ یعنی کرام کاتبین ۱۲۔

ہود ۱۱

۳۹۷

وما من دابة ۱۲

مُسْلِمُونَ ۱۳ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ

علم مانتے ہو جو کوئی چاہے دنیا کی زندگی اور

زَيِّنَّا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَہُمْ فِیہَا وَہُمْ فِیہَا

اس کی زینت بھگتتا دیں گے ہم ان کو ان کے عمل دنیا میں اور ان کو اس میں

لَا يُجۡسَوۡنَ ۱۵ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَیۡسَ لَہُمۡ فِی الْاٰخِرَةِ

کچھ نقصان نہیں وہ یہی ہیں جن کے واسطے کچھ نہیں آخرت میں

اِلَّا النَّارُ زَوۡجِبَطۡ مَا صَنَعُوۡا فِیہَا وَبَطِلَ مَا کَانُوۡا

آگ کے سوا اور برباد ہوا جو کچھ کیا تھا یہاں اور خراب کیا جو

یَعۡمَلُوۡنَ ۱۶ اَفَمَنۡ کَانَ عَلٰی بَیۡنۡتَہٗ مِّنۡ رَبِّہٖ وَیَتْلُوہُ

کہا یا تھا بھلا ایک شخص جو ہے نکلہ صاف رستہ پر اپنے رب کے اور اس کے

شَہَادَۃً مِّنۡہٗ وَمِنۡ قَبْلِہٗ کُتِبَ مُوۡسٰی اِمَامًا وَّ

ساختہ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے گواہ بھی موسیٰ کی کتاب رستہ بتلاتی اور

رَحْمۡۃً ۱۷ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ مِّنۡ

بخشوازی (اوروں کے برابر ہے) یہی لوگ مانتے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اس سے ملے سب

الۡاَحۡزَابِ فَاَلۡنَارُ مَوۡعِدۡہٗ فَلَا تَکُ فِیۡ مِرۡیۡکَہٗ مِّنۡہٗ فِی

فرقوں میں سے سودوزخ ہے ٹھکانا اس کا سو تو مت رہ شبہ میں اس سے

اِنَّہٗ الْحَقُّ مِّنۡ رَبِّکَ وَلَکِنۡ اَکۡثَرُ النَّاسِ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۱۸

بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور پر بہت سے لوگ یعتین نہیں کرتے و

وَمَنۡ اَظۡلَمۡ مِّنۡ اِفۡتَرٰی عَلٰی اللّٰہِ کَذِبًا ۱۹ اُولٰٓئِکَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو ہاندھے اللہ پر جھوٹ وہ لوگ

یُعۡرِضُوۡنَ عَلٰی رَبِّہِمۡ وَیَقُوۡلُ اَلَا شَہَادَۃُ ہٰؤُلَاءِ الَّذِیۡنَ

روبرو آئیں گے اللہ اپنے رب کے اور کہیں گے گواہی دینے والے وہ بھی ہیں جنہوں نے

منزل ۲

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا

۴۹۸

هُدًى

جھوٹ کہا تھا اپنے رب پر سن لو پھر تمہارے اللہ کی نافرمانی لوگوں پر جو کہ

روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی اور وہی ہیں

آ حضرت سے مستکرف وہ لوگ نہیں ہیں جو کھانے والے کلمہ زمیں میں

بھاگ کر اور نہیں ان کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی

دونا ہے ان کے لئے عذاب نہ طاقت رکھتے تھے سننے کی

اور نہ دیکھتے تھے وہاں وہی ہیں جو ہمارے بیٹھے اپنی جان

اور تم ہو گئے۔ جو جہنم بانٹا دیا تھا ﴿۲۱﴾ اس میں سب نہیں کہ یہ لوگ

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمُ

فَمِنْهُمْ مَنْ خَلَدَ وَهُوَ يُرَىٰ

الْفَ يَقْلِبُنْ كَالْأَعْدَى وَالْأَصَمَّ وَالْبَصِيرَ وَالسَّمْعَ

لے سکتے ہو اس کو بلا لیا اور اپنی اجتماعی طاقت سے اس کام کو انجام دینے کی کوشش کرلو۔ ۱۸ یہ بھی جواب شکوی سے متعلق ہے۔ لکھ کی ضمیر مومنین کے لئے ہے اور قَاعِلَمُوا کی مشرکین کے لئے اور قل مقدر ہے ای فقل اعلمو یعنی اگر مشرکین یہ معارضہ اور چیلنج قبول نہ کریں اور قرآن کا مثل پیش نہ کر سکیں تو آپ ان سے فرمادیں کہ اب تو یقین کر لو کہ یہ قرآن میرا ساختہ پر داختہ نہیں بلکہ اللہ نے اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا ہے لہذا اس مسئلہ توحید کو مان لو وہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کیا اب بھی نہیں مانو گے؟ وَ اَنْ تَدَّ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ انما انزل پر معطوف ہے۔ یا لکھ کی ضمیر بھی مشرکین کے لئے ہے یعنی اے مشرکین اگر تمہارے معزومہ مددگار اور شریک تمہاری مدد کے لئے نہ آئیں تو یقین کر لو کہ یہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے فَ اَنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِیْہَا الْکُفَّارُ وَلَہُمْ عِیْنُوْکُمْ فَاَعْلَمُوْا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰہِ وَاَنہٗ لَیْسَ بِمَفْتَرٍ عَلَی اللّٰہِ بل ہوا نزلہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم رخزن ج ۳ ص ۲۲، ۱۹ زجر جمع تحریف اخروی۔ یعنی دنیا میں ان کی روزی میں کمی نہیں کی جاتی جیسا کہ سورہ نبی اسرائیل ۷۲ میں وارد ہے مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَ کَلَّحْطَاکَ الْاٰیۃ مَکْرًا خَرَّتْ مِیْنِ اَنْ کَے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں کیونکہ انہوں نے ثواب آخرت کے لئے کیا ہی کچھ نہیں۔ مَا صَنَعُوْا میں ما سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور دعا و دیگر مشرکانہ اعمال بے کار اور رائیگاں ثابت ہوں گے وہ فی نفسہ باطل ہیں کیونکہ ان کی بنیاد عقیدہ باطلہ پر ہے۔ یا ما سے مراد اعمال صالحہ ہیں جو اعراض دنیویہ کی خاطر کئے گئے چونکہ مقصود غیر اللہ ہے اس لئے ایسے اعمال باطل اور بے نتیجہ ہوں گے۔

توقف لازم

موضع قرآن والے آخرت میں فرماتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو جبر تھی.... خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے علم میں غلط نقل کرنا یا

فتح الرحمن و مترجم گوید و میتوان گفت تمیزه استفهام انکاری محذوف است یعنی آیاتی توانستند شنید و آیانمیدیدند و الله اعلم ۱۲ -

ای ویلحقہ ویتبعہ اور شاہد سے مراد قرآن ہے اور منہ کی ضمیر لفظ جلالہ سے کنایہ ہے اسی منہ اللہ یعنی عقل سلیم کے ساتھ پھر قرآن بھی مسئلہ توحید کی حقانیت پر شاہد ہے۔ (مدارک) وَمِنْ قَبْلِهِ اور پھر اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات) موجود ہے جو بنی اسرائیل کے لئے دین کی راہنما اور اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھی وہ بھی اس مسئلہ میں قرآن سے متفق ہے یہاں من کا جواب مخدوف ہے اسی ایبقی لہ موضع شہادۃ یعنی جس شخص کے پاس عقل سلیم بھی ہو اور قرآن اور تورات کی شہادت بھی تو کیا اس کے لئے مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی رہے گی۔ اُولَئِكَ

سے مَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ جس کو اللہ نے عقل سلیم دی ہے وہ عقل سے اس کی صداقت کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقل کے عین مطابق ہے اور پھر قرآن اور تورات بھی اس مسئلہ کے حق میں شاہد ہیں اس لئے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن جو لوگ اس کے باوجود اس کو نہ مانیں اور اس کی صداقت میں شک کریں انکا انکار محض ضد و عناد پر مبنی ہے۔ ۱۲ یہ معاندین کے لئے تحریف اخروی ہے فَاتَّكَفَىٰ فِيهِمْ ذِكرُ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر تعلیم و تفہیم دونوں کی مقصود ہے کیونکہ آپ سے شک و شبہ کا صدور محال ہے۔ یعنی جب دلائل عقل و نقل سے ثابت ہو گیا کہ دین اسلام اور مسئلہ توحید حق ہے اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں تو تمہارے دلوں میں اس کے بارے میں شک کا گزرنہ ہونے پائے اگرچہ معاندین ضد و انکار پر اڑے رہیں۔ ۱۳ زجر جمع تحریف اخروی تا هُمْ اَوْحَسُّوْنَ وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جو بلا دلیل عقل و نقل اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جن سے اس کی ذات گرامی پاک اور منزہ ہے مثلاً اپنے خود ساختہ معبودوں کو عند اللہ شفع غالب کہنا وغیرہ۔ بَانَ نَسَبِ الْبَيْتِ مَا لَا يَلِيْقُ بِهِ كَقَوْلِهِمُ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللَّهِ تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا وَقَوْلِهِمْ لَا لَهُمْ هُمْ هَؤُلَاءِ شَفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ (روح ج ۱۲ ص ۱۳۱) یہ کفار و شرکین جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کئے جائیں گے۔ الا شہاد سے فرشتے مطلقاً یا حفظاً کراماً کا تبیین، انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں۔ وہ خدا کے سامنے ان افتراء کرنے والوں کے بارے میں شہادت دیں گے کہ یہ دنیا میں اللہ پر افتراء کرتے تھے

۱۲
۱۳

۱۲
۱۳

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ ۴۹۹ ۱۱ ہود

هَلْ يَسْتَوِيْنَ مَثَلًاۙ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۲۳ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًاۙ اِلٰى قَوْمِهٖۙ زَاۤىۤىۙ لَكُمْۙ نَذِيْرٌۭ مُّبِيْنٌ ۲۵

کیا برابر ہے دونوں کا حال پھر تم غور نہیں کرتے اور ہم نے بھیجا ۲۵ نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ میں تم کو ڈر کی بات سناتا ہوں کھول کر اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ طَاۤىۤىۤىۙ اَخَافُ عَلٰیكُمْ عَذَابَ ۲۶

کہ نہ پرستش کرو اللہ کے سوا میں ڈرتا ہوں تم پر دردناک یَوْمِۤ اِلٰیْمٍ ۲۷ فَقَالَ الْمَلٰٓئِکَةُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۙ

دن کے عذاب سے پھر بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم کے مَا تَرٰکَ اِلَّاۤ اَبَشَرَۙ اَمِثَلْنَاۙ وَمَا تَرٰکَ اَتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَادُوْاۤ اِلٰنَاۤ بَادِیَ الرَّآۤىۙ وَمَا تَرٰى لَکُمْ عَلٰیۤنَا

ہم کو تو تو نظر نہیں آتا مگر ایک آدمی ہم جیسا اور دیکھتے نہیں کوئی تابع ہوا تیرا مگر الذین ہم اراذلنا بادی الرای و ما تری لکم علینا ہم میں جو پنج قوم ہیں بلا تامل اور ہم نہیں دیکھتے تم کو

مِنْ فَضْلِۙ بَلْ نَظُنُّکُمْۙ کٰذِبِیْنَ ۲۸ قَالَ یَقُوْمُۙ اَرَءِیْتُمْ کَیۤفَۤیۤیۤیۙ بَرَاۤىۤیۙ بَلْکَۤیۤیۤیۙ ہم کو تو خیال ہے کہ تم سب مجھوٹے ہو بلا لائے قوم تم دیکھو تو اِنْ کُنْتَ عَلٰیۤیۤیۤیۙ بَیِّنَةٍۙ مِّنۢ شَیۡءٍۙ وَاَتٰنِیۙ رَحْمَةًۭ مِّنۢ شَیۡءٍۙ

اگر میں ہوں صاف راستہ پر اپنے رب کے اور اس نے بھیجی مجھ پر رحمت عِنْدَۤیۤیۤیۙ فَعِیۤیۤیۤیۙ عَلٰیۤیۤیۤیۙ اَنْۤیۤیۤیۤیۙ مَکْشُوۡہَاۙ وَاَنْتُمْۙ لَهَاۤیۤیۤیۙ

اپنے پاس سے پھر اس کو تمہاری آنکھ سے مخفی رکھا تو کیا ہم تم کو مجبور کر سکتے ہیں اس پر اور تم اس کَیۤیۤیۤیۙ ۲۹ وَیَقُوْمُۙ لَاۤ اَسْۤیۤیۤیۤیۙ عَلٰیۤیۤیۤیۙ مَا لَا طٰۤیۤیۤیۤیۙ اَجْرٰیۤیۤیۙ

بیزار ہوئے اور اے میری قوم نہیں مانتا میں تم سے اس پر کچھ مال سے میری مزدوری اِلَّا عَلَیۤیۤیۤیۙ اللّٰہِۙ وَمَاۤ اَنَاۤ بِطَارِدٍۙ الَّذِیْنَۙ اٰمَنُوْۤاۙ اِنَّہُمْۙ

نہیں مگر اللہ پر اور میں نہیں مانگنے والا ایمان والوں کو ان کو

منزل ۳

اشہاد گواہوں کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ ان مشرکین پر خدا کی لعنت ہے اور وہ رحمت الہی سے دور ہیں جو دوسرے لوگوں کو بھی راہ توحید سے مہلکانے کی کوشش کرتے ہیں و یَجْعَلُوْہَاۤیۤیۤیۙ عِوَجًاۙ اُوْرَانَۙ کَے دلوں میں شبہات پیدا کر کے ان کو ایمان و توحید اور طاعت و عبادت سے روک کر شرک و معاصی کی ترغیب دیتے ہیں۔ یعنی انہم کما ظلموا انفسہم ہا لہما لکفر و الضلال فقد اضافوا الیہ المذم من الدین الحق والقاء الشبہات و التعویج الدلائل المستقیمۃ (کبیر ج ۱ ص ۱۲۷) اہل ایمان، اسی بعد لون بالناس عنہما الى الشر اور قرطبی ج ۱ ص ۱۲۷ دنیا میں انہیں فوراً اس لئے نہیں بکڑا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر تھے یا اللہ سے ورے ان کا کوئی کار ساز اور نگہبان تھا بلکہ یہ تاخیر اللہ کی حکمت بالغہ پر مبنی تھی۔ یُضَعِّفُ لَہُمْۙ الْعَذَابَۙ اَبۡۤیۤیۤیۤیۙ اب آخرت میں انہیں دو گنا عذاب دیا

موضح قرآن و ادب کی عقل سے یعنی پہلی نظریں۔

جائے گا دنیا میں وہ حق بات کو سننے کے لئے تیار نہ تھے اور نہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات میں غور و فکر کرتے تھے۔ مَا كَانُوا يَفْقَهُونَ جن مہجودان باطلہ کو انہوں نے خدا کے یہاں سفارشی سمجھ رکھا تھا قیامت کے دن وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی ان کے کام نہیں آئے گا۔ (وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْقَهُونَ) من الالہۃ وشفاعتہا (روح ج ۱۲ ص ۲۵۷) دنیا میں کوئی نیک عمل نہ کیا اور خوش ہنسیوں میں مبتلا رہے اور جن مہجودوں پر بھروسہ تھا وہ بھی کام نہ آئے اس لئے لامحالہ آخرت میں وہ سب سے بڑے نقصان و خسران میں رہیں گے۔ ۵۲۷ یہ ماننے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والے اور عاجزی کرنے والے

ہود ۱۱

۵۰۰

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ ۱۳

مُلَقَّوۡا رَبِّہُمْ وَلَکِنِّیۡ اَرٰکُمْ قَوْمًا تَجْہَلُوۡنَ ﴿۱۹﴾

ملنا ہے اپنے رب سے لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو اور
یَقُوۡمُ مِّنۡ یَّصۡرُۡنِیۡ مِنَ اللّٰہِ اِنْ طَرَدْتُمۡہُمْ اَفَلَا
لے قوم کون پھڑکے مجھ کو اللہ سے اگر ان کو ہانک دوں کیا تم

تَذٰکُرُوۡنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا اَقُوۡلُ لَکُمۡ عِنۡدِیۡ خَزَآئِنُ اللّٰہِ
دھیان نہیں کرنے کی اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے

وَلَا اَعْلَمُ الْغَیۡبِ وَلَا اَقُوۡلُ اِنِّیۡ مُلَکٌ ﴿۲۱﴾

اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں ملکہ اور نہ
اَقُوۡلُ لِلَّذِیۡنَ تَزۡدَرِیۡ اَعِیۡنُکُمۡ لَنۡ یُّوۡتِیَہُمَا اللّٰہُ

کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا ان کو اللہ
خَیۡرًا ۙ اِنَّ اللّٰہَ اَعْلَمُ بِمَا فِیۡ اَنۡفُسِہِمۡ اِنِّیۡ اِذَا لَمِیۡنَ

بھلائی اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے جی میں ہے یہ کہوں تو میں
الظَّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۲﴾ قَالُوۡا اَیۡنُوۡحُ قَدْ جَاۤءَ لَنَا فَاۡکُثِّرۡتَ

بے انصاف ہوں تو بولے لے نوح ملکہ تو نے ہم سے بھگڑا کیا اور بہت
جَدَّ اَلۡنَافَاۡتِ نَابِۡمَآتِ عَلٰۤیۡنَا اِنْ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۲۳﴾

بھگڑ چکا اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو سچا ہے
قَالَ اِنۡمَآ یَاۡتِیۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ اِنْ شَآءَ وَمَا اَنْتُمۡ

بہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ
بِمُعۡجِرِیۡنَ ﴿۲۴﴾ وَلَا یَنۡفَعُکُمۡ نَصِیۡحِیۡ اِنْ اَرَدۡتَ اَنْ

تمہارا سکوت بھلا کر اور نہ کارگر ہوگی تم کو میری نصیحت ملکہ جو چاہوں کہ
اَنۡصَحَ لَکُمۡ اِنْ کَانَ اللّٰہُ یُرِیۡدُ اَنْ یَّغۡوِیۡکُمۡ ۙ هُوَ رَکۡبُکُمۡ

تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہو گا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا

تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہو گا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا

منزل ۳

مخلصین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ۵۲۷ یہ دونوں
فریقوں یعنی مشرکوں اور مومنوں کی تمثیل ہے۔ مشرک
کی مثال ایک اندھے اور بہرے شخص کی سی ہے جس طرح
اندھا اور بہرا شخص اشارت اور عبارت سے کوئی فائدہ
نہیں اٹھا سکتا یہی حال مشرکین کا ہے جو اللہ کی آیتوں
سے اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں وہ نہ آیات الہی کو
سننا چاہتے ہیں نہ دلائل آفاق و انفس کو نظر غائر دیکھ
کر غیرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے برعکس مومن
کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دیکھتا اور سنتا ہے اور
عبارات اور اشارت دونوں سے متمتع ہوتا ہے اسی طرح
مومن کانوں سے آیتیں سن کر اور آنکھوں سے دلائل
قدرت کو ملاحظہ کر کے ایمان و عمل میں اور زیادہ مضبوط
اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سات قصے مذکور ہیں
جو پہلے تین دعویوں سے بطریق لف و نشر مرتب متعلق ہیں۔

مذکورہ سوال
مفسر ۱۲

پہلا قصہ

۵۲۸ یہ پہلا قصہ ہے جو پہلے دعویٰ سے متعلق ہے۔
حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے بدیں الفاظ
اپنی قوم کے سامنے دعوت الہی پیش کی اِنِّیۡ اِنۡتُمۡ نٰذِرُکُمۡ
مِّنۡ عَذَابِ اللّٰہِ اِنْ لَا تُعۡبُدُوۡا اللّٰہَ فَاِنَّکُمْ لَمِنَ
سے ڈرانے والا ہوں ظاہر اور میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ
کے سوا کسی کو مت پکارو، اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز
نہیں۔ اَنْ لَا تُعۡبُدُوۡا اِیۡمٰنِیۡنَ ان مفسرہ ہے اور
اَرْسَلۡنَا یٰۤاِسۡحٰقَیۡہُۢمۡ کے متعلق ہے یا ان مصدر یہ ہے
اور حرف جار مقدر ہے اِیۡمٰنِیۡنَ لَا تُعۡبُدُوۡا (سماوح)
اس کے جواب میں قوم نے چار باتیں طنز و اعتراض کے
طور پر کہیں اول مَا تَزِدُّکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثۡلَکُمۡ ہماری
مانند بشر اور انسان ہو اس لئے ہم اپنے جیسے کا اتباع کیوں
کریں دوم وَمَا تَزِدُّکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثۡلَکُمۡ اور پھر جو لوگ

یعنی نصف و متعادل
نوح علیہ السلام

تمہارے پیچھے لگے ہیں وہ معاشرہ میں گھٹیا پوزیشن والے اور کمین لوگ ہیں ارادوا اتبعک احسأؤنا وسقطنا وسفلتنا (قرطبی ج ۹ ص ۲۷)
ہم ایسے شرفار نے تم کو نہیں مانا اور جن معمولی لوگوں نے تمہیں قبول کیا ہے انہوں نے بھی بغیر سوچے سمجھے اور بلا تدریس و تفکر محض اوپر سے دل ہی سے مانا ہے
اس لئے ان کا ایمان بھی بے حقیقت اور ناپائیدار ہے اِیۡمٰنِیۡنَ اِیۡمٰنِیۡنَ فی ہذا فی فکر ادا فی لفظا ہر لا فی الحقیقۃ قالہ ایشخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ سوم
موضح قرآن و کافروں نے مسلمانوں کو ذالہ ٹھہرایا اور چاہا کہ ان کو ہانک دو تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں، بات سنیں، سو فرمایا کہ دل کی بات اللہ تحقیق کرے گا۔ جب اس سے ملیں گے
میں اگر مسلمانوں کو ہانکوں تو اللہ سے کون چھڑا دے مجھ کو اور ذالہ ٹھہرایا اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے کسب سے بہتر کما فی نہیں اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو و لا وہ جو کہتے تھے کہ تم میں ہم
آپ سے بڑائی نہیں دیکھتے سو فرمایا کہ میں فرشتہ نہیں غیب کی خبر نہیں رکھتا اللہ کے خزانے میرے ہاتھ نہیں وہ جو اللہ نے اہل ہدی کے ہاتھ پر تمہاری آنکھ سے چھپی ہے۔

وَمَا تَدْرِي لَكُمْ عَلَيْكَ إِلَّا نَحْنُ اور تمہارے اندر ہمیں کوئی ایسی فضیلت بھی نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے ہم تمہیں اپنا پیشوا اور راہنما تسلیم کریں۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور ان کے متبعین کے سینے نور توحید سے منور تھے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی تھی مگر ان کو رہاظنوں کو یہ فضیلت نظر نہ آئی۔ چہاں کہیں کہیں کہیں بلکہ تم تو سب کو جھوٹے سمجھتے ہیں۔ اے نوح تجھ کو دعوائے نبوت میں اور تیرے پیروں کو تیری تصدیق میں۔ ۵۲۹ حضرت نوح علیہ السلام نے مشرکین کی کٹ جتنی کا نہایت مقبول اور متین جواب دیا اے میری قوم! اگر میرے پاس اللہ کی جانب سے اپنے دعوے کی سچائی پر واضح دلائل موجود ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے مجھے نبوت بھی عطا فرمادی ہو اور میں اللہ کے حکم اور اس کی وحی کے مطابق تمہیں توحید کی دعوت دوں۔ مگر بدقسمتی سے ان دلائل براہین میں تم غور و فکر نہ کرو اور میرے دعوے کی صداقت نہ سمجھ پاؤ تو اب تم خود ہی بناؤ اس میں قصور کس کا ہے۔ ۵۳۰ ہاں ضعیف کلمہ توحید یا البینۃ یا رحمة کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف مخدوف ہے شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وقیل الہما یرجع الی الرحمة وقیل لی البینۃ ای تلزکم قبولہا الخ دقطنی ج ۹ ص ۵۵۲ یعنی یہ تو ناممکن ہے کہ تمہارے دل کلمہ توحید اور دلائل توحید کو ماننے پر تیار نہ ہوں بلکہ اس سے متنفر ہوں اور ہم جبراً تم سے منوالیں یہ بات ہماری طاقت و استطاعت سے باہر ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی ہم ایسا نہیں کر سکتے لہذا استفہام معنہ الہ نیکارای لا اقدر علی ذلک والذی اقدر علیہ ان ادعواکم الی اللہ ولیس لی ان اضطرکم الی ذلک قال قتادۃ واللہ لو استطاع نبی اللہ لا لزمہا قومہ ولكنه لم یملک ذلک۔ ۵۳۱ رفازن ج ۲ ص ۲۳۸ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں نہیں اور نہ وہ متصرف و مختار ہیں۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام مختار و متصرف ہوتے تو اپنی ساری قوم کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کر دیتے۔ ۵۳۲ میری قوم! اس تبلیغ دعوت پر میں تم سے تنخواہ یا معاوضہ طلب نہیں کرتا کہ تم پر اس کا بوجھ ہو اس کا معاوضہ مجھے اللہ کی طرف سے ملے گا جس کی میں ڈیوٹی دے رہا ہوں باقی رہی یہ بات کہ تمہاری خاطر میں ان غریب کو اپنے پاس سے ہٹا دوں جو ایمان لا چکے ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا انکھم ملقوا ربہم کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں اگر میں ایسا کروں تو وہ خدا کے یہاں میری شکایت کریں گے فیشکوننی الیہ ان طردتہم

۵۰۱
وَمَا مِنْ دَالِکَ ۳
ہود ۱۱
۵۰۱
وَالْبِیْہُ تَرْجَعُونَ ۳۴ اَمْ یَقُولُوْنَ اَفْتَرٰہُ قُلْ اِنْ اَفْتَرٰہُ فَعَلٰی اِجْرَ اٰمِیْ وَاَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا یُفْتَرُوْنَ ۳۵ وَاَوْحٰی اِلٰی تُوْجِہُ ہر گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو ق فدا اور حکم ہوا کہ طرف نوح کے کہ اب ایمان نہ لائے گا تیری قوم میں مگر جو ایمان لا چکا
فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۳۶ وَاَصْنَعِ الْفُلَکَ سونے گین نہ رہ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں اور بنا لکھ کشتی
بَاعِیْنَا وَوَحِیْنَا وَلَا تَخَاطِبْنِیْ فَاِلٰذِیْنَ ظَلَمُوْا کو برو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کر مجھ سے ظالموں کے حق میں
اِنَّہُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۳۷ وَیَصْنَعِ الْفُلَکَ تَفْ وَکَلَّمَا مَرْعٰیہ لے بے شک غرق ہوں گے۔ اور وہ کشتی بناتا تھا کھ اور جب گزرتے اس پر
مَلَا مِّنْ قَوْمِہٖ سَیْخَرُوْا مِنْہُ ط قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنّْٰی سہوار اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے
فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ ۳۸ فَسَوْفَ تو ہم ہنستے ہیں تم سے جیسے تم ہنستے ہو ت اب جلد
تَعْلَمُوْنَ لَمَنْ یَّآتِیْہٖ عَذَابٌ یُّخْزِیْہٖ وَیَحِلُّ عَلَیْہٖ جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر
عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۳۹ حَتّٰی اِذَا حَآءْ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُوْرُ عذاب دائمی یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا ۵۴۰ اور جوش مارا تنور سے
قُلْنَا اٰحْمِلْ فِیْہَا مِنْ کُلِّ رَوْحٰیْنِ اَشْکِیْنِ وَاٰہْلَکَ کہا ہم نے چڑھالے کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور اپنے گھر کے لوگ

۵۰۱
وَمَا مِنْ دَالِکَ ۳
ہود ۱۱
۵۰۱
وَالْبِیْہُ تَرْجَعُونَ ۳۴ اَمْ یَقُولُوْنَ اَفْتَرٰہُ قُلْ اِنْ اَفْتَرٰہُ فَعَلٰی اِجْرَ اٰمِیْ وَاَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا یُفْتَرُوْنَ ۳۵ وَاَوْحٰی اِلٰی تُوْجِہُ ہر گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو ق فدا اور حکم ہوا کہ طرف نوح کے کہ اب ایمان نہ لائے گا تیری قوم میں مگر جو ایمان لا چکا
فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۳۶ وَاَصْنَعِ الْفُلَکَ سونے گین نہ رہ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں اور بنا لکھ کشتی
بَاعِیْنَا وَوَحِیْنَا وَلَا تَخَاطِبْنِیْ فَاِلٰذِیْنَ ظَلَمُوْا کو برو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کر مجھ سے ظالموں کے حق میں
اِنَّہُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۳۷ وَیَصْنَعِ الْفُلَکَ تَفْ وَکَلَّمَا مَرْعٰیہ لے بے شک غرق ہوں گے۔ اور وہ کشتی بناتا تھا کھ اور جب گزرتے اس پر
مَلَا مِّنْ قَوْمِہٖ سَیْخَرُوْا مِنْہُ ط قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنّْٰی سہوار اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے
فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ ۳۸ فَسَوْفَ تو ہم ہنستے ہیں تم سے جیسے تم ہنستے ہو ت اب جلد
تَعْلَمُوْنَ لَمَنْ یَّآتِیْہٖ عَذَابٌ یُّخْزِیْہٖ وَیَحِلُّ عَلَیْہٖ جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر
عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۳۹ حَتّٰی اِذَا حَآءْ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُوْرُ عذاب دائمی یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا ۵۴۰ اور جوش مارا تنور سے
قُلْنَا اٰحْمِلْ فِیْہَا مِنْ کُلِّ رَوْحٰیْنِ اَشْکِیْنِ وَاٰہْلَکَ کہا ہم نے چڑھالے کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور اپنے گھر کے لوگ

ردارک ج ۲ ص ۱۲۴ یا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مقررین بارگاہ الہی ہیں اس لئے میں ان کو اپنی مجلس سے کیونکر اٹھا دوں لا طردہم ولا ابعدهم عن مجلسی لانہم من اهل لزلغی لمقدیون الفائدون عند اللہ تعالیٰ روح ج ۱ ص ۱۴۱ مگر تم لوگ ہو کہ ایسی جاہلانہ اور سفیانہ باتیں کرتے چلے جا رہے ہو۔ و یَقُوْرُوْنَ مِّنْ یُّنْصَرِفِ فِیْ نِیْزِہٖ بتاؤ اگر میں تمہاری خواہش پر ان لوگوں کو اپنے لباس سے ہٹا دوں اور اس کی وجہ سے اللہ تجھ سے ناراض ہو جائے تو اس کی ناراضی سے مجھے کون بچائے گا یعنی کوئی نہیں بچا سکے گا۔ استفہام انکاری ہے۔
موضع قرآن ۱۔ یہاں تک جتنے سوال اس قوم کے تھے وہی تھے حضرت کی قوم کے گویا یہ سب جواب ان کے ملے ایک ان کا نیا دعویٰ تھا سو آگے فرمایا۔ ۵۴۱ حضرت نوح علیہ السلام کتاب نہ لائے تھے کہ ان کی قوم یہ بات کہتی۔ ۵۴۲ وہ ہنستے تھے اس پر کہ خشک زمین میں غرق کا بچاؤ کرتا ہے۔ یہ ہنستے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنستے ہیں۔
فتح الرحمن ۱۔ میں جملہ زیادہ کردہ شد در وسط قصہ قوم نوح تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین کہ بحال قوم حضرت نوح ۱۲ ص ۱۲۱ یعنی تنور غضب الہی ۱۲۔

هو ۱۱

5-2

وَكَا مِّنْ دَابَّةٍ ۝۱۳

مگر جس پر پہلے ہو چکا ہے حکم خدا اور سب ایمان والوں کو اور ایمان نہ لائے

تھے اس کے ساتھ مگر تھوڑے دن اور بولا اُسے سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام سے یہ ہکا بولنا

اور مٹھنا حقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اور وہ لئے جا رہی تھی

ان کو کہروں میں جیسے پہناؤ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہورہا

لحقاً کنارے لے بیٹے سوار ہو جا ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ

کافروں کے بولاشعہ جا لگوں گا کسی پہاڑ کو جو بچالے گا مجھ کو

پانی سے کہا کوئی بچانے والا نہیں آج اللہ کے حکم سے اسے مگر جس پر

وہی رحم کرے اور حائل ہو گئی دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں ت

اور حکم آیا اسے زمین سکھ نکل جا اپنا پانی اور لے آسمان ستم جا اور سکھادیا گیا

پانی اور ہو چکا کام اور شتی مٹھری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا

کہ دور ہو قوم ظالم و فاسق اور پکارا نوح نے مسکے اپنے رب کو کہا



استغاثت

سنتش! منتقطع!"

۱۵۲

منزل ۳

موضع قرآن

ساری سی ہے اور سوار کھاسرت کون سے سڑیں کوکان کا سنان بنا رکھا ہے باب اس کوڑے پانی ابے ب کاییں کوڑا ہو جایوئی اس دن جلد پہاڑ سے بلند ورتک بی ورتک
 گئے کہ پندہ کا بچاؤ نہ تھا۔ فل چالیس دن پانی آسمان سے برسا اور زمین سے اُبلتا پھر چھ مہینے بعد پہاڑوں کے سر کھلے کہ کشتی نئی جو دی پہاڑ سے ملک شام میں ہے یہ پہاڑ۔

فتح الرحمن و۱ یعنی زن نوح و کنعان پسر نوح ۱۲۔

کی کوشش کریں گے اور ان کی نسلوں میں کفار و فجار کے سوا کوئی پیدا نہیں ہوگا مگر یہ استدلال سراسر غلط اور قرآن سے بے اعتنائی اور بے خبری کا نتیجہ ہے حضرت نوح علیہ السلام عالم الغیب ہونے کی وجہ سے یہ بات نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی انہیں اس کی اطلاع دی تھی جیسا کہ آیت زیر تفسیر میں اس کی صراحت موجود ہے ۳۳ ہَا عِیْنُنَا وَوَحِیُّنَا یعنی ہماری حفاظت میں اور ہماری ہدایات کے مطابق کشتی تیار کرو اور ان مشرکین کے بارے میں اب دفع عذاب یا مہلت دینے کی ہرگز سفارش نہ کرنا کیونکہ انہیں غرق کرنے کا فیصلہ حتمی اور قضا مہم ہے۔ ۳۴ یصنع مکان محذوف کی خبر ہے۔ حذف کان مع بقار خبر کلام عرب میں جائز ہے کو اور ان کے بعد مکان کا حذف مشہور و معروف ہے یحذونہا ویبقون الخ خبر بعد

لو وان کثیرا اشتهر الفیہ ابن مالک، مشرکین حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر ان سے استہزا کرتے کہ یہ کشتی خشک زمین پر کیسے چلاؤ گے یہاں تو کوئی سمندر یا دریا نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا استہزا کر لو ہمارا وقت بھی آجائے گا جب ہم دیکھیں گے کہ تم ذلیل و رسوا کرنے والے عذاب میں مبتلا ہو اور ہم محض اللہ کی مہربانی سے اس کشتی میں اس سے محفوظ ہیں۔ ۳۸ تنور سے یا اس کا حقیقی معنی مرلو ہے یعنی روٹیاں پکانے کا تنور جیسا کہ جمہور کی رائے ہے والمعاد من التینور تنورا الخ خبر عند الجمہور روح ج ۱۲ ص ۵۲، تنور سے پانی کا ٹپکنا طوفان کی علامت تھی۔ یا یہ غضب الہی کے جوش میں آنے سے کنایہ ہے۔ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ الْخَشْيَةَ کوئل رکھا اور اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی صراحت نہ کی تاکہ ان کا دل آزرہ نہ ہو۔ ۳۹ بِسْمِ اللّٰهِ میں بار امتنان کے لئے ہے۔ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ یہ کشتی محض اللہ کی امانت و توفیق سے اپنے سواروں کے ساتھ صبح و سالم منزل مقصود پر پہنچ کر نکلنا انداز ہوگی۔ وہی تَجْرِی الخ اس سے پہلے اندماج سے یعنی تمام مومنین اور حضرت نوح علیہ السلام کے اہل بیت بیوی اور ایک بیٹے کے علاوہ کشتی میں سوار ہو گئے، طوفان زوروں پر آگیا اور کشتی نوح ٹپھاڑ ایسی بلند و مہیب موجوں میں سے اللہ کی حفاظت سے گزر رہی تھی کہ پسے دو حضرت نوح علیہ السلام کی نظر اپنے بیٹے پر پڑ گئی۔ یہ بیٹا کفنان مشرک تھا اور کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اسے آواز دی بیٹا اب بھی وقت ہے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ لقمہ طوفان نہ خور۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا مشرک ہونا معلوم

بولسا بیان مکتوبہ فی کرم علی الدہ سلم ۱۲

ہود ۱۱

۵۰۳

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلاَّ

رَبِّ اِنَّ ابْنِي مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے

وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۳۵ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ

اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ۳۵ فرمایا اے نوح شک نہ ہو

لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا

بہنیں تیرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں خراب سو مت

تَسْأَلُنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنِّیْۤ اَعْظَمُكَ اَنْ

پوچھ مجھ سے جو مجھ کو معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں مجھ کو کہ

تَكُوْنَ مِنَ الْجٰہِلِيْنَ ۝۳۶ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ

نہ ہو جائے تو جاہلوں میں ۳۶ بولا اے رب میں پناہ مانگتا ہوں تیری

اَنْۢ اَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهِ عِلْمٌ وَّ اِلَّا تَغْفِرْ لِيْ

اس سے کہ پوچھوں مجھ سے جو معلوم نہ ہو مجھ کو اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو

وَتَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۳۷ قِيْلَ يٰنُوْحُ

اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں ۳۷ حکم ہوا اے نوح

اٰھْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَکٰتِ عَلَیْكَ وَعَلٰی اٰمِرٍ

اتر آ سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو

مَعَكَ وَاَمْرٌ سَمِعْتَهُمْ ثُمَّ یَمْسُرُہُمْ

تیرے ساتھ ہیں اور دوسرے فرقے ہیں کہ ہم فائدہ دیں گے ان کو پھر پہنچے گا ان کو

مِّنْۢ اَعْدَابِ اٰلِیْمٍ ۝۳۸ تِلْكَ مِنْۢ اَنْۢبَاِ الْغٰیْبِ

ہماری طرف سے عذاب دردناک ۳۸ یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں بحکم

نُوْحٍۭہَا اِلَیْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُہَا اَنْتَ وَاَقْوَمُكَ

کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف نہ تجھ کو ان کی خبر سستی اور نہ تیری قوم کو

منزل ۳

تھا مگر انہوں نے سمجھا کہ اس بولناک طوفان کو دیکھ کر شاید وہ ایمان لے آئے اس لئے اسے کشتی کی طرف بلایا۔ لیکن بہت سے محققین امام ماتریدی وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ منافق تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس کا علم نہ تھا وہ اسے اپنے دین توحید پر سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے اس کو کشتی میں سوار ہو جانے کو کہا۔ قیل انما ناداہ لانه کان ینافقہ فظن انه مؤمن واختارہ کثیر من المحققین کا ماتریدی وغیرہ وقیل کان یعلم انه کافر لانی ذلک الوقت لکنہ علیہ السلام ظن و لا یعنی ایک عورت تو ہلاکت میں آچکی اب چاہے بیٹے کو ہلاکت میں گن چاہے نجات میں۔ ۳ آدمی پوچھتا ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم چاہیے۔ یہ کام ہے موضع قرآن جابل کا کہ اگلے کی مرضی نہ دیکھے پوچھنے کی پھر پوچھے۔ ۳ حضرت نوح نے توبہ کی لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے نہ کہ کو کیا مقدر ہو چاہیے کہ اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو۔ ۳ حق تعالیٰ نے تسلی فرمادی کہ پھر سارے نوح انسان پر ہلاکت نہ آوے گی قیامت سے پہلے مگر بعض فرقے ہلاک ہوں گے۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ ۝۱۳

گواہ کرتا ہوں اللہ کو ۲۵ اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو

ان يسأل هلاك الكفار ثم يسأل في انجاء بعضهم

وكان ابنه يسوع الكفر ويظهره الانبياء الخ (قرطبي ج ۹ ص ۵۴۲) فرمایا اے نوح! یہ تیرے ان اہل بیت سے ہیں جن کو نجات دینے کا میں نے وعدہ کیا تھا کیونکہ اس کے اعمال نیک نہیں بلکہ وہ مشرک ہے اس لئے جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے مت سوال کرو۔ دلوں کے بھید تو اللہ جانتا ہے حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے نفاق سے بے خبر تھے اس لئے اس بارے میں سوال کر بیٹھے۔ کا خبر اللہ تعالیٰ نوحاً بما ہو من فیرد بہ من علم الغیوب ای علمت من حال ابنک ما لم تعلمہ انت الخ (قرطبی) اس آیت سے شفاعت قہری اور غیر اللہ کے مختار و متصرف ہونے کی نفی ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ ہدایت پر لاسکے اور نہ عذاب الہی سے اسے بچا سکے۔ ۵۴۵ اصل حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بے محل سوال پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور رحمت کی درخواست کی۔ وَاِذَا مَلَاحِیْلٌ اُتَتْ رَحْمَتُ رَبِّکَ اَنْ تَقُولَ اَمْلِکْ ۝۵۴۶ حضرت نوح علیہ السلام کو سلامتی اور نزولِ برکات

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ

1

لئے مرقا ہے جیسا کہ یہاں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینکڑوں برس پہلے قوم عادت تباہ و برباد ہو چکی تھی اور خارج میں ان کا کوئی وجود نہ تھا مگر اس کو باوجود ثلاث سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ علی ہذا قبر میں جب کمیت سے سوال ہوگا مَا تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ ؟ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت حضور علیہ السلام قبر میں حاضر ہوں گے بلکہ یہاں بھی اشارہ معبود فی الذہن کی طرف ہے وَ عَصُوا أَرْسُلَهُ اَیْکَ رَسُولِ کی تکذیب اور نافرمانی تمام رسولوں کے خصیان کو مستلزم ہے اس لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ اَیْہَا اَنْبِیَا عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی پیروی کے بجائے انہوں نے اپنے سرکش اور معاند سرداروں کی پیروی کی جو انہیں شرک کی دعوت دینے اور پیغمبروں کو جھٹلانے کی ترغیب دیتے تھے۔ وَ اَنْتُمْ حَوَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةُ اللّٰہِ کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہدایت سے محروم رہے اور دنیا و آخرت میں ملعون و مقہور ہوئے۔ اَیْہَا اَنْبِیَا مَوْضِعُ قُرْآنٍ یعنی قیامت کو یوں پکاریں گے۔ وَ تَجْعَلُہُمْ کَوَامِدٍ تَحْتٰی۔ یعنی جو نہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ روشن کرے گا تو لگتا مٹائے۔

وَلَا تَسْؤُهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ﴿٩٣﴾

اور مت ہانتے رکھاؤ اس کو بُری طرح پھر تو آپکڑے کا تم کو عذاب بہت جلد مل

فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ﴿٩٤﴾

پھر اس کے پاؤں کاٹے تب کہا فائدہ اٹھا لو اپنے گھروں میں تین دن

ذَلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْنٍ ﴿٩٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا لُجُجْنَا

یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا پھر جب پہنچا اے حکم ہمارا بچا دیا

صِلْحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَمِنْ خِزْيِ

ہم نے صلح کو اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی

يَوْمَئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿٩٦﴾ وَأَخَذَ

رسوائی سے بے شک تیرا رب وہی ہے زور والا زبردست اور پکڑ لیا

الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّبِيحَةَ فَاصْبُحُوا فِي دِيَارِهِمْ

ان ظالموں کو چلنا آواز لے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں

جَثِيمِينَ ﴿٩٧﴾ كَانُوا لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا إِنَّ شَوْدًا

اوندھے پڑے ہوئے جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں سن لو

كُفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بَعْدَ الشَّوْدِ ﴿٩٨﴾ وَلَقَدْ جَاءَتْ

منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھر کفار ہے شہود کو اور البتہ آپکے ہیں سلا

رُسُلَنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا اسْلَمَا قَالَ

ہمارے پیچھے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر بولے سلام وہ بولا

سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ﴿٩٩﴾ فَلَمَّا

سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بھڑا تلا ہوا ق پھر جب

رَأَى أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ

دیکھا اے ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر تو کھٹکا اور دل میں ان سے

مَنْزِل

قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے حضرت صالح علیہ السلام نے یَقُومُوا عِبَادَ اللَّهِ مَا لَكُمْ قِيَمٌ إِلَهُ غُلُوهُ سے پیغام توحید قوم کے سامنے پیش کیا ہوا اُنشَا كَهْفَتَيْنِ
الَّذِي نَحْنُ اللَّهُ فِيهِ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور زمین میں تم کو آباد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بنیادی انعامات کا ذکر کیا تاکہ قوم کے دلوں میں جذبہ تشکر و امتنان پیدا ہو اور وہ اللہ کی توحید
کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ ۹۳ ہر قوم نے اپنے پیغمبر کو نئے سے نیا طعن دیا حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم کے سامنے مسئلہ توحید پیش کیا تو ان کے بگڑے ہوئے
مزاج کے خلاف تھا تو وہ بول اٹھے کہ اے صالح! ہم تو تمہیں بڑا اچھا اور لائق سمجھتے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ تم اپنی لیاقت و قابلیت سے قوم کو بام عروج پر پہنچا دو
گے اور ہم تو تمہارے ساتھ بڑی امیدیں وابستہ کئے
ہوئے تھے مگر تم نے خلاف توقع اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا
اور ہمیں بھی کہتا ہے کہ ہم بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ
دیں۔ اَنْ تَعْبُدُوا اِيَّيْنا ان نعبد — مَا يَعْبُدُ
موصولہ سے مراد عبودان باطلہ۔ مَا تَدْعُونَا اِلَى مَصْرُفٍ
سے مسئلہ توحید مراد ہے۔ مَا تَدْعُونَا اِلَيْهِ مِنَ التَّوْحِيدِ
ردارک ج ۲ ص ۱۷۹، یعنی کیا تو ہمیں اس بات سے منع کرتا
ہے کہ ہم اپنے ان معبودوں کی عبادت کریں جن کی
ہمارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے۔ صاف بات
ہے مسئلہ توحید جس کی تو ہمیں دعوت دیتا ہے اس کے
بارے میں ہمارے دلوں میں بہت شکوک و شبہات
ہیں۔ ۹۵ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو
جواب دیا میری قوم! اگر میرے پاس دعوائے توحید پر
اپنے پروردگار کی طرف سے دلائل موجود ہوں اور اللہ کی جانب
سے مجھ پر مسلسل وحی بھی نازل ہو رہی ہو دینی میں اللہ کا پیغمبر
بھی ہوں، اور پھر میں تمہاری خواہشات کی پیروی کرنے
لگوں اور اللہ کی توحید کا پیغام چھوڑ کر اس کی نافرمانی کا
مرتکب ہو جاؤں تو تم ہی بتاؤ مجھے اللہ کی گرفت سے کون بچا
گا۔ فَمَا تَزِيدُوْنِي غَيْرَ تَخْيِيرٍ تم تو مجھے اپنے پیچھے چلا کر
سراسر خسارے میں ڈالنا چاہتے ہو۔ ۹۶ قوم نے حضرت
صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص پتھر
سے ایک اونٹنی نکال دیں تو وہ انہیں سچائی مان لیں گے
حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو اللہ کے حکم
سے بطور معجزہ اسی وقت پتھر سے اونٹنی نکل آئی تب حضرت
صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اونٹنی ایک معجزہ ہے اور
تمہارے لئے میری سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے، اسکی
خوراک تمہارے ذمہ نہیں وہ اللہ کی زمین میں چل پھر کر
اپنا پیٹ بھرے گی تم اس سے تعرض مت کرنا ورنہ فوراً
اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ فَعَقَرُوْهَا مَكْرُوْهُ

یہ وحی بھیجنا ہے
فجہ

یہ وہی وہی ہے
اور وہی وہی ہے

باز نہ آئے اور ایک آدمی کو اس کے قتل کرنے پر مامور کیا اس نے موقع پا کر اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے قتل کر دیا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تین دن تک
گھروں میں اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا لو اس کے بعد تمہاری ہلاکت ہے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں عَنِ الْيَمِينِ وَبِأَيْمَانِهِ (روح) ۱۰۰ جب
موضع قرآن سے فرمایا کہ اس کی تعظیم کرتے رہو گے تب تک دنیا کا عذاب نہ ہوگا۔ جہاں وہ جاتی کھانے کو یا بیٹے کو سب جانور بھاگ جاتے۔ اور آدمی کوئی اس کو نہ ہانکتا و
ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات پڑے سوتے تھے فرشتے نے ہنگامہ ماری سب کے منہ پر پھٹ گئے ۱۲ منہ رحمت تعالیٰ و وہ کئی شخص فرشتے تھے قوم کو پڑ جاتے تھے ہلاک لے کر اول حضرت
ابراہیم کے پاس آئے اور بشارت دی بیٹے کی ان کو نبی بنی سے بیٹا تھا اول حضرت ابراہیم نے نہ پہچانے کہ فرشتے ہیں کھانا لے آئے ۱۲ منہ رح۔

ہمارے عذاب کا عین وقت آپہنچا تو ہم نے صراحت اور اس کے مومن ساتھیوں کو محض اپنی رحمت سے نجات دی اور اس دن کی ذلت و رسوائی سے ان کو بچا لیا وَاخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا النَّارَ وَلَمْ يَمْلِكُوا فِيهَا شَيْئًا (لوگ ایک ہی آسمانی چٹخ سے اپنے گھروں میں اس طرح ڈھیر ہو گئے گویا کہ وہ ان میں کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ ہے اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی توحید کا انکار کرنے والوں کا انجام۔ ۵۳) یہ جو تھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے وہ چونکہ انسانی شکلوں میں تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں نہ پہچان سکے اور یہی سمجھا کہ ان کے پاس کوئی آدم زاد مہمان آگئے ہیں اس لئے فوراً تشریف لے گئے اور

وَمَاصْنُ دَابَّةٍ ۱۳ ۵۰۸ ۱۱ ھُوْدٌ

خِيفَهُ ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَى قَوْمِ لُوطٍ ۖ

ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں طرف قوم لوط کی

وَأَمْرَاتِهِ قَائِمَةٌ فَضَحِكْتُ فَبَشَّرْنَاهَا بِاسْحَاقَ وَلَمِنْ

اور اس کی عورت کھڑی تھی مکتلہ تب وہ مہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحق کے

وَرَأَى اسْحَاقُ يَعْقُوبَ ۖ قَالَتْ يَوُيْلَتِي ۖ أَلِدْتُ وَأَنَا

پیدا ہونے کی اور اسحق کے پیچھے یعقوب کی فت بولی ھلے اے خرابی کیا میں بچہ جنوں کی اور یہاں

عَجُوزٌ ۖ وَهَذَا بَعْلِي نَشِئْنَا ۖ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ۖ

بڑھاپوں اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا یہ تو ایک عجیب بات ہے

قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَتُهُ

وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے ۵۴ اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۖ فَلَمَّا ذَهَبَ

تم پر اے گھر والو تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا پھر جب بتا رہا

عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعَ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَى يُجَادِلُنَا فِي

ابراہیم سے ڈر ھلے اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے

قَوْمِ لُوطٍ ۖ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ۖ

قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم ھلے تحمل والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا

يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ

اے ابراہیم پھوڑ یہ خیال وہ تو آجکا حکم تیرے رب کا

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِمْ غَيْرُ مُرْدُوْدٍ ۖ وَلَمَّا جَاءَتْ

اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹا یا نہیں جاتا اور جب پہنچے ۵۵

رُسُلَنَا لُوطًا سَئِيًّا بِهِمْ وَصَاقٍ بِرَمِّ ذُرْعًا وَقَالَ هَذَا

ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس غمگین ہوا ان کے آنے سے اور تنگ ہوا دل میں اور بولا آج

بچھڑے کا گوشت تل بھون کر لے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم بآن شان غلت غیب داں نہ تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ فرشتے ہیں اور فرشتے کھانا نہیں کھاتے۔ نیکو ھو یعنی ان کو نہ پہچانا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرشتوں کو نہ پہچان سکنے کی صراحت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ فرشتے بھی عالم الغیب نہیں در نہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھانا تیار کرنے سے روک دیتے۔ فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ وہ گھر کس لئے جا رہے ہیں۔ قَالَ لَطِيفِي لَوْ عَرَفْتُمْ بَأْتِنَاهُمْ وَلَا تَكَلَّمُوا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ بِنَايَا لَكُمْ الطَّعَامُ (روح ج ۱۲ ص ۹۷) ۵۳ جب انہوں نے تے ہوئے بچھڑے کا دسترخوان اپنے ”مہمانوں“ کے سامنے لا کر رکھا تو انہوں نے کھانے کے لئے دسترخوان کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خوف سا پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ بڑے ارادے سے نہ آئے ہوں کیونکہ اس وقت کا دستور تھا کہ جس شخص سے کسی برائی کا ارادہ ہوتا اس کے گھر کا نمک نہیں کھاتے تھے وکانوا اذا راوا الضيف ياكل ظنوا به شرًا (قرطبی ج ۵ ص ۵۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آثار خوف دیکھ کر فرشتے بول اٹھے کہ آپ ڈریں نہیں ہم تو فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب لے کر آئے ہیں۔ فرشتوں کی اس وضاحت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقیقت حال کا علم ہوا۔ ۵۴ فَضَحِكْتُ فَبَشَّرْنَاهَا قَائِمَةً فَارْدُونِ فِي تَغْيِبِ زَكْرَى کے لئے ہے اور اس میں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں تھا فَبَشَّرْنَاهَا فَضَحِكْتُ یعنی ہم نے اس کو بیٹے کی خوشخبری دی تو وہ خوشی سے مہنس پڑی ان ہذا علی التقدير والتاخير والتقدير وامراته قائمة فَبَشَّرْنَاهَا بِاسْحَاقَ فَضَحِكْتُ سَمِعًا

اسی قلمنا یہاں ص ۱۱ پر ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے

منزل ۳

بسبب تلك المشاركة فقدم الصلح ومعه التاخير كيمتد واقعه سورة زاريات میں وقتی ترتیب سے مذکور ہے یہاں اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ زاریات میں سب سے پہلے فرشتوں کی آمد کا ذکر ہے اس کے بعد بیٹے کی خوشخبری کا پھر اس کے بعد زوجہ ابراہیم علیہ السلام کے اظہار تعجب کا ذکر ہے۔ قَالُوا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۖ فَأَقْبَلَتْ أُمُّرَاتُهُ فِي صَرَخَةٍ فَضَحِكْتُ وَجْهَهَا الْآيَةُ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی آمد کا مقصد پوچھا تو انہوں نے کہا وہ قوم لوط پر عذاب لیکر آئے ہیں۔ ۵۵ فَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سَئِيًّا بِهِمْ وَصَاقٍ بِرَمِّ ذُرْعًا وَقَالَ هَذَا مَوْضِعُ قَرَّانٍ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى فَتَحَ الرِّجْلَيْنِ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى سَبَبٌ خَوْفٍ لُوطًا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ بِنَايَا لَكُمْ الطَّعَامُ (روح ج ۱۲ ص ۹۷) ۱۳

هود ۱۱

5-9

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ ۙ

دن بڑا سخت ہے دانا اور آئی اس کے پاس اس کی قوم تکہ دوڑتی ہے اختیار اور

آگے سے کمر لپے بھٹے۔ جڑے کام بولا اے قوم

یہ مہر کی بیسیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے سو ڈرو تم اللہ سے اور مت

اِسوا کرو جو کوئیرے ہمالوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں بہا چن ف

جو کہ وہ سب کا تعلق ہے، اور ان کے لیے یہ سب کچھ ہے۔

١٠

رَبِّكَ لِيُصَلِّمَ إِلَيْكَ فَاسْأَلِيكَ يَا هَلْكَ نَقْطَةً مِّنْ

لَيْلٍ وَلَا يَلْتَفِتُ مِنْهُ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرًا تُرَىٰ أَنَّهُ

مَصِيْبُهُمَا مَا أَصَابَهُمَا إِنْ مَوْعِدُهُمَا الصَّبْحُ

کے لئے جس نے یہ سچا ہے کہ

٥٨

مَنْزِلٌ

ہے۔ جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ اپنی قوم کی عادت بد کے پیش نظر انہیں دیکھ کر بہت غمگین ہوئے اور اپنے کو کمزور اور بے بس محسوس کیا۔ یاد دل میں ان کی آمد کو ناپسند کیا۔ ذر ع کے معنی اصل میں فراقی کے ہیں یہاں سینے یا طاقت سے کنایہ ہے۔ ضاق بھعد ذرعا ای طاقت و موضع قرآن و فرشتے گئے لڑکے بن کر اور حضرت لوط کو اس قوم کی تو معلوم تھی اس سے خفا ہوئے کہ لڑائی کرنی پڑی ۱۲ رحمہ اللہ فرشتے جہان اترے اُن کے گھر تباہ و فرس و قوم دیکھ کر دوڑی یہ ان کو بچانے کو اپنی بیٹیاں بیاہ دینی قبول کرنے لگے لیکن وہ کب مانتے تھے اُس وقت کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت کو مکہ فتح ہوا صبح کے وقت شاید یہ وہی اشارت ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن و مترجم گوید یعنی ایشان امار و خوش روی بودند و عادت قوم بود پس خوف پیدا شد و اللہ اعلم ۱۲۔

فَخَالِ الْوَحْشَ وَابْتَغِ الْوَعْدَ ابْتَغِيهِ رُوحِي بَدَدُوا عَادَتِ قَوْمٌ مَعْلُومٌ بُوْدِ بَسْ خَوْفٌ پیداشد وَاللّٰهُ اعْلَمُ ۱۲ -

جہنم (روح ج ۱۲ ص ۱۱۱) وضاق بہودرعا ایضاق صدرہ بجمیعہہ و کھرہہ (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۱) اس واقعہ سے حضرت لوط علیہ السلام کے غیب والے ہونے کی نفی ہوتی ہے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ یہ فرشتے ہیں تو انہیں غم کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فرشتوں پر قوم کی دست درازی ناممکن تھی۔ لکھ حضرت لوط علیہ السلام کا خدشہ درست نکلا جب قوم کے غنڈوں کو ان کے پاس خوبصورت نوجوانوں کی آمد کا علم ہوا تو بری نیت سے ان کی طرف بے اختیار لپکے کیونکہ وہ پہلے ہی سے خلاف فطرت فعل کے عادی تھے۔ قَالَ يَقُولُ كُنْزٌ كَثِيرٌ يَأْتِيهِمْ مِنْهُ خَبْرٌ لَّيْسَ بِمِثْلِ هَذِهِ الْقَوْمِ (سج ۱۱) لکھ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو معقول طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی اور فرمایا نادانوں!

ہود ۱۱

۵۱۰

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَابًا مِّنْ سَمِجَلٍ

وہ بستی اوپر نیچے اور برسائے ہم نے اس پر پتھر کستہ کے

مَنْضُودٍ (۸۲) مَسْوَمَةٍ عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنْ

نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس اور نہیں ہے وہ بستی

الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ (۸۳) وَآلِ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا

ان ظالموں سے کچھ دور اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو لکھ

قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ وَلَا

بولائے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سولے اور

تَنْفُصُوا الْمَكِّيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ مُبْجِرِينَ

نہ گھٹاؤ مپ اور تول کو میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ حال اور

إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ (۸۴) وَيَقَوْمِ

ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک گھیرے والے دن کے اور اے قوم

أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا

پورا کرو مپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹاؤ

النَّاسَ أَشْيَاءَ هُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (۸۵)

لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت مچاؤ زمین پر فساد

بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَمَا

جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تم کو اگر ہو تم ایمان والے لکھ اور میں نہیں

أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ (۸۶) قَالُوا يَشْعَبُ أَصْلُوكَ

ہوں تم پر نگہبان بولے اے شعیب لکھ کیا تیرے نماز پڑھنے نے تجھ کو

تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَأَنْ تَفْعَلَ

یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادا یا چھوڑ دیں کرنا

میں نے فرشتوں کو
دیکھا ہے کہ وہ
میں سے کہیں

میں نے فرشتوں کو
دیکھا ہے کہ وہ
میں سے کہیں

منزل ۳

یعنی اپنی بیوی کو ساتھ مت لے جانا کیونکہ وہ بھی قوم کے ساتھ عذاب سے ہلاک کی جائے گی اور ہلاکت کے لئے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ یہ گویا سوال مقدرہ کا جواب ہے ایبقون الی الصبح کیا وہ صبح تک زندہ رہیں گے یعنی ہلاک کیوں نہیں کئے جاتے؟ فرمایا کیا صبح قریب نہیں؟ یعنی صبح بھی دور نہیں بے فکر ہو وہ صبح کو ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ لکھ جب عذاب کا مقررہ وقت آپہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے قوم لوط کی بستیوں کی زمین کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب لے جا کر زمین پر دے مارا اور اوپر سے سخت مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔ سَجَّيْلٌ جَوْثِيٌّ كَرِخْتٍ تَطْحَرُ كَمَا تَطْحَرُ السَّمَكُ فِي الْمَاءِ۔ مَنْضُودٌ تَبْتَسُّ۔ مَسْوَمَةٌ اُن پتھروں پر غاص نشان لگے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آسمان سے آئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ ہر پتھر پر اس آدمی کا نام کندہ تھا جس کی اس کی ہلاکت مقدر تھی موصح قرآن و نقل ہے کہ امانت کے روپے گزرتے ۳ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ ۝۱۳

511

هودا

جو کچھ کہہ سکتے ہیں اپنے مالوں میں تو ہی بڑا باوقار ہے نیک چلن و

بولو اے قوم دیکھو تو عیسیٰ اگر مجھ کو سمجھ آگئی اپنے رب کی طرف سے اور اس

نے روزی دی مجھ کو نہ نیک روزی اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود کو ذرا

وہ کام جو تم سے چھڑاؤں میں تو چاہتا ہوں سوارنا جہاں تک

ہو سکے اور بن آتا ہے اللہ کی مدد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور

اسی کی طرف تیار ہو رہا ہے اور اسے قوم متحدہ نہ کما یومیہ کی ضد سمجھ کر یہ کہ

پہلے م پر بیٹھا کہ پر پر ہے تو موں پر یا موم ہوود پر یا

مِنْهُ يَخْرُجُ السَّمُومُ فِي يَوْمٍ ذُو نَبَرٍ مُّطَهَّرٍ

وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ إِذَا أُتُوا بِالْحَسَنَةِ قَالُوا هَذِهِ لَنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ

فَنَاضَعُفًا وَلَهُ أَهْلُ طَرَفِكَ لِحَدِّكَ نَوْمًا

میں زلی ما آئے ہا کھ مال ہے ای حال کوئی داعی مالی
بلکہ میں توفیق الوسع تمہاری اصلاح اور خیر خواہی چاہتا
ارادے ہی سے یورہا ہو سکتا ہے۔ تمام معاملات میں میرا

اور بددیانتی سے دولت کمانے سے منع کروں لیکن خود اس کام میں لگ جاؤں۔ حضرت شیخ قدس سرہ
مآ آئینہ کھڑی یعنی مسئلہ تو حید بیان کرنے، شرک اور بددیانتی سے تمہیں روکنے سے میرا مقصد تمہاری مخالفت
ہوں۔ مگر میری اس خواہش کے پورا ہونے کی توفیق اللہ کے اختیار میں ہے اور یہ مقصد محض اللہ کی تائید اور اس

موضوع قرآن: فلا جاہلوں کا دستور ہے کہ نیکوں کا کام آپ نہ کر سکیں تو انہیں کو لگیں چڑانے یہی خصلت۔

فی لہ چوائے سے بران مانا اور اپنے مقدور بھر مجھائے رہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ح. المر من ف. یعنی علال چلو نه خن تمارا سنوم ۱۲ ف. یعنی می خواهم که بکارایک بفراایم و خودم ۱۳ -

بھروسہ اسی پر ہے اور تمام ہمت میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس طرح حضرت شیخؒ کی تفسیر پر یہ آیت دونوں مذکورہ مسئلوں سے متعلق ہو جائے گی۔ ۵۷ میری قوم تم میری مخالفت میں اس قدر سرگرمی نہ دکھاؤ میری مخالفت تمہیں قوم نوحؑ قوم ہنوحؑ قوم صالحؑ اور قوم لوطؑ کی طرح اللہ کے عذاب اور اس کے قہر و غضب کا مستحق نہ بننا چاہئے۔ واستغفر ربکم لکم سرکشی نہ کرو اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور اللہ کی توحید کو قبول کر لو وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ وہ بڑا مہربان اور توبہ کرنے والوں سے محبت کرنے والا ہے۔ ۵۸ حضرت شعیب علیہ السلام کی اس حکیمانہ اور ناصحانہ تبلیغ کا قوم پر کوئی اثر نہ ہوا اور ازراہ عناد کہنے لگے اے شعیب تیری باتیں بالکل بے معنی ہیں ہم

ہود ۱۱

۵۱۲

وکانہین ذآئلا ۱۲

عَلَيْنَا بَعَزِيزٌ ۹۱ قَالَ يَقَوْمِ اَرَهِيْطِيْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنْ

نگاہ میں تیری کچھ عزت نہیں بولتا اے قوم نہ کہ میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہے

اللّٰهِ وَاَتَّخِذُ شُؤْمَكُمْ وَاَرَاءَكُمْ ظَهْرًا اِنَّ رَبِّيْ بِمَا

اللہ سے اور اس کو ڈال رکھا تم نے پیٹھ پیچھے بھلا کر تحقیق میرے رب کے قابو

تَعْمَلُوْنَ مُحِيطٌ ۹۲ وَيَقَوْمِ اَعْمَلُوا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ

میں ہے جو کچھ کرتے ہو اور اے میری قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ

اِنِّیْ عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاتِيْهِ عَذَابٌ

میں بھی کام کرتا ہوں آگے معلوم کر لو گے کس پر آتا ہے عذاب

يُخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَّاَرْتَقِبُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ

رسوا کرنے والا اور کون ہے جھوٹا اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ

رَقِيْبٌ ۹۳ وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا لَنَجِيْنَ شُعَيْبًا وَ الَّذِيْنَ

تاک رہا ہوں اور جب پہنچا شعیبؑ ہمارا حکم پہنچا ہم نے شعیبؑ کو اور جو

اٰمَنُوْا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور آپکڑا ان ظالموں کو

الصَّيْحَةَ فَاصْبِرُوْا فِیْ دِيَارِهِمْ جَثِمٰیْنِ ۹۴ كَاْنَ لَمْ

سرکھنے بھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اور اندھے پڑے ہوئے گویا کبھی

يَخْنُوْا فِيْهَا اِلَّا بُعْدَ الْمَدِيْنَةِ كَمَا بَعْدَتْ ثَمُوْدُ ۹۵

وہاں بسے ہی نہ تھے سن لو پھٹکا رہے مدین کو جیسے پھٹکا رہوئی تھی ثمود کو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِآيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۹۶ اِلٰی

اور البتہ بھیج چکے ہیں ہم موسیٰؑ کو لکھ اپنی نشانیاں اور واضح سند دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهٖ فَاتَّبِعُوْا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَا اَمْرُ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پھر وہ چلے حکم پر فرعون کے اور نہیں بات

مآزل ۲

انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں اور یاد رکھو تم ہم میں کمزور ہو اور تمہارا مقابلے کی تاب نہیں لاسکتے ہو اگر تمہیں تمہارا قبیلہ کا پاس و لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں کبھی کا قتل کر دیتے ہوتے حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کے لوگ مشرکین کے ہم مسلک تھے اس لئے ان کا لحاظ کیا۔ وکان دھط من اهل ملته فلذلک اظهروا الملل الیہم و الکراملہم (مدارک ج ۲ ص ۷۸) حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے جواب میں فرمایا میری قوم! یہ کس قدر نادانی کی بات ہے کہ میرا قبیلہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے زیادہ معزز و محترم ہے۔ تم میرے قبیلہ کا لحاظ کرتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہیں کرتے جو جس کا میں پیغمبر ہوں اور تم نے اللہ کے احکام کو کمال بے اعتنائی سے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اِنِّیْ سَیِّدٌ مِّنْ اَعْمَالُوْنَ مَحِیْطٌ مَّیَّادِرُ کھو تمہارا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں اس لئے وہ تمہیں ہر بر فعل کی پوری پوری سزا دے گا۔ وَيَقَوْمِ اَعْمَلُوا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اچھا تم اپنے موقف پر قائم رہ کر اس کا نتیجہ دیکھ لو میں بھی اپنے موقف پر قائم ہوں۔ عنقریب دیکھ لو گے کہ کون جھوٹا ہے اور کون رسوا کن عذاب سے ہلاک ہوتا ہے۔ ۵۸ آخر وقت موعود پر اللہ کا عذاب آگیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے مؤمن ساتھیوں کو اللہ نے بچا لیا اور تمام مشرک ایک آسمانی گردبار آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل ایسے مردہ پڑے تھے گویا کہ وہ کبھی ان گھروں میں آباد ہی نہ ہوئے تھے۔ ۵۹ یہ ساتواں قصہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے مسئلہ توحید پیش کرنے پر مشرکین و کفار کی طرف سے تکلیفیں آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے برداشت کرنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ایذا میں برداشت کیں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون کا واقعہ سورہ اعراف ۲۰ تا ۲۴ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

۵۸

ساتواں قصہ ہے اور تیسرا دعوے کے متعلق ہے ۱۲

طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ایذا میں برداشت کیں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون کا واقعہ سورہ اعراف ۲۰ تا ۲۴ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

فَرْعُونَ بِرَثِيدٍ ۹۷ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ

فرعون کی کچھ کام کی آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن منہ پھر پھینکا

النَّارَ وَيُسْأَلُ يَوْمَئِذٍ السُّورُودَ ۹۸ وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ

ان کو آگ پر اور بُرا گھاٹ ہے جس پر پہنچے اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان میں

لَعْنَةُ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يُسْأَلُ لِرَفْدِ الْمَرْفُودِ ۹۹ ذَلِكِ

لعنت اور دن قیامت کے بھی بُرا انعام ہے جو ان کو ملا

مِنْ أَنْبَاءِ الْفَرَى نَقَصَهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ وَ

کھوٹے سے حالات ہیں سمجھ لیتوں کے کہ ہم سناتے ہیں تجھ کو بعض ان میں سے ایک ناکام ہوا

حَصِيدٌ ۱۰۰ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ

بعض کی جڑ کٹ گئی اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا جسے ظلم کر گئے وہی اپنی جان پر

فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ

پھر کچھ کام نہ آئے ان کے بٹھا کر (معبود) جن کو ہر کار تے تھے سوائے

اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لَمَّا جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُهُمْ إِلَّا

اللہ کے کسی چیز میں جس وقت پہنچا حکم تیرے رب کا اور نہیں بڑھایا ان کے حق میں عذاب

تَنْبِيٍّ ۱۰۱ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْفَرَى وَ

ہلاک کرنے کے اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور

هِيَ ظَالِمَةٌ إِنْ أَخَذَ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۱۰۲ إِنْ فِي

وہ ظلم کرنے ہوتے ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی اس بات

ذَلِكَ لَا يَكْفِي لِمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۱۰۳ ذَلِكِ يَوْمِ

میں نشانہ ہے اس کو جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے وہ ایک دن ہو جس

مَجْمُوعٌ لَهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمُ مَشْهُودٍ ۱۰۴ وَمَا

میں جمع ہوں گے سب لوگ اور وہ دن ہے سب کے پیش ہونے کا اور اس کو

۵۱۳ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن فرعون

جہنم کی طرف اپنی قوم کی قیادت کرے گا۔ جس

جگہ میں وہ داخل ہوں گے وہ کس قدر بری ہے

یعنی نار جہنم۔ وَأَتَّبِعُوا فِي هَذِهِ

اور اخروی تخویف ہے۔ دنیا میں بھی ان پر سب کی

پھٹکار ہے اور آخرت میں بھی وہ اللہ کی رحمت

سے محروم رہیں گے۔ یہ تحفہ جو دیا گیا کس قدر بُرا

ہے۔ ۵۱۴ یہ تمام مذکورہ قصوں کی طرف

اشارہ ہے۔ یعنی ہم نے ان تمام مشرک قوموں

کو ہلاک کر دیا مگر ان کے مزعومہ معبودوں اور

خود ساختہ کار سازوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی

اور آڑے وقت میں ان کے کام نہ آئے جیسا کہ

سورہ احقاف میں ہے فَلَوْ لَا كُفِّرُوهُمُ الَّذِينَ

اَلْكَفَرُ وَاصْنُ دُونِ اللّٰهِ قُرْبًا كَا اِلٰهَاتِهِمْ يَرْجِعُهُ

معارضہ ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ ۵۱۵ ان قوموں

کو ہلاک کر کے ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں

نے شرک کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا اور پھر

جب ہمارا عذاب آپہنچا تو جنہیں اپنا کار ساز سمجھ کر

پکارا کرتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ

آیا۔ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ الْخَوِيفِ تَخْوِيفِ

ہے اِنِّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةٌ لِّمَنۡ كُنَّ ذٰلِكَ تَبٰی

میں آخرت سے ڈرنے والوں کے لئے عبرت

ہے اس دن سب لوگ حساب کتاب کے لئے

جمع ہوں گے اور سب موجود ہوں گے کوئی بھی

غیر حاضر نہیں ہوگا۔

موضع قرآن

ف قائم ہے اور کٹ گیا یعنی آباد ہے اور اجاڑ

۵۸۶ قیامت کا ایک دن مقرر ہے اس سے پہلے نہیں آئے گی یَوْمَ يَأْتُكُمُ النَّفْسُ الْخَالِصَةُ وَرَجَبُ اسے وقت پر قیامت آجائے گی اس دن کوئی شخص اللہ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکے گا۔ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا نُفُوسَهُمْ فَأَنفُسُهُمْ شَرٌّ لَّهُمْ وَأَنفُسُهُمْ شَرٌّ لَّهُمْ کی بلند آواز۔ مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ يَوْمَ تَوَدَّ كُلُّ نَفْسٍ أَن تَبْقَىٰ وَتَكُونَ مِنَ الْخَالِدِينَ علی عادۃ العرب فی الاخبار عن دوام الشیء واما الشیء واما الشیء واما الشیء (قرطبی ج ۹ ص ۵۸۶) الا بمعنی سوی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے لا علی لفان الا لفاتی

ہود ۱۱

۵۱۴

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا

تَوَخَّرَ إِلَّا رَجُلٌ مَّعْدُودٌ ۚ يَوْمَ يَأْتُكُمُ

نَفْسُ الْإِبَادِنِ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ۚ فَأَمَّا

الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ۚ خَلَدَتْ

فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ أَلَمْ تَرَ أَنَّ

رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۚ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعَدُوا

فِي الْجَنَّةِ خَلَدَتْ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ

کانت یعنی سواہا یہ قول امام زہاج، فرار

اور سکاوندی سے منقول ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ

جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ سزا اس کے علاوہ ہے

جو اس سے بھی زیادہ اللہ کے یہاں ان کے لئے مقرر ہے

واللہ اعلم سوی ما شاء ربک من الزیادۃ السی لا

آخر لہا روح ج ۱۲ ص ۱۲۷) اس کی مثال یوں ہے

کہ ایک شخص محض عمر قید کی سزا جگت رہا ہو اور دوسرا

عمر قید بامشقت ۵۸۸ یہ بشارت اخروی ہے ما

دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ اور اَلَمْ تَرَ أَنَّ رَبَّكَ

کی تفسیر مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے۔ ۵۸۹ یہ

چوتھے دعوے سے متعلق ہے مسئلہ توحید عقلی اور نقلی

دلائل سے واضح ہو چکا ہے اور اس میں شک و شبہ

کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی اس لئے توحید کے حق ہونے

اور شرک کے باطل ہونے میں کسی کو شک نہیں کرنا چاہیے

مَا يَعْصِدُونَ الْإِلَٰهَ انْ مَّشْرِكِينَ کے پاس کوئی دلیل نہیں

وہ محض اپنے باپ دادا کی اندھا دھند پیروی کر رہے ہیں

جس طرح وہ بلا دلیل و حجت معبودان باطلہ کو کار ساز

سمجھ کر بکارتے اور ان کی عبادت بجالاتے تھے اسی طرح

یہ کرتے ہیں۔ دلیل نہ ان کے پاس تھی نہ ان کے پاس

ہے۔ ۵۹۰ یہ گویا سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ

کہ اگر قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے تو اس میں اختلاف کیوں

کیا گیا سب نے کیوں نہیں مان لیا۔ جواب دیا گیا کہ موئی

علیہ السلام کی کتاب تورات کو تو واقعی اللہ کا کلام مانتے

ہو حالانکہ اس کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا بعض نے

اس کو مانا بعض نے نہ مانا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے لئے تسلیہ بھی ہے اَمِنْ بَه قَوْمٍ وَكَفَرٍ بِه

قَوْمُكُمْ اخْتَلَفَ فِي الْقُرْآنِ وَهُوَ تَسْلِيَةٌ لِرَسُولِ اللَّهِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رد رک ج ۲ ص ۵۸۹

۵۹۱ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر تم

نہیں مانتے تو ہمارا مؤخرہ کیوں نہیں ہوتا۔ جواب دیا گیا مؤخرہ اور عذاب کے لئے اجل مقرر ہے وہ اپنے وقت ہر آئے گا اگر اس کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

موضع قرآن یہ کہ اس میں دو معنی ہو سکتے ایک یہ کہ رہیں آگ میں جتنی دیر رہ چکے ہیں آسمان و زمین دنیا میں مگر جتنا اور پرچا ہے تیرا رب وہ اسی کو معلوم ہے۔ دوسرے

یہ کہ رہیں گے آگ میں جب تک رہے آسمان و زمین اس جہاں کا۔ یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے رب تو موقوف کر دے لیکن چاہ چکا کہ موقوف نہ ہو۔ فائدہ اس کہنے

میں فرق نکلا اللہ کے ہمیشہ رہنے میں اور بندے کے کہ بندہ کو ہمیشہ رہے پر ساتھ یہ بات بھی کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمن ۱ یعنی مدت ماندن در بہشت و در دوزخ مانند مدت دوام آسمانہا و زمین است در دنیا اگر زیادتی را در مشیت خدا است و در جہم کسی نمی

اعتبار کنند حاصل بیان دوام است بابلغ وجوہ ۱۲

مذکورہ اخروی

مذکورہ اخروی

مذکورہ اخروی

مذکورہ اخروی

مذکورہ اخروی

منزل ۳

لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ وَأَنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ قَرِيبٌ ۝۱۱ وَإِنَّ

تو فیصلہ ہو گیا ان میں اور ان کو اس میں شک ہے کہ تم میں سے کون سے ایمان لائے اور کون سے

كَلَّا لَئِن لَّمْ يَؤْفِقِيهِمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ إِنَّمَا يَـَٔيُكَوْنُ

لوگ ہیں بے شک جب وقت آیا پورا دیکھا کہ ان کو ان کے اعمال اس کو سب ٹھیک ہے جو کچھ وہ

خَيْرٌ ۝۱۲ فَاسْتَقِمْ كَمَا أَمَرْتُ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَ

کریں گے تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا ۱۲ اور جس نے توبہ کی میرے ساتھ اور

لَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۱۳ وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى

حد سے نہ بڑھو بے شک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور مت جھکو ان کی

الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ

طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا جسے

مِنْ أَوْلِيَاءٍ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۝۱۴ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي

مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے اور قائم کرو نماز کو لکھ دو لوگوں طرف

النَّهَارِ وَرُكْعَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُ السَّيِّئَاتِ

دن کے اور کچھ ٹکڑوں میں رات کے اچھے نیکیاں دور کرتی ہیں بُرائیوں کو

ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ ۝۱۵ وَأَصِدْقًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ

یہ یاد دہانی ہے یاد رکھنے والوں کو اللہ ضائع نہیں کرتا

أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۱۶ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ

ثواب پہنچا کر لے والوں کا سو کیوں نہ ہوتے تھے ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھے

أُولَٰئِكَ يَتْلُونَ فِي الْأَرْضِ نَارًا لِّفَسَادٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا

ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے رہا کرتے رہے ملک میں مگر کچھ تو

مِّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا

کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں بیش سے

منزل

اور وہ کبھی کے نیست و نابود کئے جا چکے ہوتے۔ ۱۱۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس کی دو ترکیبیں ہیں (۱) کلام اسم ان اور لہما کی شرط محذوف ہے اسی باعث ہم اور کیو قیبت ہم
جزا ہے اور شرط و جزا مجموعہ ان کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ بیشک جب ہر ایک کو اللہ اٹھائے گا تو ان کو پوری پوری جزا دے گا (۲) کیو قیبت ہم شرط اور ان کے بعد لعمکون
خبر ہے اس کی جزا ہے اور مجموعہ شرط و جزا ان کی خبر ہے یعنی بیشک ہر ایک کو جب اللہ جزا دے گا تو وہ ان کے اعمال سے خبردار ہوگا۔ ۱۲۔ سورت میں ابتداء سے یہاں تک چاروں
دعوے ذکر کرنے اور ان سے متعلق سات قصے بیان کرنے کے بعد مذکورہ بالا تمام مضامین پر پانچ امور مرتب فرمائے (۱) فَاسْتَقِمْ كَمَا أَمَرْتُ جس طرح آپ کو اور ایمان والوں
کو حکم دیا گیا ہے اس پر آپ اور آپ کے ساتھی استقامت سے

عمل پیرا رہیں (۲) وَلَا تَطْغَوْا اور اللہ کی حدود سے سر مو

انحراف نہ ہونے پائے (۳) وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ يَظْلَمُونَ

اللہ کی حدود توڑنے والوں اور اللہ کی توحید کے باغیوں کی

طرف تمہارے دلوں میں ادنیٰ سا میلان بھی نہ پایا جائے

ورنہ تم بھی ان کے ساتھ شریک عذاب ہو جاؤ گے۔ وَقَالَ كُمْ

مِن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءٍ جملہ فتمسککم کی ضمیر منصوب سے

عال ہے والوا للخال من مفعول فتمسککم التا

مظہر ہے جہ ۱۳ ظالموں کی طرف ادنیٰ میلان کی وجہ سے

تم بھی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے حالانکہ اس وقت اللہ کے سوا

تمہارا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوگا۔ ۱۴۔ یہ امر چہارم ہے

یعنی نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا امام مجاہد فرماتے ہیں طرہ کی

النہار سے صبح ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں اور رُكْعَاتٍ

مِّنَ اللَّيْلِ سے مغرب اور عشاء کی مظہر و روح ۱۵۔ اِنَّ

الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُ السَّيِّئَاتِ۔ اچھلتی اعمال حسنة

نمازیں وغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جیسا کہ صحیح حدیثوں میں

وارد ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک کے درمیان جو

صغیرہ گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔

فی الحدیث ان الصلوات تکفر ما بذلھا ای فی یومھا اذا

اجتنبت الکبائر فی ذلک الیوم روح جہ ۱۶

۱۷۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں سیئات سے سختیاں

اور مصیبتیں مراد ہیں اس طرح سیئات میں صغیرہ گناہوں کی

تویل کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ سیئات سے گناہ مراد لینے کی

صورت میں اسے صغیرہ گناہوں سے مخفی کرنا پڑے گا کیونکہ کبیرہ

گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ ۱۸۔ وَأَصِدْقًا اور

صبر و ہمت سے کام لو اور محض اللہ کی رضا جوئی کیلئے افلاس کے

ساتھ تبلیغ کئے جاؤ اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا ۱۹۔

لَوْلَا بِمَعْنَى هَلَا برائے تخصیص ہے یعنی تم سے پہلے قرون میں

جو لوگ غفل ورہے والے اور دین کے راہنما تھے انہوں نے دوسرے

لوگوں کو شرک و کفر سے کیوں نہ روکا جو زمین میں اہل شرف و فساد کی جڑ ہے۔ بقیۃ اہل اصحاب طاعة و دین و عقل و بصیرت قرطبی جہ ۱۱۔ إِلَّا قَلِيلًا استثناء منقطع ہے یعنی

البتہ بہت تھوڑے لوگ ایسے ضرور تھے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا جبکہ باقی سرکش قوم کو ہلاک کر دیا۔ ۱۶۔ مشرکین دنیوی مال و متاع میں مصروف اور نفسانی لذات و شہوات میں مہمک

تھے اس لئے انہوں نے ان محدود و چند مصلحین کی ایک نہ سنی۔ ۱۷۔ تخویف دنیوی ہے دنیا میں جن قوموں کو عذاب سے تباہ کیا گیا ہے ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کیا

موضع قرآن و یعنی کتاب دی تھی راہ بتانے کو لوگ اس کے سمجھنے میں اختلاف کرنے لگے اور لفظ آگے ہو چکا یہ کہ دنیا میں صبح اور چھوٹ صاف نہ ہو ۱۸۔ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و

نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے خیر برائیوں کی چھوڑے اور جس ملک میں

نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت بڑھے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہئے جتنا میل اتنا صابون ۱۲۔ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

کہ لوگ تو دنیا میں نیک کام کر رہے ہوں اور اصلاح کے درپے ہوں اور پھر بھی ان کو ہلاک کر دیا ہو بلکہ جب بھی ان پر عذاب آیا ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے آیا۔ ۵۸
اُمّہ وَاٰحَدٌ ؕ اَلَمْ يَكُنْ لَّيْسَ لَكُمْ مَحْذُوْفٌ ہے بقرینہ آیت سورہ مائدہ ۷۲ وَكُنتُمْ شَآءَ اللّٰهِ تَجْعَلُكُمْ اُمَّةً وَّاٰحَدًا وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ الْاٰيَةَ اِذَا جَاءَتْكُمْ قُرْآنًا مِّنْهُ فَتَقَارَعُوا فِيْهِ فَاخْرَجْتُمْ مِّنْهُ مُّجَادِلًا فَخَالَفْتُمْ كِتٰبَ رَبِّكُمْ فَذٰلِكَ حَتّٰى يُصَيِّرَ سَنَابِلَكُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَانكَّرْتُمْ هٰذَا وَقُلْتُمْ لَا يَهْدِيْهُمُ الرَّحْمٰنُ فَاُولٰٓئِكَ صَبَّأْنَاهُمْ لِنُجَاتِ الْغٰثَةِ الَّتِيْ هُمْ فِيْهَا مُّقَامٌ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا عَنْ رُّسُلِهِمْ فَلَوْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

سب لوگوں کو ایک ہی دن (توحید) پر متفق کر دیتا لیکن اس صورت میں ابتلاء و امتحان کی حکمت فوت ہو جاتی اور اس طرح سب کا ایمان جبری ہو تا حالانکہ جبری ایمان مطلوب نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کو واضح کرنے کے بعد سمجھ بوجھ کیساتھ ذنوں میں سے ایک کو قبول کرنے کا اختیار دیا۔ اسی اختیار پر حجاز و سرزمینی ہے ۵۹

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا

514

هشود ۱۱

فِيهِ وَكَانُوا أَجْرُمِينَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرْآنَ

بہتے تھے اور مجھے گنہگار اور تیرا رب محض ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بسبب کو

بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْذِحُونَ ﴿١١٠﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ

زبردستی سے اور لوگ وہاں سے نیک ہوں اور اگر چاہتا تو ارب کروڑ لاکھ لوگوں کو شہد

أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۝١٨ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ

ایک راستہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں وہ مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے

وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا مَأْخِذَ لَكُمْ فِيهِمْ مِنْ

اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہوئی بات میرے رب کی کہ البتہ ہجرت کا دوزخ

الْجَنَّةِ وَالنَّاسِرِ جُمُعَيْنِ ﴿١١٩﴾ وَكَلَّا نَقْصُصُ عَلَيْكَ مِنْ

جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے اور سب چیز بیان کرتے ہیں نفلہ ہم تیرے پاس

أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ

رسولوں کے احوال سے جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس اس سورت میں

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَقُلْ لِلَّذِينَ

تحقیق بات اور نصیحت اور یادداشت ایمان والوں کو اور کہہ دے ان کو چولہ

أَيُّوْمِنُونِ اعْمَلُوا عَلٰی مَا كُنْتُمْ اِنَّا عَمِلُونَا ۝۱۴۱

ایمان نہیں لاتے کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر لٹھ ہم بھی کام کرتے ہیں اور

اَنْتَظِرُوا ۖ اِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿١٢٢﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ

انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور اللہ کے پاس چھپی بات آسمانوں کی اور

الْأَرْضِ وَالْبَيْتِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ

زمین کی سطح اور اسی کی طرف رجوع ہے سب کام کا سوا اسی کی بندنی گرا دے۔ اسی پر

عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١١٣﴾

بھروسہ رکھو اور میرا رب بے جبر نہیں جو کام کم کرتے ہو

ملفوظات مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

بمقامی و لکھنؤ

تمام سابق
مضمون

بہارِ نبویؐ

۱۵

مذہب دینی

ازادہ و دعوتی ادبی

کے اعادہ دعویٰ

ابوداؤد

العبد المذنب

1

لوگوں کو چونکہ ایک دین کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اس لئے وہ ہمیشہ آپس میں مختلف رہیں گے کوئی حق پر ہوگا کوئی باطل پر مگر جن پر اللہ کی رحمت اور اللہ کی توفیق جن کے شامل حال ہوئی ان میں عقائد اور اصول دین کا کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ وَلِذَا لَكَ حَقُّهُمُ اِیْلًا لِّخِلَافٍ اَوَّارٍ مِّنْ دَوْلَةٍ اَوَّلِ الْاَمَلِ اور اللہ نے اختلاف یا امتحان ہی کے لئے تو لوگوں کو پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے اعتبار سے جو راستہ چاہیں اختیار کریں توحید کا یا شرک کا پھر اسی کے مطابق جزا و سزا ہوگی۔ وَتَمَّتْ کَلِمَةُ رَبِّكَ الْخَمْسُ اور قدر میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جہنم کو مشرک جنوں اور انسانوں سے بھرا جائے گا اس لئے لوگوں کا دین واحد پر متفق ہونا ممکن نہیں اور ان کے درمیان اختلاف کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ ۱۰۱۔ یہ تمام سابقہ قصوں سے متعلق ہے۔ مکتبہ مبدل منہ، مَا نُنشِئُ بِہٖ بَدَلَ اور مِّنْ اَنْبَاءِ السَّهْلِ مَا نُنشِئُ کا بیان ہے۔ یہ قصے ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ آپ کے دل میں ثبات و استقلال زیادہ پیدا ہو اور آپ تبلیغ توحید کی راہ میں ہر کھٹن سے کھٹن وقت کا صبر و ثبات سے مقابلہ کر سکیں اور مشرکین کے مسلسل رد و انکار کی وجہ سے مایوس نہ ہو جائیں۔ اور اس سورت میں ہم نے تین امور بیان کر دیئے ہیں اَلْحَقُّ تَوْحِیْدٌ رسالت کے دلائل، مَوْعِظَةٌ اَنْوَاعُ سَالِفَةٍ کے انجام بد سے عبرت آموزی ذِکْرُ اِیْ اَعْمَالٍ صَالِحَةٍ اور اٰخِرَت کی ترغیب۔ درازی، قرطبی، ۱۰۲۔ زجر مع تخویف نبوی دلائل توحید، اُمم سابقہ کے عبرت آموز حالات اور ترغیب و ترہیب کے بعد فرمایا ان مشرکین سے کہہ دو اگر ان بیانات شافیہ سے بھی تمہارے دل متاثر نہیں ہوئے تو تم اپنی دگر پر چلتے رہو ہم بھی اپنے مسلک پر قائم و دائم ہیں تم اپنے انجام کا انتظار کرو ہم اپنے انجام کے منتظر ہیں۔ ۱۰۳۔ اس آخری آیت میں سورت کے

منزل ۲

تمام دعویوں کا بالاجمال اعادہ ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَآلِہٖ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ۔ یہ دوسرے دعوے کا اعادہ ہے۔ عالم الغیب اور قادر و متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے فَاعْبُدْکَ اعادۂ دعویٰ اولیٰ جب عالم الغیب اور قادر و متصرف وہی ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو وَتَسُوْکُلْ عَلَیْہِ اعادۂ دعویٰ ثالثہ مصائب و بلیات میں اللہ پر بھروسہ کرو اور انہیں صبر و استقامت سے برداشت کرو۔ وَكَارِثُکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اعادۂ دعویٰ رابعہ۔ اے مشرکین تم محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔

موضح قرآن و یعنی نیک لوگ غالب ہوتے تو وہ قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے عرصے سو آپ نبی گئے۔

فتح الرحمن و المعنی بذات دنیا مشغول شدند ۱۲-

سورہ ہود آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ اَلَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ————— تا ————— عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
- ۲۔ اَلَا اِنَّهُمْ يَشْتَرُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ————— تا ————— مَلٰٓئِكًا فِیْ کِتٰبٍ مُّحِیْنٍ ۝ نفی شرک فی العلم۔
- ۳۔ اَلَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ۝ اِلٰی اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اِلَیْمٍ ۝ (۳۷) اعلان توحید از نوح علیہ السلام۔
- ۴۔ وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ ————— تا ————— وَلَا اَقُوْلُ اِلٰی مَلٰٓئِکَ (۳۷) نفی شرک فی التصرف والعلم۔
- ۵۔ قَالُوْا اِنُّوْهُمْ قَدْ جَدَلْتَنَا ————— تا ————— وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۝ نفی تصرف از نوح علیہ السلام۔
- ۶۔ وَنَادٰی نُوْحٌ رَبِّهٗ ————— تا ————— اَکُنْ مِّنَ الْخٰصِرِیْنَ ۝ (۳۷) نفی اختیار و تصرف و نفی شفاعت قبری از حضرت نوح علیہ السلام۔
یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔
- ۷۔ تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ ————— تا ————— اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ (۳۷) نفی علم غیب و حاضر و ناظر از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۸۔ لَیْقُوْا عِبَادَ اللّٰهِ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۝ (۵۶) اعلان توحید از حضرت ہود علیہ السلام۔
- ۹۔ قَالُوْا اَیْہُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنٰتٍ ————— تا ————— بَعْضُ الْمَقٰتِلِ ۝ (۵۶) حضرت ہود علیہ السلام پر قوم کے مطاعن۔
- ۱۰۔ وَکَلِمًا جَآءَ اَمْرُنَا نَحْنُ الْغٰیْبُ ۝ (۵۶) حضرت ہود علیہ السلام بھی پہنچنے میں اللہ کے محتاج ہیں۔
- ۱۱۔ قَالَ لَیْقُوْا عِبَادَ اللّٰهِ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۝ (۵۶) اعلان توحید از حضرت صالح علیہ السلام۔
- ۱۲۔ قَالُوْا اِیْطٰلِحُ قَدْ کُنْتَ ————— تا ————— اِلَیْہِ مُّرِیْبٍ ۝ حضرت صالح علیہ السلام پر قوم کا نیا طعن۔
- ۱۳۔ نٰکِرُہُمْ وَاَوْحَسَ مِنْہُمْ (۵۶) نفی علم غیب از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔
- ۱۴۔ وَکَلِمًا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا ————— تا ————— هٰذَا یَوْمُ عَصِیْبٍ ۝ نفی علم غیب از حضرت لوط علیہ السلام۔
- ۱۵۔ لَیْقُوْا عِبَادَ اللّٰهِ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۝ (۸۶) اعلان توحید از حضرت شعیب علیہ السلام۔
- ۱۶۔ قَالُوْا اِیْشَعِیْبُ اَصَلُوْا تَک ————— تا ————— الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ۝ حضرت شعیب علیہ السلام پر بے جا طعن۔
- ۱۷۔ ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْقُرْاٰی نَقَّضَہٗ عَلَیْکَ مِنْہَا قَآرِئُہٗ وَحَصِیْدُہٗ ۝ (۹۶) دلیل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۱۸۔ فَمَا اَعْنَتْ عَنْہُمْ اِلٰہُہُمْ ————— تا ————— غَیْرَ تَنْتِیْبٍ ۝ نفی تصرف از معبودانِ باطلہ۔
- ۱۹۔ فَلَا تَنْکُ فِیْ مَرِیْہِ ————— تا ————— غَیْرَ مَنْقُوْصٍ ۝ (۹۶) معبودانِ باطلہ کی عبادت کا باطل ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔
- ۲۰۔ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ————— تا ————— عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (۱۰۶) عالم الغیب اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔

آج بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۶ بجے صبح سورہ ہود کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی خذ لک احوالک واخلل الصلوة والسلام علی رسولی دائماً ابداً وعلی سائر عبادۃ الصالحین لیللاً ونھالاً۔

سورۃ یوسف

ربط | سورۃ یوسف کو سورۃ ہود کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ ہود میں جس مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں یہ مسئلہ اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں بھی اس کی تبلیغ و اشاعت کو نہ بھولے۔ قید خانے میں جب دو قیدیوں نے تعبیر لینے کے لئے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے تو انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید اچھی طرح سمجھایا اور انہیں بتایا کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ شرک عقل و نقل کے خلاف ہے اسی لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ ہود کا دوسرا دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار نہیں۔ اب سورۃ یوسف میں اس دعویٰ پر ایک بہت مفصل نقلی دلیل ذکر کی گئی۔ سورۃ ہود کا مقصود دعویٰ تو پہلا ہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں، لیکن دوسرا دعویٰ چونکہ پہلے دعوے کے لئے بمنزلہ علت و دلیل ہے اور علت و دلیل کا مضبوط اور مستحکم ہونا معلول اور مدلول کے ثبوت و استحکام کو مستلزم ہے اس لئے دوسرے دعوے کو مفصل نقلی دلیل سے مضبوط کیا گیا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار نہیں تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں۔

سورۃ ہود میں متعدد انبیاء علیہم السلام کی زبان سے یہ دعویٰ ذکر کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی پیغمبر فرشتہ یا ولی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور سورۃ یوسف میں ایک جلیل الشان پیغمبر کا باپ پیغمبر و داد پیغمبر اور بیٹا پیغمبر علیہم السلام یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا مفصل واقعہ ذکر کیا گیا جسکی ایک ایک کڑی سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ وہ غیب جانتے تھے نہ متصرف و مختار تھے اسلئے عبادت اور پکار کے لائق بھی نہ تھے، وہ اپنے فرزند اجنبی کی جدائی میں عرصہ دراز تک غمگین و آزرده رہے مگر اسکا حال معلوم نہ ہو سکا اور نہ اسکی جدائی کو وصال میں بدل سکے۔

خلاصہ | سورۃ یوسف میں چار دعوے مذکور ہیں (۱) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اختیار نہیں دیا گیا۔ (۲) مالک و کار ساز اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، مافوق الاسباب امور میں اس نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دے رکھا۔ (۳) آپ سچے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (۴) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گی لیکن آخر کار کامیابی اور فتح و ظفر آپ ہی کے قدم چومے گی۔

پہلا اور دوسرا دعویٰ — عالم الغیب اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ دونوں دعوے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۱ میں **وَ اَلْحَقُّنِي بِالصَّلَاحِ** تک انہی کا بیان ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ واقعہ مختلف پندرہ احوال یا کڑیوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر کڑی ان دونوں دعوؤں کو واضح اور ثابت کرتی ہے۔ **اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ** — تمہید ہے اسکے بعد قصہ شروع ہوتا ہے۔

پہلا حال - **اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِاَبِيْهِ** — تا — **اِنَّكَ لَلْاَسَفُ الْمَلِكِ** (۲۶) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے ہدایت فرمائی کہ یہ خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

دوسرا حال - **اِذْ قَالَ اَبُوْ يُوْسُفُ** (۲۶) — تا — **وَاللّٰهُ الْمُسْتَعٰنُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ** (۲۶) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں اپنے باپ کی نظروں سے اوجھل کرنے کا منصوبہ بنایا، پھر والد گرامی سے سیر کے بہانے یوسف علیہ السلام کو جنگل میں لے جانے کی درخواست کی جسے انہوں نے ادنیٰ تاویل کے بعد قبول کر لیا۔ بھائیوں نے انہیں ساتھ لے جا کر جنگل میں ایک ویران کنوئیں میں ڈال دیا اور شکار کے خون سے انکی قمیص لت پت کی اور لات کوروتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ یوسف کو بھیڑیے نے پھاڑ کھایا یہ اس کا خون آلود کرتے ہے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر ان باتوں کی اصل حقیقت کا علم حضرت یعقوب علیہ السلام کو نہ ہو سکا۔

تیسرا حال - **وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ** (۲۷) **فَارْسَلُوْا اَدْرٰهْمُ** — تا — **وَكَانُوْا فِیْہِ مِنَ الزَّاهِدِیْنَ** (۲۷) دوسرے ایک قافلہ گذرا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکال کر ساتھ لے لیا اور مصر میں جا کر فروخت کر دیا مگر فرزند کی اس نقل و حرکت حضرت یعقوب علیہ السلام کو کوئی علم نہ تھا۔

چوتھا حال - **وَقَالَ الَّذِیْ شَرَّاهُ مِنْ مِّصْرَ** — تا — **وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ** (۲۸) عزیز مصر انہیں خرید کر گھر لے آیا اور یوسف کو ان سے حسن سلوک اور اعزاز و کرام سے پیش آئینگی ہدایت کی۔

پانچواں حال - **وَمَا كُنَّا بِكَ اَشَدَّ حَاکِمًا وَّ اَعْلٰی** — تا — **اِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخٰطِیِّیْنَ** (۲۹) عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام پر زہر پختہ ہو گئی اور انہیں درغلانے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنی توفیق سے انکو بچالیا۔ اسی اثنا میں عزیز مصر بھی گھر پہنچا اور حقیقت حال جاننے کے بعد اس نے اپنی بیوی کو ملزم اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بری قرار دیا۔

چھٹا حال - **وَقَالَ یَسُوْفُ** (۳۰) **فِی الْمَدِیْنَةِ** — تا — **لَیْسَ بِجُنَّتٍ عَلَیْکَ حٰیئِنْ** (۳۱) اس واقعہ کا شہر میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز مصر کی بیوی نے اپنے غلام کو بدعتی سے درغلانے کی کوشش کی ہے عزیز مصر کی بیوی نے جب اپنا یہ چرچا سنا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو پھانسنے کے لئے شہر کی عورتوں کو اپنے یہاں مدعو کر کے ایک نیا جال بچھایا۔ جب اس میں بھی ناکام ہو گئی تو بدنامی سے پھنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغیر کسی جرم کے جیل بھجوا دیا۔

ساتواں حال - **وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتٰیْنِ** — تا — **فَلَمَّثَ فِی السِّجْنِ بِضَعَمَ سِنٰیْنِ** (۳۲) حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ دو اور ملزم بھی قید خانہ میں داخل ہوئے یہ دونوں بادشاہ کے درباری تھے انہوں نے خواب دیکھے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر کیلئے بیان کئے۔ انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے انکو مسئلہ توحید سمجھایا اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار اور پکار کے لائق نہیں۔ اس حصے میں سورۃ ہود کے پہلے دعوے کا تفصیل سے اعادہ کیا گیا ہے۔ آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے کے دونوں ساتھیوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر بتائی۔

اٹھواں حال - **وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ** — تا — **وَفِیْہِ یَعْصُرُوْنَ** (۳۳) شاہ مصر نے ایک خواب دیکھا جسے اس نے ارکان دربار کے سامنے بیان کر کے اسکی تعبیر پوچھی۔ ارکان دولت میں سے کوئی بھی خواب کی تعبیر تک رسائی حاصل نہ کر سکا اس لئے سب نے بادشاہ کے خواب کو خیال پریشان کہہ کر خاموشی اختیار کی جو درباری

الزام سے بری ہو کر دوبارہ دربار میں بار یاب ہوا تھا اسے حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اور اس نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے اس خواب کی تعبیر میں لیکر آتا ہوں وہ شخص فوراً اجازت خاص قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور بادشاہ کا خواب بیان کیا، انہوں نے اسکی تعبیر بتائی جو اس نے بادشاہ مصر کے سامنے حاضر ہو کر بیان کی۔

نواں حال۔ وَقَالَ الْمَلِكُ اَنْتُوْنِیْ بِہٖ۔ تا۔ وَكَانُوْا اَیَّتِ قُوْنٍ (ع ۷) شاہ مصر تعبیر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے علم و فضل اور فہم و فراست کا قائل ہو گیا اور انہیں فوراً جیل سے نکالنے کا حکم دیدیا۔ جب انہیں رہائی کا پیغام ملا تو انہوں نے پیغامبر کے ہاتھ بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ پہلے ان عورتوں کے حال کی تحقیق کرو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ جیل سے باہر آنے سے پہلے ان کی پاکدامنی اور برات سب پر واضح ہو جائے۔ چنانچہ ان عورتوں نے اقرار کیا کہ یوسف علیہ السلام پاکدامن اور بے گناہ ہیں۔ خود عزیز مصر کی بیوی نے اعتراف کیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور خود اسی نے ان کو ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی ثابت ہو گئی اور وہ جیل سے باہر آئے۔ شاہ مصر نے انہیں اپنا مشیر خاص بنالیا اور خود ان کی مرضی سے زراعت کا حکم ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو جیل سے نکال کر حکومت کے اس منصب بلند پر پہنچا دیا۔ مگر اس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تخت جگر کی جدائی کے غم میں گھریاں گن گن کر وقت گزار رہے ہیں پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا فرزند جیل میں ہے اور اب یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کا فرزند سعادت مند حکومت کے ایک نہایت بلند منصب پر فائز ہے۔

دسواں حال۔ وَجَاءَ اِخْوَتُہٗ یُوسُفَ فَاَدَّخَلُوْا عَلَیْہِہٖ۔ تا۔ وَ عَلَیْہِہٖ قَلْبٌ مِّنْکُلِ الْمُنْکِرِ (ع ۸) جب ملک میں قحط پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے غلہ حاصل کرنے کیلئے مصر کا رخ کیا جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو تاکید کی کہ آئندہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور ساتھ لائیں اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ وہ ان کا سرمایہ ان کی بوریوں ہی میں ڈال دیں۔ جب وہ غلہ لے کر واپس گھر پہنچے تو حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا چھوٹے بھائی کا حصہ ہم سے روک لیا گیا ہے اس لئے اب کی بار بنیامین کو بھی ہمارے ساتھ بھیجیں ہم اسکی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ پہلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پس پیش کیا اور بیٹوں کو یوسف علیہ السلام کا واقعہ یاد دلایا کہ جیسی تم نے یوسف کی حفاظت کی تھی ویسی ہی بنیامین کی کرو گے۔ بعد میں انہوں نے بیٹوں سے اللہ کا عہد لیا کہ تم سوائے آسمانی حادثہ کے بنیامین کو ضرور واپس لاؤ گے۔

گیارہواں حال۔ وَکَلَّمَا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ اَصْرَحْہُمْ اَبُوْہُمْ (ع ۸)۔ تا۔ اِنَّا اِذَا الْغُلَامُوْنَ (ع ۹) اب کی بار بنیامین بھی ساتھ تھا اور گیارہوں بھائی مصر پہنچے اور والد گرامی کی ہدایت کے مطابق شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا پوز گرام بنایا اور اس کے مطابق آنکھ بچا کر اپنا پیما نہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا اور سب بھائی اپنے وطن روانہ ہو گئے۔ ادھر تلاش کر نیوالے ملازموں نے کنعانی قافلے کو شہرہ کی بنا پر روک لیا تلاشی لینے پر حضرت یوسف علیہ السلام کا پیما نہ بنیامین کے سامان سے مل گیا اس لئے اسے روک لیا گیا۔ بھائیوں نے عزیز مصر (حضرت یوسف علیہ السلام) سے بہت منت سماجت کی کہ وہ کسی بھی قیمت پر بنیامین کو چھوڑ دیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

بارہواں حال۔ فَکَلَّمَا اسْتَبَسَّسُوْا مِنْہٗ خَلَصُوْا اِجْمَاعًا۔ تا۔ اِلَّا الْقَوْمَ الْکَافِرُوْنَ (ع ۱۰) آخر سب بھائیوں نے مابوس ہو کر میٹنگ کی اور بڑے بھائی نے طے کیا کہ چونکہ وہ اپنے باپ کو اللہ کا عہد دیکھتے ہیں اس لئے وہ تو مہر تی میں رہے گا جب تک باپ اجازت نہ دے یا اللہ کی طرف سے کوئی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ نو بھائی واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہہ سنایا۔ انہوں نے اسے بھی بھائیوں کی سازش قرار دیا حالانکہ وہ سب بنیامین کے معاملے میں بے قصور تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ آخر انہوں نے بیٹوں کو سہ بارہ بھیجا اور فرمایا یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کر دو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔

تیرہواں حال۔ فَکَلَّمَا دَخَلُوْا عَلَیْہِہٖ قَالُوْا۔ تا۔ وَ اَنْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ (ع ۱۰) اب تیسری بار بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور نہایت الحاح سے عرض کیا ہمارے معمولی سرمائے کے بدلے مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ عنایت فرما دیجیے۔ اب کی بار تو حضرت یوسف علیہ السلام بھی بھائیوں کی پردہ باتیں سن کر تیسرے گئے اور اپنے کوفابو میں نہ رکھ سکے اور اپنے کو ظاہر کر دیا۔ تمام بھائیوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے معذرت کرنے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیغمبرانہ شفقت و رحمت سے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ اور بھائیوں کو واپس وطن بھیجا تاکہ تمام اہل و عیال کو مصر لے آئیں۔

چودہواں حال۔ وَکَلَّمَا فَصَلَّتْ اَلْعِیْرُ۔ تا۔ اِنَّہٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (ع ۱۱) جب فرزند ان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ پیراہن یوسف علیہ السلام لیکر مصر سے روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی ان کو اس کی اطلاع دیدی اور انہوں نے اپنے پوتوں سے کہہ دیا کہ اگر تم مجھے کم عقلی کا طعن نہ دو تو میں صاف کہہ دوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ جب قافلہ کنعان پہنچا تو بڑے بھائی نے پیراہن یوسف والد بزرگوار کے چہرے پر ڈالا جس سے ان کی بینائی جو کثرت بکھار سے کمزور ہو چکی تھی بحال ہو گئی۔

پندرہواں حال۔ فَکَلَّمَا دَخَلُوْا عَلَیْہِہٖ یُوسُفَ۔ تا۔ وَ اَنْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ (ع ۱۱) حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اہل و عیال سمیت مصر پہنچ گئے حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں پورے اعزاز و اکرام کیساتھ اپنے گھر لایا۔ والدین اور سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم بحال آئے۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سچا ہوا۔

تیسرا دعویٰ — آپ اللہ کے سچے رسول ہیں

سورہ ہود میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے یحییٰ وحی بھیجی گئی ہے اسکی تبلیغ فرمائیں اور اس میں سے کچھ بھی چھپا کر نہ رکھیں یہاں سورہ یوسف میں فرمایا۔ ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاِ الْعَنَبِیِّ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ (ع ۱۱) بلاشبہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ اللہ کی طرف سے عیب کی باتیں ذریعہ وحی نازل کی جاتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بھی عیب کی خبروں میں سے ہے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کو ٹھکانے لگانے کا منصوبہ بنا رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے یہ سب کچھ اللہ نے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا ہے۔

اَفَاَمِنُوْا اَنْ یَّآتِیَہُمْ اَلْحَمْحَمُ (ع ۱۲) تحویل دینی ہے۔ قُلْ ہٰذِہٖ سَبِیْلُیْ اِلٰہِ طَرِیْقُ تَبْلِیْغِہٖ۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا بِرِیْءٍ مِّنْکُمْ ہُوَ مُشْرِکِیْنَ

کہا یہ ناممکن ہے کہ پیغمبر بھی ہو اور بشر بھی تو جواب دیا گیا کہ پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے وہ سب کے سب بشر اور انسان ہی تھے۔ اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ

چوتھا دعویٰ — تبلیغ کی راہ میں اگرچہ مصائب ہیں مگر کامیابی آپ ہی کی ہے۔

یوسف ۱۲

۵۲۰

وَقَامِنْ ذَاتِ الْبَيْتِ ۱۲

وَقَامِنْ ذَاتِ الْبَيْتِ ۱۲

سورۃ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۱ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ

یہ سہ آیتیں ہیں واضح کتاب کی ہم نے اسے اتارا ہے

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۲ فَحَنَنْ نَقْصُ عَلَیْكَ

قرآن عربی زبان میں تاکہ تم سمجھ لو ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس علم

اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا اَوْحٰیْنَا اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ ۳

بہت اچھا بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن

وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۴ اِذْ قَالَ

اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں تھے جس وقت کہہ

یُوسُفُ لَا یَبِیْہُ یَا بْتَ اِنِّیْ رَاٰیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّ

یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میں نے دیکھا خواب میں گیارہ ستاروں کو تھے اور

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ رَاٰیْتُھُمَا لِیْ سَاجِدَیْنِ ۵ قَالَ یٰ بُنَیَّ

سورج کو اور چاند کو دیکھا میں نے ان کو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے کہا اے بیٹے

لَا تَقْصُصْ رُءُیَاکَ عَلٰی اِخْوَتِکَ فِیْکِیْدُوْا لَکَ کِیْدًا وَّ

مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے بھائیوں کے آگے پھر وہ بنائیں گے تیرے اچھے کچھ قریب

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۶ وَ کَذٰلِکَ

البتہ شیطان ہے انسان کا صریح دشمن و اور اسی طرح کہ

یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ وَ یُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ

برگزیدہ کریگا تجھ کو تیرا رب اور سکھائے گا تجھ کو ٹھکانے پر لگانا باتوں کا

منزل ۳

حتیٰ اِذَا السَّمَاءُ انشَلَّتْ سُلَّ اَنْبِیَا رَاقِبِیْنَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ
کو تبلیغ توحید میں بڑی بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا
پڑا لیکن انجام کار کامیابی انہیں ہی نصیب ہوئی اور ان کے
دشمن غائب و خاسر ہوئے۔ ۱۵ یہاں سے لَمَّا الْغَفْلِیْنَ
تک تمہید ہے اَلْکِتَاب سے قرآن مراد ہے یا یہ سورت
جیسا کہ ارشاد ہے صَحِّفًا مَّکْرَمًا فِیْہَا کُتُبٌ قَبِیْمَةٌ
والبتہ یہاں کُتُب صحیفوں کے قصوں کو فرمایا۔ اَلْمُبِیْنِ
یہ اشارہ ہے کہ اس سورت میں دلیل نقلی ذکر کی جائے گی۔
قُرْاٰنًا حال مؤطوع ہے عربی کے لئے یہ حال ہے اور عربی
اس کی صفت ہے (مظہری) ۱۶ علماء یہودی نے مشرکین سے
کہا کہ محمد سے پوچھو آل یعقوب شام سے مصر کیسے منتقل ہوئی او
حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا قصہ ہے اس پر یہ سورت
نازل ہوئی ربیضاوی، حضرت سعد بن ابی وقاص سورت
ہے کہ صحابہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ
آپ ہمیں کوئی عبرت آموز قصہ سنائیں اس پر اللہ تعالیٰ
نے سورۃ یوسف نازل فرمائی (دخان) اَحْسَنَ الْقَصَصِ
اس قصہ کو احسن القصص اس لئے کہا گیا کہ اس سے دنیاوی
اہم مسئلے واضح ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب
نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی متصرف و مختار ہے اور ساری
مخلوق اس کی قضاء و قدر کے سامنے عاجز اور بے بس
ہے وقادرات اند لا دافع لقضاء اللہ تعالیٰ ولا فاعل
من قدرک و اذہ سبحانہ اِذَا قَضٰی لَاسْنَانَ بَخِیْرًا
مکرمۃ فلوان اهل العالم اجتمعوا علی دفع
ذٰلک لہم یقدر و اذ روح ج ۱۲ ص ۱۴۱ یا احسن القصص
اس لئے فرمایا کہ یہ واقعہ جس فصاحت و بلاغت اور حسن
ادار سے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یا عبرتوں،
نصیحتوں اور حکمتوں سے لبریز ہونے کی وجہ سے احسن القصص
ہے۔ کونہ احسن القصص لما فیہ من العبر و

النکت والحکم والعجائب لئی لیست فی غیرہا کہیر ج ۱۸

۱۷ یہ قصہ بیان کرنے سے پہلے آپ کو اسکی تفصیلات کا علم نہ تھا۔ اِنْ کُنْتَ مِنْ اَنْ مَخْفَفٍ مِنَ الثَّقَلِ ہے اور ضمیر شان مخدوف ہے ان مخففۃ من الثقلیۃ و
اللام فارقة بینہا و بین النافیۃ یعنی وان الشان (مدارک ج ۲ ص ۱۴۱) ۱۸ یہاں سے قصے کی ابتداء ہوتی ہے اور یہ پندرہ احوال میں سے پہلا حال ہے۔ اذ طرف ہے
جس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے۔ تفسیر عباسی میں ہے کہ اذ یعنی قد ہے اس صورت میں اسے متعلق کی ضرورت ہی نہیں۔ اور بعض مفسرین اذ کا عامل متعلق اذ کو مقدر مانتے ہیں
اذ کو تو کہ فعل متعدی ہے اور مفعول کو چاہتا ہے اس لئے القصۃ مفعول مقدر ہوگا اِی اذ کہ القصۃ اذ قال الخ لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ جب یہ قصہ حضور علیہ السلام کو
معلوم ہی نہ تھا تو قصہ بیان کرنے کا حکم کس طرح دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ آپ کو قصہ معلوم ہو گیا اس لئے بیان کرنے کا حکم دینا درست ہے۔ نیز رضی نے کہا ہے
موضع قرآن و یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہے سنتے ہی سمجھ لیں گے۔ گیارہ بھائی تھے اور ایک باپ اور ایک ماں ان کی طرف محتاج ہوں گے۔ پھر شیطان ان کے دل میں حسد ڈالے گا۔

کہ اذکر کے معنی غور و فکر کرنے کے ہیں یعنی اس قصے میں غور و فکر کرو اور اس سے عبرت حاصل کرو۔ بعض نے طرف کو انْخَفِیْلَیْن اور بعض نے تَقْصُّص کے متعلق قرار دیا ہے۔
روح، حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بخوبیوں کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ ظروف کے متعلقات ان سے مؤخر بھی ہو سکتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ اذکار متعلق قال یُبَکِّیْ مؤخر ہو۔
معنی یہ ہوں گے کہ جب یوسف نے اپنا خواب اپنے باپ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا انا نَحْنُ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند ان کے سامنے جھک گئے ہیں۔ انہوں نے یہ خواب اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام سے ذکر کیا وہ اس کی تعبیر سمجھ گئے اور اس سے اپنے بیٹے کے آئندہ فضل و کمال کا اندازہ لگالیا۔ تعبیر میں گیارہ ستاروں سے گیارہ بھائی اور شمس (سورج) سے والد اور قمر (چاند) سے خالہ مراد ہیں کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ حضرت راحیل فوت ہو چکی تھیں۔ عن السدی ان القمر خالنت لان امه راحیل قد ماتت روح ج ۱۲ ص ۱۸۱، حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹے کے خواب سے اندازہ لگالیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے حکمت و نبوت سے سرفراز فرمائے گا۔ اور اسے دنیا و آخرت میں شرف و فضیلت کے مقام بلند پر فائز کرے گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بعض قرآن سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ ان کے بڑے بیٹے یوسف اور بنیامین سے حسد رکھتے ہیں اس لئے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے سامنے اپنا خواب بیان کرنے سے منع فرما دیا جس کی تعبیر یہ تھی کہ سب بھائی ان کے سامنے جھکیں گے کیونکہ وہ اس کی تعبیر سمجھ جائیں گے اور مبادا تمہارے ہلاک کرنے کے منصوبے بنانے لگیں۔ ان یعقوب علیہ السلام کا مکان شدیداً محب لیوسف و اخیه فحسدہ اخوتہ لہذا السبب ظہر ذلک اذ المعنی لبعقوب علیہ السلام با لا مہارات الکثیرۃ فلما ذکر لیوسف علیہ السلام ہذا الرؤیا وکان تاویلا ان اخوتہ و ابویہ یخضعون لہ فقال لا تخبرہم برؤیاک فانہم یعرفون تاویلا فیکیداً لک کبیراً (کبیور ج ۸ ص ۸) واما قال لہ ذلک لما انہ علیہ السلام عرف من رؤیاہ ان سیدبلغہ اللہ تعالیٰ مبلغاً جلیلاً من الحکمۃ و یصطفیہ للنبوۃ و ینعم علیہ بشرف الدارین فخاف علیہ حسد لاخوتہ (الخ روح ج ۱۲ ص ۱۸۱) کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وَیُعَلِّمُکَ اور وَیُتِمُّ نِعْمَتَکَ الخ یُکْتَبِبُکَ کی تفسیر ہے۔ مِنْ تَاوِیْلِ الْاَحَادِیْث میں من بعضیہ ہے تاویل الامادیث سے امام مجاہد اور سدی کے نزدیک خوابوں کی تعبیر مراد ہے، حسن بصری کے نزدیک معاملات کے انجام اور امام زجاج کے نزدیک

یوسف ۱۲

۵۲۱

وَقَامِنْ دَآئِلَہٗ ۱۲

وَبِیْتِ نِعْمَتِہٖ عَلَیْکَ وَ عَلَی اِلٰی یَعْقُوبَ کَمَا اَتَہَا

اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے

عَلٰی اَبُوْیْکَ مِنْ قَبْلِ اِبْرٰہِیْمَ وَاَسْمٰحُ اِنَّ رَبَّکَ

تیرے باپ دادوں پر اس سے پہلے ابراہیم اور اسمعیل پر البتہ تیرا رب

عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۱۱ لَقَدْ کَانَ فِیْ یُوسُفَ وَ اَخُوْتِہٖ اٰیٰتٌ

خبردار ہے حکمت والا ۱۱ البتہ میں یوسف کے قصہ میں اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں

لِّلسَّآئِلِیْنَ ۱۲ اِذْ قَالُوْا لَیُوسُفُ وَ اَخُوْہٗ اَحَبُّ اِلَیَّ

پوچھنے والوں کے لئے ۱۲ جب کہنے لگے البتہ یوسف نہ اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے

اَبِیْنَا مَنَا وَ نَحْنُ عَصَبٌ اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۱۳

ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ان سے قوت و ملے لوگ ہیں البتہ ہمارا باپ صریح خطا پر ہے ۱۳

اَقْتُلُوْا یُوسُفَ وَاَطْرَحُوْہٗ اَرْضًا یَخْلُ لَکُمْ وَجْہٌ اَبَیْکُمْ

مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی زمین میں کہ خالص ہے تم پر توجہ ہمارے باپ کی

وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِہٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ۱۴ قَالَ قَآئِلٌ مِنْہُمْ

اور ہو رہنا اس کے بعد نیک لوگ بولا ایک بولنے والا ان میں سے

لَا تَقْتُلُوْا یُوسُفَ وَاَلْقُوْہٗ فِیْ غَیْبَتِ الْحِجَابِ یَلْتَقِطُہٗ

مت مار ڈالو یوسف کو اور ڈال دو اس کو گمنام کنوئیں میں کہ اٹھالے جائے کہو

بَعْضُ لِّسَیَّارَۃٍ اِنْ کُنْتُمْ فَعٰلِیْنَ ۱۵ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا

کوئی مسافر اگر تم کو کہنا ہے بولے اے باپ

مَا لَکَ لَا تَأْتِنَا عَلٰی یُوسُفَ وَاِنَّا لَہٗ لَنٰصِحُوْنَ ۱۶

کیا بات ہے تلو کہ تو اعتبار نہیں کرتا ہمارا یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں

اَرْسِلْہٗ مَعَنَا غَدًا یَّزْرِتْہٗ وَ یَلْعَبُ وَاِنَّا لَہٗ

بھیج اس کو ہمارے ساتھ کل کو خوب کھائے اور کھیلے اور ہم تو اس کے

منزل ۳

کتب سماویہ اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی احادیث کے معانی کا بیان مراد ہے۔ (خازن، مدارک، روح، علامہ قرطبی لکھتے ہیں یہ نبوت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے کتب
موضع قرآن چھوٹی عمر میں ابراہیم اور اسحاق کا نام لیا اور اپنا نہیں لیا عاجزی سے۔ فل نقل ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کچھ بتاؤ کہ ہم محمد سے پوچھیں سچ آزمانے کو کہا پوچھو کہ
ابراہیم کا وطن شام ہے اس کی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیونکہ آئی کہ موسیٰ کو فرعون سے قضاہ ہوا۔ یہ سورۃ اتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کو نشانیاں ہیں قریش کو یہ ایک بھائی کا حسد کیا
اطاعت قبول نہ کی آخر اللہ نے اسی کی طرف محتاج کیا اور اسی طرح یہود حسد کر کہ خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو وطن سے نکالا وہیں اس کو عروج ہوا۔ فل یعنی ہم وقت پر کام
آنے والے ہیں اور یہ لڑکے ہیں چھوٹے ایک بھائی ان کا سگاتا تھا اور سب سوتیلے۔

سابقہ اور دلائل توحید کا بیان مراد ہے۔ ای احادیث الامم والکتب ودلائل التوحید فهو اشارة الى التنبؤ به وقطبی ج ۹ ص ۱۳۹ اور تمام نعمت سے دینی اور دنیوی نعمتوں کا عطا کرنا مقصود ہے۔ جان وصل لهم نعمته الدنيا بنعمة الاخرة ای جعلهم انبیاء فی الدنیا و ملوکاً و نقلهم عنہا الی الدرجات العلی فی الجنة مدارک ج ۲ ص ۱۲۹ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اس قصے میں سوال کر نیوالوں کے لئے عبرت اور اطمینان کی نشانیاں ہیں۔ سائلین سے یا تو وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہودیہ کے کہنے پر حضور علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی آل و اولاد ملک شام سے مصر میں کس طرح منتقل ہوئی۔ اس طرح یہ آنحضرت

وَقَامِنْ دَآئِبَةٍ ۱۲ ۵۲۳ یوسف ۱۲

لِحِفْظُونَ ۱۱ قَالَ اِنِّي لَيَحْزُنُنِي اَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَ

نکھان ہیں و بولا مجھ کو غم ہوتا ہے کہ تم اس سے کہ تم اس کو لے جاؤ اور

اَخَافُ اَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُونَ ۱۲

ڈرتا ہوں اس سے کہ کھا جائے اس کو بھیڑ یا اور تم اس سے بے خبر ہو

قَالُوا لَيْنَ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّا اِذَا

بولے اگر کھا گیا اس کو بھیڑ یا اور ہم ایک جماعت ہیں قوت و قوت تو ہم نے

لَخَسِرُونَ ۱۳ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاَجْمَعُوا اَنْ يَجْعَلُوهُ

سب کچھ گنوا دیا بھر جب لے کر چلے اس کو تلے اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو

فِي غِيَابَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِمِزْمِهِمْ

اگم نام کنوئیں میں اور ہم نے اشارہ کر دیا اس کو کہ تو جتنا لگان کو ان کا یہ کام

هَذَا وَاَهُمُّ لَا يَشْعُرُونَ ۱۴ وَجَاءُ وَاَبَاهُمْ عِشَاءً

اور وہ تجھ کو نہ جانیں گے اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا ہے

يَبْكُونَ ۱۵ قَالُوا يَا بَنَا اِنَّا ذَهَبْنَا لَسَبَقِیْ وَتَرَكْنَا

روتے ہوئے کہنے لگے ہاں ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور چھوڑا

يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ

یوسف کو اپنے اسباب کے پاس بھر کھا گیا اس کو بھیڑ یا اور تو باور نہ کرے گا

لَنَا وَاَكَلْنَا صِدْقَيْنِ ۱۶ وَجَاءُ وَعَلَى قَمِيصِهِ يَدَمٌ كَذِبٌ

ہمارا کہنا اگرچہ ہم سچے ہوں اور لائے اس کے کرتے پر ہونگا کرا جھوٹ

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْ رَاَیْتُمْ اَمْ رَاَیْتُمْ

بولے یہ ہرگز نہیں بلکہ بنا دی ہے تم کو تمہارے جیوں نے ایک بات تلے اب صبری بہتر ہے اور

اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُونَ ۱۷ وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ

اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو ایک اور آیا ایک فافلہ تلے

منزل ۳

یعقوب علیہ السلام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کے والد گرامی غیب نہیں جانتے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہی تعلیم تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ ورنہ وہ ایسا کوئی منصوبہ نہ بناتے۔ ۱۲ یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنے کا ہر در گرام بنا کر والد گرامی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یوسف کے بارے میں آپ ہم موضوع قرآن واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں بُرا کہتے اور مارتے لے گئے نہ ان کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈال دیا کٹاے کو پکڑ کر رہ گئے تب رسی میں باندھ کر لٹکایا آدمی دور سے چھوڑ دیا تب پانی میں گرے چوٹ سے بچے گوشہ میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے اور بھائیوں نے کرتہ اتار کر ننگا ڈالنا تب حق تعالیٰ کی بشارت پہنچی کہ ایک وقت تو ان کو یاد دلادے گا ان کا کام۔ ۱۳ یعنی کرتے پر ہونڈی تھا ان کا جھوٹ بھیڑ یا کھاتا تو کرتہ ثابت کب چھوڑ جاتا۔

الذئب

الذئب

ایسا کہ مذکور
فیہ اور ذکر مذکور
برقہ تاہم احاطہ

پر اعتماد کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ ہمارا عزیز بھائی ہے اور ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ اسے ہمارے ساتھ بھیجیں باہر سیر و تفریح سے دل بہلائے گا اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ ۱۳ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اس کی جدائی میرے لئے باعث غم ہے نیز مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا تمہاری غفلت سے اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے بھیڑیے کی تخصیص اس لئے کی کہ اس علاقے میں بھیڑیے بکثرت پائے جاتے تھے۔ وخصه بالذکر لان الارض علی ما قیل کانت مذنبۃ (روح ج ۱۲ ص ۱۹) قَالُوا لَآ اَنۡجِیَکَ اللّٰہُ مِنۡ یَّہُوۡنَ نَزَّہَہُ بَیۡنَہُمۡ دَسَاسًا وَّہُمۡ یَّہُوۡدٌ یَّہۡتٰیجُ اِلَیۡہِہِمْ اَیۡمٰنٌ وَّہُمۡ یَّہُوۡدٌ یَّہۡتٰیجُ اِلَیۡہِہِمْ اَیۡمٰنٌ

۱۴ آجہ عوا یعنی یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکنے پر متفق ہو گئے یہ ذہبوا پر معطوف ہے اور

لَمَّا کَانَ جَزَارٌ مِّنۡہُمۡ یَاۡمُنُہٗ اِیۡ فَعَلُوۡا بِہٖ مَا فَعَلُوۡا مِمَّنۡ

الذی (مدارک ج ۱ ص ۱۷۲) وَاَوْحٰیۡنَاۤ اِلَیۡہِۨ اِیۡمٰنًا

مجاہد ضحاک اور قتادہ کے نزدیک وحی نبوت مراد ہے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں نبوت مل گئی تھی۔ امام

مجاہد نے ایک قول میں اور دیگر مفسرین نے وحی سے الہام مراد

لیا ہے یعنی ہم نے یوسف کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ جیسا کہ شہد کی مکہ کے بارے میں فرمایا وَ اَوْحٰیۡنَاۤ اِلَیۡہِۨ

اِلَیۡہِۨ اِیۡمٰنًا (قرطبی و روح) ۱۵ رات کو سب بھائی روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں بہانہ

کرنے لگے کہ ہم دور رہے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے واپس آئے تو اسے بھیڑیا

کھا چکا تھا۔ وَجَاءَہُ عَلٰی قَمِیصِہٖۨ الْاَمۡ خُذْہٗ کَذِبًا وَّیُکَذِّبُ فِیۡہِۨ

اَوْ ذٰی کَذِبٍ اَدۡرَبۡہُمۡ فِیۡۤ اِلۡہٰہِہُمۡ لَیۡسَ یَہۡتٰیجُ اِلَیۡہِہُمۡ اَیۡمٰنٌ

۱۶ حضرت یعقوب علیہ السلام نے نبوت کے لئے دیکھ کر فرمایا یوسف کو بھیڑیے نے نہیں کھا یا تم نے یوسف

کو سوچے سمجھے منہ بولے کے تحت کہیں غائب کر دیا ہے۔ بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا جائے اور

اس کا کرتہ صحیح و سلامت رہے۔ قَالَ سَعِیۡدُ بْنُ جَبْرِ

لَمَّا جَاءَہُ عَلٰی قَمِیصِہٖۨ بَدۡ مَرۡکُوبٍ وَہَا کَانَ مَتَّخِظًا

قَالَ کَذَبۡنَہُ لَوۡ اَکَلۡہُ الذِّئۡبُ لَخَدَّقَ قَمِیصِہٖۨ الْاَمۡ

موضع قرآن ۱۷ کنویں میں حضرت یوسف ڈول میں ہو بیٹھے کھینچنے والے نے ان کا من

دیکھ کر خوشی سے پکارا کہ بڑی قیمت کو بیچے گا اور اللہ نوب مانتا

ہو اٹھارہ درم کو بیچ دیا۔ درم قریب ہے پاؤں کے۔ نو بھائیوں نے دودھ و درم ہانٹے ایک نے حصہ نہ لیا پھر آگے قافلے والوں نے مصر میں جا کر بیچا۔ حق تعالیٰ نے صریحاً ایک بیچنا فرمایا پردہ پوشی کو لیکن اشارہ سے معلوم ہوا کہ سستے مول تو اسی جگہ بیچا ہے۔ ۱۸ مصر میں عزیز نے مول لیا عزیز کہتے تھے بادشاہ کے مختار کو۔ اس نے ہوشیار دیکھ کر غلاموں کی طرح نہ رکھا فرزند کی طرح رکھا کہ کاروبار میں نائب ہو گا۔ اس طرح حق تعالیٰ نے اس ملک میں ان کا قدم جمایا پھر ان کے سبب سے سارے بنی اسرائیل کو بسایا اور یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت و کھینچنا ہمارا اشارہ سمجھنے کا سلیقہ کمال بچوں اور علم خدا کی پوراپوری اور اللہ جیت رہتا ہے یعنی بھائیوں نے چاہا کہ ان کو گروا دیں اسی میں یہ چڑھ گئے ۱۹ حکم دینے پر عقل سے مشکل باتیں حل کرتے اور علم اللہ کا دین۔

یوسف ۱۲

۵۲۳

وَمٰمِنٌ دَاۡبِیۡۃً ۱۲

فَاَسۡرَہُوۡا وَاٰرِدۡہُمۡ فَاۡدِیۡ دَلُوۡہُ قَالَ یٰۤاَبۡہٰیہٗ ہٰذَا غُلٰمٌ

۱۹ وَ اَسۡرَوۡہُ بِضَاعَۃً ۚ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ ۚ وَ شَرَوۡہُ

۲۰ بِثَمٰنٍ اَبۡجَسٍ دَرٰہِمٍ مَّعۡدُوۡدَۃٍ ۚ وَ کَانُوۡا فِیۡہِۨ مِّنَ

الزّٰہِدِیۡنَ ۚ ۲۱ وَقَالَ الَّذِیۡ شَرٰہُ مِنْ مِّصۡرَ لَا مَرٰۤاتٍ

۲۲ اَکۡرَمٰی مِّثۡلَہٗ عَلٰیۤ اَنۡ یَّنۡفَعِنَا اَوْ نَخۡذَہُ وَلَکِنَّا

۲۳ کَذٰلِکَ مَکۡتٰلِیۡوَسۡفَ فِیۡ الْاَرۡضِ وَلِنَعۡلِمَہٗ مِّنۡ

۲۴ تَاوِیۡلِۨ لِّاَحَادِیۡثِ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمۡرِہٖۨ وَلٰکِنۡ اَکۡثَرُ

۲۵ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۚ ۲۶ وَ کَتٰۤا بَلٰغَۃً اَشَدَّ اَتٰیۡہِہٖۨ حٰکِمًا

۲۷ وَ عَلِیۡمًا ۚ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِیۡ لِمُحۡسِنِیۡنَ ۚ ۲۸ وَ رَاوَدۡتِہٗ

۲۹ اَلَّتِیۡ هُوَ فِیۡۤ اَبۡہٰہِہَا عَنْ نَّفۡسِہٖۨ وَ عَلَّقَتِ الرِّجۡوَابَ وَقَالَتُ

۳۰ هَیۡتَ لَکَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیۡ اَحۡسَنُ مِّثۡلَیۡ

۳۱ شَتٰۤاۤیۡ کَرۡہَا عَدٰیۡۃً ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ

۳۲ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ

۳۳ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ

۳۴ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ

۳۵ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ

۳۶ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ

۳۷ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ وَہٗ عَزِیۡزٌ مَّا لَکَ طٰہِرٌ مِّمَّا یُطۡہَرُ ۚ

فتح الرحمن ۱۷ یعنی حیانت اور تواضع نمودن ۱۲۔

دکمبر ۱۸ ص ۱۳۱) مَا تَصِفُونَ اِی علی احتمال ما تصفون یعنی جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کا غم و اندوہ برداشت کرنے پر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ واقعہ کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب والی نہ تھے۔ لختِ جگر چند سیلوں کے فاصلے پر ایک کنویں میں پڑا ہے مگر اس کا انکو علم نہیں۔ ۱۷۔ یہ قصہ کا تیسرا حال ہے۔ یسٹریس اصل میں یا للبشر ہے متاخری، لام کو بعض اوقات گرا دیتے ہیں۔ معنی یوں ہوں گے واہ خوشی کنویں کے پاس سے تاجروں کا ایک قافلہ گذرا، انہوں نے پانی کے لئے اپنا آدمی بھیجا اس نے جب ڈول کنویں میں لٹکایا تو حضرت یوسف علیہ السلام ڈول سے لٹک گئے جب اس نے نہایت حسین جمیل لڑکا ڈول کے ساتھ چپٹا ہوا دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو اس کی خوشخبری سنائی دَاسْتُورُکَ بِصُغُرٍ

یوسف ۱۲

۵۲۳

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ

اِنَّهٗ لَا يَفْلِحُ الظَّالِمُوْنَ ۝۳۱ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا

بیشک بھلائی نہیں ملے تھے جو لوگ بے انصاف ہوں اور البتہ عورت نے فکر کیا اس کا اور اس کی فکر کیا

لَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لَنَصَرَفَ عَنْهٗ السُّوءُ

عورت کا اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی قضا یونہی ہوا تاکہ بھٹائیں ہم اس سے بُرائی سے

وَالْفَحْشَاءُ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝۳۲ وَاسْتَبَقَا

اور بے جہائی البتہ وہ ہے ہمارے برگزیدہ بندوں میں وہ اور دونوں دورے

الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَا سَيِّدَهَا

دروازہ کو اور عورت نے حیرتِ الہی اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خوف سے

لَكَ الْبَابُ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوءًا اِلَّا

دروازہ کے پاس بولی اور کچھ نہ کہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں بُرائی مگر

اَنْ يُسَجَّنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۳۵ قَالَ هِيَ رَاوَدْتَنِي عَنْ

یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا عذاب دردناک تو یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے کرنے

نَفْسِيْ وَشَهِدَ شَآءُ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيصُهٗ قَدْ

مقاموں اپنے جی کو اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے ملے اگرچہ کرتہ اس کا پھٹا

مِنْ قَبْلِ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۳۶ وَاِنْ كَانَ

آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا اور اگر ہے

قَمِيصُهٗ قَدْ مِنْ دُبُرٍ فَكَذٰبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۷

کرتہ اس کا پھٹنا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے

فَلَمَّا رَا قَمِيصَهٗ قَدْ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كٰذِبِيْنَ اِنْ

پھر جب دیکھا کرتہ اس کا پھٹنا ہوا پیچھے سے کہا بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ

كٰذِبِيْنَ عَظِيْمٌ ۝۳۸ يُّوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اسْكُنْ

تمہارا فریب بڑا ہے یوسف جانے دے اس ذکر کو اور

منزل ۳

ہم اسے عزت دیں اور تاکہ اسے تعبیر دیا کا علم عطا کریں۔ ۱۷۔ یہ پانچواں حال ہے اُسٹکی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں حضرت ابن عباسؓ نے تینتیس سال سے اسکی تفسیر فرمائی ہے امام رازی کے نزدیک بھی راجح ہے دیکھو ۱۸ ص ۱۳۱) حُكْمًا وَّعِلْمًا محکم سے نبوت اور علم سے شریعت مراد ہے یہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے عن ابن عباس ان الحكم النبوة والعلم الشرعية (روح ج ۲ ص ۱۷۲) وقال حجاج هذا لعقل والفهم والنبوة۔ ۱۷۔ حضرت یوسف علیہ السلام حسن و جمال میں یگانہ روزگار موضع قرآن و یعنی اسکے ناموس میں کیونکر جُل کرے۔ ۱۷۔ نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت انکو نظر آئی انگلی دانت میں۔ باقی خیال گناہ گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کمتر سا اصل گناہ سے اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے۔ ۱۷۔ حضرت یوسف دوڑے نکل جانے کو وہ دوڑی پکڑنے کو ۱۷۔ اس عورت کا ناتے دار ایک لڑکا دو دھ پیتا یہ بول اٹھا۔

فتح الرحمن و یعنی صورت یعقوب حضرت راندشت را بدندان گرفتہ ۱۲۔

۱۷۔ یہ پانچواں حال ہے اُسٹکی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں حضرت ابن عباسؓ نے تینتیس سال سے اسکی تفسیر فرمائی ہے امام رازی کے نزدیک بھی راجح ہے دیکھو ۱۸ ص ۱۳۱) حُكْمًا وَّعِلْمًا محکم سے نبوت اور علم سے شریعت مراد ہے یہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے عن ابن عباس ان الحكم النبوة والعلم الشرعية (روح ج ۲ ص ۱۷۲) وقال حجاج هذا لعقل والفهم والنبوة۔ ۱۷۔ حضرت یوسف علیہ السلام حسن و جمال میں یگانہ روزگار موضع قرآن و یعنی اسکے ناموس میں کیونکر جُل کرے۔ ۱۷۔ نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت انکو نظر آئی انگلی دانت میں۔ باقی خیال گناہ گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کمتر سا اصل گناہ سے اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے۔ ۱۷۔ حضرت یوسف دوڑے نکل جانے کو وہ دوڑی پکڑنے کو ۱۷۔ اس عورت کا ناتے دار ایک لڑکا دو دھ پیتا یہ بول اٹھا۔

اَسْتَغْفِرِي لَدُنِّكَ اِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۲۹ وَ

عورت تو بخشوا اپنا گناہ بے شک تو ہی گناہ گار تھی اور

قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدْيَنَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ

کہنے لگیں عورتیں اس شہر میں قلعہ عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے

فَتَهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرَاهَا

اپنے غلام کو اس کے جی کو فریفتہ ہو گیا اس کا دل اس کی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں

فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۳۰ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ

اس کو صریح خطا پرکھ پھر جب سنا مسئلہ اس نے ان کا فریب بلوا بھیجا

اَبْنَهُنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مَتَكًا وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں

سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرِجِيْهِنَّ فَاَنْتُمْ عَلِيْمَاتٌ ۳۱ فَلَمَّا رَاَيْنَهُ اُكْبِرْتِهٖ

ایک پھری اور بولی یوسف مکمل آن کے سامنے پھر جب دیکھا اس کو ششدر رہ گئیں

وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هَذَا بَشَرًا

اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاشا اللہ نہیں یہ شخص آدمی

اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۳۲ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِي

یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ و بولی یہ وہی ہے جسے کہ

لَمُتَنِّيْ فِيْهِ وَقَدْ رَاَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاَسْتَعْصَمَ

طعن دیا تھا تم نے مجھ کو اس کے واسطے اور میں نے لینا چاہا تھا اس سے اس کا جی پھر میں نے بچا لیا

وَلٰكِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا امَرَ اَلَيْسَ جَنًّا وَّكَيْفَا يَكُوْنُ مِّنَ

اور بے شک اگر نہ کریگا جو میں اس کو کہتی ہوں تو قید میں پڑے گا اور ہوگا

الصَّغِيْرَيْنِ ۳۳ قَالَ رَبِّ السِّجْنِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهَا

بے عزت و یوسف بولا اسے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جسکی

مانزل ۳

اور کتنا زمانہ تھے عزیز مصر کی بیوی جس کے گھر میں وہ رہتے تھے ان پر فریفتہ ہو گئی اور انہیں گناہ پر اسٹیں لگ گئی عَنْ نَفْسِهِ ، رَاَوَدَتْ کے متعلق ہے یعنی اس عورت نے یوسف علیہ السلام سے ان کے نفس کا مطالبہ کیا۔ مراد جماع کا مطالبہ ہے ای طلبت یوسف ان یواقعا (مدارک ج ۲ ص ۱۱۱) عَلَّقَتْ اَلْبُجُوْبَ گھر کے تمام دروازے بند کر لئے۔ قرآن سے دروازوں کو تالے لگانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ هَيْئَتُكَ یہ اسم فعل ہے یعنی تعالٰی واسرع یعنی جلدی کر۔ ۵۳۲ مفعول مطلق ہے اور اس کا فعل محذوف ای اعود معاذ اللہ۔ سُرِّی سے عزیز مصر مراد ہے جس نے ان کو ناز و نعم سے رکھنے کا حکم دیا تھا یا رب حقیقی مراد ہے جس نے یہ اسباب مہیا فرمائے۔ حضرت

یوسف علیہ السلام نے اس عورت کے جواب میں فرمایا میں اس فعل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو میرے آقا کی بیوی ہے جس نے مجھ پر بے پایاں احسانات کئے۔

اس لئے اس کی عزت کو ہاتھ ڈالنا بہت بڑی نمک حرامی ہے میں یہ کام ہرگز نہیں کروں گا۔ یا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر برسان فرمایا کہ کنوس سے نکال کر اس آرام و راحت کی جگہ پہنچایا تو اب میں کیونکر اس کی ناشکری کروں۔ ۵۳۳ زلیخا

چونکہ بڑے کام کا پختہ ارادہ کر چکی تھی اس لئے اس کے ارادے کو لاہم اور قد تاکید کے دو حرفوں کے ساتھ بیان کیا گیا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے فعل بدکارا وہ ہی نہیں کیا کیونکہ انہوں نے عظمت خداوندی کا نشان

دیکھ لیا تھا اسی لئے ان کے ارادے کو برہان پر معلق فرمایا یعنی زلیخا تو ارادہ کر چکی تھی اور یوسف علیہ السلام بھی اگر برہان رب نہ دیکھتے تو ارادہ کر لیتے۔ امام ابو عبیدہ فرماتے ہیں اس میں تقدیم و تاخیر ہے کَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهِ

مشرط مؤخر ہے اور ھَلَّ بِهَا جزاء مقدم ہے قال ابو عبیدہ لہذا علی تقدیم والتاخیر کا نہ ارادہ لَقَدْ كَمَتْنَا بِهِ وَاَبْرَهَانَ رِبِّهِ لَمْ يَفْعَلْ بِهَا

(قرطبی ج ۷ ص ۱۲۷) ۵۳۴ برہان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زلیخانے کونے میں رکھے ہوئے ایک بت پر پردہ ڈالا

تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا وہ بولی یہ میرا معبود ہے فعل بد کرتے ہوئے اس سے شرم آتی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تو

اس بے حس و بے شعور خدا سے شرماتی ہے تو میں اپنے علیم و خیر خدا سے کیوں نہ شرمادوں اس لئے انہوں نے بڑے کام کا ارادہ بھی نہ فرمایا (قرطبی) بعض نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام متمثل ہو کر سامنے آگئے تھے۔ یہ بات

مذکور اور بے دلیل ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں برہان سے استقامت اور ربط القلب مراد ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صلاح و تقویٰ پر اس قدر محکم و مستقیم فرمادیا کہ ان کے دل میں گناہ کا ارادہ بھی پیدا نہ ہوا۔ ۵۳۵ لَمْ يَفْعَلْ کا متعلق محذوف ہے ای کَذَلِكَ ثَبَتْنَا کہ لنصرف یعنی ہم نے یوسف کو یوں ثابت قدم رکھا کہ اپنے آقا کی خیانت اور اپنے خالق کی معصیت سے اس کو محفوظ رکھیں کیونکہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا۔ السوء خیانت الفحشاء زنا مدارک (۱) مِنْ عِبَادِنَا الْمُفْلِحِينَ جملہ تعلیل برائے

ماقبل۔ ۵۳۶ حضرت یوسف نے جب یہ حال دیکھا تو معصیت سے بچنے کے لئے دروازے کی طرف دوڑے اور زلیخا ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑی اور پیچھے سے

موضع قرآن و یعنی غلام اس قابل کیا ہوگا و چھریاں دی تھیں میوہ کھانے کو، ان کا حسن دیکھ کر بے حواس ہو گئیں، چھری سے ہاتھ کٹ گئے و ان کے ربور

یہ بات بھی تا وہ بھی سمجھا دیں اور حضرت یوسف ڈر کر قبول کریں۔

ان کا کرتہ پکڑ لیا اور وہ پھٹ گیا۔ اتفاق سے عزیز مصر بھی باہر سے دروازے پر پہنچا اور دونوں کی بھاگم دوڑ دیکھ کر زلیخا نے موقع کی نزاکت بھانپ کر سوانی مکر سے کام لیا اور یوسف علیہ السلام سے پہلے ہی بول اٹھی کہ جو شخص تمہاری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے اس کی سزا قید ہے یا اس سے بھی کوئی سخت سزا۔ قتائی ہی راود شنی زلیخا کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی پیش کی کہ میرا کوئی قصور نہیں یہ سب زلیخا ہی کی بدیتی ہے۔ میں تو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے بھاگ کر باہر کھڑا ہوا تھا۔ ۲۷ یہ شاید چھوٹا بچہ نہیں تھا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ صحیحین کی روایت میں جن تین بچوں کا مہر میں کلام کرنا ثابت ہے ان میں اس شاہد کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت حسن، عمرہ، قتادہ اور مجاہد رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ شاہد یوسف شیر خوار بچہ نہیں تھا بلکہ ایک دانا آدمی تھا امام سدی فرماتے ہیں وہ زلیخا کا چھوٹا بچہ تھا قال الحسن وعروة وقتادة وعباد لم يكن صبيًا ولكنه كان رجلاً حكيماً ذا رأي وقال هو ابن عم المرأة فحكم دحان ومعلم به ۲۸ اس شخص نے اس معاملے میں غور و فکر کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یوسف بے قصور ہے کیونکہ اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس گناہ سے بچنے کے لئے بھاگ کر زلیخا نے دوڑ کر اسے پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی ہے اس لئے پیچھے سے اس کا کرتہ پھٹ گیا ہے۔ اگر وہ مجرم ہوتا اور زلیخا اس سے بچنے کی کوشش کرتی تو ہاتھ پائی میں یوسف کا کرتہ آگے سے پھٹنا چاہئے تھا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر اس نے اپنا فیصلہ دیا۔ شہرہد یہاں معنی حکم ہے۔ وحکم حاکم دحان ومعلم ۲۸ عزیز مصر نے جب دیکھا کہ اس دانا آدمی کے قول کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو سمجھ گیا کہ قصور میری بیوی کا ہے اور اپنی بیوی سے خطاب کر کے صاف کہہ دیا کہ تم عورتیں بڑی مکار ہوتی ہو اور اپنا گناہ دوسروں کے سر تھوپنے کے لئے کیسے کیسے پاڑ بیلتی ہو۔ ساتھ ہی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ بے شک تم بے قصور ہو مگر اب جانے دو اور اس معاملے کو طول نہ دو میری عزت کا سوال ہے اور اپنی بیوی سے کہا کہ تم قصور دار ہو ایک تو تم نے برے فعل کا ارادہ کیا اور پھر ایک پاکدامن پر تہمت لگائی اس لئے ان گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اللہ تعالیٰ نے خود عزیز مصر کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی برارت اور پاکدامنی کا اعلان کر دیا۔ ۲۹

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا ۱۲ ۵۲۶ یوسف ۱۳

يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبَأ إِلَيْهِنَّ

طرف مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو نہ دفع کر لیا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤ لگا لگی

وَإِنْ مِنْ الْجَاهِلِينَ ۳۰ كَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ

طرف اور ہو جاؤں گا بے عقل سو قبول کر لی اس کی دعا اس کے رب نے پھر دفع کیا اس

كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۳۱ ثُمَّ بَدَأَ لَهُمْ

ان کا فریب البتہ وہی ہے سننے والا خبردار ہے پھر یوں سمجھ میں آیا لوگوں کو

مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوْا آيَاتِ لَيْسِيحْنَهُ حَتَّىٰ حِينٍ ۳۵ وَ

ان لٹانیوں کے دیکھنے کے بعد کہ قید رکھیں اس کو ایک مدت تک اور

دَخَلَ مَعَهُ السَّجَنَ فَتَيْنِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي

داخل ہوئے قید خانہ میں اس کے ساتھ دو جوان کہنے لگا ان میں سے ایک میں دیکھتا ہوں کہ میں

أَعْرِضُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أُحْمِلُ فَوْقَ

پھوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے

رَأْسِي خُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبْنَاءُ بَنَاتِ وَيْلَهُ إِنَّا

سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے بتلا ہم کو اس کی تعبیر ہم

نَرِيكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۳۶ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ

دیکھتے ہیں مجھ کو نیکی والا ہے بولا نہ آئے پاسے کا تم کو کھانا جو ہر روز تم کو ملتا ہے

إِلَّا نَبَاتًا شَكْمًا بَنَاتِ وَيْلَهُ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَلِكَ مُمِيسًا

مگر بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ

عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

مجھ کو سکھا یا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر

وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۳۷ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي

اور آخرت سے وہ لوگ منکر ہیں اور پکڑائیں نے دین اپنے باپ داداؤں کا

منزل ۳

موضح قرآن قید ہرے لیکن اللہ تعالیٰ نے انتہائی قبول فرمایا کہ ان کا فریب دفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں آدمی کو چاہیے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے پوری بھلائی مانگے گو کہ وہی ہوگا جو قسمت میں ہے! اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ عورت کا ہے تو بھی ان کو قید کیا تا بدنامی خلق میں عورت سے اترے یا اس واسطے کہ اس کی نظر سے دور رہیں! جس نے شراب دیکھا وہ بادشاہ کا شاہب ساز تھا، دوسرا نان بائی تھا لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں، زہر کی تہمت میں دونوں قید تھے آخر نان بائی پر ثابت ہوئی۔ حق تعالیٰ نے قید میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنائیں پیچھے تعبیر خواب کہیں اس واسطے تسلی کر دی تانہ گھبراویں کہا کہ کھانے کے وقت وہ بھی بتا دوں گا۔

فتح الرحمن ۱۔ مترجم گوید یعنی مشورت کر دند کہ یوسف را بزند ان باید کرد تا نزدیک مردمان بر ابرار زلیخا ظاهر شود واللہ اعلم ۱۲۔

إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ

ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ہمارا کام

لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَلِكُمْ مِنْ

ہمیں کہ شریک کریں اللہ کا کسی چیز کو یہ

فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنْ

فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝۳۸ يَصَاحِبِي

بہت لوگ احسان نہیں مانتے اے رفیقو ۳۸

السَّجْنِ ۝ أَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمَّا اللَّهُ

قید خانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ

الْوَّاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۳۹ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ

اکھلا زبردست کچھ نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے

إِلَّا أَسْمَاءَ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ

مگر نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۝۴۰ إِنْ الْحُكْمُ

نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں ہے کسی

إِلَّا لِلَّهِ ۝ أَمَرَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكُمْ

کی سوائے اللہ کے اس نے فرمادیا کہ نہ پوجو کسی کو یہی ہے

الرَّائِينَ الْقِيَمَ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا

راستہ سیدھا پر بہت لوگ نہیں

يَعْلَمُونَ ۝۴۱ يَصَاحِبِي السَّجْنِ ۝ أَمَّا أَحَدُكُمْ

جانتے اے رفیقو قید خانے کے ۴۱ ایک جو جو تم دونوں میں

پندرہ احوال میں سے چھٹا حال ہے۔ زلیخا کے اس واقعہ کی خبر آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور مصر کی ہر عورت کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو برائی پر اکسانے کی کوشش کرتی ہے اور اس پر دل و جان سے فریفتہ ہو چکی ہے۔ قَدْ شَغَفَهَا حُبُّكَ یوسف کی محبت زلیخا کے دل کے پردے کو چاک کر کے اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی ہے۔ خرق حبہ شغاف قلبہا حتی وصل الی الفؤاد مدارک ج ۲ ص ۱۶۸، کھٹی ضلیل قہرین وہ نری بے عقل اور مرتج غلطی میں ہے۔ ۳۷ زلیخا کو جب معلوم ہوا کہ عورتیں اس کو بدنام کر رہی ہیں تو اس نے شہر کی چیدہ عورتوں کو دعوت پر بلایا تاکہ وہ ان کے سامنے اپنا عذر پیش کر سکے۔ نیز اس کا منصوبہ یہ تھا کہ کسی تدبیر سے وہ بھی یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو جائیں اور اس کی ملامت سے باز آ جائیں۔ انہما لما سمعت انہن یلمنہا علی تلک المحبة المفروطة ارادت ابداء عذرہا فالتخذت مائدة ودعت جماعة من اکابرہن الخ کبیر ج ۱ ص ۱۲

زلیخا نے دعوت میں چالیس منتخب عورتوں کو مدعو کیا اور نہایت اعلیٰ بجے ہوئے کمرے میں ان کے لئے جگہ بنائی اور تکیے لگا دیئے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں پھل وغیرہ کاٹنے کے لئے ایک ایک چھری تھما دی اور یوسف علیہ السلام کو چانک ان کے کمرے میں داخل ہونے کا حکم دیا عورتوں نے جوں ہی ان کے پیکر حسن و جمال چہرے کو دیکھا تو اس باختم اور مدہوش ہو گئیں اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اَکْبَرَتْهُ اعظمندہ وہبندہ۔ ابن عباس (قرطبی)، یعنی انہیں دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئیں۔ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ اور سب عورتیں بول اٹھیں معاذ اللہ یہ تو بشر اور انسان ہے ہی نہیں یہ تو کوئی بڑا ہی معزز و مکرم فرشتہ ہے۔ ایسے حسن و جمال اور محاسن صفات کا مالک انسان نہیں ہو سکتا اس لئے لامحالہ یہ تو کوئی بڑا ہی بلند مرتبہ فرشتہ ہے۔ نفین منہ البشرية لغرابۃ جمالہ واثبتن لہ المملکیۃ و تسبن بہا الحکم لما رکز فی الطباع ان لا احسن من المملک الخ (مدار ج ۲ ص ۱۶۸) والمقصود من هذا اثبات احسن العظیم المفطر لیوسف لانه قد رکز فی النفوس ان لا شیء احسن من المملک (خازن ج ۲ ص ۱۶۸) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں اس سے ان کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت و برات کو ظاہر کرنا ہے کہ ایسا بے مثل حسن و جمال، ایسی بھرپور جوانی اور بے خطر خلوت ان حالات میں جو شخص برائی سے بچتا ہے وہ بلاشبہ فرشتہ ہے۔ لان الجمع بین الجمال

راہی علی ہذا

الرائق والکمال الفائق والعصمة البالغة من خواص الملائکة مظهری ج ۱ ص ۱۶۸، ۳۷ زلیخا نے جب عورتوں کی فریفتگی اور ارتجائی دیکھی تو فوراً بول اٹھی کہ کیا یوسف کو دیکھ کر تم خود مبہوت و مدہوش ہو گئی ہو اور یہی میرا قصور ہے جس پر تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ وَلَقَدْ رَاوَدَتْهُ اس میں شک نہیں کہ میں نے یوسف کے اسی بے مثال حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر اسے درغللے کی کوشش کی ہے قَالَتْ تَعْصَمَ لَکِن وَهَافُ نَجَّیَا ہے اور گناہ سے محفوظ و معصوم رہا ہے۔ یہ زلیخا کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی کی شہادت ہے۔ وَلَکِن لَّکُمْ یَفْعَلُ ابناک تو یوسف میرے کہنے میں نہیں آیا لیکن یاد رکھو اگر وہ میری بات نہیں مانے گا تو اسے قید کر دیا جائے گا اور اس طرح جیل میں اسے چوروں، ڈاکوؤں اور دیگر جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ ذلت و رسوائی برداشت کرنا پڑے گی۔ یہ زلیخا کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کو موضح قرآن یعنی ہمارا اس دین پر رہنا سب قلع کے حق میں فصل ہے کہ ہم سے راہ سیکھیں۔

کو ایک دھمکی تھی کہ شاید وہ اس طرح نرم پڑ جائیں مگر اللہ کے برگزیدہ پیغمبر نے قید کو گناہ پر ترجیح دی۔ ۵۳۲ حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی، میرے آقا! جس گناہ کی یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اس سے مجھے قید ہو جانا زیادہ پسند ہے، میرے اللہ! اگر تو نے ان مکار عورتوں کے فریب سے مجھے نہ بچایا تو میرے دل میں ان کی رغبت پیدا ہو جائے گی اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام قادر و متصرف نہ تھے اسی لئے وہ گناہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور دستگیری کو محتاج تھے۔ قَامَتْجَاك لَهٗ رَبُّهٗ اِلٰھُ اللّٰہِ تَعَالٰی نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کے مکر سے ان کو بچالیا ثُمَّ كَبَدَ الْاِلَھُ الْاِخْرٰی یہ قصہ صرف عَدْنُہٗ كِنْدَ اَلْھٰك كَا بِلَان ہے عَزْرَہ

یوسف ۱۲

۵۲۸

وَمَا مِنْ دَآیِلَۃٍ ۱۲

فَیَسْقِیْ رَبُّہٗ خَمْرًا ۱۱ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فِیْصَلْبُ

سو پلانے کا اپنے مالک کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی دیا جائیگا

فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَاسِہٖ ۱۲ فَیُضٰی الْاَمْرُ

پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے فیصل ہوا وہ کام

الَّذِیْ فِیْہٖ تَسْتَفْتِیْنِ ۱۳ وَقَالَ لِلَّذِیْ

جس کی تحقیق تم چاہتے تھے اور کہہ دیا یوسف نے اس کو جس

ظَنَّ اَنَّهُ نَاجٍ مِنْہُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ

کو گمان کیا تھا تم کہ بچے گا ان دونوں میں میرا ذکر کرنا اپنے خاوند کے پاس

فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّہٖ فَلَمَّثَ فِی

سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہا

السَّجْنِ بِضَعِّ سِنَیْنِ ۱۴ وَقَالَ الْمَلِکُ اِنِّیْ

قید میں کئی برس و اور کہا بادشاہ نے میں

اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمٰنٍ یَّاکُلْنَ سَبْعَ

خواب میں دیکھتا ہوں سات کھائیں سات ان کو کھاتی ہیں سات

عِجَافٍ ۱۵ وَسَبْعَ سُنبُلٰتٍ خُضْرٍ ۱۶ اٰخَرِیْلَیْسَ

کھائیں دہلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی

یَا یٰھَا الْمَلٰٓئِکَۃُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءُیَاۤیِ رَبِّ

اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر

کُنْتُمْ لِلرُّءُیَا تَعْبُرُوْنَ ۱۷ قَالُوْۤا

ہو تم خواب کی تعبیر دینے والے بولے

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۱۸ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ

یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو ایسے خوابوں کی

منزل ۳

دیکھا کہ جیل کے قیدی حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے خواب بیان کرتے ہیں اور وہ نہایت عمدہ تعبیر بیان فرماتے ہیں اس لئے انہوں نے بھی اپنا خواب ان کے سامنے بیان کیا اور کہا آپ بہت نیکدل اور صالح مرد معلوم ہوتے ہیں آپ ہمارے خوابوں کی بھی تعبیر بیان فرمائیں درود و قرطبی وغیرہ ۵۳۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور خیال آیا کہ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے سے پہلے ان کو مسئلہ توجید سمجھا دیں تاکہ تبلیغ کا حق بھی ادا ہو جائے اور ان کی صحبت کا حق بھی۔ چنانچہ دونوں سے فرمایا فکر مت کرو میں قبل اس کے کہ تمہارا کھانا تمہارے پاس پہنچے تمہارے خوابوں کی تعبیر تمہیں بتا دوں گا ذٰلِکُمْ اَمَّا عَلَیْکُمُ الرَّحْمٰنُ مَوْضِعُ قُرْآنٍ ۱۹ فرمایا کہ ایک مارا جائے گا اسکو نہ کہا کہ توبہ یہ خلق نیک سے۔ اللہ نے فرمایا کہ اسکو اٹکا کہہ دیجئے گا، معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں ہو سکتی بلکہ یہ سونیک ہے حضرت یوسف نے اسباب کی سچی کی کہ میرا ذکر کر یو بادشاہ پاس وہ بھول گیا تا پیغمبر کا دل اسباب پر نہ گھبرے، کئی برس رہے قید میں اکثر لوگ کہتے ہیں سات برس رہے۔

ملیہ آٹھواں عمل ۱۲-۱۳

۵۱۵

یہ تعبیر کا علم ان علوم و معارف میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّخِيْمٍ مَّا قَبْلَکَ لَکَ مِنْ دَلٰلٰتٍ اِنْ لَّمْ یَکُنْ بِکَ اِلٰهٌ غَیْرُیْ ۝۱۲۹ (قرطبی ج ۹ ص ۱۹۱) اللہ تعالیٰ نے یہ علوم و معارف مجھے اس لئے عطا فرمائے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کا دین و ملت ابتداء ہی سے قبول نہیں کیا جو خدائے واحد پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ۱۲۹ اور میں اپنے آباء کرام حضرت ابراہیم، اسحق اور یعقوب علیہم السلام کی ملت حنیفیہ کا پیروار و متبع ہوں جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے جو دنیا میں اللہ کی توحید پھیلانے اور دنیا سے شرک کو مٹانے آئے تھے اس لئے ہمارے توحید شایان

شان ہی نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔
ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ لَکَ خَیْرٌ مِّنْ دُوْنِہٖ ۝۱۳۰ (خازن ج ۲ ص ۲۸۴) اب جیل کے دونوں ساتھیوں کو حکیمانہ انداز میں اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم خود ہی اپنی خداداد عقل سے سوچو کہ بہت سے خدا اچھے ہیں جن کے سامنے زانویں عبودیت نہ کرے اور جن کے سامنے سر نیاز مندی جھکائے اور جن سے اپنی حاجتیں مانگے یا صرف ایک خدا اچھا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ساری کائنات پر قاهر ہے؟ بالفاظ دیگر بہت سے بیچارے اور عاجز معبودوں کی محتاجی بھلی یا ایک قادر و توانا خدا کی؟ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۝۱۳۱ (خازن ج ۲ ص ۲۸۴) ان کو بلا دلیل و حجت معبود بنارکھا ہے ان کے معبود سمیتہ صلا لا یستحق الا لہیۃ الہیۃ ثم طففتم تَعْبُدُوْنَ وَنْہَا مَدَارِکَ ج ۲ ص ۱۸۱) اِنْ اِلٰہَکُمْ اِلَّا اللّٰہُ اور دین کے معاملے میں اور اس بارے میں کہ کون عبادت اور پکار کا مستحق ہے فیصلہ دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اِیْمَا الْحُکْمُ فِیْ شَآءِ الْعِبَادَةِ الْمُنْتَفِعَةِ عَلٰی تِلْکَ التَّسْمِیَةِ وَفِیْ صَحَّتِهَا اِلَّا اللّٰہُ (روح ج ۲ ص ۲۸۵) جب یہ فیصلہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے تو اَمْرًا اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِلٰہًا ۝۱۳۲ اس نے حکم دیدیا اور فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور

یہاں اندمان ہے
یعنی بارشاہی ہے
یوسف علیہ السلام اس
سے جو باتوں سے
ان سے ملاقات کی
ان سے شکایت کی

اَزْ حُلَمٍ یُّعْلِمٰیۙ ۝۳۳ وَقَالَ الَّذِیْ

تعبیر معلوم نہیں اور بولا وہ جو ہے

نَحَا مِنْہُمَا وَاذْکُرْ بَعْدَ اَمْسٍ اَنَا

بہا تھا ان دونوں میں سے اور یاد آگیا اس کو مدت کے بعد میں

اَنْبِیْکُمْ بِتَاوِیْلِہٖ ۝۳۴ فَارْسِلُوْنِ ۝۳۵ یُوْسُفُ

بتاؤں تم کو اس کی تعبیر سو تم مجھ کو بھیجو ودا جا کر کہائے یوسف

اٰیہَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ

اے چھپے حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں

سِمٰنٍ یَّآ کُلْہُنَّ سَبْعُ عِجَافٍ ۝۳۶ وَ سَبْعِ

موٹی اور ان کو کھائیں سات ذیلی اور سات

سُنْبُلٰتٍ خَضِرٍ ۝۳۷ وَاٰخِرُیْلٰہِیْ عَلٰی

بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ

اَسْرِجِعْ اِلَی الْاَنْسَآءِ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝۳۸

جاؤں میں لوگوں کے پاس شاید ان کو معلوم ہو

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ ۝۳۹ ذَا بَآءَ فَمَا

کہا تم کھیتی کرو گے سات برس ہم کر لے سو جو

حَصَدُتُمْ فَذَرُوْہَا فِیْ سُنْبُلٰتٍ اِلَّا قَلِیْلًا

کاٹو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں مگر تھوڑا سا

۝۴۰ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ

جو تم کھاؤ پھر آئیں گے اس کے بعد

سَبْعٌ شِدَادٍ یَّآ کُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَہُنَّ

سات برس سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے

منزل ۳

کی عبادت نہ کی جائے اور حاجات میں کسی اور کو نہ پکارا جائے کیونکہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ یہی یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پکار ہی دینِ قییم اور مضبوط و محکم ملت ہے جو دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ سے ثابت ہے۔ الثابت الذی ذلت علیہ البراہین العقلیۃ و التّقلیدیۃ (روح ج ۲ ص ۲۸۵) ۱۳۲ دونوں قیدیوں کو دعوت اسلام دینے اور ان پر مسئلہ توحید واضح کرنے کے بعد ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ ان میں سے ایک یعنی ساتی دوبارہ دربار شاہی میں اپنی ملازمت پر بحال ہو جائے گا اور اپنے آقا کو شراب پلانے کی خدمت انجام دے گا کیونکہ اس کا جرم ثابت ہو صحیح قرآن و معنی نیری قدر معلوم ہو۔

یوسف ۱۳

५३.

وَمَامِنْ دَا بَّهٖ ۱۲

مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے بیع کے واسطے پھر آئے گا اس کے

پہلے ایک برس اس میں مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں بس نچوڑیں گے فدا

اور کہا بادشاہ نے آؤ اس کو میرے پاس پھر جرب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی

کہا: "مکہ لوٹ جا۔ اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے؟" ان عورتوں

کی جہنوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے میرا رب تو ان کا فریب سب جانتا ہے و

کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا تحقیقت ہے بہتاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اس کے

نفس کی حفاظت سے بولیں **حاشا** اللہ ہم کو معلوم ہو میں اس پر کچھ

برای جوی صورت سریر یاب هلدنی

[illegible]

سچا ہے۔ یوسف نے کہا یہ اس واسطے کہ عزیز معلوم کر لے جو اس کی بہن تھی۔

لی پھسکرے اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا

بیان کی تھی تھی۔ یہ آکھواں حال ہے۔ شاہ مہر

کوی لایوں کو کھائی میں اسی سرب اس سے سنا کر مرو

علماء، کاہنوں اور نجومیوں کو ملاکران کے سامنے ایسا

قَالُوا أَصْغَاتُ أَحْلَامٍ انْ مِیں سے کسی کی سمجھ

لڑتے دیا اور کہا کہ حیاں پر نشان ہے یہ جواب ہے

وہاں کہ یہ سب کچھ ہے۔ اسی لیے کہ یہ سب کچھ ہے۔

علیہ السلام کا اسے بادشاہ سے ذکر کرنا یاد نہ رہا اور اس

معاملہ پیش آیا اور سب اہل علم و خرد اس کی تعبیر سے

آئے اس نے کہا تھہر واس کی تعبیر میں ابھی لے کر آتا

ان سب سے بڑے گھمبیر گھمبیر کے لئے یہ ہے کہ

علیہ السلام کے پاس بھیجی اور اس نے جابرؓ سے اس طرح

رواج ۲۵۴: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ بِسَمْعِ

علمہ السلام کے ساتھ رہ کر نیرائے خواب کے معاملہ میں

۱۱۔ فضیقہ آ۔ فارس پھوڑنا واسطے شراب ساز کے فرما

۱۔ سیدہ عائشہؓ اور سرسبز وادی کا نام ہے کیا یہ پرورش کو اور بادشاہ

1997

۴۴۴

۱۲۱۔ املا شاہ ۲۱۰: شعر شریف و مشتاق با نازات لوسف گشت و لوسف علم السامری تو قف نمود تا بر ارت نامہ اثر ظاہر گردد ۱۲۲۔ علمای بعضی مشہد ادب را قور

۱۲- ریختن بقیه یوسف پوشیده اند ۱۲-

۱۲- زینجا بعفت یوسف پوشیده اند-

وَمَا أُبْرِئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ

اور میں پاک نہیں کہتا اپنے ہی کو کھٹے بے شک ہی تو سکھاتا ہے بُرائی

إِلَّا مَارَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّيَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۵۲ وَقَالَ

مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے بیشک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان اور کہا

الْبَلَاءُ أَتَوْنِي بِهِ أَمْ أَتَخْلُصُ بِهِ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ

بادشاہ نے اے آدمی اس کو میرے پاس میں خالص کر رکھوں اس کو اپنے کام میں جہالت چیت کی

قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۵۳ قَالَ

اس سے کہہ ملکہ اہمیتی تو نے آج سے ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر ملکہ یوسف نے کہا

اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ۵۴

مجھ کو مقرر کر ملک کے خزانوں پر مہم میں نگہبان ہوں خوب جاننے والا

وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُوا مِنْهَا

اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ پکڑنا تھا اس میں

حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا

جہاں چاہتا پہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور

نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۵۵ وَلَا جُرْأُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ

مضائع نہیں کرتے ہم بدلا بھلائی والوں کا اور ثواب آخرت کا بہتر ہے

لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۵۶ وَجَاءَ أَخُوهُ يُوسُفَ

ان کو جو ایمان لائے اور ہے پرہیزگاری میں قیامت اور آئے بھائی یوسف کے

فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۵۷ وَ

پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو اس نے پہچان لیا ان کو اور وہ نہیں پہچانتے تھے اور

لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِآخِ لَكُمْ

جب تیار کر دیا ان کو ان کا اسباب سفر کہا لے آؤ میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے

سال تک تم لوگ حسب عادت کھیتی باڑی کرو گے اور غلہ اگاؤ گے لیکن ایسا کرنا کہ خوشوں سے دانے نہ نکالنا بلکہ خوشوں ہی کا ذخیرہ کر لینا تاکہ غلہ خراب نہ ہو اور اسے کھڑا نہ لگ جائے البتہ کھانے کے لئے جس قدر غلہ درکار ہو وہ خوشوں سے نکال لینا۔ شکاریانہ انداز پر اس کے بعد سات سال سخت قحط کے آئیں گے ان میں تم اپنا پہلے سات سالوں کا تمام ذخیرہ ختم کر ڈالو گے پھر اس کے بعد خوشحالی کا دور شروع ہوگا، بارش خوب ہوگی اور پھل، میوے اور غلے وافر پیدا ہوں گے۔ خواب سے سات سال خوشحالی اور غلہ کی فراوانی کے اور پھر سات سال قحط کے مفہوم ہوتے ہیں اس لئے دونوں مدتوں کے بعد پھر خوشحالی کے دور کا آغاز ہونا بیان فرما دیا تاکہ اس کے بعد قحط کے ختم ہونے کا لوگوں کو اطمینان ہو جائے۔ ۵۲ یہ پندرہ احوال میں سے نواں حال ہے ساتی نے جب شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر بیان کی اور ساتھ ہی غلے کو ذخیرہ کرنے کا جو طریقہ انہوں نے بتایا تھا اس سے ذکر کیا تو شاہ مصر نے محسوس کیا کہ اس کے قید خانے میں ایک ایسا صاحب علم و بصیرت شخص موجود ہے جو اس کے دربار کی رونق ہونا چاہیے اور اس کے علم و تدبیر اور فہم و فراست سے ملکی معاملات میں استفادہ کرنا چاہیے اس لئے انہیں فوراً اپنے پاس حاضر کرنے کا حکم دیا وَاَتَوْنِي بِهِ لِمَا سَأَى مِنْ عِلْمِهِ وَفَضْلِهِ وَآخِبَارِهِ عَمَّا لَا يَعْلَمُ إِلَّا اللَّطِيفُ

الخبر درود ج ۱۲ ص ۲۵۴ شاہ کا فرستادہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے سمجھا کہ جب تک شاہ کے سامنے اور تمام پبلک کے سامنے ان کی برائت ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ جیل سے باہر قدم نہ رکھیں۔ کیونکہ اس کے بغیر پبلک کے دلوں میں اور شاہ کے دل میں یہ وسوسہ باقی رہے گا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے آقا کی خیانت کی تھی اگرچہ زبان سے وہ اس کا اظہار نہ کریں۔ خشنی ان یخرج وینال من المملک مرتبہ و یسکت عن امر ذنبه صغیرا فیراہ الناس بتلافی العین ابدا ویقولون هذا الذی راودا امرأة مولاه فاراد یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یبیت براءتہ ویحقق منزلتہ من العفة والحنید وحينئذ یخرج للاخطاء والمنزلة دقطنی ج ۲ ص ۲۵۵ یعنی ان عورتوں کا کیا حال

موضع قرآن فل اب سے عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا فل انہوں نے آپ یہ خدمت طلب کی تا صحبت اہل دنیا سے دور رہیں اور خواب کی تعبیر اور کسی سے بن نہ آئی فل یہ جواب ہوا ان کے سوال کا اور اولاد ابراہیم اس طرح شام سے مصر میں اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے حضرت یوسف کو گھر سے دور بھیجنا کا تاذیل ہوا اللہ نے زیادہ عزت دی اور ملک پر اختیار دیا ایسا ہی ہوا اہم سے حضرت کو فل جب حضرت یوسف ملک مصر پر مختار ہوئے خواب کے موافق سات برس خوب آبادی اور ملک کا اناج بھرتے گئے پھر سات برس کے قحط میں ایک بھائی نے باندھ کر بولی اپنے ملک والوں اور پردیسیوں کو برابر کر ڈیسی کو ایک ونٹ سے زیادہ نہ دیتے اس میں خلق کی قحط سے اور خزانہ بادشاہ کا بھر گیا ہر طرف خبر تھی کہ مصر میں اناج سستا ہے ان کے بھائی آئے خرید کو۔

فتح الرحمن فل یعنی وقابلیت او شناخت ۱۲ فل مترجم گوید بعد ازاں قحط افتاد و در جمع نواحی مصر و شام و اولاد یعقوب را مشقت بسیار رسید بسوی یوسف

فتح الرحمن متوجہ شدند ۱۲ واللہ اعلم۔

ہے جنہوں نے مجھے گناہ میں پھنسانے کے لئے مکر کئے تھے وہ اب کیا کہتی ہیں۔ قَالَ مَا خَطْبُكَ جہانچہ شاہ نے ان غورتوں کو اور عزیز مصر کی بیوی کو بلا کر ان سے پوچھا کہ بتاؤ جب تم نے یوسف کو درغلانے کی کوشش کی تھی تو کیا تم نے اپنی جانب اس کا کچھ میلان پایا تھا ہل وجد تن فیہ میلہ الیکن (روح) قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ تُو سب بول اٹھیں حاشا وکلا ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی اور اس نے ہماری طرف ادنیٰ رغبت اور میلان بھی نہیں کیا۔ قَالَتْ اَصْرَاكَ الْعَزِيزَانِ اب زلیخا بھی بولی کہ اب تو حق بات واضح ہو چکی ہے اس لئے اب چھپانے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ قصور میرا ہی تھا، میں ہی نے یوسف کو درغلایا تھا وہ اپنی بات کا سچا اور کیر کڑ کا پختہ ہے۔ ۵۳۶ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ امرأۃ العزیز کا قول ہے یا حضرت یوسف علیہ السلام کا۔ حضرت قتادہ، حسن اور حضرت ابن عباس کے نزدیک یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اس لئے کیا ہے تاکہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے عزیز مصر کی عدم موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی لِيَعْلَمَ كَا فاعل بادشاہ ہے نہ کہ عزیز مصر کیونکہ وہ اس وقت مرچکا تھا۔ قَالَ ابن عباس فارسل الملك الى النسوة والى امرأۃ العزيز وكان قد مات العزيز (قرطبی ج ۹ ص ۱۸) لِيَعْلَمَ الْمَلِكُ اَنِي لَمْ اخْنه بَا لَغِيْب ركبہ ۱۸ ص ۵۳۶ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی برارت کا اظہار کیا تو خیال آیا میں خود ہی اپنی ذات کا تزکیہ کر رہا ہوں یہ تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا ہے اس لئے انکسار و تواضع کے طور پر فوراً کہا وَمَا اُبْرِيْ نَفْسِيْ اِلْحَمِ مِیْنِ اِنِّیْ ذَاتِ کَاتَزْكِیْہِ نَہِیْسِ کَرْتَا نَفْسِ اِنْسَانِیْ بَرَا سَرِکَشِ ہِے اِسْ کَے اَعْوَارِ سَے صَرَفِ دَہِیْ نَکْ سَکْتَا ہِے جِسْ کِی اللہ تَعَالٰی مَحْضِ اِنِّیْ مَہْرَبَانِیْ سَے رَسْتِگِیْرِیْ فَرَمَائے۔ وَمَا اِبْرِيْ نَفْسِيْ هَفْنَمِ لِّلنَفْسِ وَانْکَسَارِ وَتَوَاضَعِ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَانْ رَوِّیۡہِ النَّفْسِ فِی مَقَامِ الْعَصْمَةِ وَالتَّزْكِیۡۃِ ذَنْبِ عَظِیْمِ فَاَرَادَ اِزَالۃَ ذٰلِکَ عَنِ نَفْسِہِ اِلْحَمِ (خازن ج ۳ ص ۲۹) قَالَ الْحَسَنُ لَمَّا قَالَ یُوسُفُ ذٰلِکَ لِيَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اخْنہ بَا لَغِیْبِ کَرِہِ نَبِیِّ اللّٰہِ اَنْ یُّکُوْنَ قَدْ ذُکِی نَفْسِہُ فَقَالَ وَمَا اُبْرِيْ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَا مَادَّةَ اِلْحَمِ تَزْكِیۡہِ النَّفْسِ مَذْمُوْمۃٌ اِلْحَمِ قُرْطُبِیْ ج ۹ ص ۵۳۶ جب بادشاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور عصمت واضح ہو گئی تو اب اس نے حکم دیا کہ انہیں فوراً میرے پاس لاؤ میں انہیں اپنا خاص مشیر بنالوں اور اپنی مملکت کے اہم امور اس کے سپرد کر دوں۔ اِیْ اَحْلَہْ خَا لَصًا لِّلنَفْسِ اِفُوْضَ اِلَیْہِ اَمْرُ مَمْلَکَتِیْ (قرطبی ج ۹ ص ۵۳۹) جب دونوں مل کر بیٹھے اور کھل کر گفتگو ہوئی تو شاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی ایسی خوبیاں ظاہر ہوئیں جو اس کے دہم و گمان میں بھی نہ تھیں تو اس نے اعلان کیا کہ آج سے ہمارے یہاں آپ کو بہت بلند مرتبہ عطا کیا جاتا ہے اور حکومت کے تمام معاملات میں آپ معتمد علیہ اور امین ہیں۔ ذُو مَکَانَۃٍ وَ مَنَزَلۃٍ اَمِیْنِ مَوْثِقِیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ و مدارک ج ۲ ص ۲۵۷ حضرت یوسف علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ شاہ مصر اب لازمی طور پر حکومت کا موضوع قرآن و سب سے چھوٹا بھائی حضرت یوسف کا سکا بھائی تھا۔ اس کو بلوایا و ل جو قیمت لائے وہ چھپا کر اناج کے پوچھوں میں ڈال دی احسان کر کر۔ فَتَحَ الرَّحْمٰنُ فَا لَ یعنی بسبب دادن طعام و کمرتن سرمایہ دیگر بار طبع کنندہ ۱۲۔

دماء ابرئ ۱۳

۵۳۲

یوسف ۱۲

مِّنْ اٰیٰتِکُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْ اُوْفِی الْکَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ

باپ کی طرف سے تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پورا دیتا ہوں باپ اور خوب طرح

الْمُنْزِلِیْنَ ۵۹۱ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِہٖ فَلَا کَیْلَ لَکُمْ

اتارنا ہوں ہمانوں کو پھر اگر اس کو نہ لائے میرے پاس تو تمہارے لئے بھرتی نہیں

عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۵۹۲ قَالُوْا سَلِّ اَوْ دَعْنٰہُ اَبَاہُ

میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آؤ گے بولے ہم خواہش کر چکے اس کے باپ سے

وَاِنَّا لَفَاعِلُوْنَ ۵۹۳ وَقَالَ لِفَتٰیہِہٖ اَجْعَلُوْا بَیْضَ عَمَّہُمْ

اور ہم کو یہ کام کرنا ہے اور کہہ دیا اپنے خدمتکاروں کو کھٹکے رکھ دو ان کی پوجی

فِیْ رَحْلِہُمْ لَعَلَّہُمْ یَعْرِفُوْنَہَا اِذَا انْقَلَبُوْا اِلَیْ

ان کے اسباب میں شاید اس کو پہچانیں جب پھر کر پہنچیں

اٰہِلِہُمْ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ ۵۹۴ فَلَمَّا رَجَعُوْا اِلَیْ اٰہِلِہُمْ

اپنے گھر شاید وہ پھر جانیں و پھر جب پہنچے اپنے باپ کے پاس

قَالُوْا اٰیَا بَنَانَا مَنِعَ الْمَکِیْلِ فَارْسَلْ مَعَنَا اَخَانَا

بولے اے باپ روک دی گئی ہم سے بھرتی سو بیچہ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو

نَکْتَلُ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۵۹۵ قَالَ هَلْ اَمْسَکْتُکُمْ عَلَیْہِ

کہ بھرتی لے آئیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں کہا میں کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر

اِلَّا کَمَا اَمْسَکْتُکُمْ عَلَیْ اَخِیْہِ مِنْ قَبْلِ فَاَللّٰہُ خَیْرُ

مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر اس سے پہلے سو اللہ بہتر ہے

حٰفِظًا وَّہُوَ اَرْحَمُ الرَّحِیْمِیْنَ ۵۹۶ وَلَمَّا فَتَحُوا

نگہبان اور وہی ہے سب مہربانوں سے مہربان اور جب کھولی اپنی

مَتَاعَہُمْ وَجَدُوْا بَیْضَ عَمَّہُمْ رُوِّدَتْ اِلَیْہِمْ ط قَالُوْا

چیز بست لے پائی اپنی پوچھی کہ پھیر دی گئی ان کی طرف بولے

مَنْزِل

فَوَیْزِیْہِ سَبَبِیْ دَادِنِ طَعَامِ و کمرتن سرمایہ دیگر بار طبع کنندہ ۱۲۔

کوئی حکمہ ان کے سر دکرے گا اس لئے انہوں نے خود ہی اپنے کو ایک ایسے حکمہ کے لئے پیش کر دیا جس کا براہ راست تعلق پہلک سے تھا تا کہ متوقع قحط کے زمانے میں مخلوق خدا سے پوری پوری ہمدردی ہو سکے اور ہر ایک کو اس کا حق مل جائے اور قحط کے زمانہ میں غلے کی حفاظت اور اس کے خرچ کا انتظام درست رہے۔
انہ علیہ السلام علم بالوحی انہ سبحصل لقحط والضیق الشدید الذی رہبما افصى الی ہذا الخلق العظیم فلعلہ تعالیٰ امرہ بان یدبر فی ذلک ویأتی بطریق لاجلہ یقل ضرر ذلک القحط فی حق الخلق کبیر ۱۸ ص ۱۷۱

خانے سے نکال کر حکومت پر متمکن فرمایا اور سارا ملک مصر ان کے تصرف میں دے دیا کہ وہ جہاں چاہیں چاہیں اور جہاں چاہیں رہیں۔ ہم اپنے مخلص بندوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں اور ان کے صبر کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ وَلَا تَحْزَنْ اَلْخِزْيَةَ الَّتِیْہِ تُوْدِیْنِیْا مِیْنِ جِزْرَہِے اور آخرت کی جزا اس سے کہیں زیادہ اور اعلیٰ دار فاع ہے۔ ۵۲ یہ دسواں حال ہے۔ اس سے پہلے اندماج ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام خزان الارض کے وزیر مقرر ہو گئے اور سات سال تک زمیں کی پیداوار کا ذخیرہ کرتے رہے۔ سات سال کے بعد قحط پڑ گیا اور دور دور سے لوگ غلہ لینے کے لئے مصر آنے لگے۔ اسی سلسلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی مصر میں ان کے پاس آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یوسف اس قدر بلند و بالا مرتبہ پہنچ جائے گا۔ ۵۳ جب بھائیوں کو غلہ دے کر رخصت کرنے لگے تو فرمایا اپنے گیارہویں بھائی کو بھی ساتھ لانا تم نے دیکھ لیا کہ میں کتنا اچھا معاملہ کرتا ہوں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور ہمانوں کی بھی خدمت و تواضع کرتا ہوں۔ فَاِنْ لَّکُمْ تَاوُتُوْنِیْ بِہِ الْخِزْمَۃِ اُسے ساتھ نہیں لاؤ گے تو میرے پاس مت آنا میں تمہیں غلہ نہیں دوں گا قَدْ اَلْفَسَلُوْا وُدَّہِمْ اُنہوں نے کہا ہم اسے لانے کے لئے اس کے باپ سے کوئی حیلہ بہانہ ضرور کریں گے اور اسے ساتھ لے کر آئیں گے۔ ۵۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ملازموں سے فرمایا اس مال کو جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے ان کی بوریوں میں واپس کر دو۔ ممکن ہے جب وہ واپس گھر پہنچیں تو اپنا مال پہچان لیں اور ازراہ دیانت و امانت ہمیں واپس دینے کے لئے دوبارہ

یوسف ۱۲

۵۳۳

دہر ۱۳

یَا بَانَ مَا نَبْغِیْ ہِذَہٗ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا وَ نَبِیْرُ اٰہْلِکَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزِدُّ اَدْکِیْلَ بَعِیْرُ ذٰلِکَ

اے باپ ہم کو اور کیا چاہیے یہ بونہی ہماری پھیر دی گئی ہے ہم کو اب

نہیں آہلکنا و نحفظ اخانا و نَزِدُّ اَدْکِیْلَ بَعِیْرُ ذٰلِکَ

جائیں تو رسد لائیں ہم اپنے گھر کو اور خبر داری کریں گے اپنے بھائی کی اور زیادہ لیوس بھرتی ایک

کِیْلَ یَسِیْرُ ۵۵ قَالَ کُنْ اُرْسِلْکَ مَعَکُمْ حَتَّیْ تَوْتُوْنَ

اونٹ کی یہ بھرتی آسان ہے کہا ہرگز نہ بھیجوں گا اس کو تمہارے ساتھ ۵۵ یہاں تک کہ دو مجھ کو

مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰہِ لَتَاُتِیْنِیْ بِہِ اِلَّا اَنْ یُّحَاطَبَکُمْ

۵۵ عہد خدا کا کہ البتہ پہنچا دو گے اس کو میرے پاس مگر یہ کہ گھیرے جاؤ تم سب ۵۵

فَلَمَّا اَتَوْہُ مَوْثِقُہُمْ قَالَ اللّٰہُ عَلَیْ مَا نَقُولُ وَکِیْلٌ ۵۶

پھر جب دیا اس کو سب نے عہد بولا اللہ ہماری باتوں پر نگہبان ہے و

وَقَالَ یٰبَنِیْ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَاَدْخُلُوْا

اور کہا اے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے اور داخل ہونا

مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَۃٍ وَّمَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ

کئی دروازوں سے جدا جدا اوڑیں نہیں بچا سکتا تم کو شہا اللہ کی

مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَلْحَکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَیْہِ

کسی بات سے حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے اور اسی پر

فَلِیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۵۷ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ

بھروسہ چاہیئے بھروسہ کرنے والوں کو و اور جب داخل ہوئے جہاں سے ۵۷

اَمَرُہُمْ اَبُوہُمْ مَا کَانَ یُغْنِیْ عَنْہُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ

کہا تھا ان کے باپ نے کچھ نہ بچا سکتا تھا ان کو اللہ کی کسی

شَیْءٍ اِلَّا حَاجَۃً فِیْ نَفْسِ یٰعْقُوْبَ قَضٰہَا وَاِنَّہٗ

بات سے مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے جی میں سو پوری کر چکا اور وہ تو

مَنْزِل ۳

مہر آئیں۔ ۵۵ جب وہ واپس والد گرامی کی خدمت میں پہنچے تو عرض کیا کہ بنیامین کا حصہ تو ہم سے روک لیا گیا ہے جب تک وہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا اس وقت تک ہمیں اس کے حصے کا غلہ نہیں ملے گا۔ اس لئے آپ اسے ہمارے ساتھ بھیج دیں ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ قَالَ هَلْ اُمِیتُکُمْ عَلَیْہِ الْحَضْرَتِ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جس طرح میں نے یوسف کے بارے میں تم پر اعتماد کیا تھا اسی طرح بنیامین کے بارے میں تم پر اعتماد کروں یعنی تم ایک بار میرے اعتماد کو غور کر چکے ہو لیکن اچھا خدا حافظ ہے اور وہ ہرمان ہے مجھے امید ہے کہ وہ مجھ پر جدائی کی دو مصیبتیں مسلط نہیں فرمائے گا۔ فَارْحَبُوْا اِنْ یَنْعَمَ عَلَیْکُمْ بِحِفْظِہٖ وَاِنْ یُجْعَمْ عَلَیْکُمْ مِّصِیْبَتِیْنِ رَدَارَکَ ۵۸ مگر جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کا سرمایہ بھی واپس اس میں موجود ہے تو کہنے لگے اباجان! موضح قرآن ک ظاہر کا اسباب بھی پختہ کر لیا اور بھروسہ اللہ پر رکھا۔ یہی حکم ہے ہر کسی کو و لایہ لوک کا بچاؤ تیار۔ پھر بھروسہ اللہ پر کیا، لوگ لگتی غلط نہیں اور اسکا بچاؤ گزارا ہے۔

ہمیں اور کیا چاہئے ہمیں غلہ بھی مل گیا اور سرمایہ بھی واپس آگیا والمعتدی شیئ نطلب وراء هذا وفي لنا الكيل ورد علينا الثمن اقربى جہ صلت، وَمَقِيْرُ اَهْلًا وَنَحْفُظُ اِلَھِم دو بارہ جا کر اہل و عیال کے لئے غلہ لائیں گے، بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ مزید غلہ لے کر آئیں گے یہ غلہ ہمیں آسانی سے مل جائے گا صرف چھوٹے بھائی کو ساتھ لے جانے کی ضرورت ہے۔ ۵۷ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جب تک تم اس کی واپسی کے لئے اللہ تعالیٰ کا عہد نہیں دو گے اس وقت تک میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ چنانچہ جب انہوں نے عہد دے دیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو وداع کرتے ہوئے فرمایا لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابِ اِحْدٰیھُمْ

یوسف ۱۲

۵۳۴

وما ابڑی ۱۳

لَذُوْعِلِمَ لِمَا عَلَّمْنٰہُ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ

خبردار تھا جو کچھ ہم نے اس کو سکھایا لیکن بہت لوگوں کو

لَا يَعْلَمُوْنَ ۵۸ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰی یُوسُفَ اَوْیَ اِلَیْہِ

خبر نہیں ملے اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس تھے اپنے پاس

اَخَاہُ قَالَ اِنِّیْ اَنَا اَخُوْکَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوا

رکھا اپنے بھائی کو کہا تحقیق میں ہوں تیرا بھائی سو غمگین مت ہو ان کاموں سے جو

یَعْمَلُوْنَ ۵۹ فَلَمَّا جَہَزْہُمْ بِمَا رَزَہُمْ جَعَلَ السَّقَایَۃَ

انہوں نے کئے ہیں وہ پھر جب تیار کر دیا ان کے واسطے اسباب ان کا لٹہ رکھ دیا اپنے کا پیالہ

فِی رَحْلِ اَخِیْہِ ثُمَّ اٰذَنَ مُوْذِنٌ اٰیٰتِہَا الْعِبْرٰتِ لَکُمْ

اسباب میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والے نے اسے قافلہ والوں کو ابتر

لَسَارِقُوْنَ ۶۰ قَالُوْا اَوْ اَقْبَلُوْا عَلَیْہُمْ مَا ذَاتَفُقِدُوْنَ ۶۱

چور ہو کہنے لگے منہ ان کی طرف کر کے تمہاری کیا چیز گم ہو گئی

قَالُوْا اَنفَقْدُ صَوَاعَ الْمَلِکِ وَلَیْسَ جَاۤءَہُ حِمْلٌ

بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ جو کوئی اس کو لائے بلکہ اس کو ایک بوجھ

بَعِیْرٌ وَاَنَا بِہٖ زَعِیْمٌ ۶۲ قَالُوْا اِنَّا لَنَنۢبِتُکُمْ مَا

اونٹ کا اور میں ہوں اس کا حاضن وہ بولے قسم اللہ کی قسم تم کو معلوم ہے ہم

جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَمَا کُنَّا سَارِقِیْنَ ۶۳ قَالُوْا

شرارت کرنے کو نہیں آئے ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے بولے

فَمَا جَزَاؤُکَ اِنْ کُنْتُمْ کٰذِبِیْنَ ۶۴ قَالُوْا جَزَاؤُکَ

پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم بولے جھوٹے کہنے لگے اس کی سزا یہ کہ

مَنْ وُجِدَ فِی رَحْلِہٖ فَہُوَ جَزَاؤُکَ کَذٰلِکَ نَجْزِی

جس کے اسباب میں سے ہاتھ آئے وہی اس کے بدلے میں جائے ہم یہی سزا دیتے ہیں وہ

۵۷

میں سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تاکہ تم کو کسی کی نظر بدنہ لگ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حسن و جمال اور قوت و طاقت کی خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔ وَاَمَّا اَمْرُھُمْ بِذٰلِکَ لَآ اِنَّہٗ خَافَ عَلَیْہِمْ الْعِیْنَ لَآ اِنَّہُمْ کَانَوْا قَدْ اَعْطُوا جَمَالَ وُقُوۃٍ وَاَمْتَدَادَ قَاۡمَةِ الْخَمْرِ غَاۡزِنِ ج ۳ صفحہ ۵۷ میں تقدیر الہی کو نہیں روک سکتا جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اِنْ اِلَّا اَحْکَمُ اِذَا لَیْلَہٗ فَنَصَا وَقَدَّرَ اللّٰہُ کَے اختیار میں ہے۔ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور سب کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ میں نے تو محض ایک جیل کے طور پر یہ کہا ہے۔ ۵۸ یہ گیارہواں حال ہے۔ لہذا کا جواب محذوف ہے۔ اسی وقع ما قضی اللہ مختلف دروازوں سے ان کا داخل ہونا ان کے لئے کوئی فائدہ مند نہ تھا یہ محض حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کی ایک خواہش تھی جو انہوں نے ظاہر کر دی۔ اِلَّا حَآجَۃً مُّشْتٰی مِّنْقَطَعٌ ہے۔ الا بمعنی لیکن ہے اور حاجۃ سے پہلے فعل آظہر مقدر ہے قضیہا جس کی تفسیر ہے۔ قضیہا اسی آظہر ہا فومعی بہا (مظہری ج ۵ صفحہ ۷۷) جب تمام بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے بنیامین کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اسے بنا دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں اس لئے بڑے بھائی تمہارے ساتھ ہونا روا سلوک کرتے تھے اب اس کا غم نہ کرنا۔ اس پر بنیامین نے کہا کہ اب مجھے ان کے ساتھ ہرگز نہ بھیجوا اور مجھے اپنے پاس ہی رکھو یہی سبب تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا حیلہ سوچا۔ ۵۹ جب بھائیوں کو غلہ دیکر رخصت کرنے لگے اور سب کا مال و متاع تیار کرنے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے آٹکھ بچا کر سفایہ دیا فی پنے کا برتن جس سے غلہ ناپنے کا کام بھی لیتے تھے، بنیامین کے سامان میں حوزہ رکھ دیا یا کسی نوکر سے

موضع قرآن اور اسباب کا بچاؤ دونوں ہو سکتے ہیں، اور بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو۔ ۶۰ اس بھائی کو جو حضرت یوسف نے آرزو سے بلایا، اوروں کو حذر لگا، اس سفر میں اس کو ہر بات پر چھڑکتے اور طعنہ دیتے اب حضرت یوسف نے تسلی دی ۶۱ یا سن بادشاہ کے پینے کا چاندی کا اس کی پیاس پر سہا ہوا یا ناج اپنے کا اور گھوڑے اس میں پیتے، حضرت یوسف نے ان کو جو رکھلوا یا جھوٹ نہیں حضرت یوسف کو باپ کی پوری سے بچ ڈالا۔

فتح الرحمن ۱۲ یعنی اور غلام گیر بندہ ۱۲۔

وما ابرئ ۱۳

۵۳۵

یوسف ۱۲

ظالموں کو ف

پہلے آخر کوہ برتن نکالا اپنے بھائی کی خیرجی سے۔ یوں داؤد بتا دیا ہم نے

یوسف کو وہ برگزینہ لے سکتا تھا اپنے بھائی کو دین میں اس پادشاہ کے

مگر جو چاہے اللہ ہم درجے بلند کرتے ہیں جس کے چاہیں اور

ہر جاننے والے سے اوپر ہے ایک جاننے والا کہہ لے اگر اس نے چھپایا ۵۵ تو

ہواری کی سستی اس کے ایک بھائی نے بھی اس سے پہلے تب آہستہ سے کہا ۵۷ یوسف نے اپنے جی میں

اور ان کو نہ جتایا کہا جی میں کہ تم بدتر ہو درجے میں اور اللہ

خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو وہ دیکھنے لگے اے عزیز شہ

ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو رکھ لے ایک کو ہم میں سے اس کی جگہ ہم دیکھتے ہیں تو ہے

احسان کرنے والا ہے۔ بولا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں ۴۸ عمر

جس کے پاس پانی نہیں ہے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

منزل ۳

منزل ۳

رقم طبی ۲۲۹، ۵۶۳ فرزند ان یعقوب

یہاں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ چوری کرنا ہمارا

اونٹوں کے منہ باندھ رکھے تھے تاکہ وہ لوگوں کی ٹھنٹھتی

لکھو یا تمنا جو پتی باران کے سامان میں واپس چلا گیا

ذَلِكَ دِيْنُهُمْ وَأَمَّا لَهُمْ حَيَاتٌ دَخَلُوا وَأَفْوَاةٌ

التي وحدها في رحالهم

ثابت ہو جاؤ اور تم ہی میں سے کوئی چوں ہو تو پھر اس

سے پیمانہ برآمد ہو اسے غلام بنالیا جائے اور ہمارے

مختار جو حص چوری کرے وہ ایک سال تک صاحب

یوسف علیہ السلام کے سامنے حاضر کیا گیا ابوں کے پیچھے

کافسان کمال کے لئے سے معنی ہم نے لوسف کو لوں تدر

اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے کیونکہ شاہ مصر کا دستور یہ تھا

کر کے اسے قہوڑ دیا جائے (کبیر) ۵۶۵ فرزند ان نقیوب

چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے ان پر چوری کا عین زیادہ

۳۰ قصہ حزم و سادگی - فقیر خواجہ اشرف الدینی

الانكافيين

$$\sigma_{\mu} = 1$$

فتح الرحمن حضرت یوسف قتی از طلا ازان جده مادری خود بدزدید تا از عبادت منہم باز ماند یا مشاہدہ این قصہ چیزی کہ سبب تہمت او باشد بدزدی بوقوع آمدہ بود ۱۲۰۱

وَمَا أَبْرَأُ

524

یوسف ۱۲

سید محمد علی

أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ آبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوَثِقًا

کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے لیا ہے تم سے عہد

مِّنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا قَرَّطُمْ فِي يُوسُفَ فَلَنُ

اللہ کا اور پہلے جو قصور کہ چکے ہو۔ یوسف کے حق میں سو میں تو میرے

أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي ۖ وَ

۴۰ نہ سرکوں گما اس ملک سے جب تک کہ حکم دے مجھ کو باپ میرا قاضیہ چکا دے اللہ میری طرف اور

هُوَ خَيْرُ الْحَكَمِينَ ﴿٨٠﴾ ارْجِعُوا إِلَىٰ آبَائِكُمْ فَقُولُوا

وہ ہے سب سے بہتر چمکانے والا اور پھر جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو

يَا بَنَا إِبْنِ ابْنِكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْنَا

اے باپ تیرے بیٹے نے تو چوری کی اور ہم نے وہی کہا تھا جو ہم کو خبر تھی۔

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَفِظِينَ ﴿٨١﴾ وَسُئِلَ لِقَرِيَّةٍ الَّتِي

اور ہم کو غیب کی بات کا دھبیان نہ تھا۔ اور پلوچھلے اس بستی سے جس میں

كُنَّا فِيهَا وَالْعِيبَرِ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا لَصَدِقُونَ ﴿٨٢﴾

ہم کھتے نہ اور اس قافلے سے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بے شک پہنچتے ہیں

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْ رَأَيْتُمْ أَصْبَارَكُمْ جَمِيلٌ

بولا کوئی نہیں بنائی ہے بہنارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بہتر ہے

عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ

مٹا دے گا۔

الْحَكِيمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا سَعْدُ عَلَى يَدَيْكَ

مہمسوں والا فک اور دنیا پھر ان کے پاس سے کہہ اور بولا اے اسوس یوسف پڑ

مَنْزِلٌ

فتح الرحمن **و** يعنى گفتن جزاء ۵ من و بعد فى رحله فهو جزاء ۱۲۵ -

فتح الرحمن **و** يعنى گفتن جزاء ۵ من و بعد فى رحله فهو جزاء ۱۲۵ -

وَابْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿١٣﴾ قَالُوا

اور سفید ہو گئیں آنکھیں اس کی غم سے سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا کہ کہنے لگے

تَاللّٰهِ تَفْتُوْا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا

قسم اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یوسف کی یاد کو جب تک کہ عمل جائے

اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ ﴿١٤﴾ قَالَ اِنَّمَا اَشْكُو

یا اللہ ہو جاوے مردہ و بولا میں تو کھولتا ہوں

بَنِيَّ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥﴾

اپنا اضطراب اور غم اللہ کے سامنے لکھ اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے

يَبْنِيْ اِذْ هَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَآخِيْهِ

اے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی تلاش اور اس کے بھائی کی

وَلَا تَاْيَسُوْا مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَاْيَسُ مِنْ

اور ناامید مت ہو اللہ کے فیض سے بے شک ناامید نہیں ہوتے

رُّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ ﴿١٦﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا

اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں پھر جب داخل ہوئے

عَلَيْهِ قَالُوْا يَا اَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاهْلٰنَا الصَّرُّ

اس کے پاس لے آئے اے عزیز پٹری ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی

وَجِئْنَا بِضَاعَةٍ مُّزْجٰٓجَةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

اور لائے ہیں ہم بلوچنی ناقص سو پوری دے ہم کو بھرتی اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿١٧﴾ قَالَ

خیرات کریم پر اللہ بدلا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو کہہ

هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَآخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ

کچھ تم کو خبر ہے لکھ کہ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو

کوئی علم نہیں اور نہ ہم غیب ہی جانتے ہیں۔ ۱۳ آپ مصر میں آدمی بھیج کر تصدیق کر لیں اور ان قافلہ والوں سے دریافت فرمائیں جن کے ہمراہ ہم آئے ہیں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ ۱۴ قَالَ بَلْ نَسْوَكَ اِلٰہِ اس سے پہلے اندماج ہے۔ جب نو بھائی مصر سے روانہ ہو کر واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا نہیں اس میں بھی تمہارا ہی فریب ہے تم نے یوسف کی طرح بنیامین کو بھی کہیں غائب کر دیا ہے۔ اچھا میرا کام تو صبر ہی ہے یہ دکھ میرے لئے مقدر ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تینوں بھائیوں کو صحیح سلامت واپس لائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے

کیونکہ انہوں نے بنیامین کے معاملہ میں بھی اپنے بیٹوں کو ملزم قرار دیا حالانکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہ تھا۔

۱۵ بیٹوں کی لائی ہوئی ناپسندیدہ خبر پر اظہار کراہت کے طور پر ان سے اعراض کیا اور بنیامین کی جدائی سے غم

یوسف علیہ السلام تازہ ہو گیا وَاَبْيَضَّتْ عَيْنَاكَ غَم فراق یوسف میں زیادہ رونے کی وجہ سے حضرت یعقوب

علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں فَهُوَ كَظِيمٌ اور وہ بیٹوں پر سخت ناراض تھے مگر ناراضی کا اظہار نہیں

کرتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم یوسف میں اس قدر رونا اور اس قدر رنج و حزن کا اظہار بقافانے

بشریت تھا۔ انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ غم و اندوہ کے موقع پر وہ اپنے کو قایوم میں نہیں رکھ سکتا یہی وجہ

ہے کہ انسان کا صبر قابل تعریف ہے۔ وِجْوَزَ لِلْبَنِي علیہ السلام ان یبلغ بہ المجرع ذلک المبلغ لان

الانسان مجبور علی ان لا یملک نفسه عند الحزن فلذلک حمد صبرہ الخ مدارک ج ۲ ص ۱۸

۱۶ حَرَضًا قریب الموت یا جسمانی اور روحانی لحاظ سے ہیکار۔ بیٹوں نے کہا آپ اب بھی یوسف کو نہیں بھلانے

وہ نہ اجانے کب کا مٹ مٹا چکا ہے آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ کی تمام قوتیں جوا

دے چکیں یا آپ ہلاک ہو جائیں مگر یوسف کو اب نہیں دیکھ پائیں گے۔ ۱۷ حضرت یعقوب علیہ السلام نے

فرمایا میں اپنا غم و اندوہ اللہ سے بیان کرتا ہوں کیونکہ ہی غمزدہ اور اندوہ گیس لوگوں کا غمگسار اور یار و مددگار ہے

اور اللہ کی طرف سے مجھے وہ علم حاصل ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرا بیٹا یوسف

زندہ ہے کیونکہ بچپن میں اس نے جو خواب دیکھا تھا وہ برحق ہے اس لئے وہ یقیناً تم سے ملے گا اور میں اور تم سب

اس کے سامنے سجدہ بجالائیں گے۔ معنایا واللہ اعلم ان رؤیا یوسف حق وصدق وانی و انتہ سنسجد لہ وغازن ج ۳ ص ۱۲ یا مطلب یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام پر امتحانات آنے رہتے ہیں لیکن

آخر میں آرام و راحت کا وقت بھی آتا ہے۔ یوسف کی جدائی ایک امتحان ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس ابتلاء کے بعد اللہ تعالیٰ یوسف سے میری ملاقات ضرور کرائے گا۔

۱۸ غم کی بات منہ سے نہ نکالتا تھا مگر اس وقت بے اختیار اتنا نکلا ایسا درد آتی مدت دبار کھنکس کا کام ہے سوا پٹیلیر کو اس بیٹے کے جانے سے، پھر یوسف

موضع قرآن کا غم تازہ ہوا اس یعنی تم کیا مجھ کو صبر سکھاؤ گے لیکن بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی، میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے در دیا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھو کس حد کو پہنچ کر بس ہو۔ ۱۹ قحط میں سب اسباب گھر کا بک گیا۔ اب کی بار اون اور بنیر اور ایسی چیزیں لائے تھے انان خریدنے کو، یہ

حال سن کر یوسف کو رحم آیا، اپنے تئیں ظاہر کیا اور سارے گھر کو بلوا لیا۔

۷۷ اب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے فرمایا جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا کیونکہ اللہ کی رحمت سب کو ناپائیدار نہیں کرتی۔ ۷۸ یہ تیرہواں حال ہے فرزند ان یعقوب علیہ السلام اب تیسری بار مصر وارد ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اسے عزیز! ہم اور ہمارے اہل و عیال قحط سالی کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور اس دفعہ تو ہم بہت تنگدستی میں پونجی لائے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ دیں اور ہم پر احسان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس احسان کی جزا دے گا۔ مَزْحَاجٌ مَعْمُولٌ، ناقص، بہت تنگدستی ای بضعاً وعدۃ کاسدۃ لا تنفق فی الطعام

یوسف

۵۳۸

وفا ابی ۱۳

جَاهِلُونَ ۱۹ قَالُوا آءِ إِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ

سبھ نہ تھی بولے کیا سچ تو ہی ہے یوسف کہا

أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا آخِي زَكَرِيَّا قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ

میں یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی اللہ نے احسان کیا ہم پر البتہ

مَنْ يَشَاءُ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۲۰

جو کوئی چاہتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ضائع نہیں کرتا حق نیکو والوں کا

قَالُوا إِنَّا لَنَرِيكَ لَقَدْ أَثَرُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَطِئِينَ ۲۱

بولے قسم اللہ کی قسم البتہ پسند کر لیا تجھ کو اللہ نے ہم سے اور ہم تجھے جو کئے وئے

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَ

کہا کچھ التزام نہیں تم پر آج بخشتے اللہ تم کو اور

هُوَ أَرْحَمُ الرَّحِمِينَ ۲۲ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَالْقَوَّةُ

وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان لے جاؤ یہ کرتہ میرا ہے اور ڈالو اسکو

عَلَى وَجْهِ أُمِّي يَأْتِ بِصِدْقٍ وَأَتُوْنِي بِأَهْلِكُمْ

منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہوا اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا

أَجْمَعِينَ ۲۳ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي

سارا قافلہ اور جب جدا ہوا قافلہ دیکھ کہا ان کے باپ نے میں

لَأَجِدُ رُجْحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفْسِدُونِ ۲۴ قَالُوا

پاتا ہوں یوسف کی اگر نہ کہو مجھ کو کہ بوڑھا بہک گیا لوگ بولے

تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ۲۵ فَلَمَّا أَنْ حَبَاءُ

قسم اللہ کی تو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے پھر جب پہنچا

الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۲۶ قَالَ

خوشخبری والا ڈالا اس نے وہ کرتہ اس کے منہ پر پھر لوٹ کر ہو گیا دیکھنے والا بولا

مَنْزِل ۳

۱۱ لا ينجو ذمّن البائس وخازن ج ۳ ص ۳۱

۷۷ اب کی بار جب بھائیوں نے اپنے اہل و عیال کی

تکلیف اور فاقہ کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام

بے اختیار ہو گئے اور راز فاش کر دیا اور بھائیوں سے کہا

کیا تمہیں معلوم ہے جو سلوک تم یوسف اور اس کے بھائی

بنیامین سے کیا کرتے تھے جب تم نادان تھے۔ ولما قالوا

مَسْتَنَّاكَ وَآهَلْنَا الظُّرَّ وَتَضَرَّعُوا إِلَيْهِ وَطَلَبُوا مِنْهُ

ان یتصدق علیہم ارفضت عیناہ ولم یتمالک

ان عرفہم نفسہ ودارک ج ۲ ص ۱۵۱ قَالُوا آءِ إِنَّا لَنَرِيكَ

بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو سلوک کیا

تھا وہ ایک راز تھا جسے ان کے اور یوسف علیہ السلام کے

علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے وہ سمجھ گئے یہ یوسف

سی ہے اور بول اٹھے کیا تم یوسف ہی ہو؟ قَالَ أَنَا

يُوسُفُ الْحَمْدُ انہوں نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور

یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ طویل

جہدائی کے بعد ہمیں دوبارہ ملا دیا حقیقت یہ ہے کہ جو

شخص راہ تقویٰ اختیار کرے اور مصائب پر صبر کرے اللہ

تعالیٰ ایسے نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ۷۸

اب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برتری

اور فوقیت و فضیلت کا اقرار کیا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف

کر لیا۔ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ

نے کوئی سزائش نہ فرمائی اور معافی کا صاف اعلان کر دیا

کہ آج تم پر کوئی گرفت نہیں میں اپنا حق معاف کرتا ہوں

اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں

معاف فرما دے۔ ۷۹ حضرت یوسف علیہ السلام نے

اپنی قمیص اتار کر بھائیوں کو دی اور فرمایا یہ لے جاؤ اور

محترم ابا جان کے چہرے پر ڈالو اس سے ان کی بینائی

میں جو نقص واقع ہو گیا ہے ٹھیک ہو جائے گا اور تمام

اہل و عیال کو لے کر میرے پاس آمادہ قمیص میں شرفار

کا ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی سے معلوم ہوا تھا جیسا کہ محققین نے فرمایا ہے قَالَ الْمُحَقِّقُونَ ان علم یوسف بأن القاء ذلك القميص على وجه

یعقوب بوحب رد البصر كان بوحی اللہ الذی ذلک وخازن ج ۳ ص ۳۱ ۷۹ فرزند ان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ جب مصر سے روانہ ہوا

تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قرابت سے فرمایا آج مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے اگر تم مجھے بے عقل نہ کہو اور میری بات مان لو تو تمہیں

میری بات کی سچائی عنقریب معلوم ہو جائے گی۔ کوڑا کا جواب مخدوف ہے ای لتعلمون ذلک حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام

موضع قرآن ص ۱۱ جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہوا اور گھبراہٹ سے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا ہے یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد غلط ہے ہر مرض کی

اللہ کے ہاں دوا ہے۔ انہیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں اسی کے بدن کی چیز ملنے سے جنگی ہوئیں، یہ کرامت تھی حضرت یوسف کی۔

تک کس طرح پہنچی اس کے بارے میں امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ پہنچائی تھی والتحقیق ان یقال انہ تعالیٰ اوصل تلک الراتحة الیہ علی سبیل اظہار المعجزات لان وصول الراتحة الیہ من هذه المسافة البعيدة امر من اقض للعادة فیکون معجزة الخ (کبیر ج ۸ ص ۲۸۵) ، قالوا تالله الخ پوتوں وغیرہ نے یہ بات سن کر کہا دادا اباجان! آپ اپنی پرانی بھول میں ہیں اور اب تک یوسف سے دوبارہ ملاقات کے آرزو مند ہیں۔ بھلا یوسف اب آپ کو کہاں سے مل سکتا ہے۔ ۵۳۹ البشیر خوشخبری دینے والا مراد یہود ہے کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص انہی کے پاس تھی اس نے کہا تھا یوسف کی خون کی قمیص بھی میں ہی لے کر جاؤں گا تاکہ پہلی غلطی کی تلافی ہو جائے۔ قال یہود انا احمل قمیص لشفاء کما ذہبت بقمیص الجفاء (مدارک ج ۲ ص ۱۸۲) جب قمیص آپ کے چہرہ مبارک پر ڈالی گئی تو آپ کی بینائی بحال ہو گئی اور آپ نے فرمایا دیکھا تم نے میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تمہیں حاصل نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خوشخبری لانے والے سے سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ تو نے یوسف کو کس دین پر چھوڑا؟ اس نے جواب دیا اسلام پر، فرمایا اب اللہ کی رحمت تمام ہو گئی۔ عن سفیان لما جاء البشیر الی یعقوب قال لہ علی ای دین ترکک یوسف؟ قال علی الاسلام، قال الان تتم النعمة (قرطبی ج ۶ ص ۲۷۱) ۵۴۰ اب بیٹوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے اللہ سے معافی مانگیں کیونکہ ہم سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہم نے بلا وجہ آپ کو غم والہم میں اتنا طویل عرصہ مبتلا رکھا۔ قال سوف استغفر فرمایا غفریب تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سو وقت سحر تک تاخیر مراد ہے کیونکہ وہ وقت قبولیت و عار کے لئے خاص اثر رکھتا ہے۔ (قرطبی وغیرہ) ۵۴۱ یہ پندرہواں حال ہے جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام اہل و عیال کو لے کر مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین یعنی والد اور خالہ کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے محل میں اتارا۔ کیونکہ آپ کی حقیقی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ قال ادخلوا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام والدین اور دیگر افراد خاندان کے استقبال کی خاطر شہر سے باہر تشریف لے آئے تھے۔ امینین تکلیف و مصیبت کا جو دور آپ پر گزرا ہے اور بیٹوں کی جدائی اور قحط سالی کی

یوسف ۱۲

۵۳۹

وما ابری ۱۳

الْمَاقِلُ لَكُمْ اِنِّي اَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۹۶

میں نے نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے

قَالُوا يَا بَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا اِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ۹۷

بولے اے باپ! لے بخشو ہمارے گناہوں کو بے شک ہم تھے چوکنے والے

قَالَ سَوْفَ اسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي اِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ ۹۸

کہا دم لو بخشاؤں گا تم کو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا

الرَّحِيمُ ۹۹ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ اَوَى اِلَيْهِ

مہربان پھر جب داخل ہوئے صفہ یوسف کے پاس جگہ دی اپنے پاس

اَبُوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللَّهُ اَمِنِينَ ۱۰۰

اپنے ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا تو دل جمعی سے

وَرَفَعَ اَبُوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۱۰۱ وَ

اور اونچا بٹھا یا لٹھ اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدہ میں اور

قَالَ يَا بَتِ هَذَا اَوَّلُ رِيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلْنَا

کہا اے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے

رَبِّي حَقًّا وَقَدْ احْسَنَ بِي اِذَا خَرَجْنِي مِنَ السِّجْنِ

رب نے سچ کر دیا اور اس نے انعام کیا مجھ پر شہ جب مجھ کو نکالا قید خانہ سے

وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ تَزْعُمَ الشَّيْطَانُ

اور تم کو لے آیا گاؤں سے بعد اس کے کہ جھگڑا ڈال چکا تھا شیطان

بَيْنِي وَبَيْنَ اِخْوَتِي اِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ اِنَّهُ

مجھ میں اور میرے بھائیوں میں میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہتا ہے بیشک

هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۱۰۲ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ

وہی ہے تیرا حکمت والا اے رب تھے تو نے دی مجھ کو کچھ حکومت

مَنْزِل ۳

وجہ سے جو تکلیفیں آپ نے اٹھائیں ان سے اب امن میں آچکے ہو۔ ۵۴۳ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعظیماً اپنے والدین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور سب یعنی والدین اور بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام بمنزلہ قبلہ تھے اور لہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے۔

موضع قرآن ۱۰۱ باہر شہر سے استقبال کو نکلے وہاں یہ کہا واصل جو اللہ کے احسان تھے سو ذکر کئے اور جو تکلیف تھی دخل شیطان سے اس کو منہ پر نہ لائے، محل سنا دیا، اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا تعظیم تھی آپس کی۔ فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا ہے اس وقت اللہ نے وہ رواج موقوف کیا اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ اَلَا یہ۔ اس وقت پہلے رواج پر چلنا ویسا ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ حضرت آدم کے وقت ہوا ہے۔

ماں باپ پندرہواں حال ہے

المعنى خروا لشكر الله سجداً ويوسف كالقيد للتحقيق رؤيا كوسرى عن الحسن رحمه الله قريبي ج ٢ ص ٢٢٤) يا سجد حضرت يوسف عليه السلام هي كوتها كيونك ان كى شريعت ميں غير الله كو تعظيمى سجدہ جائز نہيں ہوا۔ دونوں سجدوں ميں فرق صرف نيت كا ہے اگر سجدہ كو نفع و نقصان كا مالك و مختار اور مافوق الاسباب متصرف و كار ساز سمجھ كر سجدہ كرے تو يہ سجدہ عبادت ہے جو اللہ كے سوا كسى كے ليے كچھي جائز نہيں ہوا اور اگر ذكر كورہ نيت سے نہ ہو تو وہ سجدہ تعظيمى ہے جو بھي شرايح ميں جائز نہيں مگر شريعت محمدية على صاحبها الصلوة والسلام ميں حرام كر ديا گيا ہے۔ سجدہ تعظيمى كى حرمت احاديث نبويه ميں صراحت سے ذكر كورہ ہے۔ امام

يوسف ١٢

٥٢٠

و ما ابرئى ١٣

وَعَلَّمَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَ

اور سكھا يا مجھ كو كچھ پھيرنا باتوں كا اے پيدا كرنے والے آسمان اور

الْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ تَوْفَنِي

زمين كے تو ہی مير كا ساز ہے دنيا ميں اور آخرت ميں موت دے مجھ كو

مُسْلِمًا ۖ وَاحْقِنِي بِالْصَّلَاةِ ۙ ۝١٠١ ذَلِكُمْ مِنْ أَنْبَاءِ

اسلام پر اور ملا مجھ كو نيك بختوں ميں ۝ ١٠١ يہ خبر ميں

الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا

غيب كى ہم پھيچتے ميں تيرے پاس عہ اور تو نہيں تھا ان كے پاس جب وہ بھرانے

أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَنْكُرُونَ ۙ ۝١٠٢ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَ

لگے اپنا كام اور فریب كرنے لگے ۝ ١٠٢ اور اكثر لوگ نہيں ہيں يقين

لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ۙ ۝١٠٣ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ

كرنے والے اگر چہ تو كتنا ہی چاہے ۝ اور تو مانگتا نہيں ان سے اس پر كچھ

أَجْرٍ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْوَكِيلُ ۙ ۝١٠٤ وَلِلْعَالَمِينَ ۙ ۝١٠٥ وَكَأَيِّنْ مِنْ

بدلا يہ تو اور كچھ نہيں مگر نصيحت سارے عالم كو اور بہت تيرى

آيَةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ

نشانباں ہيں آسمان اور زمين ميں عہ جن پر گزر رہا ہوتا رہتا ہے ان كا اور

عَنْهَا مُعْرِضُونَ ۙ ۝١٠٥ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ

ان پر دھيان نہيں ديتے اور نہيں ايمان لاتے بہت لوگ اللہ پر

إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۙ ۝١٠٦ أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ

مگر سامنے ہی شريك بھي كرتے ہيں ۝ ١٠٦ كيا نہر ہو گئے اس سے كہ آڈھائے ان كو ايك دف

مِنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ

اللہ كے عذاب كى عہ يا آپہنچے قيامت اچانك اور ان كو

مَنْزِل ٢

احمد بن حنبل نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت كی ہے لا يصح لبشر ان يسجد لبشر يعني كسى بشر كے ليے جائز نہيں كہ وہ كسى بشر كو سجدہ كرے۔ اس طرح صحيح ميں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے كہ حضرت بنی كويم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبوراً أنبياءهم مساجد (مشكوة ص ١٢) و مسلم از ابو ہريره آوردہ مرفوعاً مسلم از ابن عباس مرفوعاً آوردہ۔ ابن ابى شيبہ از عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہم مرفوعاً منع سجدہ تعظيم آوردہ و ابن ابى شيبہ از معاذ وعائشہ وجابر رضی اللہ عنہم مرفوعاً آوردہ۔ و در مسلم انى انما كره عن ذلك (قال الشيخ رحمه الله تعالى) امام احمد بن حنبل نے حضرت معاذ بن جبل سے اور ابو داؤد نے حضرت قيس بن سعد سے روایت كيا كہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غير اللہ كو سجدہ كرنا جائز ہوتا تو ميں عورتوں كو حكم ديتا كہ وہ اپنے شہروں كو سجدہ كيا كويس لو كنت امراً احداثا بسجد لا احد لا موت النساء ان يسجدن لا زواجهن بما جعل الله لهن عليهن من حق ومشكوة شريف ص ١٢ تفسير فاذن ومعالم ميں آن المساجد للہ كے تحت سجد بن جبير سے نقل كيا ہے لا تسجد والخير الله فاذن ومعالم ج ١ ص ١٢) يعنى غير اللہ كو سجدہ مت كرو۔ وكذا فى الكبير حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز تفسير غزيرى ميں نمط از بين - ہا احاديث متواترہ سجدہ تعظيم منع است۔ تفسير غزيرى ص ١٢ شيخ عبدالحق شمس المصنفات ج ١ ص ١٢ ميں فرماتے ہيں۔ در شرح شيخ ابن حجر عسقلانى كى در شرح حديث لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبوراً أنبياءهم مساجد (مشكوة ص ١٢) مساجد كفتہ است كہ بر تقديرى است كہ نماز گزارو بجانب قبر از جهت تعظيم دے كہ ان حرام است باتفاق۔ اسی طرح شاہ عبدالعزیز فتاوى غزيرى ميں سجدہ تعظيم كى حرمت پر اجماع كا ذكر كيا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب

سید تیسرا دینی

الح ٥

خبر فی سید تیسرا

سجدہ تعظيم كے حاميوں كے دلائل كا جواب ديتے ہوئے فرماتے ہيں۔ دريں تقرير سراسر غفلت از اجماع قطعى است بر تحريم سجدہ و فتاوى غزيرى ج ١ ص ١٢ تمام فقہانے سجدہ تعظيم كى حرمت كا اور بعض نے اس كے كفر ہونے كا فتوى ديا ہے۔ فتاوى عالمگيرى ج ٥ ص ١٢ ميں ہے من سجد للسلطان على وجه التحية او قبل الارض بين بد يہ لا يكفر ولكن يا ثمة لا تكا لكبير هو المخنأ اور البحر الرائق ج ٨ ص ١٢ ميں ما يفعل من السجود بين يدي السلطان فخرام والفاعل والراضى به يا ثمان وقال شمس لا ثمة السخري السجود لغير الله على وجه التعظيم كفر كفر فتاوى عالمگيرى ميں جواب افلاطى سے اور رد المحتار ميں شمس الائمة سے سجدہ تعظيم كا كفر موضع قرآن و علم كا بل پايا۔ دولت كا بل پائى۔ اب شوق ہوا اپنے باپ دادے كے مراتب كا حضرت ياقوب كى زندگى تك رہے دنيا كے كام ميں پچھ اپنے اختيار سے چھوڑ ديا۔ ۝ يعنى يہ مذكور توريت ميں اور پہلى كتابوں ميں بھي نہيں ۝ يعنى منہ سے سب كہتے ہيں كہ خالق و مالك سب كا وہي ہے پھر اوروں كو كہتے ہيں۔

ہونا نقل کیا گیا ہے۔ اسی طرح جامع الرموز، فتاویٰ ملا علی قاری، تفسیر کبیر، فتاویٰ بنارہ یہ وغیرہ میں بھی سجدہ تعظیم کو کفر کہا ہے۔ اور ملقط میں ہے التواضع لغیر اللہ حرام
نہا لگیری جہ ۵ ص ۵۸، لہذا ملقط کی طرف جواز کی نسبت غلط ہے اسی طرح تفسیر تیسیر کی طرف بھی جواز کی نسبت غلط ہے کیونکہ تفسیر تیسیر مطبوعہ میں کہیں جواز مذکور نہیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ امر بمنع کردن سجدہ فرمودہ وجواز سجدہ تعظیم در بیچ کتاب فقہ از مذاہب اربعہ و در بیچ کتاب حدیث
نیادہ۔ و مکتوبات و فتاویٰ ص ۵۷، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب والدین اور بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تو وہ کانپ اٹھے اور ان کے رونگٹے

کھڑے ہو گئے اور فوراً کہا اباجان یہ میرے خواب کی تعبیر
ہے جسے اللہ نے سچ کر دکھانا تھا یعنی آپ اللہ کی جانب سے
سجدہ کرنے کے مکلف تھے ورنہ مجھے سجدہ کرنا لائق نہ تھا۔

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ لما رأى سجود الوالدین
واخوته حاله ذلك واقشعر جلداه منه وقال

لیعقوب هذا تاویل رؤیای من قبل
یا بت لا یلیق بمثلک علی جلالک فی

العلم والدين والنبوة ان تسجد لولدک الا
ان هذا امر امرت به وتکلیف کلقت به

(کبیر ج ۸ ص ۲۸) ۵۵ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت
بڑا احسان فرمایا جبکہ قید خانے سے مجھے رہائی دیکر تخت

سلطنت عطا فرمایا۔ میرے اور میرے بھائیوں کے
درمیان شیطان نے جو پھوٹ ڈالی تھی وہ ختم ہوئی اور

اللہ تعالیٰ نے آپ سب کو میرے پاس لا کر جدائی کا خاتمہ
فرمایا۔ اور تمام واقعات و حوادث میں جو اسرار اور

حکمتیں پوشیدہ ہیں ان کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور وہ
ہر چیز کو جاننے والا اور ہر حکمت سے باخبر ہے۔ ۵۶

اس سے پہلے حرف نادر محذوف ہے ای یارب اسی
طرح قاطر السموات الخ سے پہلے بھی حرف نادر محذوف

ہے۔ اَنْتَ دَرِّی فی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ یہ مقصود
بالندار ہے۔ یعنی دنیا اور آخرت میں تو ہی کارساز اور

یار و مددگار ہے۔ غم و اندوہ کو خوشی اور سرور میں تبدیل
کرنا اور رنج و تکلیف کو آرام و راحت میں بدل دینا

تیرا ہی کام ہے۔ تَوَفَّنِی مُسْلِمًا یہ بھی مقصود بالندار ہے
الصَّالِحِیْنَ سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی مجھے بھی

درجات و منازل اور ثواب میں ان کے ساتھ ملا دے،
یہ والدین اور بھائیوں کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام

کی تقریر ہے جس میں انہوں نے عجیب و غریب انداز میں
اپنے خواب کی سچائی، بھائیوں کی ان سے نزاع اور اللہ تعالیٰ

کے عظیم احسانات و انعامات کا ذکر فرمایا ہے اور آخر میں نہایت عجز و انکسار سے حسن خاتمہ کی دعا کی ہے۔ ۵۷ یہ تیسرا دعویٰ ہے یعنی آپ سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ ذریعہ
وحی آپ کو امور غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ بھی ایک امر غیبی تھا جس کی تم نے آپ کو ذریعہ وحی اطلاع دی اور ساقصہ

تفصیل سے بیان کر دیا حالانکہ جب برادران یوسف علیہ السلام اپنا بدگرام بنا رہے تھے اور جب انہوں نے یوسف کو کنوئیں میں پھینکنے کا فیصلہ کیا تھا اس وقت آپ وہاں موجود
نہ تھے۔ المعنی ان هذا النبأ غیب لم یحصل لك الا من جهة الوحی لا ذك لم تحضر بنی یعقوب حین اتفقوا علی القاء اخيهما فی البئر۔ (مدارک ج ۲ ص ۵۸)

موضع قرآن ف یعنی وعدہ عذاب کو دیر لگی یہاں تک کہ رسول نوید ہونے لگے کہ شاید ہماری زندگی میں نہ آیا تیجھے آوے اور ان کے یار خیال کرنے لگے کہ شاید
وعدہ خلاف تھا اتنے خیال سے آدمی کا فر نہیں ہوتا اگر جانتا ہے کہ یہ خیال بد ہے۔

تفسیر تیسیر ج ۱ ص ۱۲

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مذہب اہل حق

مذہب حق دعویٰ ہے

مذہب حق دعویٰ ہے

مذہب حق دعویٰ ہے

مذہب حق دعویٰ ہے

مذہب حق دعویٰ ہے

مذہب حق دعویٰ ہے

مذہب حق دعویٰ ہے

مذہب حق دعویٰ ہے

یوسف ۱۲

۵۴۱

وما ابتری ۱۳

لَا يَشْعُرُونَ قُلْ هَذَا سَبِيلِي ادْعُوا إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ

خبر نہ ہو کہہ دے یہ لفظ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر

أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

میں اور جو میرے ساتھ ہے اور اللہ پاک ہے اور میں نہیں شریک بنانے والوں میں

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ مِنْ

اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے لکھ وہ سب مرد ہی تھے کہ وحی بھیجتے تھے ہم ان کو

أَهْلَ الْقُرَى أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ

بستیوں کے رہنے والے سو کیا ان لوگوں نے نہیں سیر کی ملک کی کہ دیکھ لینے کیسا

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَكُنَّا الْأَخِرَةَ خَيْرٌ

ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور آخرت کا گھر تو بہتر ہے

لِلَّذِينَ اتَّقَوْا أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۱۹ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَأْذَنُكَ

پرہیز کرنے والوں کو کیا اب بھی نہیں سمجھتے یہاں تک کہ جب نا امید ہونے لگے

الرَّسُلُ وَظَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا جَاءَهُمْ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ

رسول اللہ اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کیا گیا تھا پہنچی ان کو ہماری مدد پھر بچا دیا

مَنْ نَشَاءُ وَلَا يَرُدُّ بَأْسَنَا عَنْ الْقَوْمِ الْمَجْرُمِينَ ۲۰

جن کو ہم نے چاہا لکھ اور پھر تا نہیں عذاب ہمارا قوم گنہگار سے

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ

البتہ ان کے احوال سے لکھ اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو کچھ بنانی ہوئی

حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَ

بات نہیں لیکن موافق ہے اس کلام کے جو اس سے پہلے ہے اور

تَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۲۱

بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں

منزل ۳

ولم يصد قوسم فيه (مدارك ج ٢ ص ١٨٥)

حضرت علامہ انور شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے تھے کہ یہاں الزام المخطوب بما لا یلزمہ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے یعنی مخاطب کے ذمہ ایک ایسی بات لگا دینا جسے وہ خود اپنے ذمہ لینے کے لئے تیار نہ ہو اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں بہت زیادہ محبت اور تعلق ہو۔ جیسا کہ فرمایا وَطَنَکَ اَنْ لَّنْ تَقْدِرَ عَلَیْہِ یعنی قوم کو چھوڑ کر ہماری اجازت کے بغیر یوں چل نکلا گویا کہ اب ہماری دسترس میں نہیں رہا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر ہو گئے ہیں۔ لیکن تعلق محبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے الزام فرمایا۔ فظن ان لن نقدر علیہ اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیفیت احیاء کا مشاہدہ کرانے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے الزام فرمایا اَوْ کَھُتُّوْ مِنْ اِلٰھِ اے ابراہیم کیا تو ہماری قدرت کا ملکہ پر ایمان نہیں رکھتا؟ اسی طرح یہاں فرمایا۔ مصائب و تکالیف کے تواتر اور نصرت خداوندی کی تاخیر کی وجہ سے رسل علیہم السلام پر غم و تأسف کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کیا ہم نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا؟ ۹۴ مَنۡ نَّشَآءُ سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں یعنی جب ہمارا عذاب آگیا جو منکرین کے لئے تھا ہی انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کے حق میں نصرت الہی تھا تو ہم نے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کو بچ لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا ان سے ہمارے عذاب کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ ۹۵ کَانَ کَا اِسْمِ قَدْرَانِ ہے۔ تَفْصِیْلُ کُلِّ شَیْءٍ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کی ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں لفظ کُلِّ استغراق حقیقی کے لئے ہے جب قرآن مجید میں سب کچھ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی حاصل ہے۔ مگر یہ استدلال باطل ہے کیونکہ اس آیت میں (ل) استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ اضافی کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں دین سے متعلق تمام امور مذکور ہیں خواہ صراحتہً خواہ بحوالہ لسان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا اَتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَهُوْا اُنکی تفسیر میں امام نسفی فرماتے ہیں۔ کُلِّ شَیْءٍ یَّحْتَاجُ اِلَیْہِ فِی الدِّیْنِ وِیَدَارُکُ ج ۲ ص ۱۸، علامہ قرطبی رقمطراز ہیں ہما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والشرائع والاحکام۔ امام بنوئی فرماتے ہیں ہما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والامور والنہی ومعالم ج ۲ ص ۲۲، اور سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای ہما یحتاج الیہ فی الدین وروح ج ۲ ص ۱۸، وَهٰذِیْ وَرَحْمَةُ الْاٰلِہِ یٰہِ قرآن انابت کرنے والوں کے لئے گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لے جاتا ہے اور اس پر عمل کرنا رحمت الہی کے استحقاق کا موجب ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنۡ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

سُورَةُ يُوسُفَ مِیْ آیَاتِ تَوْحِیدِ اِوَا سْکِیْ خُصُوصِیَا

- ۱۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ (۲۶) نفی استعانت از غیر اللہ۔
 ۲۔ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ — تا — اِنَّهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ سب کچھ سننے اور جاننے والا اور سب کا حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔
 ۳۔ اِنِّیْ تَرٰکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ — تا — وَلٰکِنْ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بھی توحید کی تبلیغ کی۔
 ۴۔ وَمَا اَعْطٰی عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ — تا — وَعَلٰیہِ فَلِیَتَوَكَّلَ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۸) نفی شرک فی التصرف۔ نفع اور نقصان صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور کسی کے اختیار میں نہیں۔
 ۵۔ رَبِّ کَدْ اَنْتَ بَیِّنٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَ — تا — وَهُمْ یَمْکُرُوْنَ ۝ (۱۱) اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اس کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں۔
 ۶۔ وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ (۱۳) بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو ماننے اور زبان سے اس کی توحید کا اقرار کرنے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں۔
 ۷۔ قُلْ هٰذِہٖ سَبِیْلُیْ — تا — وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ (۱۴) اللہ تعالیٰ کی توحید ہی میری اور میرے متبعین کی راہ ہے۔ میں اور میرے متبعین ہر قسم کے شرک سے بیزار ہیں۔

آج بتاریخ ۲۹ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۶۶ء بروز اتوار بعد نماز عصر بوقت
 ۶ ۱/ بجوئے یوسف کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہ و ائمہ اہل بیت علی
 جمیع عبادہ الصالحین لیلاً و نہاراً۔ سجاد بخاری،

دونوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ یوسف میں ایک بہت بڑی اور مفصل نقلی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیغمبر، کوئی ولی، کوئی نثریہ اور کوئی جن و بشر عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ سورۃ یوسف تک یہ دونوں دعوئے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کر دیئے گئے یہاں تک کہ اب مسئلہ توحید نظری نہیں رہا بلکہ بدیہی ہو گیا۔ معاندین اب محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے لیکن اس کے باوجود احتمال تھا کہ یہ دعوئے اب تک کسی پر مخفی رہ گئے ہوں اس لئے ان دونوں دعوؤں کی مزید توضیح و تفہیم کے لئے سورۃ رعد میں گیارہ لائل بطور تنبیہ ذکر کئے گئے ہیں۔

پہلی عقلی دلیل - اَللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمٰوٰت - تَا - اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ (۱۶) یہ دلیل اللہ تعالیٰ کے کار ساز اور متصرف
وغیرتا رہنے پر قائم کی گئی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں علویات مثلاً آسمان، عرش، سورج اور چاند کا ذکر ہے اور دوسرے حصے میں وَهُوَ الَّذِي مَدَّنَا
اَرْضًا مَّحْطًا اُنْجے میں سفلیات مثلاً زمین، پہاڑوں، دریاؤں، میووں اور پھلوں کا ذکر ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ تمام کائنات علوی و سفلی میں متصرف ہے وہی سب کا
حاجت روا اور کار ساز ہے۔ وَ اِنْ نَّجِبْ نَّجِبٌ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ اَنَّهُمْ يَمْنُوْنَ بِعَذَابٍ بَاسٍ لِّمَنْ كَفَرَ بِآيٰتِ رَبِّهِ وَ اِنْ نَّجِبْ نَّجِبٌ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ اَنَّهُمْ يَمْنُوْنَ بِعَذَابٍ بَاسٍ لِّمَنْ كَفَرَ بِآيٰتِ رَبِّهِ
یہ شکوی ہے۔ بات بالکل صاف اور واضح ہونے کے باوجود معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَاَلْحٰجُّ جَوَابِ شَكْوٰی - آپ کا کام پیغامِ ہدایت پہنچانا اور نہ
ماننے پر عذاب کی وعید سنانا ہے معجزہ لانا آپ کا کام نہیں۔

تیسری عقلی دلیل۔ ھُوَ الَّذِي يُبْرِئُكُمُ الْبَرْقَ۔ تَا۔ وَهُوَ شَدِيدُ الْحَالِ ۝ (۲۷) عالم علوی اور عالم سفلی کے درمیان جَوّ و فضا آسمانی، میں جو کچھ ہے مثلاً بادل، بارش، بجلی اور ان اشیاء پر موقوف فرشتے سب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور وہی سب کا مالک و مختار ہے اس لئے عاجز اور بے بس انسان اور دوسری مخلوق کا کار ساز بھی وہی ہے۔ کہ دَعَوْهُ الْحَقُّ يَهْتَلِي تَيْنُونِ عَقْلِي دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہذا دعا اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے۔ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ اِلٰهٍ مُّشْرِكِينَ کے معبودان باطلہ کے عجز اور ان کی پجاری کی تمثیل ہے جس طرح ایک پیاسا آدمی پانی کو بلائے تاکہ وہ اس کے منہ میں آجائے مگر ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ پانی میں نہ اس کی پکار کا شعور ہے نہ اس کے پاس آنے کی قدرت اسی طرح مشرک لوگ حاجت و تکلیف میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں مگر وہ ان کی پکار نہیں سنتے ہیں اور ان کی مدد کرنے سے عاجز و در ماندہ ہیں۔

پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اِنْهَ مُشْرِكِينَ بَعْلٰی مَا تَدْعُوْنَ اَللّٰهُ تَعَالٰی ہُوَ یَعْلَمُ سِرُّکُمْ وَنَجْوٰیکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ فَاَنْتُمْ اِلَیْہِ مُقِرُّنَ وَاَنْتُمْ اِلَیْہِ مُخْلِصُونَ فَاَنْتُمْ اِلَیْہِ مُسْلِمُونَ۔ جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عاجز اور بے بس مخلوق کو کار ساز سمجھنا جن کے قبضے میں کسی کا نفع و نقصان نہ ہو سراسر باطل اور احمقانہ فعل ہے۔ اَلْاَھَھُکُمْ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی ہُوَ یَعْلَمُ سِرُّکُمْ وَنَجْوٰیکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ فَاَنْتُمْ اِلَیْہِ مُقِرُّنَ وَاَنْتُمْ اِلَیْہِ مُخْلِصُونَ فَاَنْتُمْ اِلَیْہِ مُسْلِمُونَ۔

پھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ اس میں معبود حق اور معبود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ معبود باطل جھاگ کی طرح بے حقیقت فنا ہونیوالا اور غیر مفید ہے جبکہ معبود حق باقی رہنے والا اور ہر موقع پر کام آنے والا ہے۔ **لِلَّذِينَ اسْتَمْعَلُوا آلَهُمُ الْحُسْنٰی بَشَارَتُ اخْرٰوٰی۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَیْجِیْبُوْا اِلَیْهِ تَخْوِیْفٌ اٰخَرُوٰی۔ اَفَمَنْ یَعْلَمُ اَمَّا اَنْزَلَ اِلَیْكَ (۳۶)** یہ بشارت و تحویف پر بطور لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ **اَفَمَنْ یَعْلَمُ** الخ یعنی جو شخص بصیرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ حق ہے یہ بشارت پر متفرع ہے **مَنْ** گمنم ہو اعلیٰ یعنی وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو دل کا اندھا اور ایمان سے محروم ہو یہ تحویف پر متفرع ہے۔ **اَلَّذِیْنَ یُؤْفُوْنَ** الخ جماعت مبشرہ کی صفات کا اعادہ ہے۔ **اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقُوبَةُ الدَّارِ** تا **فَیَعْمَلُ عُقُوبَةُ الدَّارِ (۳۶)** یہ بشارت کا اعادہ ہے۔ **وَالَّذِیْنَ یَقْضُوْنَ اَمْرًا** الخ عذاب جماعت کے ذکر کا اعادہ ہے۔ **اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ** اس اعادہ تحویف اخروی۔

ساتویں عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ساری مخلوق کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے لہذا وہی کارساز ہے۔ وَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ ہاں منہ مانگا معجزہ نہ دینے کی وجہ بیان کی گئی کہ تم ضدی اور معاند ہو تم معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاؤ گے۔ اَلَّذِينَ آمَنُوا الْاٰخِرَ بشارت برائے مومنین۔

پہلی دلیل وحی۔ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنَاكَ فِيْ اُمَّةٍ الْاٰخِرَةِ ہم نے آپ کو اس امت میں اس لئے بھیجا ہے تاکہ آپ اس مسئلہ توحید کی کھول کر تبلیغ فرمادیں جو ہم نے آپ کے پاس ذریعہ وحی بھیجا ہے۔ وَ كُوْنُ اَنفَرًا نَّكَسُ بِرَتِّ الْاٰخِرَةِ یہ زہر ہے متعلق بہ شکوی مذکورہ یہ ضدی لوگ یہ تمام معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ وَ لَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا الْاٰخِرَةَ الْاٰخِرَةَ ذِيُو۔ وَ لَقَدْ اَسْتَهْزِئُ الْاٰخِرَةَ (دعہ) تسلیم برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

آٹھویں عقلی دلیل۔ اَقَمْنِ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ اللہ تعالیٰ ہر آدمی کے ساتھ ہے اور سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہے وَ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْاٰخِرَةَ زُرَّاءَ لِمُشْرِكِيْن۔ کہہ عذاب فی الحیوة الدُّنْیَا الْاٰخِرَةِ تَخْوِیْفٌ دنیوی و آخروی۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ہ بشارت آخروی۔

دلیل نفی از مومنین اہل کتاب۔ ہم نے جس طرح مسئلہ توحید کھول کر آپ پر نازل کیا ہے مومنین اہل کتاب اس سے بہت خوش ہیں اور وہ اس مسئلہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ وَ الَّذِیْنَ اَتَتْهُمْ اَلْکِتَابَ یَفْرَحُوْنَ الْاٰخِرَةَ

دوسری دلیل وحی اِنَّمَا اُمِرْتُ الْاٰخِرَةَ پر اللہ کی وحی آئی ہے اور مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور صرف اسی کو کارساز سمجھ کر مصائب و مصائب میں پکاروں اور اس کی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ کروں وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاهُ الْاٰخِرَةَ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی قرآن مجید میں مسئلہ توحید کو یوں ہر قسم کے دلائل سے مدلل و مبرہن کر کے واضح کر کے بیان کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ وَ لَقَدْ اَتَتْهُمْ اَهْوَاؤُهُمْ۔ یہ زہر ہے جو تمام دلائل مذکورہ پر متفرع ہے۔ یعنی مذکورہ بالا دلائل عقلیہ و نقلیہ اور دلائل وحی اور تمثیلات کے ذریعہ مسئلہ توحید کے واضح ہو جانے کے بعد بھی اگر آپ مشرکین کے خیالات باطلہ کی طرف میلان کریں گے تو پھر ہمارے عذاب سے آپ کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الْاٰخِرَةَ۔ جواب سوال مقدر نمبر ۱ ہے۔ مشرکین کہتے تھے پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی اور بچے ہیں۔ فرمایا پہلے انبیاء علیہم السلام بھی بیوی بچوں والے تھے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ وَمَا كُنَّا لِرَسُوْلِ اَنْ یَّبَآئِنَا بِاٰیَةٍ الْاٰخِرَةِ یہ جواب سوال مقدر نمبر ۲ ہے۔ مشرکین کہتے تھے تم پر ایمان لے آئیں گے آپ ہمیں منہ مانگا معجزہ دکھائیں۔ جواب دیا گیا معجزہ لانا پیغمبر کا کام نہیں۔ معجزہ پیغمبر کے ہاتھ پر تب ظاہر ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو۔ لَکِنْ اَجَلٌ لِّکَ الْاٰخِرَةِ۔ یہ جواب سوال مقدر نمبر ۳ ہے۔ معاندین ازراہ عناد کہتے تھے جب ہم ہمیں مانتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ فرمایا مذاہب ضرور آئے گا۔ مگر اپنے مقررہ وقت پر کیونکہ ہمارا ہر کام باضابطہ اپنے مقررہ وقت پر ہوتا ہے۔ یَحْشُرُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَ یُثَبِّتُ یَہ۔ جواب سوال مقدر نمبر ۴ ہے۔ یعنی عذاب اگر ہی رہے گا تو ماننے کا فائدہ، فرمایا عموماً ثبات ہمارے اختیار میں ہے جس طرح معاندین کے لئے عذاب مقدور اسی طرح ماننے والوں کے لئے عذاب سے نجات مقدر ہے اس لئے جو لوگ مان لیں گے وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ وَ اَمَّا نُرِیْکَ تَخْوِیْفٌ دنیوی ہے۔ آپ کا کام تبلیغ ہے جو آپ نے سرانجام دیدیا۔ معاندین جو خواہ مخواہ شبہات ڈالتے ہیں اور مانتے نہیں ان کو ہم سخت عذاب دیں گے آپ کی زندگی میں یا آپ کی وفات کے بعد۔ اَوْ کَمْ یَبْرُوْا اَنَّا اَنْزَلْنٰ اِلَیْکَ الْاٰخِرَةَ تَخْوِیْفٌ دنیوی ہے۔ وَ یَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا الْاٰخِرَةَ شکوی ہے۔ فَ لَقَدْ بَالَ اللّٰهُ شَرِّ مِیْثَاقٍ الْاٰخِرَةِ جواب شکوی ہے یعنی میری رسالت پر تو خود اللہ تعالیٰ شاہد ہے اور علماء اہل کتاب اور فرشتے بھی میری صداقت کے معترف ہیں۔

مختصر خلاصہ

سورہ رعد میں سورہ یوسف کے دونوں دعویوں (اللہ کے سوا کوئی عیب داں اور کارساز نہیں) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ، دو وحی اور ایک نقلی۔ آٹھ دلائل عقلیہ میں سے دوسری اور آٹھویں دلیلیں غیر اللہ سے حاضر و ناظر ہونے اور علم غیب کی نفی کرتی ہیں اور باقی دلائل غیر اللہ کے کارساز اور متصرف و مختار ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ پہلی عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ۔ تا۔ اَزِیْتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (دعہ ۱) دوسری عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ۔ تا۔ وَ سَارِبًا بِاَلْفِیْہَا رَمِیْسَیْ عَقْلِی دلیلیں۔ اَلَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ۔ تا۔ وَ هُوَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۚ ان تینوں دلیلوں کے بعد کہ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے ان کا نتیجہ اور ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہ سے مثال دیکر معبودان باطلہ کی بے بسی اور عاجزی کو واضح کیا گیا ہے۔ چوتھی عقلی دلیل۔ وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ الْاٰخِرَةُ پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ الْاٰخِرَةُ جب تم اللہ ہی کو زمین و آسمان کا خالق و مالک مانتے ہو تو کارساز بھی صرف اسی کو سمجھو قُلْ اَخَا تَخَذْتُمْ سے دوبارہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ معبودان باطلہ فانی ہیں۔ اور معبود حق باقی اور لایزال ہے۔ اس کے بعد اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوا الْاٰخِرَةَ سے ماننے والوں کو بشارت آخروی اور اَلَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا الْاٰخِرَةَ سے نہ ماننے والوں کو تحویف آخروی سنائی گئی ہے۔ اور پھر اَقَمْنِ لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُ کَوْفٌ و نشر مرتب کے طور پر بشارت آخروی اور تحویف آخروی پر متفرع کیا گیا اور اسکے بعد اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ الْاٰخِرَةَ سے متحققین بشارت کے اوصاف اور بشارت آخروی کا اعادہ کیا گیا اور اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ سے متحققین عذاب کے اوصاف اور تحویف آخروی کا اعادہ کیا گیا۔ ساتویں عقلی دلیل اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن یَّشَاءُ الْاٰخِرَةَ اس کے بعد كَذٰلِكَ اَرْسَلْنَاكَ فِيْ اُمَّةٍ الْاٰخِرَةِ سے پہلے دلیل وحی بیان کی گئی۔ آٹھویں عقلی دلیل اَقَمْنِ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ الْاٰخِرَةَ اس کے بعد وَ الَّذِیْنَ اَتَتْهُمْ اَلْکِتَابَ یَفْرَحُوْنَ مومنین اہل کتاب سے دلیل نفی ذکر کی گئی۔ پھر قُلْ اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ الْاٰخِرَةَ سے دوسری دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ اس کے بعد وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا۔ تا۔ وَ عِنْدَکَ اَمْرٌ الْکِتَابِ میں چار مقدر سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ درمیان میں حسب مواقع شکوے، زہریں، بشارتیں اور تحویفیں مذکور ہیں۔

الکبیر اور فی الکہفبہ کالحار والبارد وما أشبه ذلک روح ج ۱۴ ص ۵۷ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک بین اور واضح ثبوت ہے کہ زمین کے ساتھ ساتھ واقع ملکڑوں میں اس نے مختلف خاصیتیں ودیعت فرمادی ہیں کوئی زرخیز ہے کوئی بخر کوئی سخت ہے اور کوئی نرم۔ صنوان، صنو کی جمع ہے جس سے مراد وہ درخت ہے جس کی جڑ ایک ہو اور اس سے بہت سی شاخیں پھوٹ نکلیں۔ یہ بھی قدرت الہی کا کرشمہ ہے کہ ایک ہی زمین میں پیدا ہونے والے کچھ درخت بعض شاخدار ہوتے ہیں اور بعض غیر شاخدار پھر سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے مگر ان کا پھل کم و بیش ہوتا ہے اور بو اور ذائقہ وغیرہ

الرعد ۱۳

۵۴۸

دعا ابڑی ۱۳

وَجَنَّتْ مِنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٍ وَنَخِيلٍ صُنُوانٌ وَ

اور باغ ہیں انجور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی

غَيْرُ صُنُوانٍ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفِضَ لُ

بعضی بن ملی ان کو پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے ول اور ہم ہیں کہ ہر عادی بنے ہیں

بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

ان میں ایک کو ایک سے میووں میں ان چیزوں میں نشانیاں ہیں

لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝۴ وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ

ان کو جو غور کرتے ہیں اور اگر تو عجیب بات چاہے سے تو عجیب ہے ان کا کہنا

ءَاِذَا كُنَّا تُرَابًا اَنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝۵ اُولَٰئِكَ

کہ کیا جب ہو گئے ہم مٹی کیانے سے بنائے جائیں گے وہی ہیں

الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولَٰئِكَ اَلَا غُلٌّ فِي آعْنَاقِهِمْ

جو مسکرو ہو گئے اپنے رب سے وہی ہیں کہ طوق ہیں ان کی گردنوں میں

وَاُولَٰئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۶

اور وہ ہیں دوزخ والے اور اسی میں رہیں گے برابر اور

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ

بلد مانگتے ہیں تجھ سے بُرائی کو پہلے بھلائی سے اور

خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثَلُتُ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ

گذر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے عذاب اور تیرا رب معاف بھی کرتا ہے

لِّلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۷

لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے اور تیرے رب کا عذاب بھی سخت ہے

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا اَلَوْ اَنزَلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن

اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے

منزل ۳

المستہزئین روح ج ۱۴ ص ۵۷ باوجود اس کے کہ لوگ گناہ کرتے اور اللہ کی نافرمانی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ تائبین سے درگزر فرماتا ہے مگر اس کا عذاب بھی بڑا ہی دردناک ہے اور وہ عذاب دینے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ یہ بشارت اور تحویف اخروی ہے۔ ۵۹ یہ شکوی ہے۔ یہ ضدی اور معاند لوگ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود نہیں مانتے اور آپ سے معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ لِّاَہِم جواب شکوی ہے۔ معجزہ لانا آپ کے اختیار میں نہیں۔

موضع قرآن ول دوسرے مترجم کا ترجمہ اور زمین میں مگرمے ہیں ملے ہوئے اور انجوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور خرمے کے جھاڑ دار درخت اور بے جھاڑ ایک ہی پانی سے سینے جاتے ہیں۔ ول برائی چاہتے ہیں آگے بھلائی سے یعنی ایمان نہیں قبول کرتے کہ سب خوبی پادیں انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں عذاب لے آؤ اور پہلے ہو چکی ہیں کہاوتیں۔ یعنی عذاب دیے جن کی کہاوتیں چلی ہیں، مثلاً یعنی عذابیں۔ مثلاً واحد سزا عذاب۔

میں بھی مختلف ہوتا ہے پہلی عقلی دلیل ختم ہوئی۔ دلیل کے تمام اجزاء میں حصر ہے یعنی یہ تمام امور صرف اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں لہذا کار ساز بھی وہی ہے۔ ۶۰ یہ شکوی ہے۔ عجب ای محجب یعنی اسے پیغمبر اگر آپ مشرکین کی اس حرکت پر متعجب ہیں کہ وہ ایک بدیہی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور ایسے دلائل قاہرہ کی موجودگی میں اور یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر بھی وہ اللہ کی عاجز مخلوق کو کار ساز اور حاجت روا سمجھتے ہیں تو دوبارہ جی اٹھنے سے ان کا انکار کرنا بھی کوئی کم قابل تعجب نہیں۔ وان تعجب من اتخاذ المشركين ما لا يضرهم ولا ينفعهم الهة يعبدونها مع اقرانهم بان الله تعالى خالق السموات والارض وهو يضر وينفع وقد راوا من قدرة الله وما ضرب لهم به الامثال ما راوا فاعجب قولهم ذخازن ج ۱۴ ص ۵۷، اولئك الاغلل الخ تحويف اخروی برائے منکرین توحید وبعث۔ ۶۱ مع شکوی۔ سنیہ سے عذاب اور سنہ سے عافیت مراد ہے اور قبل الحسنة حال ہے ای حال کو نہ ہم جا علیہا قبل الحسنة یعنی یہ لوگ عذاب ہی کا مطالبہ کرتے ہیں اور عافیت تو مانگتے ہی نہیں۔ مشرکین عناد و استہزار کی وجہ سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ فرمایا میرے عذاب سے ڈرو وہ مانگنے کی چیز نہیں تم سے پہلے تم جیسی کذب اور معاند قوموں کو میں نے شدید ترین عذابوں سے ہلاک کیا ہے تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ ان مشرک کی مکہ تکاوا یطلبون العقوبة بدلا من العافية استہزاء منہم الخ مظہری ج ۵ ص ۱۶، وَقَدْ خَلَّتْ الخ جملہ حالیہ ہے والحال انہ مصنت العقوبات الفاضحة الناذلة علی امثالہم من المکذبین

میشکوی

میشکوی اخروی

میشکوی

میشکوی اخروی

میشکوی اخروی

میشکوی

رَبِّهِ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۱۱

رب سے تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کے لئے ہول ہے راہ بتانے والا ۱۱

يَعْلَمُ مَا تُخْتَلِ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَ

مانتا ہے نہ جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سٹڑتے ہیں پیٹ اور

مَا تَزِدُ أَدُوًّا وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَكَ بِسِقْدٍ ۝۱۲ عِلْمُ الْغَيْبِ

بڑھتے ہیں اور ہر چیز کا اس کے یہاں اندازہ ہے جاننے والا پوشیدہ

وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرِ الْمُتَعَالِ ۝۱۳ سَوَاءٌ مِّنْكُمْ

اور ظاہر کا سب سے بڑا برتر برابر ہے تم میں

مَنْ أَسْرَأَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ

جو آہستہ بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپ رہا ہے

بِالْأَيْلِ وَسَارِبٍ بِالنَّهَارِ ۝۱۴ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ

رات میں اور جو گلیوں میں پھرتا ہے دن کو اس کے پہرے والے ہیں بندہ کے

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يُحْفَظُونَهُ ۚ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

آگے سے ملے اور پیچھے سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے اللہ ملے

لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُ أَمْرًا بِأَنفُسِهِمْ ۚ وَإِذَا

ہنیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں جو ان کے جیوں میں ہے اور جب

أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءَ أَفْئَةٍ ۚ لَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُونِهِ

چاہتا ہے اللہ کسی قوم پر آفت بھروہ نہیں پھرتی اور کوئی نہیں ان کا اسکے سوا

مِنْ وَّالٍ ۝۱۵ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا

مددگار ہے وہی کہ تم کو دکھلاتا ہے بجلی ڈر کو اور امید کو

وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝۱۶ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ

اور اٹھاتا ہے بادل بھاری اور بڑھتا ہے گرجنے والا خوبیاں اس کی

آپ اللہ کے سچے رسول ہیں آپ کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام ان تک پہنچانا ہے جس طرح پہلے انبیاء اپنی قوموں کو اللہ کا پیغام دیتے اور انہیں اللہ کی توحید کی طرف بلاتے رہے۔ (وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) من الانبیاء علیہم السلام الی الدین ویدعوہم الی اللہ الخ مدارک ج ۲ ص ۱۸۱، پہلی عقلی دلیل دعویٰ اولیٰ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں، کے لئے تھی اور یہاں تک بشارتیں، تحذیریں، زجریں اور شکوے بھی اسی دعویٰ سے متعلق تھے۔ ۱۱ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسرے دعویٰ کو ثابت کر دیتی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اسرار و خفیات کا عالم ہے، اسے معلوم ہے کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، نریا مادہ، کالا یا گورا، کامل یا ناقص، سعید یا شقی وغیرہ وغیرہ۔ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزِدُ أَدُوًّا غاض اور

ازداد دونوں لازم بھی ہیں اور متعدی بھی یہاں دونوں

بن سکتے ہیں۔ اگر دونوں لازم ہوں تو ماضی لایحالی مصدر یہ

ہے اور اگر متعدی ہوں تو ماضی مصدر یہ ہو گا یا موصول

یا موصوفہ (روح، رحموں کے گھٹانے اور بڑھانے سے

یا تو بچوں کی تعداد میں کمی بیشی مراد ہے یا مدت حمل میں

کمی بیشی۔ المراد عدد الولد فانہا تشتمل علی واحد

واثنین وثلاثة واربعة۔۔۔ وصدۃ الولادۃ فانہا

تكون اقل من تسعة اشهر وازیل علیہ مدارک ج ۲ ص ۱۸۱،

۱۱ جو چیزیں انسانوں پر ظاہر ہیں اور جو ان سے پوشیدہ

ہیں اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہیں الْکَبِيرُ اَب

عظیم الشان کہ تمام صفات کمال اس میں موجود ہیں

الْمُتَعَالِ ہر چیز سے برتر اور صفات مخلوقات سے برتر

اور پاک۔ سَوَاءٌ مِّنْكُمْ اَسْرَأَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ

ہے اور جو شخص بلند آواز سے گویا ہوتا ہے یا جو شخص رات

کی تاریکی میں چھپا بیٹھا ہے اور جو شخص دن کو راستہ میں

چل رہا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک یکساں ہیں

اور وہ یکساں طور پر سب کو جانتا ہے۔ اور اس کی کوئی

چیز پوشیدہ نہیں۔ ۱۳ یہ تحریف ذیوی ہے۔ ل

کی ضمیر کا مرجع مَنْ اَسْرَأَ الْقَوْلَ ہے یعنی ہر انسان کی حفاظت

کے لئے محافظ فرشتے مقرر ہیں الضمیر راجع الی من تقدم

ممن اسری القول وجہ ربہ روح ج ۲ ص ۱۸۱،

یا ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے یعنی اللہ کے ایسے فرشتے

بھی ہیں جو انسانوں کی حفاظت پر مقرر ہیں۔ اٰی ۱۵

ملائکہ یتعاقبون باللیل والنہار دغازن و معالم

ج ۲ ص ۱۸۱ و قرطبی ج ۲ ص ۱۸۱، مُعَقِّبَاتٌ - معقبہ

کی جمع ہے مراد فرشتوں کی جماعتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ

نے انسان کی حفاظت کے لئے مقرر کی ہوئی ہیں۔ مِنْ

أَمْرِ اللَّهِ میں مِنْ سبب یہ ہے یعنی وہ اللہ کے حکم سے

انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ومن للسبب اے ای یحفظونہ من المصا

امر اللہ تعالیٰ من اجل ان اللہ اہم یحفظ مدارک ج ۲ ص ۱۸۱، ۱۳ پہلے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام اعمال سے واقف ہے پھر فرمایا اس نے بندوں

پر محافظ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اب بندوں کو لزوم طاعت اور اجتناب از معصیت کی تنبیہ فرمائی اور ساتھ فرمائی اور معصیت کے وبال سے آگاہ فرمایا (روح،

مَا بِقَوْمٍ مِّنْ مَا مَوْصُوفٌ ہے اور مراد نعمت و عافیت ہے۔ مَا بِأَنْفُسِهِمْ ہے بھی مَا مَوْصُوفٌ ہے اور مراد احوال صالحہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو کسی

موضع قرآن و یعنی جو اپنا کام رات کو چھپا دے یا دن کو ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہے۔ یعنی اللہ اپنی غیبی اور ظاہری سے محروم نہیں کرتا کسی قوم کو جو

موضع قرآن ہمیشہ اس کی طرف سے رہتی ہے۔ جب تک وہ اپنی چال اللہ کے ساتھ نہ بدلیں۔

نعمت و برکت سے نوازا ہوا اس وقت تک ان سے اس کو سلب نہیں کرتا جب تک وہ لوگ اپنی بد اعمالیوں اور معصیتوں کی وجہ سے خود اپنا استحقاق ضائع نہ کر دیں۔ اور جب کسی قوم کی بد اعمالیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسے نباہ و برباد کرنے کا ارادہ فرمے تو پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا اور نہ ان کو اس کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔
 ۱۴۔ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے درمیان جود فضا، پر اپنے اقتدار اعلیٰ اور تسلط کامل کا ذکر فرمایا ہے۔ بادل، بادلوں سے مینہ برسانا اور بادلوں کی گرج چمک سب اسی کے اختیار میں ہے **خَوْفًا وَطَمَعًا** جب بجلی چمکتی ہے تو لوگوں کے دلوں میں خوف اور طمع کے بلے جلے جذبات موجزن ہوتے ہیں خوف اس لئے ہوتا

وما ابتری مس ۵۵۰ الرعد ۱۳

وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

اور سب فرشتے اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے لوگ بجلیاں

فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ

پھر ڈالتا ہے جس پر چاہے اور یہ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں

وَهُوَ شَدِيدُ الْحِجَالِ ۱۳ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ

اور اس کی آن سخت ہے اسی کا پکارنا سچ ہے غلہ ملا اور جن لوگوں کو

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ

کہ پکارتے ہیں اس کے سوا غلہ وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی

إِلَّا كِبَاسٌ مِثْلَ مَاءٍ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ

مگر جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ پہنچے اس کے منہ تک اور وہ بھی

بِأَلْغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۱۴ وَلِلَّهِ

پہنچنے کا اس تک اور جتنی پکار ہے کافروں کی سب گمراہی ہے اور اللہ کو

يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَ

سجدہ کرتا ہے غلہ جو کوئی ہے آسمان میں خوشی سے اور زور سے اور

ظِلَالُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۱۵ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ

ان کی پرچھائیاں صبح اور شام و دن پوچھ کون ہے رب آسمان

وَالْأَرْضِ قُلْ لِلَّهِ قُلْ أَفَاتُخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ

اور زمین کا غلہ کہہ دے اللہ ہے کہہ غلہ کیا پھر تم نے پکڑے ہیں اس کے سوا

أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ أَنْ نَفْعَهُمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا قُلْ

ایسے حمایتی جو مالک نہیں اپنے بھلے اور برے کے کہہ

هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تُسْتَوَىٰ

کہا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا یا کہیں برابر ہے

مَثَلُ

ہے کہ کہیں بجلی گرتی تباہی نہ مچا دے اور ساتھ ہی باران رحمت کے نزول کی امید بھی ہوتی ہے۔ **وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ** رعد اس فرشتے کا نام ہے جو بادلوں پر چل کر ہے رعد فرشتہ اور اس کے علاوہ دیگر فرشتے اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ جب وہ چاہتا ہے آسمانی بجلی بھیج دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس سے ہلاک کر دیتا ہے۔ **وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ** زجر برائے مشرکین ہے اللہ تعالیٰ ایسے جلال و جبروت اور ایسی طاقت و سطوت کا مالک ہے مگر معاندین پھر بھی صفات الوہیت میں اسے یکتا و یگانہ نہیں مانتے۔ ۱۴۔ یہ مذکورہ تین دلائل عقلیہ کا ثمرہ ہے طرف کی تقدیم مفید تھو ہے۔ دعوت الحق سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی خالص پکار مراد ہے۔ قال علی رضی اللہ عنہ **دَعْوَةُ الْحَقِّ الْتَّو** قال ابن عباس شہادۃ ان لا اله الا الله اخازن و معالم ج ۴ ص ۱۷ یعنی لائل بالاسے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو پھر خوف و رجاء میں صرف اللہ ہی کو پکارو۔ قیل **دَعْوَةُ الْحَقِّ دَعَاؤُهُ عِنْدَ الْخَوْفِ** فانه لا يدعى فيه الا اياه كما قال **قُلْ مَنْ تَدْعُونَ** **إِلَّا رِايَاةً** قال لما وردی وهو اشیہ بسباق الایة (قرطبی ج ۴ ص ۱۷) یہاں ایک تمثیل سے سمجھایا کہ مشرکین جن معبودان باطلہ کو پکارتے ہیں ان کو پکارنا اور ان سے حاجت برآری کی استدعا کرنا بالکل بے سود اور رائیگاں ہے۔ غیر اللہ کو پکارنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک پیاسا پانی کو ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنی طرف بلائے تاکہ پانی خود بخود اس کے منہ میں پہنچ کر اس کی پیاس بجھائے بعینہ یہی حال مشرک کا ہے جس طرح پانی کو بلانا بے فائدہ ہے اسی طرح غیر اللہ کو حلاوت و مشکلات میں پکارنا بے سود ہے۔ جس طرح پانی میں بلانے والے کی آواز کا شعور نہیں اور نہ اس کی ضرورت و حاجت کا احساس ہے اسی طرح معبودان باطلہ بھی اپنے پکارنے والوں کی حاجات و مصائب سے بے خبر ہیں۔

۱۴۔ دلائل مذکورہ

۱۵۔ مثال معبودان باطلہ

۱۶۔ جو بھی عقلی دلیل متعلق باجوبی و تنفی

۱۷۔ جو بھی عقلی دلیل متعلق باجوبی و تنفی

۱۸۔ جو بھی عقلی دلیل متعلق باجوبی و تنفی

۱۹۔ جو بھی عقلی دلیل متعلق باجوبی و تنفی

موضع قرآن جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں یہ اس کی مثال فرمائی۔ **قُلْ جَوَالِدُكُمْ يَبْقِیْنَ لَایَا خُوشِیَ** سے سر رکھتا ہے اس کے حکم پر اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح و شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی اور اس زور کہ بجناب اونیا زکند و مدعا طلبند و او اجابت فرماید ۱۲ ص ۱۲ کا قرآن و منافقان ناخوانان سجدہ میکنند نزدیک شدت یا ترس شمشیر و مشتگان و مسلمانان خوانان ۱۲۔

الظُّلُمُ وَالنُّورُ ۚ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا

اندھیرا اور اجالا کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اللہ کے لئے شریک نہ کہ انہوں نے کچھ

کَخَلَقَهُ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلْ لِلَّهِ خَالِقُ

پیدا کیا ہے جیسے پیدا کیا اللہ نے پھر مشتبہ ہو گئی پیدائش ان کی نظریں کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا

كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۱۲۱ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

ہر چیز کا اور وہی ہے اکبر ازبردست اتارا اس نے آسمان سے لکھ

مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا

پانی پھر بہنے لگے نالے اپنی اپنی موافق پھر اوپر لے آیا وہ نالا جھاگ

رَابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حُلْيَةٍ

پھولا ہوا اور جس چیز کو دھونکتے ہیں لکھ آگ میں واسطے زہور کے

أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُه ۚ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْ

باسباب کے اس میں بھی جھاگ ہے ویسا ہی یوں بیان کرتا ہے اللہ حق اور

الْبَاطِلَ ۚ فَامَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۚ وَامَّا مَا

باطل کو سو وہ جھاگ تو جاتا رہتا ہے سوکھ کر اور وہ جو

يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ

کام آتا ہے لوگوں کے سو باقی رہتا ہے زمین میں اس طرح بیان کرتا ہے اللہ

الْمَثَالَ ۝۱۲۲ لِّلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ الْخَيْرُ ۚ وَ

مثالیں و ما جنہوں نے اللہ مانا اپنے رب کا حکم ان کے واسطے بھلائی ہے اور

الَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ

جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے

جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَا فُتْدُ وَابَهُ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

سارا اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور تو سب یوں اپنے بدلہ میں ان لوگوں کے لئے ہے

منزل ۳

وَقَادَّاهُ الْكُفْرَيْنِ ۚ وَالْأَفْضَلُ كَافِرُونَ كَاغِيرُ اللَّهِ كُوبًا رَاسًا سَرَّ مَرَايَ ۚ ۱۵۱ یہ جو تھی عقلی دلیل ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے فرشتے اور جن وانس سب اللہ تعالیٰ ہی کے آگے جھکتے ہیں اور سب اسی کو سجدہ کرتے ہیں فرشتے اور مومنین رضامندی اور رغبت سے اور کفار و مشرکین مجبوراً جب مصائب و شدائد میں گھر جائیں طوعاً یا بے املائکہ و المومنین و کرها یعنی اماناً فقیہ و الکافرین فی حال الشدۃ و الضیق مدارک ج ۲ ص ۱۸۹) اور ان کے سائے بھی صبح و شام اسی کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں۔ جب ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور سب اسی کے زیر تصرف و اقتدار ہیں تو معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کا

کار ساز بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۱۵۲ یہ پانچویں عقلی

دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم اور یہ ماقبل سے

اقوی ہے کیونکہ مشہور ہے اصح الشہادات ما یشہد

به الاعداء مشرکین مانتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق

و مالک اللہ تعالیٰ ہے قُلْ اللَّهُ يَهْدِي بِهٖمْ نَهْجَهُمْ تَقْرِی

مخدوف ہے قُلْ ۚ اللَّهُ یعنی اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں

۱۵۹ یہ دلائل مذکورہ پر دوسرا ٹھہر ہے بطور زجر و

الزام۔ مذکورہ دلائل سے واضح اور ثابت ہو گیا کہ ساری

کائنات کا خالق و مالک اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ

ہی ہے مگر اس کے باوجود تم نے اللہ کی عاجز مخلوق اور

اس کے بے بس بندوں کو کار ساز اور حاجت روا بنا

لیا جو تمہیں نفع و نقصان تو کیا پہنچائیں گے وہ تو اپنے

نفع و نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ تم تو بالکل ہی عقل

کے اندر ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ اندھا اور بینا برابر نہیں

ہو سکتے اور نہ اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے آئینی

داندھے سے مراد مشرک ہے جو وضوح دلائل کو باوجود

توحید کو نہیں مانتے اور بصیرت بینا سے مراد موحد ہے

اسی طرح ظلمات سے کفر و شرک کے اندھیرے اور

نور سے توحید کی روشنی مراد ہے۔ ۱۶۰ کیا انہوں نے

ایسوں کو اللہ کا شریک بنایا ہے جنہوں نے اللہ کی مخلوق

کی مانند کوئی مخلوق پیدا کی ہے اس لئے ان پر معاملہ

مشتبہ ہو گیا ہے اور انہوں نے ان کو مستحق الوہبیت

سمجھ لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق

اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو انہوں نے اللہ کا شریک بنایا ہے

ان کے بارے میں خود انہیں تسلیم ہے کہ انہوں نے

کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ لہذا وہ معبود اور الہ ہونے کا

استحقاق بھی نہیں رکھتے۔ ۱۶۱ یہ تھی دلیل عقلی ہے۔

اس میں معبود برحق اور معبود باطل کی مثال بیان کی

گئی ہے یعنی معبودان باطلہ مثل جھاگ کے ہیں جو فنا ہو

ہو جائیں گے اور معبود حق باقی رہے گا۔ معبود حق کی مثال پانی اور سونے کی ہے اور معبود باطل کی مثال جھاگ کی ہے۔ جب بارش برستی ہے اور دریاؤں سے سیلاب گذرتا

موضع قرآن ۱۵۱ یعنی آسمان سے دین حق اترتا ہے تو ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض لیتا ہے۔ پھر حق اور باطل بھڑتا ہے تو میل ابھرتی ہے۔ جیسے مینہ کا پانی زمین

میں بل کر یارو پے تانبے کو دھکا کر میل ابھرتی ہے۔ آخر جھاگ کو بنیاد نہیں اور کام کی چیز کو بنیاد ہے۔ یہاں حق اور باطل بھڑنا دنیا کی لڑائی مراد ہے۔

آخر حق غالب ہے یا ہر ایک کے دل میں حق و باطل بھڑتا ہے۔ آخر حق اس باطل کو مٹا کر صاف حق رہتا ہے۔

فتح الرحمن ۱۲۱ یعنی لا بد است کہ در ہر جنس خیر و شر باشد بچہ نین لا بد است کہ در آدمیان نیکو کاران و بدکاران باشند لیکن نیکو کاران را مستقر می سازد و کار ایشان را

پیش می برد و بدکاران را ہلاک میکند ۱۲۔

۱۵۱ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے اور یہ ماقبل سے اقوی ہے کیونکہ مشہور ہے اصح الشہادات ما یشہد به الاعداء مشرکین مانتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے قُلْ اللَّهُ يَهْدِي بِهٖمْ نَهْجَهُمْ تَقْرِی مخدوف ہے قُلْ ۚ اللَّهُ یعنی اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں

۱۵۹ یہ دلائل مذکورہ پر دوسرا ٹھہر ہے بطور زجر و الزام۔ مذکورہ دلائل سے واضح اور ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس کے باوجود تم نے اللہ کی عاجز مخلوق اور اس کے بے بس بندوں کو کار ساز اور حاجت روا بنا لیا جو تمہیں نفع و نقصان تو کیا پہنچائیں گے وہ تو اپنے نفع و نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ تم تو بالکل ہی عقل کے اندر ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے آئینی داندھے سے مراد مشرک ہے جو وضوح دلائل کو باوجود توحید کو نہیں مانتے اور بصیرت بینا سے مراد موحد ہے اسی طرح ظلمات سے کفر و شرک کے اندھیرے اور نور سے توحید کی روشنی مراد ہے۔ ۱۶۰ کیا انہوں نے ایسوں کو اللہ کا شریک بنایا ہے جنہوں نے اللہ کی مخلوق کی مانند کوئی مخلوق پیدا کی ہے اس لئے ان پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے اور انہوں نے ان کو مستحق الوہبیت سمجھ لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو انہوں نے اللہ کا شریک بنایا ہے ان کے بارے میں خود انہیں تسلیم ہے کہ انہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ لہذا وہ معبود اور الہ ہونے کا استحقاق بھی نہیں رکھتے۔ ۱۶۱ یہ تھی دلیل عقلی ہے۔ اس میں معبود برحق اور معبود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے یعنی معبودان باطلہ مثل جھاگ کے ہیں جو فنا ہو

۱۵۱ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے اور یہ ماقبل سے اقوی ہے کیونکہ مشہور ہے اصح الشہادات ما یشہد به الاعداء مشرکین مانتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے قُلْ اللَّهُ يَهْدِي بِهٖمْ نَهْجَهُمْ تَقْرِی مخدوف ہے قُلْ ۚ اللَّهُ یعنی اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں

ہے تو پانی کے اوپر جھاگ آجاتی ہے پانی زمین میں ٹھہر جاتا ہے جس سے وہ زرخیز بن جاتی ہے اور جھاگ بیکار ہو جاتی ہے اسی طرح جب آگ پر سونا گلاتے ہیں تو سونا نیچے بیٹھ جاتا ہے اور میل نکھیل اوپر آجاتی ہو پھینک دی جاتی ہے۔ یا یہ حق و باطل یعنی اسلام و کفر اور توحید و شرک کی مثال ہے۔ باطل کو بیکار جھاگ سے اور حق کو خالص پانی اور خالص دھاتوں سے تشبیہ دی گئی جو کارآمد اور پائیدار ہیں۔ ان المثلین خبر بہما اللہ للحق فی ثباتہ والباطل فی اضلالہ (قرطبی ج ۹ صفحہ ۱۰۳)

۵۲۲ وَهَآؤُا يُوَفِّدُوكَ خَيْرٌ مِّمَّا دَبَدَّتْ مِثْلُهُ

ابتدا مؤخر۔ مجاہد بیکار۔ ۵۲۲ بشارت

آخری ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ایمان قبول کر لیا اور توحید و رسالت کو مان لیا۔

اجابالی ماد عامہ اللہ من التوحید النبوا (قرطبی) والذین کم یستحبون الخ نہ ماننے والوں کے لئے تحویف آخری

۵۲۳ یہ بشارت اور تحویف مذکور پر بطور

لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ یعنی جو شخص

یقین رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل

ہوا ہے وہ سب ایا حق ہے۔ یہ بشارت متفرع

ہے۔ کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو

دل کا اندھا اور مشرک ہو۔ یہ تحویف پر متفرع

ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں

شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ عقلمند اور

بصیرت والے لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ وہ

برابر نہیں ہو سکتے۔ ۵۲۵ یہ اولوالالباب

کی صفت ہے اور اس میں جماعت بشر کے

اوصاف مذکور ہیں عہد اللہ سے اللہ تعالیٰ

کی توحید اور اس کے احکام مراد ہیں ای

بجہد عہود اللہ وہی اوامرہ ونواہیہ

التي وصی بہا عبیدک۔۔۔

قرطبی ج ۹ صفحہ ۱۰۳ یا اس سے توحید اور دین

حق کے وہ دلائل مراد ہیں جو ان کی فطرت

سلیمہ میں ووبیت ہیں۔ وعن القفال

حملہ علی ما فی جبلتہم وعقولہم من

دلائل التوحید والنبوات

الی غیر ذلک (روح ج ۳ صفحہ ۱۳۹)۔

ابتغاء معقول لہ ہے وہ مصائب و ہلکات

میں جزع نزع کا اظہار نہیں کرتے بلکہ محض اللہ

تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر و استقامت کو اپنا شعار

بناتے ہیں۔ وَیَذَرُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ وہ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیتے بلکہ برائی کا بدلہ احسان سے دیتے ہیں۔ ۵۲۶ یہ بشارت آخری کا اعادہ ہے

وَمَنْ صَلَّاهُ مَذْكُورَهُ بِالْاِتْقَانِ کے جو رشتہ دار بجالان ایمان دنیا سے رخصت ہوئے مگر تقویٰ کے اس مقام پر نہ پہنچ سکے ان کی وجہ سے ان کو بھی اللہ تعالیٰ بلند درجات

عطا فرمائے گا۔ صَدَقَ سے ایمان و تصدیق مراد ہے قَالَ ابْنِ عَبَّاسٍ هَذَا الصَّلَاحُ الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالرَّسُولِ (قرطبی ج ۹ صفحہ ۱۰۳) معنی صلہ صدق و امن و وصل

(خازن ج ۲ صفحہ ۱۰۳) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ سے پہلے یَقُولُونَ مَقْدَرٌ ہے۔

فتح الرحمن ص یعنی بطلب رضائی اور ۱۲۔

سایہ مذکورہ بالا بشارت اور تحویف پر مرکب ہے

۵۲۳ بشارت جماعت کے اوصاف

۵۲۵ بشارت کا اعادہ

سُوءُ الْحِسَابِ وَمَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ

بُرا حساب اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور وہ بُری

الْيَهَادُ ۱۸ اَقْسَنُ يَعْلَمُ اَنْزَلَ اِلَيْكَ مِنْ

آرام کی جگہ ہے بھلا جو شخص جانتا ہے کہ جو کچھ اترا تجھ پر تیرے

رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْلَىٰ اَنْتَا يَتَذَكَّرُ

رب سے حق ہے برابر ہو سکتا ہے اس کے جو اندھا ہے سمجھتے وہی ہیں

اُولَٰئِكَ اَلْاُولَٰءِ ۱۹ اَلَّذِينَ يُؤْفُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ

جن کو عقل ہے وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں عہد اللہ کے عہد کو اور

لَا يَنْقُضُونَ اَلْاَيْمَانَ ۲۰ اَلَّذِينَ يَصِلُونَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ

نہیں توڑتے اس عہد کو اور وہ لوگ جو ملتے ہیں جس کو اللہ نے فرمایا

بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ

ظان اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں بُرے

اَلْحِسَابِ ۲۱ اَلَّذِينَ صَبَرُوا اَبْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ

حساب کا اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی مدد

وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَانْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَ

اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے میں سے پوشیدہ اور

عَلَانِيَةً وَيَذَرُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ اُولَٰئِكَ

ظاہر اور کرتے ہیں برائی کے بدلے میں بھلائی ان لوگوں

لَهُمْ عَقِبَةُ الدَّارِ ۲۲ بَحْتٌ عَدُوٍّ يَدُ حُلُوْنَهَا وَ

کے لئے ہے آخرت کا گھر بھلا باغ میں رہنے کے داخل ہوں گے ان میں اور

مَنْ صَلَّاهُ مِنْ اَبْدَانِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ

جو نیک ہوئے ان کے باپ دادوں میں اور جو روؤں میں اور اولاد میں

وَاللَّيْلَةِ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلَامٌ

اور فرشتے آئیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہیں گے سلامتی

عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۚ وَالَّذِينَ

تم پر بدلے اس کے تم نے صبر کیا سو خوب بلا عاقبت کا گھر اور جو لوگ

يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ

توڑتے ہیں اللہ کے عہد اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں

مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ

اس چیز کو جس کو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں

أُولَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۚ اللَّهُ يَبْسُطُ

ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر اللہ کشادہ کرتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرَحُوا بِأَلْحَبِوةِ الدُّنْيَا

روزی ملے جس کو چاہے اور تنگ کرتا ہے اور فریقہ ہیں دنیا کی زندگی پر

وَمَا الْحَيَوةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۚ وَيَقُولُ

اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے آگے مگر متاع حقیر اور کہتے ہیں

الَّذِينَ كَفَرُوا أَلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةً مِنْ رَبِّهِ قُلْ

کافر ملے کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے وہ کہہ دے

إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَى آلِهَةٍ مِنْ آبَابِ

اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے مستقر ہے اللہ کی یاد سے

تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

چین پاتے ہیں دل جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

۵۵۳ یہ مستحق وعید جماعت کے اوصاف ہیں جو پہلی

جماعت کی ضد ہے۔ اُولَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ الْخ

یہ تحویف اخروی کا اعادہ ہے۔ ۵۵۴ یہ ساتویں

عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کا روزی رساں

اللہ تعالیٰ ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار

میں ہے۔ اگر کسی کے پاس دولت وافر آجائے تو

یہ اس کا کمال نہیں بلکہ محض اللہ کی دین ہے اس

پر اسے مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ وَفَرَحُوا بِالْخ

دنوی مال و دولت کی دہ سے وہ خوش ہیں اور

دولت کے غرور میں حق کا انکار کر رہے ہیں اور

آخرت کی پروا نہیں کرتے حالانکہ دنیوی ساز و

سامان اور مال و متاع آخرت کے مقابلے میں

نہیں حقیر اور قلیل ہے۔ مَتَاعٌ كِي تَوْنِ تَقِيل

و تحقیر کے لئے ہے۔ ۵۵۹ یہ پہلے مذکورہ شکوی کا

اعادہ ہے۔ یعنی اس پیغمبر پر ہمارا طلبیدہ معجزہ کیوں نہیں

نازل کیا جاتا یہ کفار کی انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی تھی کہ

بڑے بڑے معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے اور مزید

معجزوں کا مطالبہ محض عناد و مکارہ کی وجہ سے کرتے

تھے۔ قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَجَوَابُ شَكْوَىٰ بَعْضِهِمْ مَزِيد

معجزہ دکھانے کو کوئی فائدہ نہیں تم مندی اور معاند ہو

تم پھر بھی نہیں مانو گے ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں

جن میں انابت ہو اور وہ ہدایت پانے کا سچا جذبہ رکھتے

ہوں۔ ۵۶۰ یہ مَنْ آبَابِ کی صفت ہے۔ آبَابُ

بِذِكْرِ اللَّهِ اذغال الہی ہے۔ اَلَّذِينَ آمَنُوا

الٰخ بشارت اخروی ہے۔

موضع قرآن

ول یعنی حق تعالیٰ کو ضرور نہیں کہ سب کو راہ پر لائے

یا نشانیاں بھیج کر ہر طرح ہدایت دے بلکہ یہی منظور ہے

کہ کوئی بچے اور کوئی راہ پائے سو جس کے دل میں رجوع

آئی نشان ہے کہ اس کو سمجھانا چاہا۔

اسے پہلی دلیل دی ہے اور کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی یہ ہمارا کمال ہے کہ ہم نے آپ کو ایسے لوگوں میں مبعوث فرمایا ہے جن سے پہلے کئی امتیں گزر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو ہمارا وہ پیغام سنا دیں جو ہم نے ذریعہ وحی آپ پر نازل کیا ہے اور وہ پیغام یہ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ كُفْر سے کفران نعمت مراد ہے یعنی خدائے رحمان نے ان کے پاس پیغمبر بھیجا اور اس پر قرآن نازل کیا جس میں ان کی دنیوی اور دینی سعادت تھی مگر انہوں نے اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کیا اور انہیں نہ مانا (روح) یا کفر سے انکار مراد ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمن کا انکار کرتے ہیں

وما آتٰہی ۱۳ ۵۵۴ الرعد ۱۳

طُوبٰی لَہُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ۱۹ کَذٰلِکَ اَرْسَلْنَاکَ فِیْ

خوش حالی ہے ان کے واسطے اور اچھا ٹھکانا اسی طرح اللہ تجھ کو بھیجا ہم نے ایک

اُمّۃٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہَا اُمَمٌ لِّتَتْلُوْا عَلَیْہِمْ

امت میں کہ گزر چکی ہیں اس سے پہلے بہت امتیں تاکہ سنا دے تو ان کو

الَّذِیْ اَوْحٰیْنَآ اِلَیْکَ وَہُمْ یَکْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ

جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ منکر ہوتے ہیں رحمن سے

قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْہِ

تو کہہ دے رب میرا ہے کسی کی ہندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی

مَتَّابٍ ۲۰ وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سِیَّرْتُ بِہِ الْجِبَالَ اَوْ

طرف آتا ہوں رجوع کرے گا اور اگر کوئی قرآن بولتا کہ چلیں اس سے بھاڑ یا

قَطَعْتُ بِہِ الرَّحْضَ اَوْ کَلِمَہِ الْمَوْتِ بِدَلِّیْ

ٹکڑے ہوئے اس سے زمین یا بولیں اس سے مردے تو کیا ہوتا بلکہ سلام تو

اِلَّا مَرْجِعُہُمْ اَفَلَمْ یَاۡتِیْہِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ لَّوْ

اللہ کے ہاتھ میں ہیں سو کیا خاطر جمع نہیں ہے ایمان والوں کو اس پر کہ اگر

یَشَآءُ اللّٰہُ لَہْدٰی النَّاسَ جَمِیْعًا ۲۱ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ

چاہے اللہ تو راہ پر لائے سب لوگوں کو اور برابر پہنچتا رہے گا

کَفَرُوْا اَنْصِیْبُہُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعًا ۲۲ اَوْ یَحُلَّ قُرْیَبًا

منکروں کو ان کی کمرتوت پر صدمہ یا اترے گا ان کے

مِّنْ دَارِہُمْ حَتّٰی یَاۡتِیَ وَعْدُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ

گھر سے نزدیک بل جب تک کہ پہنچے وعدہ اللہ کا بے شک اللہ خلاف نہیں کرتا

اَلْیَعَادَ ۲۱ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ

اپنا وعدہ کرتے اور بھیجا کر چکے ہیں کتنے رسولوں سے تجھ سے پہلے

مَنْزِل ۳

سلاہ کی دلیل دی

مذہب منقولہ قرآنی

تخویف دینی

تہذیبی

تہذیبی

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے مشرکین سے فرمایا رحمن کو سجدہ کرو وہ بولے رحمن کون ہے جسے ہم سجدہ کریں قال لہما للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اسجد والرحمن قالوا و ما الرحمن فنزلت قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ (قرطبی ج ۱ ص ۳۲) یہ ترجمہ ہے اور شکوی مذکورہ سے متعلق ہے لو کا جواب کَلِمَہِ الْمَوْتِ کے بعد لَا یُؤْمِنُوْنَ محذوف ہے یہ کفار ضد وعناد اور مکابرہ کی اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ کسی معجزہ کا ان پر اثر نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اگر قرآن کی تاثیر سے ہمارا دل پڑے یا زمین میں شکاف پڑ جائیں یا مردے زندہ ہو کر باتیں کرنے لگیں تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ضد وعناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کی جا چکی ہے۔ ہذا متصل بقولہ کَوْ لَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیۃٌ مُّزِیۃٌ (قرطبی ص ۳۳) یَکُنُّسُ بمعنی یَعْلَمُ ہے قشیری نے حضرت ابن عباس سے فرما دے کہی سے اور جوہری نے صحاح میں نقل کیا ہے اٰی اَفَلَمْ یَعْلَمُوْا (قازن و قرطبی وغیرہما) یعنی ہدایت دینا نہ دینا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن وہ محل دیکھتا ہے قلب منیب کو ہدایت کی توفیق دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت قبول کرنے پر مجبور کر دیتا مگر یہ اس کی حکمت بالغہ کے خلاف ہے اس طرح امتحان و ابتلا کا موقع ختم ہو جاتا ہے۔ لَہْدٰی النَّاسَ جَمِیْعًا کے بعد وَلٰکِنْ لِّیَّبِلُوْکُمْ مَّقْدَرٌ مِّنْہُمْ وَلٰکِنْ لِّیَّبِلُوْکُمْ فِیْمَا اَنْتُمْکُمْ دَانِدَہُمْ (ع) ۲۳ یہ تخویف دینی ہے۔ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَسَے کفار کہ مراد ہیں بِمَا صَنَعُوْا کفرو عناد اور انکار و طغیان کی وجہ سے قَارِعًا دل ہلا دینے والی مصیبت الذین کفروا من اہل مکہ علی ما ردی عن مقاتل تصیبہم بما صنعوا بسبب ما صنعوا من الکفر والتمادی فیہ ... قَارِعًا الْوَزِیۃُ الَّتِیْ تَقْرَعُ قُلُوبَ صَاحِبِہَا (روح ج ۳ ص ۵۸)

موضع قرآن ول یعنی گناہوں سے چھوٹ کر وہ منکر ہوتے ہیں رحمن سے عرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کا نام رحمن نہ بولتے تھے جب قرآن میں یہ نام سنا کہنے لگے تو نے اپنا ایک مہر چھوڑ کر سے یہ کام ہوئے ہوئے تو البتہ اس سے پہلے ہوتے لیکن اختیار اللہ کا ہے اور خاطر جمع اسی پر چاہیے کہ اللہ نے یوں نہیں چاہا اگر چاہتا تو حکم کافی تھا۔ لیکن کافر مسلمان یوں ہوں گے کہ ان پر آفت پڑتی رہے گی۔ ان پر پڑے یا ہم سارے جب تک سارے عرب ایمان میں آجائیں وہ آفت ہی تھی جہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے۔ فُتِحَ الرَّحْمٰنُ فَلَمْ یَجْمَعْ کَوِیْدَہُ اَنْ کُنٰتِ اسْتِ اَزْشَدُّ فِیْ کَ اَزْدِیْ خَوْفِ ہَلَاکِ بِرَاِیْشَانِ مَسْتَوٰی شُوْدُوْا بِاَخْرِتِ نَجَاتِ یَابِنْدُوْا اللّٰہُ عَلَمٌ ۱۲۔

مشرکین کہ پر موت سے پہلے ان کے ضد و عناد کی وجہ سے کوئی نہ کوئی مصیبت آتی رہے گی یا ان کے سروں پر منڈ لائی رہے گی جس سے وہ ہر وقت خوف زدہ اور ہراساں رہیں گے۔ مثلاً مسلمانوں کے خوف سے یا کسی دوسرے دشمن کے ڈر سے مرعوب رہیں گے۔ او تحال لقارعة قریباً منہم فیفزعون ویطأ یرو علیہم شمس ہا ف یعدی الیہم شہور ہا دمدارک ج ۲ ص ۱۹۳، ۱۹۴ء یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیم ہے۔ یعنی آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی استہزاء و تمسخر کیا گیا ہے میں اپنی حکمت بالغہ کے تحت کافروں کو مہلت دیتا ہوں اور پھر اچانک ان کو پکڑ لیتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں آپ کے دشمنوں کا انجام نہایت دردناک ہوگا۔ ۳۶ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے جو دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ آخر میں

کمن لیس کذلک خبر مخدوف ہے اور استفہام انکار کیلئے ہے۔ دمدارک، یعنی اللہ تعالیٰ جو ہر ایک کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جیسا کہ فرمایا اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِید (حم سجدہ ۶) وہ ان معبودان باطلہ کی مانند نہیں ہو سکتا جو نہ عالم الغیب ہیں نہ حاضر و ناظر۔ وَجَعَلُوا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ زُجَرَ ہے مگر اس کے باوجود مشرکین صفات کار سازی سے عاری اور عاجز مخلوق کو خدا کے شریک بناتے ہیں۔ کُلُّ سَمُوْهُمْ یعنی ان خود ساختہ معبودوں کے وہ کمالات تو بیان کر دین کی وجہ سے تم نہیں الوہیت کا درجہ دیتے ہو۔ قل اذکروا صفاتہم انظروا هل فیہا ما لیستحقون بہ العبادۃ ویستأہلون الشریکۃ روح ح ۱۳ ص ۱۳۷، ۱۳۸ء کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایک چیز کی اطلاع دیتے ہو جس کے وجود کا خود اسے علم نہیں ہے یعنی تم اللہ کو بتاتے ہو کہ زمین میں اس کے شریک موجود ہیں حالانکہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب اللہ کا کوئی شریک نہیں تو اس کا علم کیسے ہو کیونکہ شریک باری تعالیٰ معدوم محض ہے اگر ہوتا تو اللہ کے علم میں ہوتا۔ اَمْرِیْطَاہِرِیْنَ الْقَوْلِ یا ویسے ہی کہو اس کرتے ہیں اور ظاہری طور پر اپنے ٹھاکروں کو معبود کہتے ہیں اگرچہ وہ صفات معبودیت سے عاری ہیں۔ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بَلَدُہُمْ لَکَ دُلُوْا پرمہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان کو اپنی تمام مشرکانہ اور معاندانہ چالیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور اس طرح توفیق ہدایت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اب ان کے راہ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں ۳۸ یہ مذکورہ بالا معاندین کے لئے دنیوی اور اخروی تحویف ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ ہِیَ مَلْنُہُ وَالْوَلُوْا کے لئے بشارات اخروی ہے۔ ۳۹ یہ یومنین اہل کتاب سے نقلی دلیل ہے۔ اہل کتاب کے علماء جو کتب سابقہ کے عالم ہیں وہ ہر اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی یہ بھی اس کی سچائی کی ایک

دلیل ہے

دلیل ہے

دلیل ہے

فَاَمْلِیْتُ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّمَا اَخَذَتْہُمْ فَلَکِیْفٌ

سو ڈھیل دی میں نے منکروں کو پھر ان کو پکڑ لیا سو کیسا

کَانَ عِقَابُ ۳۲ اَقَمْنَ ہُوَ قَائِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ

بھلا میرا بدلہ بھلا ہے جو لئے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر

بِمَا کَسَبَتْ وَجَعَلُوا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ قُلُوبُہُمْ

جو کچھ اس نے کیا ہے وہ اور مقرر کرتے ہیں اللہ کے لئے شریک کہہ ان کا نام لو ۳۳

اَمْرٌ تَنْبِیْہُوْنَہُ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِیْ اَرْضٍ اَمْرِیْطَاہِرِیْنَ

یا اللہ کو بتلاتے ہو وہ نہیں جانتا زمین میں یا کرتے ہو اہل ہدی اور

مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مَکْرُہُمْ وَ

باتیں دے یہ نہیں بلکہ بھلے بھلا دیئے ہیں منکروں کو ان کے قریب اور

صُدُّوْا عَنِ السَّبِیْلِ وَمَنْ یُّضِلِلْ لِّلّٰہِ فَمَا لَہُ مِنْ

روکے گئے ہیں راہ سے اور جس کو بھلا دے اللہ سو کوئی نہیں اس کو

ہَادٍ ۳۴ لَہُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیْوَةِ الدُّنْیَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ

بتلنے والا ان کو مار پڑتی ہے عذاب دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی مار تو

اَشَدُّ وَمَا لَہُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ وَّاقٍ ۳۵ مَثَلُ الْجَنَّةِ

بہت سخت ہے اور کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا مال جنت کا

الَّتِیْ وَعَدَ الْمُتَّقُوْنَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا اَنْہَارٌ

جس کا رعدہ ہے پرمیزگاروں سے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں

اَمْکُہَا دَآءِیْمٌ وَظِلُّہَا تِلْکَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اَتَّقَوْا ۳۶

میعوہ اس کا ہمیشہ ہے اور سایہ بھی یہ بدلہ ہے ان کا جو ڈرتے ہیں

وَعُقْبَى الْکَافِرِیْنَ النَّارُ ۳۷ وَالَّذِیْنَ اَتٰہُمْ الْکِتٰبُ

اور بدلہ منکروں کا آگ ہے اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب

منزل ۲

دلیل ہے علماء اہل کتاب قرآن کی تصدیق اس لئے کرتے ہیں کہ اس کے تمام بیانات کتب سابقہ کے عین مطابق ہیں۔ مراد اہل کتاب کے وہ علماء ہیں جو اسلام قبول کر چکے تھے اور احزاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں ان میں سوائے ان لوگ نہیں مانتے۔ روح ہا اَلَّذِیْنَ اَتٰہُمْ الْکِتٰبُ سے صحابہ کرام مراد ہیں اور احزاب سے مشرکین کہ اس صورت میں اَلَّذِیْنَ اَتٰہُمْ الْکِتٰبُ سے قرآن مراد ہوگا۔ (قرطبی)

موضع قرآن و یعنی وہ ان کو پھوڑ دے گا بن سزا دیئے۔ اس کا ترجمہ فتح الرحمن میں یوں لکھا ہے۔ بھلا جو شخص کہ خبر لینے والا ہے ہر کسی پر اس کی کمائی کے بدلہ دینے کو وہ مثل ان بتوں کے ہوگا۔

فتح الرحمن و یعنی اوصاف ایشان را ذکر کنی تا ہا دصاف خدا مقابلہ کردہ شود و نفی مماثلت ظاہر گردد و ۱۲ یعنی تقلید آبار می کنند در سخن بے اصل ۱۲۔

یہ دوسری دلیل وحی ہے۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے حکم دیتا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں، صرف اسی کو پکاروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ اس لئے میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی توحید ہی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اور آخر اسی کے پاس جانا ہے۔ **۱۷۷** کاف بیان کمال کے لئے ہے یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل وبراہین کے ساتھ ہم نے یوں قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے و لکن اتبعت آھو آھو یہ زجر ہے جو دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب آپ کے پاس عقل و فہم اور وحی کے دلائل کے ساتھ مسئلہ توحید کی سچائی کا علم یقین آگیا اب بھی اگر آپ نے مشرکین کی طرف میلان کیا تو

الرعد

۵۵۶

وما ابرئ ۱۳

يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ

خوش ہوتے ہیں اس سے جو نازل ہوا تجھ پر اور بعض فرقے

مَنْ يُشْكِرْ بَعْضَهُ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ

نہیں مانتے اس کی بعضی بات کہہ ۱۷۸ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں

اللَّهُ وَلَا أَشْرِكُ بِهِ ط إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَابِ

اللہ کی اور شریک نہ کروں اس کا اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی طرف ہر میرا ٹھکانا

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ط وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ

اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں ہے اور اگر تو چلے

أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ط مَا لَكَ

ان کی خواہش کے مطابق بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچ چکا کوئی نہیں تیرا

مِنَ اللَّهِ مِنْ وَرِيٍّ وَلَا وَاقِ ۱۷۹ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

اللہ سے حمایتی اور نہ بچانے والا اور بھیج چکے ہیں ہم

رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا ط

کتنے رسول تجھ سے پہلے لکھ اور ہم نے دی تھیں ان کو جو زوجیں اور

ذُرِّيَّاتٍ ط وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ

اولاد اور نہیں ہوا کسی رسول سے کہ وہ لے آئے

بِأَيَّةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ط لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۱۸۰

کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر ایک وعدہ ہے لکھا ہوا

يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ ط وَيُثَبِّتُ ط وَعِنْدَكَ

مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے

أُمُّ الْكِتَابِ ۱۸۱ وَأَنَّ مَا تُشْرِيكَ بَعْضَ الَّذِي

اصل کتاب کا اور اگر دکھلا دیں ہم تجھ کو کوئی

۱۷۷ دوسری دلیل

۱۷۸ متعلقہ جملہ

۱۷۹ متعلقہ جملہ

۱۸۰ متعلقہ جملہ

۱۸۱ متعلقہ جملہ

۱۸۲ متعلقہ جملہ

۱۸۳ متعلقہ جملہ

۱۸۴ متعلقہ جملہ

۱۸۵ متعلقہ جملہ

۱۸۶ متعلقہ جملہ

۱۸۷ متعلقہ جملہ

۱۸۸ متعلقہ جملہ

۱۸۹ متعلقہ جملہ

۱۹۰ متعلقہ جملہ

بھی ہمارے عذاب سے دنیا کی کوئی طاقت آپ کو نہیں بچا سکتی۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مقصود امت کی تعلیم ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ اگر بعض محال آتے ان دلائل کے ہوتے ہوئے مشرکین کی بات مان لی تو آپ بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ **۱۷۷** دلائل و تمثیلات سے مسئلہ واضح کرنے کے بعد مشرکین کے چار سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ سوال مقدار اول کا جواب ہے مشرکین کہتے یہ عجیب پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی بھی ہے اور بچے بھی فرمایا آپ سے پہلے بھی جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے بھی بیوی بچے تھے اس لئے یہ کوئی وجہ انکار نہیں۔ مآکان لرسول الخ یہ سوال مقدار دوم کا جواب ہے۔ کوئی معجزہ لازم نہیں گے فرمایا معجزہ لانا پیغمبر کے اختیار میں نہیں جب اللہ چاہتا ہے۔ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر فرمادیتا ہے۔ لکل آجل رکتا جب یہ سوال مقدار سوم کا جواب ہے۔ جب ہم نہیں تھے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ فرمایا ہمارے یہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے اس لئے اگر تم انکار پراڑے رہے تو عذاب ضرور آئے گا مگر اپنے وقت پر نہ آئے گا لیس آئنا ویشئت یہ سوال مقدار چہارم کا جواب ہے۔ جب عذاب لا محالہ آئے گا تو ماننے سے کیا فائدہ؟ فرمایا محو واثبات ہمارے اختیار میں ہے اگر مان لو گے تو عذاب ٹل جائے گا۔ **۱۷۸** تخويف ذیوی ہے آپ نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کر دیا اگر وہ نہیں مانتے اور حدود انکار پر قائم ہیں تو ہم انہیں سخت عذاب دیں گے خواہ آپ کی زندگی میں خواہ آپ کی وفات کے بعد۔ آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کو عبرت ناک سزا دی اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے باقی ماندہ دشمنان اسلام کو مبتلائے عذاب کیا۔ آپ کا کام ہے تبلیغ اور ہمارا کام ہے دنیا و آخرت میں تکذیب و انکار پر ان کا محاسبہ کرنا۔

مَنْزِل ۳

موضع قرآن و دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعض اسباب ظاہر ہیں بعض چھپے ہیں اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اُس کی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رکھے آدمی کبھی فکر سے مرزا ہے اور کوئی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا اندازے کو تقدیر کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی۔ جو تقدیر بدلتی ہے اس کو معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اُس کو مبرم۔

فتح الرحمن ۱۔ یعنی جوں نقصان الہی بوجہی متحقق شود آند در عالم ملکوت ثبت می کنند ۲۔ صورت عارضہ در عالم ملکوت خلق می فرماید بعد از ان اگر خوابد محو کند و اگر خوابد ثابت دارد و شاید کہ معنی چنین باشد ہر زمانہ را شریعتی بہت نسخ می کند خلائی آنچه می خواند و ثابت می گذارد آنچه خوابد و نزدیک اورست لوح محفوظ ۱۲۔

تخویف دینی ہے۔ اَلْاَرْضُ مِنْ رِضٍ کفر و شرک مراد ہے۔ یعنی ارض النمرک۔۔۔ قال اکثر المفسرین المراد من فتح دار النمرک فان ما زاد فی دار الاسلام فقد انقص فی دار النمرک (خازن ج ۲ ص ۲۹) کیا مشرکین نہیں دیکھ رہے کہ دنیا میں توحید پھیلتی جا رہی ہے اور شرک و کفر مٹتا جا رہا ہے، مشرکین کے زیر قبضہ علاقے فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ رہے ہیں اس طرح اہل اسلام سے ہم نے جو وعدے کئے تھے وہ سچے ثابت ہو رہے، کیا اب بھی انکار کی کوئی گنجائش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اہل اور محکم ہے اسے کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور اہل اسلام کو سر بلند کرنے اور دشمنانِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقہور و مغلوب کرنے کا فیصلہ فرما چکا ہے اس لئے ایسا ہو کر رہے گا۔

وقد حکمک ولا تباعک بالعدو والاقبال و علی اعداءک ومخالفیک بالظہر والاذلال حسب ما یشتاہدہ ذوو الابصار الخ (روح ج ۱۳ ص ۱۷۷) ۵۵۷ امم سابقہ کے کافروں نے بھی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کئی مکرو فریب کئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے مکرو فریب سے بچا لیا فللہ المکر جمیعاً یہ مکرو فریب کی مزادینے سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے تمام مکرو معلوم تھے فللہ المکر جمیعاً ۵۵۸ یہ شکوی ہے۔ کفار مکہ محض عناد و مکاریہ کہتے کہ آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں حالانکہ وہ آپ کی صداقت کے دلائل قاہرہ اور آپ کی رسالت و نبوت پر معجزات واضحہ کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا الخ وَمَنْ عِنْدَکُمْ اَلْکِتٰبُ سے علماء اہل کتاب یہود و نصاریٰ مراد ہیں جو اسلام لائے تھے۔ ان کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ مشرکین مکہ ان پر اعتماد کرتے تھے کانت شہادۃ تمہد قاطعۃ لقول الخصم وہم و مؤمنوا اهل لکتاب کعبہ اللہ بن سلام و سلمان الفارسی و تمیم الداری و الفجاشی واصحابہ قالہ قتادۃ و سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما ج ۱ ص ۲۵۵ یعنی اگر مشرکین مکہ آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں تو آپ فرمادیں تمہارے انکار سے کیا ہوتا ہے میری صداقت پر خداوند تعالیٰ شاہد ہے اور اہل کتاب کے وہ علماء جن کی باتوں پر تم اعتماد کرتے ہو وہ بھی میری رسالت و نبوت کے شاہد عدل ہیں۔ اس لئے اب تمہارے انکار کی کوئی گنجائش نہیں تم محض عناد و عناد کی وجہ سے انکار کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی شہادت یہ ہے کہ اس نے قرآن میں آپ کی صداقت کے واضح دلائل نازل فرمادئے ہیں۔ جیسا کہ

الرعد ۱۳

۵۵۷

وما ابرئ ۱۳

نَعِدُهُمْ اَوْ تَتَوَفَّيْكَ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ

وعدہ جو ہم نے کیا ہے ان سے یا تجھ کو امٹا لیویں لکھ سو تیرا ذمہ تو

الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۵۵۸ اَوَلَمْ یَرَوْا

پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ ہے حساب لینا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ

اَنۡبَاۡتُ اَیۡیِ الْاَرْضِ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا

ہم چلے آتے ہیں زمین کو سسٹھ گھٹاتے اس کے کناروں سے

وَاللّٰهُ یَحْکُمُ لَا مُعَقَّبَ لِحُکْمِہٖ وَهُوَ

اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کر تیجھے ڈالے اس کا حکم اور وہ

سَرِیۡعُ الْحِسَابِ ۵۵۹ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِیۡنَ

جلد لپیتا ہے حساب و فل اور فریب کر چکے ہیں لکھ جو

مِنْ قَبْلِہِمۡ فَلَیۡلَہُ الْمَکَرُ جَمِیۡعًا یَعْلَمُ

ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب جانتا ہے

مَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ وَّ سَیَعِلُمُ الْکُفَرُ

جو کچھ کماتا ہے ہر ایک جی اور اپ معلوم کئے لیتے ہیں کافر

لِیۡسَ عُقُبٰی الدَّارِیۡ ۵۶۰ وَ یَقُولُ الَّذِیۡنَ

کہ کس کا ہوتا ہے پچھلا گھر اور کہتے ہیں

کَفَرُوۡا اَلَسۡتَ مُرۡسَلًا قُلْ کَفٰی

کافر تھے تو بھیجا ہوا نہیں آیا کہہ دے اللہ

بِاللّٰهِ شَہِیۡدًا اَبٰیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ وَ مَنْ

کا فی ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ میں اور جس کو

عِنۡدَہٗ عِلۡمُ الْکِتٰبِ ۵۶۱

تہر ہے کتاب کی قہ

منزل ۳

فرمایا لکن اللہ یشہد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ الایۃ (نساء ۲۳۶) وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیۡنَ۔ موضح قرآن وہ چلے آتے ہیں زمین پر گھٹاتے یعنی اسلام پھیلتا جاتا ہے عرب کے ملک میں اور کفر گھٹتا ہے۔ و اللہ گواہ یوں ہے کہ سچ کو بڑھا دے اور جھوٹ کو مٹا دے اور گواہ ہیں پہلی کتاب جاننے والے کہ آگے بھی اسی طرح اتری ہے کتاب۔

فتح الرحمن وہ یعنی روز بروز شوکت اسلام بزمین عرب منتشر میشود و اطراف آن عامۃ مفسرین این آیت را مدنیہ دانند و نزدیک مترجم لازم نیست کہ مدنی باشد و مراد از نقصان دارا الحرب اسلام و غفار و جہینہ و مزینہ و قبائل یمن است پیش از ہجرت ۱۲ و ۱ یعنی احباب یہود و مدینہ اند کہ رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معج است ۱۲۔

سُورَةُ رَعْدٍ آيَاتُ تَوْحِيدٍ رِاسِيَّةٌ خُصُوصِيَّةٌ

- ۱۔ اَللّٰهُ يَعْزِمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثَىٰ — تا — سَا رَبِّ كَيْلَ الْبَحْرِ نَفِي عِلْمِ غَيْبٍ اِذْ غَيَّرَ اللّٰهُ۔
- ۲۔ وَكَيْسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ — تا — وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ (ع ۲) نَفِي شُرْكَ فِي التَّصَرُّفِ۔
- ۳۔ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ — تا — وَكَادُ عَالَمُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِي هَيْلِلٍ (ع ۲) نَفِي شُرْكَ اِعْتِقَادِي دِشُرْكَ فِي التَّصَرُّفِ وَشُرْكَ فِي الدَّعَارِ۔
- ۴۔ وَاللّٰهُ يَسْمُجِدُ — تا — بِالْعُدُوِّ وَالْاَصْحَالِ (ع ۲) نَفِي شُرْكَ فِي التَّصَرُّفِ۔
- ۵۔ كُلٌّ مِّنْ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ — تا — وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (ع ۲) نَفِي شُرْكَ فِي التَّصَرُّفِ۔
- ۶۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّسْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ (ع ۳) نَفِي شُرْكَ فِي التَّصَرُّفِ۔
- ۷۔ قُلْ اِنَّمَا اُمِرْتُ — تا — وَرَآلَيْهِ مَابِ (ع ۵) نَفِي شُرْكَ اِعْتِقَادِي دِشُرْكَ فِي الدَّعَارِ۔
- ۸۔ وَمَا كَانَ لِرَّسُوْلٍ — تا — لِيُجِلَّ اَجَلٌ كِتَابُ (ع ۶) نَفِي تَصَرُّفِ دَاخْتِيَارِ اَز رَسْلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامِ۔
- ۹۔ اس سورت میں اس پر تنبیہات مذکور ہیں کہ عالم الغیب اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔
- ۱۰۔ اللہ کے سوا جن کو مشرکین کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں ان کو پکارنا بے سود ہے جیسا کہ پانی کو اپنے پاس آنے کو کہا جائے۔
- ۱۱۔ مسئلہ توحید کا ہر پہلو واضح دلائل کے ساتھ ثابت اور روشن ہو چکا ہے لیکن ضدی اور معاند لوگ ہرگز نہیں مانیں گے۔ اگرچہ پہاڑ لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے جائیں۔ وہ اٹے عناد کی وجہ سے بے تگے اور بے ڈھنگے سوالات کریں گے۔
- ۱۲۔ مسئلہ توحید کو صرف وہی لوگ مانیں گے جن کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجود ہو۔

د آج بتاریخ ۲ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ بوقت ۱۰ بجے
صبح سورہ رعد کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی
رسولہ دائماً ابداً

سورۃ ابراہیم علیہ السلام

ربط سورۃ ابراہیمؑ کو ماقبل کے ساتھ اسی ربط یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا توحید کے بارے میں بیان سن چکے ہو جو انہوں نے جیل میں قیدیوں کے سامنے دیا، نیز بعد اور دوسرے فرشتوں کا حال بھی سن لیا کہ وہ بھی ہر وقت شرک سے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں اب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا حال بھی دیکھ لو کہ وہ اپنے اہل و عیال کو حکیم الہی ایک بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑ کر اللہ کی توحید کا اعلان کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کار ساز نہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ إِلَّا صُنَاكَ..... رَبَّنَا إِنَّكَ نَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا تُعَلِّنُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ (۶۷)

ربط معنوی۔ گذشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے واضح کیا گیا یہاں تک کہ مسئلہ توحید بدیہی ہو گیا۔ اس کے بعد سورۃ بعد میں مزید دلائل بطور تنبیہات کا ذکر کیا گیا تاکہ شک و شبہہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے مگر معاندین بھی نہیں مانتے اب سورۃ ابراہیم میں دلائل توحید کے ساتھ وقائع دنیوی و اخروی بیان کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ بعض طبائع خوشخبری یا ڈر سن کر راہ راست پر آجاتی ہیں۔ وقائع سے تحویفات دنیوی و اخروی اور انعامات مراد ہیں۔

خلاصہ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں دو مختصر اور ایک مفصل، ایک نقلی دلیل اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام و مؤمنین اور ایک دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چھ وقائع دنیویہ و اخرویہ کا بیان ہے۔ کِتَابُ أَنْزَلْنَاهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ترجمہ یہ قرآن جو دلائل و وقائع پر مشتمل ہے ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ اس کے دلائل و وقائع بیان کر کے لوگوں کو کفر و شرک اور رسوم جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور توحید کی روشنی میں لے آئیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ (۱) کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمام کائنات سماوی و ارضی کا بلا شرک تبارک احدی خالق و مالک اور اس میں متصرف علی الاطلاق ہے۔ وَ وَيْلٌ لِّلْكَافِرِيْنَ اِنَّهُمْ يُخْلِفُوْنَ اخرویی ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِمَا هُوَ اَعْلَمُ سورت سے متعلق ہے یعنی آپ سے پہلے بھی ہم نے قوموں میں پیغمبر بھیجے جو ان کی زبان میں ان کو راہ ہدایت کی طرف بلاتے رہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِآيٰتِنَا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا هٰٓؤُلَاءِ رُسُلًا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِبْرٰهِيْمَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَخَالِقُوْنَ كُلِّ شَيْءٍ و دیکھو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو اور ان کو وقائع اہم سابقہ اور ہمارے انعامات یاد دلاؤ۔

دوسری عقلی دلیل۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (۳۶) اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے اور عالم کے ذرے ذرے کو توحید پر دلیل و شاہد بنا یا ہے۔

تیسری عقلی دلیل مفصل۔ اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (۱) اِنَّا الْاِنْسَانَ لَقَطْلُوْمٌ كَفَّارٌ (۵) زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا، آسمان سے بارش برسا کر ہمارے لئے انواع و اقسام کے پھل و پھل پیدا کرتا ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں اور بحری جہاز اسی نے اپنے حکم سے ہمارے کاموں میں لگا دئے ہیں کہ ہم جہاں چاہیں ان کو لے جائیں مگر ان کو تھامنے والا اور ان کو غرق ہونے سے بچانے والا وہی ہے۔ دریا، سورج، چاند، دن اور رات ہر چیز کو اس نے ہمارے فائدے کے لئے مختلف کاموں میں لگا رکھا ہے اور یہ سارا نظام اس کے حکم کے مطابق اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا ہے۔ ہم جو کچھ اس سے مانگتے ہیں اس کا دینے والا بھی وہی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات بے پایاں اور حد و حساب سے باہر ہیں مگر اس کے باوجود شرک لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شکرا دا نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔

نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام و جملہ مؤمنین۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَرَّسَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ تَا— يَتَذَكَّرُوْنَ (۴۷) کلمہ طیبہ سے کلمہ توحید مراد ہے جس کی تبلیغ و اشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ مشن تھا۔

دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام و اذْكَرَ اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ رَبِّ اجْعَلْ تَا— اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيعٌ عَلِيْمٌ (۶۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی بیوی اور معصوم بچے کو بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑا اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو شرک سے دور رکھنا۔ اور ساتھ ہی اعلان فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کار ساز نہیں۔

اول۔ اَلْاٰمِيْنَ اَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ ننا۔ مَکْلَسَ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ (ع ۳) یہ تحریف دنیوی اور خطاب اہل مکہ سے ہے فرمایا گیا تمہیں قوم نورؑ قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد کی سرکش قوموں کی سرگذشت نہیں معلوم! کہ کس طرح یہ ایسے سخیرو لائل و معجزات اے کہ ان کے پاس پہنچنے اور مسئلہ توحید ان پر خوب واضح کیا مگر ان کی قویں کٹ جتی اور مجادلہ پر اتر آئیں اور ضد و عناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور انبیاء علیہم السلام کو گونا گونے کے مطاعن کا نشانہ بنایا آخر اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کو صبر و استقلال کا ثمرہ عطا کیا اور معاندین کو تباہ و برباد کر دیا۔ اقوام گزشتہ کے دردناک انجام سے عبرت حاصل کرو اور ضد و عناد سے باز آ جاؤ۔ ورنہ تمہارا حشر بھی ویسا ہی ہوگا۔

چہارم۔ وَبَرُّواْ لِلّٰهِ جَمِیْعًا (۳۶)۔ تا۔ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۴۷) یہ تحویفِ اخروی ہے۔ قیامت کے دن تابعین اور متبوعین و مشرک لوگ اور ان کے راہنما، اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور ایک دوسرے کو ملامت کریں گے انجام کار سب کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ وَادْخُلِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا النَّارَ بِشَارَاتِ اٰخِرُوْیْہِ۔

پنجم۔ اَلْكَذٰبُ اِلَى الدِّیْنِ۔ تا۔ بئْسَ الْقَرَارُ (۵۶)، تخویف خسروی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کر کے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اپنی قوموں کو جہنم میں دھکیلا وہ خود بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ وَجَعَلُوا لِلّٰہِ اَشْدَادًا یہ زجر ہے۔ اس سورت میں چونکہ تخویفات بہت ہیں اس لئے دفع عذاب کے لئے شرک سے بچنے اور علانیہ اور پوشیدہ طور پر خلق خدا سے احسان کرنے کا حکم دیا گیا اور ساتھ ہی امر مصلح نماز قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ قُلْ لِعِبَادِیَ الدِّیْنِ اٰمَنُوْا یُقْبَلُوْا الصَّلٰوۃُ الخ۔

ششم۔ فَلَا تُحْسِبَنَّ اللَّهُ عَافِيًا۔ تا۔ وَأَخِيذْ بِهِمْ مَهْجُوًّا (ع)، تخویف اندوزی ہے۔ مشرکین جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں وہ ان کو ان کے تمام اعمال مشرکانہ و افعال مسمرانہ کی پوری پوری سزا دے گا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخَلَّفًا وَعْدًا (رُسُلُهُ) اِنِخِ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں سے جو وعدہ کیا ہوا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا کہ ان کے دشمنوں کو آخرت میں ذلیل و رسوا کرے گا اور انہیں ان کے کرتوتوں کی المناک سزا دے گا۔ آخر میں ہَذَا ابْلَغُ اللَّتَائِسِ سے تمام مذکورہ بالا دلائل و وقائع کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ان تمام بیانات کی غرض و غایت لوگوں کو مسئلہ توحید سمجھانا ہے۔

مختصر خلاصہ

سورہ ابراہیم کا مقصد و قائلح اہم سابقہ اور ایم اللہ تعالیٰ کی تذکیر سے لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے۔ اس لئے اس سورت میں سات و قائلح مذکور ہیں اور ساتھ ہی توحید پر تین عقلی دلیلیں اور دو نقلی دلیلیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

عقلی دلیلیں

پہلی عقلی دلیل اللہ الذی لہ ما فی السموات وما فی الأرض (۱۶) جب ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے تو کار ساز بھی وہی ہے۔
دوسری عقلی دلیل۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَمْدِ (۳۶) یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی مسئلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے کی ہے۔

تیسری عقلی دلیل - اللہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - تا - اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظُلُوْمٌ کَفَّارٌ (۵۴) جو اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور سارا نظام عالم جس کے اختیار و تصرف میں ہے وہی تم سب کا کار ساز ہے۔

نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام - فَخَرَّبَ اللّٰهُ کَلِمَةً طٰیِبَةً (۴۴) یہ کلمہ توحید کی مثال ہے جس کی تبلیغ و اشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا مقصد زندگی تھا۔
دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام - وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ - تا - اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعٌ الدُّعٰءِ (۵۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے بچائے۔ نیز اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔

وقائع اہم سابقہ

وقائع سے دنیوی اور اخروی تجویفات مراد ہیں۔ یہاں دو دنیوی تجویفیں مذکور ہیں اور چار اخروی۔
اول دنیوی - اَلَمْ یَا تَکُمۡ کُتُبُ الدِّیۡنِ (۲۴) معاندین اہم سابقہ کی بربادی سے عبرت حاصل کرو۔
دوم اخروی - مِنْۢ کُوۡرَ اٰثٰنِ جَهَنَّمَ اَنۡحَ (۳۴) دنیوی عذاب کے علاوہ آخرت میں یہ دردناک عذاب دیا جائے گا۔
سوم دنیوی - اِنَّ یَکْشٰکُنۡ هٰیۡکُمُ الْاَحۡمَ (۴۳) اگر وہ چاہے تو تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں۔
چہارم اخروی - وَ یَرٰوُ اللّٰہُ جَمِیْعًا اَنۡحَ (۳۴) آخرت میں تمام مشرکین و متبعین کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔
پنجم اخروی - اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ بَدَّلُوۡا اَیۡمَہُمۡ (۵۴) مشرکین کی سزا جہنم ہے۔
ششم اخروی - وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا اَنۡحَ (۴۴) ہر مشرک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔
فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخَلِّفًا وَّعْدَہٗ سُلَکَہُ (۴۴) اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے پیغمبروں کو آخرت میں عزت دے گا اور ان کے مخالفین کو سواکن عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔ آخر میں سورت کے مضمون کی طرف اشارہ فرمایا۔ هٰذَا اَبْلَغُ لِّلَّذِیۡنَ اَنۡحَ یہ دلائل وقائع اس لئے بیان کئے جارہے ہیں تاکہ لوگوں کو مسئلہ توحید کی سمجھ آجائے۔

وَمَا اَبْرَأُ ۱۳

پھر راستہ بھلاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راستہ دکھلا دیتا ہے جس کو چاہے اور وہ

پہن بن کے دلوں میں انا بت ہو صدی اور معاند لوگوں
فتح الرحمن و یعنی بشبہات ثابت میکنند کہ کج اسر

میں متعلق کتاب
نمبر ۱۲

منزل ۳

یعنی کتبِ آنزِلانہ سے متعلق ہے یعنی آپ سے پہلے بھی ہم قوموں میں ان کے ہم زبان رسول بھیجتے رہے تاکہ وہ مسئلہ توحیدِ جنوبِ واضح کر کے ان کو سمجھا سکیں اور ان سے پہلی سرکش قوموں کی تباہی کا حال ان کو سنا سنیں تاکہ وہ اس نصیحت کو سیکھیں۔ **فَيُضِلُّ اللَّهُ سُبُلَ الْغَايِبِ** کے پیغمبر بیان کرتے ہیں لیکن ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں جن کے دلوں میں انابت ہو ضدی اور معاند لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

فتح الرحمن و۱ یعنی بشبهات ثابت میکنند که کج است ۱۲۔

۱۷۔ یہ تخصیص بعد تمہیم ہے اور یہ بھی ابتداء سورت ہی سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو وقائع اہم ماضیہ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلانے اور کہا اگر تم شکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ دے گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو عذاب دے گا۔ اسی طرح آپ بھی اپنی قوم کو وقائع اہم

ماضیہ یاد دلانے لگے۔ ۱۷۔

یہ اصل میں تھا واذکر بیان موسیٰ

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ الْيَوْمَ إِنِّي أَخْبِرُكُمْ

علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے

وقائع بیان کئے اور انہیں اللہ

تعالیٰ کے انعامات یاد دلانے آپ

بھی اسی طرح بیان فرمائیں۔

وَإِذْ تَأْتِيَنِي الْغَمَّةُ فَلَأِثْمُ الْعِظَامِ

پر معطوف ہے اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا مقولہ ہے۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يَهَيِّئْ لِي سُبُلَ مَخْرَجٍ

ہیں جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی

قوم کو یاد دلانے۔ ۱۸۔ یہ واقعہ

اوی ہے جو تحریف دنیوی پر مشتمل

ہے۔ یہ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود

اور ان کے بعد کی قوموں کے واقعات

ہیں۔ ان کے پاس اللہ کے پیغمبر توحید

کا پیغام لے کر آئے مگر ان قوموں

نے ان کا انکار کیا، پیغام توحید کو ٹھکرایا

پیغمبروں پر بے جا اعتراضات کئے

اور انہیں مختلف قسم کے طعنوں

سے مطلع کیا۔ آخر یہ قومیں اللہ

تعالیٰ کے عذاب سے تباہ و برباد

کر دی گئیں۔ اقوام ماضیہ کے

واقعات بیان کرنے سے مقصد

موجودہ مشرکین کو عبرت دلانا ہے

تاکہ وہ مؤمن و کافر کے دنیوی انجام

سے عبرت حاصل کر کے راہ راست

پر آجائیں۔ والمقصود منه انه

علیہ الصلوٰۃ والسلام یدکرکم

بأمر القرون الماضیة والامم

الخالیة والمقصود منه حصول

تخصیص

ابراہیم ۱۳

۵۶۳

وما ابری ۱۳

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۳ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ

ہے زبردست حکمت والا اور بھیجا تھا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکھ کر کہ

أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ

نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے کی طرف اور یاد دلا ان کو کہ

بِأَسْمَاءِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۱۴

دن اللہ کے البتہ اس میں نشانیاں ہیں اس کو جو صبر کرے و اللہ شکر گزار

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِذْ كُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر

إِذْ أَنجَلَكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ كَيْسَ مَوْمِنِكُمْ لِسُوءِ

جب چھڑا دیا تم کو فرعون کی قوم سے وہ پہنچاتے تھے تم کو برا

الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ

عذاب اور ذبح کرتے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تمہاری عورتوں کو

وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۱۵ وَإِذْ تَأْتِيَنِي

اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی طرف سے بڑی اور جب سنایا

رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ

تمہارے رب نے اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو اور اگر ناشکری کرو گے

إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۱۶ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّ تَكْفُرًا

تو میرا عذاب البتہ سخت ہے اور کہا موسیٰ نے اگر کفر کرو گے

أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا لَا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ

تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے تو اللہ بے پروا ہے

حَسِيدٌ ۱۷ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُوءُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

سب غویوں والا کیا نہیں پہنچی تم کو خبر ان لوگوں کی جو پہلے تھے تم سے ۱۷

منزل ۳

العبارة بأحوال من تقدم وهذا كما هو (خازن ج ۴ ص ۳۰)

موضع قرآن و کافر تھے تھے کہ اور بولی میں قرآن آتا تو ہم یقین کرتے یہ تو اسی شخص کی بولی ہے شاید آپ کہہ لانا ہو اس کا یہ جواب و یاد دلان اللہ کے یعنی اللہ کے ساتھ جو ہر قوم پر گذرے۔

فتح الرحمن و لینی و قال لینی کہ از جانب او بودند ۱۲۔

۵۹ سَرَدُّوا کی ضمیر مرفوع اور اس کے بعد دونوں مجرور ضمیریں کفار کی طرف عائد ہیں یعنی جب رسول علیہم السلام نے واضح دلائل و براہیں کے ساتھ مسئلہ توحید ان کے سامنے پیش کیا تو یہ مسئلہ چونکہ ان کے آبائی دین کے خلاف تھا اس لئے ان کی طبائع نے اسے قبول نہ کیا اور وہ غصے سے آگ بگولا ہو گئے اور شدتِ غیظ سے اپنی انگلیاں کاٹنے لگے۔ یہ حضرت ابن مسعود سے منقول ہے۔ عن ابی الاحوص عن عبد اللہ فی قوله تعالیٰ قَدْ دُؤاْ اَیْدِیْہُمْ فِیْ اَفْوَاهِہُمْ قَالِ عَصُواْ عَلِیْہَا غِیْظًا (قرطبی ج ۴ ص ۲۵۷) یا سادہ و کا فاعل کفار ہیں اور اَیْدِیْہُمْ کی ضمیر مجرور بھی کفار کے لئے ہے لیکن اَفْوَاهِہُمْ کی ضمیر مجرور رسول کے لئے ہے

قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَشُعُوبَهُۥ ۖ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ

یعنی کفار اپنے ہاتھ رسل علیہم السلام کے مونہوں پر رکھ دیتے تاکہ وہ توحید بیان نہ کریں۔ اِنَّہُمْ وَضَعُوْا اَیْدِیَہُمْ عَلٰی فَوَاحِشِ الرِّسْلِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ مِنْعًا لِّہُمْ مِنَ الْکَلَامِ رُوح ج ۱۳ ص ۱۹۲، ۱۰

مآءے مسئلہ توحید مراد ہے یعنی جس مسئلہ توحید کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ اس کی تبلیغ کے لئے اللہ نے تمہیں بھیجا ہے تم اسے نہیں ملتے۔ مِمَّا تَدْعُوْنَہَا یہاں بھی مآءے مسئلہ توحید مراد ہے من الایمان باللہ والتوحید مدارک ج ۲ ص ۱۹، ۱۱

یہ پیغمبروں کا جواب ہے اور استفہام انکاری ہے، فی اللہ میں مضاف محذوف ہے ای فی توحید اللہ یعنی اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق ہے اس کی توحید میں تو شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں کیونکہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر شاہد ہے۔ استفہام معنہ انکار ای لا شک فی اللہ ای فی توحید کا قالہ قتادۃ قرطبی ج ۹ ص ۳۶۶، ۱۲

اور پھر اللہ تعالیٰ کی شان رحمت دیکھو کہ وہ ہمارے ذریعے تم کو سچے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ تم اسے قبول کر لو اور تمہارے گناہ معاف ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت کے عذاب سے بچالے۔ شہادتہ بعد ان اشیاء الی الدلیل الدال علی تحقق ما ہم فی شک منہ نہ علی عظم کرمہ و رحمۃ تعالیٰ فقیل یدعوکم الخ روح ج ۱۳ ص ۱۹۵، ۱۳

مشرکین نے محض عناد و مکابرہ کے طور پر انبیاء علیہم السلام کو یہ طعن دیا کہ تم تو ہم جیسے بشر ہو تم میں کوئی فضیلت تھی کہ تمہیں نبوت مل گئی۔ تم نے یہ ہمیں اپنے باپ دادا کے معبودوں کی عبادت سے روکنے کا محض ایک بہانہ تراش لیا ہے کہ اللہ نے تم

کو نبوت دی ہے۔ اور اگر واقعی تم اللہ کے پیغمبر ہو اور واقعی اللہ نے تمہیں ان مہبودوں کی عبادت سے روکنے کے لئے بھیجا ہے تو اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے ہم جو بھی معجزہ طلب کریں تمہیں دکھا دو۔ مشرکین کا یہ مطالبہ سراسر عناد اور ضد کی وجہ سے تھا کیونکہ جو بھی پیغمبر اللہ نے بھیجا ہے اس کو زمانہ حال کے مطابق معجزے بھی دئے ہیں مگر منکرین ان معجزوں کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور مزید معجزے لانے کا محض عناد مطالبہ کر دیا۔ وھذا الطلبد کان بعد ان نیا نھم علیہم السلام لھم من الايات الظاہرة والبیات الباہرة ما تحزله الجبال الصماء اقدمھم علیہ العناد والکابرۃ درجہ ۱۳ ص ۱۷۱، عَمَّا ہیں ماموصولہ سے معبودان باطلہ مراویں۔ ﷺ انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے مذکورہ بالا طعن کے جواب میں فرمایا اس میں شک نہیں کہ ہم بشر ہیں فتح الرحمن ۱۷ یعنی عدد و صفات ایشان را ۱۲ و ۱۷ یعنی از نہایت تعجب و انکار انکشت بدن ان گزیدہ بند ۱۲۔

اور بشریت اور لوازم بشریت میں تمہاری مانند ہیں مگر بشریت رسالت و نبوت کے منافی نہیں ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس بشر کو چاہے رسالت و نبوت کے شرف سے سرفراز فرمادے۔ رسالت و نبوت محض ایک دہی عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمادیا ہے باقی رہا معجزہ دکھانے کا مطالبہ تو یہ ہم پورا کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ معجزہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر ہم کوئی معجزہ نہیں لاسکتے۔ وَاَمَعْنِي اَنْ لَا تَيَّانَ بِالْاَيَةِ الَّتِي قَدْ اَقْرَحَوْهَا لَيْسَ الْبَيِّنَاتُ وَلَا فِي اسْتِطَاعَتِنَا وَاِنَّمَا هُوَ اَمْرٌ يَتَعَلَقُ بِمُشِيدَةِ اللَّهِ تَعَالَى

ردارک ج ۲ ص ۱۶۸ ۱۷۵ اللہ کے پیغمبروں نے

منکرین کے جواب میں مزید فرمایا کہ تمہاری عداوت و ضد کے مقابلہ میں ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صبر و استقامت عطا فرمائے۔ اور ہم اللہ پر کیوں بھروسہ نہ کریں اور اس کے سوا اوروں کو کیوں پکاریں حالانکہ اسی نے ہم سب کو ہدایت کی توفیق دی اور صراطِ مستقیم (توحید) کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی۔ اور ضد و غلا سے بے جا معجزات طلب کر کے تم ہمیں جو ایذا دے رہے ہو اس پر ہم اللہ کی توفیق سے صبر کریں گے۔

اور تمہارے ان ہتھکنڈوں سے ہمارے پائے ثبات میں تزلزل نہیں آئے گا اور ہم توحید کی تبلیغ و اشاعت کا کام ہرگز ترک نہیں کریں گے وَاَلَمْ نَقُلْ لَّكَ اَلَمْ تَوْكَلُوْنَ دُنْيَا میں بھروسہ اور اعتماد تو کل کی لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اس لئے سب کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے اور حاجات و مشکلات میں صرف اسی ہی کو پکارنا چاہئے۔ وَهَلْ كُنَّا اَنْ لَا نَقُولَ كُلُّ عَلٰی اللَّهِ یہ توحید کا خلاصہ ہے اور اتم عظم ہے۔ ۱۷۵ حضرت

انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے سامنے دعوتِ توحید پیش کی مگر انہوں نے اس کی طرف توجہ نہ دی اور اسے نہ مانا اور اٹھ معاندانہ سوالات کرنے لگے

جب ان کے سوالات کے معقول اور متین جوابات دے دیئے گئے تو لا جواب ہو کر اور اپنی خفت مٹانے کے لئے تشدد دہا کر آئے جیسا کہ باطل پرست دنیا داروں کا دستور ہے کہ وہ ہر جائز و ناجائز حربے سے حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ ممتد دین کفار نے

انبیاء علیہم السلام کو دھمکی دی اور کہا تم ہمارے دین میں آجاؤ اور ہماری طرح تم بھی ہمارے معبودوں کی عبادت کیا کرو اور انہیں حاجات میں پکارا کرو اور ہماری ہاں میں ہاں ملاؤ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو ہم تمہیں اپنے

گلوں سے نکال دیں گے اور تمہیں شہر بدر کر دیں گے۔ ۱۷۵ تو اللہ تعالیٰ نے رسل علیہم السلام کی طرف وحی کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ فکر مت کرو میں ان ظالموں کو ضرور ہلاک کروں گا جو تمہیں ہر طریقہ سے ایذا میں دیتے ہیں اور ان کی زمینوں کا تم کو مالک بناؤں گا۔ کیونکہ ہمارا دستور یہ ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر لوگوں پر اپنی حجت تام کرتے ہیں جب لوگ توحید کو نہ ماننے پر اصرار کریں اور ہمارے پیغمبروں کو ایذا پہنچانا بند نہ کریں تو ہم ان کو عذاب سے نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ

فرمایا وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا وَّ دُنْيَا میں ان لوگوں کو آباد کیا جائے گا جو قیامت کے حساب اور عذاب سے ڈر کر مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ ۱۷۹ اس کا فاعل رسل علیہم السلام ہیں یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان آخری

موضع قرآن و یعنی سند دیکھ سے ایمان نہیں آتا اللہ کے دین سے آتا ہے۔

موضع قرآن و یعنی سند دیکھ سے ایمان نہیں آتا اللہ کے دین سے آتا ہے۔

موضع قرآن و یعنی سند دیکھ سے ایمان نہیں آتا اللہ کے دین سے آتا ہے۔

ابراہیم ۱۳

۵۶۵

وَمَا اَبْرٰی ۱۳

مِنْ عِبَادَةٍ وَمَا كَانَ لَنَا اَنْ نَّاتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا

پہر چاہے اور ہمارا کام نہیں کہ لے آئیں تمہارے پاس سند مگر

بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلٰی اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۱۱ وَمَا

اللہ کے حکم سے اور اللہ پر بھروسہ چاہئے ایمان والوں کو اور ہم

لَنَا اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلٰی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا وَ

کو کیا ہوا کہ ہم بھروسہ نہ کریں اللہ پر ۱۲ اور وہ سمجھا چکا ہم کو ہماری راہیں اور

لَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَا اٰذٰیْتُمْوْنَا وَعَلٰی اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

ہم صبر کریں گے ایذا پر جو تم ہم کو دیتے ہو اور اللہ پر بھروسہ چاہئے

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۱۳ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا لِلرُّسُلِ هِمُ

بھروسے والوں کو اور کہا ۱۴ کافروں نے اپنے رسولوں کو

لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَا اَوْ كَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا

ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں

فَاَوْحٰی اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِیْنَ ۱۵ وَلَنُسَكِّنَنَّكُمْ

تب حکم بھیجا ان کو ان کے رب نے ۱۵ ہم غارت کریں گے ان ظالموں کو اور آباد کر دیں گے تم کو

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ

اس زمین میں ان کے پیچھے یہ ملتا ہے اس کو جو ڈرتا ہے کھڑے ہونے سے میرے سامنے اور

خَافَ وَعِیْدٌ ۱۶ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ

ڈرتا ہے میرے عذاب کے وعدہ سے اور فیصلہ مانگنے لگے پیغمبر اور نامراد ہوا ہر ایک سرکش ۱۷

عَنِیْدٌ ۱۷ مِّنْ وَّرَآیَہِ جَهَنَّمُ وَّیُسْقٰی مِنْ مَّاءٍ

ہندی ۱۸ پیچھے اس کے تہہ دوزخ ہے اور پلائیں گے ان کو پانی

صَدِیْدٌ ۱۹ یَّتَجَرَّعُهُ وَلَا یَکَادُ یُسْبِغُہُ وَیَاْتِیْہِ

پہیپ کا گھونٹ گھونٹ پلتا ہے اس کو اور گلے سے نہیں اتار سکتا اور جلی آتی ہے اس پر

مَنْزِل ۳

۲۱۳

۱۷۵ حضرت

۱۷۹ اس کا فاعل

فیصلہ فرمادے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ يَا اس کافاعل مشرکین ہیں۔ مشرکین نے بھی اپنے دین کو حق سمجھ کر پیغمبروں سے کہا تھا اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ تاکہ ہمارے تمہارے درمیان آخری فیصلہ ہو جائے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہو کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں ہلاک کر دے قال الرسول انہم کذبونی فافتح بینی و بینہم فتحا و قالت الامم ان کان ہوا لاء صادقین فعد بنا وعن ابن عباس ایضا نظیرہ اسْتَبْنَا بَعْدَ اَبِی اللّٰہِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (قرطبی ج ۳ ص ۳۷۹) اور جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو ہر معاند و سرکش نہایت ذلیل ہوا اور ماننے والے ذلت و رسوائی سے محفوظ رہے۔

دعا ابری ۳ ۵۶۶ ابراہیم

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَرَائِهِ

موت ہر طرف سے اور وہ نہیں مرتا اور اس کے پیچھے

عَذَابٌ غَلِيظٌ ۱۷ مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِبرہیم اَعْمَالُہم

عذاب ہے سخت حال ان لوگوں کا ایسا جو منکر ہوئے اپنے رب کے ایسے عمل ہیں

كَرَّمَا دَرِیْشْتَدَتْ بِهٖ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ ۱۸

جیسے وہ راکھ کہ زور کی چلے اس پر ہوا آندھی کے دن

یَقْدِرُونَ فَمَا كَسَبُوا عَلٰی شَیْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الصَّلٰلُ

ان کے ہاتھ میں نہ ہوگا اپنی کمائی میں سے یہی ہے بہت کم دور

الْبَعِیْدُ ۱۹ لَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

جا پڑنا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین

بِالْحَقِّ اَنْ یُّشَآیْذَہُ بِکُمْ وِیَآتٍ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ۱۹

جیسی چاہے اگر چاہے کو لے جائے اور لائے کوئی پیدائش نئی

وَمَا ذٰلِكَ عَلٰی اللّٰہِ یَعْرِیْرٌ ۲۰ وَبَرِّزُوا لِلّٰہِ جَمِیْعًا

اور یہ اللہ کو کچھ مشکل نہیں اور سامنے کھڑے ہونے کے سارے

فَقَالَ الضّعْفُو الذِّیْنَ اسْتَكْبَرُوا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا

پھر کہیں گے کمزور بڑائی والوں کو ہم تو تمہارے تابع تھے

فَہَلْ اَنْتُمْ مُّغْنَوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ۲۱

سو بچاؤ گے ہم کو اللہ کے کسی عذاب سے کچھ

قَالُوْا لَوْ هَدٰنَا اللّٰہُ لَهَدٰی نَکْمٌ سَوَآءٌ عَلٰی نَا

وہ کہیں گے اگر ہدایت کرتا ہم کو اللہ تو اللہ ہم کو ہدایت کرتے اسد برابر ہے ہمارے حق

اَجْزَعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ۲۱ وَقَالَ

میں ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہم کو نہیں خلاصی اور بولا

منزل ۳

۵۲۳ تیسری بار وقائع کا ذکر۔ یہ تحریف دنیوی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اور مخلوق پیدا کرے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تمام کام یکساں ہیں اس کی قدرت لامحدود کے سامنے آسان اور مشکل کی کوئی تقسیم نہیں یعنی ان الاشیاء قسمہ فی القدرۃ لا یصعب علی اللہ شئ وان جل وعظمہ و معالم ج ۳ ص ۳۸۴۔ ۵۲۴ وقائع کا چوتھی بار ذکر۔ یہ تحریف اخروی ہے۔ اس میں قیامت کا ایک ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ میدان حشر میں جب مشرک راہنما اور ان کے پیرو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور سب کو اپنا انجام سامنے نظر آ رہا ہوگا کہ ابھی جہنم کے المناک عذاب میں داخل کئے جائیں گے اس وقت کمزور لوگ یعنی وہ عوام جو فتح الرحمن ملت یعنی اسباب موت بیايدش ۱۲ و اعمال ایشان ہمہ ضبط شوند و بدان منتفع نہ گردند ۱۲۔

۵۲۵ یہ وقائع اخرویہ میں سے ہے یعنی دنیا میں ہلاکت

اور ذلت و رسوائی کے علاوہ آخرت میں ان کے لئے جہنم

کا عذاب ہے جہاں انہیں نہایت ہی غلیظ اور متعفن

پانی پینے کو دیا جائے گا جسے گلے سے نیچے اتارنا بھی مشکل

ہوگا۔ وَیَا تَبٰیہُ الْمَوْتُ موت سے اسباب موت

یعنی گونا گون عذاب مراد ہیں یعنی جہنم میں ہر طرف سے

عذاب ہی عذاب ہوگا اور ہر عذاب ایسا شدید اور

المناک ہوگا کہ انسان کی موت واقع ہو جائے مگر کفار

جہنم میں اس عذاب سے مرے گئے نہیں بلکہ ہمیشہ زندہ

رہیں گے تاکہ ہمیشہ عذاب الیم کا مزہ چکھتے رہیں۔ ای

اسباب الموت من کل جہۃ و هذا انقطاع

لہا یصیبہ من الالام ای لوکان شمة

الموت لکان کل واحد منہا مہلکا مدارک

ج ۲ ص ۱۹۸۔ ۵۲۶ یہ مشرکین نیک اعمال کی مثال ہے

ان کی نیکیاں رائیگاں اور محض باطل ہیں آخرت میں کچھ

بھی کام نہ آئیں گی کیونکہ مشرک تمام اعمال کو باطل کر دیتا

ہے جیسا کہ راکھ پڑی ہو اور اوپر سے ہوا کا تیز و تند

طوفان آجائے تو وہ تمام راکھ کو اڑائے جائیگا اور

کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔ طوفان شرک کے سامنے

مشرکین کے اعمال صالحہ کبھی حال ہے۔ اسرا د

بالاعمال الاعمال التي عملوها فی الدنیا واللہ کو

فیہا غیر اللہ فانہا لا تنفعہم لانہا صارت

کالوہاد الذی ذرقہ الریح وصارہباء لا ینفعہ بہ الخ

دخازن ج ۳ ص ۳۸۴۔ ۵۲۷ دوسری عقلی دلیل برائے

توحید۔ بِالْحَقِّ میں بار معنی لام ہے اور مجرور مضاف

محذوف ہے اور حق سے توحید مراد ہے۔ ای

لاظہار الحق یا بار اپنے اصل پر ہے اور ملا بست

کے لئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو ایسی

حکمت بالغہ سے پیدا فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ

کی قدرت کاملہ اور اس کی توحید پر کھلی دلیل اور واضح برہان کا کام دے رہی ہے۔

۵۲۸ تیسری بار وقائع کا ذکر۔ یہ تحریف دنیوی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو

تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اور مخلوق پیدا کرے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تمام کام یکساں ہیں اس کی قدرت لامحدود کے

سامنے آسان اور مشکل کی کوئی تقسیم نہیں یعنی ان الاشیاء قسمہ فی القدرۃ لا یصعب علی اللہ شئ وان جل وعظمہ و معالم ج ۳ ص ۳۸۴۔ ۵۲۹

وقائع کا چوتھی بار ذکر۔ یہ تحریف اخروی ہے۔ اس میں قیامت کا ایک ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ میدان حشر میں جب مشرک راہنما اور ان کے پیرو اللہ تعالیٰ

کے سامنے حاضر ہوں گے اور سب کو اپنا انجام سامنے نظر آ رہا ہوگا کہ ابھی جہنم کے المناک عذاب میں داخل کئے جائیں گے اس وقت کمزور لوگ یعنی وہ عوام جو

فتح الرحمن ملت یعنی اسباب موت بیايدش ۱۲ و اعمال ایشان ہمہ ضبط شوند و بدان منتفع نہ گردند ۱۲۔

دنیا میں مشرک پیشواؤں کے بہکانے سے اور اہل اقتدار مشرکوں کے ڈر سے شرک میں مبتلا ہے میدانِ حشر میں وہ اپنے پیشواؤں اور لیڈروں سے ہمیں گے کہ تم تمہارے پیچھے چل کر گمراہ ہوئے اور تم نے ہمیں کئی سبز باغ دکھا کر شرک کی راہ پر ڈالا اور اللہ کے پیغمبروں کو ماننے اور ان کی تبلیغ سننے سے روکا تو کیا آج تم ہمارے کسی کام آ سکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا کچھ ہی عذاب ہم سے روک سکتے ہو؟ قُلْ الْوَهْدَانَا اللَّهُ الْمَشْرِكُ رُوسا اور پیشوا جواب دیں گے کہ ہم تو خود گمراہ تھے اس لئے تمہیں بھی غلط راستے پر ڈال دیا اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں ایمان و توحید قبول کرنے کی توفیق دیدیتا تو ہم تمہیں بھی راہِ راست پر چلنے کی تلقین کرتے اس لئے ہمارے اور تمہارے لئے سوائے صبر کرنے کے کچھ نہیں۔ عذاب الہی پر گھبراہٹ اور بے صبری ظاہر کریں یا صبر کے ساتھ اسے برداشت کریں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، بہر حال عذاب سے ہمیں چھٹکارا نہیں۔ اَلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا وَهَذَا یٰۤاُولَیِّیْہِ السُّلٰطٰہِ قومی رہنما جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی باتیں سننے اور اللہ کی توحید کو ماننے سے استکبار کیا اور غرور و تکبر کے ساتھ حق سے اعراض کیا اور اپنے ماتحتوں اور زیر دستوں کو ایمان و توحید سے روکا استکبر و اعن عبادۃ اللہ وحدۃ لا شریک لہ وعن موافقۃ السُّلٰطٰہِ (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۲۵) وہم السَّادۃ والرُّسَّاء الذین استخودہم وصدوہم عن الاستماع الی الانبیاء علیہم السلام واتباعہم ودارک ج ۹ ص ۱۹۹) حاصل یہ کہ دنیا میں جن برے لوگوں کو اپنا راہنما بنایا آخرت میں ان کی پیروی کسی کام نہ آئی۔ ۵۵

کفار و مشرکین جب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو سب ابلیس پر لعن طعن کرنے لگیں گے۔ اس وقت ابلیس سب کو جواب دے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم سب سے ایک سچا وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم میرے پیغمبروں کی پیروی کرو گے اور میری توحید کو مانو گے تو میں تمہیں آخرت میں لازوال نعمتوں سے سرفراز کروں گا اور ایک جھوٹا سا وعدہ میں نے بھی تم سے کیا تھا کہ زندگی بس یہی ہے اس کے بعد کوئی زندگی اور حساب کتاب نہیں اور اگر ہو ابھی تو یہ تمہارے معبودانِ باطلہ سفارش کر کے تمہیں چھڑالیں گے (روح) مگر تم نے اللہ کے سچے وعدے پر اعتماد نہ کیا اور میری جھوٹی بات مان لی حالانکہ میں نے تم پر کوئی جبر و تشدد بھی نہیں کیا تھا اور اپنی جھوٹی بات پر میرے پاس کوئی دلیل و حجت بھی نہ تھی بس ایک زبانی بات تھی جسے تم نے

ماتحتوں کی طرف سے

میرے پیغمبروں کی طرف سے

الشَّيْطٰنُ لَمَّا قَضٰی اَمْرًا نَّالِہُ وَعَدَکُمْ وَعَدَ الْحَقُّ

شیطان ۵۵ جب فیصل ہو چکا کہ سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا استجاد وعدہ

وَعَدْتُکُمْ فَاخْلَفْتُکُمْ وَمَا کَانَ لِيْ عَلَیْکُمْ مِّنْ

اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ

سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاَسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُمُوْنِیْ

حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو پھر تم نے مان لیا میری بات کو سوالِ الزام نہ دو مجھ کو

وَلَوْ مَّوَا اَنْفُسَکُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخَکُمْ وَمَا اَنْتُمْ

اور الترام دو اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں نہ تم

بِمُصْرِخِیْ اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَا اَشْرَکْتُمْ مِّنْ قَبْلُ

میری فریاد کو پہنچوں میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شرک بنا یا تھا اس سے پہلے

اِنَّ الظَّالِمِیْنَ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۵۶ وَاَدْخَلَ الَّذِیْنَ

البتہ جو ظالم ہیں ان کے لئے ہے عذاب دردناک اور داخل کئے گئے جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ یَّجْرٰوْنَ مِنْ تَحْتِہَا

ایمان لائے تھے اور کام کئے تھے نیک ۵۶ باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں

اَلْاَنْهٰرُ یَّجْرِیْنَ فِیْہَا بِاِذْنِ رَبِّہُمْ ط تَحِیَّتُہُمْ فِیْہَا

نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اپنے رب کے حکم سے ان کی ملاقات ہے وہاں

سَلٰمٌ ۝۵۷ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً

سَلٰمٌ ۝۵۷ تو نے نہ دیکھا کہ کبھی ۵۷ بیان کی اللہ نے ایک مثال بات

طَیْبَۃً کَشَجَرَةٍ طَیْبَۃً اَصْلُہَا ثَابِتٌ وَفَرْعُہَا

سستی جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور پہنچے ہیں

فِی السَّمَآءِ ۝۵۸ تُوْنِیْ اُکْلِہَا کُلَّ حَیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّہَا ط

آسمان میں لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت پر اپنے رب کے حکم سے

جھٹ سے مان لیا اس لئے اب مجھے لعن طعن نہ کرو اور نہ مجھ پر الزام دھرو بلکہ اپنی جانوں کو محرم ٹھہراؤ اور اپنے کو ملامت کرو کہ تم نے سوچے سمجھے بغیر میری باتوں کو کیوں مان لیا۔ آج نہ میں تمہاری فریاد سنی کر سکتا ہوں اور نہ تم ہی مجھے اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہو۔ اِنِّیْ کَفَرْتُ لَیْطَ لَیْطَ اَشْرَکْتُمْ مِّنْ قَبْلُ (روح و مدارک) یعنی دنیا میں جو تم مجھے اعمال و افعال میں اللہ کا شرک بناتے رہے ہو اور میرے اغواء و مصلال سے شرک کرتے رہے ہو آج مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں اس سے بری ہوں و معنی کفرہ بآشرک کہ یہ تیرا وہ استنکار ہے کہ مدارک ج ۲ ص ۵۲۵۔ یہ ایمان والوں اور اعمال خیر موصح قرآن و شیطان کا زور نہیں انسان پر مگر مشورت و تامل سے وہ مان لینی اپنا گناہ ہے۔ ۵۷ دنیا میں سلام دے لے سلا مانی و بان سلام کہنا مبارک باد ہے سلا مانی ہے۔

فتح الرحمن ص ۱۱ یعنی وقتیکہ بہشتیان بہ بہشت در آیند و دوزخیان بدوزخ ۱۲۔

بجالاتیوں کے لئے بشارت آخری ہے پہلے روسا مشرکین، داعیان شرک، ان کے پیروؤں، ابلیس اور اس کے متبعین کا المناک انجام بیان کیا گیا یہاں اہل توحید کا نیک انجام بتایا گیا کہ آخرت میں ان کا ابدی اور دائمی ٹھکانا جنت میں ہوگا اور وہ ہر قسم کے سکون میں ہوں گے اور تمام آفات و بلیات سے محفوظ ہوں گے اور فرشتوں کی طرف سے انہیں سلام کا تحفہ ملے گا۔ ۷۷ یہ توحید پر پہلی دلیل نقلی ہے اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام و جملہ مؤمنین کلمہ طیبہ سے مراد توحید اور کلمہ خبیثہ سے مراد شرک ہے۔ توحید ایک ایسے درخت کی مانند ہے جو نہایت مضبوط ہے جس کی جڑیں بھی محکم اور اس کی ٹہنیاں بھی پائیدار اور دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور اپنے اپنے وقت میں لوگ اس کے پھل سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح توحید بھی محکم ہے جو تمام ادیان سابقہ میں محکم رہی ہے اور تمام انبیاء سابقین اپنے اپنے وقت میں توحید کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اور ماننے والے اس سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ اور شرک ایک ایسے کمزور درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں بالکل ناپائیدار ہوں اور ایک معمولی سا جھٹکا بھی اسے اکھاڑ پھینکے اور اس کے لئے قرار و ثبات نہ ہو۔ شرک کا ناپائیدار پودا مشرکین نے لگایا جسے اللہ کے پیغمبروں نے اکھاڑ پھینکا۔

وما ابڑی ۱۳ ۵۶۸ ابراہیم ۱۴

وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۱۵

اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ منکر کریں
وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ

اور مثال تمندی بات کی جیسے درخت گندا اکھاڑ لیا

مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهُمَا مِنْ قَرَارٍ ۱۶ يُثَبِّتُ

زمین کے اوپر سے کچھ نہیں اس کو بٹھراؤ فل فل مضبوط کرتا ہے

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اللہ ایمان والوں کو اللہ مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں

وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ

اور آخرت میں اور بھلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے اللہ

مَا يَشَاءُ ۱۷ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ

جو چاہے فل فل تو نے نہ دیکھا ان کو جنہوں نے بدلہ کیا اللہ کے احسان کا

كُفْرًا وَآخَلَوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۱۸ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا

ناشکری سے اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے دہل ہوئے ایمان

وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۱۹ وَجَعَلُوا لِلَّهِ أَدْدًا أَلْيَضَلُّوا

اور وہ بُرا ٹھکانا ہے فل اور بٹھرا لئے اللہ کے لئے لٹہ مقابل کہہ کائیں لوگوں کو

عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِن مَصِيرَكُمْ إِلَى

اس کی راہ سے تو کہہ مزاا الو پھر تم کو لوٹنا ہے طرف

النَّارِ ۲۰ قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ

آگ کے کہہ دے میرے بندوں کو اللہ جو ایمان لائے ہیں قائم رکھیں نماز

وَيُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

منزل ۳

مشرکین کی طرف سے

مشرکین کی طرف سے

مشرکین کی طرف سے

مشرکین کی طرف سے

فرماتا اور آخرت میں ان کو عذاب شدید میں مبتلا کرتا ہے (وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ) ای عن حجتہم فی قبورہم کما ضلّوا فی دنیا بکفرہم موضح قرآن و مسلمانوں کا دعویٰ درست جس کی دلیل صحیح ہے اور دل میں اثر رکھتا ہے اور روزہ و زچہ مٹتا ہے۔ اور کافروں کا دعویٰ جبر نہیں رکھتا تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگے اور دل میں اس سے کچھ نور نہیں۔ فل قبر میں جو کوئی مضبوط بات کہے گا ٹھکانا نیک پائے گا اور جو کجی بات کہے گا خراب ہوگا فل کے کے سردار مراد ہیں کہ غیبیوں کو گمراہ کیا۔

فتح الرحمن فل مترجم گوید یعنی شریعت حق و ملکوت ثابت است و در دنیا ہر روز سے روایتی تازہ می یابد و مردمان منتفع شوند و ملت جاہلیت و ملکوت استقرار ندارد یکچند در میان مردم شائع شود باز بر ہم کردہ آید واللہ اعلم فل یعنی وقت مرگ توفیق شہادت میدہد و وقت سوال منکر و نیکو قبول حق گویا میسازد فل مترجم گوید یعنی ناسپاسی کردند بشومی آن نعمت مفقود شد پس گویا نعمت دادند و کفر خریدند واللہ اعلم ۱۲۔

فلا يلقنهم كلمة الحق فاذا استلوا في قبورهم قالوا لا ندري الخ (قرطبی ج ۹ ص ۳۶۹) وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ (وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ) عن تشبیت بعض اضلال بعض الخیرین حسبما توجه مشیتہ ہے اور معاندین کو ہدایت سے محروم کر کے گمراہی کی دلال میں دھکیل دیتا ہے۔ (وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ) ۲۹ پانچویں بار وقائع کا ذکر ہے۔ یہ تحریف آخر وی ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت توحید اور دیگر بے شمار مادی انعامات کی ناشکری کی، خود شرک کیا اور اپنی قوموں کو شرک کی ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اس طرح اپنی قوموں کو جہنم کا ایندھن بنایا۔ الَّذِينَ بَدَّلُوا مِنْ قُلُوبِهِمْ أَشُدَّ لَكُمْ (۲۹) گزشتہ کے کفار و مشرکین اور ان کے پیشوا مراد ہیں اس صورت میں اَلْكَافِر سے رویت قلبی مراد ہوگی اور اگر اس سے کفار مکہ مراد ہوں جیسا کہ حضرت علی اور ابن عباس سے منقول ہے تو رویت سے رویت بصری مراد ہوگی والمراد مشرک کو اقربیش وان الایة نزلت فیہم عن ابن عباس وعلی وقرطبی ج ۹ ص ۳۶۹ مشرکین مکہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی مادی آسائش مہیا فرمائی اور بخت محمدی کا ان کو شرف عطا فرمایا مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ناشکری اور کفر و عصیان سے مقابلہ کیا۔ اسکنہم اللہ حرملہ وجعلہم قوام بدیۃ واکرمہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکفروا نعمة اللہ الخ (مجموعہ ۵ ص ۲۲۲) یہ زجر ہے اور لیقنہم لکلام میں عاقبت کا ہے اور یہ وَاَحْلَوْا پر معطوف ہے۔ انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک بنائے جنکو اللہ کے سوا عبادت اور پکار کا مستحق سمجھا۔ اچھا چند روزہ دنیوی زندگی سے فائدہ اٹھا لو آخر تمہارا ٹھکانا جہنم ہے آخرت میں تمہارے یہ خود ساختہ معبود تمہیں جہنم سے ہرگز نہیں چھڑا سکیں گے۔ ۱۳ دفع عذاب کے لئے دو باتوں کا حکم فرمایا کہ اب وقت ہے شرک سے بچ جاؤ اور اللہ کے بندوں پر پوشیدہ اور علانیہ طور پر احسان کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ جاؤ گے۔ نماز بھی چونکہ خلاصی مصائب کا ایک ذریعہ اور امر مصلح ہے اس لئے اس کا بھی ذکر کیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وَاسْتَعِينُوا بِالْقَدْرِ وَالصَّلَاةِ (بقرة) یقیموا اصل میں صیغہ امر غائب ہے لام امر محذوف ہے اصل میں لِيُقِيمُوا مَحْضًا بقریۃ قل کیونکہ پہلے امر کے قرینہ سے دوسرے امر سے حذف لام جائز ہے کما فی الرضی امام کسائی اور

یہ توحید تیسری عقلی دلیل ہے

ابراہیم ۱۲

۵۶۹

وما ابرئ

اَنْ يَّاتِي يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلَالٌ ۝۲۱ اللّٰهُ الَّذِي

کہ آئے وہ دن جس میں نہ سودا ہے نہ دوستی و اللہ وہ ہے جس

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

نے بنائے آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے

مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الشَّجَرٰتِ رِشْقًا لَّكُمْ ۝۲۲ وَ

پانی پھر اس سے نکالی روزی تمہارے میوے اور

سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِہٖ ۝۲۳ وَ

رکھنے میں تمہاری کشتی کو کہ چلے دریا میں اس کے حکم سے اور

سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهَارَ ۝۲۴ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ

کام میں لگایا تمہارے ندیوں کو اور کام میں لگا دیا تمہارے سورج اور

الْقَمَرَ دَآیِبَیْنٍ ۝۲۵ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَيْلَ وَالنَّهَارَ ۝۲۶

چاند کو ایک دستور پر برابر اور کام میں لگا دیا تمہارے رات اور دن کو

وَاَنْتُمْ مِّنْ كُلِّ مَآسَا لَتَمُوْہُ ۝۲۷ وَاِنْ تَعْدُوْا

اور دیا تم کو ہر قسم میں سے جو تم نے مانگی اور اگر جھٹلو

نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تَحْصُوْہَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ ۝۲۸

احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو بے شک آدمی بڑا بے انصاف ہے

كَفَّارٌ ۝۲۹ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا

ناشکر اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کر دے ۳۹ اس

اَلْبُکْدَ اٰمِنًا وَاَجْعَلْنِیْ وَبَنِیْ اَنْ تَعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝۳۰

شہر کو امن والا اور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو وہ اس بات سے کہ ہم پوجیں توں کو

رَبِّ اِنَّہُمْ اَضَلُّنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۝۳۱ فَمَنْ

اے رب انہوں نے گمراہ کیا ۳۱ بہت لوگوں کو سو جس

منزل ۳

زجاج نے بھی لام امر کو مقدر مانا ہے۔ ذہب الکسائی والزجاج وجماعة الى انه مفعول ليقول وهو مجزوم بلا امر مقدرة ای ليقوموا وينفقوا الخ (روح ج ۱ ص ۲۲۲)۔ یہ توحید تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل تفصیلی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام عالم کا خالق ہے عالم علوی و آسمان، سورج، چاند، عالم سفلی زمین، دریا، سمندر، حجر و شجر، بحر و بر، اور فضا آسمانی میں جو کچھ ہے بادل بارش وغیرہ سب پر اللہ تعالیٰ کا قبضہ ہے اور ساری کائنات اس کے اختیار و تصرف میں اور اس کی مطیع فرمان ہے۔ زمین و آسمان کو اس نے پیدا کیا، بارش وہ برساتا اور پھل بھی وہی پیدا کرتا ہی سمندروں کو وضع قرآن و یعنی نیک عمل بکنے نہیں اور دوستی سے کوئی رعایت نہیں کرتا۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی پسران بے واسطہ ص ۱۲۔

میں بحری جہاز اس کے حکم سے چلتے ہیں، دریا اور ندیاں اس کے تابع فرمان ہیں۔ سورج چاند اور دن رات ہمارے نفع کے لئے اس کے حکم سے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ تو کیا پھر اللہ کے سوا کوئی اور کار ساز اور مالک و مختار ہے؟ ہرگز نہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے اولیاء اللہ کے متصرف و مختار ہونے پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے تابع کروایا ہے۔ مگر یہ استدلال مراسر باطل ہے اول اس لئے کہ کلمہ میں ضمیر خطاب ہے جو تمام بنی آدم حتیٰ کہ کفار کو بھی شامل ہے۔ دوم اس لئے کہ نسخ سے یہ مراد نہیں کہ سب کچھ ان کے تابع فرمان کر دیا گیا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے حکم سے تمہارے

فائدے کے کاموں میں لگا دیا ہے۔ ۳۳ جو کچھ ہم اللہ سے مانگتے ہیں اور جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے یعنی ہمارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہم جو کچھ بھی مانگیں وہ سب کچھ ہمیں دے دیتا ہے کیونکہ دنیا نہ دنیا اس کے اختیار میں ہے اور اس کا فعل حکمت بالغہ پر مبنی ہے۔ البتہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ سب اللہ ہی کا دیا ہوا ہے اور اتنا ہے کہ ہم اس کو شمار نہیں کر سکتے مگر اس کے باوجود انسان بڑا ناشکر گزار اور احسان فراموش ہے۔

نعمتیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر وہ ان کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے مثلاً بیٹا فلاں پیر نے دیا۔ شفا فلاں بزرگ کی نذر ماننے سے ہوئی اور مصیبت فلاں ولی اللہ کی نیاز دینے سے ملی ہے۔ وغیرہ وغیرہ نیز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر انسان کو اس کے احکام کی اطاعت کی شکل میں ادا کرنا چاہئے تھا مگر وہ سراسر اللہ کا نافرمان ہے۔ ۳۴ وَاذْكُرْ - تَا - یَوْمَ یَقُومُ الْحِشَابُ دوسری نقلی دلیل تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھ کو اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ۔ هَذَا الْبَلَدُ سے مکہ مکرمہ مراد ہے اور اُمتاً نسبت کے لئے ہے ای ذالامن یعنی شہر مکہ کو پُر امن بنا اور اس کے باشندوں کو مال و جان میں سلامتی اور امن عطا فرما وَاجْعَلْ بَيْنِي وَبَيْنَیْ جَعْلٌ اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ یعنی جس طرح ہم پہلے سے توحید اور ملت اسلام پر ہیں اسی طرح ہم کو اس پر قائم اور ثابت قدم رکھ ای ثبُتاً عَلٰی صَاحِبِ نَحْنُ عَلَیْهِ مِنَ التَّوْحِيدِ وَصَلَةُ الْاِسْلَامِ وَالْبَعْدُ عَنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ فَالْاَنْبِیَاءُ مَعْصُومُونَ عَنْ الْكُفْرِ وَعِبَادَةِ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالٰی رُوح ج ۳ ص ۲۳۱

۳۵ اضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت اصنام کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ گمراہی کا سبب ہیں کیونکہ صلحائے عباد کے بتوں کے ساتھ جو مشرکانہ روایتیں وابستہ ہیں ان کی وجہ سے مشرکین کے دلوں میں ان کی پرستش کا جذبہ پایا جاتا ہے اس طرح ان کے بت گمراہی کا سبب بعید ہیں اس لئے مجازاً گمراہی کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ لما كانت سبباً للاضلال ضافاً الفعل لیرهن مجازاً وقرطبی ج ۲ ص ۲۳۱ یا مطلب یہ ہے کہ لوگ ان اصنام کی عبادت کے سبب گمراہی اور فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ وَالْمَعْنٰی اَنَّهُمْ ضَلُّوا بَعْدَهَا كَمَا تَقُولُ فَتَنَیْهِمُ الدِّنْیَا اِی قَسَتْ اَوْجُهًا مَوْضِعُ قُرْآنٍ وَا حضرت ابراہیم کا گھر تھا شام میں ایک حرم سے پیدا ہوئے ایک اسمعیل ان کو ساتھ ماں کے لاکر اُس جنگل میں بٹھا کر چلے گئے جہاں پہچے شہر مکہ بسا اللہ تعالیٰ چننے کے لئے ان کو اس سبب سے وہاں بستی پڑی اور زمین لائق نہ تھی کھیتی کے نہ میوے کے اس کے نزدیک زمین طائف سنوار دی کہ بہتر سے بہتر میوے وہاں ہوں اور شہر مکہ میں نہ ہوں۔ ۱۲ ہم چھاپاویں اور کھولیں ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو ۱۲ منہ رح۔

تَبْعَنِ فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۳۶) رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ خِلَافَ ذِي زُرْعَةٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنْ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ (۳۷) رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ (۳۸) الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ طَارِقٌ بَخْشٌ مَجْهُدٌ كَوْنِي بَرِّي سَمِيعُ الدُّعَاءِ (۳۹) رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ (۴۰)

پیردی کی میری سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو۔ سختی والا
مہربان اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں
کہ جہاں کھیتی نہیں کرتے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم
رکھیں نماز کو ۳۶ بعض لوگوں کے دل کہ مائل ہوں
ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ
شکر کریں ۳۷ اے رب ہمارے تو تو جانتا ہے وہ جو کچھ ہم کرتے ہیں چھپا کر
اور جو کچھ کرتے ہیں دکھا کر اور مخفی نہیں اللہ پر کسی کوئی چھپتا ہے
زمین میں اور نہ آسمان میں ۳۸ شکر ہے اللہ کا جس نے
بخش مجھ کو اتنی بڑی عمر میں ۳۹ اے رب میرے کو کچھ کو قائم رکھوں
نماز اور میری اولاد میں سے بھی اے رب میرے اور قبول کر میری دعا ۴۰

منزل ۳

اس لئے کی گئی کہ وہ گمراہی کا سبب ہیں کیونکہ صلحائے عباد کے بتوں کے ساتھ جو مشرکانہ روایتیں وابستہ ہیں ان کی وجہ سے مشرکین کے دلوں میں ان کی پرستش کا جذبہ پایا جاتا ہے اس طرح ان کے بت گمراہی کا سبب بعید ہیں اس لئے مجازاً گمراہی کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ لما كانت سبباً للاضلال ضافاً الفعل لیرهن مجازاً وقرطبی ج ۲ ص ۲۳۱ یا مطلب یہ ہے کہ لوگ ان اصنام کی عبادت کے سبب گمراہی اور فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ وَالْمَعْنٰی اَنَّهُمْ ضَلُّوا بَعْدَهَا كَمَا تَقُولُ فَتَنَیْهِمُ الدِّنْیَا اِی قَسَتْ اَوْجُهًا مَوْضِعُ قُرْآنٍ وَا حضرت ابراہیم کا گھر تھا شام میں ایک حرم سے پیدا ہوئے ایک اسمعیل ان کو ساتھ ماں کے لاکر اُس جنگل میں بٹھا کر چلے گئے جہاں پہچے شہر مکہ بسا اللہ تعالیٰ چننے کے لئے ان کو اس سبب سے وہاں بستی پڑی اور زمین لائق نہ تھی کھیتی کے نہ میوے کے اس کے نزدیک زمین طائف سنوار دی کہ بہتر سے بہتر میوے وہاں ہوں اور شہر مکہ میں نہ ہوں۔ ۱۲ ہم چھاپاویں اور کھولیں ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو ۱۲ منہ رح۔

واغتر و اسببہا (بحرہ ۵ ص ۳۱) ۳۶ لُیَقِیْمُوْا۔ اس کُنْتُ کے متعلق ہے اور رَبَّنَا کا اعادہ بُد عہد کی وجہ سے ہے۔ یعنی میں نے اپنی اولاد کو یہاں اس لئے آباد کیا ہے تاکہ وہ میرے عزت والے گھر کے پاس نماز قائم کریں اور تیرے گھر کو آباد کریں۔ تہنوی (الکیمہ ای تمیل الیہم اور لوگوں کے دلوں میں ان سے محبت و الفت پیدا کر دے تاکہ وہ بھی یہاں آکر ان کے پاس آباد ہو جائیں۔ اور ان کے ارد گرد بستیاں آباد فرمادے جہاں کے لوگ اہل مکہ کے لئے پھل اور میوے لگائیں۔ واغتر یكون المراد عمارۃ القری بالقری بالقرب منها لتحصیل تلك الثمار منها (کیرجہ ۵ ص ۳۱) ۳۷ یہ اسم اعظم ہے یعنی توسب کچھ جاننے والا ہے۔ اسی طرح ان رَبَّنَا لَسَمِیْعُ اللّٰہ عَآءِی اسم اعظم ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ ۵۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں ہے اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یعنی تو ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ہر پیغمبر جن کلمات سے اپنی دعوت توحید کا اظہار کرتا ہے وہی اسم اعظم ہوتا ہے۔ اس سے کبھی تو مخاطب کو دعوت توحید دینا مقصود ہوتا ہے اور کبھی اپنے علم اور عقیدہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ یہاں دوسرا مقصد پیش نظر ہے وَمَا یَخْفٰ عَلَی اللّٰہ مِنْ شَیْءٍ اَنْ یَّہْدِیْہِ اِلَیْہِ ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام سے متصل ہے۔ ۳۸ تمام صفات کلا سازی اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے رو بیٹے اسمعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ میرے پروردگار! مجھے بھی نماز کا پابند رکھ اور ہر زمانے میں میری اولاد میں ایسے لوگ پیدا کر جو نماز کے پابند ہوں اس سے نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں تقرب الہی کا اعمال میں سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ ۳۹ انبیاء علیہم السلام بارگاہ الہی میں انتہائی تقرب کے باعث اپنی معمولی لغزشوں اور بھول چوک کو بھی گناہ سمجھتے۔ ابراہیم علیہ السلام ایسی ہی معمولی لغزشوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہے ہیں۔ والدین سے آدم و حوا علیہما السلام مراد ہیں اور اگر حقیقی والدین مراد ہوں تو یہ دمار ان کے ایمان سے مایوسی اور نئی ربانی سے قبل کی ہوگی ای آدم و حوا اوقالہ قبل الذہی و البیاس عن ایمان ابویہ (مدارک ج ۲ ص ۲۴) ۴۰ آخر میں پھر وقائع آخریہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس صورت کا اصل موضوع وقائع کا بیان ہی ہے۔ یہ چھٹی بار وقائع کا ذکر ہے۔ پہلے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے تمام اعمال سے باخبر ہے اس کے بعد تحویف آخری بیان کی گئی۔

۳۶ لُیَقِیْمُوْا۔ اس کُنْتُ کے متعلق ہے اور رَبَّنَا کا اعادہ بُد عہد کی وجہ سے ہے۔ یعنی میں نے اپنی اولاد کو یہاں اس لئے آباد کیا ہے تاکہ وہ میرے عزت والے گھر کے پاس نماز قائم کریں اور تیرے گھر کو آباد کریں۔ تہنوی (الکیمہ ای تمیل الیہم اور لوگوں کے دلوں میں ان سے محبت و الفت پیدا کر دے تاکہ وہ بھی یہاں آکر ان کے پاس آباد ہو جائیں۔ اور ان کے ارد گرد بستیاں آباد فرمادے جہاں کے لوگ اہل مکہ کے لئے پھل اور میوے لگائیں۔ واغتر یكون المراد عمارۃ القری بالقری بالقرب منها لتحصیل تلك الثمار منها (کیرجہ ۵ ص ۳۱) ۳۷ یہ اسم اعظم ہے یعنی توسب کچھ جاننے والا ہے۔ اسی طرح ان رَبَّنَا لَسَمِیْعُ اللّٰہ عَآءِی اسم اعظم ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ ۵۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں ہے اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یعنی تو ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ہر پیغمبر جن کلمات سے اپنی دعوت توحید کا اظہار کرتا ہے وہی اسم اعظم ہوتا ہے۔ اس سے کبھی تو مخاطب کو دعوت توحید دینا مقصود ہوتا ہے اور کبھی اپنے علم اور عقیدہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ یہاں دوسرا مقصد پیش نظر ہے وَمَا یَخْفٰ عَلَی اللّٰہ مِنْ شَیْءٍ اَنْ یَّہْدِیْہِ اِلَیْہِ ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام سے متصل ہے۔ ۳۸ تمام صفات کلا سازی اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے رو بیٹے اسمعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ میرے پروردگار! مجھے بھی نماز کا پابند رکھ اور ہر زمانے میں میری اولاد میں ایسے لوگ پیدا کر جو نماز کے پابند ہوں اس سے نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں تقرب الہی کا اعمال میں سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ ۳۹ انبیاء علیہم السلام بارگاہ الہی میں انتہائی تقرب کے باعث اپنی معمولی لغزشوں اور بھول چوک کو بھی گناہ سمجھتے۔ ابراہیم علیہ السلام ایسی ہی معمولی لغزشوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہے ہیں۔ والدین سے آدم و حوا علیہما السلام مراد ہیں اور اگر حقیقی والدین مراد ہوں تو یہ دمار ان کے ایمان سے مایوسی اور نئی ربانی سے قبل کی ہوگی ای آدم و حوا اوقالہ قبل الذہی و البیاس عن ایمان ابویہ (مدارک ج ۲ ص ۲۴) ۴۰ آخر میں پھر وقائع آخریہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس صورت کا اصل موضوع وقائع کا بیان ہی ہے۔ یہ چھٹی بار وقائع کا ذکر ہے۔ پہلے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے تمام اعمال سے باخبر ہے اس کے بعد تحویف آخری بیان کی گئی۔

ابراہیم ۱۳

۵۷۱

وما ابترئ ۱۳

۳۶ لُیَقِیْمُوْا۔ اس کُنْتُ کے متعلق ہے اور رَبَّنَا کا اعادہ بُد عہد کی وجہ سے ہے۔ یعنی میں نے اپنی اولاد کو یہاں اس لئے آباد کیا ہے تاکہ وہ میرے عزت والے گھر کے پاس نماز قائم کریں اور تیرے گھر کو آباد کریں۔ تہنوی (الکیمہ ای تمیل الیہم اور لوگوں کے دلوں میں ان سے محبت و الفت پیدا کر دے تاکہ وہ بھی یہاں آکر ان کے پاس آباد ہو جائیں۔ اور ان کے ارد گرد بستیاں آباد فرمادے جہاں کے لوگ اہل مکہ کے لئے پھل اور میوے لگائیں۔ واغتر یكون المراد عمارۃ القری بالقری بالقرب منها لتحصیل تلك الثمار منها (کیرجہ ۵ ص ۳۱) ۳۷ یہ اسم اعظم ہے یعنی توسب کچھ جاننے والا ہے۔ اسی طرح ان رَبَّنَا لَسَمِیْعُ اللّٰہ عَآءِی اسم اعظم ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ ۵۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں ہے اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یعنی تو ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ہر پیغمبر جن کلمات سے اپنی دعوت توحید کا اظہار کرتا ہے وہی اسم اعظم ہوتا ہے۔ اس سے کبھی تو مخاطب کو دعوت توحید دینا مقصود ہوتا ہے اور کبھی اپنے علم اور عقیدہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ یہاں دوسرا مقصد پیش نظر ہے وَمَا یَخْفٰ عَلَی اللّٰہ مِنْ شَیْءٍ اَنْ یَّہْدِیْہِ اِلَیْہِ ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام سے متصل ہے۔ ۳۸ تمام صفات کلا سازی اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے رو بیٹے اسمعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ میرے پروردگار! مجھے بھی نماز کا پابند رکھ اور ہر زمانے میں میری اولاد میں ایسے لوگ پیدا کر جو نماز کے پابند ہوں اس سے نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں تقرب الہی کا اعمال میں سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ ۳۹ انبیاء علیہم السلام بارگاہ الہی میں انتہائی تقرب کے باعث اپنی معمولی لغزشوں اور بھول چوک کو بھی گناہ سمجھتے۔ ابراہیم علیہ السلام ایسی ہی معمولی لغزشوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہے ہیں۔ والدین سے آدم و حوا علیہما السلام مراد ہیں اور اگر حقیقی والدین مراد ہوں تو یہ دمار ان کے ایمان سے مایوسی اور نئی ربانی سے قبل کی ہوگی ای آدم و حوا اوقالہ قبل الذہی و البیاس عن ایمان ابویہ (مدارک ج ۲ ص ۲۴) ۴۰ آخر میں پھر وقائع آخریہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس صورت کا اصل موضوع وقائع کا بیان ہی ہے۔ یہ چھٹی بار وقائع کا ذکر ہے۔ پہلے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے تمام اعمال سے باخبر ہے اس کے بعد تحویف آخری بیان کی گئی۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُومُ الْحِسَابُ ۳۶

اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو شکہ اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہوگا

وَالْحَسِبْنَ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۳۷ اِنَّمَا

اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے لکھ ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف انکو تو

یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْہِ الْاَبْصَارُ ۳۸ مِمَّنْ طَعِنَ

ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کے لئے کہ پھرا جائیں گی آنکھیں دوڑتے ہوئے

مُقِنِّیْ رُءُوسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْہِمْ طَرْفُہُمْہُمْ وَاَفِیْذِہُمْ

ادھر اٹھائے اپنے سر پھر کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں اور ان کے دل

ہُوَآءُ ۳۹ وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَأْتِیْہِمُ الْعَذَابُ

اڑتے ہوں گے وہ اور ڈرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان پر عذاب

فَیَقُولُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا اَخْرَنا اِلَیْ اَجَلٍ قَرِیْبٍ

تب کہیں گے ظالم اے رب ہمارے مہلت دے ہم کو تھوڑی مدت

تُجِبْ دَعْوَتَکَ وَتَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۴۰ اَوَلَمْ تَكُنُوْا

کہ ہم قبول کر لیں تیرے بلائے کو اور پیروی کر لیں رسولوں کی کیا تم پہلے

اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلِ مَا لَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۴۱ وَسَکُنْتُمْ

قسم نہ کھاتے تھے کہ تم کو نہیں دنیا سے ملنا اور آباد تھے تم

فِیْ مَسٰکِنٍ ۴۲ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَہُمْ وَتَبٰیۡنَ لَکُمْ کَیْفَ

بستیوں میں اپنی لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور کھل چکا تھا تم کو کیا

فَعَلْنَا بِہِمْ وَصَرَّبْنَا لَکُمُ الْاَمْثَالَ ۴۳ وَقَدْ مَكَرُوْا مَکْرَہُمْ

کیا ہم نے ان سے اور تباہی ہم نے تم کو سب فقہ اور بنا کے ہیں اپنا داؤد

وَعِنْدَ اللّٰہِ مَکْرُہُمْ ۴۴ وَاِنْ کَانَ مَکْرُہُمْ لِتَزْوَالِ مِنْہِ

اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤد اور نہ ہو گا ان کا داؤد کہ مل جائیں ان سے

منزل ۳

اِنَّمَا یُؤَخِّرُہُمْ اَلْحَدِیْہِ انہیں اس لئے نہیں بکرتا کہ وہ قادر نہیں یا ان کے اعمال سے واقف نہیں بلکہ گرفت میں تاخیر اس لئے کرتا ہے تاکہ آخرت میں ان کو ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دے۔ تَشْخَصُ لَحْ قِیَامَتِ کے دن ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی فَمُطَوِّعِیْنَ دوڑتے ہوئے بلائے والے کی طرف جارہے ہوں گے مُقِنِّیْ رُءُوسِہُمْ اپنے سروں کو ادھر اٹھائے ہوئے ہوں گے لَا یَرْتَدُّ اِلَیْہِمْ طَرْفُہُمْہُمْ ان کی نگاہیں بھی ادھر ہی کو اٹھی ہوں گی اور وہ اپنی ہلکوں کو نیچے نہیں کر سکیں گے۔ وَاَفِیْذِہُمْ ہُوَآءُ ان کے دلوں پر حیرت و دہشت طاری ہوگی اور فرط خوف و ہیبت کی وجہ سے عقل و فہم سے خالی ہوں گے۔ ۴۵ عذاب سے دیوی عذاب مراد موضح قرآن فلا قیامت کے دن آسمان کے دروازے کھل کر فرشتے لگیں گے اترنے اور لوگوں کو پکڑ کر عذاب کرنے اس ہول سے سب کی آنکھیں اوپر لگ جاویں گی اور نیچے دیکھنے کی فرصت نہ ہوگی ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

وما أبرئ نفسي

یہ آیتیں ہیں کتاب کی ۷۷ اور واضح قرآن کی

کتابخانه جامع عربیہ اسلامیہ

منزل ۳

فتح الرحمن وک یعنی کمر ایشان ضعیف است ۱۲ وک قطران چیزی سیاه بدبوست که آتش در آن زود میگیرد وک یعنی نازل کرده شده است برای تبلیغ ۱۳۔

کے خلاف نہیں کرے گا۔ زمین و آسمان کے بدل جانے سے مراد یہ ہے کہ سمندر خشک ہو جائیں گے، پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کو مہوار کر دیا جائے گا اور آسمان کے تمام ستارے غائب ہو جائیں گے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وحبائہما وادبیہما وشیجرہما ودمایہما وتمدمد الا دیوالعکا وتصیدر مستویۃ لا تری فیہا عوجا ولا امتداد تبدل السموات بذہاب شمسہا وقمرہا ونحوہا (روح ج ۲ ص ۲۵۴)۔ یہ کتب الہیہ معطوف ہے اصفاد، صفت کی جمع ہے یعنی گلے کا طوق اور پاؤں کا زنجیر قیامت کے دن مجرموں کے گلوں میں طوق اور پاؤں میں پٹریاں ہوں گی۔ تتکبرا بیلہم سبکال کی جمع ہے یعنی قمیص۔ قطران ابھل یعنی درخت دیو دار کا عصا یہ ایک آتش گیر مادہ ہے جو آگ کو تیزی سے پکڑ لیتا ہے (روح، مظہری)، یعنی اس قسم کا کوئی آتش گیر مادہ ہو گا جسے جنہیوں کے بدنوں پر لپیپ دیا جائے گا تاکہ اس آتش گیر مادے کو آگ فوراً پکڑ لے اور ان کو زیادہ تکلیف اور اذیت پہنچے اس کے علاوہ اس مادے میں تیزی اور حدت ہوگی جو بدن میں جلن پیدا کرے گا اور اپنی بدبو کی وجہ سے ان کے لئے مزید تکلیف کا باعث ہوگا۔ وهو عصارۃ الابرہل... وهو اسود منتن لیشعل فیہ النار بسرعۃ بطلی بہ جلود اهل النار حتی یكون طلاوة لہم کا لقمیص لیجمع علیہم لیس النار وحشۃ لوندہ وتترکب علیہم النار (مظہری ج ۲ ص ۲۵۴) یا قطرات سے گندہک مراد ہے کیونکہ یہ بھی ایک آتش گیر مادہ ہے جو جلتے وقت بدبو بھی چھوڑتا ہے، لیجزی اللہ الخ اس کا متعلق محذوف ہے ای یفعل بہم ذلک لیجزی الخ (روح)، یہ سب کچھ اس لئے کیا جائے گا تاکہ انہیں ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دی جائے۔ آخر میں سورت کے خلاصہ مضامین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ہذا سے تمام مذکورہ وقائع اور دلائل کی طرف اشارہ ہے۔ وَلَیْسَ ذَٰلِکَ بِالْمَعْطُوفِ عَلَیْہِمْ مَقْدَرٌ ہ ای لیوم صنوا یعنی یہ تمام وقائع اور دلائل اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ لوگ ایمان لے آئیں اور وقائع امم سابقہ سنا کر ان کو ڈرایا جائے اور دلائل کے بیان سے جو مسئلہ یعنی مسئلہ توحید سمجھنا مقصود ہے تاکہ وہ اس کو مان لیں اور ان کو یقین ہو جائے کہ تنہا اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوق کا کارساز اور ساری کائنات میں الیلا وہی متصرف و مختار ہے اور وہی پکارنے کے لائق ہے۔ اور تاکہ عقل و فہم اور ہوش و خرد والے لوگ ان (وقائع و دلائل) میں غور و فکر کریں اور ان میں سے جن کے دلوں میں اخلاص و انابت ہو وہ ان سے نصیحت حاصل کریں اور راہ راست پر آجائیں۔

سورۃ ابراہیم علیہ السلام میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

۱۔ کَتَبْنَا لَکَ الْکِتَابَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی السُّورِ (ع ۱) خصوصیت سورت ہے یعنی ہم نے یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو وقائع امم سابقہ سنا کر کفر و شرک کے اندھیرے سے نکال کر اسلام اور توحید کی روشنی کی طرف لائیں۔

۲۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ لَکَ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) نفی شرک اعتقادی۔

۳۔ قَالَتْ لَہُمْ رُسُلُہُمْ۔ تَا۔ قَلِیْکُمْ کُلُّ الْمُوْسُوْنِ (ع ۲) اثبات بشریت انبیاء علیہم السلام و نفی اختیار و تصرف از ایشان علیہم السلام۔

۴۔ وَمَا لَنَا اَنْ لَا نَتَّوْکَلَّ عَلَی اللّٰهِ اَسْمَ الْعَظْمِ۔

۵۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْحَقِّ (ع ۳) نفی شرک اعتقادی۔

۶۔ اِنْ یَشَآئِذْ ہِیْکُمْ وِیَّاتٍ یَّجْلُوْا حَیْدٍ (ع ۴) ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اور کوئی چیز اس کے اختیار سے باہر نہیں۔

۷۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً۔ تَا۔ لَعَلَّہُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ (ع ۵) توحید کی تمثیل۔

۸۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ تَا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

۹۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰہِیْمُ۔ تَا۔ وَرَاٰ فِی السَّمَآءِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے محفوظ رکھے۔ اور رَبَّنَا اِنَّکَ نَعْلَمُ مَا نَخْفِیْ وَمَا نَعْلَمُ اَسْمَ الْعَظْمِ سے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب والاشہادہ ہونے کا اعلان فرمایا۔

آج بتاریخ ۵/ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۶۶ء بروز اتوار بجے دوپہر سورہ

ابراہیم علیہ السلام کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ الاول و آخر والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہ ابد ابد۔

[illegible]

وَنَبِّئُهُمْ عَنْ صَنِيفِ ابْرَاهِيمَ (۴) یہ نمونہ اول کے لئے تمہید ہے۔ قَالَ قَدْ أَحْطَ بِكُمْ الْخَبْرُ یہ تخریفِ اخروی کا پہلا نمونہ ہے۔ قوم لوط علیہ السلام نے اللہ کے پیغمبر لوط علیہ السلام کو جھٹلایا اور احکامِ خداوندی کی صریح مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بستی کو الٹ دیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش برسائی اور اس طرح دردناک عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا۔

انبیاء و ائمہ کی زندگیوں پر غور کرنے سے ہمیں یہ بات یاد دلانی چاہیے کہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو اللہ کے لئے وقف کر دیا۔ ان کا مقصد صرف اللہ کی رضا اور نجات ہی تھا۔ ان کی زندگیوں میں کبھی بھی دنیاوی مفادات، ممالک یا شہرت کا خیال نہیں آیا۔ ان کی زندگیوں کا ہر لمحہ اللہ کی رضا اور نجات کے حصول کے لئے بسر کیا گیا۔

دوسری عقلی دلیل مختصر۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِإِْحَاقٍ رَمَہِذِینِ وَآسَمَانِ اود ان کے درمیان کی تمام مخلوقات کو ہم نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ مسئلہ توحید کو واضح کریں کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری توحید کا گواہ ہے۔ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ تَخْوِیْفُ الْخَرَوٰی ہئے فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ تسلیہ اول برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَلَقَدْ اٰتٰیْنٰكَ الْخُبْرٰی دوم۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنٰیكَ رَجْمًا تَعْلٰی دوم۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنْحَكَ لِلسُّوءِیْنَ تَسْلٰی سوم۔ وَقُلْ اِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ مجھ سے معجزات لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ معجزات میرے اختیار میں نہیں ہیں میں تو نذیر ہوں میرا کام تبلیغ و انداز ہے۔ آگے مشرکین مکہ سے تحویف دیوی کے دو نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔

نحویف دنیوی کا چونا نمونہ۔ گمّا اَنْزَلْنَا عَلٰی الْمُقَلَّبِ حَیْنِ الْمُتَمِّیْنِ مشرکین کہہ سے کم و بیش بارہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے والوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور آنے والوں سے کہتے (عباد باللہ) اس جادوگر سے بچنا کہیں تمہارا ایمان خراب نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو جنگ بدر میں اور کچھ کو اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔

تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ۔ اِنَّا كَفَيْْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ یہ مشرکین کہ اور صنادید قریش سے چند آدمی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے تمغروا تہزار کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ تِلْكَ الْيَوْمِ بَرَاءَتِ نَبِيِّ اَكْرَمِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سورت کے آخر میں قَسَمْتُ بِمُحَمَّدٍ رَبِّكَ اَنَّهُ مِنْ اَصْلِ مَقْصُودِيَانِ کیا گیا کہ آپ دشمنوں کی پروا نہ کریں ان کے لئے ہم خود کافی ہیں آپ دن رات اللہ تعالیٰ کی شکر سے تسبیح و تقدیس کرتے رہیں، اسی کے سلسلے سجدہ ریز ہوں اور تادم آٹریں اسی کی عبادت اور پکار میں لگے رہیں۔

مختصر خلاصہ | سورہ تجر میں چار امور ذکر کئے گئے ہیں

(۱) دعوائے سورت (۲) دلائل توحید (۳) تخویف دنیوی کے پانچ نمونے اور (۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی۔ دعوائے سورت۔ رَبَّمَا يُوَدُّ الَّذِينَ

كَفَرُوا وَالَّذِينَ ابْتَدَعُوا وقت ہے مان لو ورنہ دوسرے کافروں کی طرح بچتا وگے اس کے بعد وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِ

میں تخویف دنیوی۔ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الْكِتَابُ مَا نُبَالِغُكَ فِي الشَّعَابِ میں جواب شکری اور دلائل توحید۔ دعوای دلیلیں مذکور ہیں ایک

مفصل دوم مختصر۔ دلیل عقلی مفصل وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَاہًا (۱۶) تا۔ مِنْ تَارِ السَّهْوِ (۳۶) اور دلیل عقلی مختصر وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ (۶۴)

تخویف کے نمونے۔ تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔ تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔ امم سابقہ کے تین نمونے یہ ہیں۔ (۱) حال قنما

خطبہ کہ آیا تھا اُمّ السَّیْلَمِ (۲) قوم لوط علیہ السلام کی تباہی کا نمونہ۔ (۳) وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ (۵۴) قوم شعب علیہ السلام کی ہلاکت کا نمونہ۔ (۴) وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُؤْمِنِينَ (۵۶) قوم صالح علیہ السلام کی بربادی کا نمونہ۔ مشرکین مکہ سے دو نمونے یہ ہیں (۱) گمراہی کا نمونہ اِنَّا كَفَيْْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ یہ مشرکین مکہ کے

(۲) مشرکین مکہ کے بارہ آدمی جو موسم حج میں مکہ کے راستوں میں بیٹھ جاتے اور باہر سے آنے والوں کو حضور علیہ السلام سے ملنے اور آپ کا وعظ سننے سے روکتے تھے۔

(۳) اِنَّا كَفَيْْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ یہ مشرکین مکہ کے پانچ آدمی تھے جو قرآن اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اڑا یا کرتے تھے۔

کام مذاق اڑا یا کرتے تھے۔

نسل برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آخر میں سات بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ (۱) فَاَصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ (۲) وَلَقَدْ اَنْتَبٰكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِ (۳) وَلَا تَكْمُلُكَ اَنْتَ عَيْنُكَ الْخ (۴) وَلَا تَحْزَنَ عَلَيْهِمْ (۵) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (۶) اِنَّا كَفَيْْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (۷) وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يُصِيقُ صَدْرُكَ اَخْرِيں مقصود یہ بیان ہے قَسَمْتُ بِمُحَمَّدٍ رَبِّكَ وَكُنْ قَيْنَ الشَّيْءِ بَيْنَ بَسِ اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہے۔ اسی کو سجدہ کیجئے اور اسی کو صلوات میں غائبانہ پکار دیجئے۔ یہ اصل مقصد کے لئے نوطہ و تمہید ہے اور اس میں ترغیب لائی گئی ہے کہ اس سورت میں جو بیان ہوگا وہ معمولی باتیں نہیں ہوں گی، وہ بہت ضروری اور اہم ہوں گی اس لئے ان کو غور سے سننا حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا جس سورت کی ابتداء میں تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ وارد ہو وہاں الکتاب بمعنی المکتوب سے وہ سورت مراد ہوگی یا قرآن اور اگر یہ الفاظ کسی سورت کے درمیان آجائیں تو اس سے

الحجہ ۱۵

۵۷۵

ربیع الثانی ۱۳

رَبَّمَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۱

کسی وقت آرزو کریں گے یہ لوگ جو منکر ہیں سہ کیا اچھا ہوتا جو ہوتے مسلمان

ذُرَّهُمْ يَأْكُلُوا وَيَمْتَعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۲

پھوڑ دے ان کو کھالیں اور برت لیں اور سہ امیدیں لگے رہیں سو آنندہ

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِ إِلَّا وَلَهُمَا

معلوم کر لیں گے اور کوئی بستی ہم نے غارت نہیں کی سہ مگر اس کا

كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ۳

وقت لکھا ہوا تھا مقرر نہ سبقت کرتا ہے کوئی ذوق اپنے وقت مقرر سے اور

مَا يَسْتَأْخِرُونَ ۴

نہ پیچھے رہتا ہے اور لوگ کہتے ہیں اے وہ شخص کہ تجھ پر اترا ہے

عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۵

متر آن سہ تو بے شک دیوانہ ہے کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس

بِالْمَلٰئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۶

فرشتوں کو اگر تو سچا ہے ہم نہیں آتے

اَلْمَلٰئِكَةُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا اِذَا مُنْظَرِیْنَ ۷

فرشتوں کو مگر کام پورا کر کے اور اس وقت نہ ملے گی ان کو مہلت

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۸

ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت ہے اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں اور

لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شَیْعِ الْاَوَّلِیْنَ ۹

ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اعلیٰ فرقوں میں

وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَهْزِئُوْنَ ۱۰

اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی رسول مگر کہتے رہے ہیں ان سے ہنسی

مائل ۳

بقدر مقام تورات و انجیل یا دیگر کتب سماویہ یا قرآن مراد ہوگا۔ قاعدہ تو یہی ہے لیکن سورہ حجر میں الکتب کے ساتھ لفظ قرآن بھی آیا ہے اس لئے الکتب سے تورات و انجیل مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کے بعض بیانات پہلی کتابوں میں نازل ہو چکے ہیں مثلاً تحویف دنیوی کے پہلے تین نمونے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جن کا ذکر کتب سابقہ میں نہیں آیا اور وہ صرف قرآن ہی میں مذکور ہیں مثلاً تحویف دنیوی کے آخری دو نمونے قال مجاہد وقتادۃ الکتب ہذا ما نزل من الکتب قبل القرآن الخ (روح ج ۵ ص ۴۴۷) ۱۷ تمہید کے بعد اصل مقصود کا ذکر کیا گیا۔ سورہ ابراہیم میں وقائع اہم سابقہ ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ تم ان سے عبرت حاصل کرو

ربما ۱۳ ۵۷۶ الح حجر ۱۵

كَذٰلِكَ نَسْلُكُہٗ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ۱۲ اَلْیَوْمَیْنِ

اسی طرح بٹھا دیئے ہیں ہم اس کو دل میں گنہگاروں کے یقین نہ لائیں گے

بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ ۱۳ وَكُوَفَّتْ حُنَا

اس پر اور ہوتی آئی ہے رسم پہلوں کی فل اور اگر ہم کھول دیں

عَلَيْہُمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوْا فِیْہِ یَعْرُجُوْنَ ۱۴

ان پر دروازہ آسمان سے اور سارا دن اس پر چڑھتے رہیں

لَقَالُوْا اِنَّمَا سُبُكَّرْتُ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ

تو بھی یہی کہیں گے کہ باندھ دیا ہے ہماری نگاہ کو ۱۵ ہم لوگوں پر

مَسْحُوْرُوْنَ ۱۵ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَّ

جادو ہوا ہے اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں برج تلہ اور

زَیِّنٰہَا لِلنَّظْرِیْنَ ۱۶ وَحَفُظْنٰہَا مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ

رونق دی اس کو دیکھنے والوں کی نظریں کے اور محفوظ رکھا ہم نے اسکو ہر شیطان

رَّجِیْمٍ ۱۷ اِلَّا مِّنْ اَسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاتَّبَعْہُ شَهَابٌ

مردود سے مگر جو چوری سے سن بھاسکا سواں گئے بھجے پڑا انگارا

مُبِیْنٌ ۱۸ وَالْاَرْضُ مَدَدُ ذٰلِہَا وَاَلْقِیْنَا فِیْہَا رِوٰسِی

چمکتا ہوا فل اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور رکھ دیئے اس پر بوجھ

وَاَنْبَتْنَا فِیْہَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنَ ۱۹ وَجَعَلْنَا

اور لگائی اس میں ہر چیز اندازے سے فل اور بنا دیئے

لَكُمْ فِیْہَا مَعٰیْشٍ وَّمَنْ لَّسْتُمْ لَہٗ بِزُرٰقِیْنَ ۲۰ وَاَنْزَلْنَا

تمہارے واسطے اس میں معیشت کے اسباب اور وہ چیزیں جن کو تم روزی نہیں دیتے

اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ

اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں تلہ اور اتارے ہیں ہم

منزل

اور عذاب کے ڈر سے مسئلہ مان لو اس لئے اب وقت ہے ضد و انکار سے باز آجاؤ اور مسئلہ قبول کر لو ورنہ پچھتاؤ گے جیسا کہ بہت بار ایسا ہو چکا ہے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین جب دیکھتے کہ کفر و انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو چکا ہے اور ایمان والے اس سے بچ گئے ہیں تو وہ حسرت و افسوس سے کہنے لگتے کاش ہم نے بھی مسئلہ توحید مان لیا ہوتا تو آج ہم بھی اس عذاب سے بچ جاتے مگر اس وقت کے پچھانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ۱۷ مقصود اصلی بیان کرنے کے بعد وَمَا یَسْتَأْخِرُوْنَ تک زجر اور تحویف دنیوی کا ذکر کیا گیا کہ اس کا تعلق سورہ ابراہیم کے دعوے سے ہے یعنی ان کو وقائع اہم سابقہ سناؤ تاکہ وہ ان سے ڈر کر مشرک سے توبہ کر لیں۔ اب تحویف دنیوی سنا دی گئی کہ اچھا اگر وہ ان وقائع سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور ضد و عناد پر اڑتے ہوئے ہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو وہ دنیوی ساز و سامان اور انواع اکل و شرب سے خوب فائدہ اٹھالیں اور باطل امیدوں میں ڈوب کر حق سے خوب غافل ہو لیں جب اچانک ہمارا عذاب ان کو آبیگا تو انہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔ ۱۸ یہ تحویف دنیوی ہے۔ ہم نے آج تک کسی قوم کو مبتلائے عذاب نہیں کیا جب تک کہ ہم پیغمبر بھیج کر ان پر اپنی حجت قائم نہ کریں اس لئے ہر قوم کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا گیا کہ اگر وہ نہیں مانیں گے تو انہیں مہلت دی جائے گی تاکہ وہ سوچ بچار سے کام لے کر راہ راست پر آنے کا موقع پاسکیں۔ لیکن جب وہ اجل مسمیٰ تک انکار و عناد پر اڑتے رہے تو ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ آج تک کسی قوم کو اجل مقررہ سے پہلے ہلاک نہیں کیا گیا اور نہ کسی قوم کو اس کے بعد مہلت دی گئی۔ یہ خبر تعالیٰ اندہ ما اہلک قریۃ الا بعد قیام الحجۃ علیہا وانتہاء اجلہا واندہ

۱۲ و ۱۳ مشکوٰۃ مذکورہ

۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ نفسی تفسیری

موضع قرآن فل یعنی یہ قرآن کسی کے دل میں حق تعالیٰ اسی طرح سناتا ہے کہ ساتھ اس کے انکار چلا آوے۔ نیک راہی اور گمراہی اسی کے اختیار ہے۔ فل حق تعالیٰ بندوں سے وہ خطاب کرتا ہے جو یہ سمجھیں ان کے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک بارہ پچانک ہے جیسے خربوزہ وہی بارہ برج ہیں اور سورج برس دن میں سب طے کرتا ہے موسم گرمی اور سردی اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ آتا ہے اور مینہ سے دنیا بنتی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں۔ فل فرشتوں کی مشورہ سننے کو شیطان جانتے ہیں۔ آسمان کے قریب اوپر سے انگارے پڑتے ہیں جو کوئی کچھ سن بھاسکا اگر دنیا میں ظاہر کیا ایک بج میں سو جھوٹ ملا کو وہ ایک بات سچ دیکھی لوگ یقین لائے سو جھوٹ دیکھیں تغافل کیا۔ فل یعنی جانوروں کی روزیاں۔

فتح الرحمن فل یعنی ہر نوع را صورتی وصفی است کہ از انجا تجاوز نمیکند ۱۲۔ فل یعنی غلامان و جانوران ۱۳۔

جو انکوہ مذکورہ سے متعلق ہے اس میں مشرکین کے انتہائی عناد و الحاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ اگر فرشتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی تصدیق کر دیں تو ہم مان لیں گے فرمایا فرشتوں کا نازل کرنا بے سود ہے کیونکہ ان معاندین کا عناد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ فرشتے نازل کرنا تو ایک طرف اگر ہم آسمان میں ایک دروازہ کھول دیں اور یہ مشرکین اس میں سے اوپر چڑھ جائیں اور ملکوت سموات کا اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں، وہاں فرشتوں کو دیکھ لیں اور پوری حقیقت واضح اور روشن ہو کر ان کے سامنے آجائے تو بھی یہ لوگ نہیں مانیں گے اور فرط تعصب و عناد کی وجہ سے پھر بھی یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے بلکہ ہم

پر جادو کر دیا گیا ہے کہ ہمیں یہ ساری چیزیں نظر آرہی ہیں حالانکہ حقیقت میں کچھ نہیں۔ لَقَالُوا لَافِرط

عنادہم و غلوہم فی الکتابۃ الخ دروج ج ۱۲ ص ۱۲۷ جیساکہ سورہ رعد ۴۴ میں مشرکین کے عناد و مکاریہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وَکَوَّانًا فَزَاتًا سُبُوتًا بِہِ الْجِبَالِ اَوْ قُطِعَتْ بِہِ الْاَرْضُ اَوْ کُلَّہِ الْاُمُوْتِ اٰی لایؤمنون ۹ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا تسکیر سے مراد ہے نظر بندی کرنا یعنی کسی چیز پر ایسا اثر ڈالنا جس سے دیکھنے والوں کو وہ چیز اپنی حقیقت کے خلاف نظر آئے مثلاً سی یا لالٹھی جو نظر بندی کی وجہ سے تمام دیکھنے والوں کو سانپ نظر آئے۔ اور جادو سے مراد یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کی آنکھوں پر اثر ڈالاجائے جس سے اس شخص کو مثل سانپ کے نظر آئے لیکن باقی لوگوں کو اصلی صورت میں نظر آئے۔ تو مطلب یہ ہو کہ ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے پھر ترقی کر کے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ خاص ہم پر جادو کر دیا گیا ہے یا سُبُوتًا اَبْصَارُنَا سے آنکھوں پر جادو کرنا اور مَسْحُورُونَ سے عقل و فہم پر جادو کرنا مراد ہے یعنی نہ صرف ہماری آنکھوں پر بلکہ ہماری عقلوں پر بھی جادو کر دیا گیا ہے کہ (عیاذ باللہ) یہ بے حقیقت چیزیں ہمیں ٹھوس اور واقعی حقائق دکھائی دے رہی ہیں۔ و یحییٰ قولہ بَلْ لَّحْنٌ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ اَنْتَ قَالَا لَی

درجۃ عظمیٰ من سمع العقل و بجر ج ۵ ص ۲۷۹ اور اَنْتَ اَسْکَرْتُ مِیْنِ اِنَّمَا کَا مَعْنٰی مَا اَلَا نَمِیْنِ بَلْکَ یہ مطلق تحقیق و تاکید کے لئے ہے کیونکہ اگر حصر کیلئے مانیں تو مطلب ہو ماسکرت الا ابصارنا حالانکہ یہ مطلب صحیح نہیں کیونکہ ابصارنا کے مقابلے میں دوسرا کوئی صحیح احتمال موجود ہی نہیں اس لئے حصر بے فائدہ ہو جاتا ہے

وَلَقَدْ جَعَلْنَا تَا۔ مِیْنِ نَّارِ الشَّمُوْمِ

توحید پر مفصل عقلی دلیل ہے اَلَا مِیْنِ اَسْتَرْقِ الشَّمَمِ متشبی منقطع ہے اس دلیل سے دودھ سے ثابت کئے گئے اول یہ کہ سب کچھ کرنے والا اور ساری کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ ابتداء دلیل سے وَ لَحْنٌ اَلْوَارِثُونَ تک میں مذکور ہے۔ فرمایا اوپر ہم نے آسمان پیدا کیا اور ملا اعلیٰ کے رازوں کو شیاطین سے محفوظ کر لیا نیچے زمین پیدا کی، اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہر چیز اندازے سے پیدا کی اور اس میں تمام انسانوں کے لئے بے شمار وسائل رزق مہیا کئے وَ مِیْنِ اَسْتَرْقِ الشَّمَمِ کہ بزرگترین وہ معذور لوگ، غلام، اہل و عیال اور جانور مراد ہیں۔ ان سب کے رازق ہم نہیں ہو بلکہ سب کو اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے۔ اَلَا حَرْفِ غٰی اور حرف استثناء مفید ہر ہے یعنی ہر چیز کے خزانے اور ذخیرے ہمارے ہی علم میں اور ہمارے ہی اختیار و تصرف میں ہیں، بارش، رزق، تندرستی، دولت، اولاد، آرام و راحت موضح قرآن و شاید ہی مراد ہو کہ انکار سے چھینکتے ہیں اور نکالنا زمین سے کہ انسان بسیں ۱۲ منہ رح۔

فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُونَ ۳۰ اِلَّا ابْلِیْسَ

تب سجدہ کیا ان فرشتوں نے سب نے مل کر سجدہ

اَبٰی اَنْ یَّکُوْنَ مَعَ السَّاجِدِیْنَ ۳۱ قَالَ یٰ اِبْلِیْسُ

نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے

مَا لَکَ اَلَّا تَکُوْنَ مَعَ السَّاجِدِیْنَ ۳۲ قَالَ لَمَّا کُنْ

کیا ہوا تجھ کو کہ ساتھ نہ ہو سجدہ کرنے والوں کے

لَا سَجْدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ

کہ سجدہ کروں ایک بشر کو جسے میں نے بنایا کھنکھاتے سنے ہوئے

مَسْنُونٍ ۳۳ قَالَ فَاخْرِجْ مِنْهَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ ۳۴

خمار سے سے فرمایا تو نکل یہاں سے تجھ پر مار ہے

وَ اِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۳۵ قَالَ رَبِّ

اور تجھ پر پھٹکار ہے اس دن تک کہ انصاف ہو بولا اے رب

فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُونَ ۳۶ قَالَ فَاِنَّکَ مِیْنِ

تو مجھ کو ڈھیل دے اے دن تک کہ مردے زندہ ہوں فرمایا تو مجھ کو

الْمُنْظَرِیْنَ ۳۷ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۳۸ قَالَ

ڈھیل دی اسی مقررہ وقت کے دن تک بولا

رَبِّ بِمَا اَغْوٰیْتَنِیْ لَا تُزِیِّنْ لَّہُمْ فِی الْاَرْضِیْنَ

اے رب جیسا تو نے مجھ کو راہ سے گھوڑ دیا میں بھی ان سب کو بہا رہا دکھلاؤ نگاہیں

وَلَا تُغْوِیْہُمْ اَجْمَعِیْنَ ۳۹ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْہُمْ

میں اور راہ سے گھوڑوں کا ان سب کو مگر جو تیرے چنے ہوئے

الْمُخْلِصِیْنَ ۴۰ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلٰی مُسْتَقِیْمٍ ۴۱

بندے ہیں فرمایا یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی سیدھی

منزل ۳

توحید پر مفصل عقلی دلیل ہے اَلَا مِیْنِ اَسْتَرْقِ الشَّمَمِ متشبی منقطع ہے اس دلیل سے دودھ سے ثابت کئے گئے اول یہ کہ سب کچھ کرنے والا اور ساری کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ ابتداء دلیل سے وَ لَحْنٌ اَلْوَارِثُونَ تک میں مذکور ہے۔ فرمایا اوپر ہم نے آسمان پیدا کیا اور ملا اعلیٰ کے رازوں کو شیاطین سے محفوظ کر لیا نیچے زمین پیدا کی، اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہر چیز اندازے سے پیدا کی اور اس میں تمام انسانوں کے لئے بے شمار وسائل رزق مہیا کئے وَ مِیْنِ اَسْتَرْقِ الشَّمَمِ کہ بزرگترین وہ معذور لوگ، غلام، اہل و عیال اور جانور مراد ہیں۔ ان سب کے رازق ہم نہیں ہو بلکہ سب کو اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے۔ اَلَا حَرْفِ غٰی اور حرف استثناء مفید ہر ہے یعنی ہر چیز کے خزانے اور ذخیرے ہمارے ہی علم میں اور ہمارے ہی اختیار و تصرف میں ہیں، بارش، رزق، تندرستی، دولت، اولاد، آرام و راحت موضح قرآن و شاید ہی مراد ہو کہ انکار سے چھینکتے ہیں اور نکالنا زمین سے کہ انسان بسیں ۱۲ منہ رح۔

غرضیکہ ہر چیز ہمارے تصرف میں ہے اور ان خزانوں میں سے ہم اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جتنا چاہتے اور جس پر چاہتے ہیں نازل کرتے ہیں اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں وَاَرْسَلْنَا اِلَیْهِمُ الْغَمَامَ ہوائیں بھیجتے ہیں جو اپنے خوف میں پانی سے لبریز بادل اٹھائے ہوئی ہیں ان سے بارش برسا کر ہم تمہیں، تمہارے چوپایوں اور تمہاری زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔ وَاَرْسَلْنَا الرِّیْحَ حَوَالِیَ السَّيْحَابِ لَتَحْمِلَ السَّيْحَابُ فِیْ جَوْفِہَا (ملک ج ۲ ص ۲۷۲) وَمَا اَنْتُمْ اِلَّا خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِہِ سب سے ہے یعنی اے انسانو! فرشتو! اور جنو! تم میں سے کوئی بھی پانی کا خازن اور اسکو اتارنے والا نہیں۔ وَاَنْتُمْ اِلَّا خَلْقٌ نُّحٰی پیدا کرنا اور مارنا ہمارے ہی اختیار میں ہے اور جب تمام

خلوق ختم ہو جائے گی اس وقت صرف ذات خداوندی ہی باقی ہوگی۔ اس آیت میں تَحْنُ ضمیر فصل حصر کا فائدہ دے رہی ہے۔ ان مذکورہ بالا تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۳ یہ دوسرا دعویٰ ہے یعنی سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں کیونکہ المستند مین اور المستأخرون جمع مآکان وما یکون سے گناہ ہے۔ اس میں بھی حصر ہوگا کیونکہ دلیل کے پہلے حصوں میں حصر ہے وَ اَقْدَحْنَا الْاِنْسَانَ الخ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ ہے اے انسان! ذرا اپنی حقیقت کو تو دیکھ کہ تجھے ہم نے ایک متعفن کچرے پیدا کیا اور تمام ظاہری اور باطنی انعامات کی تجھ پر بارش کر دی مگر پھر بھی تو سرکشی کرتا ہے توحید سے منہ موڑتا اور پیغمبروں کا انکار کرتا ہے۔ اور جن شیاطین کے بہکانے سے تو شرک کرتا اور توحید کو نہیں مانتا ان کی پیدائش بھی دیکھ کہ یہ سب جن ہیں اور انہیں آتش سوزاں سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ شیاطین ابلیس کی ذریت واولاد ہیں جو تمہارا پرانا اور جدی دشمن ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو۔ تمہیں عقل و فکر جیسی نعمتیں دی ہیں اور ہر قسم کے دلائل بھی بیان کر دیئے ہیں اس لئے ذرا غور تو کرو تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ اللہ کی توحید ایک برحق مسئلہ ہے۔ نَارُ السَّمُومِ میں اضافت بیانہ ہے المسموم وہ آگ جو نہایت شدید گرم ہو اور جس کی حرارت بدن کے مسامات میں فوراً نفوذ کر جائے۔ من نار الحرا الشدید النافذ فی المسام الخ (ابو السعود ج ۵ ص ۲۹۳) یا یہ اضافت موصوف بصفۃ ہے یعنی آتش سوزاں۔ ۱۴ اس قصہ سے آدم اور اولاد آدم علیہ السلام سے ابلیس اور اس کی ذریت کی پرانی دشمنی کو بیان کرنا مقصود ہے تاکہ اولاد آدم کو

۱۳ تا ۱۴ تا ۱۵ تا ۱۶ تا ۱۷ تا ۱۸ تا ۱۹ تا ۲۰ تا ۲۱ تا ۲۲ تا ۲۳ تا ۲۴ تا ۲۵ تا ۲۶ تا ۲۷ تا ۲۸ تا ۲۹ تا ۳۰ تا ۳۱ تا ۳۲ تا ۳۳ تا ۳۴ تا ۳۵ تا ۳۶ تا ۳۷ تا ۳۸ تا ۳۹ تا ۴۰ تا ۴۱ تا ۴۲ تا ۴۳ تا ۴۴ تا ۴۵ تا ۴۶ تا ۴۷ تا ۴۸ تا ۴۹ تا ۵۰ تا ۵۱ تا ۵۲ تا ۵۳ تا ۵۴ تا ۵۵ تا ۵۶ تا ۵۷ تا ۵۸ تا ۵۹ تا ۶۰ تا ۶۱ تا ۶۲ تا ۶۳ تا ۶۴ تا ۶۵ تا ۶۶ تا ۶۷ تا ۶۸ تا ۶۹ تا ۷۰ تا ۷۱ تا ۷۲ تا ۷۳ تا ۷۴ تا ۷۵ تا ۷۶ تا ۷۷ تا ۷۸ تا ۷۹ تا ۸۰ تا ۸۱ تا ۸۲ تا ۸۳ تا ۸۴ تا ۸۵ تا ۸۶ تا ۸۷ تا ۸۸ تا ۸۹ تا ۹۰ تا ۹۱ تا ۹۲ تا ۹۳ تا ۹۴ تا ۹۵ تا ۹۶ تا ۹۷ تا ۹۸ تا ۹۹ تا ۱۰۰ تا ۱۰۱ تا ۱۰۲ تا ۱۰۳ تا ۱۰۴ تا ۱۰۵ تا ۱۰۶ تا ۱۰۷ تا ۱۰۸ تا ۱۰۹ تا ۱۱۰ تا ۱۱۱ تا ۱۱۲ تا ۱۱۳ تا ۱۱۴ تا ۱۱۵ تا ۱۱۶ تا ۱۱۷ تا ۱۱۸ تا ۱۱۹ تا ۱۲۰ تا ۱۲۱ تا ۱۲۲ تا ۱۲۳ تا ۱۲۴ تا ۱۲۵ تا ۱۲۶ تا ۱۲۷ تا ۱۲۸ تا ۱۲۹ تا ۱۳۰ تا ۱۳۱ تا ۱۳۲ تا ۱۳۳ تا ۱۳۴ تا ۱۳۵ تا ۱۳۶ تا ۱۳۷ تا ۱۳۸ تا ۱۳۹ تا ۱۴۰ تا ۱۴۱ تا ۱۴۲ تا ۱۴۳ تا ۱۴۴ تا ۱۴۵ تا ۱۴۶ تا ۱۴۷ تا ۱۴۸ تا ۱۴۹ تا ۱۵۰ تا ۱۵۱ تا ۱۵۲ تا ۱۵۳ تا ۱۵۴ تا ۱۵۵ تا ۱۵۶ تا ۱۵۷ تا ۱۵۸ تا ۱۵۹ تا ۱۶۰ تا ۱۶۱ تا ۱۶۲ تا ۱۶۳ تا ۱۶۴ تا ۱۶۵ تا ۱۶۶ تا ۱۶۷ تا ۱۶۸ تا ۱۶۹ تا ۱۷۰ تا ۱۷۱ تا ۱۷۲ تا ۱۷۳ تا ۱۷۴ تا ۱۷۵ تا ۱۷۶ تا ۱۷۷ تا ۱۷۸ تا ۱۷۹ تا ۱۸۰ تا ۱۸۱ تا ۱۸۲ تا ۱۸۳ تا ۱۸۴ تا ۱۸۵ تا ۱۸۶ تا ۱۸۷ تا ۱۸۸ تا ۱۸۹ تا ۱۹۰ تا ۱۹۱ تا ۱۹۲ تا ۱۹۳ تا ۱۹۴ تا ۱۹۵ تا ۱۹۶ تا ۱۹۷ تا ۱۹۸ تا ۱۹۹ تا ۲۰۰ تا ۲۰۱ تا ۲۰۲ تا ۲۰۳ تا ۲۰۴ تا ۲۰۵ تا ۲۰۶ تا ۲۰۷ تا ۲۰۸ تا ۲۰۹ تا ۲۱۰ تا ۲۱۱ تا ۲۱۲ تا ۲۱۳ تا ۲۱۴ تا ۲۱۵ تا ۲۱۶ تا ۲۱۷ تا ۲۱۸ تا ۲۱۹ تا ۲۲۰ تا ۲۲۱ تا ۲۲۲ تا ۲۲۳ تا ۲۲۴ تا ۲۲۵ تا ۲۲۶ تا ۲۲۷ تا ۲۲۸ تا ۲۲۹ تا ۲۳۰ تا ۲۳۱ تا ۲۳۲ تا ۲۳۳ تا ۲۳۴ تا ۲۳۵ تا ۲۳۶ تا ۲۳۷ تا ۲۳۸ تا ۲۳۹ تا ۲۴۰ تا ۲۴۱ تا ۲۴۲ تا ۲۴۳ تا ۲۴۴ تا ۲۴۵ تا ۲۴۶ تا ۲۴۷ تا ۲۴۸ تا ۲۴۹ تا ۲۵۰ تا ۲۵۱ تا ۲۵۲ تا ۲۵۳ تا ۲۵۴ تا ۲۵۵ تا ۲۵۶ تا ۲۵۷ تا ۲۵۸ تا ۲۵۹ تا ۲۶۰ تا ۲۶۱ تا ۲۶۲ تا ۲۶۳ تا ۲۶۴ تا ۲۶۵ تا ۲۶۶ تا ۲۶۷ تا ۲۶۸ تا ۲۶۹ تا ۲۷۰ تا ۲۷۱ تا ۲۷۲ تا ۲۷۳ تا ۲۷۴ تا ۲۷۵ تا ۲۷۶ تا ۲۷۷ تا ۲۷۸ تا ۲۷۹ تا ۲۸۰ تا ۲۸۱ تا ۲۸۲ تا ۲۸۳ تا ۲۸۴ تا ۲۸۵ تا ۲۸۶ تا ۲۸۷ تا ۲۸۸ تا ۲۸۹ تا ۲۹۰ تا ۲۹۱ تا ۲۹۲ تا ۲۹۳ تا ۲۹۴ تا ۲۹۵ تا ۲۹۶ تا ۲۹۷ تا ۲۹۸ تا ۲۹۹ تا ۳۰۰ تا ۳۰۱ تا ۳۰۲ تا ۳۰۳ تا ۳۰۴ تا ۳۰۵ تا ۳۰۶ تا ۳۰۷ تا ۳۰۸ تا ۳۰۹ تا ۳۱۰ تا ۳۱۱ تا ۳۱۲ تا ۳۱۳ تا ۳۱۴ تا ۳۱۵ تا ۳۱۶ تا ۳۱۷ تا ۳۱۸ تا ۳۱۹ تا ۳۲۰ تا ۳۲۱ تا ۳۲۲ تا ۳۲۳ تا ۳۲۴ تا ۳۲۵ تا ۳۲۶ تا ۳۲۷ تا ۳۲۸ تا ۳۲۹ تا ۳۳۰ تا ۳۳۱ تا ۳۳۲ تا ۳۳۳ تا ۳۳۴ تا ۳۳۵ تا ۳۳۶ تا ۳۳۷ تا ۳۳۸ تا ۳۳۹ تا ۳۴۰ تا ۳۴۱ تا ۳۴۲ تا ۳۴۳ تا ۳۴۴ تا ۳۴۵ تا ۳۴۶ تا ۳۴۷ تا ۳۴۸ تا ۳۴۹ تا ۳۵۰ تا ۳۵۱ تا ۳۵۲ تا ۳۵۳ تا ۳۵۴ تا ۳۵۵ تا ۳۵۶ تا ۳۵۷ تا ۳۵۸ تا ۳۵۹ تا ۳۶۰ تا ۳۶۱ تا ۳۶۲ تا ۳۶۳ تا ۳۶۴ تا ۳۶۵ تا ۳۶۶ تا ۳۶۷ تا ۳۶۸ تا ۳۶۹ تا ۳۷۰ تا ۳۷۱ تا ۳۷۲ تا ۳۷۳ تا ۳۷۴ تا ۳۷۵ تا ۳۷۶ تا ۳۷۷ تا ۳۷۸ تا ۳۷۹ تا ۳۸۰ تا ۳۸۱ تا ۳۸۲ تا ۳۸۳ تا ۳۸۴ تا ۳۸۵ تا ۳۸۶ تا ۳۸۷ تا ۳۸۸ تا ۳۸۹ تا ۳۹۰ تا ۳۹۱ تا ۳۹۲ تا ۳۹۳ تا ۳۹۴ تا ۳۹۵ تا ۳۹۶ تا ۳۹۷ تا ۳۹۸ تا ۳۹۹ تا ۴۰۰ تا ۴۰۱ تا ۴۰۲ تا ۴۰۳ تا ۴۰۴ تا ۴۰۵ تا ۴۰۶ تا ۴۰۷ تا ۴۰۸ تا ۴۰۹ تا ۴۱۰ تا ۴۱۱ تا ۴۱۲ تا ۴۱۳ تا ۴۱۴ تا ۴۱۵ تا ۴۱۶ تا ۴۱۷ تا ۴۱۸ تا ۴۱۹ تا ۴۲۰ تا ۴۲۱ تا ۴۲۲ تا ۴۲۳ تا ۴۲۴ تا ۴۲۵ تا ۴۲۶ تا ۴۲۷ تا ۴۲۸ تا ۴۲۹ تا ۴۳۰ تا ۴۳۱ تا ۴۳۲ تا ۴۳۳ تا ۴۳۴ تا ۴۳۵ تا ۴۳۶ تا ۴۳۷ تا ۴۳۸ تا ۴۳۹ تا ۴۴۰ تا ۴۴۱ تا ۴۴۲ تا ۴۴۳ تا ۴۴۴ تا ۴۴۵ تا ۴۴۶ تا ۴۴۷ تا ۴۴۸ تا ۴۴۹ تا ۴۵۰ تا ۴۵۱ تا ۴۵۲ تا ۴۵۳ تا ۴۵۴ تا ۴۵۵ تا ۴۵۶ تا ۴۵۷ تا ۴۵۸ تا ۴۵۹ تا ۴۶۰ تا ۴۶۱ تا ۴۶۲ تا ۴۶۳ تا ۴۶۴ تا ۴۶۵ تا ۴۶۶ تا ۴۶۷ تا ۴۶۸ تا ۴۶۹ تا ۴۷۰ تا ۴۷۱ تا ۴۷۲ تا ۴۷۳ تا ۴۷۴ تا ۴۷۵ تا ۴۷۶ تا ۴۷۷ تا ۴۷۸ تا ۴۷۹ تا ۴۸۰ تا ۴۸۱ تا ۴۸۲ تا ۴۸۳ تا ۴۸۴ تا ۴۸۵ تا ۴۸۶ تا ۴۸۷ تا ۴۸۸ تا ۴۸۹ تا ۴۹۰ تا ۴۹۱ تا ۴۹۲ تا ۴۹۳ تا ۴۹۴ تا ۴۹۵ تا ۴۹۶ تا ۴۹۷ تا ۴۹۸ تا ۴۹۹ تا ۵۰۰ تا ۵۰۱ تا ۵۰۲ تا ۵۰۳ تا ۵۰۴ تا ۵۰۵ تا ۵۰۶ تا ۵۰۷ تا ۵۰۸ تا ۵۰۹ تا ۵۱۰ تا ۵۱۱ تا ۵۱۲ تا ۵۱۳ تا ۵۱۴ تا ۵۱۵ تا ۵۱۶ تا ۵۱۷ تا ۵۱۸ تا ۵۱۹ تا ۵۲۰ تا ۵۲۱ تا ۵۲۲ تا ۵۲۳ تا ۵۲۴ تا ۵۲۵ تا ۵۲۶ تا ۵۲۷ تا ۵۲۸ تا ۵۲۹ تا ۵۳۰ تا ۵۳۱ تا ۵۳۲ تا ۵۳۳ تا ۵۳۴ تا ۵۳۵ تا ۵۳۶ تا ۵۳۷ تا ۵۳۸ تا ۵۳۹ تا ۵۴۰ تا ۵۴۱ تا ۵۴۲ تا ۵۴۳ تا ۵۴۴ تا ۵۴۵ تا ۵۴۶ تا ۵۴۷ تا ۵۴۸ تا ۵۴۹ تا ۵۵۰ تا ۵۵۱ تا ۵۵۲ تا ۵۵۳ تا ۵۵۴ تا ۵۵۵ تا ۵۵۶ تا ۵۵۷ تا ۵۵۸ تا ۵۵۹ تا ۵۶۰ تا ۵۶۱ تا ۵۶۲ تا ۵۶۳ تا ۵۶۴ تا ۵۶۵ تا ۵۶۶ تا ۵۶۷ تا ۵۶۸ تا ۵۶۹ تا ۵۷۰ تا ۵۷۱ تا ۵۷۲ تا ۵۷۳ تا ۵۷۴ تا ۵۷۵ تا ۵۷۶ تا ۵۷۷ تا ۵۷۸ تا ۵۷۹ تا ۵۸۰ تا ۵۸۱ تا ۵۸۲ تا ۵۸۳ تا ۵۸۴ تا ۵۸۵ تا ۵۸۶ تا ۵۸۷ تا ۵۸۸ تا ۵۸۹ تا ۵۹۰ تا ۵۹۱ تا ۵۹۲ تا ۵۹۳ تا ۵۹۴ تا ۵۹۵ تا ۵۹۶ تا ۵۹۷ تا ۵۹۸ تا ۵۹۹ تا ۶۰۰ تا ۶۰۱ تا ۶۰۲ تا ۶۰۳ تا ۶۰۴ تا ۶۰۵ تا ۶۰۶ تا ۶۰۷ تا ۶۰۸ تا ۶۰۹ تا ۶۱۰ تا ۶۱۱ تا ۶۱۲ تا ۶۱۳ تا ۶۱۴ تا ۶۱۵ تا ۶۱۶ تا ۶۱۷ تا ۶۱۸ تا ۶۱۹ تا ۶۲۰ تا ۶۲۱ تا ۶۲۲ تا ۶۲۳ تا ۶۲۴ تا ۶۲۵ تا ۶۲۶ تا ۶۲۷ تا ۶۲۸ تا ۶۲۹ تا ۶۳۰ تا ۶۳۱ تا ۶۳۲ تا ۶۳۳ تا ۶۳۴ تا ۶۳۵ تا ۶۳۶ تا ۶۳۷ تا ۶۳۸ تا ۶۳۹ تا ۶۴۰ تا ۶۴۱ تا ۶۴۲ تا ۶۴۳ تا ۶۴۴ تا ۶۴۵ تا ۶۴۶ تا ۶۴۷ تا ۶۴۸ تا ۶۴۹ تا ۶۵۰ تا ۶۵۱ تا ۶۵۲ تا ۶۵۳ تا ۶۵۴ تا ۶۵۵ تا ۶۵۶ تا ۶۵۷ تا ۶۵۸ تا ۶۵۹ تا ۶۶۰ تا ۶۶۱ تا ۶۶۲ تا ۶۶۳ تا ۶۶۴ تا ۶۶۵ تا ۶۶۶ تا ۶۶۷ تا ۶۶۸ تا ۶۶۹ تا ۶۷۰ تا ۶۷۱ تا ۶۷۲ تا ۶۷۳ تا ۶۷۴ تا ۶۷۵ تا ۶۷۶ تا ۶۷۷ تا ۶۷۸ تا ۶۷۹ تا ۶۸۰ تا ۶۸۱ تا ۶۸۲ تا ۶۸۳ تا ۶۸۴ تا ۶۸۵ تا ۶۸۶ تا ۶۸۷ تا ۶۸۸ تا ۶۸۹ تا ۶۹۰ تا ۶۹۱ تا ۶۹۲ تا ۶۹۳ تا ۶۹۴ تا ۶۹۵ تا ۶۹۶ تا ۶۹۷ تا ۶۹۸ تا ۶۹۹ تا ۷۰۰ تا ۷۰۱ تا ۷۰۲ تا ۷۰۳ تا ۷۰۴ تا ۷۰۵ تا ۷۰۶ تا ۷۰۷ تا ۷۰۸ تا ۷۰۹ تا ۷۱۰ تا ۷۱۱ تا ۷۱۲ تا ۷۱۳ تا ۷۱۴ تا ۷۱۵ تا ۷۱۶ تا ۷۱۷ تا ۷۱۸ تا ۷۱۹ تا ۷۲۰ تا ۷۲۱ تا ۷۲۲ تا ۷۲۳ تا ۷۲۴ تا ۷۲۵ تا ۷۲۶ تا ۷۲۷ تا ۷۲۸ تا ۷۲۹ تا ۷۳۰ تا ۷۳۱ تا ۷۳۲ تا ۷۳۳ تا ۷۳۴ تا ۷۳۵ تا ۷۳۶ تا ۷۳۷ تا ۷۳۸ تا ۷۳۹ تا ۷۴۰ تا ۷۴۱ تا ۷۴۲ تا ۷۴۳ تا ۷۴۴ تا ۷۴۵ تا ۷۴۶ تا ۷۴۷ تا ۷۴۸ تا ۷۴۹ تا ۷۵۰ تا ۷۵۱ تا ۷۵۲ تا ۷۵۳ تا ۷۵۴ تا ۷۵۵ تا ۷۵۶ تا ۷۵۷ تا ۷۵۸ تا ۷۵۹ تا ۷۶۰ تا ۷۶۱ تا ۷۶۲ تا ۷۶۳ تا ۷۶۴ تا ۷۶۵ تا ۷۶۶ تا ۷۶۷ تا ۷۶۸ تا ۷۶۹ تا ۷۷۰ تا ۷۷۱ تا ۷۷۲ تا ۷۷۳ تا ۷۷۴ تا ۷۷۵ تا ۷۷۶ تا ۷۷۷ تا ۷۷۸ تا ۷۷۹ تا ۷۸۰ تا ۷۸۱ تا ۷۸۲ تا ۷۸۳ تا ۷۸۴ تا ۷۸۵ تا ۷۸۶ تا ۷۸۷ تا ۷۸۸ تا ۷۸۹ تا ۷۹۰ تا ۷۹۱ تا ۷۹۲ تا ۷۹۳ تا ۷۹۴ تا ۷۹۵ تا ۷۹۶ تا ۷۹۷ تا ۷۹۸ تا ۷۹۹ تا ۸۰۰ تا ۸۰۱ تا ۸۰۲ تا ۸۰۳ تا ۸۰۴ تا ۸۰۵ تا ۸۰۶ تا ۸۰۷ تا ۸۰۸ تا ۸۰۹ تا ۸۱۰ تا ۸۱۱ تا ۸۱۲ تا ۸۱۳ تا ۸۱۴ تا ۸۱۵ تا ۸۱۶ تا ۸۱۷ تا ۸۱۸ تا ۸۱۹ تا ۸۲۰ تا ۸۲۱ تا ۸۲۲ تا ۸۲۳ تا ۸۲۴ تا ۸۲۵ تا ۸۲۶ تا ۸۲۷ تا ۸۲۸ تا ۸۲۹ تا ۸۳۰ تا ۸۳۱ تا ۸۳۲ تا ۸۳۳ تا ۸۳۴ تا ۸۳۵ تا ۸۳۶ تا ۸۳۷ تا ۸۳۸ تا ۸۳۹ تا ۸۴۰ تا ۸۴۱ تا ۸۴۲ تا ۸۴۳ تا ۸۴۴ تا ۸۴۵ تا ۸۴۶ تا ۸۴۷ تا ۸۴۸ تا ۸۴۹ تا ۸۵۰ تا ۸۵۱ تا ۸۵۲ تا ۸۵۳ تا ۸۵۴ تا ۸۵۵ تا ۸۵۶ تا ۸۵۷ تا ۸۵۸ تا ۸۵۹ تا ۸۶۰ تا ۸۶۱ تا ۸۶۲ تا ۸۶۳ تا ۸۶۴ تا ۸۶۵ تا ۸۶۶ تا ۸۶۷ تا ۸۶۸ تا ۸۶۹ تا ۸۷۰ تا ۸۷۱ تا ۸۷۲ تا ۸۷۳ تا ۸۷۴ تا ۸۷۵ تا ۸۷۶ تا ۸۷۷ تا ۸۷۸ تا ۸۷۹ تا ۸۸۰ تا ۸۸۱ تا ۸۸۲ تا ۸۸۳ تا ۸۸۴ تا ۸۸۵ تا ۸۸۶ تا ۸۸۷ تا ۸۸۸ تا ۸۸۹ تا ۸۹۰ تا ۸۹۱ تا ۸۹۲ تا ۸۹۳ تا ۸۹۴ تا ۸۹۵ تا ۸۹۶ تا ۸۹۷ تا ۸۹۸ تا ۸۹۹ تا ۹۰۰ تا ۹۰۱ تا ۹۰۲ تا ۹۰۳ تا ۹۰۴ تا ۹۰۵ تا ۹۰۶ تا ۹۰۷ تا ۹۰۸ تا ۹۰۹ تا ۹۱۰ تا ۹۱۱ تا ۹۱۲ تا ۹۱۳ تا ۹۱۴ تا ۹۱۵ تا ۹۱۶ تا ۹۱۷ تا ۹۱۸ تا ۹۱۹ تا ۹۲۰ تا ۹۲۱ تا ۹۲۲ تا ۹۲۳ تا ۹۲۴ تا ۹۲۵ تا ۹۲۶ تا ۹۲۷ تا ۹۲۸ تا ۹۲۹ تا ۹۳۰ تا ۹۳۱ تا ۹۳۲ تا ۹۳۳ تا ۹۳۴ تا ۹۳۵ تا ۹۳۶ تا ۹۳۷ تا ۹۳۸ تا ۹۳۹ تا ۹۴۰ تا ۹۴۱ تا ۹۴۲ تا ۹۴۳ تا ۹۴۴ تا ۹۴۵ تا ۹۴۶ تا ۹۴۷ تا ۹۴۸ تا ۹۴۹ تا ۹۵۰ تا ۹۵۱ تا ۹۵۲ تا ۹۵۳ تا ۹۵۴ تا ۹۵۵ تا ۹۵۶ تا ۹۵۷ تا ۹۵۸ تا ۹۵۹ تا ۹۶۰ تا ۹۶۱ تا ۹۶۲ تا ۹۶۳ تا ۹۶۴ تا ۹۶۵ تا ۹۶۶ تا ۹۶۷ تا ۹۶۸ تا ۹۶۹ تا ۹۷۰ تا ۹۷۱ تا ۹۷۲ تا ۹۷۳ تا ۹۷۴ تا ۹۷۵ تا ۹۷۶ تا ۹۷۷ تا ۹۷۸ تا ۹۷۹ تا ۹۸۰ تا ۹۸۱ تا ۹۸۲ تا ۹۸۳ تا ۹۸۴ تا ۹۸۵ تا ۹۸۶ تا ۹۸۷ تا ۹۸۸ تا ۹۸۹ تا ۹۹۰ تا ۹۹۱ تا ۹۹۲ تا ۹۹۳ تا ۹۹۴ تا ۹۹۵ تا ۹۹۶ تا ۹۹۷ تا ۹۹۸ تا ۹۹۹ تا ۱۰۰۰

الحجرہ ۱۵

۵۷۹

رہما ۱۳

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنۡ
جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں مگر جو
اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ
تیری راہ چلا بہتے ہوؤں میں اور دوزخ پر حلقہ وعدہ ہے
اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ
ان سب کا اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے واسطے ان میں سے
جَزْءٌ مَّقْصُوْمٌ ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِیْ جَنَّتٍ وَعِیُّوْنَ ﴿۳۵﴾
ایک فرقہ ہے بانٹا ہوا ف پر ہیزگار ہیں باغوں میں اور چشموں میں قلعہ
اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِی صُدُوْرِهِمْ
کہیں گے ان کو جاؤ ان میں سلامتی سے خاطر جمع سے ق اور نکال ڈالی ہم نے جو انکے جیوں
مِّنۡ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۳۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ
میں بھی تنگی بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے ق نہ پہنچے گی ان کو
فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرِجِيْنَ ﴿۳۸﴾ نَبِیُّ
وہاں کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے خبر سنا دے
عِبَادِیْ اِنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِیْ
میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصلی بخشنے والا ہر بان غلہ اور یہ بھی کہ میرا عذاب
هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۴۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ
وہی عذاب دردناک ہے ق اور حال سنا دے ان کو براہیم کے ہمانوں
اِبْرٰهِيْمَ ﴿۴۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْہِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ
کا لہ جب چلے آئے اس کے گھر میں اور بولے سلام وہ بولا
اِنَّا مِنْکُمْ وَجَلُوْنَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَا تُوْجَلُ اِنَّا نَبِّشُرُکَ
ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ق بولے ڈر مت ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں

۳۲

۳۳

منزل ۳

اپنا دشمن سمجھیں اور ان کے بہکانے اور ورغلانے میں نہ آسکیں یہ قصہ آگے بھی جہاں کہیں مذکور ہوگا اس سے ہی مقصود ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا میں
وضع قرآن ۱۱ جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے ویسے دوزخ کے سات دروازے ہیں بدعمل والوں پر بانٹے ہوئے۔ شاید بہشت کا
ایک دروازہ زیادہ وہ ہے کہ بعض لوگ فضل سے جاویں گے بغیر عمل باقی میں دروازے برابر ہیں ۱۲ منہ ۱۱ سلامتی سے یعنی کسی طرح کی بے آرامی نہیں یا سلام علیک
سے کہ فرشتے ان سے کہیں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۱ یعنی دنیا میں جو کچھ آپس میں خفگی تھی جی صاف ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دوا دیوں میں خفگی رہی ہے اور دونوں بہشتی ہیں جیسے
حضرت کے اصحاب ۱۱ الا قصہ فرمایا کہ ایک بار فرشتے اتارے ایک جا خوشخبری دیتے اور ایک پر پتھر برساتے تا معلوم ہو کہ اس کی دونوں صفتیں پوری ہیں بندے نہ دیر ہوں نہ آس توڑیں
۱۱ ظاہر کچھ سبب نہ تھا ڈر کا اور ان کے ساتھ جو حکم تھا ادب کا حضرت ابراہیم کے دل پر اس کا اثر پڑا دل کی صفائی سے یہ ہوتا ہے۔

آدم کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں جب میں اس کے جسمانی نقوش اور اس کے اعضاء کو مکمل کر لوں اور اس میں جان ڈال دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔ روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو بدن کی حیات کا سبب عادی ہے، روح کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف اظہار شرف کے لئے ہے والروح جسم لطیف اجدی اللہ العادۃ بان یخلق الحیوة فی البدن مع ذلک الجسم حقیقۃ اضافۃ خلق الی خالق فالروح خالق من خلقہ اضافہ الی نفسہ تنزیہاً و تکریمًا قرطبی ج ۱ ص ۱۲۷ تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اس لئے آدم کے ساتھ اس کی دشمنی ظاہر ہے۔ اِنَّ ابْلِسَ مُسْتَشْنِی مُنْقَطِعٌ ہُوَ

الحجرہ ۱۵

۵۸۰

ربما ۱۳

بِخُلْمٍ عَلَيْهِ ۝۵۳ قَالَ ابَشِّرْ تُسَوْنِي عَلَىٰ أَن مَّسَّنِي الْكِبَرُ

ایک ہوشیار لڑکے کی بولا کیا خوشخبری سناتے ہو مجھ کو جب پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا

فَلِمَ تُبَشِّرُونِ ۝۵۴ قَالُوا ابَشِّرْ نَكَاحًا بِحَقِّ فَلَا تَكُنْ

اب کا ہے پر خوشخبری سناتے ہوٹ بولے ہم نے تجھ کو خوشخبری سنائی ہے سومت ہو تو

مِّنَ الْقَنَاطِينِ ۝۵۵ قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهِ

نا امیدوں میں بولا اور کون آس توڑے اپنے رب کی رحمت سے

إِلَّا الضَّالُّونَ ۝۵۶ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝۵۷

مگر جو گمراہ ہیں بولا پھر کیا ہم سے تمہاری لگے اے اللہ کے بھیجے ہوئے

قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۝۵۸ إِلَّا آلَ لُوطٍ

بولے ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں ایک قوم گناہ کار پر مگر لوط کے گھرانے

إِنَّا لَمُنَجِّوهُمْ أَجْمَعِينَ ۝۵۹ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا لِإِنَّهَا

ہم ان کو بچا لیں گے سب کو مگر ایک اس کی عورت ہم نے بھڑا لیا وہ ہے

لِمَنِ الْغَابِرِينَ ۝۶۰ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ۝۶۱

رہ جانے والوں میں وہ پھر جب پہنچے لوط کے گھر وہ بھیجے ہوئے

قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ ۝۶۲ قَالُوا بَلْ جُنُنكَ بِمَا

بولا تم لوگ ہو ادھر سے بولے نہیں ہند ہم نے کرا آئے ہیں تیرے پاس

كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝۶۳ وَآتَيْنَكَ بِالْحَقِّ وَاتَّكَا

بیز جس میں وہ جھگڑتے تھے وہ اور ہم لائے ہیں تیرے پاس سچی بات اور ہم

نَصِدْ قَوْمٌ ۝۶۴ فَاسْرِبَا هَلَاكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الْيَلِّ وَالْيَلُّ

سج کہتے ہیں سولے نکل اپنے گھوڑوں کو کچھ رات رہے سے اور تو چل

أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ

ان کے پیچھے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی اور چل جاؤ جہاں

مزل ۲

خیال ان کے دلوں میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو نافرمانی اور تحقیر بشر کی یہ سزا دی کہ اس کا نام فرشتوں کی فہرست سے خارج کر کے تاقیامت اس کو ملعون و مغضوب کر دیا۔ اِنَّمَا آغْوَيْنِي فِي مَآ مَصْرَبٍ ہے۔ ابلیس نے کہا میرے پروردگار! تو نے مجھے راندہ بارگاہ تو کر دیا ہے اب میں بھی تیرے موضع قرآن کی خبر اللہ کو ہے۔ ایک بات پر دعویٰ کرنا یقین کر کر یہی کفر کی بات ہے لیکن دل کے خیال پر پکڑ نہیں جب منہ سے دعویٰ کرے تب گناہ آتا ہے۔ وَاوَدَّ عَصَاكَ تَحْقِیْ لٰكِن حَقِّ تَعَالٰی بِغَيْرِ تَقْصِیْرِ ظَاہِر كے عذاب نہیں کرتا ایک حکم ایسا بھیجا کہ اُس سے نہ ہوسکا وہ یہ کہ منہ پھیر کر نہ دیکھو۔ پھر اس گناہ پر عذاب میں پکڑا۔ وَاٰیٰتِیْ ہم اوپر سے آدمی نہیں فرشتے ہیں قوم پر عذاب لائے ہیں۔

کیونکہ ابلیس فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا بیسیا کہ سورہ کہف ۷۷ میں ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ رَّبِّهِ اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر ابلیس فرشتہ نہیں تھا تو سجدہ نہ کرنے سے نافرمان کیوں ٹھہرا کیونکہ سجدہ کا حکم تو فرشتوں کو دیا گیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اور زہد و عبادت کی وجہ سے مرتبہ میں فرشتوں سے بھی بلند تھا اس لئے تنسیباً اسے بھی فرشتوں میں شمار کیا گیا اس طرح فرشتوں کے ساتھ وہ بھی مامور تھا۔ کان جنیا مفرقا مغورا بالوف من الملائكة فعد منهم تغلیبا ازج تغلیبا روح ج ۱ ص ۱۴۷ حضرت شیخ فرماتے ہیں ابلیس کو بھی سجدہ کا باقاعدہ حکم ہوا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِیَّا بَلِیْسَ مَا مَنَعَكَ اَنْ اَنْ تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ (اعراف ۲۷) لیکن یہاں تعجب میں اس کا ذکر ترک کر دیا گیا ہے جیسا کہ کوئی غلط کہے میں نے فلاں شہر والوں کو مسئلہ توجید سنایا تو انہوں نے مان لیا مگر فلاں شہر والوں نے نہیں مانا۔ یہاں اس نے دوسرے شہر والوں کو وعظ کرنے کا ذکر حذف کر دیا اسی طرح یہاں ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم تعبیر میں حذف کر دیا گیا ہے۔ ۵۸۰ ابلیس نے جواب دیا کہ جس بشر کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے اسے سجدہ کرنا میرے شایان شان نہیں تھا کیونکہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور آگ بہر حال مٹی سے افضل دائی ہے۔ اراد ابلیس انہ افضل من آدم لان آدم طینی الاصل و ابلیس ناری الاصل والنار افضل من الطین (دخان ج ۱ ص ۱۷۷) اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس سب سے پہلا شخص ہے جس نے بشر کو حقارت کی نظر سے دیکھا اس کے بعد ہر زمانہ میں اس نے مشرکین کو بہکایا اور بشر کے حقیر ہونے کا خیال ان کے دلوں میں ڈالا۔

سورہ کہف ۷۷ میں ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ رَّبِّهِ

۵۸۰

[illegible]

مابوس نہ ہوں اور مغفرت کے پیش نظر میری نافرمانیوں پر دلیر نہ ہو جائیں کیونکہ میں عذاب بھی دے سکتا ہوں اور میرا عذاب شدید تر ہے عذاب ہو گا۔ ۵۲ یہ ابتداء سورت کے ساتھ متعلق ہے۔ ابتداء سورت میں فرمایا مسئلہ مان لو ورنہ میرا عذاب آجائے گا اور معاندین ائم سابقہ کی طرح پچھتاؤ گے اب یہاں سے تحویف دنیوی کے پانچ نمونے بیان کئے جا رہے ہیں تین ائم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔ یہ نمونہ اول کی تمہید ہے۔ قَالَ اِنَّكُمْ وَجُلُوتُمْ سے پہلے ارجح ہے یعنی فرشتوں نے آکر سلام کہا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فوراً اٹھ کر اندر چلے گئے اور قہمانوں کے لئے پچھراذبح کر کے اور تل کر لے آئے جب دیکھا کہ کھانے کے لئے وہ ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو فرمایا ہم تو تم سے ڈر رہے ہیں الخ جیسا کہ مسلسل قصہ سورہ ہود اور ذاریات وغیرہ میں مذکور ہے۔ القصہ فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کی خوشخبری دی تو اس پر انہوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ اس بڑھاپے میں فرزند؟ قَالُوا بَشَرٌ نِّفَاحٌ بِالْحَقِّ اِنَّ فرشتوں نے کہا ہم آپ کو پختہ بات کی خوشخبری دے رہے ہیں اور ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ ۵۳ قَالَ قَمَّا خَطْبُكُمْ تَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (ع)

ربما ۱۳ ۵۸۲ الحجرہ ۱۵

لَيَا مَآءٍ مُّبِينٍ ۵۹ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحَجَرِ

واگتہ میں کھلے راستہ پر وا اور بے شک جھٹلایا ۵۹ حجروالوں نے

السَّوْءِلِيْنَ ۶۰ وَاتَيْنَهُمْ اٰيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا

رسولوں کو ق اور دیں ہم نے ان کو اپنی نشانیاں سورہ سے ان سے

مُعْرِضِيْنَ ۶۱ وَكَانُوا يَنْجِتُوْنَ مِنَ الْحَبَالِ

منہ پھیرتے اور تھے کہ تراشتے تھے پہاڑوں کے

بَيُوتًا اَمِيْنٍ ۶۲ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۶۳

گھر اطمینان کے ساتھ پھر پکڑا ان کو چٹکھارنے صبح ہونے کے وقت

فَمَا اَغْنٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۶۴ وَمَا خَلَقْنَا

پھر کام نہ آیا ان کے لئے جو کمایا تھا اور ہم نے بنائے نہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ ۶۵

آسمان ۶۵ اور زمین اور جو دیکھا ان کے منہ میں ہے بغیر حکمت اور

اِنَّ السَّاعَةَ لَا تِيْهُ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۶۶

قیامت بے شک آنے والی ہے سو کنارہ کر اچھی طرح کنارہ قی

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلْقُ الْعَلِيْمُ ۶۷ وَلَقَدْ اَتَيْنَكَ

تیرا رب جو ہے وہی ہے پیدا کرنے والا غیر دار اور ہم نے دی ہیں تجھ کو

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ ۶۸

سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجے کا قیامت

تَمُدَّنْ عَيْنِيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنٰ بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

ڈال اپنی آنکھیں ان چیزوں پر جو برتنے کو دیں ہم نے ان میں سے کئی طرح کے لوگوں

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۶۹

کو اور نہ غم کھا لے ان پر اور جھکا اپنے بازو ۶۹ ایمان والوں کے واسطے

۵۹

۵۹

۵۹

۵۹

۵۹

۵۹

منزل ۳

تو حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا خدا سے ڈرو اور غم کرو، یہ میرے مہمان ہیں اور مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کیا ہم نے تمہیں منع نہیں کر رکھا کہ تم لوگوں کو پناہ دے کر تم سے بچانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ لہذا ان کی حمایت مت کرو اور ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔ اِیْ عَنِ اجَاةٍ اَحَدٍ مِنْهُمْ وَحِيلَ لَكَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ اَلْخ (روح ج ۱۴ ص ۵۲) یہ ادخال الہی ہے۔ جملہ قسمیہ ہے لَعَنَّا ۱۴ مبتدا ہے اور قسمی اس کی خبر و جواباً

موضع قرآن ۱۵ بن کے رہنے والے یعنی قوم ثعلیب مدین میں رہتے تھے اور پاس اس شہر کے درختوں کا بن تھا وہاں بھی رہتے تھے۔ ۱۵ حجر والے فرمایا مثود کو ان کے ملک کا نام حجر تھا۔ ۱۵ پہلی امتوں کا حال سنا کر فرمایا کہ یہ جہاں خالی نہیں پڑا سر پر ایک مدبر ہے ہر چیز کا تدارک کر نیوالا راندراک آخر کو قیامت ہے اور کنارہ پکڑنے کو فرمایا جب حکم پہنچا چکے اور کا فرض نہ پڑے تب حکم ہوا کہ جھگڑنے کا فائدہ نہیں وعدہ کی راہ دیکھو۔

خدا وف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کرم و محترم کوئی شخصیت پیدا نہیں فرمائی اور حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی زندگی کی قسم نہیں کھائی ما خلق اللہ تعالیٰ وما ذرأ وما أبرأ نفساً اکرم علیہ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما سمعت اللہ سبحانه اقسح حجیة احد عنہ (روح) میرے پیغمبر مجھے تیری زندگی کی قسم وہ اپنی گمراہی میں مست اور سرگردان تھے یا یہ فرشتوں کا قول ہے اور حضرت لوط علیہ السلام سے خطاب ہے۔

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا: مقسم بہ یعنی جس چیز کی قسم کھائی جائے اس کے اعتبار سے قسم کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) یہ کہ مقسم بہ کو عالم الغیب اور قادر و متصرف سمجھ کر اس کی قسم کھائے اور یہ عقیدہ ہو کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اگر میں نے اس قسم کو توڑا تو وہ مجھے ضرر اور نقصان پہنچانے پر قادر ہے غیر خدا کی اس نیت سے قسم کھانا شرک ہے۔ حضور علیہ السلام نے غیر اللہ کی اسی نوع کی قسم کو شرک قرار دیا ہے۔ من حلف بغیر اللہ فقد أشرك (۲) وہ قسم جس میں مقسم بہ کو بطور دلیل و شاہد پیش کرنا مقصود ہو قرآن مجید کی اکثر بیشتر قسمیں اسی نوع کی ہیں مثلاً وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ مندرجہ ذیل مصرع میں بھی اسی نوع کی قسم ہے۔ ع قسم بلب نے گون تو وزلف شبگون تو کہ تو محبوب دلربائی یہ قسم غیر اللہ کی جائز ہے۔ (۳) یہ کہ مثلاً یوں کہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے فلاں نعمت چھین لے۔ جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے مقابلے میں فرمایا تھا۔ ے

شکلت بنیتی ان لم تروها

تشیر النقم من طرفی کدا

(ترجمہ) میری بیٹی مرے اگر تم ان (ہمارے گھوڑوں) کو کدرا پہاڑ کی جانب سے گرد اڑاتے ہوئے دیکھ کر فتنہ کرنے کے لئے کہہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے، نہ دیکھو چنانچہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا فوج اسلام کدرا پہاڑ کی جانب سے مکہ میں داخل ہونا کہ حسان کی قسم پوری ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے شکلت بنیتی کو قسم قرار دیا ہے۔ (۴) یہ کہ قسم سے دعا مقصود ہو مثلاً کوئی شخص اپنے محبوب کو اعتماد میں لینے کے لئے یوں کہنے کے بجائے کہ اگر میں جھوٹ بولوں

تو اللہ تعالیٰ مجھ سے تجھ ایسا دلربا محبوب چھین لے، اس طرح قسم کھائے کہ مجھے تیری زندگی کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں یعنی خدا کرے تو زندہ رہے اور تیری زندگی مجھے بہت محبوب ہے۔ لَعَمْرُکَ اسی نوع کی قسم ہے ۵۸۳ ترتیب قصہ میں یہ مَذْمُومٌ مُّصِیْبٌ جِنِّ کے بعد ہے۔ مُّشْرِقِیْنِ یہ أَخَذَ تَہْمٌ میں ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی عذاب نے ان کو سوز چمکنے تک اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ عذاب کی ابتداء صبح صادق سے ہوئی اور سورج چمکنے تک ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ موضع قرآن ولا یعنی تیرا کام دل پھیر دینا نہیں کہ خدا سے ہو سکتا ہے جو کوئی ایمان نہ لادے تو غم نہ کھا۔ ۷ کا فرستے تھے سورتوں کے نام تو آپس میں ٹھٹھے سے بانٹتے کوئی کہتا میں بقرہ لیا گیا مائدہ تجھ کو عنکبوت دوں گا۔ ۷ یعنی موت کہ بے شک ہے

فتح الرحمن ۷ مترجم گوید یعنی براہی کتاب کہ بعض آیات عمل میگرد و بر بعض نہ واللہ اعلم ۱۲۔

الحجرہ ۱۵

۵۸۳

ربما ۱۳

وَقُلْ إِنِّي أَنَا السَّادِرُ السَّابِقُ ۹۸ كَمَا

اور کہہ کہ میں وہی ہوں ڈرانے والا کھول کر و جیسا

أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ۹۹ الَّذِينَ

ہم نے بھیجا ہے ان بانٹنے والوں پر ۹۹ جنہوں نے

جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۱۰۰ قَوْمَكَ

کیا ہے ۱۰۰ قرآن کو بوٹیاں ۱۰۰ سوہتم ہے تیرے رب کی

لَنْسَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۱۰۱ عَمَّا كَانُوا

ہم کو بلو پھنسا ہے ان سب سے جو کچھ وہ

يَعْمَلُونَ ۱۰۲ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ

کرتے تھے ۱۰۲ سو سنا دے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا اور

أَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۱۰۳ إِنَّا كَفَيْنَاكَ

پروا نہ کر مشرکوں کی ہم بس ہیں تیری طرف سے ۱۰۳

الْمُسْتَهْزِئِينَ ۱۰۴ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ

سٹھٹھ کرنے والوں کو جو کہ بٹھراتے ہیں اللہ کے

اللَّهُ إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۱۰۵ وَ

ساتھ دوسرے کی بندگی سو عنقت ریب معلوم کر لیں گے اور

لَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا

ہم جانتے ہیں کہ تیرا دل تنگ ہے ان کی

يَقُولُونَ ۱۰۶ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ

باتوں سے سو تو یاد کر غریباں اپنے رب کی اور ہو

السَّاجِدِينَ ۱۰۷ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۱۰۸

سجدہ کرنے والوں سے اور بندگی کئے جا اپنے رب کی جب تک آئے تیرے پاس یقینی بات نہ

قيل اول لعذاب كان عند الصبح وامتد الى شروق الشمس فكان تمام الهلاك عند ذلك (قرطبي ج ۱۰ ص ۱۰۰) الْمُتَوَسِّمِينَ اَي الْمُتَفَكِّرِينَ
یعنی دھیان دینے اور غور و فکر کرنے والے اصل میں اس کے معنی ہیں الناظرین الى سمة الشئ یہاں سوچ بچار سے کنایہ ہے۔ سَبِيلٌ مُّقِيمٌ شاہراہ عام
جرثلی سڑک، قائم اور ثابت راستہ جو ابھی تک موجود ہے اور لوگ اس پر آمد و رفت رکھتے اور قوم لوط کی ہلاکت کے آثار دیکھتے ہیں۔
(تَبَسُّبِلٌ مُّقِيمٌ) ثابت یسلكہ الناس لم یندرس بعد و هم یبصرون تلك الاثار و هو تنبيه لقريش الغرمدارک ج ۲ ص ۲۱۷۔ اہل مکہ!
دیکھ لو قوم لوط نے ہمارا پیغام نہ مانا تو ہم نے ان کا کیا حشر کیا تم ان کی بستی کے پاس سے گزرتے ہوئے ان کی تباہی کے آثار اپنی آنکھوں سے
دیکھتے ہو۔ ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو اور عناد و الحاد سے باز آ جاؤ۔ ۵۲۶ یہ تحویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ اَصْحَابُ الْاَيْكَةِ حضرت
شعیب علیہ السلام کی قوم الایکۃ درختوں کے جھرمٹ کو کہتے ہیں یہ درختوں کے جھرمٹوں میں آباد تھے اس لئے اس نام سے موسوم کئے گئے
اصحاب الایکۃ هم قوم شعیب علیہ السلام کبیر ج ۵ ص ۱۱۷، ان لوگوں نے بھی پیغام توحید کی تکذیب کی اور ہلاک کر دئے گئے یہ دونوں آبادیاں
یعنی قوم لوط اور قوم شعیب کی، شاہراہ اعظم پر واقع ہیں تم اپنے سفروں میں ان کے پاس سے گزرتے ہو پھر عبرت کیوں نہیں پکڑتے۔ ۵۲۷
یہ تحویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے اَلْحُجْرَیْکِ وادی کا نام ہے جس میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود آباد تھی۔ قَالَ الْمَفْسِدُونَ الْحِجْرَ
اسم واد کان یسکنه ثمود کبیر، قوم ثمود کے پاس بھی ہم نے اپنا پیغام بھیجا مگر انہوں نے ماننے کے بجائے اس سے اعراض کیا۔ وہ پہاڑوں کو
کاٹ کر رہنے کے لئے مکان بنا لیتے تھے اور نہایت پُر امن اور چین کی زندگی بسر کر رہے تھے مگر مسئلہ توحید کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب اور
عتاب کے مورد ٹھہرے۔ ۵۲۸ مَا کَانُوا یُکْسِبُونَ سے شرک اور اعمال مشرکانہ (معبودان باطلہ کو پکارنا وغیرہ) اور افعال خبیثہ مراد ہیں۔ مَا کَانُوا
یکسبون من الشرک والاعمال الخبیثۃ (معالم و خازن ج ۲ ص ۱۲۷) یعنی جب ہمارا عذاب آگیا تو غیر اللہ کی پکار سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔
اور نہ ان کے مزعومہ کارسازوں نے ان کی مدد اور دستگیری کی مشرکین مکہ! تمہارا بھی حشر ہو گا اور جن کو تم نے خدا کے سوا کارساز اور
متصرف سمجھ رکھا ہے آج سے وقت میں ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ یہی مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے۔ مثلاً
فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ (ہود ۹۶) اور دوسری جگہ ارشاد ہے وَ کَوْلَا نَصْرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ
اللّٰهِ قُرْبَانًا (الحقافہ ۲۹) تحویف دنیوی کے تین نمونے اہم سابقہ سے بیان کرنے کے بعد دوسری مختصر عقلی دلیل کا ذکر فرمایا۔ یعنی ہم نے زمین
و آسمان کو اظہار حق اور اثبات توحید کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری قدرت کاملہ پر شہادت دے وَ رَأٰتِ السَّاعَةِ الخ یہ
تحویف اخروی ہے۔ فَاصْلَحْ الصَّفَحَ الْجَمِیْلَ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلی تسلی ہے کہ معاندین استہزار کرتے ہیں تو آپ درگزر فرمائیں
استہزار کا بدلہ ہم ان کو دے دیں گے۔ هُوَ الْخَلْقُ الْعَلِیْمُ الخلاق مبالغہ کا صبیحہ ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنا اس پر کوئی دشوار نہیں اس کے
لئے بہت ہی آسان ہے۔ ساری کائنات کو پیدا کرنا اور ایک جان کو پیدا کرنا اللہ کے لئے یکساں ہے چنانچہ ارشاد ہے مَا خَلَقْکُمْ وَلَا بَعَثْکُمْ اِلَّا
کَفَّیْسًا وَّ اَحَدًا (القمان ۲۱) یہ دوسری تسلی ہے۔ سَبْعًا مِّنَ الْمُتَنَافِیِّ سے سورہ فاتحہ مراد ہے اور الْقُرْآنُ الْعَظِیْمُ کا عطف تفسیری ہے اور اس سے
بھی سورہ فاتحہ مراد ہے جیسا کہ ایک مرفوع حدیث میں ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ هٰی سَبْعٌ مِّنَ الْمُتَنَافِیِّ وَالْقُرْآنُ
العظیم الذی اوْتِیْتَهُ۔ (اخرجہ البخاری روح ج ۲ ص ۱۷۷) یعنی ہم نے آپ پر سورہ فاتحہ جیسا عظیم الشان انعام فرمایا ہے اس لئے آپ کافروں کی
دنیوی ٹھٹھا کی طرف توجہ نہ دیں۔ یا عطف تفسیر کے لئے ہے اور القرآن العظیم سے قرآن مجید مراد ہے۔ لَا تَهْتَدِیْکَ عَنْتِیْکَ الخ یہ زجر ہے
متعلق بما قبل آدُوَ اَجَا اِی اصنافاً من الکفاد کا لہود والنضادی والمجوس (مدارک ج ۲ ص ۲۱۷) یعنی ہم نے آپ کو سورہ فاتحہ اور قرآن ایسی نعمت عظمیٰ
عطا فرمائی ہے اس لئے کفار کی مختلف جماعتوں کو ہم نے جو دنیوی دولت و ثروت دے دی ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں کیونکہ یہ
دنیوی ساز و سامان محض چند روزہ ہے قَدْ اَعْنٰیْکَ بِالْقُرْآنِ عَمٰی اِیْدِی النَّاسِ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۷۷) جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا
لَا یَعْرِیْکَ تَغْلِبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ (ال عمران ۶۴) یہ تیسری تسلی ہے فرط رحمت و شفقت کی وجہ سے آپ کی خواہش تھی کہ تمام مشرک ایمان لے آئیں
اور دوزخ سے بچ جائیں اس لئے بطور تسلی آپ سے فرمایا کہ آپ مشرکین کے متواتر انکار اور مسلسل عناد کی وجہ سے بھی آپ غمزدہ نہ ہوں کیونکہ آپ کا کام
تبلیغ رسالت ہے جسے آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا ہے اگر وہ نہیں مانتے تو یہ ان کی بدبختی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْہُمْ حِیْثُ اَنھُمْ لَمْ یُؤْمِنُوْا وَ کَانَ صَلَّی اللّٰهُ
عَلِیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یُودِیْ اَنْ یُّبْعَثَ اِلَیْہِ وِیْشَقَّ عَلَیْہِ عَلِیُّ السَّلَامُ لَمْ یَدْرِ شَفَقَتَہُ بِقَاءِ الْکُفْرِ عَلَیْ کُفْرِہُمْ (روح ج ۲ ص ۱۷۷)
۵۲۹ آپ نہ کافروں کی ظاہری شان و شوکت اور دنیوی مال و دولت کی طرف دیکھیں اور نہ ان کے ایمان نہ لانے پر غم کریں بلکہ آپ اپنی توجہ مومنوں کی
طرف رکھیں اور ان سے نرمی کا برتاؤ فرمائیں۔ اور جو معاندین مجازات طلب کرتے ہیں ان سے صاف صاف فرمادیں کہ حجرات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں میرے
قبضہ میں نہیں ہیں میں تو کھلا کھلا ڈرسانے والا ہوں اور نہ ماننے والوں کو عذاب الہی سے خبردار کرنے والا ہوں کہ اگر نہیں مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ ۵۳۰ یہ
تحویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے جس میں مشرکین مکہ کی ایک جماعت کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ اَلْمُتَّقِیْنَ سِیْمِیْنَ دِیْبَانِیْ والا، یہ مشرکین مکہ کے حسب ذیل سولہ آدمی
تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ کے دروازوں کو آپس میں تقسیم کر کے ان پر بیٹھ جاتے اور باہر سے آنے والے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر اور بدظن
کرنے تاکہ وہ آپ کے پاس نہ جائیں اور آپ سے قرآن نہ سن پائیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ، ابو جہل،

عاص بن ہشام، ابوقیس بن الولید، قیس بن الفاکہ، زہیر بن امیہ، ہلال بن عبد الاسود، سائب بن صیفی، نصر بن حارث، ابوالبحتر بن ہشام، زمعہ بن حجاج، امیہ بن خلف، اور اس بن مغیرہ دروح ج ۱۲ ص ۱۷۱) ان کا لیڈر ولید بن مغیرہ تھا۔ جو ان سب کو مکہ مکرمہ کے مختلف راستوں پر متعین کرتا اور خود بھی ایک مورچہ سنبھال لیتا۔ یہ ہر آنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شاعر، جادوگر، مجنون وغیرہ بہتان لگا کر آپ سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے۔ قال مقاتل والفراء ہوسستہ عشر رجلا بعثہم الولید بن المغیرۃ ایاہما لموسم فاقستہما اعقاب مکة وانقاہما وخباجہما یقولون لمن سلکھا لا تغتروا بهذا الخارج فینادی علی النبوة فاندھنون وربما قالوا لیسوا عروہا قالوا کاهن وقطبی ج ۱۰ ص ۱۷۱) ان معاندین کو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اور اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔ ۱۷۲ یہ المفسرین کی صفت کا شفع ہے انہوں نے قرآن مجید کے بھی حصے بخرے کر رکھے تھے۔ کبھی کہتے یہ جادو ہے، کبھی شاعری بتاتے اور کبھی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں کہہ دیتے۔ فلسفائے کفر یہ ان کے لئے تحریف اخروی ہے۔ فاصدغ یماؤممر۔ صددغ کے معنی اظہار کے ہیں یعنی جس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ اس کو علانیہ اور بر ملا بیان کریں۔ اور مشرکین کے استہزاء و تمسخر کی پروا نہ کریں۔ یا یہ صددغ الزجاجة سے ماخوذ ہے یعنی جس طرح ٹھٹھے کو توڑ کر اس کے اجزاء کو الگ الگ کر دیا جاتا ہے آپ مسئلہ توحید کو اس طرح واضح کر کے بیان کریں کہ حق و باطل الگ الگ ہو جائیں (درو ج ۱۷ ص ۱۷۱) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو تھی ہار تلی کا ذکر اور تحریف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ المستہزئین سے مشرکین مکہ کے وہ پانچ یا کم و بیش آدمی مراد ہیں جو ہر وقت قرآن اور حضور علیہ السلام کے ساتھ استہزاء و تمسخر کی نئی نئی صورتیں نکالتے رہتے تھے اور آپ کی ہر بات کا مذاق اڑاتے رہتے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، ابوزمعه، اسود بن عبد یغوث (بحر ج ۵ ص ۱۷۱) مقتسمیں اور مستہزئین کی تعداد اور ان کے ناموں کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ یہ لوگ مختلف طریقوں سے آپ کو ستاتے اور آپ سے تمسخر کرتے تھے۔ کبھی راستہ میں کانٹے بچھاتے، کبھی اوپر سے کوڑا کرکٹ پھینکواتے کبھی گندگی اٹھا کر عین حالت نماز آپ کے اوپر ڈال دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان غبار کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا کہ آپ اپنا کام کئے جائیں ان کی پروا نہ کریں ان سے میں خود نمٹ لوں گا۔ چنانچہ ان کو مختلف تکلیفوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اَلَّذِیْنَ یَجْعَلُونَ بِہِ الْمُسْتَهْزِئِیْنَ کے لئے صفت کا شفع ہے۔ ان بد بختوں نے صرف استہزاء پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ انہم لم یقتصروا علی الاستہزاء بہ صلی اللہ علیہ وسلم بل اجذروا علی العظیمۃ الیٰہی الا شراک بہ سبحانہ (درو ج ۱۲ ص ۱۷۱) ۱۷۳ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچویں تسلی ہے۔ اس تعبیر میں کس قدر محبت کا اظہار ہے میرے پیغمبر ہمیں خوب معلوم ہے ان مشرکین کے مشرکانہ کلمات اور ان کے استہزاء سے آپ آزر دہ خاطر اور دل برداشتہ ہو جاتے ہیں۔ مگر آپ ان کی باتوں کو خاطر میں نہ لائیں اور ان پر غم نہ کریں ان سے میں خود حساب کر لوں گا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ الْوُجُہُ آپ اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیں، دن رات شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرنے اور اس کی حمد و ثنائی میں لگے رہیں، اسی کے سامنے جھکیں، ہر قسم کی عبادت رزہانی، بدنی اور مالی، اسی کے لئے بجا لائیں۔ حاجات و مشکلات میں اسی کو پکاریں رکوع و سجود بھی اسی کے سامنے کریں، نذرین منتیں بھی اسی کے نام کی اور اسی کی خوشنودی کے لئے دیں۔ حَتّٰی یَا مَیْکَ الْیَقِیْنُ سے موت مراد ہے یعنی آپ تادم آخر میں اسی عقیدے اور عمل پر قائم رہیں۔ المراد منہ واعبد ربک فی زمان حیاتک ولا تغفل لحظۃ من لحظات الحیاة عن هذه العبادة (کبیر ج ۵ ص ۱۷۱) ان آخری دو آیتوں میں مقصودی مسئلہ بالا اختصار ذکر کر دیا گیا ہے۔

سورۃ الحجر میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ رَبِّمَا يَوْمَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَلَوْ كَانُوا مُمْسِكِينَ ۝ (ع ۱) خصوصیت سورت، وقائع اہم سابقہ سے عبرت حاصل کر کے مسئلہ مان لو ورنہ بھٹتا وگے۔
- ۲۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا ۝ ت ۱۔ مِنْ تَنَازُّلِ السَّمُومِ ۝ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف و نفی شرک فی العلم۔
- ۳۔ إِنَّا مَنَّكُمْ وَجَعَلْنَاكُمْ ۝ (ع ۳) نفی علم غیب از اہل ایم علیہ السلام۔
- ۴۔ أَلَا أَمْرًا كَانَ قَدْ رَزَا أَنَّهُمَا لَيْسَ الْغَيْبُ بَيْنَ (ع ۴) نفی تصرف و اختیار از لوط علیہ السلام۔
- ۵۔ قَالَ إِنَّا كُنَّا قَوْمٌ مُنْكَرُونَ ۝ (ع ۵) نفی علم غیب از لوط علیہ السلام۔
- ۶۔ فَمَا آغْنَى عَنْهُمْ مَتَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ (ع ۶) نفی اختیار و تصرف از معبودان باطلہ۔
- ۷۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۝ (ع ۷) کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت کاملہ پر شاہد ہے۔
- ۸۔ قَسَبِهِمْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۝ (ع ۸) وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَبْأْتِيكَ الْيَقِينُ ۝ (ع ۹) نفی استحقاق انواع عبادت از غیر اللہ و عار، سجدہ، نذر و منت تمام اقسام و انواع عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔
- ۹۔ اس سورت میں تخیلیہ دنیوی کے پانچ نمونے بیان گئے ہیں۔ تین اہم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔
- ۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ طریقوں سے تسلی دی گئی ہے۔

د آج تاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۶۶ء بروز جمعہ صبح ۹ بجے
سورۃ حجر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہ و
صحبہ دائمہ ابداً

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ (۴۶) توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی ہر ظاہر اور پوشیدہ بات کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو متصرف و کار ساز بھی وہی ہے کیونکہ متصرف و مختار وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو۔ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ - تَابَ يُمْبِعُشُونَ - یہ مومنینوں دلیلوں پر متفرع ہے کہ یَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلِقُونَ - پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے، اور آمَوَاتِ عِلْدُ أَحْسَاءُ مَا يَشْعُرُونَ كَيَانٌ يُبْعَثُونَ تیسری دلیل پر متفرع ہے۔ یعنی سب کچھ پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو یہ مشرکین اللہ کے علاوہ پکار تے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں اور سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود (بزرگان خدا) تو فوت ہو چکے ہیں اور انہیں تو اپنے بارے میں بھی معلوم نہیں کہ وہ دوبارہ کب اٹھیں گے تو پکارنے والوں کے حالات سے وہ کس طرح باخبر ہو سکتے ہیں بَلِ الْفِكَهَ الْاَلْوَاحِدُ (۴۷) یہ مذکورہ بالا نمبر پر متفرع ہے اور اصل دعویٰ کا اعادہ ہے جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کار ساز بھی وہی ہے اور حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ وَرَادَّ اِجِلَ كَهْمُ يَهْ شَكُوْیْ هِیْ مَنكِرِیْنِ اِزْ رَاہِ عِنَادٍ وَتَعْنَتْ قُرْآنَ كُوْجُوْ سِرْ اِبَادِیْتِ هِیْ قِصُوْیْ اُوْر كِهَانِیُوْیْ كِیْ كِتَابِ كِهْتَرِ لَیْجُمُكُوْا اُوْر اَرْهَمُ الْاَلْوَاحِدُ لَامِ عَاقِبَتِ كَا هِیْ اُوْر اِسْ مِیْنِ تَحْوِیْفِ اِخْرَوِیْ هِیْ - فَكُ مَنكِرُ الْاَلْذِیْنَ مِّنْ قَبْلِهِمْ الْاَلْوَاحِدُ (۴۸) اللہ کے دین توحید کے خلاف سازشیں کرنے والوں کیلئے تحویف دینی

اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ الْخَيْرِ مِنْ طَرِيقٍ تَبْلِيغٍ كِي تَعْلِمَ بِنُوعِ دَلَائِلِ عَقْلِ وَنَقْلِ اَوْ رُوحِي سَهْلًا تَوْحِيدِ كُو اَوْ اَضَحُّ كَرَكَيْشِ كُو اَوْ اَنْدَارِ كُفْتُو مِيں نَرْمِي اَوْ حَسَنِ اخْلَاقِي سَهْلًا كَامِ لَوْ اَكْرَحَ الْفَعْلِيْنَ كِي طَرَفِ سَهْلِي كِي زِيَادَتِي اَوْ كَانِ سَهْلًا لِيْنَا چَا هُو تُو اَسْ مِيں حُدُّ سَهْلًا زِيَادَتِ كُو اَوْ اَنْ كُو اَسِي قَدَرِ تَكْلِيفِ پَهْنِي اَوْ حَسَنِ قَدَرِ تَمَّ نِي اَنْ كِي بَا قُتُوں تَكْلِيفِ اَكْثَا نِي هِي۔ لِيَكِنْ اَكْرَحَبِرْ كُو اَوْ دَرِ گَزْدَرِ سَهْلًا كَامِ لَوْ تُو اَسْ مِيں تَهْمَارِي بِيْتِ بَهْتَرِي هِي۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا يَهْضُورُ عَلَيَّ السَّلَامُ كِي لِيْ سَهْلِي هِي۔ فَرِيَا اُپْ مُشْرِكِيْنِ كِي شَرَاتُوں پَر مَبْرُكِيں اَوْدِ اَنْ سَهْلِي سِلْسِلِ اِنْكَارِ كِي وَجْهِ سَهْلِيْغِيْنِ نِي هُوں اَوْ دَرِ اَنْ كِي مَكْرُوفِ رِيْبِ كِي وَجْهِ سَهْلِيْغِيْنِي كَا اظْهَارِ كَرِيں اِنَّ اِلَهَ صَعَّ الَّذِيْنَ اَتَّقَوْا اِلَهَ جَمْلًا مَابِقِلِ كِي لِيْ عِلْتِ هِي۔ كِيُونَكِي اللّٰهُ تَعَالٰی اِيْنِيْ پَر مَبْرُكِيں اَوْدِ اَوْ خَلَصِ بِنْدُوں كَا حَامِي وَنَا صَرِيْ هِي وَهُ مُشْرِكِيْنِ كِي شَرِّ سَهْلًا اُپْ كُو حَفُوظِ رَكْھِيْ گَا اَوْ دَرِ مَوْقِعِ پَر اُپْ كِي حِمَايَتِ اَوْ دَرِ دُفْرَا ئِيْ گَا۔

[illegible]

پہلی عقلی دلیل۔ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ الْخ (۱۶) جو انسان اور زمین و آسمان کا خالق ہے اور جس نے انسان کے فائدے کی خاطر تمام چوپائے پیدا کئے وہی سب کا کارساز ہے۔

دوسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ الْخ (۱۷) آسمان سے بارش برسا کر مردہ زمین میں سرسبز و شاداب کھیتیاں اور باغات لگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سورج چاند دن رات بحر و بر چیز اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہے لہذا مختار و کارساز بھی وہی ہے۔ اسکے بعد آفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ سے ثمرہ دلیل بیان کیا گیا ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ الْخ (۱۸) اس سے نفی شر فی العلم مقصود ہے۔ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ — تَا — آبِئَانِ يُبْعَثُونَ مذکورہ بالاتینوں دلیلوں پر متفرع ہے یعنی معبودانِ باطلہ نے ساری کائنات میں سے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ غیب بھی نہیں جانتے۔ اِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ یہ مذکورہ بالاترہ پر متفرع ہے اور اصل دعویٰ کا اعادہ ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ اَوْ كُمْ يَرْوُا اِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْخ (۱۹) ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے کوینی احکام کی میطع و فرمانبردار ہے لہذا سارے عالم میں متصرف و مختار بھی وہی ہے وَ اِلَٰتُ تَتَّخِذُ الْخ اعادہ دعویٰ توحید و ثمرہ دلیل مذکور۔

پانچویں عقلی دلیل۔ وَاللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ الْخ (۲۰) — تَا — اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (۲۱) یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے اس لئے وہی سب کا کارساز اور سارے عالم میں وہی متصرف و مختار ہے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْخ متعلق بماقبل۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تمہارے معبودانِ باطلہ میں سے کوئی بھی یہ کام نہیں کر سکتا۔ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ الْخ زجر بطور ثمرہ ہے۔

چھٹی عقلی دلیل۔ وَاللّٰهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ اُمَّهَاتِكُمْ الْخ (۲۲) — تَا — لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۲۳) تم اپنی پیدائش میں غور کرو اور آفاق میں نظر دوڑاؤ اور بتاؤ ان کاموں میں اللہ کے سوا کسی اور کو دخل ہے؟ پھر غیر اللہ کو کارساز کیوں بناتے ہو۔ فَاِنْ كَوَّلَا الْخ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ ۖ تَعْلَمُونَ ۚ تَبَعُوا مَا يُلْقِي الرُّسُلُ مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَىٰ عِندِ رَبِّكَ لَبَاسٌ مُبِينٌ ۚ وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ النُّجُومِ فَهُمْ لَمَبْسُوتُونَ ۚ لَا يَخَافُونَ ۚ وَتِلْكَ آيَاتُ الرُّسُلِ ۚ فَذَكِّرْ ۚ وَلَقَدْ فَتَنَّا دَاوُدَ إِذْ قَالَ يَا رَبِّ ارْزُقْنِي زَيْتًا ۖ فَقَتَلْنَا مَا يَخْتَارُ ۚ لَاقَىٰ رَبَّهُ فَأَنْبَتَ الْزَيْتَ ۖ وَجَآءَ الْجَبَّارُ السَّارِقَ ۖ فَوَسَّاهُ الْمُنَاقِبَ ۚ وَلَقَدْ فَتَنَّا أَيُّوبَ إِذْ دَعَا إِلَىٰ تَبَاطُؤِهِ ۖ فَجَاءَهُ مُسْتَضِيًّا ۖ فَزَوَّجْنَاهُ أَهْلًا يَرْضَا ۚ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ إِذْ قَالَ يَا رَبِّ ارْزُقْنِي زَيْتًا ۖ فَقَتَلْنَا مَا يَخْتَارُ ۚ لَاقَىٰ رَبَّهُ فَأَنْبَتَ الْزَيْتَ ۖ وَجَآءَ الْجَبَّارُ السَّارِقَ ۖ فَوَسَّاهُ الْمُنَاقِبَ ۚ وَلَقَدْ فَتَنَّا أَيُّوبَ إِذْ دَعَا إِلَىٰ تَبَاطُؤِهِ ۖ فَجَاءَهُ مُسْتَضِيًّا ۖ فَزَوَّجْنَاهُ أَهْلًا يَرْضَا ۚ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ إِذْ قَالَ يَا رَبِّ ارْزُقْنِي زَيْتًا ۖ فَقَتَلْنَا مَا يَخْتَارُ ۚ لَاقَىٰ رَبَّهُ فَأَنْبَتَ الْزَيْتَ ۖ وَجَآءَ الْجَبَّارُ السَّارِقَ ۖ فَوَسَّاهُ الْمُنَاقِبَ ۚ

وَتَزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّلْكُلِّ شَيْءٍ ۖ اَلْحَمْدُ لَكَ (۱۲۶) آپ کی طرف ہم نے قرآن کی وحی بھیجی جس میں مسئلہ توحید اور باقی بنیادی عقائد اور اصولی احکام بیان کر دیئے۔
 مذکورہ بالا دلائل کے دوران میں حسب مواضع زبر، مشکوٰی، تحلیف اور بشارت وغیرہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ دلائل کے بعد دفع عذاب کے لئے حکم دیا گیا کہ احسان کرو اور ظلم نہ

دوسرا حصہ

تحریمات مشرکین اور کفار کے خلاف علیکم السلام میں
نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِلّٰہِ اَصْفًا سَلِّتُمْ
یہ مذکورہ دونوں شقوں پر لطف و نشر غیر مرتب کے طور پر تفسیر
ہے ھَذَا اَحْلَالٌ سے نذر غیر اللہ اور ھَذَا اَحْذَارٌ کی تحریمات
غیر اللہ۔

خاتمه

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً اَخْرَجْنٰهُ (۱۶) آخر میں
نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم
علیہ السلام سے دلیل نقلی ذکر کی گئی ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ
اَنْ اتَّبِعْ الْخُرْقٰنَ یہ نفی ہر دو شرک پر دلیل وحی ہے۔
اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ الْعِلْمِ طریق تبلیغ کا ذکر
ہے۔ وَاَصْبِرْ وَمَا صَابِرٌ اِلَّا بِاللّٰهِ اَخْرَجْنٰهُ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نسلی ہے۔

حصہ اول — نفی شرک فی التصرف

۱۷ یہ مقصود سورت کا ذکر ہے۔ یعنی تم دعوت توحید
کا انکار، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے اور
عذاب مانگتے ہو لو تیار ہو جاؤ عذاب الہی آنے کو ہے۔
أَمْرًا لِلَّهِ یعنی اللہ کا عذاب۔ واصلہ لفظ عقابہ لمن احام
على الشراہ و کذب رسولہ دقرطبی ج ۱۰
۱۸ اللہ تعالیٰ شریکوں سے پاک ہے لہذا تم بھی
اسے شریکوں سے پاک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک
مت بناؤ کیونکہ یہ شرک ہی عذاب کا سبب ہے بَعْمَا يُفْتَرُونَ
میں مآ سے معبودان باطلہ مراد ہیں اور اس کے بعد
قَدْ كُفِّرْ كَوَابِهِمْ أَحَدًا مخدوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک
سے پاک ہے لہذا کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ **۱۹** یہ
دعوئی توحید کا ذکر ہے جس کے انکار کی وجہ سے عذاب آیا
الشراہ یعنی وحی یہاں اس سے مسئلہ توحید مراد ہے جیسا
کہ اَنْ اَنْذِرُوْا سے اس کی تفسیر کی گئی ہے۔ یہی مضمون

ایک دوسری آیت میں بھی مذکور ہے یُلْقَى الرُّوحُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (مؤمن ۶۷) وحی کو روح اس لئے کہا گیا کہ اس سے مردہ دلوں کو حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے اور مسئلہ توحید کو روح سے تعبیر کیا گیا کیونکہ توحید باری تعالیٰ دین میں بمنزلہ روح ہے۔ جس طرح روح پر بدن کی زندگی منحصر ہے اور روح کے بغیر بدن لاشہ مردار ہے اسی طرح توحید تمام احکام شرعیہ اور اعمال صالحہ کی جان ہے اور توحید کے بغیر تمام اعمال صالحہ رائیگانہ اور تمام عبادات بیکار اور باطل محض ہیں۔ **۵** یہ الروح سے بدل ہے یا اس کی تفسیر ہے۔ یعنی جس روح یعنی وحی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ یہ ہے (روح) اور انذار بمعنی اعلان ہے والمغضیٰ موضح قرآن ول یعنی اللہ کا حکم آپہنچا قیامت کے قائم ہونے یا کافروں پر عذاب آنے کا یہ تفسیر حسینی سے لکھا۔

الفعل ١٤

سورہ النحل کی آیت ۱۰۱ اور اس کی ایک سوائٹھائیس آیتیں ہیں اور سورہ کرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

منشروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

أَتَى أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى

آپہنچا لے حکم اللہ کا سوا اس کی جلدی مت کرو ورنہ وہ پاک ہے اور بہتر ہے

عَمَّا يَشْرِكُونَ ۝١ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ

ان کے شریک بنلانے سے اتار تا ہے فرشتوں کو ۱۵ جہید دے کر

مِنْ أَمْرِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا

اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں کہ خبردار کر دو

أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۚ (٢) خَلَقَ السَّمَوَاتِ

کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو وہ بنائے آسمان لہ

وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ تَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾ خَلَقَ

اور زمین بھیبت بھیبت وہ برسر ہے ان کے نزدیک بکلائے سے

انسان من نطفه فاذا هو حصيم مبین ۵ و

الْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا

چوبیس بنادیئے تمہارے واسطے اس میں جڑ اول ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کے

تَا كُونُ ۛ وَلَكُمْ فِيهَا جِبَالٌ حِجَابٌ رِيحُونَ وَ

حِينَ تَسْرَحُونَ ﴿٦﴾ وَتَحِيلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَى يَدِ

جب چرنے لے جاتے ہو صفہ اور اٹھالے چلتے ہیں بوجھ تمہارے ان شہروں تک

منزل ۳

فتح الرحمن ۱۰۱ یعنی غلبه دین اسلام و تعذیب کفار بقیین شد نیست چیرا شتابی نمکنید ۱۲

اعلموا الناس قولي لا اله الا انت فانتقون (مدارک ج ۲ ص ۱۷۷) یعنی لوگوں کو میری بات بتادو کہ میرے سوا کوئی متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں۔ اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور شرک نہ کرو۔ چونکہ عذاب الہی آنے کا وقت قریب تھا، اس لئے دلائل عقلیہ، نقلیہ اور وحی سے مسئلہ توحید کو خوب واضح کر دیا گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دعویٰ اولیٰ دوسرے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ہے اس لئے پہلے اس پر دلائل ذکر کئے گئے۔ ۵۶ یہ نفی شرک فی المتصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس دلیل میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب غیر خدا کی طاقت اور قدرت سے ماوراء ہیں اور ان تمام امور کا خالق و فاعل

الزحل ۱۶

۵۹۲

دبسم ۳

لَمْ تَكُونُوا بِلِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ

تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار کر بے شک تمہارا رب

لَرَّءَوْفٌ رَّحِيمٌ ۱۰ وَالْجِبَلُ وَالْبِغَالُ وَالْحَمِيرُ

بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے اور گھوڑے پیدا کئے اور چھریں اور گدھے

لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةٌ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۱۱ وَ

کر ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے اور

عَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَكَوْشَاءٌ

اللہ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ سٹلہ اور بعضی راہ کج بھی ہے اور اگر وہ چاہے

لَهْدِكُمْ أَجْمَعِينَ ۱۲ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

تو سیدھی راہ دے تم سب کو وہی ہے جس نے اتارا سٹلہ آسمان سے

مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۱۳

تمہارے لئے پانی اس سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جس میں پیراتے ہو

يُنْذِرُ لَكُمْ فِيهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ

اگاتا ہے تمہارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور

وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ

اور ہر قسم کے میوے اس میں اہل نشانی ہے ان لوگوں کو جو

يَتَفَكَّرُونَ ۱۴ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ

غور کرتے ہیں اور تمہارے کام میں لگا دیا رات اور دن اور

وَالْقَمَرَ ۱۵ وَالنَّجْمُ مُمْسِكَةٌ بِأَمْرِ رَبِّ

سورج اور چاند کو سٹلہ اور ستارے کام میں لگے ہیں اس کے حکم سے

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۱۶ وَمَا ذَرَأَا لَكُمْ

اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو سمجھ رکھتے ہیں اور جو چیزیں پھیلائیں تمہارے

منزل ۳

صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی متصرف و کارساز ہے اور صفات کارساز میں وعدہ لا شرک ہے۔ بالحق یعنی یہ ساری کائنات اس نے پیدا ہی اس لئے کی ہے تاکہ وہ اس کی وحدانیت اور کمال قدرت پر دلالت کرے اور اس کے بندے اس میں غور و فکر کر کے سمجھ لیں کہ معبود یحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بالحق ای للہ لا علی قدرتہ وان له ان يتعبد لعباد بآل طاعة وان يحیی الخلق بعد الموت (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۷) تعالیٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ اس دلیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں وہ تنہا ہی متصرف و مختار ہے۔ ۵۷ انسان کی پیدائش بھی قدرت خداوندی کا ایک شاہکار ہے مگر انسان ایسا جگر الود اور ناشکر گزار واقع ہوا ہے کہ وہ یہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک خنسیں اور حقیر نطفہ سے پیدا کر کے کس قدر شرف عطا فرمایا ہے بلکہ اٹا اللہ کی توحید اور شکر و شکر میں جگر تبا ہے۔ ۵۸ یہ جو پائے بھی اللہ ہی نے پیدا فرمائے جن کے بالوں سے تم گرم لمبوسات تیار کرتے ہو ان کے چمڑے اور دودھ سے فائدہ اٹھاتے ہو اور ان کا گوشت کھاتے ہو۔ جو پایوں کی پیدائش ایک طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی واضح دلیل ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے استحقاق عبادت میں وعدہ لا شرک ہونے پر روشن برہان ہے۔ جب متصرف و قادر بھی وہی ہے اور منعم و محسن بھی وہی ہے تو شکر بھی اسی کا لازم ہے لہذا ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے اور کارساز بھی وہی ہے۔ ۵۹ مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ جو پائے تمہاری زینت اور شوکت و عزت کا نشان ہیں۔ جب اونٹوں کے گلے بھیڑیوں بکریوں کے رپوڑ اور گائے بھینسوں کے انبوه صبح کو چرنے کے لئے باہر میدان کی طرف نکلتے ہیں اور شام کو واپس آتے ہیں تو اس سے تمہاری دنیوی شان و شوکت نمایاں ہوتی ہے۔ حَبْنٌ تَرْجُوْنَ جب شام کو چراگہ لاتے ہو حَبْنٌ تَسْتَرْجُوْنَ اور جب چرانے لے جاتے ہو۔ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ ان چوپایوں میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے تم بار برداری کا کام لیتے ہو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے یہ تمام چیزیں تمہارے فائدے کے لئے پیدا کی ہیں۔ وَالْجِبَلُ وَالْبِغَالُ وَالْحَمِيرُ الخ گھوڑے، چرا اور گدھے تمہاری سواری اور زینت و آرائش کے لئے پیدا کئے۔ وَزِينَةٌ یہ مفعول لہ ہے اور لَتَرْكَبُوهَا کے محل پر معطوف ہے (مدارک) یا یہ فعل مقدر کا مفعول ہے ہے ای وحملہا زینۃ یا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے ای ولتتزينوا بہا زینۃ (روح) سٹلہ قَصْدٌ بمعنی سیدھا اور مستقیم سیدھا راستہ یعنی توحید جو

۵۷ دوسری عقلی دلیل

موضح قرآن و یعنی اس قدر قدرتیں دیکھ کر صاف معلوم ہوتی ہیں اس کی خوبیاں اور جس کی عقل سیدھی نہیں وہ بہتتا ہے ۵۸ چار چیزوں سے بندوں کے کام لگ رہے ہیں صریح لیکن اور ستاروں سے کچھ ظاہر ہیں ان کو کام نہیں ان کو بعد افرمایا۔

دلائل سے مدلل اور واضح ہو چکا ہے یہی وہ راستہ ہے جو اللہ تک پہنچاتا ہے۔ والہ تعالیٰ ان قصداً لسبیل ومستقیمہ موصل الیہ تعالیٰ وفار علیہ سبحانہ (روح جہ ۱۰) و صہما جباراً سیدھا راستہ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے وہ تو صرف توحید کا راستہ ہے اس کے سوا باقی سب میسرے راستے ہیں۔ وکوشائے کہل انہی یعنی اگر وہ چاہتا تو جبراً سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا مگر اس سے حکمت ابتلا رفوت ہو جاتی جیسا کہ فرمایا وَلَکِنْ لِّیَبْلُوْکُمْ فِیْمَا اَنْتُمْ عَلَیْہِ لَیْسَ لَکُمْ اِلَہٌ اِلَّا ہُوَ دوسری عقلی دلیل پہلی دلیل میں انسان، زمین و آسمان اور چوپایوں کی پیدائش کا ذکر تھا اب ایمان لائے نیز مطیع و عاصی اور مومن و معاند کے درمیان امتیاز قائم ہو جائے **اللہ** دوسری دلیل میں بارش، زمین سے انواع و اقسام رزق کی پیدائش اور نظام شمسی کی تسخیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

آسمان سے بند برسایا جو تمہارے پینے کے کام آتا ہے نیز اس سے زمین میں گھاس اور چارہ آتا ہے جس میں تم اپنے مویشیوں کو چراتے ہو۔ یُنَبِّئُکُمْ بِہِ الْخَبْرَ عَلاوہ ازیں بارش سے غلے، میوے اور پھل پیدا ہوتے ہیں اِنْ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃٌ لِّاُولِیْ الْاَلْبَاسِ یہ تنبیہ ہے تاکہ سامعین ان امور میں غور و فکر کر کے ان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر دلالت لال کریں۔ یعنی علامۃ دالۃ علی قد رتنبأ و وحدانیتنا (خازن ج ۴ ص ۲۷) **اللہ** سارا نظام شمسی بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے جسے اس نے اپنے حکم سے بنی آدم کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ نظام شمسی میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے دلائل کے انبار ہیں جو توحید باری تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ وَمَا ذَرَاکُمْ اَنْزَلْنَا مِنْ اِلَہِ تَعَالٰی نَے جو کچھ بھی پیدا کیا مثلاً انسان، حیوان، حجر و شجر وغیرہ سب کے رنگ مختلف ہیں خواص جدا گانہ ہیں حالانکہ ہر چیز کی پیدائش مٹی اور پانی سے ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کمال قدرت کی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو کائنات کے گہرے مطالبہ سے عبرت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اِیٰی یَنْعَظُوْنَ وَ یَعْلَمُوْنَ اَنْ فِیْ تَصْخِیْرِ هٰذِہِ الْمَوْکُوْنٰتِ لَعَلَّہُمْ عَلٰی وَحْدَانِیۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاَنَّهُ لَا یُقَدَّرُ عَلٰی ذٰلِکَ اَحَدٌ عِندَہُ دُرُطِی ج ۱۰ ص ۲۷) **اللہ** سمندر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے اور اس سے تم گونا گون فوائد حاصل کرتے ہو۔ مچھلی کا تازہ گوشت اس سے حاصل کرتے ہو، سمندر سے قیمتی جواہرات نکال کر زیب تن کرتے ہو۔ سفر کی سہولتوں کے لئے سمندر میں جہاز رانی کرتے ہو اور بغرض تجارت دور دراز ملکوں میں سمندری راستوں سے اپنا مال لے جاتے ہو اور دوسرے ملکوں کی مصنوعات اپنے یہاں درآمد کرتے ہو۔ وَلَعَلَّکُمْ

النحل ۱۶

۵۹۳

ربما ۱۳

فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُہُ ط اِنْ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃٌ لِّقَوْمٍ یَّدَّکَّرُوْنَ ۱۳ وَ هُوَ الَّذِیْ یَخْرِجُ الْبَحْرَ لِنَاسٍ لِّیَاکُلُوْا مِنْہُ لَحْمًا طَرِیًّا وَ یَخْرِجُ مِنْہُ

واسطے زمین میں رنگ برنگ کی اس میں نشانی ہے ان لوگوں کو جو سوچتے ہیں و اور وہی ہے جس نے کھانے کا دیا دریا کو

لَحْمًا طَرِیًّا وَ یَخْرِجُ مِنْہُ حَلِیۃً تَلْبَسُوْنَہَا وَ تَرٰی لِفُلْکَ مَوَآخِرَ فِیْہِ

کہ کھاؤ اس میں سے گوشت تازہ اور نکالو اس میں سے پہنا جو پہنتے ہو اور دیکھتا ہے تو کشتیوں کو کہ جلتی ہیں پانی پھاڑ کر

وَلِیَسْتَبْغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۱۴ وَ اِذَا فِی الْاَرْضِ رَآسِیْ اَنْ یَّمِیْدَ بِکُمْ وَاَنْزِلَ اَیَّ

اور اس واسطے کہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ احسان مانو اور رکھ دیے زمین پر سلاہ جو جھک کر تم کو لے کر اور بنائیں دیاں

وَسُبُلًا لِّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ۱۵ وَ عَلِمْتَ وَاَلَّا تَجْمُ

اور راستے تاکہ تم راہ پاؤ گے اور بنائیں علامتیں اور ستاروں سے

ہُمْ یَهْتَدُوْنَ ۱۶ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَا یَخْلُقُ اَفَلَا تَذْکُرُوْنَ ۱۷ وَ اِنْ تَعَدُّوا نِعْمۃَ اللّٰہِ لَا تَحْصُوْہَا

لوگ راہ پاتے ہیں ک بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اس کے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا تم سوچتے نہیں ۱۷ اور اگر شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو نہ پور کر سکو گے ان کو

اِنَّ اللّٰہَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۱۸ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَسْکُرُوْنَ وَ لَیْسَ شَکُّ اللّٰہِ بِشَیْءٍ وَّ اَللّٰہُ جَانِبًا ہُوَ اَعْلَمُ بِمَا تَحْصَوْنَ

بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو محض اور جن کو پرکارتے ہیں اللہ کے سوائے **اللہ**

جو ظاہر کرتے ہو محض اور جن کو پرکارتے ہیں اللہ کے سوائے **اللہ**

مذکورہ دونوں دیکھیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی توحید پر استدلال کر دے اور اس کی توحید اور اطاعت سے شکر نعمت کا حق ادا کر سکے۔ تقویٰ مومن بحق نعمۃ اللہ تعالیٰ بالاطاعت والموحدہ روح ج ۱۰ ص ۲۷) **اللہ** زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین میں حرکت و اضطراب پیدا نہ ہو اور دریا اور راستے بنائے یہ چیزیں اس لئے بنائیں تاکہ تمہیں راہنمائی حاصل ہو۔ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ اگر صرف سبیل کی مناسبت سے کہا گیا ہو تو مطلب واضح ہے۔ اور اگر اسے پہاڑوں اور دریاؤں کے ساتھ بھی متعلق مانا جائے تو بھی درست ہے کیونکہ پہاڑ اور دریا بھی مختلف ملکوں اور

منزل ۳

تَشْکُرُوْنَ یہ معطوف علیہ مقدر پر معطوف ہے۔ اِیٰی لِّلْعٰتِلِیْنَ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔ یعنی یہ سب کچھ اس لئے بنایا تاکہ تم اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی توحید پر استدلال کر دو اور اس کی توحید اور اطاعت سے شکر نعمت کا حق ادا کر سکو۔ تقویٰ مومن بحق نعمۃ اللہ تعالیٰ بالاطاعت والموحدہ روح ج ۱۰ ص ۲۷) **اللہ** زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین میں حرکت و اضطراب پیدا نہ ہو اور دریا اور راستے بنائے یہ چیزیں اس لئے بنائیں تاکہ تمہیں راہنمائی حاصل ہو۔ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ اگر صرف سبیل کی مناسبت سے کہا گیا ہو تو مطلب واضح ہے۔ اور اگر اسے پہاڑوں اور دریاؤں کے ساتھ بھی متعلق مانا جائے تو بھی درست ہے کیونکہ پہاڑ اور دریا بھی مختلف ملکوں اور موضع قرآن میں پتے رکھے کہ بھول نہ جائیں وہ شاید اس سے مراد جانور ہیں و تلاش کرو اسکے فضل سے یعنی روزی کماؤ سوداگری سے دریا میں و یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاسکو و یعنی راہ موضع قرآن میں پتے رکھے کہ بھول نہ جائیں وہ شاید اس بگہ یہ بات اس پر فرمائی کہ بعضے شخص بات میں لاجواب ہوتے ہیں پر دل میں بات نہیں بٹھتی سو خدا دل پر لکھتا ہے۔

علاقوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے میں ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ اشیاء ابطال شرک میں ہماری راہنمائی کرتی ہیں و يجوز ان يكون تعليلها بالنظر الى جميع ما تقدم من ان تلك الاثار العظام تدل على بطلان الشرك (روح ج ۳ ص ۱۳۱) (لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ) الی مقاصد کم والی توحید ربکم (مدارک ج ۲ ص ۲۱) وَعَلَمْتِ يَهْيَ رَوَاسِيْهِ پرمطوف ہے یعنی راستوں کی علامتیں جن سے منزل مقصود کا صحیح راستہ متعین کیا جاسکے۔ وَبِالْحُجُومِ يَهْتَدُونَ اور رات کو جب ہر طرف گھپ اندھیرا ہو اور مسافر راستہ بھول جائے تو ستاروں کو دیکھ کر وہ اپنی منزل کا راستہ متعین کر سکتا ہے۔ ۱۵ یہ پہلی دونوں عقلی دلیلوں پر متفرع اور ان کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کی تفصیلات سے معلوم ہو گیا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبودوں نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو کیا از روئے عقل یہ ممکن ہے کہ جس نے سب کچھ پیدا کیا ہو اور جس نے کچھ بھی پیدا نہ کیا ہو وہ دونوں برابر ہوں اور دونوں متصرف و مختار اور مستحق الوہیت ہوں؟ نہیں! نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و کار ساز اور مستحق الوہیت ہو سکتا ہے۔ اَفَلَا تَذَكَّرُونَ یہ بات کس قدر واضح ہے مگر تم لوگ اس قدر واضح بیان کے بعد بھی سمجھنے اور نصیحت پکڑنے کی کوشش نہیں کرتے ہو ۱۶ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے اگر صرف ایک ہی میں غور و فکر کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت و صفت میں اور استحقاق عبادت میں واحد و یکتا ہے۔ سارے جہاں میں نہ اس کے سوا کوئی متصرف و کار ساز ہے، نہ عبادت اور پکار کے لائق ہے۔ چہ جائے کہ اس کی نعمتیں بے حد و حساب اور شمار سے ماہر ہوں اور پھر وہ ایسا رحیم و کریم اور غفور و حلیم ہے کہ بندوں کو ان کی ناشکری پر فوراً انہیں پکڑتا اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے اور بندوں کے کفران نعمت کی وجہ سے انعام و احسان کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ ۱۷ یہ توجید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ یعنی پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۸ دونوں دعوؤں پر تین دلائل ذکر کرنے کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ یہ پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے۔ ان دلیلوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین جن بندگان خدا کو بزعم خود متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہیں پیدائش کائنات میں ان کا کوئی دخل نہیں بلکہ وہ خود ایک عاجز مخلوق ہیں۔ اَمَوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءِ یہ تیسری دلیل پر متفرع ہے یعنی سب کچھ جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود تو فوت ہو چکے ہیں، وہ ان کی دعا اور پکار سے بے خبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔ اَلَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے عموم مجاز کے طور پر مشرکین کے تمام معبود مراد ہیں خواہ وہ جماد ہوں خواہ ذوی العقول ہوں و يجوز ان يكون المراد من المخبر عنه بما ذكر ما يتناول جميع معبوداتهم من ذوى العقول وغيرهم فيرتكب في (اموات) عمومًا لمجاز ليشمل ما كان له حياة ثم مات كعزير و سيموت كعيسى والملائكة عليهم الصلوة والسلام والانس من شانہ الحیاة اصلاً كالاصنام روح ج ۳ ص ۱۳۱) شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ موضع قرآن میں اس موضع قرآن کا شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

۱۶	۵۹۴	۱۳
لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۱۰ اَمَوَاتٌ	کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مُرَدَّے ہیں	۲
غَيْرُ اَحْيَاءِ ۱۱ وَمَا يَشْعُرُونَ ۱۲ اَيَّانَ يُدْعَتُونَ ۱۳	جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے و	۳
اَلَهُكُمْ اِلَهٌ وَّاحِدٌ ۱۴ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ	معبود تمہارا اِلہ معبود ہے اکبلا سو جن کو تلہ یقین نہیں آخرت کی زندگی کا	۴
قُلُوْبُهُمْ مُّسْكِرَةٌ ۱۵ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ ۱۶ لَا جَرَمَ	ان کے دل نہیں مانتے اور وہ مغرور ہیں تلہ ٹھیک بات ہے کہ	۵
اَنْ اَللّٰهُ يَعْلَمَ مَا يَسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۱۷ اِنَّهٗ لَا	اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ نہیں	۶
يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ۱۸ وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ قَاذَا اَنْزَلَ	پسند کرتا عزور کرنے والوں کو اور جب کہے تلہ ان سے کہ کب اٹارا ہے	۷
رَبُّكُمْ قَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلٰیْنَ ۱۹ لِيَحْسَبُوْا	ہمارے رب نے تو کہیں کہا نسیاں ہیں پہلوں کی تاکہ اٹھائیں	۸
اَوْ زَارَهُمْ كَاْمِلَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۲۰ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ	بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ ان کے جن کو	۹
يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۲۱ اَلَا سَاءَ مَا يَزْمُرُونَ ۲۲ قَدْ	بہرکاتے ہیں بلا تحقیق سنتا ہے ہمارے بوجھ جو اٹھاتے ہیں البتہ	۱۰
مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَاتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنْ	دغا بازی کر چکے ہیں تلہ جو کچھ ان سے پہلے پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر	۱۱
الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِّنْ فَوْقِهِمْ ۲۳ وَاتَّهُمُ	بنیادوں سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیان پر	۱۲

منزل ۳

میں ان کا کوئی دخل نہیں بلکہ وہ خود ایک عاجز مخلوق ہیں۔ اَمَوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءِ یہ تیسری دلیل پر متفرع ہے یعنی سب کچھ جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود تو فوت ہو چکے ہیں، وہ ان کی دعا اور پکار سے بے خبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔ اَلَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے عموم مجاز کے طور پر مشرکین کے تمام معبود مراد ہیں خواہ وہ جماد ہوں خواہ ذوی العقول ہوں و يجوز ان يكون المراد من المخبر عنه بما ذكر ما يتناول جميع معبوداتهم من ذوى العقول وغيرهم فيرتكب في (اموات) عمومًا لمجاز ليشمل ما كان له حياة ثم مات كعزير و سيموت كعيسى والملائكة عليهم الصلوة والسلام والانس من شانہ الحیاة اصلاً كالاصنام روح ج ۳ ص ۱۳۱) شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ موضع قرآن میں اس موضع قرآن کا شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ "شاید یہ ان کو فرمایا جو میرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں: یعنی جن چیزوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں سب مردے (بے جان) ہیں۔ خواہ وہ ناملاً بت یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مر چکے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے یا انجام وصال کے اعتبار سے مردہ ہیں مثلاً حضرت مسیح، روح القدس اور ملائکہ اللہ جن کی بعض فرقے پرستش کرتے ہیں الخ۔ (تفسیر عثمانی) لہذا جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر حاجات میں صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ ۱۹ یہ اصل دعویٰ کا اعادہ ہے اور پہلے دونوں ثمروں پر متفرع ہے یعنی جب ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور سب کچھ کرنے والا اور سب

کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تم سب کا معبود برحق اور کارساز

صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور رعار اور پکار کے لائق بھی صرف وہی ہے۔ (إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ) لا یشارکہ شئی فی شئی وهو تصدیق بالمدعی وتخصیص

للتبلیغ عقبا قافۃ الحجۃ (ابو السعود ج ۵ ص ۲۷۸)۔ ۲۰

فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ - تِلْكَ آيَاتُ الْكُفْرِ الْمُسْتَكْبِرِينَ زجر مع تخویف اخروی۔ جو لوگ مسئلہ

توحید کو نہیں مانتے اور سرکشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔ ۲۱

توحید پر تین عقلی دلیلوں اور ان کے متعلقات بیان کرنے کے بعد منکرین پر شکوی

کیا گیا کہ وہ قرآن کو کلام الہی ماننے کے بجائے اسے اگلوں کے قصے کہانیاں قرار دیتے ہیں لِيَجْهَلُوا أَوْرَاقَهُمْ

لام عاقبت کا ہے۔ اور یہ ان معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وہ قرآن کو اگلے لوگوں کی کہانیاں کہتے ہیں۔

اچھا اس قول باطل کی عاقبت اور اس کا انجام آخرت میں یہ ہو گا کہ وہ اپنے اور جن کو انہوں نے اس قول

باطل سے گمراہ کیا ہے ان کے گناہوں کا بوجھ پیٹھ پر اٹھا کر سیدھے جہنم میں جائیں گے۔ ۲۲

یہ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین مکہ سے پہلے سرکش قوموں نے انبیاء علیہم السلام کے خلاف منصوبے بنائے مگر ان کے منصوبے خود

ان کی اپنی ہلاکت کا باعث بنے۔ قَاتِلِ اللَّهُ بَنِيَانَهُمْ الخ یہ اقوام گذشتہ کی تباہی و ہلاکت کی تمثیل ہے یعنی ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو ستونوں پر ایک عمارت

بنائیں اور اس کی چھت ستونوں پر ہے مگر پڑے اور بنانے والے اپنی ہی بنائی ہوئی چھت کے نیچے دب کر مر جائیں۔ کحال قوم بنو بنیائنا وعمدہ بالاساطین

قَاتِلِ الْبَنِيَانِ مِنَ الْاسَاطِينِ بَانَ ضَعُضَتْ فَسَقَطَ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ وَمَاتُوا وَهَلَكُوا الخ

د مبارک ۲۰ ص ۱۱) اس لئے اے مشرکین مکہ تم میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے باز آ جاؤ ورنہ تمہارا ہر منصوبہ تمہاری ہی تباہی کا باعث ثابت ہو گا۔ ۲۳

تخویف اخروی ہے۔ یعنی دنیا میں بھی انہیں حق کے خلاف منصوبہ بازی کی سزا دی گئی اور آخرت میں بھی انہیں سر محشر ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ مشرکین کو رسوا کرنے، ان کی اور ان کے معبودوں کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے ان سے سوال کرے گا کہ آج وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی وجہ سے تم

میرے پیغمبروں سے جھگڑا کرتے تھے قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الْخَالِ اِیْلَ عِلْمٍ سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں جو دنیا میں مشرکین کو دعوتِ توحید موضح قرآن و چنائی پر پہنچا نیو سے اور چھت گر پڑی۔ یعنی ان کے فریب اور دغا اٹھا مارے۔ فتح الرحمن ص ۱۱۰

الفصل ۱۶

۵۹۵

ربیع الثانی ۱۳

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۲۱ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ تھی و فلا پھر قیامت کے دن یجزیہم ویقول اَیْنُ شُرَكَاءِی الَّذِينَ كُنْتُمْ

رسوا کرے گا اللہ ان کو اور کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن پر تم کو تشاقون فیہم قال الذین اوتوا العلم

بڑی ضد تھی بولیں گے جن کو دی گئی تھی خبر ان الخزی الیوم والسوء علی الکفرین ۲۲

بیشک رسوائی آج کے دن اور بڑائی منکروں پر ہے الذین تتوفهم الملیکۃ ظالمن انفسہم

جن کی سزا جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں فالقوا السلم ما کنا نعمل من سوء بلی

تب ظاہر کریں گے اطاعت کہ ہم تو نہ کرتے تھے کچھ بُرائی کیوں نہیں ان الله علیم بما کنتم تعملون ۲۳

اللہ خوب جانتا ہے جم تم کرتے تھے سودا خاں ہو ابواب جہنم خلدین فیہا فلینس مثنوی

دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اس میں سو کیا بُرا ٹھکانا ہے المتکبرین ۲۴

وقیل للذین اتقوا ما اذا نزل عزور کرنے والوں کا اور کہا ۲۵

ربکم قالوا خیرا للذین احسنوا فی ہذہ

جہاں رب نے بولے نیک بات جنہوں نے بھلائی کی اس الذنبا حسنہ ۲۶

ولکدار الخیرۃ خیر وکنعم دنیا میں ان کو بھلائی ہے اور آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا خوب

منزل ۲

مداخلہ

بشارت دہی

فتح الرحمن ص ۱۱۰

دیا کرتے تھے (روح) یعنی آج آخرت میں صرف وہی لوگ رسوا ہوں گے جو دنیا میں دعوتِ توحید کو رد کیا کرتے تھے اور غیر اللہ کو کارساز اور عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے۔ ۵۹۶ یہ الکافریں کی صفت ہے اور یہاں سے لیکر فکدیش مٹوئی المٹکدیرین تک اذغال الہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے بیان فرمایا ہے کہ ظالموں یعنی مشرکوں کا یہ حال ہوگا۔ ظالمی انفسہم یہ تتوقفہم کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی یہ مشرکین مشرک کی وجہ سے اپنے اور ظلم کرتے رہے اور مرتے دم تک مشرک پر ڈگے رہے۔ تتوقفہم الملککۃ سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے پر صرف ایک فرشتہ (عزرائیل) ہی مقرر نہیں بلکہ اس کام پر بہت سے فرشتے

۱۶ النحل

۵۹۶

دہما ۱۳

دَارِ الْمُتَّقِينَ ۳۰ جَنَّتٍ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُجْرَى

گھر ہے پر ہمیز گاروں کا باغ میں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ جائیں گے بہتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ كَذَلِكَ

ان کے نیچے نہریں ان سے واسطے دناں ہے جو چاہیں ایسا

يُجْزَى اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۳۱ الَّذِينَ تَتَوَقَّاهُمْ

بدلہ دیگا اللہ پر ہمیز گاروں کو جن کی جان قبض کرتے ہیں

الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا

فرشتے اور وہ سچے ہیں کہتے ہیں فرشتے سلامتی تم پر جاؤ

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۳۲ هَلْ يَنْظُرُونَ

بہشت میں بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے کیا کا فر اب اس کے منتظر ہیں

إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرٌ رَبِّكَ

کہ آئیں ان پر فرشتے ۳۲ یا پہنچے حکم تیرے رب کا

كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ

اسی طرح کیا تھا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا

وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۳۳ فَأَصَابَهُمْ

ان پر پسین وہ خود اپنا بُرا کرتے رہے پھر پڑے ان کے سر

سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَخَاقٌ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ

ان کے بُرے کام اور الٹ پڑا ان پر جو

يَسْتَمِزِعُونَ ۳۴ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ

سمٹھا کرتے تھے اور بولے مشرک کرنے والے ۳۴ اگر چاہتا

اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَ

اللہ نہ پوجتے ہم اس کے سوا کسی چیز کو اور

منزل ۳

ماور میں جو عزرائیل کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اس

سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہو گیا کہ اگر ایک

عزرائیل فرشتہ ایک وقت میں ہزاروں جگہوں میں

حاضر ہو کر لوگوں کی جانیں قبض کر سکتا ہے تو پھر حضور

علیہ السلام بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو سکتے ہیں۔ فَاذْكُرُوا

أَنْبِيََاءَ جَهَنَّمَ أَلَمْ يَخْوَفُوا عَذَابَ اللَّهِ ۵۹۷

کافرا کا حال اور ان کے لئے تحویف اخروی ذکر کرنے کے بعد

اب مؤمنین کا حال اور ان کے لئے بشارت دنیوی و اخروی

کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جب مؤمنین سے قرآن کے بارے

میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ اسے سراپا خیر و برکت قرار

دیتے ہیں۔ لَئِنْ بَيْنَ أَحْسَنُوا خَيْرٌ مَقْدَمٍ حَسَنَةٍ

بتدار مؤخر۔ یہ بشارت دنیوی ہے وَكَذَلِكَ الْآخِرَةُ

یہ بشارت اخروی ہے۔ اَلَّذِينَ تَتَوَقَّاهُمْ الْخَيْرُ

اذغال الہی ہے۔ طَيِّبِينَ یہ ضمیر مفعول سے حال ہے

یعنی درانجائیکہ وہ مشرک کی نجاست سے پاک تھے۔

۵۹۷ تحویف دنیوی ہے۔ مسئلہ توحید کو ایسے ٹھوس

عقلی دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا ہے مگر اس

کے باوجود یہ معاندین اسے نہیں مانتے بلکہ عذاب

مانگتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے جس عذاب سے تو ہمیں ڈرتا

ہے بیشک وہ عذاب لے آ۔ كَذَلِكَ فَعَلَ الْخَلْقُ

گذشتہ سرکش اور معاند قوموں نے بھی ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ

نے انہیں عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا اور یہ ان کے

اپنے ہی اعمال کی سزا تھی۔ فَأَصَابَهُمْ

السلام کا انکار کرتے، دعوتِ توحید کو ٹھکراتے اور بطور

استہزاء و تمسخران سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ

تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کر کے ان کو ان کے مشرکانہ

اعمال اور استہزاء و تمسخر کا دنیا ہی میں مزہ چکھا دیا مشرکین

کہ بھی اگر یہی کچھ چاہتے ہیں تو جلدی نہ کریں اگر وہ اپنی موجودہ

روش پر قائم رہے تو ہمارا عذاب آیا سمجھیں۔ ۵۹۷

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۲۔ تَا۔ اَلَا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۳۔ شکوہ ہے۔ یعنی ہم نے اس قدر دلائل سے ثابت کر دیا کہ غیر اللہ کی عبادت نہ کرو اور حاجات و مشکلات میں مافوق

الاسباب غیر اللہ کو مت پکار و مگر یہ احمق ان دلائل قاطعہ کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو وہ ہمیں غیر اللہ کی عبادت اور غیر اللہ کے لئے تحریکات نہ کرنے دیتا۔ اس

سے پہلے نفی شرک فی النظر پر دلائل ذکر کئے گئے اب یہاں سے اس کے ساتھ نفی شرک فعلی کا ذکر بھی کیا گیا۔ كَذَلِكَ فَعَلَ الْخَلْقُ شَاوِیٌ ہر کوئی بات نہیں۔ ان سے

پہلے مشرکین بھی بطور استہزاء ہی کہا کرتے تھے۔

فتح الرحمن ۱۔ مترجم گوید خدا تعالیٰ این دو سورت برائے بیان حال و حال اہل سعادت و اہل شقاوت نازل فرمود واللہ اعلم ۱۲۔ ۲۔ یعنی عذاب ۱۲۔

۲۸ یہ توحید پر دلیل نقلی اجمالی ہے نیز جواب شکوی ہے۔ ہم اس سے پہلے ہر امت میں رسول بھیج چکے ہیں اور ہر رسول کو ہم نے بھی وحی بھیجی تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے اجتناب کرو۔ جب ہم نے ہر پیغمبر کے پاس اسی مضمون کی وحی بھیجی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو تو تمہارا یہ کہنا غلط ٹھہرا کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے۔ کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور نہ اس کے سوا کسی اور کے لئے عظیمیات کی جائیں۔ ۲۹ طاعوت ہر وہ معبود ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے۔ الطاعوت وهو اسم کل معبود من دون اللہ (خازن)

ومعالموجہ ص ۳۰) المراد به اجتنبوا عبادة ما تعبدون من دون الله فسهى الكل طاعوتاً (کبیر ص ۲۵۴) یا طاعوت سے شیطان اور ہر داعی ضلالت مراد ہے۔ الطاعوت هو الشيطان دکل من يدعوا الى الضلالة (ابو السورجہ ص ۳۱) ۳۰ تخويف دیوی ہے۔ یعنی پہلے مکذبین کا حال دیکھ لو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ ان خصوصاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا ان کے دلوں پر ان کی مسلسل ضد اور عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب آپ ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہ رکھیں۔ ۳۱ یہ بھی شکوہ ہے یعنی یہ مشرکین ایک طرف شرک کرتے اور غیر اللہ کو متصرف و کار ساز جان کر فائز بن چکے ہیں اور ساتھ ہی بڑے شد و مد کے ساتھ حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں۔ بلی وعداً علیہ الخ یہ مشرکین کے قول کا رد ہے فرمایا کیوں نہیں وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا وعدہ فرما چکا ہے جسے وہ لاحالہ پورا کرے گا۔ لیبتین کہہ انہ اس میں حشر و نشر اور بعثت اخروی کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ حشر و نشر اس لئے ہوگا تاکہ حق و باطل کے اختلاف کا آخری اور قطعی فیصلہ کیا جاسکے کیونکہ جب اہل حق کو جنت میں اور اہل شرک کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ تو اس وقت توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں مشرکین کو بھی اختلاف باقی نہیں رہے گا۔ نیز قیامت کا دن اس لئے پیا ہوگا تاکہ مشرکین پر واضح ہو جائے کہ وہ انکار توحید اور انکار حشر میں جھوٹے تھے۔ اس میں کافروں کے لئے تخويف اخروی بھی ہے۔

الفعل ۱۶

۵۹۷

ربیع الثانی ۱۳

لَا آبَاءُ وَلَا وَرَثَةٌ لِّدُونِهِ مِنْ شَيْءٍ طَعْنُكَ

نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہرا لیتے ہم بدون اس کے حکم کے کسی چیز کو ملامت

فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرَّسُولِ

کیا ان سے انکوں نے سو رسولوں کے ذمہ نہیں

إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۳۵ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ

مگر بلاخفا دینا صاف صاف اور ہم نے اٹھائے ہیں اللہ ہر امت میں

رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۳۶

رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور نہ چکو ہر نیک سے ۳۶

فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ

پھر کسی کو ان میں سے ہدایت کی اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی

الضَّلَالَةُ ۳۷ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ

مگر اہی سو سیر کرو نہ ملکوں میں پھر دیکھو کیا ہوا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۳۸ إِنْ تَحْرُصْ عَلَى هُدَاهُمْ

انجام جھٹلانے والوں کا و اگر تو طمع کرے ان کو راہ پر لانے کی

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۳۹

تو اللہ راہ نہیں دیتا جس کو بھلاتا ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں ۴۰ کہ نہ اٹھائے گا اللہ جو کوئی

يَمُوتُ ۴۱ بَلَى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ

مر جائے کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہے اس پر پکا لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ۴۲ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يُخْتَلَفُونَ فِيهِ

نہیں جانتے ۴۲ اٹھائے گا تاکہ ظاہر کرے ان پر جس بات میں کہ جھگڑتے ہیں

منزل ۳

موضع قرآن ولا یہ نادانوں کے کلام ہیں کہ اللہ کو یہ کام برا لگتا تو کیوں کرنے دیتا آخر ہر فرقے کے نزدیک بعضے کام برے ہیں پھر وہ کیوں ہوتے ہیں یہاں جواب مجمل فرمایا کہ ہمیشہ رسول منع کرتے آئے ہیں اسی سے جس کی تمت تھی ہدایت پائی جو خراب ہونا تھا خراب ہوا اللہ کو یہی منظور ہے۔ و ہڑونگاہ جو ناحق سرداری کا دعویٰ کرے کچھ سند نہ رکھے ایسے کو طاعوت کہتے ہیں بت اور شیطان اور زبردست ظالم سب یہی ہیں۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی سلف مائتہ اندوآن بدون رضائے خدا منعقد نمیشود ۱۲۔

۳۲ یٰمُشْرِكِیْنَ كَے قول لَا یَبْعَثُ مَنْ یَّمُوتُ الخ کا رد ہے یعنی ہمارے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں کیونکہ جب ہم کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ ہم سمجھولۃ الخلق علیہ ای اذا اذنا ان نبعث من یموت فلا تعب علینا ولا نصب فی احیائهم ولا فی غیر ذلک مما یخذلہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۲۳) مہاجرین کے لئے بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ اس سے مہاجرین صحابہؓ مراد ہیں جنہیں محض توحید کی وجہ سے مشرکین مکہ نے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور وہ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ہم رسول اللہ و اصحابہ ظلہم اہل مکہ ففر ابدینہم الی اللہ منہم من ہاجر الی الحبشۃ ثم

المدینۃ فجمع بین المہاجرین ومنہم من ہاجر

۵۹۸

ربما ۱۳

وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اَنَّهُمْ کَانُوا کٰذِبِیْنَ ۝۳۹ اِنَّمَا

اور تاکہ معلوم کریں کافر کہ وہ جھوٹے کہتے تھے ہمارا

قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَا ارَدْنَاهُ اَنْ نَّقُولَ لَهُ کُنْ فِیْکُوْنُ ۝۴۰

کہنا کسی چیز کو جسے جب ہم اس کو کرنا چاہیں یہی ہو کہ کہیں اسکو ہو جا تو وہ ہو جائے

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا

اور جنہوں نے گھر چھوڑا اللہ کے واسطے جس کے بعد اس کے ظلم اٹھایا

لنَبُوْنَهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً طَوْلًا یَّجْزِی الْاٰخِرَةَ

البتہ ان کو ہم ٹھکانا دیں گے دنیا میں اچھا اور ثواب آخرت کا تو

اَکْبَرُ مِمَّا کَانُوا یَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ الَّذِیْنَ صَبَرُوا وَعَلٰی

بہت بڑا ہے اگر ان کو معلوم ہوتا جو ثابت قدم رہے اور

رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝۴۲ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا

اپنے رب پر بھروسہ کیا وہ اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے بھی

رِجَالًا مِّنْ وَّحْشٍ اَلِیَوْمِ فَنَسْأَلُ اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ

مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم ان کی طرف سو پوچھو یا درکھنے والوں سے اگر تم کو

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۴۳ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۚ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ

معلوم نہیں وہ بھیجا تھا ان کو نشانیاں دیکر اور وحی اور تائیدی ہم نے تھے تجھ پر

الذِّکْرُ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ

یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتنی ان کے واسطے اور تاکہ وہ

یَتَفَكَّرُوْنَ ۝۴۴ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ

غور کریں سو کیا نڈر ہو گئے وہ لوگ جو بڑے فریب کرتے ہیں مکر میں کہ

یُخْسِفَ اللّٰهُ بِهُمْ اَرْضًا اَوْ یَاتِیَهُمُ الْعَذَابُ

دھنسا دیوے اللہ ان کو زمین میں یا آپہنچے ان پر عذاب

منزل ۳

میں دھنسا دیا جائے، اچانک کسی طرف سے ان پر کوئی آسمانی آفت ٹوٹ پڑے، کسی سفر ہی میں عذاب الہی انہیں گھیر لے یا مال مویشی اور زراعت کی تباہی سے انہیں نقصان اٹھانا پڑے۔ اِنَّا نَبْکُھُمْ کَرۡوۡنًا رَّحِیۡمًا اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جو مجرموں کو فوراً انہیں پکڑ لیتا بلکہ انہیں مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔

موضع قرآن فلا یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا شبہ رہا اور کسی نے اللہ کو مانا کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازمی ہے کہ جھگڑے تحقیق ہوں سچ اور جھوٹ جدا ہو اور مطیع اور منکر اپنا کیا پس فلا یعنی مردوں کو جلانا ہمارے پاس مشکل نہیں۔ فلا یاد رکھنے والے یعنی اہل کتاب کہ اگلے احوال جانتے تھے۔

فتح الرحمن فلا و این وعدہ متحقق شد و مہاجرین را بمدینہ جائی داد ۱۲ فلا یعنی پیغامبران سابق آدمی بودند فرشتہ نہ بودند ۱۲ فلا یعنی در حق پیغامبران و مؤمنان

المدینۃ فجمع بین المہاجرین ومنہم من ہاجر

الی المدینۃ و مدارک ج ۲ ص ۲۲۱ اللہ تعالیٰ نے

مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور

پر شوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب

اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔ اَلَّذِیْنَ صَبَرُوا النبیؐ اَلَّذِیْنَ

ہَاجَرُوا کی صفت ہے۔ یہ گویا نذ کوں الصدر اجر و

ثواب کا سبب ہے یعنی انہوں نے مشرکین کے تمام

مظالم و مصائب کو خندہ پیشانی کر داشت کیا اور دین

اسلام کو نہ چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کی امداد و نصرت پر

بھروسہ کیا۔ ۳۴ یہ ایک شبہ یا سوال مقدر کا جواب

ہے مشرکین نے کہا ہم دعویٰ توحید کو اس لئے نہیں

مانتے کہ اس دعویٰ کو لانے والا انسان اور بشر ہے۔

نبوت و رسالت تو بہت بڑا اعزاز ہے جو بشر کو

نہیں مل سکتا اس لئے اگر فرشتہ آتا تو ہم اس کی بات

مان لیتے۔ فرمایا اس سے پہلے ہم نے جتنے بھی پیغمبر

کتابیں اور صحیفے دے کر بھیجے ہیں وہ سب کے سب

انسان اور بشر تھے۔ اہل کتاب کے علماء سے پوچھ کر

تسلی کر لو وہ بھی تمہیں بتا دیں گے کہ تمام انبیاء

علیہم السلام بشر تھے۔ قال الزجاج فاسئلوا اهل

الکتاب لذن یعرفون معانی کتب اللہ تعالیٰ فانہم

یعرفون ان الانبیاء علیہم السلام کلہم بشر بشر

دکیر ج ۵ ص ۲۵۴ ۳۵ ترغیب الی القرآن ہے یعنی ہم

نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید ان

کو کھول کر بتائیں اور ان کو خوب سمجھائیں۔ اَفَاَمِنَ

اَلَّذِیْنَ مَكَرُوا الخ ازالہ شبہ اور ترغیب کے بعد معاذی

کو تحویف دنیوی سنائی۔ یعنی جو لوگ اسلام کو مٹانے کے درپے

ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر وقت نئے نئے پروگرام اور

منصوبے بناتے رہتے ہیں وہ ہمارے عذاب سے بے خوف اور

مطمئن نہ ہو جائیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے کہ مبادا انہیں زمین

میں دھنسا دیا جائے، اچانک کسی طرف سے ان پر کوئی آسمانی آفت ٹوٹ پڑے، کسی سفر ہی میں عذاب الہی انہیں گھیر لے یا مال مویشی اور زراعت کی تباہی سے انہیں نقصان اٹھانا پڑے۔ اِنَّا نَبْکُھُمْ کَرۡوۡنًا رَّحِیۡمًا اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جو مجرموں کو فوراً انہیں پکڑ لیتا بلکہ انہیں مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔

موضع قرآن فلا یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا شبہ رہا اور کسی نے اللہ کو مانا کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازمی ہے کہ جھگڑے تحقیق ہوں سچ اور جھوٹ جدا ہو اور مطیع اور منکر اپنا کیا پس فلا یعنی مردوں کو جلانا ہمارے پاس مشکل نہیں۔ فلا یاد رکھنے والے یعنی اہل کتاب کہ اگلے احوال جانتے تھے۔

فتح الرحمن فلا و این وعدہ متحقق شد و مہاجرین را بمدینہ جائی داد ۱۲ فلا یعنی پیغامبران سابق آدمی بودند فرشتہ نہ بودند ۱۲ فلا یعنی در حق پیغامبران و مؤمنان

منزلت اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔ الغرض کائنات کی ہر چیز اور ساری مخلوق اللہ کے سامنے عاجز اور مطیع و منقاد ہے لہذا ان میں سے کوئی بھی معبود ہونے کے لائق نہیں۔
مِنْ شَيْءٍ كِي تَغْيِرَ مَقِيْدَ اسْتِغْرَاقِ ہے۔ ۴۷۳ یہ دعویٰ توحید کا دوسری بار اعادہ اور دلائل ماقبل کا حاصل و ثمرہ ہے یعنی جب تک وہی طور پر ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز و بے بس اور اس کے زیر تصرف و اختیار ہے تو پھر اللہ کے سوا کسی اور کو الٰہ مت بناؤ۔ الٰہ یعنی کار ساز اور مالک و مختار وہی ایک اللہ ہے۔ اسی سے ڈرو اور مصائب و آفات میں صرف اسی کو پکارو اَلْمَقِيْدِيْنَ كَيْ بَعْدَ اَثْنَيْنِ اس لئے فرمایا کیونکہ جنس الٰہ کی نفی مقصود نہیں بلکہ تعدا الٰہ کی نفی مقصود ہے۔
وَلَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ الْغَرِیْبَةِ چوتھی دلیل سے متعلق ہے اور اسی کا حصہ ہے۔ وَاَصْبَاۤءَ اٰیٰتِہَا (قرطبی) ریح بن انس سے منقول ہے وَاَصْبَاۤءَی خَالِصًا (روح) اور اَلَّذِیْنَ کے معنی عبادت کے ہیں۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں اَلَّذِیْنَ سے شہادت توحید اور تمام شرعی حدود و فرائض کی اقامت مراد ہے قال ابن جبلی العبادۃ وقال عکرمۃ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ واقامۃ الحد و الفرائض وخرجہ ص ۵۷ یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کو الوہیت میں مت شریک کر و اس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں کیونکہ ساری کائنات کا مالک وہی ہے لہذا وہی سب کا کار ساز ہے اور ہمیشہ سے وہی عبادت اور پکار کا مستحق ہے لہذا خالص اسی کی عبادت کرو، مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور اس کے تمام حدود و فرائض کی پورے غلوں کیساتھ پابندی کرو اَفْعَلُوْا اللّٰہَ تَتَّقُوْنَ یزجر ہے۔ فرمایا تمہیں ڈرنا تو اللہ سے چاہئے جو سارے جہان کا مالک اور سب

عقلمند و عاقل

دعوتی توحید کا
دوبارہ اعادہ اور
دلیل مذکورہ کا قرعہ
ہے ۱۲

۱۴۴

منزل ۳

منزل ۳

وضع قرآن رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کو قی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں اپنے طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف
فل پہلے کھڑی چیزوں کا سجدہ بیان ہوا۔ یہ جانوروں کا اور فرشتوں کا مغرور لوگوں کو سر رکھنا زمین پر مشکل پڑتا ہے۔ نہیں جانتے کہ بندے کی بڑائی اسی میں ہے۔ فل ہر بندے
کے دل میں ہے کہ میرے اور اللہ ہے آپ کہ نیچے جھکتا ہے یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے۔ اور سب کا۔
فتح الرحمن فل یعنی بعد اقامت قرآن ہلاک ۱۲۔

۱۳۵ یہ امتنان ہے بطور جزا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ تمہاری امیدیں اور تمہارا خوف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہوتا۔ کیونکہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنا والا اور سب کچھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تم غور کرو تمہارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور جب تم پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو مگر اگر اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو تو کھرا اُکشف الخ پھر جب وہ اپنی مہربانی سے تمہاری مشکلات آسان اور تمہاری تکالیف دور فرمادیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر اللہ نے فرزند عطا فرمادیا تو لگے کہنے فلاں بزرگ کی نذر مافی تھی اس لئے بیٹا ہوا یا فلاں بزرگ کے مزار سے معنی لاکو مریض کو

الفصل ۱۶

۶۰۰

ربما ۱۳

تَتَّقُونَ ﴿۵۲﴾ وَمَا يَكُم مِّن نَّعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ تَمَرَّادًا

توڑتے ہو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھر جب

مَسَّكُمُ الضَّرَفُ فَإِلَيْهِ تَجْرُونَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ إِذَا كُشِفَ

پہنچتی ہے تم کو سختی تو اسی کی طرف چلاتے ہو پھر جب کھول دیتا ہے

الضَّرَعُ عَنْكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْكُمْ يَرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۵۴﴾

سختی تم سے اسی وقت ایک فرقہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ لگتا ہے شریک بنانے

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمْتَعُوا قَلِيلًا

تاکہ منکر ہو جائیں اللہ اس چیز سے جو کہ تم نے ان کو دی ہے سو مرنے والا اور آخر

تَعْلَمُونَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا

معلوم کر لو گے اور کھاتے ہیں ان کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے اللہ ایک حق

مِّمَّا زَكَّاهُمْ تَاللَّهِ لَتَسْعَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ

بماری دی ہوئی روزی میں سے قسم اللہ کی قسم سے پوچھنا ہے اللہ جو تم

تَفْتَرُونَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَنَهُ

بہتان باندھتے ہوں اور کھاتے ہیں اللہ سے لے بیٹیاں وہ اس سے پاک ہے

وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ﴿۵۷﴾ وَإِذَا الْبُشْرَىٰ أَحَدُهُمْ بِأَرْسَلَتْ

اور اپنے لئے بادل چاہتا ہے قتل اور جب خوشخبری ملے ان میں سے کسی کو بیٹی کی اللہ

كُلَّ وَجْهٍ مُّسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارَىٰ

سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے پھپھتا پھرے

مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَبِهِ أَيُمْسِكُهُ

لوگوں سے مارے برائی اس خوشخبری کے جو سنی اس کو رہنے دے

عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ

ذلت قبول کرے یا اس کو داب دے معنی میں سنتا ہے بُرا

منزل ۲

یہ زجر ہے مشرکین کے بعض قبائل (خزاعہ اور کنانہ) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے مگر ان کا اپنا حال یہ تھا کہ وہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ سُبْحَنَهُ یہ مشرکین کے قول باطل کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور اولاد سے پاک ہے۔ مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹی مانتے تھے۔ بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت عزیز ہوتی ہیں اور باپ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی سفارش کو ضرور مان لیتا ہے اور رد نہیں کرتا جیسا کہ وَیَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ کی تعبیر واضح قرآن میں ہے۔ یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں موٹی میں تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیار کھاتے تھے میں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو بھرا اپنے بدلے ثواب کسی کو دلوادے یعنی اپنے واسطے مانگتے ہیں بیٹا۔

فتح الرحمن ۱۷ یعنی پسران ۱۲۔

۱۳ امتنان بطور جزا

۱۳ اشارہ بہ خوف اللہ

دوہما ۱۳

منزل ۳

در مجموع این رویه

ملاں

لو اخذہم بما کسبوا من کفرادہ معصیۃ لعجل
 ہلاک ہو و حینئذ لا یبقی لہم نسل و من المعلوم ان لا احد الا و فی ابائہ من لیستحق العقاب و اذا ہلکوا جمیعاً و بطل نسلہم لا یبقی احد
 من الناس و حینئذ یہلک الدواب لانہا مخلوقہ لمنافع العباد و مصداقہم الخ روح ج ۴ ص ۱۸۱ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے
 ہیں مَا تَرَکَ عَلٰی ظَہْرِہَا مِنْ ذَاکَ لَیْسَ بِہِ عَیْنِی اِغْرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَوْ کُوْنُ کُوْنِ کَے گناہوں کی وجہ سے پکڑنے لگے تو کوئی اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا اور نہ کہیں بھاگ کر
 جاسکتا ہے یہ طلب نہیں کہ وہ کسی جانور کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ مجرموں کو پکڑنے میں جلدی نہیں فرماتا بلکہ اہل مسمیٰ (مقررہ وقت) تک انہیں مہلت دیتا
 موضع قرآن و یعنی لوگوں کو سزا دے تو مینہ بند کرے اس میں جانور بھی مرے گا یہ نکو فرمایا جو ناکارہ چیزیں اللہ کے نام دیں اور اس پر یقین کریں کہ ہم کو بہشت ملے اور وہ روز بروز درجہ میں بڑھتے ہیں۔
 فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی رختہ انرا ۱۲۔

ہے تاکہ انہیں اصلاح سال کا موقع مل جائے۔ لیکن جب عذاب کا وقت معین پہنچتا ہے تو انہیں عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ عذاب نہ اہل معین سے پہلے آسکتا ہے نہ اس میں تاخیر ہو سکتی ہے۔ قیادۃ کی جزا عذوب ہے ای فاذا جاء اجلهم ليعذبون اور لا يستأخرون الخ جملہ مستقلہ ہے جو باقی کی تفسیر کرتا ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔ اسکی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر سورہ یونس حاشیہ نمبر ۶۔ ۷۔ ۸۔ یہ وہی کلمات کا اعادہ برائے بعد عہد ہے۔ مشرکین کے ایک جھوٹے دعوے کی قباحت و شناعة کو واضح کرنے کے لئے ان کی مذکورہ بالا اشعار کو دوبارہ بیان کیا گیا یعنی ایک طرف تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاکیزہ پر اتنا بڑا بہتان باندھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹیاں ہیں حالانکہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں

النحل ۱۶

۶۰۲

ربما

لَيْسَ بَيْنَهُمُ الَّذِي خُتِفُوا فِيهِ وَهَدَىٰ ذُرِّيَّتَهُ

کہ کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ بھجوانے کو

لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۶۲﴾ وَاللَّهُ أَنَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

ایمان لانے والوں کو اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی نفع

فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ

پھر اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے اس میں

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْيَاسِعُونَ ﴿۶۳﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ

نشان ہے ان لوگوں کو جو سستے ہیں وہ اور تمہارے واسطے چوبائوں میں

لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ

سوچنے کی جگہ ہے پلاتے ہیں ہم تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گو برادر

وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ ﴿۶۴﴾ وَمِنْ

لہو کے بیچ میں سے دودھ سھرا خوشگوار پینے والوں کے لئے اور

شَرَبِ النَّخْلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ

میبوؤں سے گھجور کے اور انگور کے لہہ بناتے ہو اس سے

سُكْرًا وَزُرْقًا حَسَنًا طَيِّبًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ

نشر اور روزی خاصی اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے واسطے

يَعْقِلُونَ ﴿۶۵﴾ وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي

جو سمجھتے ہیں اور حکم دیا تیرے رب نے لہہ شہد کی مکھی کو کہ بنائے

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ﴿۶۶﴾

پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں ٹہماں باندھتے ہیں وہ

تَتَّخِذِي مِنْ كُلِّ مَسْجَرٍ سَبِيلًا ۖ فَاَسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ

پھر کھا ہر طرح کے میبوؤں سے پھر چل جاہوں میں اپنے رب کی

منزل ۳

ہم نے آپ کو کتاب دے کر بھیجا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید اور جبر و نشر وغیرہ کو کھول کر لوگوں تک پہنچائیں اور انکی خوب تبلیغ و اشاعت فرمائیں اگر کوئی نہ مانے اس کی پرواہ نہ کریں عیج مارا با قبولے کا زمیت۔ ۷۵ یہ توحید پر پانچویں علی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش ہر سا کر مرده اور ناکارہ زمین کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے سمجھ رکھنے والوں کے لئے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ حَوَائِیْرٍ میں بھی تمہارے لئے عبرت کا سامان موجود ہے۔ ان کے پیٹ کے گو براور خون کے درمیان میں سے وہ خالص اور پاکیزہ دودھ نکالتا ہے جو ان دونوں ناپاک چیزوں کی آمیزش سے بالکل پاک اور مبرا ہوتا ہے اور ہر شخص کے لئے خوشگوار ہے۔ دودھ دینے والے جو پائے جو چارہ یا خوراک کھاتے ہیں مضمم معبرے کے بعد پھر اس کے کار آمد اجزاء اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور گو برہ ہر جہہ میں رہ جاتا ہے۔ مگر اس سیال مادے کو مزید طبع دینے کے بعد خون کے اجزاء الگ کر کے دل کی طرف بھیج دیتا ہے اور دودھ کے اجزاء الگ کر کے دودھ کی مایوں کے ذریعہ پھنوں میں مو قع قرآن و یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم کرے گا اگر دل سے سنیں گے و یعنی انگور کی بیل چڑھانے کو۔

پانچویں علی دلیل

ع ۱۳

معبودان باطلہ کو شریک کرتے ہیں حالانکہ اپنے دائرہ اقتدار میں کسی کی شرکت گوارا نہیں کرتے مَا يَكُونُ لَهُمْ لِرَكَفَتِهِمْ مِنَ الْبَنَاتِ وَمِنْ شَرِكَاءِ فِي دِيَارِهِمْ خ ر مدارک ج ۲ ص ۲۷۷ اور دوسری طرف یہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ جنت کے وارث ہوں گے یعنی اگر بالفرض قیامت آج ہی گئی تو انہیں آخرت میں بھی جنت ملے گی کیونکہ دنیا میں بھی انہیں جنت کی سی عیش حاصل ہے۔ اِنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰی عِنْدَ اللّٰهِ وَهِيَ الْجَنَّةُ اِنْ كَانَ الْبَعْثُ حَقًّا (مذکر) انکار علیہم فی دعویٰ ہم مع ذلك ان لهم الحسنى في الدنيا وان كان ثمة معاد ففيه ايضا لهم الحسنى (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۷۷) یہ نصف آ لَسِنْتُمْ الْكَذِبَ فِي الْكَذِبِ کا بیان ہے۔ لَا جَرَمَ لَآخِ يَهْوِيْهُ اُخْرٰى ہے اور مشرکین کے دعویٰ باطلہ کا رد ہے یعنی ان کے لئے جنت نہیں بلکہ لا افعال وہ درخ میں جائیں گے۔ وَآخِرُهُمْ مَّفْرُطُونَ اور انہیں سب سے پہلے درخ میں داخل کیا جائیگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یجمل بہم یوم القیمة الی النار وینسون فیہا ای یخلدون (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۷۷) ۷۹ زجر جمع تخویف اخروی آپ سے پہلے ہم نے ہم سابقہ کے پاس بہت سے رسول پیغام توحید دے کر بھیجے جس طرح آپ کی قوم شیطان کے ورغلانے سے آپ کی تکذیب کر رہی ہے اسی طرح اقوام سابقہ کو بھی شیطان نے بہکا یا پھسلا یا اور مشرکانہ اعمال کو ان کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا اور انہیں انبیا علیہم السلام کی تکذیب پر اکسایا۔ لہذا قیامت کے دن ان سب کا حافی شیطان ہو گا مگر وہ ان کی ذرہ بھر حمایت نہیں کر سکے گا اور وہ سب دردناک عذاب میں مبتلا کر دیئے جائیں گے۔ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْخَبْرَ يَا خُفْرَتِ صَلِّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ کے لئے سلی ہے

پہنچا دیتا ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور اسکی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔ کوثرۃ ای دلالت علی قدرۃ اللہ و وحدانیتہ و عظمتہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۱۱) اھہ کھجور اور انگور سے تم شراب کشید کرتے ہو جو تمہارا بہت ہی مرغوب اور دلپسند مشروب ہے اور اس کے علاوہ ان میوؤں سے تم کھانے پینے کی عمدہ اور اچھی چیزیں بھی تیار کرتے ہو مثلاً مشربت، نبید اور سرکہ وغیرہ۔ یہ سورت کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی مدینہ منورہ میں جب شراب کی حرمت کا اعلان ہو گیا تو پھر کسی مسلمان نے شراب کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ سگڑا کے بعد رَسُّ فَاَحْسَسْنَا کا علیحدہ ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ شراب رزقِ حسن نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ مشروب نہیں۔ (الآیۃ ساقیۃ علی تحریریم الخمس فتکون منسوخۃ و مدارک ج ۲ ص ۲۲۷) اھہ شہد کی مکھی کو وحی کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس کے دل میں ڈال دی کہ وہ پہاڑوں اور درختوں میں اپنا چھتہ بنائے اور ہر قسم کے پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر شہد تیار کرے ذلک۔ ذلول کی جمع ہے یعنی تابع اور طیع اور یہ سُبُلِ رَبِّک سے حال ہے۔ شہد کی مکھی جب گشت سے واپس ہوتی ہے تو بھولے بھٹکے بغیر اپنے چھتہ پر آجاتی ہے گویا کہ تمام راستے اس کے برابر ہیں وہ جس لائن سے چاہے سیدھی اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتی ہے۔ کہتے ہیں جب شہد کی مکھی پھولوں اور پھلوں سے رس چوس لیتی ہے تو سیدھی اوپر کواڑتی ہے اور پھر اپنے چھتے کی سمت خطِ مستقیم میں اُتتی ہوئی چھتے پر پہنچ جاتی ہے۔ مُخْتَلِفُ الْوَانِ شہد کا رنگ موٹی تغیرات اور ماحول کے مختلف الالوان پھولوں اور پھلوں کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے سفید، زرد اور سرخ وغیرہ فَبِہٖ شِفَاؤٌ لِلنَّاسِ شہد میں لوگوں کے لئے بیماریوں سے شفا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ شہد کو جس طرح چاہیں استعمال کر لیں اس میں شفا ہے اور ضرر نہیں۔ شہد کی مقدار خوراکِ مزاج مریض اور نوعیتِ مرض کو سامنے رکھ کر اس کا استعمال کرنا چاہئے۔ شہد کے شفا ہونے پر قدیم و جدید تمام اطباء متفق ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر مرکباتِ طبیہ میں شہد شامل کیا جاتا ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے کرشمے ہیں، یہ سب اسی کے انعامات ہیں، یہ انواعِ رزق اور اقسامِ مشروبات اسی کی عطا ہے اس لئے اس قدر

دعیم اور منعم و رحیم کے ساتھ غیروں کو صفاتِ کار سازی میں شریک بنانا اور غیروں کے لئے عبادت بجالانا عقل و خرد کے سراسر منافی ہے۔ جب خالق و مالک اور موضحِ قرآن بھلا نکلنے کے جانور کے پیٹ میں سے دودھ اور نشا کے انگور کھجور سے روزی پاک اور مکھی کے پیٹ سے شہد یعنی اس قرآن سے جانوروں کی اولاد عالم نکلے گی حضرت کے وقت ہی ہوا کافروں کی اولاد کامل ہوئی فل یعنی اس امت میں کامل پیدا ہو کر پھر ناقص ہونے لگیں گے فل رسول نے فرمایا کہ جب کسی کا غلام اس کا کھانا پکانے لگے اور دھواں آپ اٹھاوے اور تحفہ مال اس کو پہنچاوے تو لازم ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلاوے نہ ہو سکے تو ایک دو نوالے ہاتھ میں رکھ دے۔

النحل ۱۶

۶۰۳

ربما ۱۳

ذُلِّلَ یَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ

صاف ہوتے ہیں، نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے مختلف رنگ ہیں

فَبِہٖ شِفَاؤٌ لِلنَّاسِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃً لِّقَوْمٍ

اس میں مرض اچھے ہوتے ہیں لوگوں کے اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو

یَتَفَكَّرُوْنَ ۝۶۹ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یَتَوَفٰکُمْ ۝

دھیان کرتے ہیں اور اللہ نے تم کو پیدا کیا ۶۹ پھر تم کو موت دیتا ہے اور

مِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لَکِی لَا یَعْلَمَ

کوئی تم میں سے پہنچ جاتا ہے عمر کو کہ سمجھے

بَعْدَ عِلْمٍ شَیْءًا اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝۷۰ وَاللّٰہُ

پہنچے اب کچھ نہ سمجھے اللہ خبردار ہے قدرت والا اور اللہ نے

فَضَّلَ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ ۝۷۱ فَمَا

بڑائی دی تم میں ایک کو ایک پر روزی میں ۷۱ سو جن کو

الَّذِیْنَ فَضَّلُوا اَبْرَادَیْہِمْ رِزْقَہُمْ عَلٰی مَا

بڑائی دی وہ نہیں پہنچا دیتے اپنی روزی ان کو جن کے

مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَرِہُمْ فِیہٖ سَوَآءٌ اَفَبِیْعَمَہٗ

مالک ان کے ہاتھ ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی

اللّٰہُ یُحَدِّثُہُمْ ۝۷۲ وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِنْ

نعمت کے منکر ہیں خدا اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے واسطے

اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَکُمْ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ

تمہاری ہی قسم سے عورتیں اور دیئے تم کو تمہاری عورتوں سے

بَنِیْنٌ وَحَفَدَۃٌ وَّرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ

بیٹے اور پوتے اور کھانے کو دیں تم کو سہری چیزیں

منزل ۳

فتح الرحمن فل یعنی بیچ کس نئی خواہد کہ مملوکان خود را برابر خود سازد ۱۲۔

متصرف و کارساز وہی ہے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ چوپایوں، پھلوں اور شہد میں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کی دیا کرو اور ان اشیاء میں سے غیر اللہ کے لئے حصہ مقرر نہ کیا کرو۔ ۵۵ موت و حیات بھی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اسی نے تم سب کو خلقت حیات عطا فرمائی موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے کسی کو بچپن میں موت سے بہکنار فرما دینا ہے، کسی کو جوانی میں اور کسی کو بڑھاپے میں اِنَّ اللہَ عَلَیْکُمْ قَدِیْرٌ وہ سب کچھ جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے جس طرح وہ نطفہ بے جان سے لے کر انسان کے بڑھاپے تک کے تمام درمیانی انقلابات پر قادر ہے اسی طرح وہ مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنے پر بھی قادر ہے، یہ منکرین قیامت پر

الفصل ۱۶

۶۰۴

ربیع الثانی ۱۳

اَفَیْ الْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِנِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ

سو کیا جھوٹی باتیں مانتے ہیں اور اللہ کے فضل کو

یُکْفِرُوْنَ ۝۶۱ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا

نہیں مانتے ۱ اور بلو جتے ہیں ۶۱ اللہ کے سوا ایسوں کو جو

لَا یَمْلِکُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مختار نہیں ان کی روزی کے آسمان اور زمین میں سے

شَیْءًا وَّ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝۶۲ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ

کچھ بھی اور نہ قدرت رکھتے ہیں ۶۲ سو مت چسپاں کرو اللہ پر وہ

الْاَمْثَالَ ۝۶۳ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۴

مثالیں بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۶۴

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا عَبْدًا اٰتَمُوْا کَا لَا یَقْدِرُ عَلٰی

اللہ نے بتائی ایک مثال ۶۵ ایک بندہ پر ایسا مال نہیں قدرت رکھتا کسی

شَیْءٍ وَّ مِنْ رِّزْقِنَا مِثْرًا حَسَنًا فَہُوَ

چیز پر اور ایک جس کو ہم نے روزی دی اپنی کہ خاصی روزی سو وہ

یُنْفِقُ مِنْہٗ سِرًّا وَّ جَهْرًا ۝۶۶ هَلْ یَسْتَوٰی ۝۶۷

خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے روبرو کہیں برابر ہوتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۝۶۸ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۶۹ وَ

سب تعریف اللہ کو ہے بہت لوگ نہیں جانتے ۶۹ اور

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلَیْنِ اَحَدُھُمَا اَبَکَمُ

بتائی اللہ نے دوسری مثال ۷۰ ایک گھوڑا

لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَّ هُوَ کُلُّ عَلٰی مَوْلٰہُ ۝۷۱ اٰیْنَہَا

کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ بھاری ہے اپنے صاحب پر جس طرف

منزل ۳

اختیار ہے۔ ۵۵ یہ معبود حق اور معبود باطل کی مثال ہے۔ قال مجاہد هذا مثل الالهة الباطلة ابن کثیر، اللہ تعالیٰ نے رزق اور نیوی دولت میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض لوگ بڑے دولت مند اور لینڈ لارڈ ہیں اور بعض بچا لے ان کے نوکر اور کارکن ہیں جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ دولت دی ہے اور انہیں دوسروں پر فوقیت بخشی ہے وہ یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنی دولت اپنے نوکروں اور غلاموں میں تقسیم کر دیں تاکہ ان کے غلام دولت اور اختیارات میں ان کے برابر ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو گوارا نہیں فرماتا کہ وہ اپنی صفات الوہیت اور اپنے اختیارات، علم و قدرت اور ملک و تصرف میں سے اپنے مقرب بندوں کو کچھ حصہ عطا کر کے انہیں اپنے شریک بنائے۔ اس لئے جس طرح اس نے مجازی مالک و مملوک میں دولت اور اختیارات کی کمی بیشی سے فرق قائم رکھا ہے اسی طرح اس نے اپنی صفات کارسازی میں اپنے بندوں کو کچھ بھی نہ دے کر معبود اور عابد کا فرق قائم فرمایا۔ قال تعالیٰ منکوا علیہم راہی علی المشرکین، انتم لا ترضون ان تسادوا عبیدکم فیما رزقکم فکیف رضی ہو تعالیٰ بمساواة عبیدلہ فی الا لوهیة والنعظیم، ابن کثیر ۲ ص ۲۷۸ قہم فیہ سوا ۷۱ یہ منفعی پر متفرع ہے یعنی مالک اپنے مملوک کو اپنی دولت میں سے اس قدر نہیں دیتا کہ وہ اس کے برابر ہو جائیں فی موضع جواب النفعی کن فیستووا ۷۲ بجز ۵۵، ۵۵، ۵۵ یہ تمام مذکورہ بالا انعامات تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ اللہ کے عطا کردہ چوپایوں اور اس کی پیدا کردہ کھیتوں میں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز دے کر کفران نعمت کرتے ہیں۔

مترجمین نے جو ترجمہ کیا ہے

پہلی مثال

دوسری مثال

۷۱ یہ دلیل ماقبل سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے آرام و سکون کی خاطر تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں پھر ان سے اولاد در اولاد پیدا فرمائی اور دنیا میں تمہاری نسل کو بقا نصیب ہوا۔ اور پھر ہر قسم کی پاکیزہ روزی کا سامان بہم پہنچایا۔ اَفَیْ الْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ لیکن یہ ناشکر گذار انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ یسترون نعمۃ موضح قرآن ۷۱ یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو سچ دینے والا ہے اس کے شکر گزار نہیں ۷۱ یعنی نہ آسمان سے میوے برسائیں نہ زمین سے اناج نکالیں ۷۱ مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اسکی سرکاریں مختار ہیں اس واسطے انکو پوچھئے سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پریر نہیں کر لکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں ۷۱ یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جس کو جو چاہے سودے اور بت مالک نہیں کسی چیز کا بلکہ آپ پر ایسا مال ہے۔

اللہ علیہم ویضیفونہا الی غیریہ (ابن کثیر) روزی وہ دیتا ہے، مصیبتیں وہ دور کرتا ہے اور اولاد وہی عطا کرتا ہے۔ مگر وہ اسے پیروں فقیروں اور بزرگوں کی عطا سمجھنے لگتے ہیں جیسا کہ ان کے مشرکانہ ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً عطا محمد، محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، رسول بخش، حسین بخش، علی بخش، میراں بخش، پیراں دتہ، گوریاں دتہ وغیرہ۔ شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں "یعنی تمہوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا پیادیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو حج دینے والا ہے اس کے شکر گزار نہیں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا اور جن وانس کا بھی عجب معاملہ ہے کہ ان کا خالق میں ہوں مگر وہ عبادت غیروں کی کرتے ہیں اور ان کا رازقی میں ہوں مگر وہ شکر اور ان کا ادا کرتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انی واکجن والانس فی نبأ عظیم اخلق و یعبدا غیری و ارزق و یشکر غیری (منظری ج ۵ صفحہ ۲۵۵) یہ بطور زبردیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ قادر مطلق، مالک الملک اور سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی مستحق عبادت و دعا ہے مگر یہ مشرکین اس قادر و محسن کے ساتھ عبادت اور پکار میں اس کے عاجز و بے بس بندوں کو شریک بناتے ہیں جو مذکورہ کاموں میں سے کچھ بھی نہیں کر سکتے نہ آسمان سے بارش برسا سکتے ہیں نہ زمین سے روزی پیدا کر سکتے ہیں۔ ان کاموں میں سے کچھ بھی تو ان کے اختیار میں نہیں۔ یہ وہ جَعَلُوا لِلّٰهِ الْبَنَاتِ سے متعلق ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ فرشتے بیٹیوں کی مانند اللہ کو پیار سے ہیں اور وہ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اس لئے ہم فرشتوں کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے ہیں نیز مشرکین کہتے تھے اسل میں مالک و مختار اور متصرف علی الاطلاق تو واقعی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اللہ کے برکیزد اور نیک بندے اللہ کی سرکار میں مختار بالاذن ہیں اس لئے ہم ان کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پوجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے ایسی مثالیں نہ بیان کرو جن سے شرک کی راہ نکلتی ہو یا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لئے شریک اور مثیل نہ بناؤ یعنی اپنے معبودان باطلہ کو خدا کے شریک مت ٹھہراؤ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یقول سبحانہ لا تعجلوا معی الہا غیری

۱۶ الفصل	۶۰۵	ربما ۱۳
<p>يُوجِّهُهُ زَايَاتٍ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٤٩﴾</p> <p>اور اللہ ہی کے پاس ہیں بھید آسمانوں اور زمین کے اور قیامت کا کام تو ایسا ہے جیسے ایک ننگہ سی یا اس سے بھی قریب اور اللہ علیٰ کل شئی قدير ﴿٥٠﴾ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُونِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَا عِلْمَ لَكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥١﴾ اَلَمْ يَرْوِ الْكَلْبُ مَسْحَرَتٍ فِي جَوْ</p> <p>السماء مَا يُمَسِّكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ بَيْوتِكُمْ مَّسْكِنًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ جُلُودِ الْاَنْعَامِ</p>		
<p>اس کو بھیجے نہ کر کے لائے کچھ بھلائی کہیں برابر ہے وہ اور ایک وہ شخص جو</p> <p>ہم کو بتاتا ہے انصاف سے اور ہے سیدھی راہ پر وہ خدا</p> <p>اور اللہ ہی کے پاس ہیں بھید آسمانوں اور زمین کے اور قیامت کا</p> <p>کام تو ایسا ہے جیسے ایک ننگہ سی یا اس سے بھی قریب اور اللہ</p> <p>ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے تم کو نکالا</p> <p>ہماری ماں کے پیٹ سے نہ جانتے تھے تم کسی چیز کو اور دیتے تم کو</p> <p>کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم</p> <p>احسان مالو کیا نہیں دیکھے اڑتے جانور حکم کے باندھے ہوئے آسمان</p> <p>کی ہوا میں کوئی نہیں مقام رہا ان کو سوائے اللہ کے اس میں</p> <p>آشنا نہیں ہیں ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں کہ اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے</p> <p>گھر بسنے کی جگہ اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی کھال سے</p>		
<p>منزل ۲</p>		

فانہ لا الہ غیری روح جو ۱۴ ص ۱۹۷، شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں "مشرکین کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اللہ کی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے ان کو پوجنے سے منع فرمایا اللہ ہر چیز آپ کو بتاتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر رکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں۔ ۵۵۹ تم نے اپنے معبودوں کے لئے جو مثال بیان موضح قرآن و یعنی خدا کے دو بعد سے ایک بت گمانہ ہل کے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام دوسرا رسول جواہر کی راہ بتا دے ہزاروں کو اند آپ بندگی پر قائم ہے اس کے تابع ہونا بہتر یا اس کے دل یعنی ایہا لائے میں بعضے آگے ہیں معاش کی فکر سے سو فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا اسباب کمائی کے آنکھ کان دل اللہ ہی دیتا ہے اور اڑتے جانور ادھر میں کس کے بھروسے رہتے ہیں۔

فتح الرحمن ۱ مترجم گوید حاصل این دو مثل آنست کہ آنچه در عالم تصرف ندارد با خدا برابر نیست چنانچہ مملوک ناتوان با مالک توانا برابر نیست و چنانکہ ننگ بی تمیز با صاحب

ہدایت و امتداد برابر نیست واللہ اعلم ۱۲

کی ہے وہ صحیح نہیں۔ تمہارے خود ساختہ معبودوں کی صحیح مثالیں یہ ہیں۔ پہلی مثال۔ ایک غلام ہو جو دوسرے شخص کا مملوک ہو، وہ اپنے مالک کے رحم و کرم پر اور اس کا محتاج ہو اور اس کے پاس کوئی اختیار بھی نہ ہو۔ اس کے برعکس ایک وہ شخص ہے جو آزاد ہے اور تم نے اسے حلال کمائی سے بہت سی دولت دی ہو جسے وہ اپنے اختیار سے جب چاہے، جہاں چاہے آزادانہ خرچ کرتا ہو۔ اب تم خود ہی بناؤ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمَامِ صفات کار سازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔ جس طرح ایک عاجز و بے بس غلام اور ایک با اختیار آقا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ جو تمام صفات کار سازی کا مالک اور

الفصل ۱۶

۶۰۶

ربما ۱۴

بِیَوْمٍ تَسْتَخْفُونَهَا یَوْمَ طَعَنَکُمْ وَیَوْمَ اِقَامَ تَکُمْ

دُہرے جو چلے رہتے ہیں تم پر جس دن سفر پر ہو اور جس دن گھر میں

وَمِنْ اَصْوَابِہَا وَاَوْبَارِہَا وَاَشْعَارِہَا اَنَّا نَا

اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی بیڑوں سے اور کپڑوں کے بالوں سے کہتے

وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ۸۰ وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِمَّا

اسباب اور استعمال کی چیزیں وقت مقرر تک دن اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے واسطے

خَلَقَ ظِلًّا وَّجَعَلَ لَکُم مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا

بنائی ہوئی چیزوں کے سائے اور بنا دیئے تمہارے واسطے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں

وَجَعَلَ لَکُم سَرَایِیْلَ تَقِیْکُمُ الْحَرَّ وَسَرَایِیْلَ

اور بنا دیئے تم کو کھڑتے جو بچاؤ ہیں گرمی میں دھار کھڑتے

تَقِیْکُمْ بِاَسْکُمُ کَذٰلِکَ یُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکُمْ

جو بچاؤ میں لڑائی میں اسی طرح پورا کرتا ہے اپنا احسان تم پر

لَعَلَّکُمْ تُسَلِّمُونَ ۸۱ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ

تاکہ تم حکم مانو گے پھر اگر پھر جائیں تو تیرا کام تو یہی ہے

الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۸۲ یَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ

کہوں کہ سنا دینا پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر

یُنْکِرُ وُنہَا وَاَکْثَرُہُمْ الْکٰفِرُونَ ۸۳ وَیَوْمَ

منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں اور جس دن

تُبْعَثُ مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ شَہِیْدًا ثُمَّ لَا یُؤَدُّنَ

کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا پھر حکم نہ ملے

لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاُولٰٓئِہُمْ یُسْتَعْتَبُونَ ۸۴ وَاِذَا

منکروں کو قتل اور نہ ان سے توبہ لی جائے قتل اور جب

منزل ۳

تمہارے تمام معبودوں کا آقا ہے، تمہارے معبود جو اسکے مملوک و محکوم ہیں اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے اس کے برابر نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود اکثر لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ ۸۰۔ یہ دوسری مثال ہے۔ دو شخص ہوں جن میں سے ایک وہ شخص ہے جس میں یہ چار صفتیں ہوں۔ گونگا بہرہ مملوک ہو، اس کے اختیار میں بھی کچھ نہ ہو، وہ اٹا اپنے مالک پر بوجھ ہو اور مالک جو دھر بھی اسے بھیجے وہ کوئی کام نہ بجالا سکے اور ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی ہے اور وہ عدل و انصاف تلقین کرتا ہے اور اپنے اختیار سے سیدھی راہ پر چل رہا ہے اس طرح اس کا قول اور عمل دونوں ہی سراسر برکت ہیں۔ یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ جس طرح ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسی طرح معبود برحق اور تمہارے معبودان باطل میں فرق ہے۔ معبود حق مالک و مختار اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہے مگر تمہارے معبود مختص عاجز و بے بس ہیں اور ان کی عبادت اور پکار سے کسی خیر اور نفع کا امکان نہیں۔ وَمَنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکُمْ اَبْکُمْ کے مقابلہ میں ہے اور وہو علیٰ حُرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ اَلَمْ یَعْنِ باقی تینوں صفتوں کے مقابلے میں ہے۔ ۸۱۔ واؤ تعلیل یہ ہے اور اس میں دعویٰ توحید مذکورہ کی علت بیان کی گئی ہے یعنی سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ غیب داں وہی ہے۔ اگر واؤ استیناف یہ ہو تو یہ دوسرے دعوے کا بیان ہو گا یعنی جس طرح سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے وَمَا اَصْرُ السَّاعَةِ الْہِیْزِ تَخْوِیْفٌ اُخْرٰوِیْ ہے۔ قیامت پاکرنا اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ جب اسکا معین وقت آجائے گا تو وہ آن واحد میں سارے جہان کو زیر و زبر کر دیگا کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۸۲۔ یہ توحید پر چھی عقلی دلیل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اسوقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے پھر اس نے تمہیں سننے، دیکھنے میں غائبانہ منت پکادو اور اس کی عطا کردہ قوتوں کو علم دین اور معرفت الہی کی تحصیل میں خرچ کرو۔ اجتلاب لعلہ والعلم بہ من شکر المنعم وعبادۃ والقیام بحقوقہ مدارک جو ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲

رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يَخَفُوا عَنْهُمْ

دیکھیں گے ظالم عذاب کو پھسر ہلکا نہ ہوگا ان سے

وَأَنَّهُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۸۵﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا

اور نہ ان کو ڈھیل ملے افسوس دیکھیں مشرک نے

شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَؤُلَاءِ شُرَكَائُنَا الَّذِينَ

اپنے شریکوں کو کہہ بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو

كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ قَالُوا لَيْسَ لَهُمُ الْقَوْلُ

ہم پکارتے تھے میرے سوائے تب وہ ڈالیں گے ان پر بات

إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۸۶﴾ وَأَلْقُوا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَامَ

کہ تم جھوٹے ہو اور آ پڑیں اللہ کے آگے اس دن نفع عاجز ہو کر

وَصَلِّ عَنْهُمْ مِمَّا كَانُوا يُفْتَرُونَ ﴿۸۷﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور بھول جائیں جو جھوٹ باندھتے تھے جو لوگ منکر ہوئے ہیں

وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ

اور روکتے رہے ہیں اللہ کی راہ سے ان کو ہم بڑھا دیں گے عذاب پر

الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ

عذاب بدل اس کا جو شرارت کرتے تھے اور جس دن کھڑا کریں گے ہم

فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ

ہر فرقہ میں سے بتلانے والا ان پر انہی میں سے کا دے اور

جِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ وَتَرْنَا عَلَيْكَ

آجھ کو لائیں بتلانے کو ان لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر

الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَ

کتاب بخلا بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت اور

کو بھی اڑنے کی طاقت دی ہے اور وہ اس کی قدرت سے فضائے آسمانی میں اڑتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مکتوبی احکام کے تابع ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس کے انسان کو آسمان کی طرح ہر آن متحرک اور پہاڑوں کی مانند ہر وقت ساکن پیدا نہیں فرمایا بلکہ حرکت کے بعد سکون کا تقاضا اس کی فطرت کا لازمہ قرار دیا اور گھروں کو آرام و راحت کی جگہ بنایا۔ یہ جو پائے بھی اللہ کی نعمت ہیں ان سے آدمی کس قدر کام لیتا ہے۔ ان کے چپڑوں سے گھر (یعنی خیمے اور سائبان) بناتا ہے جو ہلکے پھلکے ہوتے ہیں۔ سفر و حضر میں ان کے اٹھانے اور نصب کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ عرب کے خانہ بدوش قبائل ایسے خیموں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اونٹوں، بھیڑوں اور بکریوں کے بالوں سے مختلف

قسم کا سامان مثلاً گھیل، گدے، عمدے اور کوٹ وغیرہ تیار

کرتے ہیں۔ ﴿۸۵﴾ اللہ تعالیٰ نے درختوں اور چھتوں کیلئے

سائے بنا دیئے، پہاڑوں میں غاریں بنادیں جو وقتاً

لوقتاً بارش، طوفان باد، دھوپ اور سردی سے بچنے کے

لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اونا اور روئی وغیرہ پیدا کی

جن سے سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے لباس تیار کیا

جاتا ہے۔ صرف گرمی کا ذکر فرمایا حالانکہ یہ کپڑے سردی سے

بھی بچاتے ہیں اس لئے کہ عرب میں شدت کی گرمی پڑتی

ہے جس سے بچنے کے لئے انہیں درختوں کے سائبانوں،

پہاڑوں کے غاروں اور مختلف قسم کے کپڑوں کی ضرورت

تھی۔ سردی دیاں اس قدر کم پڑتی ہے جو زیادہ اہتمام

کے بغیر بھی برداشت کی جاسکتی ہے۔ تَفْقِيْكُمْ تَبَاسِكُمْ

لوہے کی زرائیں جو جنگ میں پہنی جاتی تھیں تاکہ بدن پر

تلوار یا تیر اثر نہ کر سکے۔ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ نِعْمَتَهُ الْخَبِيْرَةَ

ساری نعمتیں تمہیں اس لئے دیں تاکہ منعم و نعمت و منہج

کو پہچانو، اس کا شکر بجالاؤ، اس کی پوری پوری اطاعت

کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور اسی کو منعم سمجھو۔

اور اسی کو متصرف و کار ساز سمجھ کر حاجات میں پکارو، یعنی

لَعَلَّكُمْ يَا اَهْلَ مَكَّةَ تَخْلَصُوْنَ لِلَّهِ الْوَحْدَانِيَّةِ وَ

الْاِلَٰهِيَّةِ وَالْعِبَادَةِ وَالطَّاعَةِ وَتَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ لَا

يَقْدِرُ عَلَى هَذِهِ الْاِنْعَامَاتِ اِلَّا اللّٰهُ (خازن ج ۳ ص ۳۸۱)

﴿۸۶﴾ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور ان کی

جزا محذوف ہے ای فان تولوا بعد هذه الدلائل

الواضحة والبيّنات القاهرة فاقف لہم یعنی یہ

معاذین اگر ایسے واضح دلائل و بیانات کے بعد بھی سہ

توحید کو نہ مانیں تو توف ہے ان کی عقلوں پر۔ اگر وہ نہ

مانیں تو اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں کیونکہ آپ کا

فرض تبلیغ ہے جو آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا۔

صاحب مدارک نے فلا تبعۃ علیک جزا مقدر مافی فی

﴿۸۷﴾ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو خوب پہچانتے ہیں اور انہیں اچھی

طرح معلوم ہے کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر اس کے باوجود علماء ان کا انکار کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا غیروں کی عبادت کرتے اور ازراہ عناد و تعنت ان نعمتوں

کو اپنے محبوبان باطلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ای یعرفون ان اللہ تعالیٰ هو الممسد الیہم ذلک وهو المتفضل بہ علیہم ومع ہذا ینکرون ذلک و یعیدون

معہ غیبرہ ویسندون النص والوزق الی غیرہ۔ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸۵) ان کے دلوں پر مہم جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان پر دلائل کا کوئی اثر ہو گا نہ امتنان کا

موضوع قرآن و جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا ہی نام رکھ کر آپ کو بھوالتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی محبوبان باطل خود ص ۱۲ ص ۱۲ و آن نبی آن قوم باشرہ

۱۴۱۱ھ
۱۲ رجب
۱۲۸۱ھ

۵۸ خوفِ اخروی ہے۔ یہ ماقبل سے متعلق ہے یعنی دنیا میں ماننے پر نہیں آتے قیامت کے دن جب تمام امتیں احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضر ہوں گی تو ہر امت کا رسول بطور گواہ پیش ہو کر اپنی امت کے نیک و بد کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے دعوتِ حق کے ساتھ کیا سلوک کیا، اس دن ان مشرکین کو اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے لب کشائی کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا وَاَذْأُرُّ الَّذِينَ اٰلٰہِ اَنْبِیَآءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی گواہی کے بعد مشرکین کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوگی اور نہ انہیں عذاب میں داخل کرنے سے پہلے کچھ مہلت دے جائے گی۔ ۵۹ قیامت کے دن جب مشرکین ان

النحل ۱۶

۶۰۸

ربیع الثانی ۱۳

بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ۱۹ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

خوشخبری حکم ماننے والوں کے لئے اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا

وَالْاِحْسَانِ وَایْتَاٰ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ

اور بھلائی کرنے کا لکھ اور قرابت دار کے دینے کا اور منع کرتا ہے

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یُعْظَمُ لَعْلَکُمْ

بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم

تَذْکُرُوْنَ ۲۰ وَآوْفُوْا بِعَہْدِ اللّٰہِ اِذَا عَاہَدْتُمْ

یاد رکھو اور پورا کرو عہد اللہ کا لکھ جب آپس میں عہد کرو

وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِہَا وَقَدْ

اور نہ توڑو قسموں کو پکا کرنے کے بعد اور تم نے

جَعَلَهُمُ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا ۲۱ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا

کیا ہے اللہ کو اپنا ضمانت دے اللہ جانتا ہے جو تم

تَفْعَلُوْنَ ۲۲ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْ نَقَضَتْ غَزَآءَہَا

کرتے ہو اور مت رہو جیسے وہ عہد کر توڑا اپنا سوت اس نے کا ہوا

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْ تَاْتٰ تَخٰذُلُوْنَ اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا

محنت کے بعد مکر سے مکر سے کہ پھر او اپنی قسموں کو بدل دینے کا ہوا

بَیِّنَکُمْ اَنْ تَکُوْنَ اُمَّةٌ ۲۳ هٰی اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ ط اِنَّہَا

ایک دوسرے میں اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو چڑھا ہو دوسرے فرقے سے یہ تو

یَبْلُوْکُمْ اللّٰہُ بِہٖ وَلَیْسَ یَدْنٰ لَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَا

اللہ پرکھتا ہے تم کو جس سے اور آئندہ کھول دیگا اللہ تم کو قیامت کے دن جس بات

کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ ۲۴ وَکَوْشَآءِ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمْ

میں تم جھگڑ رہے تھے اور اللہ چاہتا تو جسے تم سب کو

منزل ۳

۱۲

سلاطین و مملوکین کا بیان

توڑنے والوں کے لئے

خاص خدا کو دیکھیں گے تو فوراً بول اٹھیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ ہیں ہماری حمایتی اور سفارشی جن کو ہم دنیا میں تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں۔ جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر بھجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔ قالقو الخ یعنی وہ بزرگ مشرکین سے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو جو ہمیں خدا کا شریک بنا رہے ہونہ ہم نے کبھی تم سے کہا کہ ہماری عبادت کیا کرنا اور اگر تم نے اپنی بدبختی سے ایسا کیا بھی ہے تو خدا گواہ ہے ہمیں تمہاری عبادت اور پکار کی خبر بھی نہیں تکفی یا للہ شہید اکبیرنا و بئینکم ان کنا عن عبادکم (خود سے) قیامت کے روز مشرکین سرافندہ ہوں گے اور عذاب کے لئے تیار ہونگے اور جن خود ساختہ حمایتیوں اور سفارشیوں سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی کام نہیں آئے گا۔ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلَیْہِ تَخْوِیْفٌ اٰخَرِیّ ہے۔ وہ کفار جو نہ خود مانتے تھے اور نہ دوسروں کو ماننے دیتے تھے انہیں دو گنا تک عذاب دیا جائے گا کیونکہ وہ خود تو گمراہ تھے ہی اس کے ساتھ انہوں نے غلطی خدا کو بھی گمراہ کیا اور انہیں جہنم میں دھکیلا۔ اِیْ عَذَابًا بَکْفَرِہُمْ وَعَذَابًا بِاَصْدَہُمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ دَعَارُکَ ج ۲۲۱ لکھ اعادہ بوجہ بعد عہد برائے بیان امر زائد عن انفسہم یعنی قیامت کے دن ہم ہر امت سے گواہ کھڑا کریں گے مراد ہر امت کا رسول ہے یا اس سے مراد ہر آدمی کے ہاتھ پاؤں ہیں جو قیامت کے دن بول کر آدمی کے نیک و بد اعمال کی گواہی دیں گے۔ وَجِئْنَا بِہِ الْاِخْوَءَآءَ کُوہم ان مشرکین پر بطور گواہ قیامت کے دن اپنی عدالت میں حاضر کریں گے۔ قیامت کے دن حضور علیہ السلام اپنے زمانہ کے نیک و بد لوگوں کے بارے میں گواہی دیں گے اور

سب کے بارے میں بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے آپ کی دعوت کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اقول کہا قال لعبد الصالح الخ میں وہی جواب دوں گا جو اللہ کے نیک موضع قرآن ہے کہی کے بدلے سے بلا انہیں جانا اور بارے اقبال وہی لاوے تو آوے اور بد توئی کا خیال تب ہی آتا ہے جب اہل ایمان ہوتا ہے۔ دوسرے کا گویا نہ گرا اول آپ گزرا ہے اپنے بے کام کو خراب کرنا جیسے ایک عورت دیوانی تھی مالدار سارے برس سوت کو اتنی کہ جڑ اول دوں گی اقبال کو جب جاڑا شروع ہوتا سوت کتر کر بوٹی بوٹی سب کو بانٹتی۔

فتح الرحمن ص ۱ یعنی نام اور قسم مذکور کردہ ایدہ ۱۲۷۱ یعنی برائے منفعت دنیا مال و مال زیادہ بدست آوے ۱۲۷۱ مترجم گوید مراد تحریم عین غنوس و حاصل مثل آنست کہ اعمال خود را ضبط کنی چنانکہ این زن عمل خود را تباہ کردہ واللہ اعلم گویا اینجا اشارہ است بآنکہ عین غنوس ضبط کنندہ اعمال است واللہ اعلم ۱۲۔

بندے عیسیٰ علیہ السلام دیں گے یعنی وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ نَبِيًّا مُتَّعِدًا مَّتَّعْتُهُمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ أَلَا يَهْدِي تِلْكَ آيَاتُ الْكَافِرِينَ
توان کے حال کو جانتا تھا مگر بعد کا مجھے علم نہیں وہ کیا کرتے رہے۔ لفظ شہید کی پوری تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۲۲ ص ۲۷
پہلے حصہ میں نفی شرک فی النصف پر چھ دلائل عقلیہ اور ایک دلیل نقلی کے بعد یہ دلیل وحی ہے۔ یعنی ایک طرف تو عقل سلیم کی واضح شہادتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ
کے سوا کوئی عالم الغیب، متصرف و مختار اور کارساز نہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام بھی اسی لئے مبعوث کئے گئے اور یہ مسئلہ تدریجہ وحی آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ اپنی طرف سے نہیں
کہہ رہے۔ ہم نے آپ پر ایک ایسی جامع کتاب نازل کی ہے
جس میں عقائد سے لے کر اعمال تک اور اخلاق سے لے کر
معاملات تک کے بارے میں تمام بنیادی اور ضروری احکام
بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کی ثابت کرنے کی کوشش
کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں ہر چیز بیان کر دی
گئی ہے یعنی مآکان وما یکون اور حضور علیہ السلام قرآن
مجید کو مکافقہ سمجھتے تھے لہذا اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ
السلام کو مآکان وما یکون کا کلی اور تفصیلی علم تھا۔ مگر یہ
استدلال صحیح نہیں کیونکہ ان کا استدلال اس پر مبنی ہے
کہ یہاں لفظ کل استغراق حقیقی کے لئے ہوا اور یہ دعویٰ
باطل ہے کیونکہ تبیاناً لکل شئی میں کل استغراق حقیقی
کے لئے نہیں بلکہ استغراق اضافی کے لئے ہے۔ اور اس پر
دین کے بنیادی اور ضروری احکام مراد ہیں جیسا کہ مفسرین
نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ تبیاناً لکل شئی عام طور
الدین (مدار ج ۲ ص ۲۹) قال عجاہد تبیاناً للحلال
والحرام اقرطبی ج ۱ ص ۱۰۱ لکل شئی محتاج الیہ من
الامور والنہی والحلال والحرام والمحدد والاحکام
(معالم ج ۲ ص ۱۱) تبیاناً لکل شئی یعنی من امور الدین
(خازن) والمراد من کل شئی علی ما ذہب الیہ جمع
ما یتعلق بامور الدین (روح ج ۳ ص ۱۱) (تبیاناً)
بیاناً بلیغاً (لکل شئی) یتعلق بامور الدین (ابو السو
ج ۵ ص ۵) قال الزمخشری المعنی انہ بیان کل
شئی من امور الدین الخ (بمعرج ۹ ص ۵) (تبیاناً)
بیاناً بلیغاً (لکل شئی) یحتاجون الیہ
من امور الدین
(جامع البیان ص ۲)

الفصل ۱۲

۶۰۹

ربہا ۱۳

أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يَضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي

ایک ہی فرقہ کر دیتا لیکن راہ بھلاتا ہے جس کو چاہے اور سمجھاتا ہے

مَنْ يَشَاءُ وَكَتُسْخَرُونَ عَنْكُمْ كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾

جس کو چاہے اور تم سے پوچھ ہوگی جو کام تم کرتے تھے

وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ

اور نہ تمہارا دھوکہ اپنی قسموں کو دھوکا آپس میں کر ڈیے نہ جائے کسی کا

قَدَمُ بَعْدَ ثَبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا

پاؤں بچنے کے پیچھے اور تم چکھو سزا اس بات پر کہ

صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ

تم نے روکا اللہ کی راہ سے اور تم کو بڑا

عَظِيمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا

عذاب بڑا اور نہ لوگ اللہ کے عہد پر مول بھڑاسا

إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۹۵﴾

بیشک جو اللہ کے ہاں ہے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جانتے ہو

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٌ وَلَنَجْزِيَنَّهُ

جو تمہارے پاس ہے نہ ختم ہو جائیگا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا اور ہم بدلہ میں دینگے

الَّذِينَ صَبَرُوا وَأَجْرُهُمْ يَاسِرٌ مَّا كَانُوا

صبر کرنے والوں کو ان کا حق اچھے کاموں پر جو

يَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ

کرتے تھے جس نے کیا نیک کام لڑکے یا عورت ہو

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

اور وہ ایمان پر ہے تو اسکو ہم زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی دے دیں گے ان کو

منزل ۲

ان حوالوں سے معلوم ہو گیا کہ مفسرین کرام
(شکر اللہ مسأعیمہم) نے یہاں لفظ کل استغراق
اضافی پر محمول کیا ہے اور استغراق حقیقی کسی نے بھی مراد نہیں لیا لہذا مبتدعین کا استدلال باطل ہے اور اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کی ثابت
نہیں ہو سکتا۔ حضرت شیخ رحمہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کے تمام احکام دین کا بیان ہونے سے مراد یہ ہے کہ کچھ احکام قرآن میں صراحتہ مذکور ہیں اور کچھ بحوالہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
موضح قرآن وال اس سے معلوم ہوا کہ فرمودہ نبوی سے نہ مارے کفران باتوں سے متنا نہیں اور اپنے اوپر وبال آتا ہے کہ یعنی مسلمانی کو بدنام نہ کر و کہ یقین لانے والے شک میں پڑیں اور تم پر یہ گناہ چڑھے
کہ پہلے مذکور تھا آپس کے قول لوث نیکیا اب ذکر ہے اللہ سے قول توڑ نیکیا یعنی مال کی طمع سے حکم شرعی کی خلاف مذکور و مال و بال لاویگا جو موافق شرع ہاتھ لگے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں۔
فتح الرحمن ص ۱۲ مترجم گوید درجہا عہد کردہ و قسم خوردہ دغا کردن سبب آنست کہ کفران من بعد قول ایشانرا معتبر نہ اند و با ایشان صحبت نہ دارد بلکہ مسلمانان در
شبه افتند واللہ اعلم ص ۱۲ یعنی در دنیا نعمت و دہیم ۱۲۔

جیسا کہ فرمایا مَا أَنْتُمْ إِلَّا قَوْمٌ فَتَنُوهَا ۖ وَأَمَّا هُنَّ فَبُذِلْنَ لَكَ فَاتَّخِذْهُنَّ حَتًّا ۚ وَلَا تَهِنَنَّ عَنْهُمْ ۚ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْهَانِينَ ﴿١٣٥﴾ دلائل توحید اور تحولات دنیوی یہ اخرویہ کے بعد عذاب سے بچنے کا علاج بتایا کہ شرک نہ کرو انصاف کو اپنی زندگی کا دستور بناؤ، ظلم وعدوان سے اجتناب کرو، احسان وفضل سے کام لو، بے حیائی اور برے کاموں سے باز آ جاؤ۔ اگر تم ان امور پر عمل کرو گے تمہارے دلوں میں نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا ہوگی جو آخر تمہاری استقامت کا باعث ہوگی الْعَدْلُ سے مراد توحید ہے العدل التوحید قالہ ابن عباس قرآن مجید کی یہ آیت اس قدر جامع ہے کہ اس میں تمام ابواب خیر اور تمام ابواب شرک جمع کر دیا گیا ہے قال ابن مسعود ہذا اجماع آیت فی القرآن لخیر یمتثل ولسر

الفصل ۱۳

۶۱۰

رہما ۱۳

أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٨﴾ فَإِذَا قَرَأْتَ

الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿٩٩﴾

إِنَّهُ لَكَيْسٌ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿١٠٠﴾ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ

يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ﴿١٠١﴾ وَإِذَا

بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنْزِلُ

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ ۖ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠٢﴾

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ

لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿١٠٣﴾

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ

لِلسَانِ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَبِي وَهَذَا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

جس کی طرف تعریف کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجیبی و هذا

ما معنی توبہ کی

ما معنی توبہ کی

ما معنی توبہ کی

ما معنی توبہ کی

ما معنی توبہ کی

ما معنی توبہ کی

ما معنی توبہ کی

ما معنی توبہ کی

ما معنی توبہ کی

یجتنب (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۷) قرآن مجید میں جہاں کہیں عذاب دینے کا ذکر ہو وہاں دفع عذاب کے لئے تین امور بیان کئے جاتے ہیں۔ یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ اس سورت میں اہل مکہ کے لئے عذاب کی دھمکی تھی اس لئے امور ثلاثہ کو ذکر کیا گیا۔ ۱۳۵ یہاں عہد سے ایمان و اسلام کا عہد مراد ہے جو ہر آدمی اسلام قبول کرتے وقت یا بالغ ہونے وقت اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے۔ یعنی ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اسلام کے تمام احکام و حدود کی پابندی کرنا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر دین اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کی تھی۔ اس میں مسلمانوں کو اس عہد بیعت پر قائم رہنے کی تاکید کی گئی۔ عہد اللہ ہی البیعة لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ السلام لقلولہ ان الذین یبایعونک انتما یبایعون اللہ الخ (کبیر ج ۵ ص ۵۷۷، مدارک ج ۲ ص ۲۲۷) بعد تو کہیں گے یعنی اپنے عہدوں کو مضبوط اور پختہ کرنے کے بعد مت توڑو۔ کیونکہ تم نے اللہ کا نام لے کر عہد کیا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا ہے۔ ۱۳۶ یہ عہد توڑنے والوں کے لئے تمثیل ہے۔ کہتے ہیں مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جس کے دماغ میں خلل تھا وہ سوت کا تھی تھی مگر کھانے کے بعد سوت کو نوح واتی دابن کثیر، فرمایا عہد کو توڑنا بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ کم عقل عورت سوت کا ت کو توڑ دیتی تھی۔ آنکائی ٹکڑے ٹکڑے یہ غزلہا سے حال ہے۔ تَتَّخِذُونَ لَا تَتَّخِذُوا کے فاعل کمال ہے۔ دَخَلَا سے مراد غدر و خیانت ہے اور یہ تَتَّخِذُونَ کا مفعول ثانی ہے۔ (روح) اَنْ تَتَّخِذُوا ای بسبب ان تَتَّخِذُوا (مدارک) امۃ اول سے جماعت مشرکین اور امۃ ثانی سے جماعت مومنین مراد ہے اور بی تعداد اور مال و دولت میں زیادہ، ازید عدد او فرما لا (مدارک ج ۲ ص ۲۷۷) یعنی مشرکین کی کثرت تعداد اور فراوانی مال و زر کی وجہ سے اپنے عہد و پیمان کو اپنے بھائیوں سے غدر و خیانت کا ذریعہ نہ بنانا۔ المعضل تغذ روا جماعۃ بسبب ان تکتون جماعۃ اخری اکثر منہا و اعزبل علیکم الوفاء بالایمان ۱۳۷ کفار کو کثرت مال عطا کرنے کی حکمت بیان فرمائی کہی قوم کی کثرت

موضع قرآن ۱۳۸ اچھی زندگی قیامت کو بلاویں گے یا دنیا میں اللہ کی محبت میں اور لذت میں فل دنیا میں کئی آدمی کو کوئی شیطان یعنی جن ستانے لگے تو اس کے رجوع نہ ہو وہ اور ہر وقت ہر موافق اس وقت کے حکم بھیجے تو یقین والوں کا دل قوی ہو کہ ہمارا رب ہر حال سے خبردار ہے۔ فل یعنی ہر حال میں اسکے موافق راہ سوجھاوے اور ہر کام پر ویسی خوشخبری سناوے فتح الرحمن فل یعنی یک آیت لا آیت دیگر نسخ کنیم ۱۲۔

منزل ۳

جیسا کہ آئمہ اور جو لوگ نیک نیتی سے حق کی جستجو کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرماتا اور انہیں قبول حق کی توفیق دے دیتا ہے۔ ۷۸ امر زائد مرتب کرنے کے لئے مضمون مذکور کا بصورتِ نئی اعادہ کیا گیا۔ نیز اعادہ سے تاکید مقصود ہے اپنی قسموں اور اپنے عہدوں کو غدر و خیانت کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ اس عہد شکنی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے پاؤں دین اسلام کی راہ سے پھسل جائیں گے اور تم میں سے جو لوگ عہد بیعت توڑ کر دوبارہ کفر میں چلے جائیں گے ان کا یہ عمل دوسروں کے لئے بھی بیعت توڑ کر اسلام سے خارج ہونے کا باعث ہوگا اس لئے تمہیں دنیا اور آخرت میں اس عہد شکنی کا سخت ترین عذاب جھینا پڑے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں عہد اور ایمان سے مراد عام نہیں بلکہ بیعت اسلام کا عہد مراد ہے کیونکہ اتنی سخت وعید ترک اسلام پر ہی ہو سکتی ہے۔ اور اس کے بعد مَنْ كَفَرَ بِاَللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اٰيْمَانِهٖ اُنْه سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد سے عہد اسلام مراد ہے۔ ۷۹ اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین کی ظاہری شان و شوکت، مال و دولت اور افراد کی کثرت کو دیکھ کر عہد اسلام کو مت توڑو کیونکہ یہ دنیا کا تمام ساز و سامان اور مال و دولت آخرت کے مقابلے میں نہایت حقیر اور بے وقعت ہے۔ اسلام پر قائم رہنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں تمہاری جو قدر و منزلت اور تمہارے لئے جو اجر و ثواب ہے وہ اس دنیوی مال، سامان اور پیش سے کہیں بہتر ہے۔ ۸۰ دنیا کی تحقیق کا بیان مقصود ہے یعنی دنیوی ساز و سامان کی طرف توجہ نہ کرو بلکہ آخرت کی فکر کرو کیونکہ دنیا کی ہر چیز فانی اور ختم ہو جائیو الی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں منکسین کے لئے جو عذاب ہے اور مؤمنین کے لئے جو ثواب ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگا جو لوگ دنیا میں عہد اسلام پر قائم رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کی احکام و وعدہ کی پابندی کریں گے آخرت میں ان کے تمام اعمال

تجربہ انجمنی ۱۲

۱۲

تعمیق دہری

الفصل ١٤

411

ریبہا ۱۴

لِسَانَ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٠٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ

زبان عزیزی ہے صاف قل وہ لوگ جن کو کلمہ اللہ کی باتوں پر یقین

اللَّهُ لَا يَهْدِيهِمْ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٧﴾ إِنَّمَا

بہنیں ان کو اللہ راہ نہیں دیتا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔ جھوٹ تو

يَفْتَرِى الْكُذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ

وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور

أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (١٠٥) مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ

وہی لوگ جھوٹے ہیں جو کوئی منکر ہو اللہ سے شہہ یقین لائے

إِيْمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِإِذْنِ اللَّهِ

۴۴ مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی ہو اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر

وَلَكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالنَّكْفِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

و لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا
سو اس پر غضب ہے

مِنْ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اسْتَحْبَبُوا

اللہ کا اور ان کو بڑا عذاب ہے کہ یہ اس واسطے کہ انہوں نے عزیز مرگھا

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ ۖ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

دنیا کی شے زندگی کو آخرت سے اور اللہ راستہ ہمیں دیتا منکر

الْكَافِرِينَ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمِعَ لَهُمْ ۚ

لوگوں کو یہ وہی ہیں کہ مہرِ محمدی اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور

أَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَرَمَ لَهُمْ

آنکھوں پر اور میہی مین یہوش خود ظاہر ہے کہ

فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْخَيْرُونَ ﴿١٠٩﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ

آخرت میں۔ یہی لوگ خراب ہیں پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب ان لوگوں پر کہ

منزل ۲

کا انہیں پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں جہاں دولت دنیا کے فریب میں آنے سے ڈرایا جاتا ہے وہاں عام طور سے تین باتیں مذکور ہوتی ہیں (۱) دولت دنیا کا نقص قرآن سمجھائے وہ نہیں سمجھتے بے یقین آدمی محروم ہیں (۲) پہلے مذکور ہوئے کافروں کے شبہ اب فرمایا کہ جو کوئی شبہ سُن کر ایمان سے پھر جاوے اس کا یہ حال ہے مگر ظالم زبردستی سے اگر منہ سے کفر کا لفظ کہو دے اور دل میں ایمان برقرار ہے اس کو گناہ نہیں لیکن اگر منہ قبول کرے اور لفظ بھی منہ سے نہ کہے تو شہید اکبر ہے (۳) اور جو کوئی ایمان سے پھرے تو دنیا کی غرض کو جان کے ڈر سے یا برادری کی خاطر تیار کر کے لالچ سے جس نے دنیا عزیز رکھی اس کو آخرت کہاں۔ اگر جان کے ڈر سے لفظ کہے تو چاہئے جب ڈر کا وقت جاچکے پھر توبہ و استغفار کر کر ثابت ہو جاوے۔

قلیل و حقیر ہے۔ (۲) اس کی وجہ سے دنیا میں عذاب آتا ہے (۳) آخرت میں بھی عذاب ہوگا امر اول مآ عند کذبہ سے امر دوم وَ تَنُذُّوا السُّوءَ سے اور امر سوم وَ لَكُمُ عَذَابٌ عَظِيمٌ سے ذکر کیا گیا ہے۔ **۱۷** جو مرد وزن دنیا میں نیک کام کرے بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو اس کی دنیا کی زندگی بھی پاکیزہ اور پر لطف ہوگی کیونکہ مؤمن موعود کو اللہ تعالیٰ کی بندگی، اطاعت، اور صبر و قناعت میں جو لطف اور قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ شاہان دنیا کو تخت و تاج اور بے شمار سامان تعیش سے بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اور آخرت میں بھی اپنے تمام اعمال کی پوری پوری جزا پائیں گے۔ بعض مفسرین نے حیوۃ طیبہ سے آخری زندگی مراد لی ہے۔ جس کا پاکیزہ اور

الفصل ۱۶

۶۱۲

ربیع الثانی

هَاجِرُوا مِنْ بَعْدِ مَا قُتِلُوا ثُمَّ جَاهِدُوا وَاصْبِرُوا

انہوں نے وطن چھوڑا ہے بعد اس کے کہ مصیبت اٹھائی پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے

إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۱۰ یَوْمَ تَأْتِي

بیشک تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے جس دن آئے گا

كُلُّ نَفْسٍ نَحْدِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوْفَىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

ہر جی جواب و سوال کرتا اپنی طرف سے اور پورا ملے گا ہر کسی کو جو

عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۱۱۱ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً

اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور بتلائی اللہ نے صفہ ایک مثال ایک بستی کی

كَانَتْ أَمْنَةً مَّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا أَمِّنًا كُلٌّ

تھی چین امن سے چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے

مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ

پھر ناشکری کی اللہ کے احسان کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ ان کے

الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۱۱۲ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ

تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور ڈر بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے اور ان کے پاس پہنچ چکا

رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ

رسول انہی میں کا پھر اس کو جھٹلایا پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے اور وہ

ظَالِمُونَ ۱۱۳ فَكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَخَلُوا فِي

گنہگار تھے سو کھاؤ اس کے پھل جو روڑی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو

نِعْمَتِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۱۱۴ إِنَّا حَرَّمْنَا

اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کو پوجتے ہو تو اللہ نے تو یہی حرام کیا

عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةَ وَالْدَّمَ وَحُمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهْلَ

تم پر ہے مردار اور لہو اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا

منزل ۲

وضوح قرآن عماران کے ہاں یا سارو رماں سمیہ ظلم اٹھاتے مگر پر لفظ کفر نہ کہا بیٹے نے خوف سے جان کے لفظ کہہ دیا پھر روتے ہوئے حضرت پاس آئے تب یہ آیتیں اتریں **وَل** یعنی کسی طرف کوئی نہ بولے گا اس دن ظلم نہ چل سکے گا۔ **وَل** ایسے بہت شہر ہوتے ہیں پر یہ احوال فرمایا کہ کافر کپڑے بھوک اور ڈر یعنی ایک دم بھوک اور ڈر سے خالی نہ رہنے لگے یعنی ایمان لاؤ اور حلال کو حرام مت کرو اپنے عمل سے۔

فتح الرحمن : **وَل** این قصہ اجمالی انشراح کردہ شدہ است از قصہ ہائے بسیار و منطبق است بر واقعہائے بے شمار و لہذا مثل نامیدہ شد و در عبارت جمع کردہ شدہ است دو تشبیہ در یک سیاق ۱۲۔

پر لطف ہونا کسی تشریح و توضیح کا محتاج نہیں۔ والہام بالحیۃ الطیبۃ الحیۃ الی تیکون فی الجنة اذ هنالك حیاة بلا موت وغنی بلا فقر وصحة بلا سقم و ملک بلا ہلاک وسعادة بلا شقاوة (روح ۳۱) **۱۷** یہ دلیل وحی یعنی وَ تَنُذُّوا عَلَیْكَ الْکِتَابَ الخ سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر ایک ایسی جامع کتاب نازل کی ہے کہ اس میں تمام ضروریات دین کی پوری تفصیل موجود ہے اور جس میں مذکور الصدر امور و تلاط کا ذکر ہے یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو پس جب آپ اس کی تلاوت فرماتے لگتے تو اس کی ابتداء میں شیطان سے استعاذہ ضرور کر لیا کریں کیونکہ وہ دوران تلاوت و سوسے ڈالنے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگرچہ آپ پر اس کا کوئی کمرہ فریب اثر انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ مؤمنین صادقین جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا البتہ اس کے درغلانے اور سوسے ڈالنے کا ان لوگوں پر اثر ہوتا ہے جو سوسوں پر عمل کرتے اور اس کے گمراہ کرنے سے اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ یہ میں بار سبب ہے والہی بسببہ... ای من اجلہ من اجل حملہ آیا ہم علی الشراء یا اللہ صادر و اشترکین (کبیر ج ۱) تلاوت قرآن سے پہلے استعاذہ کو مشہور الفاظ جو حدیثوں میں وارد ہیں یہ ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ **۱۷** یہ مشرکین پر شکوی ہے جو قرآن مجید پر شیطانی و سوسوں سے بے جا شبہات وارد کرتے تھے یہ ان کا پہلا شبہ ہے جو دلیل وحی سے متعلق ہے قرآن مجید میں جو احکام اجتہاد میں وقتی مصالح کی بنا پر نازل کئے گئے تھے جب ان کی ضرورت باقی نہ رہی تو انہیں منسوخ کر دیا گیا اس پر مشرکین طعن کرنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بات کہے پھر اسے واپس لے لے

بہت شہر ہوتے ہیں پر یہ احوال فرمایا کہ کافر کپڑے بھوک اور ڈر یعنی ایک دم بھوک اور ڈر سے خالی نہ رہنے لگے

ہیں۔ ۵۵۔ یہ جواب شکوی ہے اور کتبہ پہ اوئی کا درد ہے۔ یعنی یہ قرآن میرا افتراء نہیں بلکہ یہ روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کی جانب سے مجھ پر نازل کیا ہے تاکہ نسخ کے ذریعہ مومنوں کا امتحان کرے۔ چنانچہ جب کوئی آیت مسوخ کی جاتی ہے تو مومنوں کا ایمان اور پختہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اب مسوخ کے بجائے نسخ ہمارے حق میں زیادہ مفید ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ لیبلوہم بالسنم حقاً اذا قالوا فيه هو الحق من ربنا والحمد لله لانہ حکیم لا یفعل الا ما ہو حکمۃ و صواب حکم لہم یثبات القدم و صحۃ الیقین و طمانینۃ القلب (مدارک ج ۲ ص ۲۲) ۵۶۔ یہ مشرکین کا دوسرا طعن ہے کہ مکرمہ میں ایک رومی غلام بلعام نامی رہتا تھا یہ اسلام لایا کچا تھا حضور علیہ السلام اسے اسلامی احکام کی تعلیم فرمایا کرتے تھے لیکن مشرکین نے مشہور کر دیا کہ وہ رومی غلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ قرآن سکھاتا ہے۔ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُ وَنَ الْکَیْرِ بِہ اس طعن کا جواب ہے۔ مشرکین اپنے خبت باطن سے تعلیم قرآن کی نسبت جس شخص کی طرف کرتے ہیں اس کی زبان تو عجبی ہے اور یہ قرآن تو صاف شستہ اور سلیس عربی زبان میں ہے اس لئے یہ اس عجبی کا کلام کس طرح ہو سکتا ہے۔ مشرکین کا یہ طعن بھی دلیل پر مبنی نہیں تھا محض اندازہ عناد تھا۔ مگر جواب نہایت مقبول دیا گیا۔ ۵۷۔ یہ معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیاتوں پر ایمان نہیں لانا چاہتے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اِنَّہُمْ اَیْفَ کَرَّجِیْہِ ظالم میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کا بہتان لگاتے ہیں۔ حالانکہ مفتری یہ خود ہیں کیونکہ افتراء وہی شخص کر سکتا ہے

مد مخوف اخروی ۱۲
 مد تواب سوال مقدم ۱۳
 مد تعقیب ذکر ۱۴
 مد خامه ۱۵
 مد ویدان نقی براسیم
 علیه السلام بر وادی
 ترک فی القوف و
 نقی ترک وادی ۱۶

الفصل ١٦

۶۱۳

۱۴۴

اللہ کے سوا کسی اور کا بھروسہ جو کوئی ناچار ہو جائے نہ زور کرتا ہو نہ زیادتی تو اللہ
 غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ
 كُتْبَةً ۚ وَالْأَمْرُ لِلَّهِ ۚ كُنْزٌ عِزٍّ لَّهُ لَا يَمُوتُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ

الْكَذِبُ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ

باتدھو بے شک جو بہتان باندھتے ہیں اللہ پر

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا فَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ
اور جو لوگ عیسٰی مہودی ہیں ان پر ہم نے حرام کیا تھا جو تجھ کو پہلے حرام نہ تھا

عَذِّدْكَ وَأَصْلِحْ إِنَّكَ بِرَأْسِكَ مَرْبُوعٌ ۝

وَلَمْ يَكُ مِنْ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا نِعْمَةٍ ط

اور نہ مٹتا شرک والوں میں وہی حق ماننے والا اس کے احسانوں کا

منزل ۳

جوالہ کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اس لئے جھوٹے اور مغتری یہ خود ہی ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور پیغمبر علیہ السلام پر قرآن اپنی طرف سے بنانے کا افتراء کرتے ہیں۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَءُوا حَتَّىٰ تَخْرُجُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ ۚ وَتَلْبَسُوا ثِيَابًا ۚ كُلُوا وَشَرِبُوا وَلَا تُخْرِجُوا رِجَالَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُفَصِّلُ الْبَاقِيَ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (نور: ۲۴) یہ آیت قرآن مجید کی آیات سے ایمان والوں کا ایمان نازہ ہو جاتا ہے، ان کے تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں اور انہیں ثبات و استقامت کی دولت نصیب ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ ایمان لانے کے بعد شبہات سے متاثر ہو کر ایمان سے بچھ جائیں ان پر اللہ کا غضب ہو گا اور وہ شدید ترین عذاب میں مبتلا

موضع قرآن **و** سورۃ انفصام میں ذکر ہو چکا **و** یعنی حلال حرام میں جھوٹ بنایا تھا جب مسلمان ہوئے تو بھٹسے گئے **و** یعنی حلال اور حرام میں اصل ملت ابراہیم ہے اور عرب کے لوگ کہتے ہیں آپ کو ضعیف اور شرک کرتے ہیں اس کی راہ پر نہیں۔

فتح الرحمن **و** مترجم گوید حنیف آنرا گویند کہ حج و غنہ و غسل جنابت میکرده باشد و اللہ اعلم ۱۲۔

ہوں گے۔ اور یہ اَوْفُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ سے بھی متعلق ہے اور عہد توڑنے والوں کے لئے تنزیف اخروی ہے۔ کفر بعد الاسلام سے عہد اسلام کو توڑنا مراد ہے اس طرح یہ بھی قرینہ ہے کہ وہاں عہد سے عہد ایمان و اسلام مراد ہے عام نہیں۔ مَنْ كَفَرَ الْخَطْیَہِ اور فَعَلِیْمُ غَضَبِ الْخِ اس کی جزا مقدر ہے جس کی تقدیر پر مَنْ تَشْرَحُ الْخِ کا جواب وال ہے۔ اَلَا مَنْ اُكْرِیَہِ جزا کے مقدر کے مضمون سے مستثنیٰ ہے وَلٰكِنْ مَنْ تَشْرَحُ الْخِ مَآئِل سے استدراک ہے اور فَعَلِیْمُ غَضَبِ الْخِ مَنْ تَشْرَحُ کا جواب ہے۔ مدارک، روح، بحر، یعنی جس شخص نے ایمان لانے کے بعد عہد اسلام کو توڑ دیا اور منہ سے کلمہ کفر کا اقرار کر لیا اس پر اللہ کا غضب ہے

النحل ۱۶

۶۱۴

ربیع الثانی ۱۴

اجْتَبِہْ وَهْدًا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ وَاتَّبِعْهُ فِي الدُّنْيَا

اس کو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر اخروی ہم نے اس کو دنیا میں

حَسَنَةً طَوَّاهُ ۚ وَاتَّبِعْهُ فِي الْآخِرَةِ ۚ لِمَنِ الصَّلٰحِينَ ثُمَّ اَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

خوبی اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں سے ہے کہ ہم نے تمہیں بتا دیا کہ تم کو سنتے

اِنْ تَتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۚ اِنَّمَا

کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا وہ مشرک والوں میں سے تھے

جَعَلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اٰخْتَلَفُوْا فِيْہٗ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ

کہا دن جو مقبر کیا اللہ سوا نبی پر جو اس میں اختلاف کرتے تھے اور تیرا رب حکم کرے گا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ فَمَا كَانَ يُوَفِّيْہٗ يَخْتَلِفُوْنَ ۚ اَدْعٰ اِلٰی

ان میں قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے وہ بلا اپنے

سَبِيْلٍ ۚ بِكَ يٰحٰكِمَةٌ ۚ وَالْمَوْعِظَةُ الْحَسَنَةُ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي

رب کی راہ پر سنتے ہیں باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح اور الزام دے ان کو جس

ہِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِہٖ ۚ وَهُوَ

طرح بہتر ہو تیرا رب ہی بہتر جانتا ہے ان کو جو سمجھوں گے اس کی راہ اور وہی

اَعْلَمُ بِالْمُتَدِيْنِ ۚ وَاِنْ عَاقِبَتُكُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْثِيْتُمْ

بہتر جانتا ہے ان کو جو راہ بد میں ہے اور اگر سنتے بدلہ لو تو بدلہ لو اس قدر بقدر کہ تم کو تکلیف پہنچائی

بِهٖ ۚ وَلٰكِنْ صَبْرَتُمْ لَكُمْ خَيْرٌ لِّلصّٰدِقِيْنَ ۚ وَاَصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ

جائے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر والوں کو اور تو صبر کر اور تجھ سے صبر ہو سکے

اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَخْزِجْ عَلَيْهِمْ وَاَلَتِكَ فِضْلًا ۚ فَمَا يَكْمُرُوْنَ ۚ

اللہ ہی کی مدد سے اور ان پر غصہ نہ کھا اور تنگ مت ہو ان کے فریب سے

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۚ وَالَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ ۚ

اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں

ملزل

سبیل اللہ پر نہایت مہربان ہوگا۔ ۱۹۹ قرآن مجید میں لفظ مثل چار معنوں میں آیا ہے۔ کہانی، صفت، شئی عجیب اور عبرت یہاں آخری معنی مراد ہے۔ لغت میں

موضع قرآن اسی ملت پر آئے ۱۰۰ یعنی اصل ملت ابراہیم میں ہفتے کا کچھ حکم نہ تھا اس امت پر بھی نہیں ۱۰۰ الزام دے جس طرح بہتر ہو یعنی قضیہ نہ بڑھے ۱۰۰ پہلے جو فرمایا کہ سمجھاؤ بھلی طرح اس میں رخصت دی کہ بدی کے بدل بدی بڑی نہیں پر صبر اور بہتر ہے۔

فتح الرحمن مترجم گوید یعنی یہود بحث میگردند در شنبہ طائفہ گفتند کہ خدایتعالیٰ روز شنبہ از خلق فارغ شد پس در شنبہ عبادت باید کرد و طائفہ سکوت کردند

سارہ کی دینی دولت
فی شریک نشناختی و
شرک خبی ۱۲
سب جواب سوال مرکب

مترجم دینی بیانیہ

مترجم سبیل اللہ علیہ السلام

۱۴

صرف پہلے دو معنوں میں مستعمل ہے۔ فَتَوَبَ بمعنی جَعَلَ، قَرِيبَةً مع صفت جعل کا مفعول اول مؤخر مثلاً مفعول ثانی مقدم یعنی کر دیا اللہ نے مکہ کو جائے عبرت جس کے اہل بڑے مالدار اور خوشحال تھے پھر شرک کی وجہ سے ان پر قحط کا عذاب پڑا اور رزق تنگ ہو گیا۔ یہاں سے وَهُمْ ظَالِمُونَ تک سورت کی ابتداء یعنی آتٰی اَمْرًا اللّٰہِ فَلَا کَسْبَ لَہُمْ شَیْءٌ سے متعلق ہے ابتداء سورت میں مشرکین مکہ سے فرمایا جلدی نہ کرو بس میرا عذاب آیا ہی سمجھو یہاں فرمایا ہم نے مکہ والوں پر عذاب ڈال دیا۔ قریبۃ سے مکہ کو مراد ہے پہلے اہل مکہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے، ہر طرف سے میوے، پھل اور غذائی اجناس فراوانی کے ساتھ ان کے پاس پہنچتی تھیں مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اللہ کا پیغمبر جو پیغام توحید لے کر ان کے پاس آیا اس کی تکذیب کی اللہ کے پیغمبر نے انہیں غیر اللہ کو کارساز اور حاجت روا سمجھ کر مشکلات میں پکارنے سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس جرم کی یہ سزا دی کہ ان پر قحط مسلط کر دیا۔ جو سات برس رہا۔ اس دوران میں مشرکین اس حد کو پہنچ گئے کہ اگر انہیں کہیں کتے کا مردار اور گوبر مل جاتا تو اسے بھی خوشگوار طعام کی طرح چٹ کر جاتے۔ کَلَّا ابْتِغُوا بَالِجُوعٍ سَبْعَ سَنَیْنٍ وَقَطَعَ الْعَرَبُ عَنْہُمْ الْمَدِیْنَةَ بِأَمْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلُوا الْعِظَامَ الْمَحْرَقَةَ وَالْجِیْفَةَ وَالْکَلَابَ مَلِیْئَةً وَالْحِجْلُورَ وَهَوَّالُو بِرِیْعًا لَّجِبًا لِّدَّہِ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۵) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے مشرکین قریش پر بددعا کی تھی کہ اے اللہ ان پر اپنی گرفت سخت کر دے اور قحط مصر کی طرح ان پر قحط مسلط کر دے اَللّٰہُمَّ اشدِّدْ وَطْئَتَکَ عَلٰی مُضْرَ وَاَجْعَلْہَا عَلَیْہِمْ سَنَیْنِ کَسَنَیْ یُوسُفَ (روح ج ۲ ص ۱۲۸) مشرکین مکہ جب بے بسی اور بیچارگی کی انتہا کو پہنچ گئے تو ابوسفیان حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلہ رحم اور قرابت کا واسطہ دیا کہ صلہ رحمی اور عفو و درگزر کی تلقین فرماتے ہیں اور آپ کی یہ قوم تو ہلاک ہو رہی ہے اس پر آپ نے بقائے شفقت و رحمت ان ظالموں کے لئے دعا کی اور لوگوں کو ان کے غلے پاس لے جانے کی بھی اجازت دیدی۔ (قرطبی) مکہ میں قحط پڑنے کا واقعہ ہجرت کے بعد پیش آیا۔ یہاں تک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

حصہ دوم — نفی شرک فعلی

اس حصہ میں شرک فعلی کی دو شکوک کا رد کیا گیا ہے۔ تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔

۹۳ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ وہ غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارتے اور غیر اللہ کی نیازیں دیتے تھے لہذا اب فکرو اسے فرمایا تم غیر اللہ کی پکار بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کے لئے تحریمات کرنے اور نذریں ماننے سے بھی باز آ جاؤ۔ اس میں تحریمات غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جو حلال و طیب رزق اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کو اپنی طرف سے اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ یعنی بحیرہ، سائبہ وغیرہ بناؤ۔ اس کی تفصیل سورہ مائدہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو مائیدہ ۱۳۵۔ ۲۹۵ یہ فَتَوَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّمَنْ سَعَىٰ مَعَ شَرِّکِیْنِ مَکَہَ پَر عَذَابَ اس لئے ڈالا گیا کہ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، اللہ کے پیغمبر کو جھٹلایا، پیغام توحید کو رد کیا، غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارا۔ معبودان باطلہ کی تحریمات کرنے اور نذریں ماننے لگے۔ حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ وہ شکر نعم بجالاتے، صرف اللہ کو پکارتے، صرف اسی کی نذریں دیتے اور اس کی دی ہوئی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاتے اور انہیں اپنی طرف سے حرام نہ کرتے۔ **۹۴** اس میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جن چیزوں مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو تم حرام سمجھتے ہو اللہ نے تو ان کو حرام نہیں کیا وہ تو حلال ہیں اس لئے ان کو کھاؤ اللہ نے تو ان چیزوں کو حرام کیا ہے موطر، دم مسفوح، رزق کے وقت بہنے والا خون، خنزیر اور نذر غیر اللہ یہ حرام ہیں ان کو مت کھاؤ اس کی تفسیر گذر چکی ہے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ بقرہ حاشیہ ص ۲۳۷۔ **۹۵** یہ ماقبل پر متفرع ہے بطور نفی و نشر غیر مرتب ہَذَا حَلَالٌ یہ نذر غیر اللہ پر اور هَذَا حَرَامٌ تحریمات غیر اللہ پر متفرع ہے یعنی یہ جو تم اپنی طرف سے تحریم و تحلیل کرتے ہو یہ محض تمہاری کذب بیانی اور اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے کیونکہ تحلیل و تحریم کا اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں ان التحلیل والتحریر انہما هو واللہ عزوجل وليس لاحد ان یقول او یصرح بہ لہذا فی عین من الاعیان الا ان یکون البادی تَعْلٰی خَبْرٌ بِذٰلِکَ عِنْدَ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۵) لہذا جو شخص کسی چیز کو حلال یا حرام بتاتا ہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال یا حرام کیا ہے۔

مشرکین نے اپنی طرف سے محرمات اور محلات میں اضافہ کر دیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے شدید انکار فرمایا۔ اَنھُمْ کَانُوْا یُحَرِّمُوْنَ الْبَحِیْرَةَ وَالسَّائِغَیَّةَ وَالْوَصِیْلَةَ وَالْحَامِدَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِہِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّدٰنِ کُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰی اَزْوَاجِنَا فَقَدْ اٰدَا وَا فِی الْمَحْرَمٰتِ وَزَادُوْا اِیْضًا فِی الْمَحَلٰتِ وَذٰلِکَ لَا نَہْمُ حَلٰکُوْا الْمِیْئَۃَ وَالْدَمَ وَلَحْمَ الْخَنْزِیْرِ وَمَا اَہْلَ بَہٍ لِّغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاَللّٰہُ تَعَالٰی بَیْنَ اَنْ الْمَحْرَمٰتِ هٰی هٰذِہِ الْاَنْعَامُ وَبَیْنَ اَنْ الْاَشْیَآءِ الَّتِیْ یَقُوْلُوْنَ اَنْ هٰذَا حَلَالٌ هٰذَا حَرَامٌ اَکْذَبًا فَلَکُمْ عَلٰی کِبٰرِہِمْ **۹۶** اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْکُرُوْنَ۔ تا۔ عَذَابُ الْاَلِیْمِ ان لوگوں کے لئے تنویف انہوں نے جو اللہ پر افتراء کرتے اور خواہش نفس سے از خود تحریمات کرتے ہیں وہ آخرت میں فلاح نہیں پائیں گے اور انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ **۹۷** یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو پھر یہودیوں پر کیوں حرام کی گئیں۔ یہودیوں کا گوشت حرام تھا اور یہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حامد سب اونٹ ہی کی قسمیں ہیں۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ چیزیں اصل میں تھیں تو حلال مگر تم نے یہود کو ان کی سرکشی کی سزا دینے کے لئے یہ جانور ان پر حرام کر دیئے۔ مَا قَصَصْنَا عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ سے سورہ انعام کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَ عَلٰی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَمْنَا کُلَّ ذِیْ ظُفْرِ اِلَّا یَہَ (انعام ۱۸۶) وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ اَلٰیۃً اور یہ حلال چیزیں ان پر حرام کر کے ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ یہ ان کی سرکشی اور بغاوت کی سزا ہے جیسا کہ سورہ انعام کی آیت مذکورہ کے آخر میں فرمایا۔ ذٰلِکَ جَزَآئُہُمْ بِمَا کُفَرُوْا وَاِنَّا لَکٰذِبُوْنَ اور سورہ نسا ۲۴ میں فرمایا فَبُطِّلْہُمْ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَمْنَا عَلَیْہِمْ طَیِّبٰتِ اَحْلٰتِ لَہُمْ وَبَقِیَّتُہُمْ سَبِیْلُ اللّٰہِ **۹۸** شکر تعقیب ذکر کی گئی ہے یعنی پھر یہ بات بھی سن لو اور یہ بھی فَتَوَبَ اللّٰہُ مَثَلًا سے متعلق ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے مشرکین مکہ کو عذاب سے بالکل ہلاک نہیں کر دیا بلکہ انہیں سوچنے، سمجھنے اور عبرت پکڑنے کے لئے مزید مہلت دی اس لئے جو لوگ نادانی اور بے سمجھی سے کفر و شرک کرتے رہے ہیں اگر وہ اب بھی یعنی عذاب قحط اٹھ جانے کے بعد بھی صدق دل سے توبہ کر کے دین اسلام قبول کر لیں، کفر و شرک سے باز آجائیں اور اعمال صالحہ بجالائیں تو اللہ تعالیٰ ایسا

۹۹ جب دونوں حصوں میں شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) اور شرک فعلی کی نفی مفصل طریقہ پر بیان ہو چکی اور اس پر دلائل عقلیہ اور دلائل وحی بھی مذکور ہو چکی تو آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی کا ذکر کیا گیا۔ اُمّۃ یرذلن فَعَلَکَ بِمَعْنٰی مَفْعُول ہے ای ما موصلاً اور تار مبالغہ کے لئے ہے یعنی سب سے بڑا پیشوا یا اُمّۃ بمعنی جماعت ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس کا اطلاق اس لئے کیا گیا کیونکہ ان کی ذات میں اس قدر خیر و برکت تھی جتنی ایک کثیر جماعت میں ہوتی ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ای کان عندہ علیہ السلام من الخیر ما کان عند اُمّۃ الکثیرۃ ... وقیل لامّۃ ہنا فعلۃ بمعنی مفعول کا لرحلۃ بمعنی المرحول الیہ روح ج ۱۴ ص ۱۸۱) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زمانے میں سب سے بڑے پیشوائے دین اور خیر و صلاح کے جامع تھے قَانِنًا لِلّٰہ اللہ تعالیٰ کے بڑے فرمانبردار، حَذِیْقًا تمام باطل دینوں سے منحرف ہو کر صرف دین توحید کو ماننے والے، وَکَمَّ یَکْفُرُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور ہر قسم کا شرک و شرک فی التصرف اور شرک فعلی، کمر نے والوں سے بیزار اور دور تھے۔ شَیْءًا کَرَّ لَا تَعْبُدُ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے، حاجات میں اللہ ہی کو پکارنے والے اور اللہ ہی کی نذریں نیازیں دینے والے۔ اِجْتَنَبَہُ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرمایا اور صراطِ مستقیم (راہ توحید) کی طرف آپ کی راہنمائی فرمائی۔ وَانْتِیْنٰہُ اِلٰہ دُنْیَا میں ہم نے ان کو یہ رتبہ بلند عطا کیا کہ قیامت تک آنے والے تمام لوگ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں انہیں اپنا پیشوا مانیں گے اور آخرت میں وہ صالحین کے بلند درجات میں ہوں گے۔ ۱۱۰ دلیل نقلی کے بعد ہر دو مضمونوں پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اب آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ ملتِ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کریں جو ہر قسم کے شرک سے بیزار تھے۔ اے مشرکین مکہ! خوب سن لو حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہیں تم اپنا پیشوا مانتے ہو وہ شرک فی التصرف اور شرک فعلی سے بیزار تھے اور مجھے بھی حکم ہوا ہے کہ ملتِ ابراہیم کی پیروی کروں اس لئے میرا یہ دعویٰ سراپا درست اور حق ہے۔ اے مان لو۔ غیر اللہ کو پکارنا بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں دینے سے بھی باز آ جاؤ۔ ۱۱۱ یہ مشرکین کے ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملتِ ابراہیم کے تابع ہوتے تو جمعہ کے بجائے سَبْت (ہفتہ) کی تعظیم کرتے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ تو جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی نہیں بلکہ جمعہ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو بھی جمعہ کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا مگر قوم نے ان کے بعد اپنے کسی پیغمبر سے جھگڑا شروع کر دیا کہ ہم جمعہ کی نہیں بلکہ ہفتہ کی تعظیم کریں گے چنانچہ ہم نے ان پر ہفتہ کی تعظیم فرض کر دی اور آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دن کی تعظیم کا حکم دیا جس کی تعظیم ابراہیم علیہ السلام بجالاتے تھے یعنی جمعہ کا دن۔ اختلفوا فیہ علی نبیہم حیث امرہم بالجمعۃ فَاخْتَلَفُوا السَّبْتَ وَهَمَّ الْیَہُودُ دُرُوح ج ۱۴ ص ۱۸۲) حضرت شیخؒ فرماتے ہیں فِیْہِ میں فی معنی لام اعلیہ ہے ای اختلفوا الاجل تعظیم السبت یعنی قوم موسیٰ علیہ السلام میں اختلاف یوم سبت کی تعظیم کی وجہ سے پیدا ہوا ۱۱۲ نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے مدلل و مفصل کرنے کے بعد طریق تبلیغ بیان کیا گیا۔ الحکمۃ دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ و حکمہ جن سے دعویٰ خدشہ واضح ہو جائے اور تمام شبہات دور ہو جائیں۔ اَلْمَوْعِظَۃُ الْحَسَنَۃُ خیر خواہی اور شفقت کے جذبہ کے ساتھ یا مطلب یہ ہے کہ تحویف و انداز کے ساتھ ترغیب و تنبیہ بھی ہو۔ اَلَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ یعنی گفتگو کرنے کا سب سے اچھا طریقہ اختیار کریں جس میں نرمی بھی ہو متانت اور شائستگی بھی۔ (روح و مدارک) آپ دلائل و براہین کے ساتھ نفع و شفقت کے جذبہ کے تحت، نرم لہجہ، شائستہ انداز گفتگو سے دعوتِ توحید پیش کرتے ہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس کی آپ پر واہ نہ کریں اور ان کے کفر و انکار اور ضد و اصرار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ الْغُیْبِ ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اللہ کو معلوم ہیں وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ یعنی اِنَّمَا عَلَیْکَ یَا حَمْدُ تَبْلِیْغُ مَا ارْسَلْتُ بِہِ الْیَہُودَ وَ عَامُّہُمْ بِہِذِہِ الطَّرِیْقِ الثَّلَاثَۃُ وَ هُوَ اَعْلَمُ یَا لَفَرِیْقَیْنِ الضَّالَّیْنِ الْمُهْتَدِیْنِ فِیْہِ لَعَلَّ عَلَیْہِ جملہ (خازن ج ۱۴ ص ۱۸۳) ۱۱۳ اگر مشرکین پر آپ لوگوں کو غلبہ حاصل ہو جائے اور وہ تمہارے ہاتھ آجائیں تو ان پر زیادتی اور ظلم و تعدی ہرگز نہ کرنا البتہ جس قدر انہوں نے تمہیں تکلیف دی اس کے مطابق بدلہ لے لینے کی اجازت ہے اور اگر تم بدلہ بھی نہ لو بلکہ صبر کرو اور معاف کرو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اس کا بدلہ بے حساب اجماع و ثواب کی صورت میں تم اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ ۱۱۴ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین طرح سے تسلی ہے۔ یعنی آپ صبر سے کام لیں اور مشرکین کے ایمان نہ لانے اور ان کے ضد و عناد پر ہڈے رہنے سے آپ غمگین اور دل برداشتہ نہ ہوں اور نہ ان کے کمر و فریب سے پریشان ہوں اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اَللّٰہَ جملہ ماننے والے لئے تحلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان لوگوں کا ساتھ دیتا اور ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو تمام برائیوں سے اجتناب کریں اور اعمالِ صالحہ بجالائیں یا تحسین سے مخلصین مراد ہے یعنی ان کا ہر کام اخلاص نیت سے ہو اور ان کی زندگی کی تمام نگ و دو محض رضائے الہی کے لئے ہو ای ہو ولی لذین اجتنبوا السیئات و ولی العاقلین بِالطَّاعَاتِ فِیْلِیْ مَنْ اتَّقٰی فِیْ اَفْعَالِہِ وَ اَحْسَنَ فِیْ اَعْمَالِہِ کَانَ اللّٰہُ مَعِہِ فِیْ اَحْوَالِہِ وَ مَعِیْنِہُ نَصْرٌ فِیْ مَا کُوْنُوْا عِصْمَۃً لِّمُخْطُوْۃٍ مَدَارِکِ ج ۲ ص ۲۳) اور اس میں شک نہیں کہ آپ بدرجہ اتم ان خوبیوں کے حامل ہیں اور آپ کے ساتھی بھی علی حسب المراتب ان خوبیوں سے متصف ہیں اس لئے لا محالہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور امداد و اعانت آپ کے شامل حال ہوگی۔ لہذا آپ صبر و استقامت کے ساتھ اشاعتِ توحید اور پیغامِ الہی کی تبلیغ میں لگے رہیں۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۵ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ وَ تُبَّ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

سورہ نحل میں آیات توحید و اسکی خصوصیات

- ۱۔ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ - تا - كَذَّالِهِ الْأَنَّا فَانْقُوتُونَ ۝ مسئلہ توحید اعمال کے لئے بمنزلہ روح ہے۔
- ۲۔ تَخْلُقُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ - تا - وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
- ۳۔ وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ - تا - وَيَأْتِي جُوهَرُهُمْ مُتَدَوِّنٌ ۝ (۲۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۴۔ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ (۲۶) نفی شرک فی العلم۔
- ۵۔ لَا جَبْرَ مَا يَكُونُ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ (۳۶)
- ۶۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۝ ط مسئلہ توحید تمام انبیاء علیہم السلام کی اجماعی دعوت ہے۔
- ۷۔ أَوْ كُفِّرُوا إِلَى مَا خَلَقَ اللَّهُ (۶) - تا - أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَتَّقُونَ ۝ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۝ نفی شرک فعلی۔ دینا خدا ہے لیکن اللہ کے دیئے سے نذرین غیر خدا کی دیتے ہیں۔
- ۹۔ وَاللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً (۸۶) - تا - وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ (۱۰۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۰۔ قَرَّبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا - تا - وَهُوَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ تمثیل برائے معبود برحق و معبود باطل۔
- ۱۱۔ وَاللَّهُ غَیْبُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ - تا - إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (۱۱۶) نفی شرک فی العلم و شرک فی التصرف۔
- ۱۲۔ وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ - تا - كَذَلِكَ يُبَيِّنُ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۳۔ وَإِذْ أَرَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ - تا - ضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْكَرُونَ ۝ (۱۲۶) نفی شرک فی التصرف والاقتیاد۔ مرسومہ سفارشی قیامت کے دن کام نہیں آئیں گے۔
- ۱۴۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ - تا - وَمَا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ (۱۵۶) نفی شرک فعلی۔
- ۱۵۔ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً - تا - وَكَرُمِيكَ مِنَ الْمُنْشَرِكِينَ ۝ (۱۶۶) نفی شرک فی التصرف و شرک فعلی۔
- ۱۶۔ مسئلہ توحید کون ماننے کی وجہ سے مشرکین مکہ کو دنیوی تخویف سنائی گئی۔ اسی لئے اس سورت میں دعویٰ توحید کو بار بار دہرا کر اور دلائل عقلیہ و نقلیہ اور وحی ذکر کر کے مسئلہ کو خوب واضح کیا گیا۔
- ۱۷۔ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ ذکر کئے گئے ہیں۔

(آج بتاریخ ۷ جمادی الآخر ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۶ء بعد نماز جمعہ تین بج کر

۲۵ منٹ پر سورہ نحل کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد لله الذی بنعمته تم الصالحات والصلوة والسلام علی رسولہ

سید السادات علی آلہ وصحبہ ما دامت الارض والسموات ۝

معتوی ربط : سورہ نحل میں مشرکین کے مطالبہ عذاب کو پورا کرنے کا ذکر تھا۔ مشرکین ازراہ عناد و استہزاء حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو سخت ترین فحط میں مبتلا کر دیا جس کا سورہ نحل کی آیت ذیل میں ذکر کیا گیا۔ وَصَّيَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّمَنْ كَفَرَ بِآيَاتِنَا أَنْ هُوَ مُطْعِمٌ لِّغَنًى (۱۵۷) مگر وہ عذاب ایسا تھا کہ اس سے ان کو ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ انہیں تکلیف میں ڈال دیا تاکہ انہیں مشرک نہ اعمال کا احساس ہو اور وہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ اس کے بعد ان سے فقط کا عذاب اٹھا کر انہیں مزید موقع دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں اور مشرک سے باز آجائیں مگر ان ظالموں نے نہ عذاب سے عبرت حاصل کی نہ عذاب اٹھانے سے وہ نرم ہوئے بلکہ ضد و عناد اور انکار و جحود پراڑے رہے اور ایک بے جا مطالبہ پیش کر دیا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھایا جائے تاکہ ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کا یقین ہو جائے تو ہم مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا كُفِّرُوا بِنِجْمٍ (۱۵۸) اَنْزِلْ عَلَيْنَا آيَةً مِّنْ رَبِّهِ (۱۵۹)

خلاصہ : اس سورت میں معجزہ اسراء کا ذکر کیا گیا ہے۔ معجزہ اسراء چونکہ مشکہ توحید کی خاطر دکھایا گیا تھا اس لئے اس سورت میں دو قسم کی آیتیں نازل کی گئیں۔ ایک وہ جو مشکہ توحید سے متعلق ہیں جس کی خاطر یہ معجزہ دکھایا گیا، دوم وہ جن میں معجزات کا ذکر ہے جن سے مقصود تخویف ہے۔ یعنی اگر اس معجزہ کے بعد بھی مشکہ توحید کو نہ مانو گے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ سورت کا دعویٰ اور مرکزی مضمون جس کی سچائی کے اظہار کے لئے معجزہ اسراء دکھایا گیا۔ اس کی تفصیل سورت کے آخر میں دی گئی ہے۔ قُلْ ادْعُوا اللّٰهَ اَوْ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ - تا - وَكَتَبْنَا تَكْوِيْمًا (۲۷) - یعنی اللہ تعالیٰ کو چاہے اللہ کہہ کر پکارو چاہے رحمن کہہ کر۔ جس نام سے چاہو اسے پکارو مگر پکارو صرف اسی کو۔ اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ فَلَهُ اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فاء تعلیلیہ ہے کیونکہ اسی کے بہت سے اچھے نام ہیں۔ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ الْخ میں پکار کا طریقہ تعلیم دیا گیا کہ نہ بہت بلند آواز سے پکارنا کہ مشرکین استہزاء نہ کریں اور نہ بالکل آہستہ پکارنا کہ صحابہ کو تعلیم ہو جائے۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْخ یہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ الْخ کی دلیل ہے یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو، اس لئے کہ تمام صفات کا رسانی کا مالک ہی ہے، اس کا کوئی نائب نہیں نہ اس کا کوئی شریک اور مددگار ہے اس سورت میں آیات توحید دس اور آیات معجزہ پانچ ہیں۔

آیاتِ توحید | ایک دلیل وحی — تین دلائل نقلیہ — چھ دلائل عقلیہ

دلائل نقلیہ : (۱) شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وَاَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ — تا — اَلَّا تَتَّخِذُ وَاٰمِنْ دُوْنِيْ ذِكْرًا (ع ۱) موسیٰ علیہ السلام پر ہم نے کتاب تورات نازل کی جسے تمام بنی اسرائیل کے لئے دستور ہدایت مقرر کیا۔ اس میں خاص طور سے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ میرے سوا کسی اور کو کارِ ساز نہ بناؤ، اور میرے سوا کسی اور کو حاجات میں مت پکارو۔ (۲) دلیل نقلی انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سے قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ رَعَمْتُمْ — تا — كَانَ مُحَمَّدٌ دُرًا (ع ۶) جن انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو تم نے اللہ کے سوا کارِ ساز اور متصرف سمجھ رکھا ہے وہ نہ موجودہ مصیبت کو دور کر سکتے ہیں نہ آنے والی کو روک سکتے ہیں بلکہ وہ تو خود ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے کوشاں اور اس کے عذاب سے لرزان و ترساں رہتے ہیں۔

(۳) دلیل نقلی از علماء اہل کتاب اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ اِذَا نُتِلَ عَلَيْهِمْ — تا — وَیَزِیْدُهُمْ حُشُوْعًا (ع ۱۲) اے مشرکین مکہ تم قرآن کو کومانویانہ مانو اہل کتاب میں سے جو لوگ انصاف پسند ہیں اور خدا سے ڈرنے والے ہیں وہ تو قرآن مجید کو مان چکے اور مسئلہ توحید پر ایمان لا چکے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سجدہ کرنے اور اسی کے سامنے عاجزی کرنے میں توبہ بھی قرآن، مسئلہ توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حق ہونے کی ایک زبردست نقلی شہادت ہے۔

ولائلِ تعلیم: (۱) اِنَّهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اللہ تعالیٰ کو شریک سے پاک سمجھو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ میرے پاس یہی اللہ تعالیٰ کی دجی آئی ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا وہی ہے۔

(۲) وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ — تا — وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا (۲۷) یہ توحید باری تعالیٰ پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ سارا نظام شمسی جس سے دن اور رات وجود میں آتے ہیں اور جس سے مہینوں اور سالوں کا حساب کیا جاتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے تصرف میں ہے۔ اس سارے نظام کو وہ ایسے تسلسل اور باقاعدگی سے چلا رہا ہے کہ آج تک اس میں کسی قسم کا خلل رونما نہیں ہوا اور نہ رات دن کی آمد و رفت میں کوئی گڑبڑ پیدا ہوئی ہے وہی قادر و مدبر سب کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور پُکارت کے

لائی بھی دی ہے۔

(۳) اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ — تا — خَبِيرًا بَصِيرًا (ع ۳) توحید پر تیسری عقلی دلیل رزق اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ زمین و آسمان سے روزی کے اسباب وہی مہیا کرتا ہے اور تمام انواع و اقسام رزق وہی پیدا کرتا ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار میں ہے اور پھر خبر و بصیر یعنی سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی وہی ہے۔ لہذا اس کے دیئے ہوئے رزق سے اسی کے نام کی خیرات کرو اور اسی کی رضا جوئی کیلئے نذریں منیں دو اور حاجات و مصائب میں صرت اسی کو پکارو۔

(۴) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ع ۶) توحید پر چوتھی عقلی دلیل زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور اپنے نیک بندوں کو بیشک بڑی فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی ہے لیکن سب کچھ جاننا ساری مخلوق کے تمام حالات سے باخبر رہنا، مخلوق سے مصائب و مضرت دفع کرنا اور ان کی حاجات مشکلات میں کام آنا ان کے بس میں نہیں۔ یہ صفات کار سازی ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔

(۵) رَبُّكُمْ الَّذِي يُنَزِّلُ — تا — كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (ع ۷) دریاؤں اور سمندروں کی خوفناک لہروں میں سے کشتیوں اور جہازوں کو صحیح سلامت گزار کر کنا لے لگانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ اس کی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ کی واضح دلیل ہے۔ لہذا اس قادر درجیم کے سوا کوئی کار ساز اور حاجت روا نہیں۔

(۶) قُلْ لَّوْ اَسْتَعْمِدُّ مَنِّيْكَوْنُ — تا — وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَنُوتًا (ع ۱۸) اس آیت میں خطاب تمام مخلوق سے ہے خواہ انسان ہوں یا فرشتے یا جن۔ اے انسانو! فرشتو! اور جنو! اگر رحمت خداوندی کے خزانے تمہارے قبضہ و تصرف میں دے دیئے جائیں تو تم بغل سے کام لینے لگو گے اور مخلوق خدا کو پورا پورا فائدہ نہیں پہنچا سکو گے اس لئے اللہ کے سوا کوئی جگہ آنا اور کار ساز نہیں۔

آیات معجزہ یا آیات تخیل

ان سے مقصود یہ ہے کہ اگر معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ آیات معجزہ پانچ ہیں۔

(۱) سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْمٰى الْحَمْدُ (ع ۱۶) معجزہ اسرار اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بہت بڑا اعجاز ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے توحید بیان کرنے والے اپنے بندہ خاص کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک وڑے ہاں سے آسمانوں تک رات کے ٹھوٹے سے حصے میں سیر کرائی، مشرکین مکہ اب اگر یہ معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانیں گے تو انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔

(۲) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَكُوْنُ اٰیٰتٍ مَّعْجٰزَةٍ لِّكَرِّمٍ (ع ۱۷) معجزہ اسرار کی طرح قرآن مجید بھی ایک معجزہ ہے اور یہ قرآن بھی اسی مسئلہ توحید کو بیان کرتا ہے جس کی تائید کے لئے معجزہ اسرار ظاہر کیا گیا۔

(۳) وَمَا مَنَعْتُمْ اَنْ تُرْسِلَ الْاَحْمَدُ (ع ۱۸) ہم معاندین کے منہ مانگے معجزے اس لئے ظاہر نہیں کرتے کہ مطلوبہ معجزہ دیکھنے کے بعد مہلت نہیں دی جاتی بلکہ فوراً عذاب سے منکرین کو ہلاک کر دیا جاتا ہے چنانچہ قوم ثمود کو ان کا مطلوبہ معجزہ دیا گیا مگر پھر بھی انہوں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور فوراً ہلاک کر دیئے گئے۔ وَمَا جَعَلْنَا الزُّمُرُیَّ اِلَّا اٰیٰتٍ لِّكَرِّمٍ (ع ۱۹) معجزہ محراج بھی ایک آرائش تھی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔

(۴) وَاِنْ كَادُوْا لَیْفْتِنُوْكَ بِالْمُشْرِکِیْنَ (ع ۲۰) خواہش تھی کہ آپ ذرا نرمی اختیار کریں، ان کے معبودان باطلہ کی مذمت نہ کریں۔ اگر آپ ایسا کر لیتے تو وہ آپ کو جان و دل سے دوست بنا لیتے۔ مشرکین نے تورہ راست سے ہٹانے کے لئے اپنا سارا زور لگا دیا مگر ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور ان کی باطل آرزو کی طرف آپ کو ذرا سا بھی جھکنے نہیں دیا وَاِنْ كَادُوْا لَیْسَفْتِنُوْكَ (ع ۲۱) مشرکین کہ معجزہ اسرار دیکھ لینے کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے وہ پے پیس لیکن یاد رکھیں آپ کے مکہ سے نکل جانے کے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں رہ سکیں گے۔ ہم ان میں بھی بڑی سنت قدیمہ جاری کریں گے۔ مُسْكَاةٌ مِّنْ قَدْحٍ اَرْسَلْنَا غَزٰثَہٗ اَنْبِیَآءُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ میں ہماری یہی سنت جاری رہی ہے کہ سرکش اور معاند قوموں نے جب بھی انہیں اپنے ٹھہر والے سے نکلنے پر مجبور کیا تو ان کے بعد ان قوموں کو بھی وہاں ٹھہرنا نصیب نہ ہوا اور انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔

(۵) وَكَذٰلِكَ اَتٰنَا مُوْسٰی الْاَحْمَدُ (ع ۲۱) جس طرح پہلی قوموں کے پاس انبیاء علیہم السلام معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے معجزات باہرہ دیکھ کر پیغمبروں کی تصدیق نہ کی اور مسئلہ توحید کو تسلیم نہ کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی معجزات دیکر قوم فرعون کے پاس بھیجا قوم فرعون نے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیش کردہ پیغام توحید نہ مانا تو انہیں غرق کر دیا گیا۔ اب معجزہ اسرار کے بعد اگر مشرکین مکہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پیغام توحید نہ مانا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔

معجزہ اسرار دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ توحید نہ ماننے پر چونکہ عذاب کی تخیل سنائی گئی اس لئے رکوع ۲۴ میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ اَمْرًا وَّلَی قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تُعْبَدُ اِلَّا اَنَا (ع ۲۵) میں ذکر کیا گیا اور دُیَا لِدِیْنِ اِحْسَانًا۔ تا۔ فَتَقَعُدْ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا میں امر ثانی کا ذکر کیا گیا اور وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْ لَا ذَکُمْ۔ تا۔ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْہًا میں امر ثالث کا ذکر کیا گیا۔ مسئلہ توحید کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے امور ثلاثہ کے شروع میں اور پھر آخر میں بڑی شدت کے ساتھ شرک سے منع کیا گیا۔ اَمْرًا وَّلَی قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تُعْبَدُ اِلَّا اَنَا (ع ۲۵) میں فرمایا لَا تُجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰہًا اٰخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّذْمُوْرًا

درمیان میں طریق تبلیغ کی تعلیم فرمادی کہ تبلیغ میں نرمی اختیار کرو اور سخت کلامی نہ کرو کیونکہ شیطان معمولی باتوں سے لوگوں کو ٹھہکا کر ان کے دلوں میں نفرت و عداوت پیدا کر دیتا ہے وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوْا اَللّٰہِیْ هُوَ اَحْسَنُ شَیْطٰنٌ یُّوْنِکَ اِنْسَانٌ کٰرِبٌ اِنَّا دَٰخِلُوْا فِیْ السَّجْدِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَدَمٌ وَّ اٰدَمُ بَنٰی اٰدَمَ کَرِیْمًا (ع ۲۶) میں قصہ آدم و ابلیس بیان کر کے بنی آدم کو اس کے مکرو فریب سے آگاہ کیا گیا۔ معجزہ اسرار اس لئے ظاہر کیا گیا تاکہ اسے دیکھ کر ختم مسئلہ توحید مان لو مگر دیکھا شیطان سے ہوشیار رہنا۔ مبادا وہ مکرو فریب سے تمہارے دلوں میں شبہات ڈال کر تمہیں مسئلہ توحید سے متنفر کر دے۔

معجزہ اسرار کے بعد مشرکین ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے اَفِیْہَا الضَّلٰوۃُ لِدُلُوْلِ الشَّمْسِ الْحَمْدُ (ع ۲۷) میں امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا تاکہ مصائب پر صبر و استقامت کی صفت پیدا ہو کیونکہ نماز سے صبر و استقامت اور رجوع الی اللہ کی صفات پیدا ہوتی ہیں نیز رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کریں تاکہ دل مطمئن رہے۔ اور ساتھ ہی ہجرت کے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے مکہ سے نکلتا رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مَدِیْنَہٗ مَدِیْنَہٗ صِدِّیْقِ الْحَمْدُ (ع ۲۸) اس کے علاوہ سورت میں حسب مواقع بشارتیں، تخیلیں، رجہیں اور شکوے مذکور ہیں۔

آیات توحید

دلائل نقلیہ

دلائل عقلیہ

آیات معجزہ

(بقیہ تحقیق مسئلہ و سیلہ)

البتہ بجزمت فلان دعا مانگنے میں کوئی کلام نہیں یہ سب کے نزدیک جائز ہیں۔ مگر اس میں بھی تفصیل ہے جو حسب ذیل ہے۔

اگر بجزمت فلان کہنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ اولیاء کرام یا انبیاء علیہم السلام پکاریں سنتے ہیں اور حاجت روائی کر سکتے ہیں تو اس عقیدے والے کا یہ کہنا شرک ہے جائز نہیں۔ اور اگر اس کا عقیدہ نہ ہو اور اس کی تمام کتابیں تردید شرک و بدعت سے پُر ہوں اور اس کی کسی کتاب میں یہ کلمات آئے ہوں تو ان کی توجیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرنی ضروری ہے۔ بعض لوگ یہ توجیہ کرتے ہیں۔ اے اللہ میں گنہگار ہوں فلاں پیغمبر یا ولی تیرا پیارا ہے مجھے اس کی وجہ سے معاف کر دے۔ یہ بالکل بے معنی ہے کیونکہ فلاں پیغمبر یا ولی تو اللہ کے مقبول ہیں خدا مجرم کو کیوں معاف کر دے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی قاتل سیشن جج سے کہہ دے میں مجرم ہوں اور یہ آپ پیارا بیٹا ہے مجھے آپ معاف کر دیں۔ یہ توجیہ بالکل لغو ہے۔ اس کی توجیہ صحیح یہ ہے اے اللہ مجھے فلاں پیغمبر یا ولی سے محبت ہے اور میں اس کی اتباع کرتا ہوں یہ محبت فعل قلبی ہے اور اتباع فعل جوارح ہے۔ گویا اپنے فعل قلب یا فعل اعضاء کو اللہ تعالیٰ کے آگے بطور وسیلہ پیش کرنا اپنے اعمال صالحہ کا وسیلہ ہونا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صاف ثابت ہے۔ سورۃ آل عمران میں واتبعوا الرسول فاقبنا مع الشاہدین۔ اور سورہ النعام میں پارہ ساتواں پہلے صفحہ میں ہے یقولون ربنا آمتنا فاقبنا مع الشاہدین ان دونوں آیتوں میں اتباع اور ایمان کو وسیلہ بنایا گیا ہے معلوم ہوا کہ اتباع پیغمبر وسیلہ ہے اور اس طرح غار والی حدیث صحیح سے اعمال صالحہ کا وسیلہ بنانا معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ قائل اس کا توحید و سنت پر پختہ ہو شرک اور بدعت سے بیزار ہو جیسا کہ شاہ ولی اللہ اور مولانا اسماعیل ہشتیہ اور مجدد الف ثانی وغیرہم۔ پس ایسے بزرگان دین سے جو ایسے کلمات منقول ہیں ان کی توجیہ کر دی گئی ہے لہذا ان بزرگوں پر جو طعن دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیوں لکھا ہے بالکل غلط ہے جب ان کی عبارت کی توجیہ قرآن مجید اور سنت صحیحہ کے مطابق ہو سکتی ہے تو طعن کرنا بے معنی ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ عوام الناس کو اس قسم کی عبارت کا سبق دینا بہتر نہیں ہے کیونکہ یہ دور عام شرک اور بدعت کا ہے اس سے لوگ غلط فائدہ اٹھاتے ہیں نیز قرآن مجید کی تمام دعائیں اور احادیث صحیحہ کی ایسی عبارت سے خالی ہیں۔ ————— ہذا تحقیق شیخی و سندی مولانا حسین علی مرحوم

سُبْحَنَ الَّذِي ۱۵

۵۲۱

بنی اسرائیل ۱۷

۱۰ سورہ بنی اسرائیل مکہ میں اتھری اور مس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع

شروع اللہ کے نام سے جو ابراہیم مہربان نہایت رحم والا ہے

پاک ذات ہے جو سہ لے گیا اپنے بندہ کو سہ راتوں رات مسجد

حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت ہے

تاکہ کھلا میں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے دیئے سنئے والا دیکھنے والا فلاحی اور

دی، ہم نے موسیٰ کو اسے کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی

ایسٹیل کے واسطے کہ نہ بھراؤ میرے سوال کسی کو کارساز

م جو اولاد ہوا ان لوگوں کی بنیاد پر رکھایا، ہم نے ان کے لئے سب سے پہلے وہ مہینہ

اور صاف پہنچایا، ہم نے جی اسرار میں سورج

کے لئے جو کہ اس کے لئے ہے

$$1.1 \times 10^{-10} \text{ m}^2 \text{ s}^{-1} \times 10^3 \text{ s} = 1.1 \times 10^{-7} \text{ m}^2$$

مدرسه

۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

کامروزه

ماہنامہ کائنات

لوگوں کا خیال ہے کہ معراج کے دنوں حصے ایک وقت میں واقع نہیں ہوئے بلکہ پہلی بار مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوا پھر دوسری بار دوسرے وقت میں مکہ مکرمہ سے آسمانوں تک ہوا۔ مگر چہور کا قول بھی ہے کہ مسجد حرام سے لے کر آسمانوں تک کا سارا واقعہ مسلسل ایک ہی وقت میں پیش آیا۔ وانہ ركب البراق بمكة ووصل الى بيت المقدس ووصل فيه ثلث امدى بمجده الخ (قرطبی) واقعہ معراج کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ مشرکین کہہ بطور تمسخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط سالی کا عذاب مسلط کر دیا جو کئی سال تک جاری رہا جیسا کہ سورہ نحل میں مذکور ہو چکا ہے۔ مگر اس عذاب کو دیکھ کر بھی وہ ایمان نہ ہوئے۔ **موضح قرآن** و اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو معراج کی رات لے گیا کہ سے بیت المقدس براق پر اور آگے لے گیا آسمانوں پر یہاں اتنا ہی ذکر ہے باقی سورہ نجم میں ہے۔

فتح الرحمن مٹ یعنی خدا تعالیٰ در شب معراج پیش از صعود بر آسمان ہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد المقدس رسانید ۱۲۔

لائے بلکہ معجزہ کا مطالبہ کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے واقعہ معراج ظاہر کر کے ان کو ایک بہت بڑا معجزہ دکھایا کہ اگر اس کے بعد بھی نہ مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے چنانچہ جنگ بدر کبڑی میں ان منکرین کو قتل کر دیا گیا۔ سُبْحَنَ الَّذِي الْخُسُفُ عَنْهُ سُبْحَنَ الَّذِي رَسَدَ الْوَسْطَانِ سُبْحَنَ الَّذِي رَسَدَ الْوَسْطَانِ سُبْحَنَ الَّذِي رَسَدَ الْوَسْطَانِ سُبْحَنَ الَّذِي رَسَدَ الْوَسْطَانِ

سُبْحَنَ الَّذِي ۱۵ ۶۲۲ بنی اسرائیل ۱۴

عِبَادَ النَّاُولِيْ بِاِسِّ شَدِيْدٍ فَجَاسُوا خِلَلَ

اپنے بندے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں

الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ

کے بیٹے اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا پھر ہم نے پھیر دی تمہاری

الْكُرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِيْنَ وَ

باری ان پر اور قوت دی تم کو مال سے اور بیٹوں سے اور

جَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ

اس سے زیادہ کر دیا تھا تمہارا لشکر اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا

لَا نَفْسُكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۝ فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ

اپنا اور اگر بُرائی کی تو اپنے لئے پھر جب پہنچا شو وعدہ

الْآخِرَةِ لِيَسُوءَ وُجُوْهُكُمْ وَلِيُدْخِلُوا السُّجُودَ

دوسرا بھیجے اور بندے کہ ادا اس کر دیں تمہارے منہ اور گھس جائیں مسجد میں

كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝

جیسے گھس گئے تھے پہلی بار اور خراب کر دیں جس جگہ غالب ہوں پوری خرابی

عَسَى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَانْ عَدْتُمْ عَدٰتَكُمْ

بعید نہیں تمہارے رب سے کہ رحم کرے تم پر اور اگر پھر دہائی کرو گے تو ہم پھر وہی کریں گے

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ اِنَّ

اور کیا ہے ہم نے دوزخ کو کافروں کا قید خانہ بیشک

هٰذَا الْقُرْاٰنُ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ

یہ قرآن بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشخبری سنالے

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنْ لَهُمْ

ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے کہ ان کے لئے ہے

منزل ۳

کی ذات اس سے پاک ہے جیسا کہ فرمایا سُبْحَنَ الَّذِي عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اور سُبْحَنَهُ وَتَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اس طرح اس میں دعویٰ سورت کا ذکر ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اسے ہر شریک سے پاک سمجھو۔ نیز یہ دلیل وحی ہے یعنی میں تمہیں اللہ کی وحی سنارہا ہوں کہ اللہ کو شرک سے پاک سمجھو یہ پہلی آیت معجزہ بھی ہے جس میں معجزہ معراج کا ذکر کیا گیا ہے آیات معجزہ سے مقصود تحویف ہے یعنی اگر یہ معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانو گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ ۳۵ عبد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ واقعہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بڑا شرف ہے جو کسی اور پیغمبر کو نصیب نہیں ہوا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ایسے نام یعنی عبد سے یاد فرمایا جو اسے سب سے زیادہ پسند تھا۔ قال لعلماء لو كان للنبي صلى الله عليه وسلم اسم اشرف منه لسماه به في تلك الحالة العلية (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۰۵) نیز آپ کی امت کو تواضع کا سبق دینا تھا اور یہ بتانا تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باری شرف و اعزاز اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور صفت بندگی کسی حال میں ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔ لیکر کی غیر تقلیل کے لئے ہے یعنی ہم نے رات کے تھوڑے سے حصے میں اپنے بندے کو سیر کرائی۔ ۳۷ لام عاقبت کے لئے ہے۔ اور مِنْ اٰیٰتِنَا سے وہ عجائب قدرت مراد ہیں جو آپ کو اس سیر کے دوران میں دکھائے گئے۔ من عجائب قدرتنا وقد راٰی هناك الانبياء والايات الكبرى (معالجہ ۴ ص ۱۲)

دوسری آیت معجزہ
مذہبات انہوی

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ مِنْ اٰیٰتِنَا سے مشرکین کی ہلاکت مراد ہے یعنی ہم یہ عظیم معجزہ معراج اپنے بندہ خاص کو اس لئے دکھایا تاکہ اس کے بعد اگر مشرکین کو مسئلہ توحید کا انکار کریں تو ہم ان معاندین کی ہلاکت میں آپ کو اپنی قدرت کا ایک عظیم اور حیرت انگیز نشان دکھائیں۔ چنانچہ

موضع قرآن ۱۴ تورات میں کہہ دیا تھا کہ دوبارہ بنی اسرائیل شرارت کریں گے اس کی جزا میں دشمن اُن کے ملک میں غالب ہوں گے اُسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا، پھر حق تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا، پھر بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی حضرت سلیمان کی سلطنت میں، دوسری بار فارسی لوگوں میں سے بخت نصر غالب ہوا تب سے ایک سلطنت نے قوت نہ پکڑی، اب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربانی پر آیا ہے۔ اگر اس نبی کے تابع ہو تو وہی سلطنت اور غلبہ پھیر کر دے، اور اگر پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم وہی کریں گے، یعنی مسلمانوں کو ان پر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے۔

فتح الرحمن ۱۴ دین وعدہ متحقق شد تسلط جالوت بادشاہ عمالقمہ ۱۴ دین مٹی در عظمت حضرت داؤد ظاہر شد ۱۴ دین و متحقق شد و متیکہ حضرت یحییٰ راکشتند پس بخت نصر اسط ساخت ۱۴ و ایشان عود کردند بفساد و تکذیب حضرت یونس و جبرائیل و ایشان بقتل و اسرو و جزیہ ۱۲۔

أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

ثواب بڑا اور یہ کہ جو نہیں مانتے آخرت کو

أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ

ان کے لئے تیار کیا ہے ہم نے عذاب دردناک اور مانتا ہے آدمی اللہ

بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ

برائی دل جیسے مانتا ہے بھلائی اور ہے انسان

عَجُولًا ۝ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ

جلد بازو اور ہم نے بنائے رات اور دن سورہ دو نمونے

فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنا دیا دن کا نمونہ دیکھئے کہ

لِتَبْتَغُوا أَفْضَلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ

تاکہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا اور تاکہ معلوم کرو گنتی

السِّنِينَ وَالْحِسَابِ وَكُلُّ شَيْءٍ فَصْلَنَاهُ تَفْصِيلًا ۝

برسوں کی اور حساب اور سب چیز سنائی ہم نے کھول کر ہے

وَكُلُّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَةً فِي عَقِبِهِ وَنُخْرِجْ

اور جو آدمی ہے وہ لگا دی ہے ہم نے اسی کی بڑی قسمت اس کی گردن سے اور نکال دیا

لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝

اس کو قیامت کے دن ایک کتاب کہ دیکھے گا اس کو کھلی ہوئی ہے

اقْرَأْ كِتَابَكَ طَغَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

پڑھ لے کتاب اپنی تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا

حَسِيبًا ۝ مِّنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ

حساب۔ لیکن والا جو کوئی راہ پر آیا تو آیا اپنے ہی بھلے کو

منزل ۴

جب مشرکین نے معجزہ اسرار کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں بے ساز و سامان متعین بھر مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کے مسلح اور کئی گنا بڑے لشکر کو ذلت و خواری کے ساتھ معجزانہ طور پر شکست دی۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا لَنُرِيكَ مِنْ أَيْنَا الذُّبُرَى (طہ ۲۵) اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دیا وَتَنبِئْ أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي اِس کے بعد اس مسئلہ توحید کی خاطر معجزہ عطا فرمایا کہ قوم فرعون کے سامنے مسئلہ توحید پیش کرو، اپنی سچائی اور مسئلہ کی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے یہ معجزات دکھاؤ۔ اگر انہوں نے ان معجزات کے بعد بھی مسئلہ نہ مانا تو ہم فرعون اور اس کی قوم کو آپ کے سامنے اس طرح

ہلاک کریں گے کہ ان کی ہلاکت بھی ہماری قدرت کا ایک عجیب کرشمہ اور اعجاز ہوگی چنانچہ قوم فرعون کو سمندر کے خشک راستوں میں، جو بنی اسرائیل کی سلامتی کے لئے معجزانہ طور پر بنائے گئے تھے، داخل کر کے ہلاک کیا گیا۔ چنانچہ جب حضور علیہ السلام نے صبح اٹھ کر واقعہ معراج کا پہلا حصہ مشرکین کے سامنے بیان کیا کہ میں آج رات بیت المقدس سے ہو کر آیا ہوں تو سب نے تعجب کیا اور نہ مانا۔ مشرکین میں سے ایک شخص دوڑتا ہوا حضرت ابو بکرؓ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اے ابو بکر! کیا اب بھی محمد کو مانو گے؟ فرمایا ہاں کیا ہے؟ اس نے کہا مجھ کو کہتے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس کی سیر کر آیا ہوں تو حضرت صدیقؓ نے فرمایا اس میں کوئی تعجب کی بات ہے آپ نے سچ فرمایا ہے ہم تو آپ کی آسمانوں والی باتیں مان لیتے ہیں تو زمین والی کیوں نہ مانیں گے۔ مشرکین نے آزمائش کے لئے آپ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھیں اس سے آپ کو بہت غم ہوا کیونکہ آپ بیت المقدس کی نشانیاں یاد کرنے کے لئے تو وہاں نہیں گئے تھے جو لوگ سالہا سال کسی جگہ رہیں اس جگہ کی ساری علامتیں تو انہیں بھی معلوم نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا نقشہ آپ کے سامنے حاضر کر کے آپ کا غم دور فرما دیا۔ چنانچہ مشرکین نے جو بات پوچھی آپ نے صبح بتادی۔ راستہ میں آپ کو جو قافلے ملے ان کے بارے میں آپ نے جو کچھ بتایا وہ بھی بالکل درست ثابت ہوا۔ خازن و معالجہ ج ۴ ص ۱۳۱، مگر ان تمام باتوں کے باوجود مشرکین مکہ نے اس اعجاز قدرت کو جادو کہہ کر رد کر دیا اور نہ مانا آخر جنگ بدر میں عذاب قتل سے ہلاک کئے گئے۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔

نئے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے دستور ہدایت مقرر کیا اس میں ہم نے ان کو حکم دیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز مت بناؤ اور اللہ کے سوا کسی کو عبادت میں غالب نہ مت پکارو۔ ویکبرلہ کارساز، تمام کاموں میں جس پر بھروسہ کیا جائے اور اپنے معاملات جس کے سپرد کئے جائیں ای دیا تکون امورکم الیہ (کبیر ج ۵ ص ۲۳) ای دیا تکون الیہ امورکم (مدارک ج ۲ ص ۲۳) دیکھا بتوکلون علیہ فی امورہم (قوطب ج ۱۰ ص ۲) وقال الشیخ روح اللہ روحہ ای لا تعبد الا اللہ ولا تدعوا غیرہ فی الحوائج غائباً اس سے معلوم ہوا کہ تورات کی تعلیم کا خلاصہ یہی تھا کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز مت بناؤ تو اس سے دعویٰ سورت کی سچائی واضح اور ثابت ہو گئی۔ کہ یہ منادی ہے اور اس سے قبل حرف

نادر محذوف ہے۔ ای یا ذریۃ الخ اس کا مقصود بالذہار محذوف ای اشکروا یعنی اسے اولاد نوح شکر گزار بنو اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی شکر گزار بندے تھے وہ شرک نہیں کرتے تھے جنہوں نے ساڑھے نو سو سال لوگوں کو اللہ کی توحید سنائی اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو طوفان سے اس لئے بچایا کہ وہ اللہ کے شکر گزار اور توحید کو ماننے والے تھے جب کہ ناشکر گذاروں اور مشرکوں کو غرق کر دیا گیا۔ پس تم بھی اے مشرکین عرب مانند نوحؑ شکر اور توحید بنو اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے اور اگر ناشکری کرو گے تو قوم نوحؑ کی طرح ہلاک کر دیئے جاؤ گے فکانہ قیل کو نوحاً موحداً من شاكرین لنعم اللہ مقتدین بنوح الذی انتم ذریۃ من حمل معه (بحرچشم) یہاں تک تینوں آیتیں بظاہر غیر مربوط معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر کئی مفسرین کو تطبیق میں سخت اشکال پیش آیا کیونکہ پہلے واقعہ معراج کا ذکر ہے اس کے بعد و اتینا موسیٰ الکتاب میں موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا ذکر ہے پھر اس کے بعد ذریۃ من حمل معه نوحؑ نوحؑ میں ایک نئی بات مذکور ہے لیکن ہماری مذکورہ بالا تقریر سے یہ آیتیں بالکل باہم مربوط ہوجاتی ہیں اور بے ربطی کا کوئی اشکال نہیں رہتا جس کا حاصل یہ ہے کہ سبحان الذی انہ فیہ فیہا اس اللہ کو شرک سے پاک سمجھو جس نے مسئلہ توحید منوانے کے لئے معجزہ اسرار دکھایا اس کے علاوہ عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ ہر شرک سے پاک ہے کیونکہ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے اور ساتھ ہی کتب سابقہ مثلاً تورات کی بھی ہی تعلیم ہے لہذا اسے اہل مکہ ہم تمہیں بھی حکم دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ان لوگوں کو دلیل وحی اور دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ کہ تحویف دنیوی کا

ملاحظہ فرمائیے

ملاحظہ فرمائیے

وَمَنْ ضَلَّ فَاتِّمَّا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

اور جو کوئی بہکے گا تو بہکا رہا اپنے ہی بڑے کو اور کسی پر نہیں پڑتا

وَزِرَ أُخْرَىٰ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ

بوجہ دوسرے کا اور ہم نہیں ڈالتے بلا تلافی جب تک نہ بھیجیں

رَسُولًا ۚ وَإِذَا آرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا

کوئی رسول ڈال اور جب غلہ ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو حکم بھیج دیا

مُرَفِّفِيهَا فَنَقَّصْنَاهَا فِئْتًا حَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ

اس کے عیش کرنیوالوں کو پھرانہوں نے نافرمانی کی اس میں تب ثابت ہو گئی ان پر بات

قَدْ مَرَّزْنَاهَا تَدْمِيرًا ۚ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ

بہراکھاڑ مارا ہم نے ان کو اکٹھا کر اور بہت غارت کر دیئے ہم نے قرون

مِن بَعْدِ مُوْحٍ وَكَفَّ بِرَبِّكَ بِذُنُوبٍ عِمَادٍ

نوح کے پیچھے اور کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ

خَيْرًا أَبْصِيرًا ۚ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ

جاننے والا دیکھنے والا جو کوئی چاہتا ہو غلہ پہلا گھس

عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا

جلد دے دیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں جس کو چاہیں پھر پھرایا ہے ہم نے

لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَنْ مَّوَمَّا مَدْحُورًا ۚ وَمَنْ

اس کے واسطے دوزخ داخل ہو گا اس میں اپنی بُرائی سن کر ڈھکیلا جا کر اور جس نے

أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

چاہا پہلا گھس اور دوزخ کی واسطے جو اس کی دوزخ ہے اور وہ یقین پر ہے

قَالَ لَكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُورًا ۚ وَلَا يُبْدِ

سو ایسوں کی دوزخ سٹھکانے لگی ہے ہر ایک کو ہم پہنچاتے جاتے ہیں

مَنْزِل ۳

ایک نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل کو ہم نے تورات میں بتا دیا تھا کہ تم دو بار زمین میں شرف و فساد پھا کرو گے پہلی بار تم پر ایک سخت گیر اور جابر قوم کو مسلط کر کے تمہیں ذلیل کریں گے اس کے بعد تم پر انتقام کریں گے اس کے بعد اگر تم نے پھر فساد کیا تو دنیا و آخرت میں سخت عذاب دیں گے۔ اے مشرکین کہ اسی طرح پہلے ہم نے تم پر قحط مسلط کیا پھر قحط اٹھا کر تم پر مہربانی کی مگر تم شرک سے باز نہ آئے تو پھر معجزہ معراج دکھایا گیا اس لئے اگر اب بھی شرک سے باز نہ آؤ گے اور توحید سے اعراض کرو گے تو دنیا و آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ کتفسید ثانی الذی انہ فیہ فیہا اس اللہ کو شرک سے پاک سمجھو جس نے مسئلہ توحید منوانے کے لئے معجزہ اسرار دکھایا اس کے علاوہ عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ ہر شرک سے پاک ہے کیونکہ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے اور ساتھ ہی کتب سابقہ مثلاً تورات کی بھی ہی تعلیم ہے لہذا اسے اہل مکہ ہم تمہیں بھی حکم دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ان لوگوں کو دلیل وحی اور دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ کہ تحویف دنیوی کا ایک نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل کو ہم نے تورات میں بتا دیا تھا کہ تم دو بار زمین میں شرف و فساد پھا کرو گے پہلی بار تم پر ایک سخت گیر اور جابر قوم کو مسلط کر کے تمہیں ذلیل کریں گے اس کے بعد تم پر انتقام کریں گے اس کے بعد اگر تم نے پھر فساد کیا تو دنیا و آخرت میں سخت عذاب دیں گے۔ اے مشرکین کہ اسی طرح پہلے ہم نے تم پر قحط مسلط کیا پھر قحط اٹھا کر تم پر مہربانی کی مگر تم شرک سے باز نہ آئے تو پھر معجزہ معراج دکھایا گیا اس لئے اگر اب بھی شرک سے باز نہ آؤ گے اور توحید سے اعراض کرو گے تو دنیا و آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ کتفسید ثانی الذی انہ فیہ فیہا اس اللہ کو شرک سے پاک سمجھو جس نے مسئلہ توحید منوانے کے لئے معجزہ اسرار دکھایا اس کے علاوہ عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ ہر شرک سے پاک ہے کیونکہ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے اور ساتھ ہی کتب سابقہ مثلاً تورات کی بھی ہی تعلیم ہے لہذا اسے اہل مکہ ہم تمہیں بھی حکم دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ان لوگوں کو دلیل وحی اور دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ کہ تحویف دنیوی کا

دن کا نظام ہمارے اپنے قبضہ و تصرف میں ہے جو ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل ہے۔ اے علامتین علیٰ وحدا نیتنا وجودنا وکمال علمنا و قد رتنا قرطبی ج ۱۰ ص ۲۳) یہ تمام چیزیں ہم ہی نے تمہارے نفع کے لئے پیدا کی ہیں ہمارے سوا کوئی اور خالق نہیں ھل من خالق غیر اللہ تو پھر اور وہ کیوں کارسار سمجھتے اور حاجات میں پکارنے پر ہوا؟ ۱۵۔ یہ تحریف اخروی ہے۔ طبرانی اعمالنامہ قیامت کے دن ہر شخص خود ہی اپنا اعمالنامہ پڑھے گا اور خود ہی اپنی نیکیوں اور برائیوں کا حساب کرے گا۔ مین اھتدی الخ جو شخص دنیا میں راہ ہدایت اختیار کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جس نے گمراہی اختیار کی اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں نہیں پکڑا جائے گا۔ ۱۶۔ تحریف دیوبندی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ جب تک وہ بندوں کے پاس اپنا رسول بھیج کر اپنی حجت قائم نہ کرے اس وقت تک وہ ان کو دنیا میں عذاب نہیں دیتا۔ جب اللہ کا رسول آجائے وہ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنائے اور دلائل سے ان پر اللہ کی حجت قائم کر دے لیکن وہ پھر بھی تکذیب کریں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام شریعت میں تنہا عقل کافی نہیں اور روحی کے بغیر تنہا عقل سے حجت خداوندی قائم نہیں ہوتی (حجتی تبعث رسولاً لا قامة للحجة و قطعاً للعدو فیه دلیل علی ان ما وجب لنا و جب بالسمع لا بالعقل (خازن و معالجہ ص ۱۷) ۱۷۔ یہ با قبل ہی سے متعلق ہے۔ یعنی جب ہم کسی قوم میں اپنا رسول بھیجتے ہیں اور ہمارا رسول مسئلہ توحید اور دیگر احکام ان تک پہنچا دیتا ہے اور دلائل واضحہ کے ساتھ موعظہ حسنہ سے ان کو خوب سمجھا سمجھا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دیتا ہے مگر وہ اپنی سرکشی اور انکار و عصیان میں سر مست رہتے ہیں اور ہدایت پر نہیں آتے تو ہم انہیں ڈھیل دیدیتے ہیں تاکہ اجل معین تک وہ دل کھول کر فسق و فجور کر لیں پھر مقررہ وقت پر انہیں تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔ اھلنا مکر فیہا الخ یعنی ہم نے ہر زمانہ میں اپنے پیغمبروں کے ذریعہ ہر بستی کے دولت مند طبقہ کو نیک کاموں کا حکم دیا مگر انہوں نے پیغمبروں کی تبلیغ پر کان نہ دھرا اور فسق و فجور اور ظلم و عصیان میں منہمک ہو گئے اے امرنا ہمہ بالطاعة اعدا اذ اذ اذ او تحو لفا و عیدا افسقوا ای فخر جو اعدا الطاعة عاصین لنا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۳) دیکھ لو

موضع قرآن

۱۔ یعنی کبھی دل میں آوے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملہ نباہنا مشکل ہے تو فرما دیا کہ جس کی نیت نیکی پر ہے اگر خدا کرے اور پھر چھ لائے تو اللہ بخشنے والا ہے ۲۔ یعنی بے جگہ خرچ کر کر خراب نہ کرو گے یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ ۳۔ یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اُس پاس نہیں تو اللہ کے یہاں اُمید والے کا محروم جانا خوش نہیں آتا، اس محتاج کی قسمت سے اللہ سخیوں کو بھیج دیتا ہے سو اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے تو بیٹھے جواب کہہ کہ اگلی سب جزائیں برباد نہ ہوں۔ ۴۔ یعنی سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ ۵۔ یعنی محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہو جا، اُس کی حاجت تیرے ذمہ پر نہیں، اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائی ہیں جو بے حد سخی تھے جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو تنقید ہے۔ دینے کا حکیم بھی گرنی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔

فتح الرحمن ۱۔ یعنی در صورت نجل ۱۲ ۲۔ یعنی در صورت اسراف ۱۲۔

سبعین الذی ۱۵

۶۲۶

بنی اسرائیل

اِنْ تَكُونُوا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِاَوٰبِيْنَ

اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع کرنے والوں کو

غَفُوْرًا ۱۵) وَاِنَّهٗ لَاقْرٰنِيْ حَقُّهٗ وَالْمُسٰكِيْنَ

بخشتا ہے اور دے فراہم دے گا اس کا حق اور محتاج کو

وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبٰدِرُ تَبٰدِيْرًا ۱۶) اِنْ

اور مسافر کو اور مت اڑا بے جاٹ بے شک

الْمُبٰدِرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيْطٰنِ ۱۷) وَكَانَ

اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور

الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۱۸) وَاِمَّا تَعْرِضْ

شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر اور اگر کبھی تغافل کرے تو

عَنْهُمْ اَبْتَغَاءٌ رَّحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ

ان کی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانی کے جس کی تجھ کو توقع ہے تو کہہ

لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۱۹) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً

ان کو بات نرمی کی دے اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا

اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۲۰) اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

الزام کھایا ہوا مارا ہوا دے تیرا رب کھول دیتا ہے روزی

لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ۲۱) كَاَنَّ بَعِيْدًا خَبِيْرًا

جس کے واسطے چاہے اور تنگ بھی دہی کرتا ہے وہی ہے اپنے بندوں کو جاننے والا

بَصِيْرًا ۲۲) وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً اِمْلٰقٍ

دیکھنے والا اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے

مَنْزِل ۳

یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ ۳۔ یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اُس پاس نہیں تو اللہ کے یہاں اُمید والے کا محروم جانا خوش نہیں آتا، اس محتاج کی قسمت سے اللہ سخیوں کو بھیج دیتا ہے سو اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے تو بیٹھے جواب کہہ کہ اگلی سب جزائیں برباد نہ ہوں۔ ۴۔ یعنی سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ ۵۔ یعنی محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہو جا، اُس کی حاجت تیرے ذمہ پر نہیں، اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائی ہیں جو بے حد سخی تھے جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو تنقید ہے۔ دینے کا حکیم بھی گرنی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔

نوح علیہ السلام سے لے کر اب تک کتنی ہی سرکش اور نافرمان قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا، مسئلہ توحید کو نہ مانا اور ان معجزات کا انکار کیا۔ اسے مشرکین کہہ اگر تم نے یہ معجزات باہرہ اور آیات قاہرہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید کو نہ مانا تو اقوام سابقہ کے سے انجام کے لئے تیار رہو۔ ۱۷۱ یہ مشرکین کے ایک شبہ کا جواب ہے شبہ یہ تھا کہ اگر یہ مسئلہ توحید حق ہوتا تو دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیں مال و دولت اور یہ انواع و اقسام رزق کیوں دیتا حالانکہ ہم اس کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ جواب فرمایا کہ دنیا میں ہم عطار اور داد و دہش کا دروازہ کسی پر بند نہیں کرتے۔ دنیا میں روزی سب کو دیتے ہیں خواہ فرما نبردار ہوں خواہ نافرمان۔ ہاں جو شخص آخرت پر دنیا کو ترجیح دے اور دنیا کا طالب اور خواہشمند ہو تو ہم اس کو دنیا میں دولت دیدیتے ہیں لیکن آخرت میں ذلت، رحمت خدا سے محرومی اور عذاب جہنم کے سوا اس کے لئے کچھ نہیں ہوگا۔ وَمَنْ آذَاكَ الْآخِرَةُ بَشَارَتِ الْآخِرَةِ لَئِنْ تَوَلَّيْتَ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْكَ سَيِّئَاتِكَ وَلَنَجْزِيَنَّكَ جَزَاءً لِّمَا كُنْتَ تَعْمَلُ۔ لیکن جو لوگ آخرت کے مثلاًشی ہیں اور تلاش آخرت کے جذبہ صادقہ کے تحت وہ نیک اور بھلے کام کے اس امرت کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں اور ساتھ اللہ کی توحید اور دیگر ضروریات دین پر ان کا ایمان بھی ہے تو ان کی کوشش کامیاب اور بار آور ہوگی۔ وَسَيُجَنَّبُكَ اللَّهُ أَنْ تُكَذِّبَهُ لَعَلَّكَ تَبْذَلُ۔ اس کے لئے کماحقہ کوشش کی یعنی اللہ کے اوامر کو بجالایا اور منہیات سے باز رہا اور دین میں اختراع و احداث سے اجتناب کیا۔ اَلَا تَتَذَكَّرُ اَنْ لَّكَ يَوْمَ تَصُوبُ سَاكُنَاتٌ فِي عَدَّتِمْ اُولَئِكَ يَنْظُرْنَ فِيْكَ۔ بھلا امر والا انتہاء عمامہ نہی لا التقرب بھا یخترعون بأوامرہم ابو السعد ۵۶۷ ۱۷۱ طالبان دنیا ہوں یا طالبان آخرت اللہ کے رزق سے سب اپنا اپنا حصہ پائیں گے دنیا میں رزق سے کوئی بھی محروم نہیں رکھا جائے گا۔ ۱۷۲ یہ آخرت کی ترغیب ہے جواب۔ شبہ کے بعد آخرت کے لئے کوشش کرنے کی ترغیب فرمائی دنیا میں مؤمن و کافر کے درمیان مال و دولت کے اعتبار سے بہت تفاوت و تفاضل ہے مگر یہ کچھ معتبر نہیں اصل فضیلت کا مدار تو درجات آخرت پر ہے اور درجات آخرت اعمال صالحہ سے متعلق ہیں اس لئے اعمال صالحہ کے ذریعہ درجات آخرت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ دنیا میں کافر اگرچہ اکثر اوقات مؤمن سے کثرت دولت میں بازی لے جاتا ہے لیکن درجات آخرت مؤمن کے ساتھ مختص ہیں اور کافران سے محروم ہوگا۔ الْمُرَادُ اَنَّ الْآخِرَةَ اعْظَمُ وَاشْرَفُ مِنَ الدُّنْيَا وَالْمَعْنَى اَنَّ الْمُؤْمِنِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَ الْكَافِرِينَ يَدْخُلُونَ النَّارَ فَيُظْهِرُ فَضْلُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ دیکھو ۵۶۷ ۱۷۲ جواب شبہ اور ترغیب الی الآخرہ کے بعد دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بنی اسرائیل ۱۷۱

۶۲۷

سبحن الذی ۱۵

نَحْنُ نَرُزِقُهُمْ وَآيَاكُمْ اِنْ قَتَلْتَهُمْ كَانَ

ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو بے شک ان کو مارنا

خُطَاكِبِيرًا ۳۱ وَلَا تَقْرَبُوا الزَّيْنٰى اِنَّهٗ كَانَ

بڑی خطا ہے فلا اور پاس نہ جاؤ زنا کے وہ ہے

فَاَحْشَۃٌ مَّا سَاءَ سَبِيْلًا ۳۲ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

بے حیائی اور بُری راہ ہے فلا اور نہ مارو اس کو

الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا

جس کو منع کر دیا ہے اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلم سے

فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِیْہِ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِ فِی الْقَتْلِ

تو دیا ہم نے اس کے وارث کو زور و طاقت سو مدد سے نہ نکل جائے قتل کر کے

اِنَّہٗ كَانَ مَنصُوْرًا ۳۳ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْیَتِیْمِ

اس کو مدد ملتی ہے فلا اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے

اِلَّا بِالَّتِیْ هِیْ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشَدُّہٗ وَاَوْفُوا

مگر جس طرح کہ بہتر ہو جب تک کہ وہ پہنچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو

بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۳۴ وَاَوْفُوا

عہد کو بے شک عہد کی پوچھ ہوگی فلا اور پورا بھرو

اَلْکَیْلَ اِذَا اٰکَلْتُمْ وَاَوْفُوا بِالْقِسْطِ اِنَّ الْمُسْتَقِیْمِ

ماپ جب ماپ کرینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے

ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۳۵ وَلَا تَقْفُ مَا

یہ بہتر ہے اور اچھا ہے اس کا انجام فلا اور نہ پیچھے پڑ جس بات سے

لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ

کی خبر نہیں تجھ کو بے شک کان اور آنکھ اور دل

منزل ۳

موضع قرآن و کافر بیبیوں کو مارنے ٹھہ کہ ان کا خرچ کہاں سے لادیں گے۔ فلا یعنی اگر یہ راہ نیکے تو ایک دوسرے کی عورت پر نظر کرے، کوئی اور اس کی عورت پر کرے فلا یعنی ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے، نہ اٹا قاتل کی حمایت کرے اور وارث کو بھی چاہیئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگا تو اس کے بیٹے بھائی کو نہ مارے۔ فلا مگر جس طرح بہتر ہو یعنی اس کے مال کو اگر سنوار دے تو مضائقہ نہیں، اور قرار کی پوچھ یعنی کسی سے قول قرار صلح کا دیکر بدی کرنی، اس کا وبال ضرور پڑتا ہے۔ فلا سیدھی ترازو سے یعنی جھوک نہ مارو اور اچھا انجام یعنی دعا بازی اول چلتی ہے۔ پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملے نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو خوش بگاتا ہے۔ اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔

فَتَحِ الرِّحْمٰنُ مِلًّا یَّعْنٰی حَقِّ قِصَاصِ ۱۲۔

سے ہے اور مراد ساری مخلوق ہے یا خطاب ہر سامع سے ہے بقاعدہ خطاب خاص و مراد عام۔ قرآن مجید میں بہت سی جگہوں میں ایسا ہے۔ والخطاب فی لا تجعل للسامع غیر الرسول و قال لطبری وغیرہ الخطاب لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم والمراد لجمیع الخلق (مجموعہ ۶ ص ۲۰۰) فتتعد مذموماً فخذ ولا تخوف ویسوی یا آخر وی ہے اور یہ بھی کہ جواب ہے یعنی اگر تو اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کار ساز اور حاجت روا بنائے گا تو دنیا میں ذلت کے ساتھ کس پرستی کی زندگی گزارے گا اور جن کو تو نے اپنے مددگار سمجھا ہے وہ تیری مدد نہیں کر سکیں گے (کشاف) یا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں ذلیل و خوار اور بے یار و مددگار ہوگا۔ ای لا ناصرك ولا ولیاً (قرطبی ج ۳ ص ۳۱)

بنی اسرائیل

۴۲۸

سبحن الذی ۱۵

كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولٌ ۖ وَلَا تَمْسُ

ان سب کی اس سے پوچھ ہوگی اور مت چل

فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ

زمین پر اترتا ہوا تو بھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو

وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۖ كُلُّ ذَلِكَ كَانَ

اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لبا ہو کر یہ جتنی باتیں ہیں ان سب

سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۖ ذَٰلِكَ وَمَا

میں بری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری ت یہ ہے ان باتوں میں سے جو

أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۚ وَلَا تَجْعَلْ

وحی بھیجی تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کاموں سے اور نہ ٹھہرا

مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا

اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر

مَذْحُورًا ۖ أَفَأَصْفُكُمْ رَبُّكُمُ بِالْبَنِينَ وَ

دھکیلا جا کر کیا تم کو چن کر دے تمہارے رب نے بیٹے اور

اتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ

اپنے لئے کر لیا فرشتوں کو بیٹیاں تم کہتے ہو

قَوْلًا عَظِيمًا ۖ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ

بھاری بات اور پھر پھر کر سمجھایا ہم نے اس قرآن میں

لَبَيِّنَاتٍ لِّكُم مَّا يَزِيدُ هُمْ إِلَّا نِفُورًا ۖ قُلْ لَّوْ

تا کہ وہ سوچیں اور ان کو زیادہ ہوتا ہے وہی بدگنا کہہ اگر

كَانَ مَعَهُ إِلَهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّابْتَغَوُا إِلَيَّ

ہوتے اس کے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتلاتے ہیں تو نکالتے

مازل

من اشرك بالله كان مذموماً محذوفاً... (۱۵)

لما اثبت شرکاً لله تعالى استحق ان يفوض امره

الى ذلك الشرک فلما كان ذلك الشرک معذراً

بقی بلا ناصر ولا حافظ ولا معین ذلک علی الخذلان

کبیر ج ۵ ص ۲۳۵ وقضی ربک — تا

عند ربک مکروهاً (ع ۳) چونکہ معجزہ اسرار کے بعد

انکار توحید پر عذاب الہی آنے والا تھا اس لئے اب یہاں

رفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ

کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ وقضی ربک آ لک

تعبداً والآیات میں امر اول کا ذکر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے

حکم دیا ہے کہ اسکی عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک

نہ بناؤ۔ یہ دلائل کا ثمرہ بھی ہے یعنی مذکورہ بالا دلائل

عقل و نقل اور وحی سے ثابت ہو گیا کہ کار ساز اور متصرف

و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا اس کے سوا کسی نبی مرسل

کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کے لئے کسی قسم کی عبادت

بجائے لاؤ اور نہ اس کے سوا حاجات و مصائب میں مافوق

الاسباب کسی کو پکارو۔ اگر اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو

تو سب سے پہلے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ ۱۵ و

یا لوالدین احساناً یہ امر ثانی ہے یعنی عذاب الہی سے

بچنے کے لئے دوسرا کام یہ کرو کہ مخلوق خدا کے ساتھ احسان کرو

چار جماعتوں کو احسان کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے اول والدین

دوم باقی تمام زشتہ دار سوسم مساکین و غریبا اور چہارم مسافر

پر دیسی ان چاروں میں تقریباً سب ہی آجائے ہیں۔ والدین

کا حق چونکہ سب پر فائق اور مقدم تھا اس لئے ان کا ذکر

مقدم کیا گیا نیز ان کے حقوق و آداب قدر سے تفصیل سے ذکر

کئے گئے۔ احساناً فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ ای

احسنوا یا لوالدین احساناً درمادک ج ۲ ص ۲۴۷، یعنی

والدین کے ساتھ مکافئہ احسان کرو، حسن سلوک اور ادب

و احترام سے پیش آؤ۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے توحید کے ساتھ متصل

بلا فصل والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کے حقوق بیان فرمائے ہیں اور سورہ لقمان (۲۶) میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے ان اشکرو لی و

لو الدیانت الی المصیبر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کے حقوق اور ان سے حسن معاشرت کس قدر ضروری اور اہم ہے۔ ۱۵ والدین کے حقوق و آداب کی قدر سے

تفصیل ہے۔ فرمایا اگر تمہاری زندگی میں ماں یا باپ یا دونوں بوجھ ہو جائیں تو اب وہ تمہارے بہترین اور نرم سلوک کے مستحق ہیں اس عمر میں ذرا ذرا سی بات سے ان کا دل

آزردہ اور دکھی ہو سکتا ہے اس لئے بڑھاپے میں ان سے بات کرتے وقت بہت نرمی اور پیار سے کام لینا ہو گا قلہ نقل کہ ہما آت یعنی ان سے کوئی ایسی بات مت کرو جس میں ذرا

موضع قرآن و یعنی جو بات تحقیق معلوم نہ ہو اس کا دعویٰ نہ کر کہہ کہ یوں ہی ہے اور ایسی ہی گواہی دینی، و یعنی جن باتوں کو منع کیا وہ رب کی بیزاری

ہے اور جن کو حکم کیا ان کا نہ کرنا بیزاری ہے۔

بھی تکلیف اور ایذا کا کوئی پہلو نکل سکتا ہو تاکہ اس پر چاہے میں ان کے دل کو تکلیف نہ پہنچے۔ وَلَا تَنْهَرُهُمَا اور ان سے ڈانٹ کر اور جھڑک کر بات مت کرو وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا بلکہ نہایت نرمی اور ادب و احترام کے ساتھ ان سے بات کرو۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا الْكَلِمَةَ شَفَقَةً اور مہربانی سے کنایہ ہے ہذا استعارة فی الشفقة والرحمة بہما قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۷ اور والدین کے ساتھ بالکل اسی طرح شفقت اور مہربانی سے پیش آؤ جس طرح وہ تمہارے ساتھ بچپن میں شفقت اور مہربانی کیا کرتے تھے وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا گماں میں کافی تشبیہ کے لئے ہے یا تعلیل کے لئے اور والدین کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کیا کرو کہ اسے اللہ میرے ماں باپ پر مہربانی اور رحمت فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں شفقت سے میری تربیت کی تھی مطلب یہ ہے ان پر رحمت فرما اس لئے کہ انہوں نے بچپن میں رحمت و شفقت سے میری تربیت کی تھی اور اب میں ان کی اس شفقت کے شکر کے طور پر ان کے لئے دعا مانگ رہا ہوں۔ ۵۷ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے

بمید جانتا ہے۔ جو شخص اخلاص اور صدق نیت سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو شخص محض ریاکاری کے لئے یا بعض دنیوی منافع کی خاطر ایسا کر رہا ہے اسکی نیت بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ اگر تم صدق نیت سے اور دینی محبت و احترام سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں اور ہر کام میں اس کی رضامندی و صواب دہنے والوں کی تقصیروں اور غیر ارادی لغزشوں کو معاف کرنے والا ہے ایک شخص نیک نیتی سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے اگر غلطی سے نادانستہ اس سے ادا حقوق میں کوئی کوتاہی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ غفوراً لما وقع منه من نوع تقصیر او اذیہ فعلیہ او قولیہ (ابو السعود ج ۵ ص ۱۵۵) والدین خواہ مسلمان ہوں خواہ کافر و عار کے علاوہ باقی تمام مذکورہ حقوق سب کے یکساں تھیں کافر والدین سے حسن سلوک فرض ہے البتہ اگر وہ شرک کریں گے کہیں تو اس میں ان کی پیروی جائز نہیں۔ ۵۸ والدین کے علاوہ باقی تمام رشتہ داروں پر بھی احسان کرو، صلہ رحمی کرو اگر وہ محتاج ہوں تو ان کی مالی امداد کرو۔ غریبوں اور مسکینوں پر صدقہ کرو، اگر کوئی مسافر بحالت سفر تمہاری امانت کا مستحق ہو تو اس سے ہمدردی کرو اور اس کی ضرورت پوری کرو۔ وَلَا تَبْذُرُوا مَالَكُمْ يَتَرَدَّدُ اور نفوس اور بچا خرچ نہ کرو بلکہ جائز مصارف میں خرچ کرو اس سے اجر ملے گا اور ناجائز مصارف میں خرچ کرنے سے مذباب ہوگا۔ تَبْذِيرٌ یہ ہے کہ مال ایسے مصرف میں خرچ کیا جائے جہاں خرچ کرنا شرعاً جائز نہ ہو۔ مثلاً شرک و بدعت کی اشاعت میں، رقص و سرود، خراب و کباب، عیاشی

سینما یعنی ایسے کاموں میں خرچ کرنا تمہارے میں داخل ہے۔ سئل عن ابن مسعود عن النبی یزید فقال انفاق مال فی غیر حقہ (مظہری ج ۵ ص ۳۳۳) کیونکہ مال و دولت کو ناجائز اور خلاف شریعت کاموں میں خرچ کرنے والے شیطان ہیں جس طرح شیاطین کا کام ہے شر و فساد پھیلانا اسی طرح شیطان بھی شرک اور فواحش و منکرات کو عام کر کے ملک میں شر و فساد پکارتے ہیں اذ المبدؤ رساع فی افساد کا لفظ شیطانی (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۷) شیطان اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی احسان فراموش اور ناشکر گذار ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو وہ تمہیں کفران و طغیان ہی کی راہ دکھائیگا

وضع قرآن یعنی پڑھا فہم رہنا کیوں قبول کرتے تھے کہ ملک کو اٹ ڈالنے والے یعنی ایسی بری باتوں پر تم کو شائبہ نہیں پڑتا اور توبہ کرو تو بخشتا ہے یعنی اس قرآن میں ایسی تاثیر ہے اور کافروں پر اثر نہیں ہوتا یہی واسطہ ہے کہ لوگ اس میں ہیں آفتاب سے جہاں روشن ہے اور جس کی اس طرف ہٹتے ہیں اُس کے حساب میں کہیں نہیں۔

فتح الرحمن ص ۱ مترجم گوید درین ہر دو آیت کنایت است از عدم انتفاع ایشان بقرآن و مواظبت اللہ اہم ۱۲ ص ۱۲ یعنی قصد استغناء و عیب جوئی ۱۲۔

بنی اسرائیل ۱۴

۶۲۹

سبحن الذی ۱۵

ذِي الْعَرْشِ سُبُّلًا ۳۲ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا

صاحب عرش کی طرف راہ و وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کی

يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ۳۳ تَسْبِيحُ لَهُ السَّمَوَاتُ

باتوں سے بے ہمتی اس کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں

السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۳۴ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ

آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں

إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۳۵

جو نہیں پڑھتی تو یہاں اس کی تسبیح تم نہیں سمجھتے ان کا پڑھنا

إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۳۶ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ

بے شک وہ ہے تحمل والا بخشنے والا اور جب تو پڑھتا ہے قرآن

جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

کرتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور ان کفار لوگوں کے جو نہیں مانتے

بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا ۳۷ وَجَعَلْنَا عَلَى

آخرت کو ایک پردہ پھپھا ہوا اور ہم رکھتے ہیں ان کے

قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۳۸

دلوں پر پردہ کر وہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ

وَإِذَا ذُكِّرْتُمْ بَلَّغْ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوْ أَعْلَى

اور جب ذکر کرتا ہے تو قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر کر بھاگتے ہیں

أَدْبَارِهِمْ تُفْوِرًا ۳۹ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ

اپنی پیٹھ پر بدک کر وہ ہم خوب جانتے ہیں جسے جس واسطہ سے سنتے ہیں

بِمَا أَذُنُ يَسْمَعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَى إِذْ

مذہب دقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ مشورت کرتے ہیں جب

مازل ۴

۲۸ اگر آدمی کی مالی حالت کمزور ہو اور وہ رشتہ داروں، غریبوں اور دیگر مستحقین کی مالی امداد کرنے سے قاصر ہو اور وہ رحمت خداوندی کا امیدوار اور فراخی رزق کا منتظر ہو یہ بات تقریباً ہر شخص میں پائی جاتی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ مستحقین کو درستی اور کج خلقی سے جواب نہ دے بلکہ نرمی سے بات کرے اور اچھے طریقہ سے اپنا عذر پیش کرے القول المیسور دھوا لورد بالظرف الا حسن دکیہ ۵ ص ۵۵ قول المیسور اسہلا لینا وعدہم وعدہ جہلا من یسر الا مر (ابو السعود ج ۵ ص ۵۵) خرچ کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے کجوس اور بخیل بھی نہ بنو کہ غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مند رشتہ داروں کی حالت پر تمہیں بالکل ہی رحم نہ آئے اور پھوٹی کوڑی بھی ان پر خرچ نہ کرو اور نہ اس قدر فراخی اور دیادگی سے خرچ کرو کہ سب کچھ ہی دے ڈالو اور اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہنے دو اور آخر خانی ہاتھ ندامت و حسرت سے کف افسوس ملتے رہو بالکل خیر الامور وسطیہ کے مطابق دونوں حدوں یعنی افراط و تفریط کے درمیان رہو۔ ۲۹ یہ توجہ کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کوئی شخص اپنی عقل و دانش اور محنت و کاوش کے بل پر دولت مند نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں سے پورا پورا باخبر اور ان کے تمام اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اپنے بندوں میں رزق تقسیم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو سب کا رزق و مالک ہے اور پھر سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی ہے وہی سب کا کارساز ہے لہذا اسی کی عبادت کرو، اسی کی نذر میں منتیں دو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ۳۰ دفع عذاب کے لئے امر سوم کا ذکر یعنی مخلوق خدا پر ظلم نہ کرو یہاں چھ امور ظلم ذکر کئے گئے ہیں۔ یہ پہلا ظلم ہے یعنی تنگدستی اور تنگی رزق کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے آخر تم بھی رزق کھا کر رہی تھی رہے ہو تمہیں روزی کون دینا ہے جب میں تمہیں روزی دے رہا ہوں تو انہیں بھی دوں گا اس لئے تنگی رزق کا اندیشہ نہ کرو۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عورت چونکہ روزی نہیں کما سکتی اور والدین اس کی پرورش بوجھ بن جاتی ہے اس لئے وہ شروع ہی میں اسے ٹھکانے لگا دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اس ظالمانہ حرکت سے منع فرمایا۔ خاندانی منصوبہ بندی بھی ایک معنی میں قتل اولاد کے تحت داخل ہے اس لئے یہ آیت اس کو بھی شامل ہے اور یہ بھی ظلم ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح اولاد کا جسمانی قتل ظلم ہے اسی طرح روحانی قتل بھی ظلم ہے۔ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو موجودہ اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلوانا

اسلامی علوم و فنون سے بے بہرہ رکھ کر ان کو غیر اسلامی فنون اور غیر اسلامی تہذیب سکھانا اور انہیں بے حیائی اور فواحش کی تعلیم دینا اولاد کا روحانی قتل ہے جو بہت بڑا ظلم ہے۔ ۳۱ یہ دوسرا ظلم ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کیونکہ ولد الزنا کو یا تو مار ڈالیں گے یا پھر وہ مادر و پدر کی مشفقانہ پرورش سے محروم رہے گا۔ وَاَلَا تَقْرَبُوا لِلزَّانَا زَنَا کے قریب بھی مت جاؤ کی تعبیر میں کہ تَزْنُوا ازنا نہ کرو، کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے تمام کاموں سے بھی دور رہو جو زنا کا پیش خیمہ ہوں مثلاً غیر محرم عورتوں سے آزادانہ میل جول، بے تکلف گفتگو، بری نگاہ وغیرہ۔ ای لا تاتوا بدوا عجمیہا من العزم علیہ او علی بعض مفید ما تھا فضلا ان تبأ شری وہ (مظہری ج ۵ ص ۳۳) یہ تیسرا ظلم ہے کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا مَوْضِعُ قُرْآنِ وَل یعنی اب شتابی کرنے کو توبہ جانو گے کہ دنیا میں کچھ دیر نہ رہے تھے پچاس سو برس ان ہزاروں برس کے سامنے کیا معلوم ہوں۔

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

۱۰۰

سبحن الذی ۱۵ ۶۳۰

بفی اسراءیل

یَقُولُ الظَّالِمُونَ اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْجُورًا ۳۴

کہتے ہیں یہ بے انصاف جس کے کہے پر تم چلتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک مرد مارد کا مارا

اَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ اَمْثَالَ فَضْلُوْا فَلَا

دیکھ لے کیسے ۳۵ جہاتے ہیں تجھ پر مثلیں اور بہتے پھرتے ہیں سو

يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۳۶ وَقَالُوا اِذَا كُنَّا

راد نہیں پا سکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں

عِظَامًا وَّرُفَاتًا اِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۳۷

ہڈیاں اور چورا چورائے پھر اُنہیں گئے نئے بن کر

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً اَوْ حَدِيدًا ۳۸ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا

تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جس کو

يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا ۳۹

مشکل سمجھ اپنے جی میں پھر اب کہیں گے کون لوٹا کرے گا ہم کو

قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۴۰ فَسَيُنْغِضُونَ

کہہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار پھر اب لٹکائیں گے

اِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتٰی هُوَ قُلْ عَسٰی

تیری طرف اپنے سر ملے اور کہیں گے کب ہوگا یہ تو کہہ شاید

اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۴۱ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِیْبُونَ

نزدیک ہی ہوگا جس دن تم کو پکارے گا تب پھر چلے آؤ گے

بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۴۲

اس کی تعریف کہتے ہوئے اور اٹکل کر دے کہ دیر نہیں لگی تم کو مگر بخوڑی ف اور

قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُولُوا اَلَّتِیْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ

کہہ دے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو افسہ شیطان

منزل ۴

۳۲ یہ دوسرا ظلم ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کیونکہ ولد الزنا کو یا تو مار ڈالیں گے یا پھر وہ مادر و پدر کی مشفقانہ پرورش سے محروم رہے گا۔ وَاَلَا تَقْرَبُوا لِلزَّانَا زَنَا کے قریب بھی مت جاؤ کی تعبیر میں کہ تَزْنُوا ازنا نہ کرو، کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے تمام کاموں سے بھی دور رہو جو زنا کا پیش خیمہ ہوں مثلاً غیر محرم عورتوں سے آزادانہ میل جول، بے تکلف گفتگو، بری نگاہ وغیرہ۔ ای لا تاتوا بدوا عجمیہا من العزم علیہ او علی بعض مفید ما تھا فضلا ان تبأ شری وہ (مظہری ج ۵ ص ۳۳) یہ تیسرا ظلم ہے کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا مَوْضِعُ قُرْآنِ وَل یعنی اب شتابی کرنے کو توبہ جانو گے کہ دنیا میں کچھ دیر نہ رہے تھے پچاس سو برس ان ہزاروں برس کے سامنے کیا معلوم ہوں۔

فتح الرحمن ۱۰۰ یعنی ملزم خواہند شدند ۱۲

يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِنْ الشَّيْطَانُ كَانَ لِلْإِنْسَانِ

جھڑپ کرتا ہے آپس میں شیطان ہے انسان کا

عَدُوٌّ وَأَمَّا بَيْنَكُمْ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ إِنْ يَشَأْ

وَعَمَّا مَسْرِعٌ بِكُمْ يَحْمِلُكُمْ أَنْ يَشَاءَ يَنْزِعُ عَنْكُمْ إِنْ يَشَاءَ يَنْزِعُ عَنْكُمْ

يَرْحَمُكُمْ وَأَوْ أَنْ يَشَاءَ يَنْزِعُ عَنْكُمْ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ

وَالْأَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى

بَعْضٍ وَأَتَيْنَاكَ دَاوُدَ زَبُورًا ۝ قُلْ دُعَاؤُ الَّذِينَ

زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ

عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ۝ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ

يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ

وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَ اللَّهِ ۝

عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۝ وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ

يُزَكَّرُ رُبَّمَا عَذَابُ رَبِّكَ وَرُبَّمَا يَنْزِلُ عَلَيْهَا

مِنْ رَبِّكَ نَارٌ فَتَلْظِقُ بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ

بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ

بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ

بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ

بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ

بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ

بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ

بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ

بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ

بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ بِهَا نَارُ رَبِّكَ فَتَلْظِقُ

مقتول کا قصاص لینے کے بارے میں اولیائے مقتول کو ہدایت کی گئی کہ قصاص لینے میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرو مثلاً ایک کے بدلے ایک سے زیادہ کو قتل نہ کرو اور نہ مقتول کو بے حرمت کرو جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔ ۳۴ یہ جو تھا ظلم ہے یتیموں کا مال ناحق اور ناجائز طریق سے مت کھاؤ البتہ اگر کوئی شخص یتیم کے مال میں تجارت کرے یا اس کی زمین میں زراعت کرے اور اپنی محنت کا حق اس میں سے وصول کر لے تو یہ جائز ہے۔ لیکن بلا وجہ یتیم کا مال غصب کر لینا اور ناحق اس پر قبضہ جمالینا منکر ظلم ہے۔ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ اور اپنے عہد پورے کرو جو تم نے بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھے ہیں یعنی اس کے اوامر کی پیروی کرو اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو وادخوابا لعہد باوامر اللہ تعالیٰ وبنواھدیہ (مدارک ج ۲ ص ۲۳۳)

۳۵ یہ پانچواں ظلم ہے۔ تجارتی لین دین کرتے وقت

ناپ تول میں کمی بیشی کر کے لوگوں کا حق نہ مارو یہ بھی ظلم

ہے بلکہ پورا پورا تولو اور صحیح صحیح ناپو یہ دنیا اور آخرت

میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ

تمہاری روزی حرام کے شبہ سے پاک ہوگی، تمہارے کارو

بار میں برکت ہوگی اور دیانت و امانت کی وجہ سے لوگوں کا

تم پر اعتماد قائم رہے گا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اس

کا اجر پاؤ گے۔ ۳۶ یہ چھٹا ظلم ہے۔ جس چیز کے بارے

میں پورا علم نہ ہو اس میں محض ظن و تخمین پر عمل نہ کرو اور

بلا تحقیق کسی مسلمان کو تکلیف نہ دو اور محض سنی سنائی باتوں

پر اعتماد کر کے کسی کو نشانہ ظلم نہ بناؤ۔ وقال القدری لا تنبع

الحسد والظنون (در قطبی ج ۱ ص ۱۰۸) جیسا کہ دوسری

جگہ ارشاد ہے اجتنبوا کشیرا من الظن ان بعض الظن

اشم (حجرات ۲۶) آدمی کو چاہئے کہ بلا تحقیق کوئی

بات نہ کرے اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ، آنکھیں اور کان

دئے ہیں ان سے کام لینا چاہئے۔ سوچ، بچار اور غور و فکر

کے بعد کوئی قدم اٹھانا چاہئے۔ ان سنی یا ان دیکھی باتوں

کو سنی یا دیکھی بنانا یا جس کا علم نہ ہو اس کو جاننے کا دعویٰ

کرنا یہ سب اس آیت کے تحت ممنوع ہیں۔ اِنَّ السَّمْعَ

وَالْبَصَرَ الْفُؤَادَ لَکُلِّکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ لَکُمْ

ترجمہ چھٹی

مذکورہ دیکھو

مذکورہ دیکھو

مَنْزِل ۳

موضع قرآن و یعنی مذکرے میں سخت بات نہ کہیں کہ شیطان لڑائی ڈالتا ہے۔ جب لڑائی پڑی تو اگلا سمجھاتا ہو تو بھی نہ سمجھے۔ فلذا ذکرے میں حق والا سمجھاتا ہے کہ دوسرا صریح حق کو نہیں مانگا سو فرما دیا کہ تم پر ذمہ ان کا نہیں اللہ بہتر جانے جس کو چاہے راہ سمجھا دے۔ فل یعنی بعضے بنی تھے کہ سمجھلا گئے تیرا حوصلہ ان سے زیادہ رکھا ہے اور داؤد کا ذکر کیا کہ دونوں بات رکھتے تھے، جہاد بھی اور زبور بھی سمجھانے کو وہی دو باتیں یہاں بھی ہیں۔ فل یعنی تم سے کسی اور پر ڈال دیں۔ ول یعنی جن کو کافر ہو جتے ہیں وہ آپ ہی اللہ کی جناب میں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہو اسی کا وسیلہ کہڑیں اور وسیلہ سب کا پیغمبر ہے آخرت میں انہیں سے شفاعت ہوگی۔

فتح الرحمن فل و این کلمہ پیش از امر جہاد بود ۱۲ فل یعنی صلی ۲ و عزیر و ملائکہ ۱۲۔

سینہ تان کر پہاڑوں کے برابر ہو سکتے ہو اس لئے اس عجز و کم مائیگی کے باوجود اکثر اکثر کر اور سینہ تان کر چلنے سے کیا فائدہ۔ ۹۷ ذکرہ بالا کاموں میں سے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے ان کے کرنے میں اس کی ناراضی ہے۔ ذکرہ براہیوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا یہ سب گناہ ہیں ان سے کلی اجتناب کرو اور ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ ۹۸ ذکرہ بالا احکام کی طرف اشارہ ہے یعنی احکام ذکرہ سرابا حکمت الہی پر مبنی ہیں اور ان کی پیروی ہی میں انسانوں کی بہتری اور بھلائی ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کے ذکر سے پہلے بھی دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا کہ تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَلَكُوتًا وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ کے بعد بھی دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان تمام تکالیف سے اصل مقصود اور اصلی مدعا توحید ہے۔ مخلوق خدا پر احسان کرنا بہت اچھا ہے اور مخلوق خدا پر ظلم کرنا بہت بُرا ہے لیکن تمام اعمال خیر کی بنیاد توحید پر ہے اور تمام اعمال شر سے شرک ایک بدترین شر ہے۔ کمرہ ۱۰۰ لاندہ المقصود والتوحید رأس کل حکمة (جامع البیان ص ۲۴) انہ تعالیٰ بد آئی فی هذه التكاليف بالامر بالتوحيد والنهي عن الشرك وختمها بعين هذا المعنى والمقصود منه التنبيه على ان اول كل عمل وقول وفكر وذكر يجب ان يكون ذكر التوحيد واخره يجب ان يكون ذكر التوحيد تنبيهاً على ان المقصود من جميع التكاليف هو معرفة التوحيد والاستغراق فيه الخ (کبیر ص ۵۹) شک یہاں سے لیکر فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلاً (۵۷) تک زجر میں ہیں ان مشرکین پر جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے تھے مشرکین خود تو بیٹیوں سے نفرت کرتے تھے مگر فرط تعنت و عناد کی وجہ سے اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے تھے وہ فرشتوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت محبوب ہوتی ہیں اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور وہ ان کی سفارش و رخصت فرماتا۔ فرمایا اے مشرکین تم یہ بہت ہی بری بات کہتے ہو۔ ۱۰۱ زجر ہے مسئلہ توحید اور نفی شرک کو تم قرآن میں مختلف پیرایوں میں بیان کر چکے ہیں تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں مگر اللہ ان کی نفرت میں اضافہ ہوا کیونکہ ضد و عناد کی وجہ سے وہ قرآن کو جادو، شعر اور کہانت کہتے تھے اس لئے قرآنی تعلیمات ان کے دلوں میں نہ اتر سکیں۔ وذلک لانہم اعتقدوا فی القرآن

سلاٹر کری آیت
محبسہ ۱۲

۴
۸
۶

إِنَّا نَحْنُ مُمِلُّكُمُهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ أَوْ مَعَذِبُهَا
جس کو ہم خراب نہ کر دیں گے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں گے
عَذَابًا شَدِيدًا ۱۰۱ كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۱۰۲
اس پر سخت آفت یہ ہے کتاب میں لکھا گیا ہے
وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ
اور ہم نے اس لئے آیتیں موقوف کیں نشانیاں بھیجی کہ انہوں نے
بِهَا الْأَوَّلُونَ ۱۰۳ وَآتَيْنَا شُعُوبًا مُّبْصِرَةً
ان کو جھٹلایا اور ہم نے دی مژدہ کو اور ان کو سمجھانے کو
فَظَلَمُوا بِهَا ۱۰۴ وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۱۰۵
پھر ظلم کیا اس پر اور نشانیاں بھیجے جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو
وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا
اور جب کہہ دیا ہم نے تجھ سے کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگوں کو اور وہ
جَعَلْنَا الرُّءُيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ
دکھلاوا جو تجھ کو دکھلایا ہم نے سو جانچنے کو لوگوں کے
وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُحَوِّهُمْ
اور ایسے ہی وہ درخت جس پر پھٹکا رہے قسرتان میں اور ہم ان کو ڈراتے ہیں
فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۱۰۶ وَإِذْ قُلْنَا
تو ان کو زیادہ ہوتی ہے بڑی شہارت و
لِلْمَلِكَةِ السُّجُودَ وَالْإِدْمَارَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ
فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس
قَالَ أَسْجُدْ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ۱۰۷ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ
بولا کیا میں سجدہ کروں اس شخص کو جس کو بنایا تو نے مٹی کا کہنے لگے بھلا دیکھ تو

منزل ۴

انہ حیلہ و سحر و کھانہ و شعر (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۵) اس لئے جب ان کے سامنے مسئلہ توحید کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں جن میں حکم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو کار ساز اور شفیع غالب نہ سمجھو اور اللہ کے سوا عبادت میں کسی کو نہ پکارو تو وہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ ۱۰۲ یہ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ سے متعلق ہے اور مشرکین کا رد ہے۔ مروج قرآن و ل یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہر شہر کے لوگ ایک کو بزرگ ٹھہرا کر پوجتے ہیں کہ ہم اُس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی نہیں پناہ دے سکتا۔ و ل یعنی ہدایت موقوف نہیں لسانی پر۔ و ل یعنی جب کہہ دیا کہ رنج گھیر لئے ہیں لوگ تو آخر سب مسلمان ہوں گے پھر نونشانی کیوں مانگے اور وہ دکھاوا معراج ہے کہ لوگ جانچے گئے سچوں نے مانا اور کچھوں نے جھوٹ جانا اور درخت پھٹکارا، یعنی درخت زقوم قرآن میں فرمایا کہ دوزخ والے کھا دیں گے، ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیونکر ہو گا یہ بھی جانچنا تھا۔ و ل یعنی اللہ کے حکم میں شہرے نکالنے جو کافروں کی چال ہے، وہ چال ہے ابلیس کی۔

هَذَا مُتَّصِلٌ بِقَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تُجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ الْخ (فَظَنِيَ) فَحُضْرَتِ شَيْخٍ قَدَسَ سِرُّهُ فَرَمَا يَأْتِي كَامَطْلَبٍ يَهْمُ بِهِ كَحِسِّ طَرَحٍ مُشْرِكِينَ كَاخْيَالَ بَيْنَهُ أَنَّ كَمَا مَرْغُومُهُ مَعْجُودُ
الْوَحْدَانِيَّةِ وَأَوْصَفَاتِ كَارِسَاذِيِّ فِيهِ اللّٰهُ كَشَرِيكِ هِيَ - اَوْرَدْ كَاهِي مَا ان كَسْفَارِثِي هِي تُوُوهُ خِدَاكِي هِيَا قُرْبَ حَاصِلِ كَرَكَةِ سِفَارِشِ سَهْ بِجَارِيُوں كَسَا كَمُ كَرُوِيَا كَرِيں اَوْرَ ان كَسَا
بِجَارِي اِنِّي حَاجَاتٍ وَمَشْكَلَاتٍ فِيْ اَنْ سَهْ سِفَارِشِ كَرُوَا كَزَادَتْ تَعَالَى سَهْ اِنْسِهْ تَمَامِ كَامِ حَسْبِ مَرْضَى كَرَالِيَا كَرِيں حَالَانِكَ اَيِسَا كَبْهِي نَبِيں هُوَا كَرِ ان كِي تَمَامِ حَاجَتِيں بَرَأْنِيں وَقِيلَ مَعَنَا
لَطْلُبُوا اِلَى ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا بِالْقُرْبِ اِلَيْهِ (مَعَالِم) عَنْ هَجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ اِنْ الْمَعْنَى اِذَا الطَّلِبُوا الزَّلْفَى اِلَيْهِ تَعَالَى وَالْتَقَرُّ بِالْخ (رُوح ج ۱ ص ۱۵ ص ۱۶)
۳۷ مُشْرِكِينَ كَسَا اِن اِقْوَالِ بَاطِلَةٍ سَهْ اللّٰهُ تَعَالَى كِي ذَاتِ پَاكِ اَوْرَ مَنْزَرِهِ هِي - اس كَا كُوئی شَرِيكِ نَبِيں - اَوْرَ ان كَسَا كَسَا مَنَسْ كُوئی شَيْعَ غَالِبِ هِي - تُسَبِّحُ كُلَّهُ السَّمَوَاتُ لَمْ زَمِينِ وَ
آسْمَانِ كِي تَمَامِ مَخْلُوقِ اَوْرَ كُنَاتِ كَا ذَرَهُ ذَرَهُ زَبَانَ مَالِ سَهْ يَارَ بَانَ قَالَ سَهْ اللّٰهُ تَعَالَى كِي تَبِيحٍ وَتَقْدِيرِ فِيْ مَضْرُوفِ هِي اَوْرَ شَرِكِ سَهْ اللّٰهُ كِي تَزْيِيْهِ بَيَانِ كَرُنَ فِيْ لَكَ هُوَا هِي - جَبِ
سَارِي كُنَاتِ اللّٰهُ تَعَالَى كِي وَحْدَانِيَّتِ كِي گُوَايِ دَسَ رَحْمَتِ هِي تُوُوهُ اُس كَسَا لَنِيَّانِ تَجْوِيْزِ كَرْنَا اَوْرَ شَرِيكِ بَنَانَا بُهْتَ بُرِيْ بَاتِ اَوْرَ شَرْمَاكَ گُستَاخِي هِي جُمَادَاتِ كِي تَبِيحِ كَسَا رَسَ مِيں
دُو قَوْلِ هِي بَعْضِ كَاخْيَالِ بِي كَرِيَوَانَاتِ اَوْرَ جِهَادَاتِ مَحِيْ زَبَانَ قَالَ هِي سَهْ تَبِيحِ پُرْسَتِي هِي مَغْرَمِ ان كِي زَبَانَ مَحْفُضِ سَهْ قَامَرِيں - قَالَتْ فَرُقَةُ الْمُرَادِيَّةِ تَسْبِيْحُ الدَّلَالَةِ وَكُلِّ
حَدَثٍ يَشْهَدُ عَلَى نَفْسِهِ بَانَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ خَالِقُ قَادِرٌ وَقَالَتْ طَائِفَةٌ هَذَانِ التَّبْسِيْحُ حَقِيقَةً وَكُلُّ شَيْءٍ عَلَى الْعَمِيمِ يُسَبِّحُ تَسْبِيْحًا لَا يَسْمَعُهُ الْبَشَرُ لَا يَقْضِيهِ الْخ (فَظَنِيَ ج ۱ ص ۱۰ ص ۱۱)
۳۸ اللّٰهُ تَعَالَى اَيِسَا عَلِيمِ اَوْرَ مَعَاذِ كَرُنَ وَاَلَا هِي كَسَا سَارِي مَخْلُوقِ اس كِي پَاكِ بَيَانِ كَرُنِيْ هِي اَوْرَ مُشْرِكِينَ اس كَسَا لَنِيْ شَرِكَا اَوْرَ شُعَارِ تَجْوِيْزِ كَرُنِيْ هِي اَيِسِي بُرِيْ گُستَاخِي پَرْمَنِيْ وَهُ اَنَبِيں حَسْبُدِي
بَلَكَ نَبِيں كَرُنَا بَلَكُ مَهْلَتِ دِيَتَابِيْ اَوْرَا كَرُ تُوُوهُ كَرِيں تُوُوهُ مَعَاذِ فَرَمَا دِيَتَابِيْ هِي - **۳۹** يَهْ مُشْرِكِينَ كَسَا كُوئی كَرُنَا مَنَسْ اَوْرَ مُسْلِمُ تُوُوهُ كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا
فَرَمَاتِي هِي تُوُوهُ اُس كَسَا اَوْرَ ان كَسَا دَرْمِيَانِ پَرْدَه لَكَ دِيَتَابِيْ هِي جَبِ كِي وَجْهِ سَهْ وَهُ قَرَأْنِيْ هِي نَبِيں پَاتِي - پَرْدَه سَهْ ضَرْوَ عِنَادِ كَا مَعْنُوِيْ پَرْدَه مَرَادِ هِي مُشْرِكِينَ مُحْضِ ضَرْوَ حَسَدِ اَوْرَ تَوَصُّبِ وَعِنَادِ
كِي وَجْهِ سَهْ آنْخُفْتُ عَلَى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُوَاچَا نَبِيں مَحْفُضِ نَحْنُ، اُس سَهْ دُورِ رَهْتِيْ اَوْرَ نَفَرْتِ كَرُنِيْ نَحْنُ يَهِيْ مَعْنُوِيْ پَرْدَه دَرْمِيَانِ مِيں حَالِ مَتَّحَا جُوَا نَبِيں حَضُورِ عَلِيَّا السَّلَامِ كَسَا قُرْبِ اَنَسِي نَبِيں
دِيَتَابِيْ مَحْفُضِ نَحْنُ اَعْلَى قُلُوبِ مَحْفُضِ نَحْنُ اَلَا نَحْنُ مَعْنُوِيْ اَوْرَا نَكَارِ وَجْهِ دِي وَجْهِ سَهْ ان كَسَا دُولِ پَرْمَنِيْ جِهَادِيَّتِ لَكَ پُچِيْ هِي اَوْرَ ان سَهْ مَحْفُضِ كِي صَلَاحِيَّتِ سَلْبِ هُو چُكِيْ هِي اس كَسَا
اَلِ لِسَانِ هُونِ كَسَا باوجودِ قَرَأْنِ كُو سَمَجْهِ نَبِيں سَكْتِي اَنْ يَتَّقَهُمْ هُوَا اَي كَرَاهَةِ اِنْ يَفْقَهُوهَا (فَظَنِيَ)، وَادَا اَذْكَرْتُ رَبَّنَا الْخ جَبِ قَرَأْنِ مِيں اللّٰهُ كِي تُوُوهُ كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا
اُس تُوُوهُ كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا كَرُنَا
السَّمْعُ مَحْفُضِ نَحْنُ كُونَ فَاذْ اَسْمَعُوا بِالْتَّوْحِيدِ نَفَرُوا (مَدَارِك ج ۲ ص ۲۴ ص ۲۵)، جِيَسَا كَسَا دُوسَرِي جَلَّ اللّٰهُ تَعَالَى كَا ارشَادِ هِي وَادَا اَذْكَرُ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَا اَذَتْ قُلُوبُ
الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ يَا لِأَخْرِقَةِ وَادَا اَذْكَرُ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ اَذْكَرُ كَيْتَبُ شَرَفِ (نَفَرَة ج ۱ ص ۱۰ ص ۱۱) مُشْرِكِينَ بَعْضِ دَفْعِ حَضُورِ عَلِيَّا السَّلَامِ كِي بَاتِيں غُورِ سَهْ سَنَتِي تاكَا ان سَهْ
قَابِلِ اعْتِرَاضِ اَوْرَ طَعْنِ وَتَشْيِيْعِ كَسَا پَهْلُو نَكَالِ سَكِيں اُس كِي بَاتِيں مَن كُو چُهَرَا مَحْمُودِ سَهْ كَرُنِيْ كَسَا اس پَر كِيَا اعْتِرَاضِ كَرِيں اَوْر كِيَا طَعْنِ دَهْرِيں - اَخِرِ فَيَصْلُحُ كِيَا كِي يَهْ شَخْصِ مَسْخُورِ هِي يَحْنِي اس
پَر كِي نَسْ جَاوُ كَرُ دِيَا هِي جَبِ كِي وَجْهِ سَهْ اس كَا دَمَاقُ تَهْكَانِي نَبِيں رَهَا اُوں هِي هِي بَاتِيں كَرُنَا هِي (الْعِيَاذُ بِاللّٰهِ) اللّٰهُ نَسْ فَرَمَا يَا مِيں سَبِ كُچَا جَانَا هُوں مَحْفُضِ سَهْ كُوئی چِيْزِ پُوشِيْدَه نَبِيں -
جَبِ نَبِيَّتِ اَوْرَ مَقْصِدِ سَهْ وَهُ تَهْمِيْزِ عَلِيَّا السَّلَامِ كِي بَاتِيں غُورِ سَهْ سَنَتِي هِي اَوْرَ مَطَاعِنِ تَرَا شَنِ كَسَا لَنِيْ جُو مشُورِ سَهْ كَرُنِيْ هِي وَهُ سَبِ مَحْفُضِ مَعْلُومِ هِي اَوْرَ ان تَمَامِ مَثَارِ تُووں كِي ان كُو پُورِي
پُورِي سَزَادِي جَانِيْ - **۴۰** اُس كُو كَبْهِي جَاوُ كَرُ اَوْرَ شَاعِرِ كِهْتِي هِي اَوْر كَبْهِي مَسْخُورِ وَجْهِ هِي - ان كَا يَهْ رُوِيْ يَهِيْ قَابِلِ تَعَجُّبِ هِي كَسَا اُس پَر طَعْنِ وَتَشْيِيْعِ كِي كُوئی اَيَكِ رَاهِ مَتَمِيْنِ نَبِيں كَرُنِيْ
وَهُ اِنْسِهْ مَطْعِنِ مِيں مَگَرَا اَوْرَ صِرَاطِ مَسْتَقِيمِ سَهْ دُورِ هِي - وَهُ مَخْتَلَفِ مَطَاعِنِ سَهْ لُوگوں كُو مَگَرَا كَرُنِيْ كِي كُوشِشِ كَرُنِيْ هِي مَگَرَا اَيَكِ بَاتِ پَر مُشْغَلِ نَهْ هُونِ كِي وَجْهِ سَهْ لُوگوں كُو مَگَرَا كَرُنِيْ مِيں كَا مِيَا
نَبِيں هُو سَكْتِي (فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبْكِيلاً) اَي حِيلَةٍ فِيْ صِدَالِنَاكَ عَنْكَ (فَظَنِيَ ج ۱ ص ۱۰ ص ۱۱) يَهْ شَكُوِيْ هِي - اُس كُو سَا جُو شَاعِرِ اَوْرَ جُنُونِ وَ مَسْخُورِ كِهْنَا اَوْر اُس
كَسَا لَنِيْ هُونِيْ پَهْنَامِ تُوُوهُ كَرُنَا اَوْرَ شَرِكِ كَرُنَا تُوُوهُ قَابِلِ تَعَجُّبِ مَتَّحَا يَهِيْ يَه لُوگُ تُوُوهُ نَشْرُ كَا جَبِ اِنكَارِ كَرُنِيْ هِي اَوْرَ دُوبَارَه جِي اَنُخْنِيْ پَر تَعَجُّبِ كَا اظهَارِ كَرُنِيْ هِي اَوْر كِهْتِي هِي كَسَا جَبِ مَحْمُودِ
مَر كَرُ مِيں مَلِ كَرُ مِيں هُو جَانِيں كَسَا كُو كِيَا چُهَرَا مِيں دُوبَارَه پيدا كَرُ لِيَا جَانِيْگا - يَه تُوُوهُ بَالِكِلِ يَه نا مُمْكِنِ بَاتِ هِي - قُلْ كُونُوا احْجَادَ الْخ جَوَابِ شَكُوِيْ هِي يَحْنِي مَرُنِيْ كَسَا بَعْدِ اَكْرَمِ چُهَرَا لُو بَا
مَتَّحَا جَوِيَا ان سَهْ جَبِ كُوئی سَخْتِ چِيْزِ بَنِ جَاوُ جَبِ مِيں جَانِ دُنَا تَمِيں بُهْتَ هِي مُشْكَلِ نَظَرِ تَابِيْ هِي تُوُوهُ جَبِ اللّٰهُ تَعَالَى تَمِيں دُوبَارَه زنده كَرُنِيْ گا اس كَسَا لَنِيْ يَه كَامِ كُوئی مُشْكَلِ هِي هِي
جَبِ نَسْ تَمِيں پَهْلِيْ بَارِ پيدا كَرُ لِيَا اس كَسَا لَنِيْ دُوبَارَه پيدا كَرُ نَا كُونَا دُشْوَارِ هِي - **۴۱** تَعَجُّبِ سَهْ سَوَالِ كَرِيں گے كَسَا اَيَكِ بَارِ نِيْسِتِ وَ نَابُودِ هُو جَانِيں كَسَا بَعْدِ مِيں دُوبَارَه كُونِ زنده كَرُ لِيَا
اُس فَرَمَادِيں جَبِ نَسْ تَمِيں پَهْلِيْ بَارِ پيدا فَرَمَا يَا جَبِ تَمِ كُچَا جَبِ نَبِيں نَحْنُ - اس كَسَا لَنِيْ جَوِيْ پَهْلِيْ بَارِ پيدا كَرُ سَكْتَا هِي وَهُ دُوبَارَه پيدا كَرُنِيْ پَر مَحْفُضِ قَادِرِ هِي خَمْنِ قَدَّرَ عَلَى الْاِنْشَاءِ قَدَّرَ
عَلَى الْاِعَادَةِ (خَاذَن وَمَعَالِم ج ۲ ص ۲۴ ص ۲۵) فَسَيُذْخِرُكُمْ مِنَ الذِّبْكَ رُحْمُكُمْ الْخ اس پَر وَهُ اسْتِهْزَاؤُ مَحْمُودِ سَهْ كِهِيں گے اُس سَهْ بَهَائِي وَهُ كَبِ هُو كِي؟ قُلْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا
دُوبَارَه جِي اَنُخْنِيْ كَا تَهْيِيْكَ وَفَتِ تُوُوهُ اللّٰهُ تَعَالَى هِي كُو مَعْلُومِ هِي الْبَنِيْ يَه كِهَا جَا سَكْتَا هِي كَسَا وَهُ وَفَتِ قُرْبِيْ هِي هِي - **۴۲** يَه تَخْوِيْفِ اخْرُوِيْ هِي - يَحْنِي جَبِ وَفَتِ خُدَا ك

حد املاحدود و انما هو دعاء و تحمید و تمجید (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۸) بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر فضیلت دینے کے سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ زبور کا ذکر اس لئے فرمایا کیونکہ زبور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر تھا۔ وخص داود بالذکر ہنا لانہ تعالیٰ ذکر فی الزبور ان محمدًا اخا نمل الانبیاء وان امتہ خیر النعم (مجموعہ ۶ ص ۲۷۸) یہ دلیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ جب سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس کے سوا کسی کو معاجات و مشکلات میں مت پکارو۔ اگر اطمینان نہ آئے تو جن کو تم نے اللہ کے سوا معاجات روا اور کار ساز سمجھ رکھا ہے ان میں سے کوئی بھی تمہاری موجودہ مصیبتیں دور کرنے اور آنے والی تکلیفوں کو روکنے کا ہرگز اختیار نہیں رکھنا۔ جن انبیاء و اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کو تم نے کار ساز اور مختار و متصرف سمجھ رکھا ہے ان کا تو اپنا حال یہ ہے کہ ان میں سے جو جس قدر اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب ہیں اسی قدر اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ نری کی تلاش کرتے ہیں۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے ترساں و لرزاں ہوتے ہیں آیتہم میں اسی موصوفہ ہے اور یَجْتَنُّونَ کی ضمیر فاعل سے بدل البعض ہے اور اُولَئِكَ الَّذِينَ اَخْرَجَ مِنْهُمْ لِقَابُهُمْ (روح ج ۵ ص ۱۵۹) یہ آیت حضرت عزیرؑ یعنی علیہا السلام اور ملائکہ کرام کے بارے میں نازل ہوئی یہ وہ حضرت عزیرؑ کو، عیسیٰؑ حضرت مریمؑ اور حضرت یحییٰؑ کو اور مشرکین فرشتوں اور دیگر بزرگوں کو کار ساز سمجھتے تھے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی وہ ملائکہ و ملائکہ او علیہ و عزیر الخ (مدارک ج ۲ ص ۲۸۲) ای دعوا الذین تعبدون من دون الله و زعمتم انهم الهة وقال الحسن یعنی املائکہ و علیہ و عزیر الخ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۸) قال ابن عباس فی عزیر و المسیح و امہ و المعنی ادعواہم فلا یستطیعون ان یکشفوا عنکم الضمیر من مرض و فقر و عذاب لان یحولہ من و لحدالی واحد اخر او یبدلہ (مجموعہ ۶ ص ۲۷۸)

تحقیق لفظ وسیلہ

وسیلہ: بروزان فعیلہ سے اعمال صالحہ اور اطاعت خداوندی مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ امام آلوسی اور ابوالسود فرماتے ہیں (الوسیلہ) القربۃ بالطاعة والعبادة (روح ج ۵ ص ۱۵۹) ابو السعد ج ۵ ص ۱۵۹ حضرت قتادہ رحمہ سے بھی یہی منقول ہے والوسیلہ ہی القربۃ کما قال قتادہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸۳) قال قتادہ ای تقربوا الیہ بطاعة والعمل بما یرضیہ (ایضاً ج ۲ ص ۲۷۸) علامہ آلوسی رحمہ دوسری جگہ فرماتے ہیں: ہی فعیلہ بمعنی ما یتوسل بہ و یتقرب الی اللہ عزوجل من فعل الطاعات وترك المعاصی من وصل الی کذا ای تقرب الیہ بشیء (روح ج ۶ ص ۱۳۱)

قرآن مجید کی نصوص سے بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور اتباع رسول قرب خداوندی کا وسیلہ ہے۔ ارشاد ہے رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ - نَا - فَأَعِظْ كُنَّا ذُنُوبًا وَكَفَرْنَا سَمِعْنَا نَبَأَ الْآيَةِ (ال عمران ۶۴) دوسری جگہ ارشاد ہے إِنَّكَ كَانَ قَرِيبٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمِنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (مؤمنون ۶۴) ان دونوں آیتوں میں ایمان والوں کی دعا کا ذکر ہے جس میں وہ ایمان باللہ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد باری ہے رَبَّنَا آمِنَّا بِمَا أُنزِلَتْ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ (ال عمران ۴۸) س آیت میں حواریان یعنی علیہ السلام نے ایمان بالکتاب اور اتباع رسول کے وسیلہ سے دعا مانگی۔

حدیث میں آتا ہے گذشتہ زمانے میں تین آدمی سفر کر رہے تھے، بارش شروع ہو گئی تو بچاؤ کے لئے ایک غار میں داخل ہو گئے۔ ایک بھاری چٹان نے لڑھک کر غار کا منہ بند کر دیا تو تینوں نے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے چٹان کو نیچے لڑھک کر غار کا منہ کھول دیا۔ ومن هذا الباب حدیث الثلثة الذین اصابتهم المطر فادوا الی الغار وانطبقت علیہم الصخرة ثم دعوا اللہ باعمالہم الصالحة فخرج عنهم یہ حدیث کتب صحاح میں موجود ہے۔

اسی طرح اگر کسی زندہ بزرگ سے دعا کرائی جائے تو یہ بھی ایک قسم کا وسیلہ ہے اور جائز ہے۔ لیکن اگر بزرگ فوت ہو چکا ہو یا کہیں دور موجود ہو تو اس سے غائبانہ دعا کی درخواست کرنا اس خیال سے کہ وہ جانتا ہے یہ ہرگز جائز نہیں۔ الاستعانة بخلق وجعله وسیلہ بمعنی طلب لدعاء منہ لاشک فی جوازہ ان کان المطلوب من حیاً واما اذا کان المطلوب منہ میتا او غائباً فلا یستریب عالمانہ غیر جائز و انه من البدع التي لم یفعلها احد من السلف ولم یرو عن احد من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم — و هم احرص الناس علی کل خیر — انه طلب من میت شیئاً الخ (روح ج ۶ ص ۱۳۵)

حدیثوں میں وارد ہے کہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے لیکن حضور علیہ السلام کے وفات کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں کہ اس نے آپ کی قبر مبارک پر جا کر دعا کی درخواست کی ہو۔ قرآن مجید کی آیت وَكَلَّ اللَّهُ آلَكَرْبَةَ أَنْ تَقُولُوا نَحْنُ الْمُغْنِيَاءُ وَكَرَّ اللَّهُ فَاكْتَفَرُوا وَاللَّهُ وَاسْتَعْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ الْآيَةِ سے زندگی میں دعا کرنا مقصود ہے۔ اہل بدعت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کی قبروں پر جا کر اور ان کو مخاطب کر کے ان کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ اگر اس طرح قبر پر جا کر وسیلہ پکڑنا جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا سے وسیلہ نہ پکڑنے بلکہ سیدھے حضور علیہ السلام کی قبر مبارک پر جا کر آپ سے دعا کی درخواست کرتے صحیح بخاری میں ہے جب بارش نہ ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو باہر لجاتے دوسرے مسلمان بھی ہوتے تو حضرت عمر اللہ سے التجا کرتے اللہ ہم انا کنا ننسول لیک بنبیک صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا ننسول الیک بعجم نبیک فاسقنا فیسقون اللہ اپنے ہم تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارش مانگتے تھے تو تو بارش برساتا تھا اب ہم تیرے پیغمبر کے چچا کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی دعا سے توسل اگر وفات کے بعد بھی جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس اعلیٰ توسل کو چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا سے توسل نہ کرتے لو کان التوسل بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقالہ من ہذا الدار لما عدلوا الی غیرہ الخ (روح ج ۶ ص ۱۳۵) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کا مطلب یہ ہے کہ وہ دعا کرتے تھے اور دوسرے

لوگ آمین کہتے تھے ان العباس کان يدعوهم يومنون لدعاءه حتى سقوا (روح ج ۶ ص ۱۲)

ای طرح بحق فلان و ما ملنا بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں۔ البتہ یوں کہنا جائز ہے۔ اللہم انی اسئلك بمحبتي له و بآتباعی یا ہ اسی طرح توسل بالذات بھی ثابت نہیں۔
وانت تعلم ان الادعية المأثورة عن اهل البيت الطاهرين وغيرهم من الائمة ليس فيها التوسل بالذات المكرمة صلى الله عليه وسلم (روح ج ۶ ص ۱۲)

توسل بالاموات پر بعض محدثوں سے استدلال کیا جاتا ہے ان کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

پہلی حدیث - جاء اعرابي الى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فخرى بنفسه على قبر النبي صلى الله عليه وسلم فقال جئت لتستغفر لي فمردى من القبر والله قد غفر لك یہ روایت صحیح نہیں بلکہ موضوع ہے اس کا ایک راوی یثیم بن مدی طائی ہے جسے محدثین نے کذاب و ضاع کہا ہے کان کذا ابا یضیع الحدیث علی الثقات (تہذیب التہذیب) یحییٰ بن معین نے اس کے بارے میں کوفی لیس بشفہ کان یکذب امام ابو داؤد نے کذاب امام ابو عاتم رازی، نسائی، دولابی، ازودی نے متروک الحدیث اور حاکم ابوالاحمد نے ذاہب الحدیث کہا (الصارم المنکی ص ۳)

ابن عبد البر اوردی نے اپنی کتاب الصارم المنکی میں لکھا ہے کہ کذاب راویوں نے ایک موضوع حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر اگر گناہوں کی بخشش کے لئے آپ کو غنا طرب کر کے آپ کا وسیلہ پکڑا اس روایت میں ابوالجوزاء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہے لیکن ابوالجوزاء کا سماع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں۔ قال ابن عبد البر فی التمهید ابوالجوزاء لم یسمع من عائشة شيئاً

دوسری حدیث - طبرانی نے روایت کی ہے کہ عروہ بن زبیر حضرت صفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کہا تھا۔ الایہ رسول اللہ کنت رجاءنا اس کا جواب یہ ہے کہ عروہ کا سماع حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں کیونکہ اس کی پیدائش ہی حضرت صفیہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ خطاب بیا ہمیشہ حاضر و ناظر کو نہیں ہوتا جس کے نظائر بہت ہیں مثلاً ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے السلام علیک ایہا النبی اسی طرح قبرستان میں جا کر کہا جاتا ہے السلام علیکم یا اہل الدیار من المؤمنین جب حضور علیہ السلام کے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا انا بفراقک یا ابراہیم محزون و سون حضرت عمر نے حجر اسود سے مخاطب ہو کر فرمایا انی لا علم انک حیدر الخ ایک انصاری عورت نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات پر کہا تھا رحمۃ اللہ علیک یا ابا السائب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد فرمایا یقوم لقد ابلغتکم و سللت درجتی - حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کی تباہی کے بعد ان سے خطاب کر کے فرمایا لقد ابلغتکم رسالاً سرقتی الخ علی ہذا یہ خطابات ہیں یا ظلمات القاع قلن لنا یا ایہا اللیل الطویل - یا قبر معن کیف و اریست جود کا - جس طرح ان خطابات سے خطاب مقصود نہیں اسی طرح حضرت صفیہ کا مقصود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غنا طرب کر کے سنانا نہیں۔

تیسری حدیث - متروک کتاب الدماء ص ۱۷۵ ج ۱ میں حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے۔ ان رجلاً منیر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع الله ان یعافینی اللہم انی اسئلك واتوجه الیک بنبیک صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمة - الحدیث صحیح ہے پر حاکم نے اس حدیث کی متابعات ذکر کی ہیں یہ حدیث مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۱ میں بھی ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔ ان حدیثوں میں حضور علیہ السلام کی زندگی کا واقعہ مذکور ہے۔ لیکن بیہقی اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان کے پاس آیا کرتا تھا لیکن وہ توجہ نہیں فرماتے تھے آخر وہ شخص عثمان بن حنیف کو ملا اور اپنا حال بیان کیا تو انہوں نے اس کو وہی دعا سکھائی جو حضور علیہ السلام نے اندھے کو سکھائی تھی اس دعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے وسیلہ بنایا گیا ہے حالانکہ یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے ہر طریق میں ابو جعفر مدائنی واقع ہے اسی لئے امام ترمذی نے لکھا ہے ہذا الحدیث لا نعرفہ الا من ہذا الوجه من حدیث ابی جعفر وہو غیر الخطی (مستدرک) امام مسلم بن حجاج ابو جعفر مدائنی کو حدیثیں گھومنے والوں میں شمار کرتے ہیں۔ کعبہ اللہ بن مسور ابی جعفر المدائنی وغیرہ ممن اتهم بوضع الاحادیث وقولہ لا اخبار (خطبہ صحیح مسلم ص ۱۷) اسی طرح صحیح ہے کہ ان ابابو جعفر الہاشمی المدنی کان یضع احادیث کلام حق ولیست من احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرویھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم امام نووی فرماتے ہیں ابو جعفر مدائنی ان ضعیف راویوں سے ہے جو حدیثیں بناتے ہیں اما ابو جعفر ہذا وہو عبد اللہ بن مسور المدائنی ابو جعفر المدائنی تقدیر فی اول لکتاب فی الضعفاء الواضعون (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷)

امام ذہبی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ روایت میں ثقہ نہیں، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس کی حدیثیں موضوع ہیں میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے اور عبد الرحمن بن ہمدی ہمیں عبد اللہ بن مسور کی حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ امام نسائی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن مسور متروک الحدیث ہے۔ امام رقبہ کہتے ہیں کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سی حدیثیں وضع کی ہیں۔ عبد اللہ بن مسور بن عون بن جعفر بن ابی طالب ابو جعفر الہاشمی المدائنی لیس بشفہ، عن رقبہ ان عبد اللہ بن مسور المدائنی وضع احادیث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال احمد ترکنا انا حدیثہ وکان ابن ہمدی لا یحدثنا عنه وقال للنسائی والد رقبہ متروک (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۷) امام نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷ پر لکھتے ہیں اما ابو جعفر ہذا وہو عبد اللہ بن مسور المدائنی ابو جعفر المدائنی تقدم فی اول لکتاب فی الضعفاء الواضعون امام بخاری فرماتے ہیں ہو عبد اللہ بن مسور بن جعفر بن ابی طالب ابو جعفر القرشی الہاشمی (تاریخ کبیر) ان حوالوں سے معلوم ہو گیا ائمہ جرح و تعدیل نے ابو جعفر کو کذاب و ضاع قرار دیا ہے۔ لہذا حاکم کا اس حدیث کو صحیح کہنا غلط اور اس کے تساہل مشہور سے ناشی ہے۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے استشفاع یعنی آپ سے دعا کرانے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور طبرانی کی جس

روایت ہے عموم۔ استشفاع پر استدلال کرتے ہیں وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی روح ہے جو ضعیف ہے۔ نیز وہ عثمان بن حنیف کی رائے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں۔ اور عثمان بن حنیف نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے تبرک کے طور پر اس دعا کی تلقین کی تھی نہ کہ بطور استغاثہ۔

درمواقع النبیہ است از ابن تیمیہ، درجواز استشفاع از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت حیات نزاع نیست، دور روایت طبرانی کہ عموم حکم استعمال این دعا از ان بیان کنند ضعیف است از جهت ضعف روح (نام راوی) و مع هذا آن رائے عثمان بن حنیف است بدون امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آن نیز بقصد تبرک از الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بقصد استغاثہ۔

سبحان لہ ۱۵ ۶۳۶ بنی اسرائیل

هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَى دَيْنٍ آخَرَتِنِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

یہ شخص جس کو تو نے مجھ سے بڑھایا اگر تو مجھ کو ذلیل دیوے قیامت کے دن تک

رَأَحْتَنِكَ ذَرِّبْتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۶۱ قَالَ أَذْهَبَ فَمَنْ

تو میں اس کی اولاد کو ڈھانسی دے لوں مگر حق تو ہے فرمایا جائے پھر جو کوئی

تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ۶۲

تیرے ساتھ ہو ان میں سے سو دوڑ رہے ہیں سب کی سزا بدلہ پورا

وَأَسْتَغْفِرُ مَنْ اسْتَطَعْتُ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبُ

اور گھیر لے ان میں جس کو تو گھیر سکے اپنی آواز سے اور لے آ

عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجْلِكَ وَشَارِكُهُمْ فِي أَمْوَالِهِ

ان پر اپنے سوار اور پیادے اور سا بھاگ ان سے مال اور

الْأَوْلَادِ وَعِدُهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا

اولاد میں اور وعدے سے ان کو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان گھر

غُرُورًا ۶۳ إِنَّ عِبَادِي لَكَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ

دغا بازی کی وہ جو میرے بندے ہیں ان پر نہیں تسیری حکومت ہے

وَكَفَى بِرَبِّكَ وَكِيلًا ۶۴ رَبُّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ

اور تیرے رب کو کافی ہے کام بنانے والا تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے واسطے

الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ

کشتی سے دریا میں تاکہ تلاش کرو اس کا فضل وہی

كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۶۵ وَإِذَا امْسَكُ الْفُلُ فِي الْبَحْرِ

ہے تم پر مہربان تھا اور جب آتی ہے تم پر آفت دریا میں

ضَلَّ مَنْ تَدْعُونِ إِلَّا آيَاَهُ فَلَمَّا جَحَمُ إِلَى الْبَرِّ

مبھول جاتے ہو جن کو پکارا کرتے تھے اللہ کے سوا کچھ جب بجھ لایا تم کو خشکی میں

منزل ۳

علاوہ ازین حرف ندار سے ہر جگہ خطاب اور

منادی کو سنانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ منادی

غائب کو نصب العین کے طور پر یعنی حاضر فرض کر کے حرف ندا

استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث دوم کے جواب میں اس کی

متعدد و مثالیں ذکر کی جا چکی ہیں۔ بعض دفعہ بطور حکایت حرف

نداء کو استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ المنحیات میں کہا جاتا ہے

السلام علیک ایہا النبی الخ حضرت عثمان بن حنیف

نے بھی اندھے کو بطور حکایت یا بطور نصب العین اس دعا کی تلقین

کی تھی۔ یہ ساری بحث اس صورت میں ہے جبکہ اس روایت

کو صحیح مان لیا جائے۔ لیکن علامہ آلوسی صاف لکھتے ہیں کہ

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن

حنیف رحمہ اللہ کے اندھے کو تلقین دعا کا واقعہ بالکل موضوع ہے۔

چوتھی حدیث۔ توسل آدم علیہ السلام

والحسن والحسين رضي الله عنهما (جمع الزوائد)

یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے حضرات علی، فاطمہ، حسن

اور حسین رضی اللہ عنہم کے وسیلہ سے دعا مانگی تھی۔

جواب۔ اس روایت کی وارفتگی نے تخریج کی ہے

اس میں عمرو بن ثابت بن ہریرہ مرفوع ہے جو غالی شیعہ اور کذاب

و وضاع تھا۔ تفرقہ ہما عمرو بن ثابت بن ہریرہ و هو

من الشيعة الغلاة الكذابين الوضاعين

مام عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں لا یحد ثوا عن عمرو

ابن ثابت فانه كان يسب السلف یحیی بن مین کہتے ہیں

هو غیر ثقہ۔ امام بخاری: ليس بالقوی امام ابو

داؤد: رافضی خبیث، کان من شر الناس امام

نسائی: متروک لیس ثقہ و لا عامون (تہذیب التہذیب)

پانچویں حدیث۔ اصابعہم فقط فی زمن

عمر فجاء رجل الى قبرا النبي صلی اللہ علیہ وسلم

فقال يا رسول الله استسق لامة فاتاك

رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال له ائت عمر فقل له ان الناس يسقون (بہیقی، ابن ابی شیبہ)

جواب۔ اول تو یہی معلوم نہیں کہ قبر پر جانوالا کون ہے، وہ جمہول الحال والا تم ہے معلوم نہیں ثقہ ہے غیر ثقہ ہے۔ دوم اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک

اس طرح استشفاع جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو باہر لجا کر بارش کے لئے ان سے دعا مانگواتے اور نہ یہ کہتے کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم

موضع قرآن فل یعنی اپنا مسخر کولوں جیسے گھوڑے کو لگام دیا۔ فل مال میں سا بھاگ یہ کہ توں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلائے کا بخشا ہے

دوسرا فلائے کا بخشا فل اس کا فضل یعنی روزی، روزی کو قرآن میں اکثر فضل فرمایا ہے۔ فضل کے معنی زیادتی، سو مسلمان کی بندگی ہے واسطے آخرت کے اور دنیا

ملتی ہے بڑھتی میں کشتی ہا کشتی ہے یعنی دریا میں لپٹا زور نہیں چلتا بلی یا چوکر مگر ہاؤ سو اسی کے اختیار میں ہے۔

اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝۶۸ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يُخْصِفَ

پھر جائے ہو اور ہے انسان بڑا ناشکرا سو کیا تم بے ڈر ہو گئے اس سے کہ

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا

و حسنا سے تم کو جنگل کے کنارے یا بحیرہ سے تم پر آمدی پتھر برسائے والی پھر نہ پاؤ

لَكُمْ وَكِيلًا ۝۶۹ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُعِيدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً

اپنا کوئی نگہبان یا بے ڈر ہو گئے ہو اس سے کہ پھر لے جائے تم کو دریا میں دوسری

اُخْرٰی فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ فَيُغْرِقَكُمْ

بار پھر بھیجے تم پر سخت جھونکا ہوا کا پھر ڈبا دے تم کو

بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْهَا بِهٖ تَبٰیْعًا ۝۷۰ وَلَقَدْ

بدلے میں اس ناشکری کے پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہم بلا اس کا کوئی باز پرس کرنے والا اور

كَرَّمْنَا بَنِيَّ اٰدَمَ وَجَعَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ رَوْسًا فَهُمْ

ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم ان کو

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا

سجھری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے

تَفْضِيْلًا ۝۷۱ یَوْمَ تَدْعُوْا كُلُّ اُنَاْسٍ بِاٰمِهٖمْ فَمَنْ

برائی دے کرے جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ۷۱ ان کے سزاؤں کے ساتھ سوچیں کہ

اَوْ تٰی كِتٰبِهٖ یَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ

ملا اس کا اعمال نامہ اس کے داینے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھیں گے اپنا لکھا

وَلَا یُظْلَمُوْنَ فِتْنًا ۝۷۲ وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهِ اَعْمٰی فَهُوَ

اور ظلم نہ ہو گا ان پر ایک ناکے کاٹ اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ

فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی ۝۷۳ اَصْلٰ سَبِيْلًا ۝۷۴ وَاِنْ كَادُوْا

پچھلے جہان میں بھی اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے ک اور وہ لوگ تو چاہتے تھے

منزل

تخویفِ نبویؐ

بشارتِ نبویؐ

نبیؐ کی بشارت

تم میں موجود نہیں ہیں اس لئے ہم آپ کے چچا عباس کی دعا سے توسل کرتے ہیں۔ سو ہم اس روایت کی سند میں سیف بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو باتفاق محدثین ضعیف اور متہم بالزندقہ ہے۔ وہ جھوٹی حدیث بنایا کرتا تھا۔ امام ذہبی کہتے ہیں ہو کا لواقدی امام ابو داؤد نے کہا لیس بنی شیبہ ابو حاتم رازی نے کہا متروک ابن حبان، التہم بالزندقہ ابن عدی: عامۃ حدیثہ منکر امام ابن نمیر: کان سیف یصنع الحدیث وقلاتہم بالزندقہ (میزان الاعتدال)۔

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر جا کر استشفاع جائز نہیں یہ کام سلف میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا۔ امداء الرسول وطلب الحوائج منہ صلی اللہ علیہ وسلم وطلب

شفاعتہ عند قبرہ بعد موتہ فہو ما لم یفعلہ احد من السلف (القاعدة الجلیلة ص ۵۷) بعض صحابہ رضوانا علیہم رضی اللہ عنہم سے جو یہ منقول ہے۔

اللہم انی استلک بنبیک محمد اس سے مراد ہے استلک یا عما فی بنبیک محمد یعنی اس میں ایمان بالرسول کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

پانچویں حدیث۔ اذا اعیتکم الامور فعلیکم باہل القبور فاستعینوا باہل القبور جب تم مشکلات سے عاجز ہو جاؤ تو اہل قبور سے استمداد کرو۔

جواب۔ یہ حدیث موضوع اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے۔ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں اس کا نام و نشان نہیں۔ ہو حدیث مغتری علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باجماع العارفین بحدیث لم یروہ احد من العلماء وولا یوجد فی شیء من کتب الحدیث المعتمدہ (روح ج ۶ ص ۳۷) (بقیہ ص ۶۲ کے نیچے ملاحظہ فرمائیں)

۵۵ یہ تخویفِ نبویؐ ہے

یہ فیصلہ بالکل حتمی ہے اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے کہ قیامت سے پہلے ہم ہر بستی کو تباہ و برباد کریں گے یا سخت ترین مذاب میں مبتلا کر دیں گے تاکہ مشرکین کو معلوم ہو جائے اور مومنین کو شرح صدر اور اطمینان نصیب ہو کہ اللہ کے سوا کوئی پناہ دینے والا اور مصیبتوں سے بچانے والا نہیں اور جن کو مشرکین اپنی بستیوں کے محافظ اور پناہ دہندہ تصور کرتے ہیں وہ عاجز ہیں حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں ہر شہر کے لوگ ایک بزرگ کو پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں کہ ہم اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اَلَا مَنْ رَّجٰ ۝۵۵

وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نَّكُوْسِيْلَ الْخَمْرِ یَمِیْنِیْ آیت مجزہ اور تخویف ہے اور مَسْبُحُنَ الَّذِیْ اَسْمٰی یَعْبُدُہ الْخَمْرُ سے متعلق ہے۔

مشرکین بار بار مجزے طلب کرتے ہیں مگر ہم مجزات اسلئے نہیں دکھاتے کہ مجزات تخویف کے لئے ہوتے ہیں اگر مجزہ دیکھ کر بھی وہ انکار کریں تو ہلاک کر دئے جائیں۔ جیسا کہ پہلی قوموں نے مجزات کے بعد بھی مسئلہ توحید کا انکار کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ چنانچہ قوم نمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ فلاں چٹان سے اونٹنی نکال دیں تو ہم آپ کو ایمان لیں گے اللہ تعالیٰ نے اس چٹان سے اونٹنی نکال دی مگر وہ اپنا فراموشی مجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔ اے مشرکین مکہ! اب ہم نے مجزہ اسرار ظاہر کیا ہے اب اگر اس کے بعد بھی مانو گے تو ہلاک کر دئے ہاؤ گے موضع قرآن و اس دن عمل کا کاغذ اڑا دیں گے۔ نیلوں کے ہاتھ آوے گا داہنے ڈھب سے اور بدوں کو بائیں سے اور پیچھے سے، یہ نشانی دیکھ کر نیک خوٹی سے پڑھنے لگیں گے۔ ق یعنی ہدایت سے اندھا رہا و بسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور دور پڑا ہے۔

فَانْلَهُ مِنْ قَوْمِكَ بَعْدَ رِسَالِ الْاَيَاتِ اَهْلَكْنَا هُم لَانَ مِنْ سَنَتِنَا فِي الْاَصْحَادِ اَسْأَلُوا الْاَيَاتِ ثُمَّ لَوْ يَتَوَابَعُونَ اَنْبِيَاءَهُمْ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُمْ اَنْ يَخْزَنَ جَسْمَهُمْ
 ۳۵۵ الایات سے معجزات مراد ہیں یعنی معجزات ڈراوے اور تحویف کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو ایمان دلانے کی صورت میں عذاب سے ڈرایا جائے۔ ۳۵۵ ہم نے آپ سے کہہ دیا اب ان شرکین
 پر عذاب آنے کو ہے کیونکہ وہ ایک عظیم الشان معجزہ اسرار دیکھ کر بھی ایمان لانے پر تیار نہیں ہوئے اس لئے انکی ہلاکت کا وقت اب بہت قریب ہے۔ الرؤیا سے واقعہ معراج مراد ہے۔
 واقعہ معراج چونکہ عالم بالا سے تعلق رکھتا ہے جو اس عالم دنیا کے اعتبار سے خواب اور رویا ہے اس لئے اسے رؤیا کہا گیا لہذا اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ معراج جسمانی نہیں تھا بلکہ روحانی

یعنی اسرارِ ایل

۳۳۸

سمحن الادی

لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الدِّينِ اَوْ حِينَا إِلَيْكَ لِنَفْتَرِي عَلَيْكَ

۳۵۶ لے کر مجھ کو بھلا دیں اس چیز سے کہ جو دینی بھیجی ہم نے تیری طرف تاکہ جھوٹ بنا لائے ہم

غَيْرَكَ وَادَّا لَاتُخَذُوكَ خَلِيلًا ۳۵۷ وَلَوْ لَا اَنْ تَبْتَنِكَ

وہی کے سوا اور توبہ بنا لیتے مجھ کو دوست و اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے مجھ کو سبھا کر رکھا

لَقَدْ كَذَبْتَ تَرْكُنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ۳۵۸ اِذَا اَذَقْنَاكَ

تو تو لگ جاتا تھکے ان کی طرف تھوڑا سا تب تو ضرور چکھائے ہم مجھ کو

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمٰتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

دو نامزدہ زندگی میں اور دونا مرتے میں پھر نہ پاتا تو اپنے واسطے

عَلَيْنَا نَصِيرًا ۳۵۹ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفْرِزُوْكَ مِنَ الْاَرْضِ

ہم ہر مدد کرنے والا اور وہ تو چاہتے تھے کہ گھبرا دیں مجھ کو اس زمین سے

لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذَا الْاَيُّكُنَّ خِلْفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۳۶۰

تاکہ نکال دیں مجھ کو یہاں سے اور اس وقت نہ بھڑکے وہ بھی تیرے پیچھے مگر تھوڑا

سُنَّةٍ مِّنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ

دستور چلا آتا ہے لگے ان رسولوں کا جو مجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اپنے پیغمبر اور نہ پائے گا تو

لِسُنَّتِنَا تُحَوِّلُهَا ۳۶۱ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلَى

ہماری دستور میں نفاذ قائم رکھ نماز کو سورج ڈھلنے سے لگے رات

عَسَقِ الْيَلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ الْفَجْرَ كَانَ

کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے

مَشْهُودًا ۳۶۲ وَمِنَ الْيَلِ فَتَعْجِدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ تَعِدْ

رو برو اور کچھ رات لگے جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لئے

عَسَى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۳۶۳ وَقُلْ رَبِّ

قرب ہے کہ کھڑا کرے مجھ کو تیرا رب مقام محمود میں و اور کہہ لے رب ۳۶۳

منزل ۳

مخفا۔ محاورات عرب میں یہ استعمال موجود ہے کہ جو کچھ عالم
 بیداری میں آنکھوں سے دیکھا جائے اس پر رؤیا کا اطلاق
 کر دیا جائے۔ عن ابن عباسؓ قال ہی رؤیا عین ادبہا
 رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ الی
 بیت المقدس (قرطبی ج ۱ ص ۲۸۷) والعرب تقول ایت
 بعینی رؤیۃ ورؤیا (خازن) والمراد بالرؤیا ما غایبہ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام لیلۃ المعراج من سجاۃ الارض
 والسماء حسبما ذکر فی فاتحۃ السورۃ الکریۃ والتعبیر
 عن ذلک بالرؤیا لہذا لانه لا فرق بینہما وبلز اللزۃ
 اولانہا وقعت باللیل الخ (ابو السعوی ج ۵ ص ۳۸)
 یعنی معجزہ معراج ایک آزمائش تھی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون ماننا
 ہے اور کون نہیں ماننا۔ الشجرۃ الملعونۃ یعنی مخوم کا
 درخت جس کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہے۔
 اِنَّ شَجَرَةَ التَّوْحِيْدِ طَعَامٌ اِلَیْهِمْ كَالْمُهْلِ یَغْلِیْ فِی
 الْبُطُوْنِ (۲۶) وہ بھی لوگوں کیلئے ایک آزمائش ہے
 مؤمنین اس کے موجود ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور کفار معاندین
 کہتے ہیں کہ دوزخ میں درخت کس طرح پیدا ہو سکتا ہے جبکہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود کہتا ہے کہ دوزخ کی آگ پیچھروں
 کو بھی جلادے گی۔ جلالہا سخونۃ وقالوا انہم لیرعوا
 الحییم محرقا بحجارة لہ یقول ثبت فیہ الشجرۃ
 (معارف ج ۲ ص ۲۷۷) قصہ آدم
 وادیس ذکر کر کے بتایا گیا کہ شیطان تمہارا پرانا دشمن ہے اسلئے
 کمر و فریب سے خبردار رہنا، اس کی پیروی کر کے شرک میں
 مبتلا نہ ہو جانا معجزہ اسرار اس لئے ظاہر کیا تاکہ تم مسند توحید کو
 مان لو مگر دیکھا شیطان سے ہوشیار رہنا مادہ و تہمتوں
 میں وسوسے اور شبہات ڈال کر تمہیں راہ توحید سے ہٹا دے
 قَالَ اَرَاۤیْتُمْ اَنْ اَخْلَقْتُ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلِیۃ السَّلَامِ اور انکی اولاد سے
 شیطان کی انتہائی دشمنی ظاہر ہوتی ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے
 کہا ہے اللہ اگر تو مجھے قیامت تک مہلت عطا کرے تو میں یہ آدم
 جس کو تو نے مجھ پر برتری اور بزرگی دی ہے اسکی اولاد کو گمراہ کر کے
 (معارف ج ۲ ص ۲۷۷) اللہ نے فرمایا مجھے مہلت ہے لیکن تیری اور تیری پیروی کرنے والوں کی جزا جہنم ہے اَسْتَغْفِرُ مِنْ اَسْطِطَعْتَ الْاِنْسَانَ جہنم میں طرح
 سے گمراہ کرنے کی کوشش کر دیکھ یہ تو نہایت طبع ساری اور دیگر آلات لبو و لیب۔ عجاہد الغناء والمزامیر واللہو۔ الضحاک۔ صوت المزمار (قرطبی ج ۱ ص ۲۸۸) ان شیطان کی

موضع قرآن سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ بڑا دین ہے وہ تعریف کا مقام ہے شفاعت کا جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تب حضرت اللہ سے عرض کر کہ طلق کو چھڑا دیں
 گے تکلیف سے۔

اور ان کو پھیلانے وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمُ الْحِجَابَ اور اپنے پیادوں اور سواروں کیساتھ ان پر تار کر کے یعنی انہیں راہ حق سے گمراہ کرنے کے لئے ہر وہ کمر و فریب استعمال کرے تو تو کو کرسکتا ہے فَاَمْلَعْنِي اَجْمَعُ عَلَيْهِمُ کُلَّ مَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنْ مَكَائِدَ (قرطبی) وَتَسَارِكُهُمْ الْحِجَابُ اور ان کے مال و اولاد میں اپنا حصہ مقرر کر کے انہیں شرک پر تار کر کے انہیں شرک کرنے کے لئے مال میں شرک سے غیر اللہ کی نذر میں نیازیں اور غیر اللہ کے نام کی تحریکیں مروا دیں اور اولاد میں شرک سے یہ ہے کہ اولاد کے عطیہ کو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا جائے یہ چونکہ سب شیطانی اغوار سے ہوتا ہے اس لئے اسے شیطان کا حصہ قرار دیا گیا حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں مال میں سب سے کہ توں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا حضرت ابن عباس قتادہ اور عطاء سے منقول ہے کہ سنا دیکھم فی الاموال هو ما کان المشرکون یحرمونه من الانعام کما لبحیوة والساکبۃ والوصیلة والحاکم وقال الضحاک وما کانوا یدعون بحیونہ (مظہری ج ۵ ص ۵۵۳ و قوطی) اور اولاد میں شرک کے بارے میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں هو تسمیۃ الاولاد عبد الحاکم وعبد الشمس عبد الحزنی وعبد الدار ونحوها (مظہری) وَعِدَّ هُمْ۔ اور ان کو طرح طرح کے سبز باغ دکھالے اور جھوٹی آرزوؤں اور بے اصل تمناؤں کے پیر میں انہیں دال کے خطایہ بزرگان دین جن کو تم بوجہ ہو اور جن کی نذر میں نیازیں دیتے ہو قیامت کے دن یہ تمہارے کام آئیں اور اللہ کے مذاقے تمہیں چھڑائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ وَمَا بَعْدُ هُمْ الشَّيْطَانُ یہ اذغال الہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطانی وعدوں کی حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ وہ سر اسرار و فریب اور بے حقیقت ہیں اسے اولاد آدم! ان پر مجھوسہ نہ کر بیٹھنا اسے اے اہلس بائو اولاد آدم کو گمراہ کرنے اور انہیں شرک میں مبتلا کرنے کیلئے اپنے سارے ہتھکنڈے استعمال کرے اور کمر و فریب کے تمام ہال پھیلانے مگر یاد رکھ میرے خلص بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چل سکے گا۔ میں اپنے بندوں کے لئے کافی کار ساز ہوں میرے جو بندے مجھ پر مجھوسہ کرینگے اور تیرے کمر و فریب سے میری پناہ ڈھونڈیں گے میں انہیں تیرے دام تزیور سے محفوظ رکھوں گا۔ ۱۲۱ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ سمندروں اور دریاؤں میں تمہاری کشتیاں محض اپنی رحمت سے اللہ تعالیٰ ہی چلاتا اور طوفان سے بچا کر کنارے لگاتا ہے وہ تو ہر حال میں تم پر مہربان ہے۔ اور سمندروں اور دریاؤں میں وہی کار ساز ہے تو خطائی میں بھی وہی کار ساز ہے پھر اس کے سوا اوروں کو کیوں پکارتے ہو وَ اِذَا مَسَّكُمُ الطُّوفَانُ مِنْ حَرْبٍ اَوْ طُوفَانٍ مِّنَ الْمَآءِ کَاسَاسًا یُّوتَا بِہِ تَوَاسُطُ مَرْمَدٍ کو چھوڑ کر فایض اللہ کو پکارتے ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سلامت کناسے پر پہنچا دیتا ہے تو پھر شرک کرنے اور مہبودان باطلہ کو کار ساز سمجھنے لگتے ہو۔ یہ کس قدر ناشکری ہے ۱۲۲ یہ تخویف دیوی ہے۔ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خطائی میں تم مصائب و بلیات سے محفوظ اور اپنے خود ساختہ کار سازوں کی پناہ میں ہو مگر یاد رکھو اگر اللہ چاہے تو نیچے سے زمین کو چیر کر تم کو اس میں دھنسا دے

یا اوپر سے تم پر پتھروں کی بارش برسا کر تمہیں نیست و نابود کر دے تو اس وقت بھی تمہارا کوئی خود ساختہ کار ساز بجز تمہاری مدد نہیں کر سکے گا اَمْ یَحْسَبُکُمْ اَنْ یَّعْبِدَکُمُ الْحِجَابُ وہو بھی کرسکتا ہے تمہیں اپنی ضرورتوں کے تحت پھر سے بحری سفر پر گامزن کر دے اور عین وسط سمند میں ایک ہولناک طوفان باد بھیج کر تمہیں غرق کر دے اس وقت بھی تم کی کو اپنا غمخوار اور ناصر و مددگار نہیں پاؤ گے۔ یعنی موضع قرآن فل اس شہر سے نکال آبرو سے اور کسی جگہ بٹھا آبرو سے، وہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں بٹھایا اور وہاں کے لوگ حکم میں دیئے جن سے دین کو مدد ہوئی۔ فل یعنی غلبہ دین آیا اور کفر مچا گئے میں سے اور تمام عرب میں سے۔ فل روگ چنگے ہوں دل کے شبہ اور شک میں اور اس کی برکت سے بدن کے روگ بھی دفع ہوں۔ فل بازو ہٹاؤے یعنی بندگی سے سرتکا جاوے وہ حضرت کے آزمائے کو یہود نے پوچھا سو اللہ نے نہ بتایا کہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا، آگے بھی پیغمبروں نے خلق سے باریک باتیں نہیں کہیں اتنا جاننا بس ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ جی اٹھا، جب نکل گئی مر گیا۔

اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجَ صِدْقٍ
داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا
وَاَجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝۱۰ وَقُلْ
اور عطا کر دے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد اور کہہ دیجئے
جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ
آیا سچ اور نکل بھگا جھوٹ بے شک جھوٹ ہے
زَهُوْقًا ۝۱۱ وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاؤٌ وَرَحْمَةٌ
نکل بھگنے والا اول اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے سہ جس سے روگ نفع ہوں اور رحمت
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَكَیْزٍ یُّدُ الْظٰلِمِيْنَ ۝۱۲ وَاِذَا
ایمان والوں کے واسطے اور گنہگاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے قل اور جب
اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَابَ بِجَانِبِهٖ ۝۱۳ وَاِذَا مَسَّهٗ
ہم آرام بھیجیں انسان پر تو ٹال جائے اور بھگائے اپنا پہلو اور جب پہنچے اس کو
الشَّرْكَ اَنْ یُّؤَسَّسَ ۝۱۴ قُلْ کُلُّ یَعْمَلْ عَلٰی شَاکِلَتِهٖ فَرِيْکُمْ
بڑائی تو رہ جائے مایوس ہو کر کہ تو کہہ ہر ایک کام کرتا ہے اپنے ڈھنگ پر سو تیرا رب
اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰی سَبِيْلًا ۝۱۵ وَکَسٰوْنٰکَ عِزَّ الرَّوْحِ
خوب جانتا ہے کس نے خوب یا لیا راستہ اور تجھ سے بوجھتے ہیں روح کو ۱۵
قُلِ الرَّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا
کہہ دے روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم علم دیا ہے
قَلِيْلًا ۝۱۶ وَلٰکِنْ شِئْنَا لَنذٰهَبَنَّ بِالَّذِیْ اَوْحٰیْنَا اِلَیْکَ
تھوڑا سا دے اور اگر ہم چاہیں گے تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو وحی بھیجی
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ بِہِ عَلَیْنَا وَکِیْلًا ۝۱۷ اِنَّا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّبِّکَ
پھر تو نہ پائے اپنے واسطے اس کے لادینے کو ہم پر کوئی ذمہ دار مگر مہربانی سے تیرے رب کی

لَا تَجِدُ اِنَّا صَرَّاهُ نَصْرُكُمْ وَصَوْنُكُمْ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ وَلَا تَجِدُ اِنَّا يَتَّبِعُنَا بِاَنْكَارٍ مَا نَزَلَ بِكَهَيَا نِ يَصْرِفُهُ عَنْكُمْ كَيْدُ بَرَج ۝ ۵ مَكَا ۝ ۶۷ یہ دعوت تو جید کو قبول کرنے کی ترغیب ہے۔ اولاد آدم کو انعامات بے پایاں یاد دلانے کے لئے توحید ماننے کی ترغیب دی گئی۔ اسے بنی آدم میں نے تمہیں ساری مخلوق پر فضیلت اور بزرگی عطا کی، خشکی اور تری پر تمہیں اقتدار عطا کیا اور پاکیزہ روزی کے بے شمار وسائل تمہیں دئے اب تمہارا فرض ہے کہ میرا احسان مانو اور مجھے نعمات کا شکر کرو۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور میرے سوا کسی کو عبادت اور پکار کے لائق نہ سمجھو۔ ۵۷ بشارت و تحریف خروسی ہے۔ قیامت کے دن ہر گروہ اپنے پیشوا کے ساتھ میدانِ حشر میں حاضر ہوگا۔ ہر امت کے نیک و مومنین اپنے انبیاء علیہم السلام کیساتھ حاضر ہوں گے اور ہر امت کے مشرک اور بدکار اپنے مشرک پیشواؤں کے ساتھ حاضر ہوں گے۔ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابًا مِنْهُ بِمَا صَحَابُ النَّبِيِّينَ کا ذکر ہے یعنی مومنوں کو اعمالانہ دائیں ہاتھ میں دئے جائیں گے وہ انہیں چڑھ کر خوش ہوں گے اور انہیں انہی تمام نیکیوں کی پوری پوری جزا دی جائیگی۔ اِی وَلَا يَنْقُصُونَ مِنْ ثَوَابِ اَعْمَالِهِمْ اَدْنٰی شَعْرًا (خازن ج ۳ ص ۱۱۱) وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذَا كَا اَعْمٰی الْخِ یہ اصحابِ الیمین کے مقابلے میں اصحابِ الشمال کا ذکر ہے۔ اور جو دنیا میں اندھا ہوا اور راہِ توحید کو نہ دیکھا وہ آخرت میں راہِ جنت سے اندھا ہوگا اور اس سے بہت دور ہوگا کیونکہ دنیا میں تو اس کے راہِ راست پر آجائیکا امکان تھا مگر آخرت میں یہ امکان بھی ختم ہو جائے گا۔ ۱۱۱ وَلَنْ كَا دُوَا — تَا — وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيًا ۱۱۲ یہ چوتھی آیت مغز ہے اور سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی سے متعلق ہے اور اس میں تین امور مذکور ہیں۔ ۱۔ امراؤں کی کوری و ران کا ذکر ۲۔ کیفیتِ تَوَكُّفِ قَرِیْبِ تَحَا مَشْرُکِیْنِ اپنی طرف پر اور چکی چڑی باتوں سے آپ کو سیدھی راہ سے اور ہماری توحید سے ذرا سا ہٹا لیتے مگر ہم نے آپ کو راہِ توحید پر ثبات و استقلال عطا فرمایا۔ مشرکین کی خواہش تھی کہ آپ ان کے خود ساختہ معبودوں کے بارے میں ذرا نرمی سے کام لیں۔ ان کی مذمت نہ کریں اور کم از کم صرف یہی کہہ دیں کہ ہر دین اچھا ہے جو جس دین پر ہے ٹھیک ہے۔ اگر آپ ایسا کریں تو وہ آپ کے گہرے دوست بن جائیں گے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَذُوَا لْوَنَدُھُنْ قَسَدُھُنْ (الفلم ۲۶) مگر یہ میری ذات پر سراسر افترا ہے کہ ہر دین اچھا ہے کیونکہ دین کو اچھا قرار دینا ہم میرا کام ہے اس لئے تو شخص ہر دین کو اچھا کہتا ہے وہ مجھ پر افترا کرتا ہے میں نے تو صرف اس توحید والے دین اسلام ہی کو اچھا اور سچا قرار دیا ہے۔ ۱۱۲ اگر آپ کو ثبات قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ذرا سا انکی طرف جھک جاتے لیکن اگر فرضِ محال آپ ذرا بھی انکی طرف جھک جاتے تو ہم دنیا و آخرت میں آپ کو عذاب کا مزہ چکاتے اور کوئی آپ کی مدد نہ کر سکتا۔ یہ امر ثانی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور زجر خطاب ہے ۱۱۳

سبْحٰنَ الَّذِیْ

اِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۱۱۴ قُلْ لِّیْنَ اِجْتَمَعَتْ

اس کی بخشش بخیر بڑی ہے کہہ اگر جمع ہوں

اَلْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا

آدمی اور جن اس پر کہ لائیں۔ ایسا قرآن ہرگز نہ

یَا تُؤْنِ بِمِثْلِهِ وَكَوْكَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَہِرًا ۱۱۵

لائیں گے ایسا قرآن اور پڑے مدد کیا کریں ایک دوسرے کی طا

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ

اور ہم نے پھر پھر کر سبھائی دین لوگوں کو اس قرآن میں ۱۱۵ ہر

مِثْلٍ فَاَبٰی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا ۱۱۶ وَقَالُوْا لَنْ

میشل سو نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے اور بولے ہم

مُؤْمِنٰی مِنْ لَدُنْکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْبُوعًا ۱۱۷

مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ جاری کرے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشم

اَوْ یُکُوْنُ لَدُنْکَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّجْوٰی وَعَنْبٌ فَتَفْجُرَ الْاَنْهٰرَ

یا ہو جائے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہائے تو اس کے

خَلَلَهَا فَتَفْجُرَ الْاَنْهٰرَ ۱۱۸ اَوْ تَسْقِطُ السَّمٰوٰتُ کَمَا زَعَمَتْ عَلَیْنَا

نیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم بد جلیسا کہ تو کہا کرتا ہے

کَسَفًا اَوْ تَاْتِیْ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰئِکَةِ قَبِیْلًا ۱۱۹ اَوْ یُکُوْنُ

ھکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے یا ہو جائے

لَدُنْکَ بَیْتُ مِّنْ زُخْرَفٍ اَوْ تَرْفِیْ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَنْ نُؤْمِنَ

تیرے لئے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم نہ مانیں گے

لِرُقِیْکَ حَتّٰی تُنْزِلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا تَقْرُوْهُ ط قُلْ

تیرے چڑھنے کو جب تک نہ اتار لائے ہم بد ایک کتاب جس کو ہم پڑھ لیں تو کہہ

منزل ۳

یہ امر ثالث ہے۔ سچو معراج ظاہر کر دیا گیا مگر مشرکین کہہ اس کے باوجود مسئلہ توحید کو ماننے پر تیار نہیں ہوئے بلکہ اب آپ کو مکہ سے نکالنے کے منصوبے بنائیں گے۔ مگر آپ کے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں ٹھہریں گے کیونکہ ہماری سنت جاری یہی ہے کہ جب کس قوموں نے انبیاء علیہم السلام کو سنایا اور وطن سے نکالا تو خود بھی چین سے اپنے وطنوں میں نہ رہ سکے بلکہ جلد ہی ہلاک کر دیئے گئے مکہ والوں سے بھی اب یہی سلوک کیا جائے گا چنانچہ ہجرت کے بعد دو سال بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ جنگِ بدر میں منادی کھڑا اور اساطینِ شرک کو تیغ کر دیا گیا۔ وَكَفَدْنَا تَنْبِیْکَ مَوْسٰی تَسْمِعَ اٰیٰتِ الْخِ (۱۲۶) اسکی ایک مثال آ رہی ہے۔ ۱۱۹ سُبْحٰنَ مَنْ مَّصُوْبٌ ہے اور سُبْحٰنَ مَقْدَرِکَ مَفْعُوْلٌ مطلق ہے یعنی مشرکین کہہ اللہ تعالیٰ وہی سلوک کرے گا جو اس نے پہلی امتوں سے کیا ہے۔ اِی سن اللہ سنۃ والمعنی ان کل قوم اخر حوا رسولہم من بین اظہرہم فسنۃ اللہ ان یمثلکم بعد اخراجہ وینبأ صلیہم ولا یقبو بعد الاقلیل (بھوج ۶ ص ۱۱۱) یہ جملہ مترادف ہے اور اس میں امر صلیح نماز اور تلاوت قرآن کا ذکر ہے۔ معجزہ موضح قرآن و لَمَّا رَجَعْنَا مِنَ الْاَرْضِ فَاِذَا رَکِبٌ جَاہِلٌ یَّجْرُ اُخْرٰی ۱۲۰

سُبْحَنَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ۚ وَمَا مَنَعَ

سبحان اللہ علیہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی بھیجا ہوا اور لوگوں کو روکا

النَّاسَ أَنْ يُعْبِدُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ

انہیں علمہ ایمان لانے سے جب یہ بھیجی ان کو ہدایت مگر اسی بات سے

قَالُوا آتَيْتَنَا اللَّهُ بِبَشَرٍ نَزَّلَ آيَاتٍ فِي

کہ کہنے لگے کیا بھیجا اللہ نے آدمی کو پیغام دے کر کہہ اگر ہوتے

الْأَرْضِ فَلْيَكُنْ لَهُ مِثْلُ مَا يَرْكَبُونَ ۚ مُطَهَّرِينَ ۚ نَزَّلْنَا عَلَيْهِمُ

زمین میں فرشتہ بھرتے تھے تو ہم اتارتے ان پر

مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا كَرِهُوا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۚ

آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر کہہ اللہ کافی ہے حق ثابت کرنے والا

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۚ

میرے اور تمہارے بیچ میں وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا

وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهٗ هُدًىٰ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَنْ يُجِدَ

اور جس کو راہ دکھلائے اللہ وہی ہے راہ دینے والا اور جس کو گمراہ کر دے تو نہ پائے

لَهُمْ أُولِيَاءٌ مِنْ دُونِهِ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَىٰ

ان کے واسطے کوئی رفیق اللہ کے سولے اور اٹھائیں گے ہم ان کو دن قیامت کے

وَجُوهِهِمْ عُمِيَائًا وَبُكْمًا وَصَمًّا مَّا أَوْهَمَ جَهَنَّمَ كَلِمًا

چلیں گے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بھڑکے کاناں کا دوزخ ہے جب لگے گی

خَبْرٌ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ هُمَ بِآثِمِهِمْ

بجھنے اور بھڑکے کاویں گے ان پر یہ ان کی سزا ہے ہمہ اس واسطے کہ

كُفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرَفًا نَّعَارِبُ

منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اور بولے کیا جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور چھوڑا چھوڑا کیا ہم کو

منزل ۳

سرا کے بعد مشرکین مسلحہ کو جانے کے بجائے آپ کو کہہ کر نکالیں گے اسلئے آپ نماز قائم کریں قرآن مجید کی خاص طور سے تلاوت فرمائیں اور نماز تہجد کا التزام کریں کیونکہ یہ امور صبر و استقامت میں مدد ہیں۔ ان سے مصائب و بلیات میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ لَذُلُّ لَوْلَا الشَّمْسُ الخ یعنی زوال آفتاب سے رات کو اندھیرا چھا جانے تک نماز قائم کرو ان دونوں وقتوں کے درمیان جس قدر نمازیں ہیں انہیں اپنے اپنے وقتوں میں قائم کرو اس میں چار نمازوں کا ذکر ہے فجر، عصر، مغرب اور عشاء۔ وَخَرَّانَ الْعَجْدِ یعنی نماز فجر کو بھی قائم کرو۔ مَشْتَرِقُونَ ذَا لَیْلَیْ غَارِ فَرِیْسِ رات اور دن کے فرشتے شریک ہوتے ہیں بیشمعدہ ملائکہ اللیل و ملائکہ النہار (ابو السعوی ج ۵ ص ۵۳) لَکَ نَافِلَةٌ لَّکَ سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز تہجد پانچ نمازوں کے علاوہ امت کی نسبت زائد آپ پر فرض کی گئی تو امت پر فرض نہیں۔ اِی نَافِلَةٌ لَّکَ اِی زَیَادَةٌ لَّکَ یَرِیْدُ فَرِیضَةً زَائِدَةً عَلٰی سَائِرِ الْفَرَائِضِ الَّتِیْ فَرَضَهَا اللّٰهُ عَلَیْکَ الخ (فازن ج ۵ ص ۵۳) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ نماز تہجد کا وجوب آپ پر فرض ہو گیا اور امت کی طرح آپ پر بھی اسکی نفی حیثیت باقی رہی۔ (فازن)

مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے۔ قیامت کے دن جب تمام انبیاء علیہم السلام گنہگاروں کی شفاعت کرنے سے معذوری ظاہر کریں گے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء حمد و ثنا کریں گے اور گنہگاروں کی شفاعت کا اذن طلب کریں گے آخر آپ کی شفاعت کا اذن مل جائیگا یا محمد! دفعہ رَأْسُکَ اشفع

تشفع اس کے بعد آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے مخلوق کو مذاب سے نجات دلائیں گے اس وقت ہر شخص آپ کی تعریف و ثناء سے رطب اللسان ہو گا اور اللہ تعالیٰ بھی آپ کی تعریف فرمائے گا گویا شانِ محمدیت کا پورا پورا ظہور اس وقت ہو گا یہی وہ مقام ہے جس میں لوہاء الحمد (اللہ کی حمد کا جھنڈا) کیے مبارک ہاتھ میں ہو گا۔ مدارک، کبیر وغیرہ ص ۱۷۷ یہ امر ثالث یعنی درائن کا ذکر ہے لَیْسَتْ فَرْدٌ وَذَٰلِکَ لَیْسَ تَعْلُقُ بِہِ مَشْرِکِیْنِ آپ کو کہہ سے نکالتے ہیں تو آپ ختم نہ کریں اور کہہ سے نکلنے وقت یہ دعا پڑھیں رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ میں آپ کے کہہ سے نکلنے اور مدینہ میں داخل ہونے کو آپ کے لئے دین اسلام اور مسلمانوں کیلئے سراسر باعث برکت بنا دوں گا اور آپ کی غلبہ اور شان و شوکت کے ساتھ پھر کہ میں واپس لاؤں گا۔

یوسف گمشدہ بازید بنگھان غم مخور

کلمہ احزان شود روزے گلستان غم مخور

۳۷ یہ غلبہ اسلام کی بشارت اور شگونی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے پورا فرمایا۔ ۳۸ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اور منکرین کیلئے نذر ہے۔ قرآن مجید فی الواقع اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تمام روحانی تیاریوں کیلئے پیام شفا ہے مگر منکرین کیلئے سراسر نقصان و خسران کا باعث ہے کیونکہ انکار و جود کی وجہ سے وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں ۳۹ یہ زجر ہے انسان مشرک پر۔ اسکا حال عجیب ہے جب ہم اسے انعام و اکرام سے نوازتے ہیں تو وہ ہماری سحر سے منہ پھیرتا ہے اور ان تمام نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور جب کبھی مصائب و شدائد میں گرفتار ہو گیا تو ان کار سازوں سے مایوس

۴۰ قُلْ کُلُّ یَعْمَلُ الخ ہر شخص اپنے دین اور طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہے اور ہر شخص اپنے دین کو حق جانتا ہے مگر فیصلہ لوگوں کے خیالات پر نہیں ہو گا اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو دین حق فرمایا ہے جو اس پر قائم ہو گا وہی ہدایت یافتہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کون توحید کی سیدھی راہ پر چل رہا ہے اور کون شرک و گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ ۴۱ شگونی ہے۔ یہ مشرکین آپ سے روح کی حقیقت پہنچتے ہیں بھلا اسکی کیا ضرورت ہے آپ کی صداقت اور سچائی کو ثابت اور واضح کرنے کیلئے معجزہ اسرا کافی نہیں ہے ہ اور پھر قرآن بجائے خود بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن ایک ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ اگر تمام جن و انس مل کر بھی اس کا مقابلہ کریں تو اسکا مثل پیش نہ کر سکیں۔ یہ سوال یہودی مدینہ کے سکھانے پر مشرکین کہنے کیا تھا قُلْ لِّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ اِنْ کُنْتُمْ رَٰسِخِیْنَ فِی الدِّیْنِ اَمْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ اِنْ کُنْتُمْ رَٰسِخِیْنَ فِی الدِّیْنِ اَمْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ اِنْ کُنْتُمْ رَٰسِخِیْنَ فِی الدِّیْنِ اَمْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ

۴۲ اِی نَافِلَةٌ لَّکَ اِی زَیَادَةٌ لَّکَ یَرِیْدُ فَرِیضَةً زَائِدَةً عَلٰی سَائِرِ الْفَرَائِضِ الَّتِیْ فَرَضَهَا اللّٰهُ عَلَیْکَ الخ (فازن ج ۵ ص ۵۳) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ نماز تہجد کا وجوب آپ پر فرض ہو گیا اور امت کی طرح آپ پر بھی اسکی نفی حیثیت باقی رہی۔ (فازن)

مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے۔ قیامت کے دن جب تمام انبیاء علیہم السلام گنہگاروں کی شفاعت کرنے سے معذوری ظاہر کریں گے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء حمد و ثنا کریں گے اور گنہگاروں کی شفاعت کا اذن طلب کریں گے آخر آپ کی شفاعت کا اذن مل جائیگا یا محمد! دفعہ رَأْسُکَ اشفع

تشفع اس کے بعد آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے مخلوق کو مذاب سے نجات دلائیں گے اس وقت ہر شخص آپ کی تعریف و ثناء سے رطب اللسان ہو گا اور اللہ تعالیٰ بھی آپ کی تعریف فرمائے گا گویا شانِ محمدیت کا پورا پورا ظہور اس وقت ہو گا یہی وہ مقام ہے جس میں لوہاء الحمد (اللہ کی حمد کا جھنڈا) کیے مبارک ہاتھ میں ہو گا۔ مدارک، کبیر وغیرہ ص ۱۷۷ یہ امر ثالث یعنی درائن کا ذکر ہے لَیْسَتْ فَرْدٌ وَذَٰلِکَ لَیْسَ تَعْلُقُ بِہِ مَشْرِکِیْنِ آپ کو کہہ سے نکالتے ہیں تو آپ ختم نہ کریں اور کہہ سے نکلنے وقت یہ دعا پڑھیں رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ میں آپ کے کہہ سے نکلنے اور مدینہ میں داخل ہونے کو آپ کے لئے دین اسلام اور مسلمانوں کیلئے سراسر باعث برکت بنا دوں گا اور آپ کی غلبہ اور شان و شوکت کے ساتھ پھر کہ میں واپس لاؤں گا۔

یوسف گمشدہ بازید بنگھان غم مخور

کلمہ احزان شود روزے گلستان غم مخور

۳۷ یہ غلبہ اسلام کی بشارت اور شگونی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے پورا فرمایا۔ ۳۸ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اور منکرین کیلئے نذر ہے۔ قرآن مجید فی الواقع اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تمام روحانی تیاریوں کیلئے پیام شفا ہے مگر منکرین کیلئے سراسر نقصان و خسران کا باعث ہے کیونکہ انکار و جود کی وجہ سے وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں ۳۹ یہ زجر ہے انسان مشرک پر۔ اسکا حال عجیب ہے جب ہم اسے انعام و اکرام سے نوازتے ہیں تو وہ ہماری سحر سے منہ پھیرتا ہے اور ان تمام نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور جب کبھی مصائب و شدائد میں گرفتار ہو گیا تو ان کار سازوں سے مایوس

۴۰ قُلْ کُلُّ یَعْمَلُ الخ ہر شخص اپنے دین اور طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہے اور ہر شخص اپنے دین کو حق جانتا ہے مگر فیصلہ لوگوں کے خیالات پر نہیں ہو گا اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو دین حق فرمایا ہے جو اس پر قائم ہو گا وہی ہدایت یافتہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کون توحید کی سیدھی راہ پر چل رہا ہے اور کون شرک و گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ ۴۱ شگونی ہے۔ یہ مشرکین آپ سے روح کی حقیقت پہنچتے ہیں بھلا اسکی کیا ضرورت ہے آپ کی صداقت اور سچائی کو ثابت اور واضح کرنے کیلئے معجزہ اسرا کافی نہیں ہے ہ اور پھر قرآن بجائے خود بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن ایک ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ اگر تمام جن و انس مل کر بھی اس کا مقابلہ کریں تو اسکا مثل پیش نہ کر سکیں۔ یہ سوال یہودی مدینہ کے سکھانے پر مشرکین کہنے کیا تھا قُلْ لِّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ اِنْ کُنْتُمْ رَٰسِخِیْنَ فِی الدِّیْنِ اَمْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ اِنْ کُنْتُمْ رَٰسِخِیْنَ فِی الدِّیْنِ اَمْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ اِنْ کُنْتُمْ رَٰسِخِیْنَ فِی الدِّیْنِ اَمْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ

۴۲ اِی نَافِلَةٌ لَّکَ اِی زَیَادَةٌ لَّکَ یَرِیْدُ فَرِیضَةً زَائِدَةً عَلٰی سَائِرِ الْفَرَائِضِ الَّتِیْ فَرَضَهَا اللّٰهُ عَلَیْکَ الخ (فازن ج ۵ ص ۵۳) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ نماز تہجد کا وجوب آپ پر فرض ہو گیا اور امت کی طرح آپ پر بھی اسکی نفی حیثیت باقی رہی۔ (فازن)

مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے۔ قیامت کے دن جب تمام انبیاء علیہم السلام گنہگاروں کی شفاعت کرنے سے معذوری ظاہر کریں گے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء حمد و ثنا کریں گے اور گنہگاروں کی شفاعت کا اذن طلب کریں گے آخر آپ کی شفاعت کا اذن مل جائیگا یا محمد! دفعہ رَأْسُکَ اشفع

تشفع اس کے بعد آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے مخلوق کو مذاب سے نجات دلائیں گے اس وقت ہر شخص آپ کی تعریف و ثناء سے رطب اللسان ہو گا اور اللہ تعالیٰ بھی آپ کی تعریف فرمائے گا گویا شانِ محمدیت کا پورا پورا ظہور اس وقت ہو گا یہی وہ مقام ہے جس میں لوہاء الحمد (اللہ کی حمد کا جھنڈا) کیے مبارک ہاتھ میں ہو گا۔ مدارک، کبیر وغیرہ ص ۱۷۷ یہ امر ثالث یعنی درائن کا ذکر ہے لَیْسَتْ فَرْدٌ وَذَٰلِکَ لَیْسَ تَعْلُقُ بِہِ مَشْرِکِیْنِ آپ کو کہہ سے نکالتے ہیں تو آپ ختم نہ کریں اور کہہ سے نکلنے وقت یہ دعا پڑھیں رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ میں آپ کے کہہ سے نکلنے اور مدینہ میں داخل ہونے کو آپ کے لئے دین اسلام اور مسلمانوں کیلئے سراسر باعث برکت بنا دوں گا اور آپ کی غلبہ اور شان و شوکت کے ساتھ پھر کہ میں واپس لاؤں گا۔

یوسف گمشدہ بازید بنگھان غم مخور

کلمہ احزان شود روزے گلستان غم مخور

۳۷ یہ غلبہ اسلام کی بشارت اور شگونی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے پورا فرمایا۔ ۳۸ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اور منکرین کیلئے نذر ہے۔ قرآن مجید فی الواقع اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تمام روحانی تیاریوں کیلئے پیام شفا ہے مگر منکرین کیلئے سراسر نقصان و خسران کا باعث ہے کیونکہ انکار و جود کی وجہ سے وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں ۳۹ یہ زجر ہے انسان مشرک پر۔ اسکا حال عجیب ہے جب ہم اسے انعام و اکرام سے نوازتے ہیں تو وہ ہماری سحر سے منہ پھیرتا ہے اور ان تمام نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور جب کبھی مصائب و شدائد میں گرفتار ہو گیا تو ان کار سازوں سے مایوس

۴۰ قُلْ کُلُّ یَعْمَلُ الخ ہر شخص اپنے دین اور طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہے اور ہر شخص اپنے دین کو حق جانتا ہے مگر فیصلہ لوگوں کے خیالات پر نہیں ہو گا اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو دین حق فرمایا ہے جو اس پر قائم ہو گا وہی ہدایت یافتہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کون توحید کی سیدھی راہ پر چل رہا ہے اور کون شرک و گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ ۴۱ شگونی ہے۔ یہ مشرکین آپ سے روح کی حقیقت پہنچتے ہیں بھلا اسکی کیا ضرورت ہے آپ کی صداقت اور سچائی کو ثابت اور واضح کرنے کیلئے معجزہ اسرا کافی نہیں ہے ہ اور پھر قرآن بجائے خود بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن ایک ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ اگر تمام جن و انس مل کر بھی اس کا مقابلہ کریں تو اسکا مثل پیش نہ کر سکیں۔ یہ سوال یہودی مدینہ کے سکھانے پر مشرکین کہنے کیا تھا قُلْ لِّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ اِنْ کُنْتُمْ رَٰسِخِیْنَ فِی الدِّیْنِ اَمْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ اِنْ کُنْتُمْ رَٰسِخِیْنَ فِی الدِّیْنِ اَمْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ اِنْ کُنْتُمْ رَٰسِخِیْنَ فِی الدِّیْنِ اَمْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَمْرِ رَبِّیْ

۴۲ اِی نَافِلَةٌ لَّکَ اِی زَیَادَةٌ لَّکَ یَرِیْدُ فَرِیضَةً زَائِدَةً عَلٰی سَائِرِ الْفَرَائِضِ الَّتِیْ فَرَضَهَا اللّٰهُ عَلَیْکَ الخ (فازن ج ۵ ص ۵۳) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ نماز تہجد کا وجوب آپ پر فرض ہو گیا اور امت کی طرح آپ پر بھی اسکی نفی حیثیت باقی رہی۔ (فازن)

الان الله (قسطی ج ۱۰ ص ۳۲) من امر الله ای حقائق اور کلمہ کے بارے میں قدیم زمانہ سے بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری ہے مگر اسکی حقیقت کو آنکھ کی نے بھی نہیں پایا اور نہ کوئی پاسکتا ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی روح کی اصل حقیقت معلوم نہ تھی جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے مصفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یعلم الروح (صدارک) علامہ ابوالسعود قسطنطین کہ حقیقت روح کا علم اللہ کیساتھ مخصوص ہے۔ ای ہو من جنس ما استأثر الله بعلمه من الاسرار الخفية التي لا يكاد يحوم حولها عقول لبشر ابوالسعود رحمہ اللہ علامہ فاضل لکھتے ہیں والقول لاصح هو ان الله عز وجل استأثر بعلم الروح (خازن ج ۳ ص ۳۸) کہ یہ زجر ہے مشرکین کہ ازراہ عناد و تعنت

سبعون لذي ۱۵ ۶۴۲ بنی اسرائیل

لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۱۸ اُولَٰئِكَ رَوَّاهُ اَنَّ اللّٰهَ الَّذِي

اٹھائیں گے نئے بنا کر کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤی اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ

بنائے آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو

وَجَعَلَ لَهُمْ اٰجَلًا ۚ رَیْبٌ فِیْهِ فَاَبٰی الظَّالِمُوْنَ اِلَّا

اور مقرر کیا ہے ان کے واسطے ایک وقت بے شبہ سو نہیں رہا جاتا ہے انصافوں سے

كُفُوًا ۚ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَسْلِكُوْنَ خُرَٰٓئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْ اِذَا

ناشکری کے کہہ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانے تو ضرور

لَا مَسْکَتُمْ خَشِیۡةَ الْاِنْفَاقِ ۚ وَكَانَ الْاِنْسَانُ ۙ قَتُوْرًا ۱۹

بند کر رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور ہے انسان دل کا تنگ

وَلَقَدْ اٰتٰیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ فَمَسَّ اِسْرَٰءِیْلَ

اور ہم نے دس عشاء موسیٰ کو نو نشانیاں کھائی پھر پوچھ بنی اسرائیل سے

اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ اِنِّیْۤ اِلَٰهُکَ فَمُوسٰی مَسْحُوْرًا ۱۰

جب آیا وہ ان کے پاس تو کہا اس کو فرعون نے میری شکل میں تو موسیٰ تجھ پر جادو ہوا

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رُبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

بولا تو جان چکا ہے وہ کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں مگر آسمان اور

الْاَرْضِ ۚ بَصَآئِرٌ ۚ وَرَآیْیَۤ اِلَٰهُکَ فِرْعَوْنُ مَشْبُوْرًا ۱۱

زمین کے مالک نے سمجھانے کو اور میری شکل میں فرعون تو غارت ہوا چاہتا ہے

فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۚ فَاَعْرَقْنٰهُ وَمَنْ

پھر چاہا کہ بنی اسرائیل کو زمین سے اُس زمین میں پھر ڈبا دیا ہم نے اس کو اور اس

مَعَهُ جَمِیْعًا ۚ وَقُلْنَا مِّنْۢ بَعْدِہٖۤ اِسْرَٰءِیْلَ اَسْكُنُوْا

کے ساتھ والوں کو سب کو اور کہا ہم نے اس کے چچھے بنی اسرائیل کو آباد رہو تم

منزل ۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف قسم کے سوالات پیش کرتے انہی میں سے روح کے بارے میں انکا سوال تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفور شفقت کی بنا پر اس بات کے متمنی تھے کہ مشرکین کو اگر انکا مطلوب معجزہ دکھا دیا جائے تو شاید وہ ایمان لے آئیں اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف انداز میں اس سے منع فرمایا کہ آپکی سچائی کو ثابت کرنے کیلئے معجزہ معراج کافی ہے اور دوسرا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے جسکا مثل ساری دنیا کے جن و انس مل کر بھی پیش نہیں کر سکتے یہ قرآن بھی تو ہمارا معجزہ ہے یہ آپ نے تھوڑا ہی بنا یا ہے اگر تم یہ قرآن آپکے سینے سے اٹھالیں تو آپ اسے واپس نہیں لاسکتے اور نہ کوئی اس معاملہ میں آپکی مدد کرے آپکو واپس دلا سکتا ہے اِلَّا رَحْمَةً مِّنَ رَبِّیْ متنی منقطع ہے یعنی ہم آپ پر اس قدر تہربان ہیں کہ ایسا نہیں کریں گے یعنی لکن لا نشاء ذلک رحمۃ من ربک (قسطی ج ۱۰ ص ۳۲) آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اللہ نے آپکو اولاد آدم کا سردار بنایا اور آپ کو مقام محمود و شرف معراج اور قرآن مجید عطا فرمایا کہ آپ ان معاندین سے فرمادیں کیا معجزہ قرآن تمہارے لئے کافی نہیں ہے یہ تو ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ تمام جن اور انسان مل کر اور باہمی صلاح و مشورہ کر کے بھی اس کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہیں قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت میں حسن و جمال نظم و نالیف میں اخبار بالمغیبات اور دلائل و براہین میں ایسا بے مثال ہے کہ اسکی نظیر بنانا محال اور غیر اللہ کی طاقت سے باہر ہے ای لو تظاہروا علے ان یا اتوا بمثل هذا القرآن فیلحقنہ وحسن نظمہ تالیفہ العجز واعن الاتیان بمثلہ مدارک و حجتیں کہ یہ زجر ہے جو آئندہ شکوہ کا سبب ہے ہم نے قرآن میں سب کچھ بیان کر دیا ہے کوئی عقیدہ لایکل نہیں چھوڑا اسلئے توحید و شریک حشر و نشر رسالت و نبوت ترغیب و ترہیب اوامر و نواہی احوال و واقعات غرضیکہ ایک مثلاًشی حق کیلئے ہم نے وہ تمام امور کو قرآن میں بیان کر دیے ہیں جنکی حق سمجھنے کیلئے ضرورت ہے مگر اسکے باوجود معاندین کفر و انکار پر ڈٹے ہوئے ہیں اس لئے انکے سوالات و مطالبات محض ضد و عناد پر مبنی اور ٹالنے کیلئے چلے اور بہانے ہیں کہ یہ شکوہ ہے یعنی ہم نے حق سمجھانے کے لئے تو کوئی بات نہیں چھوڑی سب کچھ قرآن میں بار بار ذکر کر دیا ہے مگر یہ معاندین ماننے کے بجائے محض ضد و تعنت سے چلے تراشتے ہیں وقال کفار مکہ تعذنا و اقتراحا بعد ما لزمتمہم بیان اعجاز القرآن و انضمام غیرہ من المعجزات کُنْ شَوْءٌ مِّنْ کُلِّ شَیْءٍ (مظہری ج ۵ ص ۵۵۵) مشرکین کے مطالبات کا یہاں ذکر کیا گیا انہیں وہ وقتاً فوقتاً دہرایا کرتے تھے ان میں سے بعض کا تفصیلی جواب بھی دوسری جگہوں میں مذکور ہے مشرکین نے کہا اے محمد اجبتک تو مندرجہ ذیل مطالبات میں سے ہمارا کوئی ایک مطالبہ پورا نہ کر ڈالے اس وقت تک ہم تم پر گواہان نہیں لائیں گے (۱) تفجیر کثا من الارض تیرے حکم سے ارض مکہ سے ایک ایسا چشمہ جاری ہو جائے جس کا پانی میٹھا ہو اور کبھی منقطع نہ ہو (۲) اَوْ تَمُوتُ لَکَ جَنَّةٌ مِّنْ اِلٰہِیٰ تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک شاندار باغ ہو جس میں پانی کی نہریں جاری ہوں (۳) اَوْ تُسْقِطَ السَّحَابُ الْبَٰرِکَیْۤ اِی ہماری سرکشی اور انکار و جود کو جوہر مومض قرآن دل شاید نشانیاں تو معجزے ہوں وہ جو فرعون کے مقابلے میں اللہ نے بھیجے اور شاید تو حکم ہوں کہ تو ریت کے سرے پر لکھے جاتے تھے وہ ہی کبیرہ گناہوں سے منع تھا۔

سوالیں جنکی حجتیں

بھی عقلی و فطری

پیش کرنا

الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جُنَّا بِكُمْ لِفِيفًا ۝۱۴۰ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝۱۴۱

زمین میں پھر جب آئے گا وعدہ آخرت کالے آئیں گے ہم تم کو سمیٹ کر اور پیچ کے ساتھ وہ انزل اور حق نزل و ما ارسلناک الا مبشر و نذیر ۱۴۱

قرآن فرقہ لتقرأ علی الناس علی فکث و نزلنہ تنزیلاً ۱۴۱

قل امنوا به او لا تؤمنوا ان الذین اوتوا العلم من قبلہ

اذا یسئل علیکم یخرون لادقان سجداً ۱۴۲

ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولاً ۱۴۳

یَبْکُونُ وَیَزِیْدُ هُمْ خُشُوعًا ۱۴۴

اِیَّاهُ تَدْعُو اَقْلَهُ السَّمَاءِ الْحُسْنٰی ۱۴۵

وَلَا تُخَافُتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۱۴۶

وَلَمْ یَكُنْ لَهُ وَلٰی مِنْ الدِّیْنِ وَکَبِّرُهُ کُبْرًا ۱۴۷

منزل

اور ہرے ہو گئے دنیا میں وہ حق کو دیکھنے کہنے اور سننے سے اندھے گونگے اور بہرے تھے آخرت میں وہ آرام و راحت دیکھنے سے محروم ہو گئے نہ راحت کی کوئی بات سنا نصیب ہو گی اور نہ ایسی بات نہ

سے کھانے کی توفیق ملی جو قبول کیجاسکے۔ لایمہرون ما یقر اعینہم ولا ینطقون ما یقبل منہم ولا یسمعون فایلد ساء معہم لما قد کانوا فی الدنیا لایستبشرون بآلات

والعبود ولا ینطقون بالحق ولا یستمعوا لایواسعوا ۱۴۵ یہ عذاب جہنم انکوائے دیباہیگا کہ انہوں نے دلائل توحید کا صاف طور سے انکار کر دیا ہے اور شرک سے باز نہیں آئے نیز وہ شروشر کا

موضع قرآن و لایج کیسا تھا تراپنی بیچ میں بدلا نہیں گیا۔ و بعضی کتاب سے مطلب فقط معنی سمجھنے ہیں اور اسکے لفظ بھی پڑھنے سے غرض ہے کہ نور و برکت اترتا ہے اسی واسطے سورتیں اور

آئیں مجد ابد رکھیں اور تمھوڑا تمھوڑا اتارا، وقت پر اس کے موافق حکم بھیجا۔ و یعنی اگلے کلام پہچاننے والے اس کو پہچانتے ہیں اور وعدہ جو تھا کہ آخر زمانے میں ایک کلام اترے گا ٹھیک پاتے

ہیں۔ و نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اس واسطے دو بار فرمایا پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب آتا ہے اور دوسری بار عاجزی۔ و رحمن نام اللہ کا عرب لوگ نہ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام

بہتر ہے ہیں اللہ وہی ایک ہے اور نماز میں بہت چلانا بھی نہیں اور بہت دبی آواز بھی نہیں بیچ کی چال پسند ہے۔ و کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت یعنی اس پر بھی ذلت ہی نہیں کہ

قرآن

توحید

مخالفہ

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

سے آسمان کو کھڑے ہو کر کے ہمارے اوپر گرا دے۔ (م) اوتناقی یا للہ و المذکک الخ یا اللہ کو اور فرشتوں کو اپنی صداقت پر گواہی دینے کیلئے آ۔ (د) اویکون لک بیت الخ یا اللہ کو ہر سوئے کا بود ۱۴۰ اوتناقی فی السعائر یا ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمانوں پر چڑھ جاوے مگر تیرے صرف آسمان پر چڑھ جانے ہی سے تجھ پر ایمان نہیں لے آئیں گے جنگ کہ تو آسمان سے ہمارے نام اللہ کی طرف سے ایک کتاب نہ لے آئے جس میں اللہ کی طرف سے ہمیں حکم دیا گیا ہو کہ ہم کو مان لیں۔ ای کتابا من اللہ تعالیٰ الی کل قبل منا کما قال اللہ تعالیٰ لربید کل امرئ منهم ان یؤتی حقیقاً فستکراً (قبطی ج ۱۰ ص ۱۰۰) اسکا جواب سورہ انعام ۱۶ میں دیا گیا ہے و کونزلنا علیک کتاباً فی قوطا سیرافین یعنی اگر انکی مرضی کے مطابق لکھی ہوئی کتاب بھی نازل کریں تو یہ پھر بھی نہیں مانیں گے اور

کہیں گے یہ تو صریح جادو ہے ۱۴۱ یہ جواب شکوہ ہے بنی اللہ تعالیٰ تو تجھ سے پاک ہے وہ یہ سائے کام کوئی قدرت رکھتا ہے مگر کسی میں اس پر چڑھ کر تیری طاقت نہیں وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرتا ہے کھل گئی اراک بشر ارسولاً اور میں تو ایک انسان ہوں اور اللہ کا رسول ہوں اور جن باتوں کا تم نے مطالبہ کیا ہے وہ سب انسانی اور بشری طاقت سے ماوراء ہیں یعنی لیس ما سألکم فی طوق لبش بل لوالد اللہ ان ینزل ما یشاء لفعلم دمظہری ج ۵ ص ۱۴۱ اسلئے مجھ میں ان کو پورا کرنے کی طاقت نہیں۔ اور پھر ان مطالبات کو پورا کرنا میرے فرائض میں داخل بھی نہیں کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی وحی کے پابند اور اسکے احکام کے بندے ہیں صرف اسی چیز کو ظاہر کر سکتے ہیں جس کو ظاہر کر نیکا اللہ نے حکم دیا ہو۔ ای انارسل کسائر الرسل بشیر و نذیر و کان الرسل لا یأتون قومہم الا بما یظہر علیہم من الاذیات غلیس

اصول الاذیات الی ماہولی للہ (مدارک ج ۲ ص ۱۴۱) یہ بھی شکوہ ہے پہلے شکوہ کے جواب میں کہا گیا کنت الا بشیرا ورسولاً تو مشرکین نے کہا ہم بشر کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے کوئی فرشتہ رسول بن کر آئے تو ہم مان لیں گے۔ قل گوکان فی الذین الخ یہ جواب شکوہ ہے اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو ہم انکی ہدایت کیلئے فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے لیکن زمین میں چونکہ انسان آباد ہیں اسلئے انکی ہدایت کیلئے لاجی لا انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجنا قرین عقل و مصلحت ہے۔ ۱۴۲ تم نہیں مانتے تو نہ مانو۔ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اسے معلوم ہے کہ میں نے اسکا پیغام من و عن تمہیں پہنچا دیا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے خض و عناد سے اسکا پیغام ٹھکرا دیا ہے وہ اپنے بندوں کے تمام اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اسکے اعمال کی جزاء و سزا دیگا۔ ۱۴۳ یہ توفیق اخروی ہے اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں اور تلاش حق کا سچا جذبہ رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہ جباریت لگائی ہے اسلئے انہیں کوئی راہ راست پر نہیں لاسکتا۔ قیامت کے دن انکو جہنم کی آگ میں منہ کے بل گھسیٹا جائیگا اور وہ اندھے گونگے

اور ہرے ہو گئے دنیا میں وہ حق کو دیکھنے کہنے اور سننے سے اندھے گونگے اور بہرے تھے آخرت میں وہ آرام و راحت دیکھنے سے محروم ہو گئے نہ راحت کی کوئی بات سنا نصیب ہو گی اور نہ ایسی بات نہ سے کھانے کی توفیق ملی جو قبول کیجاسکے۔ لایمہرون ما یقر اعینہم ولا ینطقون ما یقبل منہم ولا یسمعون فایلد ساء معہم لما قد کانوا فی الدنیا لایستبشرون بآلات والعبود ولا ینطقون بالحق ولا یستمعوا لایواسعوا ۱۴۵ یہ عذاب جہنم انکوائے دیباہیگا کہ انہوں نے دلائل توحید کا صاف طور سے انکار کر دیا ہے اور شرک سے باز نہیں آئے نیز وہ شروشر کا موضع قرآن و لایج کیسا تھا تراپنی بیچ میں بدلا نہیں گیا۔ و بعضی کتاب سے مطلب فقط معنی سمجھنے ہیں اور اسکے لفظ بھی پڑھنے سے غرض ہے کہ نور و برکت اترتا ہے اسی واسطے سورتیں اور آئیں مجد ابد رکھیں اور تمھوڑا تمھوڑا اتارا، وقت پر اس کے موافق حکم بھیجا۔ و یعنی اگلے کلام پہچاننے والے اس کو پہچانتے ہیں اور وعدہ جو تھا کہ آخر زمانے میں ایک کلام اترے گا ٹھیک پاتے ہیں۔ و نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اس واسطے دو بار فرمایا پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب آتا ہے اور دوسری بار عاجزی۔ و رحمن نام اللہ کا عرب لوگ نہ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام بہتر ہے ہیں اللہ وہی ایک ہے اور نماز میں بہت چلانا بھی نہیں اور بہت دبی آواز بھی نہیں بیچ کی چال پسند ہے۔ و کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت یعنی اس پر بھی ذلت ہی نہیں کہ

مددگار چاہیے بادشاہوں کے یہاں میرا اس سے زبردستی ملتا ہے میں ان کی رفاقت ضرور ہوتی ہے وہاں یہ مذکور ہے نہیں۔

سُورَةُ كُفٍ

اس کے راجع جواب دے دیا۔ اور فرمایا: اور اگر وہ ان کا میں جواب نہ دے سکا۔ تو جھوٹا ہے۔
 اول اس سے یہ پوچھو۔ کہ گزشتہ زمانے میں جو چند نوجوان لاپتہ ہو گئے تھے ان کے ساتھ کیا بیٹی؟ دوم اس سے اس شخص کا حال دریافت کرو۔ جو گزشتہ زمانے
 میں زمین کے مشارق و مغارب تک پہنچا تھا۔ سوم اس سے روح کی حقیقت دریافت کرو۔ نظر اور عقبہ واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے سارا ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ
 وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور احبار یہود کے بتائے ہوئے تینوں سوال آپ کے سامنے پیش کئے۔ آپ نے فرمایا تمہارے سوالوں کا جواب میں
 کل دوں گا۔ مگر اس کے ساتھ آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ مشرکین واپس چلے گئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد اور کامل بھروسہ تھا۔ اور
 آپ کو یقین تھا۔ کہ کل تک اس بارے میں ضرور وحی سے اطلاع مل جائے گی۔ اس لئے کل کا وعدہ فرما دیا۔ مگر متواتر پندرہ دن تک وحی نازل نہ ہوئی۔ جس
 سے آپ کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ اور مشرکین کے غلط پروپیگنڈے اور ان کی بیہودہ باتوں سے آپ کو سخت اذیت پہنچی۔ آخر پندرہ یوم کے بعد سورہ کہف
 نازل ہوئی۔ جس میں مشرکین کے سوالوں کا جواب مذکور ہے اور ساتھ ہی ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وعدہ کے ساتھ "انشاء اللہ" نہ کہنے پر تنبیہ
 فرمائی۔ من القرطبی باختصار۔

دوسرا ربط :- مشرکین مسئلہ توحید کا انکار کرنے کے ساتھ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو مطالبے بھی پیش کرتے تھے۔ اول فَاِتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی جس عذاب کی ہمیں دھمکی دیتا ہے۔ اگر سچا ہے۔ تو وہ عذاب ہم پر لے آ۔ اُن کا دوسرا مطالبہ یہ تھا۔ کہ اپنی صداقت کی کوئی نشانی یا معجزہ ہمیں دکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قول نقل فرمایا ہے وَقَالُوا لَوْ لَا یَاۤئِیۡنَا بِآیٰتٍ مِّنْ سَیِّدِنَا اِنْ كُنَّا فِیۡ شَکٍّ مِّنْ مَا نُبَدِّعُ لَآ اَنۡفُسُکَآ اِلٰہًا اِلَّا مَا نَشَآءُ اَلۡفَصۡلُ اَلۡاٰیۡتُ لَاۤ اِۡلَٰہَ اِلَّا اَنۡتَ اِنۡ شِئۡتَ اَنۡ تَنۡزِلَ عَلَیۡنَا مَنۡرًا مِّنَ السَّمَآءِ فَاِذَا فُجِیۡتَ بِاٰیٰتِنَا قُلۡ اِنِّیۡۤ اِنۡ شِئۡتُ لَآ اُبَدِّعُ شَیۡءًا وَّلَٰیۡ اِنِّیۡۤ اِنۡ شِئۡتُ لَآ اُتٰیۡکُمۡ بِاٰیٰتٍ مِّنۡ سَیِّدِیۡکُمۡ اَلۡفَصۡلُ اَلۡاٰیۡتُ اَلۡاٰیۡتُ لَاۤ اِۡلَٰہَ اِلَّا اَنۡتَ اِنۡ شِئۡتَ اَنۡ تَنۡزِلَ عَلَیۡنَا مَنۡرًا مِّنَ السَّمَآءِ فَاِذَا فُجِیۡتَ بِاٰیٰتِنَا قُلۡ اِنِّیۡۤ اِنۡ شِئۡتُ لَآ اُبَدِّعُ شَیۡءًا وَّلَٰیۡ اِنِّیۡۤ اِنۡ شِئۡتُ لَآ اُتٰیۡکُمۡ بِاٰیٰتٍ مِّنۡ سَیِّدِیۡکُمۡ اَلۡفَصۡلُ اَلۡاٰیۡتُ اَلۡاٰیۡتُ لَاۤ اِۡلَٰہَ اِلَّا اَنۡتَ اِنۡ شِئۡتَ اَنۡ تَنۡزِلَ عَلَیۡنَا مَنۡرًا مِّنَ السَّمَآءِ فَاِذَا فُجِیۡتَ بِاٰیٰتِنَا قُلۡ اِنِّیۡۤ اِنۡ شِئۡتُ لَآ اُبَدِّعُ شَیۡءًا وَّلَٰیۡ اِنِّیۡۤ اِنۡ شِئۡتُ لَآ اُتٰیۡکُمۡ بِاٰیٰتٍ مِّنۡ سَیِّدِیۡکُمۡ اَلۡفَصۡلُ اَلۡاٰیۡتُ اَلۡاٰیۡتُ لَاۤ اِۡلَٰہَ اِلَّا اَنۡتَ اِنۡ شِئۡتَ اَنۡ تَنۡزِلَ عَلَیۡنَا مَنۡرًا مِّنَ السَّمَآءِ فَاِذَا فُجِیۡتَ بِاٰیٰتِنَا قُلۡ اِنِّیۡۤ اِنۡ شِئۡتُ لَآ اُبَدِّعُ شَیۡءًا وَّلَٰیۡ اِنِّیۡۤ اِنۡ شِئۡتُ لَآ اُتٰیۡکُمۡ بِاٰیٰتٍ مِّنۡ سَیِّدِیۡکُمۡ

پھر مشرکین مکہ کے دوسرے مطالبہ کے جواب میں سورہ بنی اسرائیل کی ابتدا میں فرمایا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی یہ تو میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا آسمانی نشان بھی دیکھ لو۔ میں نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے تھوڑے

تیسرا رابطہ :- جس مسئلہ توحید کو سورہ نحل کی ابتداء میں رُوح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کے آخر میں اسی کو ایک دوسرے عنوان سے بیان کیا گیا۔ فرمایا۔ قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَدْعُوا الرِّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُونَ فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت سی اعلیٰ صفیں ہیں۔ تم اس کو خواہ کسی صفت سے پکارو۔ تمہیں اختیار ہے مگر پکارو صرف اسی ہی کو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَمْ يَخْجِدُ وَلَكِنَّهُ مَا قَبْلُ پر متفرع ہے اور اس کے لئے بمنزلہ دلیل ہے۔ یعنی تمام صفات کار سازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں۔ جس کا کوئی نائب اور شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے۔ پھر سورہ کہف کے شروع میں فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَنْشَأَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَكَمْ يَجْعَلُ لِّلْعَوٰجِ اَسْمًا مِّنْ اَسْمَائِہِ الْعَرَبِ وَمَا يُغْنِي عَنْهُمْ كِتَابُہٗمْ وَلَا بَعۡزٌ مِّنْ اٰمِنٍ۔ یعنی تمام صفات کار سازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔ اس کے مابعد اس دعویٰ کے دلائل مذکور ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل فرمائی۔ جس میں کوئی گچی نہیں اور جس سے منکرین کے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جاتے ہیں یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال علم کی دلیل ہے۔ ۲۔ اس کے بعد کتاب (قرآن) نازل کرنے کی حکمت اور علت بیان فرمائی۔ یعنی نہ ماننے والوں کو آخرت کے عذاب شدید و دُرّانا اور ماننے والوں کو آخرت کی نعمتِ مقیم کی خوشخبری سنانا یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔

قرآن نازل کرنے کی غرض بیان کرتے وقت پہلی شق کو اس طرح ذکر کیا۔ لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا اور دوسری شق کو اس طرح ذکر فرمایا۔ وَبَشِيرٍ
لِّلْمُؤْمِنِينَ پہلی شق میں عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر منکرین کا ذکر نہیں کیا گیا جن کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور دوسری شق میں مؤمنین کا ذکر بھی کیا گیا۔ جن
کو خوشخبری دی گئی ہے۔ اور ان نعمتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جو ان کو ملیں گی۔ اس سورت میں چونکہ ان منکرین کے شبہات کا ازالہ مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے
ولد اور نائب تجویز کرتے تھے۔ اس لئے بعد عہد کی وجہ سے وَنُذِرَ کا اعادہ کر کے تفصیل سے منکرین کا ذکر کیا۔ اَلَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا یعنی یہ سورت ان
منکرین کو عذاب شدید سے خبردار کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے۔ جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے ولد اور نائب سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اس قول باطل کی
قباحت بیان فرمائی۔ اور پھر پوری سورت میں ان کے چار شبہات کا جواب دیا۔ سورہ مریم بھی سورہ کہف ہی کا تتمہ ہے۔ اور اس میں بھی انہی منکرین کے بقیہ
شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس لئے سورہ مریم کے آخر میں ان کے مذکورہ بالا دعویٰ کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ
شَيْئًا اَدًّا (مریم ۶۴) اور آخر میں سورت کا ماحصل اسی طرح بیان فرمایا۔ فَاَتَمَّ يَسْرِ لِهٰذَا اَلْمُتَّقِينَ وَنُذِرَ بِهِ قَوْمًا لَّدُنَّا سورہ
کہف کی ابتداء میں جن دو جماعتوں کو المؤمنین اور اَلَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سے تعبیر فرمایا تھا۔ سورہ مریم کے آخر میں بطور لف و نشر مرتب ان کو اَلْمُتَّقِينَ
پر ہیزگار اور شرک سے بچنے والے اور قَوْمًا لَّدُنَّا (تجملہ لو قوم) سے تعبیر فرمایا۔

خلاصہ
انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور جنات کے بارے میں مشرکین بعض الجھنوں میں مبتلا تھے۔ جن کی وجہ سے وہ ان کو عالم الغیب، مالک و محنت دار اور متصرف و کار ساز سمجھتے تھے۔ اس سوہن میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔

پہلا شبہہ :- اصحاب کہف جو سات نوجوان تھے۔ اور ریمسوں کے لڑکے تھے۔ تین سو سال سے زیادہ عرصہ تک غار میں صحیح سلامت پڑے رہے اتنے طویل عرصے میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔ یہاں تک کہ اس اثنا میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ مشرکین کو اس سے شبہہ ہوا کہ وہ اللہ کی عطا سے مافوق الاسباب قدرت و طاقت کے مالک اور متصرف تھے۔ اس لئے انہوں نے اصحاب کہف کی ندریں نیازیں دینا شروع کر دیں۔ چنانچہ وہ سات روٹیاں اصحاب کہف کے نام کی اور آٹھویں ان کے کتے کے نام کی دینے لگے۔

دوسرا شعبہ :- کچھ لوگ بعض حالات میں جنتوں سے استعانت کرتے اور ان کو پکارتے تھے۔ ان کے کام تو اللہ کے کوینی قانون کے تحت اپنے اسباب کے مطابق انجام پذیر ہو جاتے تھے۔ لیکن وہ لوگ سمجھتے کہ ان کا کام جنوں نے کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا تَشَاءُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ (جن) تیسرا شعبہ :- حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن خضر علیہ السلام غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی امور غیبیہ بیان کئے۔

چونکہ یہودیوں میں ذوالقرنین کے بارے میں مشہور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت طاقت اور قدرت دی ہوئی تھی۔ اور وہ کارساز اور متصرف تھے۔ چنانچہ وَیُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا میں چاروں شبہات کی طرف اشارہ ہے یعنی ان مشرکین کا خیال تھا کہ اصحاب کہف، جنات، حضرت خضر اور حضرت ذوالقرنین اللہ تعالیٰ کے نائب متصرف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات میں سے بہت سے اختیارات ان کے حوالے کر رکھے ہیں۔ سورہ مریم کے آخر میں انبیاء، اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں شبہات کا جواب دے کر اس کا اعادہ فرمایا وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا۔

پہلے شبہ کا جواب

پہلے آمَحَبَّتِ اَنَّا اَحْبَبُ اَلْكُفَّيْنِ — تا — اَخْطِئَ لِمَا لَيْتُوْا اَمَدًا (ع ۱) میں شبہ اولیٰ کا بالا اختصار جواب دیا گیا ہے یعنی اصحاب کھف کا واقعہ تو ہماری قدرت کے نشانات میں سے ہے اس میں اصحاب کھف کے اپنے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہیں۔ مشرک بادشاہ سے بھاگ کر انہوں نے ایک غار میں چھپ کر اپنی جان بچائی اور وہاں پہنچ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور درستی معاملہ کی دعا مانگی ہم نے غار میں انہیں مدت دراز تک سلا دیا۔ اور مدت دراز کے بعد انہیں بیدار کیا۔ یہ تمام باتیں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اصحاب کھف متصرف و کار ساز نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عاجز اور موصد بندے تھے۔

اس کے بعد حُنْ نَقْصُ عَلَيْنَا — تا — وَكَذَلِكَ اَعْتَرْنَا عَلَيْهِمْ (ع ۲) میں پہلے شبہ کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد واقعہ اصحاب کھف کے کچھ متعلقات مذکور ہیں اور آخر میں اس کا ثمرہ اور چھ امور متفرعہ کا ذکر ہے۔ اس کے بعد منکرین کی اصلاح کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا۔ امر اول وَاَصْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا — تا — هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا (ع ۵) یعنی جس دنیا پر ضرور ہو کر تم اللہ کی توحید اور اس کے احکام سے منہ موڑ رہے ہو وہ فانی ہے اور تم سے پھین لی جائے گی۔ اور دنیا میں اس کی وجہ سے عذاب پاؤ گے۔ امر دوم وَاَصْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا الْحَيٰوةِ — تا — خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ اَمَلًا (ع ۶) جس دنیا پر تمہیں ناز ہے وہ نہایت ہی حقیر ہے اور اس لائق نہیں کہ اسے آخرت پر ترجیح دیک جائے۔ امر سوم وَيَوْمَ نَسْفِرُ الْحُبَالَ — تا — وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (ع ۷) جس حقیر اور فانی دنیا کو تم آخرت پر ترجیح دے رہے ہو یہی آخرت میں تمہارے عذاب کا باعث ہوگی۔

دوسرے شبہ کا جواب

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ — تا — وَلَمْ يَجِدُوْا اَعْنَهَا مَصْرِفًا (ع ۷) جو اولیاء اللہ کو متصرف و مختار سمجھ کر انہیں حاجات و مشکلات میں پکارتے ہیں۔ ان کی نذر میں منتیں دیتے اور ان کے مقابلے سے درخت اور گھاس نہیں کاٹتے۔ اس ڈر سے کہ وہ نقصان پہنچائیں گے۔ دراصل یہ لوگ جنہوں کو پکارتے ہیں۔ حالانکہ شیطان اور جنات انسان کے روز ازل سے دشمن ہیں۔ پھر وہ کس طرح دوست اور کار ساز بن سکتے ہیں۔ اس کے بعد وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ — تا — وَجَعَلْنَا لِكُلِّ مَوْعِدَةٍ اٰیًا (ع ۸) میں زجر اور تحویفیں ہیں۔

تیسرے شبہ کا جواب

وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتٰتِهٖ سَے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا اور آخر میں وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ اَمْرِیْ (ع ۱۰) سے شبہ کا جواب دیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام غیب داں اور متصرف نہیں تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا تھا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہا۔ اور اس کی تعلیم سے بتایا تھا۔

چوتھے شبہ کا جواب

وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْقُرٰنِیْنِ — تا — وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا (ع ۱۱) ذوالقرنین کو اگرچہ بقدر ضرورت ظاہری اسباب دئے گئے تھے۔ مگر مافوق الاسباب امور میں سے کسی ایک امر پر بھی اس کو قدرت نہیں دی گئی تھی۔ اور پھر ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی وہ ہر طرح سے عاجز رہا۔ مشرق میں گرمی کی وجہ سے اور مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں یا جوج مابوج کی وجہ سے۔

چاروں شبہوں کا جواب دینے کے بعد آخری رکوع کی آیتوں کو لف و نشر مرتب کے طور پر چاروں جوابوں پر متفرع کیا گیا ہے۔ اَفَحَسِبَ الْاٰذِیْنَ كَفَرُوْا — تا — لَا يَبْعُوْنَ عَنْهَا حَولًا (ع ۱۲) پہلے جواب پر بالذات اور دوسرے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے غیب داں اور کار ساز نہیں تو جنات میں یہ صفت کیونکر پائی جاسکتی ہے۔ قُلْ لَّوْكَانَ الْبَحْرُ اِلٰهًا تَسِرُے جواب پر بالذات اور چوتھے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی غیب داں ہے۔ جب اس کے سوا کوئی غیب داں نہیں تو متصرف فی الامور بھی کوئی نہیں۔ آخر میں قُلْ لَّاۤ اَسْأَلُكُمْ اِلٰهًا سَے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنے متعلق بھی اعلان فرمادیں کہ میں بھی غیب داں اور کار ساز نہیں ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور میرے پاس وحی کے ذریعے بھی مضمون بھیجا گیا ہے کہ غیب داں اور کار ساز، حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ سورت کے آخری جملے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ اِلٰہ میں پوری سورت کا خلاصہ بیان فرمایا کہ جو شخص آخرت میں لقار ربانی اور رحمت خداوندی کا امیدوار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نیک عمل کرے لیکن اس کیساتھ اللہ کی توحید کو مانے۔ اصحاب کھف، حضرت خضر، فرشتوں اور جنوں کو کار ساز سمجھ کر نہ پکارے۔ اور مشرک جلی اور خفی سے دور رہے۔

اور وہ عالم الغیب ہو۔ اس سے دعوائے مذکور کا ایک حصہ ثابت ہو گیا۔ اس کے بعد قرآن نازل کرنے کی غرض و غایت بیان فرمائی۔ یٰبَیِّنْ مَا بَأْسَ شَٰسِدِیْكَ اِنَّ قُرْآنَ اَسْ نَزَلَ کَیَا نَکَہْ مُنْکَرِیْنَ کو آخرت کے عذاب دردناک سے ڈرایا جائے اور ماننے والوں کو آخرت میں ملنے والے انعامات کی خوشخبری سنائی جائے اس سے اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت و تصرف کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دعوے کے دوسرے جزو کی دلیل ہے۔ **ہ** یہ منکرین کے لئے تحویف اخروی ہے۔ یٰبَیِّنْ مَا بَأْسَ شَٰسِدِیْكَ اِنَّہِمْ لَمِیْنَ اَنْزَلَ سَے متعلق ہے۔ قرآن مجید نازل کرنے کے یہاں دو مقصد بیان کئے گئے ہیں۔ اول تحویف و انذار دوم تبشیر پہلے یٰبَیِّنْ مَا سَے تحویف پھر یٰبَشِّرْ سَے بشارت اس کے بعد پھر وَیُنْذِرْ سَے تحویف کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے تحویف کے بیان میں مفعول (منکرین) کا ذکر نہیں کیا گیا اور عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے بشارت کے سلسلے مفعول (المؤمنین) اور اجر و ثوابوں کا ذکر ہے اس سورت میں چونکہ مقصود منکرین کے شبہات کا ازالہ ہے اس لئے بعد عبد کی وجہ سے وَیُنْذِرْ کا اعادہ کر کے منکرین کا ذکر کیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا دیا کہ وہ کون سے منکرین ہیں جن کا یہاں انذار مقصود ہے۔ اور جن کے شبہات کا ازالہ کرنا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا اَللّٰهُ وَکَدَّ اِنَّہِمْ لَمِیْنَ اَنْزَلَ سَے حوالہ تعالیٰ کے دلہ تجویز کرتے ہیں قرآن مجید میں مشرکین کے اس قول کو اتحاد و ولد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی بیٹا یعنی منبئی بنانے کے ہیں۔ عربی محاورات میں یہ ترکیب اسی مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور عزیر بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ عَلٰی اَنْ یَنْفَعَنَا اَوْ نَنْتَفِعَکَ وَ لَکَۡ اِِدْعَاصُۢمِۢمٌ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی بیٹا تجویز نہیں کرتے تھے۔ نفی اتخاذ الولد ظاہر فی التبتی (رج ۱۵ ص ۱۹) بلکہ ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں و انبیاء علیہم السلام، اولیا اور ملائکہ کرام، کو اپنے متبئی اور نائب بنایا ہوا ہے اور ان کو بعض مافوق الاسباب امور میں تصرف و اختیار دے دیا ہے، جیسا کہ باپ اپنے بیٹوں کو بعض اختیارات سونپ دیتا ہے اس طرح لفظ ولد یہاں حقیقی بیٹے کے معنوں میں نہیں بلکہ نائب متصرف کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ و منہم من اعتقد ان اللہ ہوا السید و ہوا المدبر لکنہ قد یخلص علی بعض عبیدہ لباس الشرف و التألہ و یجعلہ متصرفا فی بعض الامور الخاصۃ و یقبل شفاعتہ فی عبادہ بمنزلۃ ملک الملوک ۱ بیعت علی کل قطر ملک یقلد تدبیر تلک المملکۃ فیما عدا الامور العظام فیتلجج لسانہ ان یشہد عباد اللہ فیسویہم و غیرہم فعدل عن ذلک الی التسمیۃ ہم بناء اللہ و محبہ اللہ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱) اور کچھ مشرکین ایسے ہیں۔ جن کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے اور وہی مدبر عالم ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے بعض مقرب بندوں کو بزرگی اور الوہیت کی خلعت سے سرفراز فرما کر ان کو بعض خاص امور میں متصرف بنادیتا ہے اور دوسروں کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ دنیا کا ایک شہنشاہ ہر علاقہ پر ایک چھوٹا بادشاہ مقرر کر کے اس کا انتظام اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ باستثنائے امور عظیمہ۔ اب ان کی زبان ان مقربین کو اللہ کے بندے کہتے ہوئے لڑکھرائی ہے۔ کیونکہ اس طرح مقربین اور عوام میں کوئی فرق نہیں رہتا اس لئے وہ ان کو اللہ کے بندے کہنے کی بجائے اللہ کے بیٹے اور اللہ کے محبوب کہہ دیا کرتے ہیں۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا اللہ کے نیک بندوں کو بنا کر اللہ کے بیٹے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حقیقی بیٹے ہیں ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ اللہ کے محبوب اور اس کے پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بعض امور میں تصرف کا اختیار دے رکھا ہے۔ ۷۱ یہ ان کے قول باطل کا رد ہے بلکہ میں ضمیر مجرور ان کے قول مذکور کی طرف راجع ہے۔ یعنی ان کا قول سراسر جہالت سے ناشی ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل ہے نہ ان کے باپ دادا کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل تھی جن سے ان مشرکوں نے یہ غلط بات سیکھی اور جن کی تقلید میں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا ناپاک افترا کرنے لگے۔ و ذکر الابداع ان تلك المقالة قد اخذوها عنهم و تلقوها منهم (محدج ۶ ص ۹) اب آئے دباپ دادا، سے مراد عام ہے خواہ جسمانی ہو یا روحانی اس طرح یہ لفظ ان غلط کار عالموں اور پیروں کو بھی شامل ہو جائے گا۔ جنہوں نے انہیں اس گمراہی اور شرک کی راہ پر ڈالا۔ ولا يزال يهدى اى اسلافهم و قرطبى ج ۱ ص ۱۰۳ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۷۱ کے کبریت کلمۃ الخ کلمۃ منصوب ہے۔ اور عبودیت کی ضمیر سے تمیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب متصرف تجویز کرنا بہت سنگین بات ہے اور کفر و افترا کے اعتبار سے بہت بڑی ہے۔ تعجب ہے کہ ایسی بری اور ناپاک بات ان کی زبان پر کس طرح آئی ہے۔ اِنْ يَّقُولُوْنَ اِنَّكَ كَذِبًا يَهْجُوْهُمُ لَعَنَ اللّٰهُ اُولٰٓئِكَ كَانُوا فِيْ اَعْيُنِنَا س ۷۲ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ لَعَنَ یہاں ترحی کے لئے نہیں بلکہ اشفاق کے لئے ہے۔ کیونکہ لَعَنَ محبوب چیز کے ساتھ ترحی کے لئے ہوتا ہے اور مجذور یعنی جس سے مخاطب کو ڈرانا اور روکنا منظور ہو، کے ساتھ اظہار شفقت کے لئے یہاں دوسری شق ہے اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کے پیچھے جان مارنے سے منع فرمایا ہے (محدج ۶ ص ۹) آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔ کہیں آپ ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیں۔ اَسَفًا یہ بآخیم کا مفعول نہ ہے اور اسف کے معنی شدت غم کے ہیں۔ آپ کی خواہش تھی کہ مشرکین کفر و انکار سے باز آجائیں اور ایمان لے آئیں اور مسئلہ توحید کو مان لیں۔ مگر آپ کی امکانی کوششوں اور دعوت و تبلیغ کے انتہائی ناصحانہ اور مؤثر انداز کے باوجود کفر و انکار اور آپ کی مخالفت میں اور آگے بڑھ گئے۔ اس سے آپ کو محض ازراہ شفقت بہت زیادہ افسوس اور رنج و غم دامگیر ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ہر وقت متفکر اور غمگین رہنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کیلئے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور آپ کو تسلی دی کہ آپ نے فریضہ تبلیغ و انذار و تنشیر کا حق ادا کر دیا۔ اور میرا پیغام توحید احسن طریق سے مشرکین تک پہنچا دیا۔ اب اگر وہ ایمان نہیں لاتے۔ تو آپ اس کا غم نہ کریں۔ کیونکہ دولت ایمان سے ان کو سرفراز کرنا یہ نہ آپ کا فریضہ ہے نہ آپ کے اختیار و قدرت میں ہے المقصود ان یقال للرسول لا يعظم حزنك واسفك بسبب كفرهم فانابعتك منذ ما ومبشرا فاما تحصيل الايمان في قلوبهم فلا قدرة لك عليه والغرض تسليه الرسول صلى الله عليه وسلم عنه (کبیر ج ۵ ص ۶۷) ۷۲ اِنَّا جَعَلْنَا الْاَنْۢمَ مشرکین کیوں نہیں مانتے؟ محض اس لئے کہ ان کے پاس دولت ہے۔ باغات اور محلات ہیں۔ تو انہیں اس دنیوی شان و شوکت پر مغرور نہیں ہو جانا چاہیے۔ زمین پر تم نے جو کچھ پیدا کیا ہے۔ سونا، چاندی، زر و جواہر، حیوانات کی انواع

واقسام، سرسبز و شاداب کھیتیاں، رنگارنگ پھول اور میوے یہ سب زمین کے لئے چند روزہ زمینت ہے اور سب کچھ محض بنی آدم کی آزمائش و امتحان کے لئے پیدا کیا ہے کہ کون اس دنیوی ساز و سامان کو معرفت خالق اور ادائے حقوق شریعت کا ذریعہ بناتا ہے اور کون اس کو شہوات نفسانیہ اور اغراض فاسدہ کی تکمیل میں صرف کرتا ہے (من الروح ج ۵ ص ۱۵) حضرت شیخ نے فرمایا کہ ذیئنة میں ننوین لقیل و تحقیر کے لئے ہے۔ یعنی یہ زمینت چند روزہ اور فانی ہے۔

سبحن الذی ۱۵ ۶۵۰ الکہف ۱۸

لَنَبْلُوهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ

ما علیہا صعیداً جُرُزًا ۝۸ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ

الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِن آيَاتِنَا عَجَبًا ۝۹ إِذْ أَوَى

الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ

رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰ فَضَرْبَنَا

عَلَى أَذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝۱۱ ثُمَّ

بَعَثْنَاهُمْ لَنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا

أَمَدًا ۝۱۲ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ

إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُم هُدًى ۝۱۳

وَرَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَن نَدْعُوهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَقَدْ قُلْنَا

لَهُ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَصْبَحْنَا مِنْ دُونِ اللَّهِ

مُتَّكِئِينَ وَنَحْنُ ظَالِمُونَ ۝۱۴ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۝۱۵ وَإِن يَدْرَأَكَ

بِأَعْيُنِنَا صَبْرًا ۝۱۶ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۝۱۷ وَإِن يَدْرَأَكَ

بِأَعْيُنِنَا صَبْرًا ۝۱۸ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۝۱۹ وَإِن يَدْرَأَكَ

بِأَعْيُنِنَا صَبْرًا ۝۲۰ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۝۲۱ وَإِن يَدْرَأَكَ

بِأَعْيُنِنَا صَبْرًا ۝۲۲ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۝۲۳ وَإِن يَدْرَأَكَ

بِأَعْيُنِنَا صَبْرًا ۝۲۴ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۝۲۵ وَإِن يَدْرَأَكَ

بِأَعْيُنِنَا صَبْرًا ۝۲۶ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۝۲۷ وَإِن يَدْرَأَكَ

بِأَعْيُنِنَا صَبْرًا ۝۲۸ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

تباہ کر دیں گے۔ اور زمین بالکل صاف چٹیل میدان ہو جائے گی، اس لئے یہ بھروسے کی چیز نہیں ہے اس پر اس قدر مغرور ہونا چاہئے۔ یہاں تک تمہید ختم ہوگی اس کے بعد چار شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلے شبہ کا جواب

اللہ یہاں سے لے کر اُخْطِیْ لِمَا لَبِثُوا اَمَدًا تک پہلے شبہ کا اجمالی رد ہے۔ شبہ یہ تھا کہ اصحاب کہف عرصہ دراز تک غار میں سوئے رہے۔ اس دوران میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ یہاں تک کہ اس عرصہ میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ سورج جب غار کے سامنے آتا تو رخ بدل لیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متصرف فی الامور اور مختار تھے۔ اس بنا پر لوگوں نے ان کو کچھ ساز اور غیب داں سمجھ کر پکارنا اور ان کے نام کی ندریں نیازیں دینا شروع کر دیا چنانچہ وہ سات روٹیاں ان کے نام پر اور ایک ان کے کتے کے نام پر دیتے ہیں۔ ان آیتوں میں کئی طریقوں سے مذکورہ شبہ کا جواب دیا گیا ہے۔ اول و دوم کا نُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا۔ اَمْ حَسِبْتَ میں استفہام انکار کے لئے ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آپ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے اصحاب کہف کا واقعہ بہت ہی عجیب ہے اس لئے کہ کافروں نے اس واقعہ کو آپ کی صداقت کا معیار قرار دیا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ہماری قدرت کی بہت سی نشانیاں اس سے کہیں زیادہ عجیب ہیں۔ قال الطبری تفصیر لہ علیہ السلام علی حبانہ ان اصحاب الکہف کانا عجبا بمعنی انکار ذلک علیہ ان لا یعظم ذلک بحسب ما عظم علیک السائلون من الکفرة فان

سائر آیات اللہ اعظم من قصۃ ہم

درجہ ۶ ص ۱۱ استفہام انکار سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں تو اصحاب کہف کے قصہ سے کہیں زیادہ عجیب اور عظیم الشان ہیں نادان لوگ اسی واقعہ کو دیکھ کر اصحاب کہف کو عجب داں اور کار ساز سمجھ بیٹھے نیز اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف کا واقعہ قدرت خداوندی کی ایک نشانی تھی۔ ان کا غار میں سینکڑوں برس خیر و عافیت سے سوئے رہنا، دھوپ کا ان پر نہ پڑنا اور پھر عرصہ دراز کے بعد ان کا بیدار ہونا یہ سب کچھ محض موضع قرآن و لکھنے والوں میں ہیں کہ کوئی کتنے برس لکھتے ہیں کوئی کتنے یا وہی اصحاب کہف جاگ کر بھٹے غویز کرنے لگے کہ ہم ایک دن سوئے پڑے کہنے لگے اس سے کم و بیش یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اولیا کیا۔

اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ہوا تھا اس میں اصحاب کہف کا کوئی دخل یا اختیار نہیں تھا۔

[illegible]

اور صدمہ بڑی ہوئی بات ہوئی ہے۔ ۴۔ هُوَ لَا يَفْقَهُونَا الْخَمْرُ ہمارے قوم کے ان مشرکوں نے خود ساختہ ٹٹا کروں کو اللہ کے سوا معبود بنارکھا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی واضح ثبوت ہے۔ تو کیوں پیش نہیں کرتے۔ فَهِنَّ أَكْذِبُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا بھلا شرک جیسی بُری اور قبیح لذاتہ بات کے حق میں کیا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے جو شخص خدا کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے۔ وہ خدا پر افترا کرتا ہے۔ اور وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اصحاب کہف کے ایمان و اعتقاد کی اس تفصیل سے معلوم ہو گیا۔ کہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک و کارساز سمجھتے تھے۔ اس کی عبادت کرتے اور اسی کے نام کی نذریں دیتے۔ اور اسے ہی پکارتے تھے۔ وہ شرک اور غیر اللہ کی

الکھف ۸

۶۵۲

سجۃ الذی ۱۵

إِذَا شَطَطًا ۱۳ هُوَ لَا يَفْقَهُونَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ

بانت عقل سے دور واپس ہمارے قوم ہے بھلائے انھوں نے اللہ کے سوا

الہمة ۱۴ لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ فَمَنْ

اور معبود کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی سند کھلی پھر اس سے

أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۱۵ وَإِذْ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ

بڑا گنہگار کون جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ اور جب تم نے کنارہ کر لیا ہلا

وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوَّا لِي الْكَهْفِ يَنْشُرْكُمْ

ان سے اور جن کو وہ بدبوت ہے اللہ کے سوا تو اب جائیگو اس کھوہ میں پھیلادے تم پر

رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَهْدِي لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ

رب تمہارا کچھ اپنی رحمت سے اور ہدایت تمہارے واسطے تمہارے کام میں

مَرْفُوقًا ۱۶ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزُورُ عَن

آرام و اور تو دیکھے گا دھوپ جب نکلتی ہے پھرتی گرجاتی ہے

كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقَرَّبُ مِنْ ذَاتِ

ان کی کھوہ سے دایسے کو اور جب ڈوبتی ہے کتر گرجاتی ہے

الشَّمَالِ وَهُمْ فِي فُجُوءٍ مِنْهُ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ

ان سے بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں اس کے یہ ہے اللہ کی قدرتوں سے جس کو

يَهْدِي اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضِلْ فَلَنْ تَجِدَهُ

راہ دہوے اللہ وہی آئے راہ پر چلے اور جس کو وہ بھلائے پھر تو نہ پائے اس کا

وَلَبِئْسَ مَرْشِدًا ۱۷ وَتَحْسَبُهُمْ آيَاتًا وَهُمْ رُقُودٌ

کوئی رفیق راہ پر لانے والا نہ ملے اور تو سمجھے وہ جاگتے ہیں شاہ اور وہ سو رہے ہیں

وَنَقْلَهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشَّمَالِ ۱۸ وَكَلْبُهُمْ

اور کروٹیں دلاتے ہیں ہم ان کو دایسے اور بائیں اور گٹان کا

منزل ۴

عبادت اور پکار سے سخت بیزار تھے۔ وہ اپنے اس ایمان پر اتنے مضبوط تھے۔ کہ ایک ظالم و جاہر بادشاہ کے سامنے بھی انہوں نے اس کا اعلان کر دیا۔ بھلا جن کا اپنا یہ حال ہو پھر ان کی عبادت کرنا۔ ان کو پکارنا اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دینا۔ اس حماقت اور عقل کے خلاف ہے۔ ۱۴۔ یہ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ ۱۴ کی تفصیل ہے اصحاب کہف کے رئیس یحییٰ یا مسلمینا نے ان سے کہا۔ جب تم ان مشرکوں سے اور ان کے ان ٹٹا کروں کی علیحدہ ہو جاؤ۔ جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں تو کسی غار میں گھس جاؤ۔ ہو من قول رَبِّكُمْ يَسْلُخُنَا فِيهَا ذُرَابُ عَطِيَّةٍ وَقَالَ الْغَرَضُی رَبِّكُمْ مَكْسِلُنَا ذُرَابُ ج. ۱۴ ینشروکم ربکم من رحمته یہ رَبَّنَا آیتنا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً سے متعلق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت پھیلادے گا۔ اور تمہارے اس کام میں آرام اور آسانی کا سامان ہم پہنچا دے گا۔ جُزْفًا مفعلاً کے وزن پر مصدر ہے۔ جس کے معنی رفق اور آسانی کے ہیں۔ قال ابو زید ہو مصدر کا لرفق علی مفعول راجع ہے۔ ۱۵۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف خود باطل معبودوں اور ان کے پوجاریوں کے پاس سے بھاگنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں مگر اس کے باوجود موضع قرآن ۱۶۔ ایک شہر کا بادشاہ مفاظ ظالم جو اس موضع قرآن کے نبیوں کو نہ پوجتا اس کو عذاب سے مارتا یا بت پہناتا۔ یہ کئی جوان اس کے نوکروں کے بیٹے تھے۔ کوئی نان بائی کا کوئی بادچی کا اسی طرح کسی نے ان کی چٹائی کی اس نے رو بہ بلا کر پوچھا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان کے دل پر گرد دی۔ یعنی ثابت رکھا اپنی بات صاف کہہ دی۔ اس وقت بادشاہ نے موقوف رکھا کہ اور شہر سے پھر کراؤں تو ان سے بت پوچھا قبول کراؤں۔ یا عذاب کر دیا وہ گیا اور شہر کو یہ چھپ کر نکل گئے ۱۷۔ اس شہر سے نکل کر پاس ایک پہاڑ میں کھوہ تھی آپس میں مشورہ کر کے وہاں جا بیٹھے۔ ہیند فالبی سو گئے کسی کو معلوم نہ ہوا تب سے اب تک سوتے ہیں ۱۸۔ ایک بار اللہ نے جگایا تھا جس سے لوگوں پر خبر پھیل پھر سورہ ۱۷۔ حق تعالیٰ کی قدرت سے نہ اس مکان میں ان پر چھو پ آئے نہ مینہ نہ برف اور کھلی جگہ ہے تنگ اور خفیہ نہیں۔

۱۴۔ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ

۱۷۔ ۱۸۔

فتح الرحمن ۱۔ مترجم کو یہ بخاطر فاتر می رسد کہ دیوار جنوبی کہف آنقدر بلند است کہ سایہ صلی اور در تمام سال محل طغتن ایشانیامی پوشاند و دیوار شرقی و غربی آن متصل دیوار جنوبی بلند چند ارتفاع زیادہ گردد و بلند دیوار شرقی از وصول ضور بایشان مانع آید از جانب راست مستقل شود و بجانب سر کہ بہت شمال است در وقت استواء بجز سایہ صلی دیوار جنوبی نمی ماند و چون آفتاب مائل بخسروب شود ضور آفتاب بر دیوار شرقی افتد و آہستہ آہستہ بر سر دیوار مرتفع گردد و آن جانب چپ ایشانست واللہ اعلم ۱۲۔

نادان لوگوں نے ان کو عبود بنا رکھا ہے اور پھر اصحاب کہف وہاں سے بھاگ کر غار میں پناہ لینے کی ٹھان چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق اور آرام و کشائش کے امیدوار اور متمنی ہیں۔ جس سے ان کی اپنی عاجزی، درماندگی اور حاجت مندی ظاہر ہو رہی ہے تو جو خود محتاج اور عاجز و لاچار ہو۔ وہ دوسروں کا حاجت روا اور کارساز کس طرح بن سکتا ہے۔ ۱۷ یہاں سے لے کر ذلک من ایست اللہ تک کا مَوَاقِف کی تفصیل ہے۔ وَتَرَىٰ مِنْهُ سَبْعَ مَخَاطِبٍ سے ہے تَزَوُّدُ اصل میں تَزَوُّدًا لِمَنْفَعَةٍ ایک تا تخفیفاً حذف کر دی گئی تَزَوُّدُ ای تَسْمِيلُ ایک طرف ہوجاتا ہے تَقَرُّضُهُمْ آي تَعَدُّلُ عَنْهُمْ یعنی غار کے دھانے سے کترا کر گذرتا ہے فَجَوَّعَ اِی متسع من الکھف غار کے اندر فراخ جگہ۔ دونوں جملوں کا حاصل یہ ہے کہ غار کچھ اس طرح واقع تھا کہ غار کے اندر سونے والوں پر دن کے کسی وقت بھی دھوپ نہیں پڑ سکتی، مگر تازہ ہوا ہر وقت پہنچ سکتی تھی۔ تو غار میں عرصہ دراز تک سوئے رہنا اور ہر قسم کی تکلیف اور گزند سے محفوظ رہنا۔ یہاں تک کہ اس اثنا میں ان پر سورج کی کرن تک نہیں پڑی اس میں اصحاب کہف کی قدرت اور ان کے اختیار و تصرف کو کوئی دخل نہیں تھا۔ بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا اور یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات ہیں۔ ۱۸ اللہ تعالیٰ نے تو توحید کے دلائل واضح فرما دیئے ہیں۔ اب ہدایت اور ایمان کی توفیق صرف اسی کو ملے گی جو طلب صادق سے راہ ہدایت کا متلاشی ہوگا۔ اور جو جان بوجھ کر عناد و کراہی اختیار کرے گا۔ اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ۱۹ یہ فَضَرَبْنَا عَلَیْہِ اِذْ اَرٰہُمْ اِلٰہٌ سے متعلق ہے اس آیت میں اصحاب کہف کے غار میں سونے کی کیفیت اور غار کے اندر وہی ہیبتناک منظر کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ جب وہ غار میں سو رہے تھے۔ اس وقت اگر ان کو کوئی دیکھتا، تو نیند کا ظاہری آثار نہ پا کر ان کو بیدار سمجھ لیتا۔ حالانکہ ان پر نیند طاری ہو چکی تھی۔ اور اگر کوئی شخص غار میں ان پر جھانکتا تو ان کے رعب و جلال کی تاب نہ لا کر اٹھے پاؤں بھاگ کھڑا ہوتا جب وہ سو رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کی گردنیں بدلتا رہا تاکہ بدن کے تمام حصوں کو تازہ ہوا لگتی رہے اور وہ گزند سے محفوظ رہیں۔ مگر اس دوران میں اصحاب کہف کا اپنا حال یہ تھا کہ وہ اپنے حال و ماحول سے بالکل بے خبر اور دنیا و مافیہا سے کلیتہً غافل پڑے تھے۔ تو وہ کس طرح معبود بننے اور عبادت و پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔ ۲۰ یہ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ اِلٰہٌ کی

الکھف ۱۸

۶۵۳

سبھن الذی ۱۵

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بآل التاء بعد الباء من النصف الاول واللام الشاذیہ من النصف الاخير ۱۲

مکان بیان کے لئے ہے

بَاسِطُ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَ كُنْتَ مِنْهُمْ رَعبًا ۱۸ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوْا بَيْنَهُمْ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضُ يَوْمٍ اَنۡ بَدَا رَبُّكُمْ اَلَمْ يَكُنْ بِكُمۡ بَآلِغٌ فَابْعَثُوا اٰحَدَكُمْ بِوَرۡقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرِ اَيُّهَا اَزَكٰۤى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزۡقٍ مِّنْہٗ وَلْيَكَلِّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۱۹ اِنَّہُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَیْکُمْ يَرۡجِسُوْکُمْ اَوْ يُعَيِّدُوْکُمْ فِیۡ مِلَّةِہُمْ وَلٰ تُلَاحِظُوْا اِذَا اَبَدًا ۲۰ وَكَذٰلِكَ اَعۡزٰنَا عَلَیْہُمْ لِيَعْلَمُوْا اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَیۡبَ فِیْہَا ۚ

منزل ۴

تفصیل ہے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ذلک میں کان تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی اس قدر طویل عرصہ کے بعد یوں ہم نے ان کو بیدار کیا۔ یہ ہماری قدرت کا کمال تھا اس میں ان کے اختیار و تصرف کا دخل نہیں تھا۔ لِيَتَسَاءَلُوْا میں لام بَعَثْنَا سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے ان کو عرصہ دراز کے بعد بیدار کیا تاکہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ انہیں سوئے ہوئے کتنی مدت ہوئی۔ چنانچہ جب وہ بیدار ہوئے۔ تو دیکھیں بولا کَمْ لَبِثْتُمْ ہاتھوں نے کہا اللہ ہی بہتر موضع قرآن و کہتے ہیں سوتے ہیں ان کی آنکھیں کھلی ہیں اس سے کوئی جانتے جانتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس مکان میں دہشت رکھی ہے لوگ تماشہ نہ کریں کہ وہ بے آرام ہوں گے کیسا تھک ایک کتابی لگ لیا تھا وہ بھی زندہ رہ گیا اگرچہ کتنا رکھا ہوا ہے۔ لیکن لاکھ میں ایک بھلا بھی ہے و سینکڑوں برس رہنا انکو ایک دن معلوم ہوا مرہ اور سوتا ہوا ہے۔ فتح الرحمن ۱۷ چنانچہ حفظن ایشانرا نشانہ ساقیتم ۱۲۔

جاتا ہے۔ تم کتنا عرصہ سوئے ہو۔ اس سوال و جواب سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف اپنی مدت خواب کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں جانتے تھے۔ جب ان کے اپنے حالات کے بارے میں ان کی لاعلمی کا یہ حال تھا تو وہ دوسروں کی پکاریں اور فریادیں کیونکر سن سکتے تھے۔

فلمتہ:۔ خبر الامۃ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اصحاب کہف سات نفر تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ كَمْ كُنْتُمْ سَمِعْتُمْ مَعَهُ قَالَ لَا يَسْتَأْذِنُ اس سے پتہ چلا۔ جنہوں نے پہلا جواب دیا تھا۔ وہ کم از کم تین تھے۔ کیونکہ قَالُوا جَمْع ہے اور عرفی جمع کا اقل رتبہ تین ہے قَالُوا اَرْبَعَةً اَعْلَمُ یہاں بھی قَالُوا جمع ہے اس سے معلوم ہوا کہ دوسرا جواب دینے والے بھی کم از کم تین تھے۔ اس طرح کل سات ہوئے۔ مدارک ج ۲ ص ۲۷۱۔ ۲۷۲ یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ ماقبل سے اصحاب کہف کے غیب والے ہونے کی نفی کی گئی۔ یہاں اس کے ساتھ ان کے مختار و منصرف ہونے کی نفی بھی کی گئی ہے۔ بیدار سو کر انہوں نے ایک ساتھی کو شہر میں کھانا خرید کر لانے کے لئے بھیجا۔ معلوم ہوا۔ وہ تو خود کھانے پینے کے محتاج ہیں دوسروں کی کیا حاجت برآری کریں گے۔ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَا اَرْبَعَةُ طَعَامًا انہوں نے اپنے ساتھی کو ہدایت کی کہ کھانا دیکھ بھال کر خریدے نہیں کسی مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ لے آئے کیونکہ وہ اپنے طواغیت کے نام پر جانوروں

سبحن الذی ۱۵ ۶۵۴ الکہف ۱۸

اِذِيتَنَّا زَعُونَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا

جب جھگڑ رہے تھے آپس میں اپنی بات پر پھر کہنے لگے بناؤ

عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ

ان پر ایک عمارت و ان کا رب خوب جانتا ہے ان کا حال بولے وہ لوگ

غَلَبُوا عَلٰی اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ۲۱

جن کا کام غالب تھا ہم بنائیں گے ان کی جگہ پر عبادت خانہ و

سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ

اب یہی کہیں گے وہ تین ہیں کتا چوتھا ان کا کتا اور یہ بھی کہیں گے

خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجَا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ

وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بدول نشانہ دیکھ پھر چلانا اور یہ بھی کہیں گے

سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي اَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ

وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے ان کی گنتی

مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيلٌ ۚ فَلَا تَحْزَنْ فِيهِمْ اِلَّا مَرَاۤءَ

ان کی خبر نہیں رکھتے مگر پھوڑے لوگ سموت جھگڑا ان کی بات میں نہ مگر سرسری

ظَاهِرًا ۚ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۲۲ وَلَا

جھگڑا اور مت تحقیق کر ان کا حال ان میں کسی سے نہ اور نہ

تَقُولَنَّ لِشَاۤءٍ اِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۲۳ اِلَّا اَنْ

کہنا کسی کام کو کہ میں یہ کر دوں گا کل کو مگر یہ کہ

يَشَاءَ اللّٰهُ ۚ وَ اذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ

اللہ چاہے و اور یاد کرے اپنے رب کو جب بھول جائے و اور کہہ امید ہے

اَنْ يَّهْدِيَنِي رَبِّيۚ لَا قَرْبَ مِنْ هٰذَا رَشْدًا ۲۴

کہ میرا رب مجھ کو گھملائے اس سے زیادہ نزدیک راہ نیکی کی و

منزل ۴

پاس مکان زیارت تبادیا وہ نصاری تھے اصحاب کہف سب لوگوں کو رخصت کر کر پھر سو گئے۔ واصل یعنی ان باتوں میں جھگڑنا کچھ حاصل نہیں رکھتا۔ ابن عباس نے کہا کہ وہ سات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو باتوں کو نشانہ کہا۔ اور اس کو نہیں کہا۔ واصل اصحاب کہف کا قصہ تاریخ کی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا ہر کسی کو خبر کہاں ہو سکتی، کافروں نے یہود کے سکھانے سے حضرت کو پوچھا آزمائے کو حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتا دوں گا، اس بھروسے پر کہ جبرئیل آویں گے تو پوچھ دوں گا جبرئیل نے آئے اٹھا رہہ دن تک۔ حضرت نہایت غمگین ہوئے آخر یہ قصہ لے کر آئے اور پیچھے یہ نصیحت کہ اگلی بات وعدہ نہ کرے بغیر انشاء اللہ، اگر ایک وقت بھول جاوے تو پھر یاد کر کر کہہ لیوے اور فرمایا کہ امید رکھ تیرا درجہ اللہ اس سے زیادہ کرے یعنی کبھی نہ بھولے۔

فتح الرحمن واصل یعنی بگوی خواہم کرد انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ واصل یعنی باز متنبہ نشوی ۱۲۔

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا

اور مدت گزری ان پہ اپنی کھو میں تھے تین سو برس اور ان کے اوپر

تِسْعًا ۲۵ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۚ لَهُ غَيْبُ

نو تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت ان پر گزری اسی کے پاس ہے چھپے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ

اس آسمان اور زمین کے کیا عجب دیکھتا اور سنتا ہے کوئی نہیں

مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا يَشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدٌ ۲۶

بندوں پر اس کے سوائے مختار ہے اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو

وَأَسْأَلُ مَا أَوْحَى إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا

اور پڑھ جو وحی ہوئی ہے تجھ کو تیرے رب کی کتاب سے کوئی

مَبْدَلٍ لِكَلِمَةٍ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۲۷

بدلنے والا نہیں اس کی باتیں ہے اور کہیں نہ پائے گا تو اس کے سولے چھینے کو جگہ

وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو

بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَتَىٰ يَئِيسِرُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ

صبح اور شام طالب ہیں اس کی رضا کے اور نہ دوڑیں

عَيْنَكَ عَنْهُمْ ۚ تَرْيَدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ

بہری آنکھیں ان کو پھوڑ کر تلاش میں رولق زندگانی ہے دنیا کی

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ

اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا

هُوْبَهُ وَكَانَ أَمْرًا فَرَطًا ۲۸ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ

اپنی خوشی کے اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا اور کہہ سچی بات ہے

منزل ۴

کو زندہ کرتے تھے۔ عن ابن عباس فی قوله اذکے طعاما قال احل ذبیحۃ وکانوا یذبحون للطواغیت (الدر المنثور ج ۴ ص ۲۱۶) اصحاب کہف غیر اللہ کے ذبیحوں سے دور بھاگتے تھے۔ تو وہ اپنے لئے کس طرح نذریں نیازیں پسند کر سکتے تھے۔ اسی طرح اگر بازار میں جانے والا نوجوان غیب داں ہوتا تو بھیجنے والوں کو یہ اندیشہ کبھی نہ ہوتا کہ وہ حرام گوشت خرید لائے گا۔ وَلَیْتَ لَکَظْفٌ وَلَا یَشْعُرَنَّ بِکُمْ أَحَدٌ اسے یہ بھی ہدایت کی کہ وہ خرید و فروخت میں دوکاندار سے نرمی کا برتاؤ کرے کہیں بھگڑے کی صورت پیدا ہو کر ہمارا راز منکشف نہ ہو جائے۔ اگر خدا خواستہ اس کا راز فاش ہو جائے تو وہ دوسروں کا حال کسی کو نہ بتائے۔

اِنَّهُمْ اِنْ یُظْهَرُوْا عَلَیْکُمْ یہاں ان کی تعلیم ہے کیونکہ اگر لوگوں کو تمہارا علم ہو گیا۔ تو وہ تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔ یا پھر تمہیں دوبارہ اپنے دین شرک میں لوٹالیں گے۔ اصحاب کہف کا یہ خوف دہرا اس ان کے غریبی واضح دلیل ہے۔ اس لئے وہ کار ساز بننے کے لائق نہیں ہیں۔ ۲۵ یہاں بھی کافی بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی ہم نے اس زمانہ میں اصحاب کہف پر

قرب و جوار کے لوگوں کو مطلع کیا۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ اس کی آمد میں کوئی شک نہیں جس وقت اصحاب کہف بیدار ہوئے۔ اس زمانے کے لوگ ایک مسئلہ پر دو فریق ہو چکے تھے۔ اس وقت کا بادشاہ مومن و موحّد تھا۔ وہ اور اسکے طرف دار کہتے تھے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ لیکن مشرکین قیامت کے منکر تھے۔ اصحاب کہف کے سینکڑوں برس سونے کے بعد بیدار ہونے کا واقعہ پیش آ گیا۔ جس سے بادشاہ اور

اس کے ہم خیال لوگ بہت خوش ہوئے کیونکہ انہیں اپنے دعوئے پر ایک دلیل مشاہدہ ہاتھ آ گئی۔ اس سے ایک طرف ان کے اپنے ایمان و یقین میں قوت اور مضبوطی پیدا ہو گئی۔ دوسری طرف انہوں نے مشرکین کو جواب کر دیا۔ ۲۲ یہ آیت اصحاب کہف کے دوبارہ غار میں واپس جا کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جانے کے بعد سے متعلق ہے۔ قرآن مجید چونکہ قصوں کو محض قصوں کی حیثیت سے ذکر نہیں کرتا بلکہ استشہاد کے لئے ذکر کرتا ہے اس لئے قرآن کا دستور یہ ہے کہ وہ قصوں کے اصل مسئلہ سے غیر متعلق حصوں کو حذف کر دینا ہے۔ چنانچہ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں چلے گئے تو اس کے بعد ان پر کیا گزری قرآن نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں پہنچ کر عبادت اور یاد الہی میں مصروف ہو گئے۔

تو لوگوں میں ان کے غار پر یادگار تعمیر کرنے کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ کہ کس قسم کی عمارت بنائی جائے اور کس طرح ان کی یادگار قائم کی جائے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر لوگوں میں دو رائیں ہو گئیں مشرکین کہنے لگے کہ اصحاب کہف چونکہ ابتداء میں ہمارے مذہب پر تھے اس لئے ہم اس غار پر ان کا مندر یا ان کی یادگاری سرائے بنائیں گے۔ ان الکفار قالوا انہم کانوا علی دیننا فنحنذ علیہم بنیاناً (کبیر ج ۵ ص ۵) وروی ان طائفۃ کافرة قالت نبی بیعتہ او مضیفاً (قرطبی ج ۱ ص ۱۰۷) مگر مسلمانوں نے جواب دینے میں غالب ہوئے تھے۔ کہا کہ ہم تو غار پر مسجد بنا کر اس میں اللہ کی عبادت کریں گے۔ اصحاب کہف سے اور ان کی جگہ

موضع قرآن ص ۱۰۷) مگر مسلمانوں نے جواب دینے میں غالب ہوئے تھے۔ کہا کہ ہم تو غار پر مسجد بنا کر اس میں اللہ کی عبادت کریں گے۔ اصحاب کہف سے اور ان کی جگہ

موضع قرآن ص ۱۰۷) مگر مسلمانوں نے جواب دینے میں غالب ہوئے تھے۔ کہا کہ ہم تو غار پر مسجد بنا کر اس میں اللہ کی عبادت کریں گے۔ اصحاب کہف سے اور ان کی جگہ

سے تبرک حاصل کریں گے اور اس کے ذریعے سے ان کے آثار و نشانات کی یادگار قائم کریں گے۔ یصلی فیہ المسلمون ویتبرکون بہم (مظہری ج ۲ ص ۲۷) یصلی فیہ المسلمون ویتبرکون بہم (مدارک ج ۳ ص ۳) لنتخذن علیہم مسجداً نعبد اللہ فیہ ونستبقی آثار اصحاب لکھف بسبیل المجد (کبیر ج ۵ ص ۵) رفتہ رفتہ نوربت یہاں تک پہنچی کہ وہاں شرک ہونے لگا۔ لوگوں نے اصحاب کھف کی عبادت و پوجا شروع کر دی۔ ان کے نام کی نذرین سنتیں دینے لگے۔ اور ان کو متصرف و کار ساز سمجھ کر غائبانہ پکارنے لگے۔ ۵۲۳ اس سے مراد اس وقت کے مسلمان ہیں۔ ای من المسلمین و ملکھم (مدارک) ۵۲۴ اس استقبال کے لئے ہے اور یقولون کی ہمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر یہودی طرف راجع ہے اس سے اصحاب کھف کی تعداد میں علماء یہود کے اختلاف کا ذکر مقصود ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ جس واقعہ کو انہوں نے بطور امتحان پیش کیا ہے اس کی پوری حقیقت سے وہ خود بھی آگاہ نہیں ہیں۔ الضمیر فیہ وفي الفعلین بعدہ کما اختارہ ابن عطیة وبعض المحققین للیہود المعاصرین لہ صلے اللہ علیہ وسلم الخاضعین فی قصة اصحاب الکھف (روح ج ۵ ص ۵) یعنی جب آپ اصحاب کھف کا واقعہ بیان کریں گے۔ تو یہود کے بعض علماء ان کی تعداد کتنے کے علاوہ تین بتائیں گے۔ ۵۲۵ یہ سیقولون پر معطوف ہے۔ اور بعض ان میں سے اصحاب کھف کی تعداد کتنے کے علاوہ پانچ بتائیں گے۔ دجماً یا لَغِیْبٍ لیکن یہ سب اندھیرے کے تیر ہیں صحیح بات کا ان میں سے کسی کو علم نہیں۔ وَ یَقُولُونَ سَبْعَةَ اَلْمِ اور کچھ لوگ ان کی تعداد کتنے کے علاوہ سات بتائیں گے۔ اس یقولون کا فاعل یا تو علماء یہودی کی ایک جماعت ہے۔ یا اس سے مراد مسلمان ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع سے مسلمان یہ تعداد بتائیں گے۔ قَدْ رَجَّیْ اَعْلَمُ بَعْدَ تَرْتُمُ آپ فرمادیجئے۔ ان کی صحیح صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے مَا یَعْلَمُہُمْ اِلَّا قَلِیلٌ ان کی صحیح صحیح گنتی کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ میں بھی ان قلیل میں سے ہوں، جو ان کی صحیح صحیح تعداد جانتے ہیں وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کتا تھا۔ قال (ابن عباس) حین وقعت الواو انقطعت الحدیۃ ای لم یبق بعدھا عدد عاد یلتفت الیہا وثبت اثمہم سبعة وثامنہم کلہم علی القطع والبتات (روح ج ۵ ص ۵) تیسرے قول کی صحت کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ پہلے دونوں اقوال کے بعد دجماً بالغیب فرمایا۔ اور تیسرا قول اس کے بعد ذکر فرمایا۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے دونوں قول اندھیرے کے تیر ہیں اور محض ظن و تخمین پر مبنی ہیں۔ اور تیسرا قول یقینی اور شک و شبہ سے بالآخر ہے۔ (کبیر ج ۵ ص ۵) ۵۲۶ آپ اصحاب کھف کی تعداد اور ان کے واقعہ کی بابت اہل کتاب سے سرسری بحث کے سوا زیادہ بحث و تمحیص نہ کریں۔ بس صرف وحی کے مطابق پورا واقعہ بیان فرما دیں۔ اور اس سے خود بخود غلط اقوال کی تردید ہو جائے گی۔ وَلَا تَسْتَفْتِ فِیْہُمْ اَلْمِ اور اصحاب کھف کے بارے میں اہل کتاب سے کسی قسم کا سوال نہ کریں کیونکہ وحی کے ذریعے ہم نے ان سے متعلق تمام ضروری باتیں بیان کر دی ہیں۔ ۵۲۷ یہ جملہ معترضہ ہے ہر داعظ اور ناصح حکیم کا یہ طریقہ ہے۔ کہ اگر وعظ کے دوران میں وعظ کے کسی حصہ پر کوئی ایسی ضروری بات منفرع ہو سکے جو سامعین سے متعلق ہو۔ تو وہ سلسلہ وعظ کو بند کر کے سامعین کو اس ضروری بات کی طرف منوجہ کرتا ہے تاکہ اسے خوب یاد رکھ لیا جائے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ اصحاب کھف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا کہ جو کام آپ کو کل کے دن کرنا ہو۔ اسے آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے متعلق فرمادیا کریں۔ اور اس کے ساتھ انشاء اللہ ضرور کہا کریں۔ چونکہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھول ہو گئی تھی۔ کہ جب مشرکین قریش نے بطور امتحان آپ سے تین باتیں پوچھیں تو آپ نے کل کو جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور انشاء اللہ نہ کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اصحاب کھف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد یاد دہانی فرمائی۔ کہ انسان اپنے دل میں کچھ ارادہ کرتا ہے۔ مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اور جو کچھ ہوتا ہے۔ محض اللہ کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اصحاب کھف جب غار میں داخل ہوئے۔ تو ان کا ارادہ یہ تھا۔ کہ تھوڑی دیر آرام کر کے پھر اٹھیں گے۔ مگر ان کے ارادے کے خلاف اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو نو سال سلائے رکھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے ساتھی کو اس ارادے سے شہر میں بھیجا کہ وہ کھانا خرید کر لائے۔ مگر ان کے ارادے کے برعکس کچھ اور ہی رونما ہو گیا۔ علیٰ ہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا۔ کہ آج یا کل وحی کے ذریعے قریش کے سوالوں کا جواب بل جائے گا۔ تو کل ان کو بتا دوں گا۔ مگر اس سے برعکس ہوا یہ کہ پورے پندرہ یوم تک وحی نہ آئی۔ اس لئے آپ ہر معاملے کو مشیت الہی کے سپرد فرمادیا کریں۔ ۵۲۸ یہاں نسیان کا حکم بیان فرمایا۔ کہ اگر کبھی انشاء اللہ کہنا بھول جائیں تو اس کے بعد جب یاد آجائے اس وقت کہہ لیا کریں۔ خواہ کتنے ہی عرصہ کے بعد یاد آئے اس سے اللہ کے نام سے ترک تبرک کا تدارک تو ہو جائے گا۔ باقی رہا بغیر حکم کے لئے انشاء اللہ کہنا تو اس کا کلام سے متصل ہونا ضروری ہے۔ و ہذا محمول علی تدارک التبرک بالاستثناء فاما الاستثناء المغیر حکماً فلا یصح الا متصلاً (مدارک ج ۳ ص ۵)۔ ۵۲۹ آئندہ زمانے میں مجوزہ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے متعلق فرمایا کریں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کریں کہ جو کام میں آئندہ کرنا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ اچھی تدبیر سمجھا دے اور اس میں پوری کامیابی عطا فرمادے۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسے دلائل و معجزات عطا فرما دے جو اصحاب کھف کے واقعہ سے کہیں زیادہ حیرت انگیز اور میری نبوت و رسالت پر حجت قاطعہ ہوں۔ (کبیر ج ۵ ص ۵) ۵۳۰ یہ امر متفرع ذکر کرنے کے بعد اصل واقعہ کی طرف عود ہے جو چیز پہلے فَضَحْنَا عَلَیْہِمْ اِذْ اَنۡہَمُ فِی الْکَہْفِ سِنِیۡنَ عَدَدًا میں بالا جمال ذکر کی تھی۔ یہاں اس کی تفصیل کر دی۔ یعنی اصحاب کھف نیند کی حالت میں غار میں تین سو نو برس ٹھہرے قال مجاہد ہو بیان لمجمل قوله تعالیٰ فَضَحْنَا عَلَیْہِمْ اِذْ اَنۡہَمُ فِی الْکَہْفِ سِنِیۡنَ عَدَدًا (کبیر ج ۶ ص ۶) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لَبَثُوا اَلْہِمُّ یَقُولُوْنَ کے تحت داخل ہے اور اس سے بھی بعض لوگوں کا قول نقل کرنا مقصود ہے مگر یہ خیال سراسر غلط ہے قرآن کا اسلوب نظم اس کی تائید نہیں کرتا کیونکہ دونوں مضمونوں کے درمیان دو تین مختلف مضامین کا فاصلہ حاصل ہے۔ قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبَثُوا اَلْمِ ازالہ شبہ کے بعد واقعہ اصحاب کھف پر چھ امور متفرع کئے گئے۔ یہ پہلا امر متفرع ہے۔ آپ فرمادیجئے کہ اصحاب کھف کے ٹھہرنے کی صحیح مدت صرف اللہ تعالیٰ

ہی کو معلوم ہے۔ اس لئے صحیح مدت وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یعنی تین سو نو سال ای ہوا علم من الذین اختلفوا فیہم بمدة لبثہم و الحق ما اخبرک بہ (مدارک ج ۳ ص ۵) اصحاب کہف کا قصہ یہاں ختم ہوا۔ اس کا آخری جملہ قصہ کا ثمرہ ہے۔ یعنی اصحاب کہف فارسی کتنا عرصہ سوئے۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ خود اصحاب کہف کو بھی اس مدت کا علم نہیں۔ تو جو لوگ خود اپنے حال سے بے خبر ہیں وہ دوسروں کے کار ساز اور حاجت روا کس طرح بن سکتے ہیں۔

ثمرہ واقعہ

۳۱ اصحاب کہف کے واقعہ سے مشرکین کو ان کے غیب داں اور مختار ہونے کا شبہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے واقعہ بیان کر کے اس کے پہلو سے مشرکین کے شبہ کو رد فرمایا۔ اب آخر میں پورے واقعہ کا ثمرہ اور نتیجہ صراحت سے بیان فرمادیا کہ اس واقعہ کی تفصیل سے ثابت ہوا کہ اصحاب کہف نہ غیب داں ہیں۔ نہ مالک و مختار عالم الغیب بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مالک و مختار بھی وہی ہے کہ خبر کو مقدم کر کے حصر کے ساتھ دعویٰ فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کی چھٹی چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور کسی کو نہیں۔ اَبْصِرْ بِہِ وَ اَسْمِعْ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں یعنی وہ ایسا دیکھنے والا اور ایسا سننے والا ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اور کوئی بات اس کے علم سے باہر اور اس سے پوشیدہ نہیں۔ یہاں تک نتیجے کا ایک جزو بیان ہوا۔ کہ غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اصحاب کہف غیب داں نہیں ہیں۔ ۳۲ حضرت شاہ عبدالقادرؒ کوئی کا ترجمہ لفظ مختار سے کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ کے دوسرے جزو کا بیان ہے یعنی ساری مخلوق کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کار ساز اور مختار نہیں اللہ ہی سب کا مددگار اور کار ساز ہے اور اس نے کسی کو مختار نہیں بنایا۔ نہ اصحاب کہف کو نہ کسی اور کو جیسا کہ مشرکین نے سمجھ رکھا تھا۔ وَلَا یَشْرُکْ فِی حُکْمِہِ اَحَدٌ اللہ تعالیٰ اپنے اختیار و تصرف اور اپنے حکم و قضا میں مفرد و لا شریک ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں نہ کوئی نبی یا ولی نہ کوئی فرشتہ یا جن اور نہ اصحاب کہف انہ تعالیٰ ہوا الذی لا یخلف و الاموال الذی لا معقب لحکمہ و لیس لہ وزیر و لا نصیر و لا شریک و لا مشیر تعالیٰ و تقدیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۷ بعض مفسرین نے حکم سے علم غیب مراد لیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب میں کسی کو شریک نہیں کرتا و قیل للحکم ھہنا بمعنی علما الغیب ای لا یشرک فی علم غیبہ اَحَدٌ (منظہری ج ۶ ص ۲۷) اس صورت میں یہ آیت علم غیب عطائی کی نفی پر دلیل ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے مختص علم غیب یعنی ماکان و مایکون کا کلی تفصیلی علم کسی کو عطا نہیں فرمایا۔

دلیل وحی

۳۳ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اس کا ثمرہ بیان فرمایا۔ جس میں دو باتیں واضح کی گئیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں دوم یہ کہ اللہ کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں۔ گویا کہ یہ ایک دعویٰ ہے جو دو شقوق پر مشتمل ہے اب یہاں سے اس پر دلیل وحی پیش کی گئی سے اُنْ لِّہِ اَمْرٌ یَّجَادُ فَعْلَہُ کے لئے نہیں بلکہ ابقار فعل کے لئے ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ اللہ کی وحی سے دلائل توحید پڑھ کر سنانا شروع کر دیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی وحی اور اللہ کی کتاب سے جس طرح آپ پہلے مسئلہ توحید بیان کر رہے تھے اسی طرح اب بھی کرتے رہیں اور اس سلسلے کو جاری رکھیں ای لا ذمہ تلاوۃ ذلک علی اصحابک (روح ج ۱۵ ص ۲۵) امروہ علیہ السلام بالمداد و قلم علیہ راستہ (ابو السعود ج ۵ ص ۲۷) اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کی آیات جن میں مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے وہ اٹل اور حکم ہیں اور انہیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ وَلَکِنْ یُجَادِیْہِمْ دُوْنِہِ مُلْتَحِدًا وَاَوْتَعِیْلَ کے لئے ہے اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ اور اس کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں تو اس کی آیات کو بھی کوئی بدلنے والا نہیں۔ مُلْتَحِدًا کے معنی جائے پناہ اور ملجا و ماوی کے ہیں یعنی اگر بالفرض آپ یا کوئی اور اللہ کے کلمات میں تبدل و تغیر کا ارادہ کرے تو اسے اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ کے سوا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ ای ملجا تعدل الیہ ان ھممت بذلک (مدارک ج ۳ ص ۵) ۳۴ یہ تیسرا امر متفرع ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے یعنی آپ صبر و استقامت کے ساتھ مسئلہ توحید کی اشاعت کرتے رہیں اور جو لوگ مسئلہ توحید مان چکے ہیں۔ اور محض اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں صبح و شام حاجات و مشکلات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ آپ ان کا ساتھ نہ چھوڑیں حاصل یہ کہ آپ اپنے دعوے پر قائم رہیں اور ان لوگوں کے ساتھ مجلس کریں جو محض اللہ کی بندگی کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ فِی حَصْرٍ یعنی وہ صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتے یہاں اگرچہ کوئی کلمہ حصر موجود نہیں لیکن مفہوم حصر کے لئے کلمات حصر کا وجود ضروری نہیں جیسا کہ علمائے نحو نے تصریح کی ہے بلکہ بعض دفعہ قرائن اور سیاق و سباق سے بھی حصر کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں حصر پر قرینہ موجود ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے سے مشرکین بھی منکر نہیں تھے بلکہ وہ بھی اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر وہ اللہ تعالیٰ کی پکاریں اور اس کو بھی شریک کرتے تھے۔ اور صرف ایک اللہ کو نہیں پکارتے تھے۔ اس لئے اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی رفاقت و معیت کا حکم دیا جا رہا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور اس کی پکاریں نہیں کرتے تھے۔ ۳۵ یہ چوتھا امر متفرع ہے۔ تَرْجِیْذُ جملہ عِبْنَتِکَ کے لے سے حال ہے۔ وَالْجَمَلَةُ عَلَى الْقِرَاعَةِ الْمُتَوَاتِرَةِ حَالٍ مِنْ کَافٍ (عینک) و جازت الحال منہ لان جزاء المضارع (روح ج ۵ ص ۲۷) مطلب یہ ہے کہ نبوی منافع کی خاطر توحید کو ماننے والوں سے آپ اپنی نگاہیں ہرگز نہ پھیریں وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلَکَ یہ پانچواں امر متفرع ہے۔ اور جن لوگوں کے دل اللہ کی توحید سے غافل ہیں اور اس کی یاد سے غافل ہیں اور جو اللہ

کی عبادت کے بجائے دنیا کی دولت جمع کرنے میں مشغول ہیں آپ ان کی پیروی نہ کریں۔ ای شغل عن الدین وعبادة دبلہ بال دنیا ۱۱ بن کثیر ج ۳ ص ۳۰۔ ان آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ اُمت کو تعلیم ہے۔ **۳۷** یہ جیٹا امر متفرع ہے، اَلْحَقُّ خیر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے اصل میں تھا هُوَ الْحَقُّ اور اس سے مراد بقول امام ضحاک مسئلہ توحید ہے، امام مقاتل فرماتے ہیں اس سے مراد قرآن ہے۔ قال الضحاک هو التوحید وقال مقاتل هو القرآن (بجرح ۶ ص ۱۸) یعنی آپ اعلان کر دین کہ یہ مسئلہ توحید اور اللہ کے کلمات و آیات جن میں مسئلہ توحید اور دیگر احکام بیان کئے گئے ہیں سب حق ہیں اور اللہ کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ فَهَنْ شَاءَ

الکھف ۱۸

۶۵۸

سبحن الذی ۱۵

رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ

تہا ہے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهَا لَوْلَا إِهْمُ

ہم نے تیار کر رکھی ہے گنہگاروں کے واسطے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو اسکی قناتیں

وَأَنْ يَسْتَعِثَّوْا يَغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي

اور اگر فریاد کریں گے تو ملے گا پانی جیسے پیپ مجھون ڈالے

الْوُجُوهُ بِسُوءِ الشَّرَابِ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۲۱

منہ کو کیا برا ہے پینا اور کیا برا آرام

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا

بے شک جو لوگ یقین لائے اور نیکیاں ہم نہیں

نُضِيعَ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۳۰ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

کھوتے بدلہ اس کا جس نے بہلا کیا کام ایسوں کے واسطے

جَنَّاتٌ عَدْنٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَجْلُوسُونَ

باغ میں بٹنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں پہلے جائیں گے

فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا

انگوڑیاں کنگن سونے کے اور پہنیں گے کپڑے

خَضْرَاءَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِينَ فِيهَا

سبز بارباک اور گاڑھے ریشم کے تکیہ لگائے ہوئے ہیں

عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۳۱

تختوں پر کیا خوب بدلہ ہے اور کیا خوب آرام و

وَأَضْرِبَ لَهُم مِّثْلًا مِّثْلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ

اور تینوں کو دینے مثل دو مردوں کی کر دیے ہم نے ان میں سے ایک کے لئے دو باغ لگائے

منزل ۳

اللہ کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ فَهَنْ شَاءَ

فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ

مطلب یہ کہ ہم نے تو مسئلہ توحید کو اپنے پیغمبر کے ذریعے

واضح کر دیا ہے۔ اور اس کی سچائی پر عقلی اور نقلی دلائل

بھی قائم کر دیئے ہیں، جس کا جی چاہے اسے قبول کرے

اور جس کا جی چاہے اس کا انکار کر کے شرک پر اڑا رہے،

جو مان لے گا وہ ہمارا کچھ نہیں سنوارے گا بلکہ اس میں

اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو انکار کرے گا وہ ہمارا کچھ

نہیں بگاڑ سکے گا بلکہ اپنی ہی عاقبت خراب کرے گا۔

وفيه من التهديد والاستغناء عن

متابعہم (روح ج ۵ ص ۳۸) یہ تحریف

اخروی ہے مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے

سُوءِ قَنَاتٍ (قنات، جس طرح قناتیں آدمیوں کے گرد

گھیرا ڈال لیتی ہیں، اسی طرح جہنم کی آگ کے شعلے جہنمیوں

کو گھیر لیں گے، اَلْمُهْلُ تیل کی تلچھٹ، جہنم میں جب

ان کو پیاس لگے گی اور وہ پانی مانگیں گے، تو ایسے پانی

سے ان کی تواضع کی جائے گی۔ جو تیل کی تلچھٹ کی طرح

گندا اور اس قدر گرم ہو گا کہ ان کے مونہوں کو بھون

ڈالے گا۔ ۳۹ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی

ہے۔ مشرکین کے شبہات کا مدلل رد کرنے کے بعد

مشرکین کے لئے تحریف اخروی اور مؤمنین کے لئے

بشارت اخروی نازل ہوئی۔ واعلم ان تعالے لما

وصف الکفر والایمان والباطل والحق اتبعہ بذكر

الوعد علی الکفر والاعمال الباطلة وبذكر

الوعد علی الایمان والعمل الصالح

دکیر ج ۵ ص ۳۸، سُنْدُسُ باریک ریشم اور اِسْتَبْرَقُ

موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ السندس الرقيق من

الديبا ج ۱ الاستبرق الغليظ منه ومفردات

۳۲ جو لوگ دنیوی شان و شوکت اور

کثرت مال و دولت پر مغرور ہو کر حق اور توحید کو ٹھکرادیتے اور زر و جواہر کے ننانوں پر فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ اور کمال

رحمت کے تحت تین طریقوں سے نصیحت فرماتا ہے تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اول دولت کے دنیا ہی میں موجب عذاب ہونے کا اظہار فرما کر، دوم دنیوی مال و

دولت کی قلت اور حقارت بیان فرما کر، سوم دولت دنیا کے آخرت میں بھی موجب عذاب ہونے کا ذکر فرما کر۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے دو اسرائیلی بھائیوں

قطروس و مشرک اور یہود اموس کا قصہ بیان کر کے پہلے طریقہ کے مطابق پند و نصیحت فرمائی ہے۔ یہ واقعہ دنیوی مال و متاع کی بے نہائی، اور دولت دنیا پر مغرور

ہو کر اللہ کی توحید کو چھوڑنے کے بد انجام کا واضح ثبوت اور شاہد ہے کہ قطروس و مشرک اپنے باغات، مال و اولاد اور اپنے گھنے پر اس قدر مغرور تھا کہ اللہ کی

موضع قرآن و حضرت نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردوں کو ملنا ہے بہشت میں جو کوئی یہاں پہنے یہ چیزیں وہاں نہ پہنے۔

ما فیہ من التهديد والاستغناء عن متابعہم (روح ج ۵ ص ۳۸) یہ تحریف اخروی ہے مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے سُوءِ قَنَاتٍ (قنات، جس طرح قناتیں آدمیوں کے گرد گھیرا ڈال لیتی ہیں، اسی طرح جہنم کی آگ کے شعلے جہنمیوں کو گھیر لیں گے، اَلْمُهْلُ تیل کی تلچھٹ، جہنم میں جب ان کو پیاس لگے گی اور وہ پانی مانگیں گے، تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی۔ جو تیل کی تلچھٹ کی طرح گندا اور اس قدر گرم ہو گا کہ ان کے مونہوں کو بھون ڈالے گا۔ ۳۹ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ مشرکین کے شبہات کا مدلل رد کرنے کے بعد مشرکین کے لئے تحریف اخروی اور مؤمنین کے لئے بشارت اخروی نازل ہوئی۔ واعلم ان تعالے لما وصف الکفر والایمان والباطل والحق اتبعہ بذكر الوعد علی الکفر والاعمال الباطلة وبذكر الوعد علی الایمان والعمل الصالح دکیر ج ۵ ص ۳۸، سُنْدُسُ باریک ریشم اور اِسْتَبْرَقُ موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ السندس الرقيق من الديبا ج ۱ الاستبرق الغليظ منه ومفردات ۳۲ جو لوگ دنیوی شان و شوکت اور کثرت مال و دولت پر مغرور ہو کر حق اور توحید کو ٹھکرادیتے اور زر و جواہر کے ننانوں پر فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ اور کمال رحمت کے تحت تین طریقوں سے نصیحت فرماتا ہے تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اول دولت کے دنیا ہی میں موجب عذاب ہونے کا اظہار فرما کر، دوم دنیوی مال و دولت کی قلت اور حقارت بیان فرما کر، سوم دولت دنیا کے آخرت میں بھی موجب عذاب ہونے کا ذکر فرما کر۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے دو اسرائیلی بھائیوں قطروس و مشرک اور یہود اموس کا قصہ بیان کر کے پہلے طریقہ کے مطابق پند و نصیحت فرمائی ہے۔ یہ واقعہ دنیوی مال و متاع کی بے نہائی، اور دولت دنیا پر مغرور ہو کر اللہ کی توحید کو چھوڑنے کے بد انجام کا واضح ثبوت اور شاہد ہے کہ قطروس و مشرک اپنے باغات، مال و اولاد اور اپنے گھنے پر اس قدر مغرور تھا کہ اللہ کی موضع قرآن و حضرت نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردوں کو ملنا ہے بہشت میں جو کوئی یہاں پہنے یہ چیزیں وہاں نہ پہنے۔

توحید کو پس پشت ڈال دیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر اس کے باغات کو تباہ و برباد کر دیا اور جن بزرگوں اور پیروں کی نصرت دیا رہی اور جس خاندانی جمعیت کی طاقت پر اس کو بھروسہ تھا ان میں سے کچھ بھی اس کے کام نہ آیا۔ المقصود من هذا ان الکفار افتخروا باموالهم و انصارهم على فقراء المسلمين فبين الله تعالى ان ذلك مما لا يوجب الافتخار لاحتمال ان يصير الفقير غنيا والغنى فقيرا اذ الله الذي يحب حصول المفارقة به فطاعة الله وعبادته (کبیر ج ۵ ص ۵۸) لہذا ان دونوں بھائیوں میں سے ایک (قطر و س مشرک) کے انگور کے دو باغ تھے جن کے گرد کھجور کے درخت تھے اور جو زمین دونوں باغوں کے درمیان واقع تھی

اس میں غلے اور سبزی کے کھیت لہلہ رہے تھے۔ چھل پیکہ اس کی زمین ہر قسم کے میوؤں، پھلوں اور غلوں کے لئے نہایت موزوں اور اعلیٰ درجہ کی زرخیز تھی اور پھر باغوں اور کھیتوں کی ترتیب نہایت عمدہ اور خوشنما تھی۔ جعلناھا ارضا جامعة تلاقوات والفاواکھ و وصف العادة بانھا متواصلة متشابكة لم يتوسطها ما يقطعها مع الشكك الحسن والترتيب الامنيق (مدارک ج ۳ ص ۵۲) یہاں ظلم کے معنی کم کرنے کے ہیں، وَ لَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا اى لم تنقص مفردات مثلاً ان باغوں کا معاملہ دوسرے باغوں سے بالکل جداگانہ تھا عام طور پر پھلدار درخت ایک سال زیادہ پھل دیتے ہیں اور ایک سال کم، مگر قطر و س کے باغوں کے درخت اور پودے ہر سال بکثرت پھل اور میوے پیدا کرتے تھے۔ درجہ ۵ ص ۵۳، باغوں اور کھیتوں کا محل وقوع، حسن ترتیب اور زمینوں کی زرخیزی بیان کرنے کے بعد ان کے مالک کا غرور و استکبار بیان فرمایا کہ کس طرح وہ اپنے باغوں اور کھیتوں کی شان دانی اور اپنی نفی پر غرور کرتا اور اپنے غریب اور مومن بھائی کو کس قدر ذلیل و حقیر سمجھتا تھا، اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ الْخَمْرُ قطر و س مشرک نے فخر و غرور سے کہا کہ میرے پاس تم سے دولت بھی زیادہ ہے اور میرے اعوان و انصار بھی طاقت ور ہیں۔ ظَلِمْتُ لِنَفْسِي وہ مشرک اور غرور کر کے اپنی جان پر ظلم کر رہا تھا۔ ۵ ص ۵۴ وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کی خوبصورتی اور پھلوں کی کثرت کو دیکھا تو وہ حُب و نیا اور حرص و آرز کے خیالات میں کھو گیا اور بول اٹھا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک تو یہ

الکھف ۱۸

۶۵۹

سبحن الذی ۱۵

مِنْ اَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهَا بِبَخْلِ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا

انگور کے اور گردان کے کھجوریں اور رکھی دونوں کے بیچ ہیں

زُرْعًا ۳۲ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

کھیتی و ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

اس میں سے کچھ ۱۵ اور بہادی ہم نے ان دونوں کے بیچ نہر اور ملا اس کو

شَرًّا فَقَالَ لِمَ اَصَابَهُ وَهُوَ يَجَاوِرُهُ اَنَا اَكْثَرُ

پھل پھر بولا اپنے ساتھی سے ۱۵ جب باتیں کرنے لگا اس سے میرے پاس زیادہ ہے

مِنْكَ مَا لَا وَاعِزُّ نَفَرًا ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

کچھ سے مال اور آبرو کے لوگ و اور گیا اپنے باغ میں اور وہ

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا اُظُنُّ اَنْ تَبِيدَ هَذِهِ ابَدًا ۳۵

برا کر رہا تھا اپنی جان پر بولا نہیں آتا مجھ کو خیال کہ خراب ہووے یہ باغ کبھی ۱۵

وَمَا اُظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدُّدْتُ اِلَى

اور نہیں خیال کرتا ہوں میں قیامت ہونے والی ہے اور اگر کبھی پہنچا دیا گیا میں

رَبِّي لَا جِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

اپنے رب کے پاس پاؤں گا بہتر اس سے وہاں پہنچ کر و کہا اس کو دوسرے ۱۵

وَهُوَ يَجَاوِرُهُ اَكْفَرْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ

جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس سے جس نے پیدا کیا تجھ کو

شَرَابٍ ثُمَّ مِنْ لُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّكَ رَجُلًا ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

میں سے پھر قطرہ سے پھر پورا کر دیا تجھ کو مرد پھر میں تو ہی کہتا ہوں

هُوَ اَللّٰهُ رَبِّي وَلَا اَشْرِكُ بِرَبِّيْ اَحَدًا ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

وہی اللہ ہے ۱۵ میرا رب اور نہیں مانتا شریک اپنے رب کا کسی کو اور جب

منزل ۴

باغ تباہ نہیں ہوگا۔ اور ہمیشہ اسی تازگی، شادابی اور رونق کے ساتھ برقرار رہے گا، اور میرا بھائی جس قیامت سے مجھے ڈراتا ہے اور جس آخرت کی آسائش و راحت کے لئے مجھے توحید اور اعمالِ حسنہ کی تلقین کرتا ہے، اول تو وہ قیامت آنے کی نہیں۔ وَلَئِنْ رُدُّدْتُ اى لو اُگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو آخرت میں بھی میرا موضع قرآن کاٹ لاکر ان میں ڈالی کہ میں نہ ہو تو بھی نقصان نہ آوے اور عمدہ جگہ بیاہ کیا، اولاد ہوئی اور نوکر رکھے، تدبیر دنیا درست کر کر آسودہ گذران کرنے لگا دوسرے نے سب مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا آپ فتناعت سے بیٹھ رہا۔ و مال تو اللہ کی نعمت تھی پر اترانے سے اور کفر کینے سے آفت آئی۔ و منکر لوگ جانتے ہیں کہ جیسے دنیا میں عیش کرتے ہیں گناہوں کے ساتھ وہی بات ہوگی آخرت میں سوہ گز ہونا نہیں۔

انجام اچھا ہوگا اور وہاں بھی مجھے مال و دولت اور عیش و عشرت کی زندگی نصیب ہوگی وہ اس شبہہ میں مبتلا تھا کہ اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں مال و دولت، جاہ و شہم اور شان و شوکت کی زندگی عطا فرمائی ہے اور وہ ان تمام انعامات کا مستحق ہے اس لئے آخرت میں بھی اللہ کے نزدیک اس کی یہ قدر و منزلت اور اس کا استحقاق باقی رہے گا۔ اور اسے وہاں بھی ساری نعمتیں میسر ہوں گی (کبیرہ ص ۵۵) حضرت شیخ فرماتے ہیں وہ مشرک تھا جیسا کہ آخر میں خود اس نے اظہارِ ندامت کے طور پر کہا تھا کہ کاش میں اپنے بد ورگاہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا وہ بزرگوں کو حاجت روا، مشکل کشا اور مانع و معطل سمجھتا تھا، اس کا اعتقاد تھا کہ جن بزرگوں کے طفیل دنیا میں اسے دولت و شوکت حاصل ہے ان کی سفارش آخرت میں بھی کام دے گی اور وہاں بھی اسے ہر قسم کا عیش حاصل ہوگا۔ لَعَلَّ ذَلِكَ لِنُكَافٍ

الکھف ۱۸

۶۶۰

سبحن الذی ۱۵

اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتِكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا

تو آیا تھا اپنے باغ میں کیوں نہ کہا تو نے جو چاہے اللہ سو ہو گھٹاقت نہیں مگر

بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلُّ مِنْكَ مَا لَا وَوْلَدًا ۳۹

جوئے اللہ اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے بے مال اور اولاد میں

فَعَسَىٰ رَءٰی اَنْ يُّوْتِيَنِي خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ

تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر اور

يُرْسِلْ عَلَيْهَا حِصْبًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحُ صَعِيدًا

بھیج دے اس پر لو کا ایک جھوکا آسمان سے پھر صبح کو رہ جائے میدان

زَلَقًا ۴۰ اَوْ يُصْبِحَ مَا وَهًا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ

صاف یا صبح کو ہو جائے اس کا پانی خشک پھر نہ لائے تو

لَهُ طَلَبًا ۴۱ وَاُحِيطُ بِثَمَرِهِ فَاصْبِرْ بِقَلْبِكَ كَفِّهِ

اس کو ڈھونڈ کر واپس اور سمیٹ لیا گیا اس کا سارا پھل پھر صبح کو رہ گیا ہاتھ بچاتا

عَلٰی مَا اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰی عُرْوَتِهَا وَ

اس مال پر جو اس میں لگایا تھا اور وہ گرا پڑا تھا اپنی پتھریوں پر اور

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْ اَحَدًا ۴۲ وَلَمْ

کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں شریک نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو واپس اور نہ

تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُوْنَهُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا

ہوئی اس کی جماعت کہ مدد کریں اس کی بھلا اللہ کے سوائے اور نہ

كَانَ مُنْتَصِرًا ۴۳ هٰذَا لَكَ الْوَلٰيَةُ لِلّٰهِ الْحَقُّ ط

ہوا وہ کہ خود بدلے کے یہاں سب اختیار ہے اللہ کے پاس

هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۴۴ وَاَضْرِبْ لَهُم

اسی کا انعام بہتر ہے اور اچھا ہے اسی کا دیا ہوا بدلہ اور بتلا دے ان کو

منزل ۴

مانع و معطل سمجھتا تھا، اس کا اعتقاد تھا کہ جن بزرگوں

کے طفیل دنیا میں اسے دولت و شوکت حاصل ہے

ان کی سفارش آخرت میں بھی کام دے گی اور وہاں

بھی اسے ہر قسم کا عیش حاصل ہوگا۔ لَعَلَّ ذَلِكَ لِنُكَافٍ

مع کو نہ منکر للبحث کان عابد صنم

(کبیرہ ص ۵۵) ۴۵ قطروں مشرک کے جواب

میں اس کا مومن بھائی یہود اسے وعظ و نصیحت

کرنے لگا۔ اَكْفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَ يَٰۤاِبْرٰهِيْمَ

ذات خداوندی کا انکار نہیں کیونکہ قطروں خدا کا

منکر نہیں تھا وہ وجود باری تعالیٰ کا قائل و معترف

تھا جیسا کہ وَلَٰٓئِنْ رُدِّدْتُ اِلٰی رَبِّيْ مِیْنِ اس کا اقرار

گزر چکا ہے بلکہ کفر سے یہاں شرک اور اللہ کی توحید

کا انکار مراد ہے۔ اس کے مشرک ہونے کا اعتراف

آگے آ رہا ہے، الظاہدانہ کان مشرک کما یدل

علیہ قول صاحبه تعریضاً بہ (وَلَا اُشْرِكُ بِرَبِّیْ

اَحَدًا) وقوله (يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْ اَحَدًا)

..... فالمراد بقوله (اَكْفَرْتَ)

اَشْرَكَتْ در روح ج ۵ ص ۵۵، لکنا اصل

میں لکین انا تھا، ہمزہ کو مع حرکت علی خلاف

القیاس حذف کر دیا گیا، دونوں جمع ہو گئے پہلا ساکن

اور دوسرا متحرک، پہلے کو دوسرے میں ادغام کر دیا گیا

تو لکنا ہو گیا، اس سے واضح ہو گیا کہ یہ واحد تکلم کا

صیغہ ہے جمع نہیں ہے (روح)، اس جملے کی ترکیب اس

طرح ہو گی اَنَا مبتدائے اول، هُوَ ضمیر شان مبتدائے

ثانی، اَللّٰهُ مبتدائے ثالث، رَبِّيْ اس کی خبر۔ مبتدائے خبر مل کر مبتدائے ثانی کی خبر ہوئی، مبتدائے ثانی اپنی خبر سے

مل کر مبتدائے اول کی خبر ہوئی (دجر ج ۶ ص ۵۵)، حضرت شیخ فرماتے ہیں اَنَا کے بعد اَقُوْلُ محذوف ہے اصل میں تھا لکین اَنَا اَقُوْلُ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ (بحر، وَلَا اُشْرِكُ بِرَبِّيْ)

اس میں دوسرے بھائی کے مشرک ہونے کی طرف لطیف اشارہ اور تعریف ہے۔ تعریض باشعوال صاحبہ دجر یعنی تم نے تو اللہ کے ساتھ مشرک کیا اور غیر اللہ کو کار ساز سمجھا لیکن میں اعلان کرتا ہوں کہ صرف اللہ ہی میرا مالک و کار ساز اور پروردگار ہے اور میں کبھی اس کے ساتھ مشرک نہیں کروں گا۔ ۴۵ قطروں جب باغ میں داخل ہوا وہ دولت کے نشے میں ایسا مدبوش تھا کہ خدا کو بھی بھول گیا اور قیامت کا بھی انکار کر بیٹھا اور اپنی دولت پر لگا اترانے، اس پر اس کے بھائی نے اسے نصیحت کی کہ جب تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ کا فضل رسول نے فرمایا کہ جب آدمی کو اپنے گھر میں آسودگی نظر آوے تو یہ لفظ کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہ لوگ نہ لگے۔ ۴۶ آج اس کے باغ پر وہی ہوا جو اس نیک کی زبان سے نکلا رات کو آگ لگ گئی آسمان سے سب جل کر ڈھیر ہو گیا مال خرچ کیا ہو گئی بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔

موضح قرآن

مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ

مثل دنیا کی زندگی کی اسی جیسے پانی اتارا ہم نے آسمان سے

فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ

پھر رلا ملا نکلا اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ پھر کل کو ہو گیا چروا چھوٹا ہوا ہیں

الرِّيحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۳۵ الْمَالُ

اڑتا ہوا اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت مال

وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَقِيَّةُ الصَّالِحَاتِ

اور بیٹے رونق ہیں دنیا کی زندگی میں اور باقی رہنے والی نیکوں

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۝۳۶ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ

کا بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر ہے توقع دن اور جہنم چلا بھیجے

الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِضَةً ۝۳۷ وَوَحْشُهُمْ فَلَمْ

پہاڑ ۳۷ اور تو دیکھے زمین کو کھلی ہوئی اور گھیر بلائیں ہم ان کو پھر نہ

نُعَادِرُهُمْ أَحَدًا ۝۳۸ وَعَرَضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفَاءً

چھوڑیں ان میں سے ایک کو اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر

لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ

آ پہنچے تم ہم سے جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم تو جانتے تھے

أَلَّنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا ۝۳۹ وَوَضَعَ الْكِتَابَ فِتْرَةً

کہ نہ مقرر کریں گے تم تمہارے لئے کوئی وعدہ کتاب اور رکھا جائے گا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے

الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يُوَيْلَتَنَا

گنہگاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے اور کہتے ہیں بے خدائی

مَا لِي هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا

کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات

منزل ۴

کی مہربانی اور اس کی مشیت سے ہے اور یہ سب کچھ اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے چاہے آہا رکھے چاہے برباد کر دے۔ کل ما فیہا انشا حصل بمشیئۃ اللہ وان امرہا
بیدک ان شاء ترکھا عامرة وان شاء خربھا امدارک ج ۳ ص ۱۰۰ شاید قطر دوس نے مشیت میں اللہ کے ساتھ کسی اپنے محبوب کو شریک کیا ہو جیسا کہ آج کل بھی جاہل
لوگ کہتے ہیں۔ جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے چاہا حالانکہ یہ کلمہ شرک ہے۔ حضور علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کی زبان سے نکل گیا۔ کما شاء اللہ ورسولہ اس
پر حضور علیہ السلام نے اسے تنبیہ فرمائی اور فرمایا قولوا ما شاء اللہ وحدثا یوں کہا کرو۔ جس طرح صرف اللہ نے چاہا۔ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ نعمتیں عطا کرنے کے بعد چھین لینے کی

طاقت و قوت صرف اللہ کے پاس ہے۔ جن بزرگوں کو
تو نے اللہ کا شریک بنایا ہوا ہے ان کے پاس کچھ نہیں جس
اللہ نے تجھے یہ باغات اور یہ سامان تعیش عطا فرمایا ہے وہ اس
کے چھین لینے اور اسے ان واحد میں تباہ و برباد کر دینے کی طاقت
بھی رکھتا ہے۔ ۳۵ یہ سب ہو ذکا کلام ہے، حسابات
سے عذاب الہی مراد ہے۔ صغیراً اذ لقتا چٹیل میدان
جس میں کوئی روئیدگی نہ ہو۔ وحصنا لا نبات فیہ
مفردات ص ۱۲۱ یعنی اگر تو کثرت مال و اولاد پر فخر کر رہا ہے
اور تجھے ان چیزوں کی کمی کی وجہ سے حقیر سمجھتا ہے تو سن لے
کہ مال و اولاد چند روزہ دنیوی زندگی کی آبی فانی اور ناپائید
زینت ہے، یہ فخر و مباہات کی چیز نہیں، اگر آج تو زور و جواہر
میں کھیل رہا ہے اور اپنے باغوں پر اترتا پھر رہا ہے اور میں
مال و اولاد میں تم سے کم ہوں تو جس حدائے بلندی و پستی
نے تجھے دولت دی اور مجھے نہیں، وہ ایسا بھی کر سکتا ہے۔
کہ جو کچھ اس نے تجھے دیا ہے مجھے اس سے بھی زیادہ عطا
فرمادے اور تیرے باغ کو طوفان برق و باد سے نیست و
نابود کر دے یا زمین کا پانی خشک کر دے اور تیرے باغات
اور سرسبز و شاداب کھیت برباد ہو جائیں۔ ۳۶ مومن نے
جس خیال کا اظہار کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے کر دکھایا اور
رات کے وقت ایسا عذاب بھیجا جس سے اس کے باغات
اور دیگر اموال تباہ و برباد ہو گئے۔ اھلک اموالہ
المعہودۃ من جنتیہ و ما فیہما ابو السعد
ج ۵ ص ۱۰۰، فَاخْبَتَ یُعْلَبُ کَفَّیْہِ الہ جب صبح کو
باغوں کی تباہی کا منظر دیکھا تو جو کچھ باغوں کی دیکھ بھال
پر خرچ کیا تھا اس پر کف افسوس ملنے لگا۔ وَ یَقُولُ
یٰلَیْتَنِی الْاِثَابُ اسے بھائی کی نصیحت یاد آئی اور سخت نادم
ہو کر بول اٹھا، کاش! میں نے اپنے مالک اور پروردگار
کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا۔ یہ اس پر قرینہ ہے کہ وہ شرک
تھا اور غیر اللہ کو کارساز اور حافظ و ناصر سمجھتا تھا۔ ۳۷

۱۸ اصلاح نکلتی
۱۸ تیسرا طریقہ

جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو جس فاندانی جمعیت پر اسے نازل تھا اور جن معبودوں کو وہ اللہ کے سوا کارساز اور متصرف سمجھتا تھا ان میں سے اس آڑ سے وقت میں کوئی بھی اس کے کام
نہ آیا اور نہ اپنے ہی قوت بازو سے اللہ کے عذاب سے اپنے باغوں کو بچا سکا۔ هُنَالِكَ الْاُولَآئِکَ الَّذِیْنَ اَلَّوْا بِاللَّهِ الْحَقِّ اس واقعہ سے معلوم ہو گیا کہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔
اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا۔ ۳۸ یہاں سے اصلاح منکرین کا دوسرا طریقہ شروع ہوتا ہے، یہاں بیان فرمایا کہ یہ مال و اولاد اور یہ دنیوی شان و شوکت
نہایت حقیر چیز ہے اور ناپائیدار ہے، اس کی خاطر تم حق سے منہ موڑ کر اپنی ابدی زندگی اور آخری حیات کو کیوں برباد کرتے ہو۔ اعلم ان المقصود اضرب مثلاً آخر
مو ص ۱۰۰ قرآن کا یعنی جب چاہے پھر جلا دے۔ واپس دانی نیکیاں یہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم چلا جاوے یا مسجد کنواں، سرانے، ہاٹ، کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو
تربیت کر کر صالح چھوڑ جاوے واپس اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہ کو فرمادے گا اور جیسا بنایا تھا پہلی بار یہ بھی ہے کہ بدن میں کچھ ختم و نقصان نہ رہے گا ختم بھی نہ رہے گا۔

بدل علی حقادۃ الدنیا وقلۃ بقائہا (کبیر ج ۵ ص ۵۲) یہ اصلاح منکرین کا تیسرا طریقہ ہے۔ یعنی دنیا کی خاطر دین کو چھوڑتے ہیں وہی دنیا ان کے لئے وبال جان ثابت ہوگی اور آخرت میں اس کی وجہ سے دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ **تُسَبِّحُ الْجِبَالُ** پہاڑوں کو چلانے سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن پہاڑوں کو ان کی جگہوں سے اٹھا لیا جائے گا۔ اور وہ ہادلوں کی طرح فضائے آسمانی میں اڑائے جائیں گے۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ **وَتَذَرِي الْجِبَالُ خَشْبَهَا جَاهِدًا وَهِيَ تَكْرُرُ مَرَّ السَّحَابِ** ————— بکاردن کا۔ ظاہر اور نظر آنے والی زمین کا جو حصہ پہاڑوں سے چھپا ہوا تھا وہ اب عریاں ہو کر صاف نظر آنے لگے گا۔ **لَا يُخَادِرُ الْغُجْرَيْنِ** جب

سبحن الذی ۱۵ ۶۶۳ الکہف ۱۸

اپنا نامہ اعمال دیکھیں گے تو سخت متحیر ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ کیسی کتاب ہے؟ اس نے تو نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی نہ بڑی اس میں تو ہماری ہر ہدی لکھی ہوئی ہے **لَا يُخَادِرُ اِی لای تترک**۔

جواب شبہ ثانیہ

۵۲ یہ دوسرے شبہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا کہ اولیاء اللہ کی خانقاہوں اور قبروں پر واقع درخت وغیرہ کاٹنے سے نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب دان اور متصرف فی الامور ہیں۔ اس کا جواب دیا کہ اولیاء اللہ کو تو اس کا بھی علم تک نہیں ہوتا کہ مشرک لوگ ان کی قبروں پر کیا کیا مشرکانہ اعمال و رسوم بجالا رہے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے کہ وہ قیامت کے دن خدا کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ان کو لوگوں کے مشرک کا علم نہیں تھا **فَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ كَافِرِينَ** (سورہ بقرہ ۱۷۶) اور سورہ فاطر رکوع ۲ میں ہے۔ **وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ** اس لئے یہ سب شیاطین کی شرارت ہے وہ لوگوں کے دلوں میں وساوس اور شبہات ڈال کر گمراہ کرنے اور ان سے مشرک کراتے ہیں اور تعجب ہے کہ شیطان جو بنی آدم کا روزِ ازل سے بدترین دشمن ہے، لوگ اس کے وسوسوں میں آکر کس طرح اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

۵۴ یہ انسانوں سے شیطان کی پُرانی دشمنی کا بیان ہے۔ یہ شیطان وہی ہے جس نے تمام انسانوں کے جدِ علی حضرت آدم علیہ السلام کو حقارت کی نظر سے دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود اس کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس اصل میں جنات میں سے تھا لیکن کثرتِ عبادت کی وجہ سے ملائکہ میں شامل تھا **اَفْتَحْذُوْنَهُ وَذُرِّيَّتَهُ اُولِيَآءٍ**

اَحْصٰہَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَّلَا يَظْلَمُ

جو اس میں نہیں آگئی اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیار

رَبُّكَ اَحَدًا ۝۱۹ وَاَذْقٰنَا لِلنَّارِ اَسْجُدًا وَّالْاٰدَمَ

ظلم نہ کرے گا کسی پر و اور جب کہا ہم نے ۱۹ فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو

فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ

تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے ۲۰ سو نکم بھاگا

اَمْرِ رَبِّہٖ اَفْتَحْذُوْنَهُ وَذُرِّيَّتَہٗ اُولِیَآءٍ مِنْ

اپنے رب کے حکم سے سو گیا اب تم بھاگتے ہو اس کو اور اس کی اولاد کو رقیق

دُوْنِیْ وَہُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ وَّطٰیْسٌ لِلظَّالِمِیْنَ بَدَلًا ۝۵

میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں۔ برا ہتھ لگا بے انصافوں کو بدلاؤ

مَا اَشْہَدُہُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَاَلْاَرْضِ وَاَخْلَقَ

دکھلا نہیں دیتا کہ وہ بنانا آسمان اور زمین کا اور نہ بنانا

اَنْفُسِہُمْ وَّمَا کُنْتَ مُتَّخِذًا الْمُضِلِّیْنَ عَصَدًا ۝۱۹

خود ان کا اور میں وہ نہیں کہ بناؤں بہکانے والوں کو اپنا مددگار

وَيَوْمَ یَقُوْلُ نَادُ وَاَشْرَکَآءِی الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ

اور جس دن فرمایا گا بیکارو ۱۹ میرے شریکوں کو جن کو تم مانتے تھے

فَدَعَوْہُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَہُمْ وَجَعَلْنَا بَیْنَہُمْ

پھر پکاریں گے سو وہ جواب نہ دیں گے ان کو اور کر دیں گے ہم ان کے اور ان کے بیچ

مَوْبِقًا ۝۲۰ وَرَآ الْمَجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْا اَنَّہُمْ

مرنے کی جگہ مل گئی اور دیکھیں گے گنہگار آگ کو ۲۰ پھر سمجھ لیں گے کہ ان کو

مَّوَاقِعُوْہَا وَلَمْ یَجِدُوْا عِنَّا مَصْرَفًا ۝۲۱ وَلَقَدْ

پڑنا ہے اس میں اور نہ بدل سکیں گے اس سے رستہ اور بے شک

منزل ۴

بمزة استفہام انکار و تعجب کے لئے ہے۔ **الہمزۃ لانکار والتعجب** (روح ج ۵ ص ۱۹۵) یعنی تعجب ہے کہ ایسی تدبیر دشمنی کے باوجود تم اس کو دوست رکھتے ہو اور **موضع قرآن** وہ رب جو کرے سولہم نہیں سب سے کامال ہے بظاہر میں جو ظلم نظر آئے وہ بھی نہیں کرتا بے گناہ و درخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی ظاہر میں نہیں کرتا اور جو کوئی بے گناہ میں ہمارا کیا اختیار ہے سو بندے کی دریافت سے باہر ہے بندے سے معاملہ ہوتا ہے اس کی سمجھ پہ بندہ بھی پکڑے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے یہ نہ کہے گا کہ اس کا کیا قصور اللہ نے کرا۔ **ف** یعنی اللہ کے بدلے شیطانوں کو پکڑتے ہیں اور جتنے بُت پوجے جاتے ہیں اس کی اولاد ہیں۔ **ف** یعنی خندقی آگ سے بھری۔

فتح الرحمن **ف** یعنی وادی ازواد بہای و درخت تابی بدگیری نعمت اندر رسید ۱۲۔

صَرَفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَ

پھیر پھیر سمجھائی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک مثل ۵۸ اور

كَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرُ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَهُ

ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو اور لوگوں کو

النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ فَيَسْتَغْفِرُوا

جو روکا ۵۹ اس بات سے کہ یقین لے آئیں جب پہنچی ان کو ہدایت اور گناہ بخشوا کہیں

رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةٌ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ

اپنے رب سے سو اسی انتظار ہے کہ پہنچے ان پر رسم پہلوں کی یا آگے ہواں پر

الْعَذَابُ قَبْلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ

عذاب سامنے کا و اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں ۶۰ سو خوشخبری

وَمُنذِرِينَ ۚ وَيَجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ

اور ڈر سنانے کو اور جھگڑا کرتے ہیں کافر اللہ جھوٹا جھگڑا

لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخِذُوا آيَتِي وَمَا أَنْذَرُوكُمُ

کہ تلاویں اس سے بھی بات کو اور بھڑالیا انہوں نے میرے کلام کو اور جو ڈر سنانے لگی

هَؤُلَاءِ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَكَرَ بَايَاتِ رَبِّهِ

بھٹھا اور اس سے زیادہ ظالم ۶۱ جس کو سمجھایا اس کے رب کے کلام سے

فَاعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدُهُ طَائِفًا

پھر منہ پھیر لیا اس کی طرف سے اور بھول گیا جو کچھ آگے پیش چکے ہیں اس کے ہاتھ ہم نے

جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي

ڈال دیے ان کے دلوں پر پرے کہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے

أَذَانِهِمْ وَقَرَأُوا وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَنْ

کانوں میں ہے بوجھ اور اگر تو ان کو بلائے راہ پر تو ہرگز

منزل ۴

اس کی اطاعت کرتے ہوئے یَسْ لِّلْظَالِمِينَ بَدَل لَّا ظالموں اور مشرکوں نے اللہ کی عبادت اور اطاعت کی بجائے ابلیس اور اس کی ذریت کی اطاعت و عبادت اختیار کر رکھی ہے جو خدا کی اطاعت کا بہت بُرا بدل ہے یعنی یَس مَا اسْتَبَدُّ لَوْ طاعة ابلیس و ذریتہ بعبادة ربهم و طاعتہ افازن جو ۵۸ ص ۵۸ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے یعنی ابلیس اور اس کی ذریت کو جو تم میری عبادت اور اطاعت میں شریک بناتے ہو تو کیا زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں یا خود ان کی اپنی پیدائش میں میں نے ان کو شریک کیا تھا یا اس کے بارے میں ان سے کوئی مشورہ لیا تھا یا ہرگز نہیں، میں نے ایسا نہیں کیا۔ اول تو مجھے کسی معاون یا مشیر کی ضرورت ہی نہیں اور اگر

بالفرض ہوتی بھی تو میں ان ناپاک فطرت شیطانوں کو جن کا کام ہی میری مخلوق کو سیدھی راہ سے بھٹکانا ہے کبھی اپنا معاون و مددگار نہ بناتا۔ جب یہ شیاطین میرے کاموں میں اور میرے اختیارات و تصرفات میں میرے شریک نہیں تو میری عبادت اور اطاعت میں میرے شریک کس طرح بن سکتے ہیں؟ بلکہ جس طرح تم میری عاجز مخلوق ہو اس طرح یہ بھی میری عاجز و بے بس مخلوق ہیں اور ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ ھو لاء الذین اتخذتموھم اولیاء من دونی عبیداً مثلاً لکھ د ابن کثیر ج ۲ ص ۵۹

۵۶ خدا کی اطاعت میں ابلیس اور اس کی ذریت کو شریک بنانے والوں کے لئے تحویف آخری ہے، ان لوگوں نے شیطان و وسوسوں میں اگر غیر اللہ کی عبادت و پکار شروع کر دی۔ اللہ کے نیک بندوں کو کار ساز اور متصرف و مختار سمجھ کر حاجات و مشکلات میں غائبانہ طور پر پکارنے لگے اور ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ لیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بطور تکسبت و توبیخ فرمائے گا کہ دنیا میں جن کو تم میرا شریک بناتے تھے اور ان کو سفارشی سمجھتے تھے، آج ان کو بلاؤ تاکہ وہ تمہیں میرے عذاب سے چھڑا لیں، اس پر مشرکین اپنی عادت قدیمہ کے مطابق اپنے معبودوں کو مدد کے لئے پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ ادعوھم الیوم ینقذونکم ممنا انتم فیہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۹) ھو لاء المشرکین الذین اتخذوا من دون اللہ الہمۃ کالمملکۃ و عیسیٰ دعوا ھو لاء فلم یتجیبوا الہم رکبیر ج ۵ ص ۵۹) وجعلنا بینہم موبقا موبق، و بوق بمعنی ہلاکت سے اسم ظرف ہے یعنی جائے ہلاکت اور اس سے مراد جہنم ہے بئینہم کی ضمیر مشرکین اور ان معبودین کی طرف راجع ہے جو اپنی عبادت پر راضی تھے جیسے شیاطین اور جھوٹے پرگزی نشین۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں فریق

منزل ۴
آخری ۲۱ ص ۵۹
سوال مقدرہ
ج ۲ ص ۵۹

عذاب جہنم میں شریک ہوں گے۔ ای مہلکاً یشترون فیہ وھو النار روح ج ۵ ص ۵۹، بعض مفسرین کا قول ہے کہ موبق جہنم میں ایک وادی کا نام ہے اور مطلب یہ ہے کہ مشرکین اور معبودین جو اپنی عبادت پر راضی نہیں تھے مثلاً فرشتے، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام، کے درمیان جہنم کی وادی حائل ہو جائے گی اور مشرکین اس میں گرا دیئے جائیں گے۔ وحصل بین اولیاء الکفار و بین المملکۃ و عیسیٰ علیہ السلام ھذا الموبق وھو ذالک الوادی فی جہنم (کبیر ج ۵ ص ۵۹) جب مشرکین اپنے سفارشیوں سے ناامید ہو جائیں گے تو اب ان کے سامنے جہنم کی آگ ہوگی جسے دیکھتے ہی انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس میں گر کر رہیں گے اور اب آگ سے بچ نکلنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ۵۸ یہ زہر ہے، ہم تو تمام انسانوں کی مصلحت اور ان کے فائدے کے لئے واضح اور کھلی مثالیں بار بار بیان کرتے ہیں مگر انسان ان سے فائدہ اٹھانے کے موضع قرآن ف بھی کچھ اور انتظار نہیں رہا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہو دیں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں۔

بجائے کچ بختی اور بدال سے کام لے کر ہدایت سے اور دُور ہو جاتا ہے۔ ۵۹ یہ زجر مع تخیف آخری ہے، القاس سے مشرکین قریش مراد ہیں۔ المراد بہم کفاد قریش۔
روح ج ۵ ص ۱۵۱، اَنْ يُّؤْمِنُوا اس سے پہلے حق مقرر ہے اور اَنْ مصدر یہ ہے اِی من ایسا نہ ہو۔ اِذْ مَنَعَ کے متعلق ہے اور الہدٰی سے قرآن مجید یا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مراد ہیں اور ہدٰی کا اطلاق دونوں پر بطور مبالغہ ہے یعنی وہ سر راہ ہدایت ہیں۔ وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ یہ یُؤْمِنُوا پر موقوف ہے اِلَّا اَنْ تَاْتِیَہُمْ اِلٰہ اس سے پہلے
مستثنیٰ منہ محذوف ای شئی۔ قُبُلًا قبیل کی جمع ہے اور مراد عذاب کی مختلف انواع و اقسام ہیں یہ اَلْعَذَاب سے حال وافع ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جب مشرکین

الکہف ۱۸

۶۶۴

سبحن الذی ۱۵

يَهْتَدُوْا اِذَا اَبَدًا ۵۷ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو

یہ آئیں راہ پر اس وقت کبھی اور تیرا رب بڑا بخشنے والا ہے رحمت

الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا الْعَجَل

والا اگر ان کو پکڑے ان کے کئے پر تو جلد ڈالے

لَهُمُ الْعَذَابُ بَلْ لَهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا

ان پر عذاب پر ان کے لئے ایک عہد ہے کہیں نہ پائیں گے

مِنْ دُوْنِہٖ مَّوْبِلًا ۵۸ وَتِلْكَ الْقُرٰی اَهْلٰکُنَّہُمْ

اس سے ورے سرگ جائے کو جگہ اور یہ سب بستیوں ہیں جن کو ہم نے غارت کیا

لَبَّآ ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمِیْلَکُمْ مَّوْعِدًا ۵۹ وَاِذْ

جب وہ ظالم ہو گئے اور مقرر کیا تھا ہم نے ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ کیا اور جب

قَالَ مُوسٰی لِفَتْنٰہٗ لَا اَبْرَحْ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعِ

کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو ۵۸ میں نہ ہٹوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں

الْبَحْرِیْنَ اَوْ اَمْضٰی حَقْبًا ۶۰ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ

دو دریا یا جلا جاؤں قرون و یا پھر جب پہنچے ۵۹ دونوں دریا کے

بَیْنَهُمَا نَسِیَا حَوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَہٗ فِی الْبَحْرِ

ملاپ تک بھول گئے اپنی پھلی پھر اس نے اپنی راہ کر لی دریا میں

سَرَبًا ۶۱ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتْنٰہٗ اِنَّا

سرگ بنا کر و یا پھر جب آگے چلے ۶۰ کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو لاہلے پاس

غَدَاۗءَنَا لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۶۲

ہمارا کھانا ہم نے پائی اپنے اس سفر میں تکلیف کی

قَالَ اَسْرَیْتِ اِذَا اَوْبٰنَا اِلٰی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ

بولادہ کیا دیکھا تو نے جب ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر کے پاس سو میں

منزل ۴

نہیں کہتے۔ رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں یہ بات تحقیق حق
پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے نب و وحی آئی ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا۔ کی ملاپ۔ پاس۔ اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے موسیٰ
علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو اس کی ملاقات میں تیر ہو۔ علم ہوا کہ ایک پھلی تل کر ساتھ لو جہاں پھلی گم ہو تہاں وہ ملے۔ ۶۱ یہ جوان فرمایا یوشع علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے
خادم خاص تھے پیچھے ان کے دو بیٹے بھی ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ۶۲ وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ سور ہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی پھلی
زندہ ہو کر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں بیٹھ گئی وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰ جاگیں تب ان سے کہوں۔ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے
کہنا بھول گئے۔ ۶۳ حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھے جب مطلوب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھے۔

کے پاس اللہ کی طرف سے ہدایت آگئی تو اللہ کی توحید پر
ایمان لائے، شرک کو ترک کر دیا اور اپنے گزشتہ گناہوں کی اللہ
سے معافی مانگنے سے ان کو دو چیزوں کے سوا کسی چیز نے نہیں
روکا۔ وہ اس انتظار میں رہے کہ یا تو ان سے وہی سلوک
ہو جو پہلے زمانے میں مشرکین اور منکرین انبیاء سے ہوا یعنی
ان کو ہلاک کر دیا جائے اور ان کا استیصال ہو جائے۔
سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ سے یہی مراد ہے۔ المراد بہا الہلاک
بعذاب الاستیصال دروح، یا یہ کہ انہیں
سرے سے ہلاک تو نہ کیا جائے بلکہ زندگی میں عذاب
مذاوندی مختلف صورتوں میں ان پر نازل ہوتا رہے۔
والمعنی انہم لا یقدمون علی الایمان الا عند
نزول عذاب الاستیصال فیہلکوا وان یتواصل
انواع العذاب والبلاء حال بقاءہم
فی الحیوۃ الدنیا وکبریہ ص ۵۱، ۵۲ یہ سوال
مقرر کا جواب ہے مشرکین نے کہا جب ہم نہیں مانتے تو
ہمیں فوری عذاب سے ہلاک کیوں نہیں کر دیا جاتا تو
فرمایا ہم رسول اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ وہ ہمارے احکام
کی تبلیغ کریں ماننے والوں کو خوشخبری سنائیں اور منکرین
کو عذاب سے ڈرائیں تاکہ ان پر ہماری رحمت قائم ہو
جائے اس کے بعد بھی نہ مانیں تو پھر عذاب آئے گا۔
۵۹ یہ کفار مجادلین پر زجر ہے، بالباطل میں
باسبیہ ہے اور باطل سے شبہات واسبہ لشکوک بالطلہ

موضع قرآن

۱۔ اوپر ذکر ہوا تھا کہ کافر اپنی دنیا پر مغرور و مغرور مسلمانوں
کو ذلیل سمجھ کر حضرت سے چاہتے تھے کہ ان کو اپنے پاس نہ
بٹھائیں تو ہم پیچھے ہیں، اسی پر دو بھائیوں کی کہاوت بیان کی
اور املیس کا خطاب ہونا اپنے غرور سے اب قصہ فرمایا موسیٰ
اور خضر کا کہ اللہ کے لوگ اگر بہتر ہوں تو آپ کو کسی سے بہتر

نہیں کہتے۔ رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں یہ بات تحقیق حق
پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے نب و وحی آئی ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا۔ کی ملاپ۔ پاس۔ اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے موسیٰ
علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو اس کی ملاقات میں تیر ہو۔ علم ہوا کہ ایک پھلی تل کر ساتھ لو جہاں پھلی گم ہو تہاں وہ ملے۔ ۶۱ یہ جوان فرمایا یوشع علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے
خادم خاص تھے پیچھے ان کے دو بیٹے بھی ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ۶۲ وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ سور ہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی پھلی
زندہ ہو کر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں بیٹھ گئی وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰ جاگیں تب ان سے کہوں۔ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے
کہنا بھول گئے۔ ۶۳ حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھے جب مطلوب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھے۔

کی بھی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ مَوْعِدًا جائے پناہ اور
جائے فرار، وَتِلْكَ الْقُرَىٰ اِلَیْہِ کا اشارہ محسوس مبقر
کی طرف نہیں بلکہ معبود فی الذہن کی طرف ہے اور الْقُرَىٰ
سے پہلے مضامین مقرر ہے اِی اهل القرى اور اس
سے مراد عادی و مشرور اور قوم لوط ہے۔ ان اقوام کی تباہی کی
واستنائیں عرب میں معروف و معلوم تھیں اس لئے انہیں
بمجزئہ محسوس قرار دے کر تِلْكَ سے ان کی طرف اشارہ
فرمایا۔ وَالْاِشَارَةُ لَتَنْزِيلِہِمْ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُونَ مَازِلَہِمْ
درجہ ۵ اصل ۳، اہل بدعت ما نقول فی ہذا الرجل
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں حاضر و ناظر ہونے
پر استدلال کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت سے ان کا استدلال
باطل ہو جاتا ہے کیونکہ مشار الیہ کے لئے محسوس مبصر ہونا ضروری
نہیں۔ جس طرح تِلْكَ الْقُرَىٰ میں تِلْكَ سے معبود فی الذہن
بستیوں کی طرف اشارہ ہے اسی طرح ہذا الرجل میں بھی
معبود فی الذہن کی طرف ہی اشارہ ہے۔ مَوْعِدًا یعنی
وقت معین، مطلب یہ کہ ان قوموں نے جب ظلم کیا، شرک
و کفر اور بدعملی سے باز نہ آئے تو ہم نے ایک معین وقت میں
جو ان کی ہلاکت کے لئے مقرر تھا ان کو ہلاک کر دیا۔ اویہما
عذاب مقررہ وقت سے ایک پہل بھی مقدم یا مؤخر نہیں ہوا۔

جوابِ شبہہ ثالثہ

۶۲۴ یہ تیسرے شبے کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن حضرت خضر علیہ السلام تو غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو امور غیبیہ بتائے تھے۔ اس شبہ کا جواب واقعہ کے آخر میں دیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے خود اعتراف کیا تھا کہ ان امور کا ان کو کوئی علم نہیں تھا۔

انہیں ان باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا
 ان مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خادم تھا اور ان
 اور کچھ فارس مراد ہیں جیسا کہ حضرت مجاہد اور قتادہ سے منقول
 شرطی ج ۱ ص ۱۵۰ روح ج ۵ ص ۳۱۲، حَقِیْبُ اسْمِ مُفْرَد ہے
 یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں، اور یک تم کو ہے
 یا کے من میں۔

الكهف ۱۸

نَسِيتُ الْحُوتَ زَوْماً أَنَسْنِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ

بھول گیا مچھلی اور یہ مجھ کو پھلا دیا شیطان ہی نے

أَنْ أَذْكَرُهُ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ

کہ اس کا ذکر کروں اور اس نے کہہ لیا اپنا رستہ دریا میں

عَجَبًا ۖ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبِغُ ۚ فَارْتَدَّ ۚ

عجیب طرح کہا۔ یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پھرے

عَلَىٰ أَثَرِهَا قَصَصًا ﴿٦٣﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا

اپنے پیسے پہچانتے پھر پایا ایک بندہ

مَنْ عِبَادَنَا أَتَيْنَهُ رَحْمَةٌ مِّنْ عِنْدِنَا وَ

ہماتے بدول ہیں کا تھے بس لودی ملی ہم نے رمت اپنے پاس سے اور

عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عَلِيمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهُ مُوسَى

سَمَاءُ سَمَاءُ سَمَاءُ سَمَاءُ سَمَاءُ سَمَاءُ سَمَاءُ سَمَاءُ سَمَاءُ سَمَاءُ

کچھ تو تیرے ساتھ رہوں اس بات پر کہ مجھ کو سکھائے کچھ جو تجھ کو سکھائی ہے

شَدًّا ۞ قَالَ إِنِّي لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۞ تَسْتَطِيعُ مَعِ

بھلی راہ بولا تو نہ ٹھہر کے گا میرے ساتھ

صَبْرًا ۖ ﴿٦٤﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ

اور کیونکہ خیرے گا ۵۶ دیکھ کہ اس چیز کو

تَحِطْ بِهِ خَيْرًا ۞ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ

کہ تیرے قابو میں نہیں اس کا سمجھنا

سَاءَ اللَّهُ صَاحِبِ رَأْوٍ أَوْ رَاحِطِي لَكَ أَمْرًا ١٩

اللہ نے چاہا، مجھ کو صبر کرنے والا اور نہ ممالوں کا میرا کوئی حکم

منزل ۴۴

اور انہوں نے جو کچھ بھی کیا اللہ کے حکم سے کیا تھا وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ أَمْرِي۔ لِفَتْنَةٍ مُفْتَنِي (دو جوان) سے یوشع بن نون مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خادم تھا اور ان سے علم حاصل کرتا تھا، اس سفر میں وہ ان کے ہمراہ تھا۔ مجمع البحرین، دودریاؤں کے ملنے کی جگہ، دودریاؤں سے بحرِ روم اور بحرِ قارس مراد ہیں جیسا کہ حضرت مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے۔ وجمع البحرین قال مجاہد وقتادہ هو مجمع بحرف قارس و بحر الروم (بحر ۶ ص ۲۷۲۔ قرطبی ج ۱ ص ۱۱۷۔ روح ج ۵ ص ۱۷۷) حُقب اسم مفعول ہے موضع قرآن و وہ بندہ خضر نفاع کرسبب پوچھا آئے گا۔ موسیٰ نے بتایا۔ خضر نے کہا تم کو اللہ نے تربیت فرمائی۔ پر بات یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں، اور یہ تم کو ہے مجھ کو نہیں، ایک چیز یاد رکھا دی دریا میں سے پانی پیتی۔ کہا سارا علم سب خلق کا اللہ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا دریا میں سے چڑیا کے منہ میں۔

فتح الرحمن و یعنی خضر علیہ السلام را یافتند ۱۲۔

اس کی جمع اَحْقَابٌ اور اَحْقَابٌ ہے حضرت ابن عباسؓ اور کئی مفسرین سے منقول ہے کہ حَقَب کے معنی مطلق زمانے کے ہیں یعنی زمانِ مبہم اور غیر محدود و مراد زمانِ طویل یعنی مذہب و المعنی حتیٰ یقع اما بلوغی المجمع او مصطفیٰ حقبا ای سیرت ذمان طویلا یعنی یا تو میں مجمع البحرین میں پہنچ جاؤں گا یا مدتوں چلتا رہوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس سفر کا باعث یہ ہوا جیسا کہ مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کون سا بندہ تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا تو مجھے ہر وقت یاد رکھتا ہوا اور کبھی نہیں بھولتا۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے اچھا قاضی کون ہے؟ فرمایا جو جمع فیصلہ

الکہف ۱۸

۶۶۶

سبحن الذی ۱۵

قَالَ فَإِنْ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ

شَيْءٍ حَتَّىٰ أَحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝۴۰

فَإِنْ طَلَقْتُكَ حَتَّىٰ إِذَا رَكِبْتَ فِي السَّفِينَةِ

خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخْرِقْهَا لِتَغْرُقَ أَهْلَهَا ۖ

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أَمْرًا ۝۴۱ ۖ قَالَ أَلَمْ

أَقُلْ لَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝۴۲

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا

تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرٍ عَسِرًا ۝۴۳ ۖ فَإِنْ طَلَقْتُكَ

حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَاعُلْمًا فَقْتَلَهُ ۖ قَالَ أَقْتَلْتُ

نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ۖ لَقَدْ جِئْتَ

شَيْئًا مُّكَرَّمًا ۝۴۴

۝۴۵

۝۴۶

۝۴۷

۝۴۸

۝۴۹

۝۵۰

۝۵۱

۝۵۲

۵۶۱

پہلا واقعہ ۱۲
دوسرا واقعہ ۱۳

کرے اور خواہش نفس کی پیروی نہ کرے۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ ارشاد فرمایا جو لوگوں سے ان کا علم حاصل کر کے اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے، اس خیال سے کہ اسے کوئی ایسی بات بل جائے جس سے وہ راہنمائی حاصل کرے یا وہ اپنے کو ہلاکت سے بچائے، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ اگر تیرے بندوں میں کوئی بندہ تجھ سے بڑا عالم ہے تو مجھے اس کا پتہ بتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ سے زیادہ عالم ہمارا بندہ حضرت یونسؑ جو مجمع البحرین میں رہتا ہے، تم ایک ٹھیلی تل کر توشہ دان میں رکھ لو اور مجمع البحرین کی طرف روانہ ہو جاؤ جہاں ٹھیلی گم ہو جائے سمجھ لو کہ ہمارا بندہ وہیں رہتا ہے۔ دیکھو ۵۶۱ روح ۵۵۱ ص ۱۲۱۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہم سفر یوشع دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو وہاں ایک پتھر کے سایہ میں سستانے کے لئے ایک گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سو گئے اور حضرت یوشع بیدار تھے اسی اثنا میں انہوں نے دیکھا کہ ٹھیلی توشہ دان میں حرکت کرنے لگی یہاں تک کہ اس سے نکل کر دریا میں داخل ہو گئی حضرت یوشع نے سوچا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت آرام کی نیند سے بیدار نہ کریں جب وہ خود اٹھیں گے نہیں حقیقت حال سے آگاہ کر دوں گا۔ فی البحر ۵۵۱ ص ۱۲۱ ٹھیلی نے دریا میں اپنا راستہ بنالیا اور اس میں گھس گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ٹھیلی کے بارے میں پوچھنا یا نہ پوچھنا اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں تھے۔ ۵۶۱ جب دونوں مجمع البحرین سے آگے نکل گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس سفر سے بہت تھک گئے ہیں اب کھانا لاؤ نصبا تحب یعنی ٹھکانا اور تکلیف۔ قَالَ أَدْعَيْتَ اِلَيَّ سَاقِي كَوَابِغِي كَاوَانِقِهِ يَدَايَا اور اس نے جواب میں کہا کہ جب ہم نے پتھر کے سایہ میں آرام کیا تھا، اس وقت وہ ٹھیلی عجیب

معجزانہ طور پر زندہ ہو کر توشہ دان سے نکل کر دریا میں گھس

گئی تھی مگر آپ سے اس کا حال بیان کرنا بھول گیا۔ قَالَ ذٰلِكَ اِلٰہُ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہماری منزل مقصود کی یہی تو علامت تھی چنانچہ وہیں سے اٹھے پاؤں واپس

ہوئے۔ قَصَصًا یہ مصدر ہے اور قَصَصَ کا مفعول مطلق ہے۔ اِی یَقْصُتَانِ قَصَصًا یا مصدر یعنی اِسم فاعِل اِدَّتْ اِک کے فاعل سے حال ہے یعنی اپنے پاؤں کے نشان

دیکھتے ہوئے واپس مڑے جہاں سے ٹھیلی دریا میں داخل ہوئی جب وہاں پہنچے تو قریب ہی جزیرہ میں حضرت علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

موضع قرآن توڑا کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ ۵۶۱ یہ پہلا پوچھنا حضرت موسیٰ سے بھول کر ہوا اور دوسرا قرار کرنے کو اور تیسرا رخصت کو۔ ۵۶۱ سقری یعنی بے گناہ جب تک

لشکا بالغ نہ ہو اس پر کچھ گناہ نہیں، ایک گاؤں پاس لو کے کھیتے تھے ایک لڑکے کو مار ڈالا۔ اور چل کھڑے ہوئے۔

منزل ۴

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝۵

بولا میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو نہ مجھ کے ساتھ

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَ هَٰذَا فَلَا تُصِيبْنِي ۝۶

کہا اگر تجھ سے پوچھوں کوئی چیز اس کے بعد تو مجھ کو نہ رکیجھو

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا ۝۷

تو امار چکا میری طرف سے الزام پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب

اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةٍ لَّسْتَطِعَا اَهْلُهَا فَاَبَوْا اَنْ

پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں تک کہ کھانا چاہا وہاں کے لوگوں سے انہوں نے زمانا کہ

يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدَانِ يَنْقُصَ

ان کو مہمان رکھیں پھر پانی وہاں ایک دیوار جو گرا چاہتی تھی

فَاَقَامَهُ ۝۸

اس کو سیدھا کر دیا بولا موسیٰ اگر تو چاہتا تو لے لیتا اس پر مزدوری دل

قَالَ هَٰذَا اِفْرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ سَاَنْبُتُكَ بِتَاوِيلٍ

کہا اب جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ اب جلائے دیتا ہوں تجھ کو پھیر

مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝۹

ان باتوں کا جس پر تو صبر نہ کر سکا وہ جو کشتی تھی تھے سو

مَسْكِينٍ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَارَدَتْ اَنْ اَعِيْبَهَا وَ

چند محتاجوں کی جو محنت کرتے تھے دریا میں سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈالوں

كَانَ وَرَاءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝۱۰

اور ان کے پیچھے تھا ایک بادشاہ جو لے لیتا تھا ہر کشتی کو چھین کر

وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ ابْنُ مَوْلَانِ فَاَنْجَيْنَاهُ اَنْ

اور وہ جو لڑکا تھا سو اس کے ماں باپ تھے ایمان والے پھر ہم کو ان کی نجات دلائی

غیب دان تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں حضرت خضرؑ کی جگہ معلوم ہوتی اور وہ اس جگہ سے آگے نہ نکل جاتے۔ ۱۸ اس بندے سے قول مختار کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام مراد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے تکوینیات کا وہ علم عطا فرمایا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہیں تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم شراعیع حاصل تھا جو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس نہیں تھا، چنانچہ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت خضر نے کہا یھوسیٰ انا علی علم علمنی اللہ لا تعلمہ انت وانت علی علم علمک اللہ لا اعلمہ انا (کبیر ج ۲ ص ۲۲۲) حضرت خضر کے بارے میں بعض نے لکھا ہے کہ وہ فرشتہ تھا، بعض نے کہا ہے وہ ولی تھے، لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ نبی تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر خود قرآنی قرائن شاہد ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا رَحْمَتٍ سَ مَراد وحی اور نبوت ہے اور یہ تعبیر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ہی اختیار کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا یَقُوْمُ اَدَاٰیْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰیٰ بَیِّنَةٍ مِّنْ شَرِّیْ وَ اَتَيْنٰی رَحْمَةً مِّنْ عِندِیْ (سورہ ہود رکوع ۲) اور دوسری جگہ حضرت صالح علیہ السلام کا قول نقل فرمایا یَقُوْمُ اَدَاٰیْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰیٰ بَیِّنَةٍ مِّنْ رِّبِّیْ وَ اَتٰیْنٰی مِنْهُ رَحْمَةً (سورہ ہود رکوع ۶) ان آیتوں میں رَحْمَةً سے مراد وحی اور نبوت ہے۔ وَالْجِبْهَ مَوْرَعًا اَنْهَآ الْوَحٰی وَالنَّبُوۃ وَقَدْ اَطْلَقْتَ عَلٰی ذٰلِكَ فِی مَوَاضِعٍ مِّنَ الْقُرْآنِ (روح ج ۱۵ ص ۲۷۷)۔

دوم یہ کہ معصوم بچے کے قتل کا واقعہ بھی شاہد ہے کہ وہ نبی تھے کیونکہ ولی ہونے کی صورت میں بچے کو قتل کرنے کا اشارہ زیادہ سے زیادہ کشف و الہام پر مبنی ہو سکتا ہے اور ولی کا کشف یا الہام ظنی چیز ہے اس سے قطع اور یقین کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا، اس لئے کشف یا الہام کے اشارے سے ایک معصوم بچے کا قتل جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ نبی تھے اور انہیں بچے کو قتل کرنے کا حکم وحی کے ذریعہ ہوا تھا یا کشف و الہام سے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا کشف اور الہام بھی وحی کی طرح قطعی ہوتا ہے۔

حیات خضر علیہ السلام

علماء میں اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں۔ بعض علماء اور صوفیہ کا خیال ہے کہ وہ زندہ ہیں، لیکن جمہور علمائے اُمت اور محققین صوفیائے ملت کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی وفات پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے فرود آئے عید لیا تھا کہ وہ اپنے بعد آنے والے سر نبی کی تصدیق کریں اور اگر اس کا زمانہ پائیں تو اس کی مدد کریں اور اس کا ساتھ دیں، جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَ لَآ اَخَذَ اللّٰهُ مِثَاقَ النَّبِیِّیْنَ اَنْ یَّبْعَثُوْا مِنْکُمْ نَحْوًا مِّنْکُمْ لَعَلَّہُمْ یَعْلَمُوْنَ (سورہ ابراہیم رکوع ۱۲) اور حضرت خضرؑ نے اس پر رضیٰ تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ پر ایمان لاتے اور میدان جنگ میں آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے، آپ کی اقتدار میں نمازیں پڑھتے، جمعہ میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے عمر کی نماز میں یا کسی میدان جہاد میں ان کے حاضر ہونے کا کوئی ذکر انہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں بھی زندہ نہیں تھے۔

موضح قرآن ول یعنی گاؤں کے لوگوں نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ بھائی کریں ان کی دیوار مفت بنائی کیا ضروری تھی۔ و اب کی بار موسیٰ نے جان کر پوچھا رخصت ہونے کو مجھ لیا کہ یہ علم میرے دھب کا نہیں حضرت موسیٰ کا علم وہ تھا جس میں خلق پیروی کرے تو ان کا بھلا ہو۔ حضرت خضر کا علم وہ کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آدے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ زندہ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا وہ کس طرح زندہ ہو سکتے ہیں۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تھوڑا سا پہلے فرمایا تھا۔ لا یبقی علی رأس المائۃ من ہوا الیوم علی ظہر الارض احد یعنی اس وقت جو انسان زمین پر ہیں سو سال تک ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔

امام ابن تیمیہ نے فرمایا کہ اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان پر فرض تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ سے علم قرآن حاصل کرتے اور آپ کے ہمراہ جہاد

قال الحدیث

۶۶۸

الکھف ۱۸

يُرْهِقُهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝ فَآرَدْنَاهُ أَنْ يُبَدِّلَهُمَا

ان کو عاجز کر دے زبردستی اور کفر کر کے پھر ہم نے چاہا کہ بدل دے ان کو

رَبُّهُمَا خَيْرٌ أَمْنَهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رَحْمًا ۝ ۱۸

ان کا رب بہتر اس سے پاکیزگی میں اور نزدیک تر شفقت میں ہے اور وہ جو

الْجِدَارِ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ

دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں اور اس

تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَآرَادَ

کے نیچے مال گڑھا تھا ان کا اور ان کا باپ تھا نیک پھر چاہا

رَبُّكَ أَنْ يُبَدِّلَا أَسَدَهُمَا وَيُخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۝

تیرے رب نے کہ پہنچ جائیں اپنی جوانی کو اور نکالیں اپنا مال گڑھا ہوا

رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ

مہربانی سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے بلکہ یہ ہے

تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝ ۱۹

پھر ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا اور تجھ سے پوچھتے ہیں

عَنْ ذِي الْقُرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْ ذِكْرٍ ۝ ۲۰

۲۰ ذوالقرنین کو کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اس کا کچھ احوال

إِنَّا مَكِّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَاتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ہم نے اس کو جمایا تھا ملک میں ۲۰ اور یہ دیا تھا ہم نے اس کو ہر چیز کا

سَبَبًا ۝ ۲۱ فَاتَّبَعَ سَبَبًا ۝ ۲۲ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ

سامان پھر پیچھے پڑا ایک سامان کے وہ یہاں تک کہ جب پہنچا سوچ دینے کی جگہ

الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ ۚ وَوَجَدَ

پایا کہ وہ ۲۱ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں ۲۲ اور پایا

میں شریک ہوتے۔ اسی طرح امام ابراہیم بن اسحاق حربی امام شرف الدین محمد بن ابی الفضل مرسی، امام علی بن موسیٰ رضا اور ابوالحسن بن المنادی رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ درود المعانی ج ۱۵ ص ۲۲، رائی یہ بات کہ بہت سے اولیاء اللہ کو حضرت خضر علیہ السلام کی حالت بیداری میں زیارت نصیب ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ وہ زندہ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے ان کی حیات پر استدلال صحیح نہیں ہو۔ کیونکہ جیسا کہ بعض کالمین اور محققین صوفیائے فرمایا ہے، حضرت خضر کی زیارت عالم دنیا کی چیز نہیں بلکہ اس کا تعلق عالم مثال سے ہے، یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی مثالی صورت بعض کالمین کو بیداری کی حالت میں نظر آتی ہے، چنانچہ حضرت شیخ صدر الدین اسحاق قولوی اپنی کتاب تبصرة المبتدی و تذکرة المنتہی میں فرماتے ہیں۔ ان وجود المخصر علیہ السلام فی عالم المثال درود ج ۱۵ ص ۲۲، جب حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے ان کا مقصود علم حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ رہنے کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ میرے علم کا تعلق تکوینیات سے ہے جس پر تم حاوی نہیں ہو اس لئے تم میرے ساتھ رہ کر میرے کاموں کو صبر و ضبط سے نہیں دیکھ سکو گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر و ضبط سے کام لینے اور ہر امر میں فرمانبرداری کرنے کا وعدہ کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میرے کسی کام پر اعتراض نہ کرنا جب تک کہ اس کی حقیقت میں خود بیان نہ کر دوں۔ اس سے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غیب دان ہونے کی نفی ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی چیزوں کا علم ان کو نہیں تھا حضرت موسیٰ

موضع قرآن

ول یعنی اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بد راہ ہوتا اس کے ماں باپ

اس کے ساتھ خراب ہوتے، بعض آدمی کی بنیاد بڑی پختی ہے اور بعض کی بھلی، جیسے کڑی کھیر کوئی بیٹھا پڑا، کوئی کڑوا، اگرچہ ہل میں ککڑی ٹھہرا ہے اسی طرح آدمی کی بنیاد بھی اصل میں بہتر ہے، بگڑ کر کوئی پھل کڑوا نکلتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے۔ پیغمبر نے فرمایا ہر آدمی کی بنیاد مسلمان پر ہے یہی معنی سمجھنا چاہئیں۔ ول اسی ماں باپ کے گھر پیچھے ایک بیٹی ہوئی، ایک نبی سے بیابانی لگی اس سے ایک نبی پیدا ہوا جس سے ایک امت قائم ہوئی۔ ول یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضروری ہے اس پر مزوری نہیں یعنی، آگے قصہ فرمایا ذوالقرنین بادشاہ کا یہ بھی یہود کے سکھائے سے لے کے لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے آ زمانے کو جیسے اصحاب کہف کا قصہ، ول اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہیں اس واسطے کہ دنیا کے دونوں سرے پر پھیر گیا تھا مشرق اور مغرب پر، بعضے کہتے ہیں یہ لقب سکندر کا، بعضے کہتے ہیں کوئی بادشاہ پہلے گذرا ہے۔ ول یعنی انجام کرے گا سفر کا۔

فتح الرحمن ول یعنی بحسب مرد ماں ۱۲۔

منزل ۴

علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ تین واقعات پیش آئے، تینوں سے یہ بات عیاں ہے۔ ۶۶۹ یہ پہلا واقعہ ہے، دورانِ سفر وہ کشتی میں سوار ہوئے حضرت خضر نے کشتی کا ایک تختہ توڑ دیا جس سے اس میں بڑا سا شگاف پڑ گیا، شرعی طور پر بظاہر یہ حرکت ناجائز تھی اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نہ رہا گیا۔ اور انہوں نے کہا کہ تم نے یہ کیا ناجائز حرکت کی ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے جو کہا تھا کہ تم ضبط سے کام نہیں لے سکو گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھول کا عذر کیا اور کہا کہ بھول کے بارے میں مجھ پر تنگی نہ کیجئے۔ ۶۷۰ یہ دوسرا واقعہ ہے جب کشتی سے اتر کر آگے چلے تو ایک لڑکا ملا

حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بول اُسٹھے کہ تم نے ایک محصوم اور بے گناہ بچے کو قتل کر کے بہت برا فعل کیا ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے پھر ان کو ان کا سابقہ عہد یاد دلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا، اب اگر میں تم پر اعتراض کروں تو بیشک آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں کیونکہ آپ کے پاس مجھے جدا کرنے کا معقول عذر ہوگا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ مقتول چھوٹا لڑکا نہیں تھا بلکہ نوجوان آدمی تھا اور غلہ کے معنی نوجوان کے بھی آتے ہیں۔ وَقِيلَ كَانَ بِالْغَاشِبَاءِ (روح ج ۱۵ ص ۳۳) وَقِيلَ كَانَ رَجُلًا (خازن جلد ۳ ص ۲۸) ۶۷۱ یہ تیسرا واقعہ ہے، دونوں ایک گاؤں میں پہنچے، بھوک لگ چکی تھی اس لئے گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا مگر انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو بہت پرانی تھی اور ایک طرف تھکی ہوئی تھی گویا کہ گرنا چاہتی ہے حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار درست کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ گاؤں والوں نے کھانا تو ان کو کھلایا نہیں، دیوار بنانے کی مزدوری ہی سے لی ہوئی، یہ بات انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہہ دی۔ اس پر انہوں نے کہا بس اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آ گیا ہے اور اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ ان تینوں واقعات کی حقیقت کیا ہے جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم ان کو دیکھ کر صبر و ضبط سے کام نہیں لے سکے۔ ۶۷۲ یہ پہلے واقعہ کی حکمت ہے، حضرت خضر نے کہا،

الکھف ۱۸

۶۶۹

قال المد ۱۲

عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا يَذَّالِقَرَيْنِ إِمَّا أَنْ تَعَذَّبَ

اس کے پاس لوگوں کو ف... ہم نے کہا اے ذوالقرنین... یا تو تو لوگوں کو تکلیف دے

وَأَمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۱۶۶ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ

اور یا... ان میں خوبی... بولا جو کوئی ہو گا بے انصاف

فَسَوْفَ نَعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا

سو ہم اس کو سزا دینگے پھر لوٹ جائے گا اپنے رب کی طرف وہ عذاب دینگے جس کو پورا

شُكْرًا ۱۶۷ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءٌ

عذاب اور جو کوئی یقین لایا اور کیا اس نے بھلا کام سوا اس کا بدلہ

بِأَحْسَنِ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۱۶۸ ثُمَّ اتَّبَعَ

بھلائی... اور ہم تم کو اپنے کام میں آسانی دینگے پھر لگا ایک

سَبَبًا ۱۶۹ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ

سامان کے پیچھے... یہاں تک کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ پہنچا اس کو کہ نکلتا ہے

عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ يَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سَبِيلًا ۱۷۰ كَذَلِكَ

ایک قوم پر کہ نہیں بنایا ہم نے ان کے لئے آفتاب سے دوسرے کوئی حجاب... یوں ہی ہے

وَقَدْ أَحْطَيْنَا بِالذِّبْرِ خَبْرًا ۱۷۱ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا ۱۷۲

اور ہم نے ان کی خبر سے اس کے پاس کی خبر... پھر لگا ایک سامان کے پیچھے

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا

یہاں تک کہ جب پہنچا دو پہاڑوں کے بیچ... پہنچے ان سے دوسرے ایسے لوگ

لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۱۷۳ قَالُوا يَذَّالِقَرَيْنِ

جو لگتے نہیں... کہ ہمیں ایک بات... بولے اے ذوالقرنین

إِنْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ

یہ یا جوج اور ما جوج... دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو تو کچھ

موضح قرآن

ذوالقرنین کو شوق ہوا کہ دیکھے دنیا کی سنی کہاں تک بستی ہے سو مغرب کی طرف اس جگہ پہنچا کہ دزل تھا، نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا، اللہ کے ملک کی حد نہ پاسکا۔ اس کو یہ کہا یعنی دونوں بات کی قدرت دی، ہر بادشاہ کو ہر عالم کو قدرت ملتی ہے، چاہے وہ خلق کو ستا دے، چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری رکھے۔ اس عالم جو عادل ہو اس کی ہی راہ ہے، بیروں کو سزا دے بُرائی کی، اور بھلوں سے نرمی کرے اس نے یہ بات کہی۔ یعنی یہ چال اختیار کی۔ اس یعنی اور سفر کا سر انجام کیا۔ شاید وہ لوگ جنگلی سے ہوں گے کہ گھر بنانا اور چھت ڈالنا ان میں دستور نہ ہوگا۔ اس تاریخ والے شاید اس جگہ کچھ اور کہتے ہوں اور فی الحقیقت اتنا ہے جو فرمایا۔ اس یعنی کسی کی بولی نہ ملتی تھی اور دو آڑ دو پہاڑ تھے اس ملک میں اور یا جوج یا جوج کے ملک میں وہی اٹکاؤ تھے ان پر چڑھائی نہ تھی مگر بیچ میں کھلا تھا ایک گھاٹا اس راہ سے یا جوج یا جوج آتے اور لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے۔

فتح الرحمن ۱۲ وایں کنایت است از قدرت او بریں دوزکار ۱۲۔

اس کشتی کے مالک بہت غریب اور مسکین تھے اور یہی کشتی ان کا ذریعہ معاش تھی، وقت کا بادشاہ زبردست تھا جو ہم اچھی اور بے عیب کشتی جبراً چھین لیتا تھا اس لئے میں نے اس کشتی کو توڑ کر عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اسے چھین نہ لے۔ **وَأَمَّا الْغُلَامُ** یہ دوسرے واقعہ کی حکمت ہے، یعنی میں نے اس غلام (لڑکا یا نوجوان) کو اس لئے قتل کیا کہ وہ بدکردار اور کافر ہونے والا تھا یا وہ بالفعل بدکردار اور کافر تھا لیکن اس کے والدین نیک اور صالح تھے اور مومن تھے تو ہمیں اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر وہ زندہ رہا تو کفر اور سرکشی سے ان کو تنگ کرے گا۔ اس لئے ہم نے ارادہ کیا کہ

انکہف۱۸

۶۷۰

قال الحدیث

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَٰی اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ

تو ہم مقرر کر دیں تیرے واسطے کچھ محصول اس شرط پر کہ بنائے تو ہم میں اور ان میں

سَدًّا ۹۳ قَالَ مَا مَكْنٰی فِیْهِ رَبِّیْ خَبِرْ فَاَعِیْنُوْنِیْ

ایک آٹھ بولا جو مقدور دیا مجھ کو اسے میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری

بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا ۹۵ اَتُوْنِیْ زَبِرٌ

مخت میں بنا دوں نہ تھکے ان کے بیچ میں ایک دیوار مونی ف لاؤ مجھ کو تختہ

الْحَدِیْدُ حَتّٰی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ

لوہ کے پہاڑ تک کہ جب برابر کر دیا دونوں پہاڑوں تک پہاڑ کی کہا

اَنْفُخُوْا حَتّٰی اِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ اَتُوْنِیْ اُفْرِغْ

دھونکو پہاڑ تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لاؤ میرے پاس کڑاؤں

عَلِیْهِ قَطْرًا ۹۶ فَمَا اسْطَاعُوْا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا

اس پر گھلا ہوا تانہا پھر نہ چڑھ سکیں اس پر سہم اور نہ

اَسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۹۷ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَبِّیْ

کر سکیں اس میں سوراخ نہ بولا یہ ایک مہربانی ہے میرے رب کی

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهُ دَكَّآءً ۹۸ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ

پھر جب آئے وعدہ میرے رب کا وہ اس کو ڈھاکر اور بے وعدہ میرے رب کا

حَقًّا ۹۸ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَئِذٍ یَّسُوجٌ فِیْ بَعْضٍ

سجھا وہ اور چھوڑ دینگے ہم خلق کو سہم اس دن ایک دوسرے میں گتے

وَلَفَّحْنَا فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنَهُمْ جَمْعًا ۹۹ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ

اور چھوٹک ماریں گے سہم صورتیں پھر جمع کر لائینگے ہم ان کو کوٹ اور دکھلا دینگے ہم دوزخ

یَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِیْنَ عَرْضًا ۱۰۰ اِنَّ لِّذِیْنَ كَانَتْ اَعِیْنُهُمْ

اس دن کافروں کو سامنے جن کی آنکھوں پر تھم

اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے اس سے اچھا فرزند عطا کرے جو دین داری کے اعتبار سے اور والدین پر شفقت اور مہربانی کے لحاظ سے اس سے کہیں زیادہ بہتر ہو۔ **وَأَمَّا الْغُلَامُ** یہ تیسرے واقعہ کی حکمت ہے یہ دیوار دو نیمیم بچوں کی تھی جن کا باپ بہت نیک تھا، اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا۔ اگر دیوار گر جاتی تو خزانہ ظاہر ہو جاتا جسے لوگ لوٹ کر لے جاتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ دونوں بچے بڑے ہو کر اپنا خزانہ اپنے استعمال میں لائیں اس لئے مجھے دیوار درست کرنے کا حکم دیا۔ **سَدًّا** ان تینوں حادثوں میں میں نے جو کچھ کیا ہے۔ اپنی مرضی اور اختیار سے نہیں کیا اور نہ ان باتوں کا مجھے بذات خود علم تھا بلکہ ان باتوں کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا اور میں نے جو کچھ کیا ہے سب اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ ہے ان واقعات کی اصل حکمت اور حقیقت جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم صبر و ضبط سے کام نہ لے سکے۔ **وَمَا فَعَلْنٰهُ عَنَّا اَمْرًا** ای عن رابی واجتہادی (روح ج ۱۶ ص ۱۷) یہ تیسرے شبہ کا اصل جواب ہے۔

سَدًّا

موضع قرآن

ولا یعنی آپس میں باچھ ڈال کر کچھ مال جمع کر دیں اس کو دیکھا بادشاہ صاحب فوج و اسباب و صاحب حکم ہانا اس سے یہ کام ہو سکے گا۔ یا جوج ماجوج عرب کی زبان میں نام ہے ایک قوم کا دو دادوں کی اولاد، ایک یا جوج ایک ماجوج نہیں معلوم کہ اس ملک میں ان کا نام کیا تھا ترکوں کے ملک سے لگتے تھے اور قوم میں ترکوں کے بھائی تھے۔ **ولا** یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی محنت کرو۔ **ولا** اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر

ایک دھرتا گیا کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا پھر تانہا پگھلا کر اس کے اوپر سے ڈالادہ درزوں میں بیٹھ کر جم گیا۔ سب بل کر ایک پہاڑ سا ہو گیا۔ ہمارے پیغمبر آپس ایک شخص نے کہا میں سد تک گیا ہوں اور اس کو دیکھا ہے فرمایا اس کی طرح بیان کر۔ اس نے کہا جیسے چارغانہ کی لنگی فرمایا تو سچا ہے وہ لوہے کے تختے سیاہ لگتے ہیں اور درزوں میں لکیر تانے کی سرخ۔ **ولا** ان میں ایسا بادشاہ صاحب عزم و صاحب حکومت اس کام پر لگنا نہیں اور مخمورے لوگوں سے ہونہیں سکتا۔ **ولا** حضرت کے وقت میں روپے برابر سوراخ اس میں پڑ گیا اور حضرت عیسیٰ کے وقت ان کے نکلنے کا وعدہ ہے سب دنیا کو لڑائی سے عاجز کریں گے آسمان پر تیر چلا دیں گے وہ لہو بھرے آویں گے آخر حضرت عیسیٰ کی بددعا سے ایک بار سارے مریہیں گے ذوالقرنین ایسی حکم دیوار پر بھی منتظر تھا کہ آخر یہ بھی فنا ہوگی، نہ جیسے وہ باغ والا اپنے باغ پر مغرور۔ **ولا** یعنی یہ قیامت کے دن ہوگا جو رب کا وعدہ ہے۔

فتح الرحمن **ولا** یعنی نزدیک شود قیامت ۱۲۔

شبہ رابعہ کا جواب

۱۷۷ یہ چونکہ شبہ کا جواب ہے، شبہ یہ تھا کہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قدرت اور طاقت عطا فرمائی تھی جیسا کہ خود قرآن میں بھی فرمایا۔ اِنَّا مَكَّنَّا

لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا
اس پر شبہ ہوتا تھا کہ ذوالقرنین متصرف فی الامور
تھا تو اس کا جواب دیا کہ اس کو جو طاقت دی گئی تھی
وہ صرف ظاہری اسباب کے تحت تھی اور وہ بھی
بقدر ضرورت، لیکن مافوق الاسباب امور میں سے
وہ کسی چیز پر قادر نہیں تھا اور اسباب ظاہری کو اعتبار
سے بھی ہر طرف سے عاجز آگیا۔ مشرق میں بوجہ گرمی اور
مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں باجورج
ماجورج کی وجہ سے۔ یَسْأَلُونَكَ عَنْ آيَاتِ سُبْحَانَ
کرتے ہیں بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کے
بارے میں بھی آپ سے سوال کیا گیا تھا جس کے جواب
میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور اگر واقعہ میں سوال نہیں
ہوا تو مطلب یہ ہو گا وَاِنْ يَسْأَلُوكَ عَنِ آيَاتِ
سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کریں تو آپ اس
کا یہ جواب دیں۔ ۱۷۷ ہم نے اس کو زمین میں قدرت
اور طاقت دی اور اسے سلطنت عطا فرمائی مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ سَبَبًا یہاں کُلِّ استغراق حقیقی کے لئے نہیں
بلکہ استغراق اضافی کے لئے ہے اور اس سے صرف
وہ ملکی مہمات اور مقاصد مراد ہیں جن کو سر کرنے کا
ذوالقرنین نے ارادہ کیا تھا اور وہ امور جن کی علیٰ اصلاح
کے سلسلے میں اس کو ضرورت تھی من کل شئی سببًا
اداء من مہمات ملکہ ومقاصدہ المتعلقة
بسلطانہ (روح ج ۲ ص ۱۷۳) والمراد بہ اتینہ من
کُلِّ شئی یتحتاج الیہ فی اصلاح ملکہ سببًا
دکیر ج ۵ ص ۱۷۷ اور اسباب سے اسباب عادیہ مراد
ہیں والمراد بذلك الاسباب العادیة (روح)، تو
اس سے معلوم ہو گیا کہ ذوالقرنین کو نہ کلی طور پر
اختیار و تصرف حاصل تھا اور نہ اسے مافوق الاسباب
امور پر قدرت و طاقت حاصل تھی۔ ۱۷۷ یہ

ذوالقرنین کی مغربی مہم کا ذکر ہے۔ وہ مغرب کی جانب اس قدر دور نکل گیا کہ اب مزید آگے بڑھنے سے دلدل کے ایک طویل و عریض سمندر نے اسے روک دیا
اور جانب مغرب میں گویا وہ زمین کے منتہی پہنچ گیا کیونکہ اس دلدل کو عبور کر کے آگے نکلنا ناممکن تھا جب سورج غروب ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ دلدل میں
چھپ رہا ہے، حیمۃ۔ ای ذات حماۃ حماۃ کے معنی کچھڑے ہیں عین حیمۃ یعنی کچھڑ والا چشمہ مراد دلدل ہے، ایک قوم اس دلدل میں سمندر کے کنارے
موضع قرآن ولا یعنی اپنی عقل کی آنکھ نہ کھلی کہ قدر میں دیکھ کر یقین لادیں اور کسی کی بات نہ سنتے ضد سے کہ سمجھائے سمجھیں۔ ولا یعنی جو دوڑ کی واسطے دنیا کے اور
فتح الرحمن ولا یعنی واین کنایت است از خوار و بیقدری ۱۷۷

الکھف ۱۸

۶۷۱

قال الم ۱۶

فِي غَطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ

برورد پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سن سکتے تھے

سَمْعًا ۱۸۱ فَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا

ولا اب کیا سمجھتے ہیں کہ منکر کہ ٹھہرائیں

عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءُ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ

میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو

لِلْكَافِرِينَ نَزُلًا ۱۸۲ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ

کافروں کی مہانی تو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت

أَعْمَالًا ۱۸۳ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

۱۷۷ وہ لوگ جن کی کوشش بے فکرتی رہی دنیا کی زندگی میں

وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ مُجْسِمُونَ صُنْعًا ۱۸۴ أُولَٰئِكَ

اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام ولا وہی ہیں

الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاءِ رَبِّهِمْ فَخَطَبُ أَعْمَالِهِمْ

جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سو برا دگیا انکا کیا ہوا

فَلَا نَقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزَنًا ۱۸۵ ذَلِكَ جَزَاؤُهُمْ

پھر نہ کھڑی کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن تول ولا بدلہ ان کا ہے

جَهَنَّمَ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۱۸۶

دوزخ اس پر کہ منکر ہوئے اور ٹھہرایا میری باتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا

أَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ

جو لوگ ۱۷۷ کہ ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام ان کے واسطے ہے

جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نَزُلًا ۱۸۷ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ

ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہانی رہا کریں ان میں نہ چاہیں

آباد تھی۔ ۷۷ ذوالقرنین کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ایک بادشاہ اور نبی تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ ولی تھے۔ پہلی صورت میں یہ خطاب بذریعہ وحی ہے اور دوسری صورت میں بذریعہ الہام۔ مَن ظَنَّمَا جَسَدِ مِیْرِی دَعْوَتِ قَبُولِ نہ کی اور شرک پر اڑا رہا۔ کہ بقبیل دعوتی و اصبر علی ما کان علیہ من الظلم العظیم الذی هو الشریک دروح ج ۱۶ ص ۷۷۷ ۷۷۸ یہ مشرقی مہم کا بیان ہے جب ذوالقرنین منتہائے مشرق میں پہنچ گیا جس سے آگے جانا ممکن نہ تھا، وہاں اس نے ایک ایسی قوم دیکھی جو تہذیب و تمدن سے کوسوں دور تھی اور انہیں لباس پہننے اور مکان بنانے کا دستور نہ تھا۔ سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے غاروں میں پناہ لیتے ہوں گے

مریم ۱۵

۶۷۲

قال الم ۱۶

عَنْهَا حَوْلًا ۱۰۸ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لَّكَلَّمْتُ

دہاں سے جگہ بدلتی تو کہہ اگر دریا نہ سیاحی ہو کہ لکھے میرے

رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ

رب کی باتیں بیشک دریا خروچ ہو چکے ابھی نہ پوری ہوں میرے رب کی باتیں اور اگرچہ

حِثًّا بِشَيْلِهِ مَدَدًا ۱۰۹ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

دوسرا بھی لائیں ہم ویسا ہی اس کی مدد کو تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں لہ جیسے تم

يُوحِي إِلَى أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَوَاحِدٌ فَسَنُكَانَ

حکم آتا ہے بچہ کو کہ معبود تمہارا اللہ ایک معبود ہے سو پھر جس کو

يَرْجُوا الْقَاءَ رَبِّهِ فَلْيُفْعَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ

امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو وہ کرے کچھ کام نیک اور شرک نہ کرے

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۱۱۰

اپنے رب کی بندگی میں کسی کو

سُورَةُ هُودٍ مِکِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَتِسْعُونَ آيَةً وَسَيَتَكُونُ

سورہ مریم ۱۵ مدین نازل ہوئی اور اس میں اٹھانوے آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۷۷ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

كُلُّ عَصَا ۱ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدًا زَكِرِيَّا ۱

۷۷ یہ مذکور ہے میرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر ۷۷

إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ۲ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ

جب پکارا اس نے اپنے رب کو چھپی آواز سے ۲ بولا اے میرے رب وہ بوجی ہو گیا

الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ

میری ہڈیاں اور شعلہ نکلا سر سے بڑھاپے کا اور تجھ سے مانگا کہ

پہننے اور مکان بنانے کا دستور نہ تھا۔ سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے غاروں میں پناہ لیتے ہوں گے وَقَدْ أَحْطَأَ ذَوَالْقَرْنَيْنِ كَيْسَ جُولُشْكَرٍ أَوْ سَاوُ سَامَانَ أَوَّلَاتِ جَنْگِ تھے، ہمارا علم ان تمام چیزوں پر حاوی ہے، یہ سب کچھ ہم نے اسے دیا تھا، جو کچھ ہم نے اس کو دیا اس کے پاس صرف وہی کچھ تھا اور اسی میں وہ متصرف تھا اس کے علاوہ اسے کوئی تصرف یا قدرت حاصل نہ تھی۔ ۷۹ ذوالقرنین کی تیسری مہم کا بیان ہے، اس کے متعلق عام مفسرین کی رائے یہی ہے کہ یہ سفر شمال کی جانب تھا۔ السدین (دودیواروں) سے مراد وہ دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان درہ تھا اور جس سے یا جوج ماجوج بیرون علاقے میں آکر فساد کرتے تھے۔ مین دُورِہِمَا ان دونوں پہاڑوں سے ورے ایک قوم آباد تھی جن کی زبان بالکل علیحدہ تھی۔ وہ ذوالقرنین کی کوئی بات سمجھ نہیں سکتے تھے۔ نہ ذوالقرنین ان کی زبان سے آشنا تھے۔ قال ابن عباس لا يفهمون كلام أحد ولا يفهم الناس كلامهم دفازن ج ۱۶ ص ۷۷۷ ۷۷۸ یہ گفتگو ترجمان کے ذریعہ ہوئی۔ ان لوگوں نے ذوالقرنین سے یا جوج ماجوج کی شکایت کی کہ یہ ان پہاڑوں کی دوسری جانب رہتے ہیں اور اس دے سے اس طرف نکل آتے ہیں اور فساد مچاتے ہیں قتل و غارتگری کرتے ہیں اور سرسبز و شاداب کھیتوں اور باغوں کو تباہ و برباد کر جاتے ہیں۔ ہم ساری قوم سے چندہ لے کر ایک کثیر رقم جمع کر کے آپ کے حوالے کرتے ہیں۔ آپ ایک مضبوط آہنی دیوار بنا کر اس دے کو بند کر دیں تاکہ یہ فسادی قوم اس طرف آنے نہ پائے خُزْجًا اِی جَعْلًا مِنْ اَمْوَالِنَا دروح ج ۱۶ ص ۷۷۷ ۷۷۸ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مجھے دولت کی ضرورت

۱۲

نہیں جو دولت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے، وہی کافی ہے تم لوگ صرف قوت بازو اور کام سے میری مدد کرو، میں اپنے خرچ سے ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔ رَدْمًا بہت بڑی اور مضبوط دیوار ای حَاجِزًا حَصِينًا وَحِجَابًا مَتِينًا دروح ج ۱۶ ص ۷۷۷ ۷۷۸ بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس سے دیوار چین مراد ہے۔ جو بارہ کوس لمبی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ ۷۷ ذُیْبَرٌ ذُیْبَرَةُ کی جمع ہے اور اس سے مراد لوہے کے ٹکڑے ہیں۔ الصد فین الصدق کا تشبیہ ہے۔ جس سے مراد پہاڑ کی ایک جانب ہے۔ یعنی جب دونوں پہاڑوں کی درمیانی فضا میں تعمیر شدہ دوسری دیوار دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں کے برابر ہو گئی۔ قَالَ اَنْفُخُوا نُوذُو الْقَرْنَيْنِ نے کہا کہ اب لوہا پگھلاؤ۔ جب وہ لوہا پگھل گیا۔ تو اس میں تانبہ شامل کر دیا۔ قَطْرًا یعنی تانبہ۔ ۷۷ جب لوہے اور تانبے سے دونوں دیواروں کا درمیانی حصہ بڑھ کر دیا گیا۔ مَوْضِعُ قَرْنٍ یعنی دل میں دعا کی پکارا ہوا کیلے مکان میں چھی پکارا اس واسطے کہ بوڑھی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ نہیں۔

تو ذوالقرنین نے کہا۔ کہ یہ دیوار اس قدر مضبوط ہو گئی ہے۔ کہ اب یا جوج ماجوج نہ تو اس کو پھانڈ سکتے ہیں اور نہ اس میں سوراخ کر کے تمہارے علاقے میں داخل ہو سکیں گے۔ **وَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي لَأَمْلِكَنَّ جِب مِيرے پروردگار کے وعدے کے مطابق قیامت آگئی۔ تو پہاڑوں کی طرح یہ دیوار بھی ریزہ ریزہ کر دی جائے گی یا جوج ماجوج کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین نے مختلف باتیں لکھی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ یا جوج ماجوج چند ایسے قبائل کا مجموعہ ہے جو جسمانی اور معاشرتی لحاظ سے عجیب و غریب زندگی کے حامل تھے۔ مثلاً بالشت ڈیڑھ بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک ذراع کے قدر کھتے تھے اور بعض غیر معمولی طور پر طویل القامت تھے اور ان کے دونوں کان اتنے بڑے تھے کہ ایک بچھونے کا اور دوسرا اوڑھنے کا کام دے سکتا تھا۔ بعض نے ان کو ایک ہرزخی مخلوق قرار دیا ہے۔ یعنی وہ حضرت آدم علیہ السلام کے نطفے سے تو ہیں لیکن حضرت حوا کے بطن سے نہیں ہیں۔ لیکن محققین کے نزدیک یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ چنانچہ مؤرخ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ **هو قول حكاك** ۱ **نسيم ابو ذكريا النووي في شرح مسلم وغيره ضعفه وهو جد يرب ذلك**، **اذ لا دليل عليه بل هو مخالف لما ذكرناه من ان جميع الناس ليوم ذرية نوح بنص القرآن والبدية والنهاية ج ۲ ص ۲۷۰۔****

اس لئے صحیح وہی ہے جو محققین نے لکھا ہے کہ یا جوج ماجوج، یافث بن نوح کی اولاد ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں **ويا جوج وما جوج قبيلتان من ولد يافث بن نوح** **الرفيع الباري ج ۶ ص ۲۷۰** اسی طرح علامہ آلوسی نے وہب بن منبہ اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے۔ **ان ياجوج وما جوج قبيلتان من ولد يافث بن نوح عليه السلام وبه جزم وهب بن منبه وغيره واعتمد كثير من المتأخرين در روح المعاني ج ۶ ص ۲۷۰۔**

منگولین، تاتاری، قبائل یا جوج ماجوج کی اولاد ہیں اور انہی میں سے بعض قبائل کے سامنے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ حاصل یہ کہ یا جوج ماجوج دنیا کی عام انسانی آبادی کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اور یا جوج ماجوج منگولیا، تاتاری، کے ان وحشی قبائل کو کہا جاتا رہا ہے جو یورپ اور روس کی قوم کے شعب و منشا ہیں۔ یہ وحشی قبائل کاکیشیا کے انتہائی علاقوں میں رہتے تھے اور قفقاز کے پہاڑوں میں درہ واریال سے نکل کر میدانی علاقوں میں بسنے والے لوگوں پر لوٹ مار مچاتے تھے۔ اسی درہ واریال کے درمیان ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی تاکہ یا جوج ماجوج کے وحشی وہاں سے گذر کر پہاڑوں کے اس طرف نہ آسکیں۔ یہ دیوار شمال میں بحر خزر کے کنارے واقع ہے۔ **۵۸۴** یہ تحریف اخروی ہے۔ مشرکین کے چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد ان مشرکین کے لئے تحریف اخروی کا ذکر کیا گیا۔ جنہوں نے دنیا میں اللہ کے ذکر اور اس کی توحید سے آنکھیں بند کر لیں۔ اور اللہ کی توحید سننے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو یا جوج ماجوج سے متعلق کیا ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے جو محققین نے بیان کیا ہے۔ کہ بعضہم کی ضمیر سے لوگ مراد ہیں اور یسوع، مسیح سے ہے اور اس سے بے چینی اور اضطراب مراد ہے، یعنی جب دوسری بار صور بھونکا جائے گا۔ تو لوگ قبروں سے گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوں گے اور شربت ہول کی وجہ سے بے چین و مضطرب ہوں گے۔ **والموج هجاء عن الاضطراب اي يضطربون اضطراب البحر يختلط انهم وجنهم من شدة الهول (روح ج ۱۶ ص ۲۷۰) وتكرنا وجعلنا بعضهم بعضا خلق يومئذ يهوج يختلط في بعض اي يضطربون ويختلطون انهم وجنهم حيا** **۵۸۵** اس سے نفع ثانیہ مراد ہے۔ کیونکہ اس کا مابعد اس پر دلالت کرتا ہے۔ **الظاهر ان المراد النفخة الثانية لانه المناسب لما بعد (روح ج ۶ ص ۲۷۰) ۵۸۶** یہ مشرکین کے اللہ کی توحید سے شدت اعراض سے کناہ ہے۔ **والمراد منه شدة انصرافهم عن قبول الحق** **دکبر ج ۵ ص ۲۷۰ ۵۸۷** یہ تحریف اخروی ہے۔ یہاں سے آخر تک مذکورہ بالا چاروں شبہات پر متفرع ہے۔ **ان يتخذوا عبادي من دوني اولياء** یہ شبہہ اولیٰ کے جواب پر متفرع ہے۔ بالذات، اور شبہہ ثانیہ کے جواب پر بالتبع بطور لف و نشر مرتب یعنی اللہ کے نیک بندے اور اولیاء اللہ متصرف و کار ساز نہیں ہیں۔ تو شیاطین میں بطریق اولیٰ یہ صلاحیت نہیں ہے۔ **۵۸۸** یہ مشرکین کے انجام بردار حال شرک کا بیان ہے۔ کہ آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارہ اور نقصان میں ہوں گے۔ ان کے تمام اعمال برباد اور رائیگاں ہیں۔ دنیا میں وہ مشرکانہ اعمال بجالاتے ہیں۔ غیر اللہ کو متصرف و کار ساز سمجھ کر غائبانہ حاجات میں پکارتے اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ اور ان تمام اعمال و افعال کو عین کار ہائے ثواب اور اعمال صالحہ سمجھتے ہیں۔ **اولئك الذين كفروا باله لوگ چونکہ اللہ تعالیٰ کی آیات توحید اور قیامت کے منکر ہیں۔ اس لئے ان تمام اعمال ضائع اور بے فائدہ ہیں۔ اور آخرت میں ان کے اعمال کو تو لائیک نہیں جائے گا کیونکہ وزن سے نیکیوں اور برائیوں کا اندازہ کرنا مقصود ہو گا۔ اور مشرکین کے پلے نیکی تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ ان کی تمام عبادتیں، ان کی نمازیں، روزے اور حج اور دیگر اعمال صالحہ تو شرک کی وجہ سے دنیا ہی میں ضائع ہو چکے ہیں۔ لان الميزان استمایوضح لاهل الحسنة والسيئات من الموحدین لتسمییز مقدار الطاعات ومقدار السيئات** **دکبر ج ۵ ص ۲۷۰ ۵۸۹** یہ بشارت اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور شرک سے بچے ان کے لئے جنت الفردوس ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ **۵۹۰** یہ شبہہ ثالثہ کے جواب پر بالذات اور شبہہ رابعہ کے جواب پر بالتبع متفرع ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے وسعت معلومات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کلمات سے اللہ تعالیٰ کے معلومات اور اس کی حکمت مراد ہے **قاله قتادة (روح)** یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات کو کھنے کے لئے اگر دنیا کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی حکمت کا احاطہ نہیں ہو سکے گا۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ عیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو صرف اتنا ہی معلوم ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کو بتایا۔ اسی طرح اولیاء اللہ کو بھی صرف اتنا ہی علم ہے۔ جتنا ان کو عطا کیا گیا۔ جیسا کہ ذوالقرنین کو۔ توجہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام غیب داں اور حاضر و ناظر نہیں۔ تو متصرف و کار ساز بھی نہیں ہو سکتے۔ **۵۹۱** یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کر دیا۔ کہ میں غیب دان اور کار ساز نہیں ہوں۔ بلکہ ایک انسان ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے اعلیٰ ترین رتبہ نبوت پر سرفراز فرمایا ہے اور میرے پاس اللہ کی وحی آتی ہے۔ یہ اعلان اس لئے کر دیا۔ کہ کہیں لوگ آپ کو غیب داں اور خدا کا شریک نہ سمجھ بیٹھیں۔ **۵۹۲** آخر میں مسئلہ توحید کا ذکر فرما دیا۔ جس کے بارے میں شبہات کا جواب دیا گیا۔ **فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ يَوْمَ يَخْلُصُ مَرْنِے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور اللہ تعالیٰ کے لقا کی توقع رکھنا ہے۔ اسے تو چاہئے۔ کہ وہ نیک اعمال بجالائے اور اپنے رب**

کی عبادت اور پکاریں کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ جی جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تھے۔ اور اصحاب کہف، فرشتوں، جنوں اور پیغمبروں کو متصرف و کار ساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی ناموں کی نذرین منتیں دیتے تھے۔ اور نہ خفی ریاکاری سے اپنے اعمال کو بچاتے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر کام کرے۔

سورہ کہف میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ — تا — فَأَلْهَمُوا الْخَلْقَ اللَّهُ وَلَدًا تَمَامَ صِفَاتِ كَارِ سَازِي كَمَا لَكَ اللَّهُ تَعَالَى هِيَ اَوْر
وہی متصرف و کار ساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔
- ۲۔ وَرَبُّنَا عَلَی قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا — تا — وَيَهَيِّئْ لَكُمْ مَعِينَ أَمْرَكُمْ مَرْفَقًا (۲۶) نفی تصرف از اولیاء اللہ اصحاب کہف،
- ۳۔ وَكَذَلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا — تا — رَبَّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا كَيْفَ تُنْزِلُ (۳۶) نفی علم غیب از اصحاب کہف۔
- ۴۔ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا الْآيَةُ (۴۶) نفی تصرف و اختیار از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۵۔ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَيْسُوا — تا — وَلَا يُشِيرُكَ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا (۴۷) نفی علم غیب از غیر اللہ۔
- ۶۔ وَأَنْتَ مَا أَوْحَى إِلَيْكَ — تا — وَكَانَ أَمْرُكَ فَرَطًا (۴۸) نفی شرک فی التصرف۔
- ۷۔ لَيْسَ هُوَ اللَّهُ رَبِّي — تا — لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (۴۹) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ (۵۰) نفی شرک فی التصرف۔
- ۹۔ أَفَتَتَّخِذُونَ وَدُورَيتَهُ أَوْلِيَاءَ — تا — وَمَا كُنْتُمْ مَتَّخِذِينَ مَعْصِدًا (۵۱) نفی شرک اعتقادی و نفی نائب برائے خدا تعالیٰ۔
- ۱۰۔ نَسِيًا حُوتَهُمَهَا — تا — فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ (۵۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سے علم غیب کی نفی اور ان کی احتیاج کا اثبات۔
- ۱۱۔ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ — تا — مَا لَمْ تُخِطْ بِهِ خُبْرًا (۵۳) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۱۲۔ قَالَ لَا تَأْخُذْ بِلِسَانِي — تا — قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا (۵۴) نفی علم غیب از حضرت موسیٰ علیہ السلام۔
- ۱۳۔ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي — نفی تصرف اختیار از خضر علیہ السلام
- ۱۴۔ إِنَّا مَكِّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ (۵۵) ذو القرنین کو ما فوق الاسباب قدرت حاصل نہ تھی ہم نے ظاہری اسباب مہیا کر دیئے تھے۔
- ۱۵۔ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ مُؤْمِنِي أَوْلِيَاءَ — نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۶۔ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي — الْآيَةُ — عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کا علم لا محدود ہے۔
- ۱۷۔ قُلْ إِنَّمَا أَنْبَأْتُكُمْ بِشَيْءٍ رُبِّي — الْآيَةُ — نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۶۷۵ سورہ مریم

رابطہ: سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا۔ جو شبہات باقی رہ گئے تھے۔ ان کا جواب سورہ مریم میں دیا گیا ہے۔ گویا سورہ مریم سورہ کہف کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔
خلاصہ: سورہ مریم مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لے کر رکوع ۴۴ کے آخر تک ہے۔ دوسرا حصہ رکوع ۵ کی ابتدا و یَقُولُ الْإِنْسَانُ سے لے کر سورہ کے آخر تک ہے۔

پہلا حصہ

پہلے حصے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ کچھ شبہات انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہیں۔ ایک شبہ حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں ہے۔ اور ایک فرشتوں کے بارے میں ہے۔
پہلا شبہ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہودی ان کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ ان کی آخری عمر میں خارق عادت کے طور پر ان کے یہاں بیٹے کا پیدا ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ سے جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی بات کو رد نہیں کر سکتا۔ پہلے رکوع میں اس کا جواب دیا۔ کہ امر خارق عادت اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا۔ اور زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی درخواست کی تھی۔ دوسرا شبہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں تھا۔ عیسائیوں کا خیال تھا کہ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل آتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے، کوڑھیوں اور مادرِ داندھوں کو چنگا کر دیتے تھے اور مٹی کے جانوروں میں جان ڈال دیتے تھے۔ جیسا کہ سورہ آل عمران رکوع ۴۵ میں گذر چکا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دونوں مافوق البشر طاقت اور قدرت کے مالک تھے، اس لئے ان کو پکارنا چاہئے۔ دوسرے رکوع میں اس شبہ کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت مریم صدیقہ تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کر رہی ہیں اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صاف اعلان کر رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرا اور تم سب کا معبود ہے۔ تیسرا شبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب ان کو کار ساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ تیسرے رکوع میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خود معبودانِ باطلہ سے بزار تھے اور انہوں نے ان کے خلاف آواز اٹھائی تھی کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے اس لئے ان کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ ان کے علاوہ تین پیغمبروں حضرت موسیٰ، حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام، کا مختصر ذکر کیا گیا، ان تینوں کو بھی پکارا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَنَادَيْنَاهُ الْمَوْسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوْمِ هِيَ لَبُوتَ عَطَاكِ اور ہارون علیہ السلام کو ان کا معادون بنایا ہر چیز ہم نے ان کو دی اس لئے وہ بھی کار ساز نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اسمعیل علیہ السلام بھی ہمارے بڑے فرمانبردار بندے تھے خود بھی ہماری عبادت کرتے تھے اور گھروالوں کو بھی خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیتے تھے اس لئے وہ بھی پکار کے لائق نہیں اسی طرح ادریس علیہ السلام کو بھی ہم ہی نے درجاتِ عالیہ عطا فرمائے تھے اس لئے وہ بھی کار ساز نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد ان تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا وہ سب اللہ کی مخلوق اور اپنے آباء و اجداد کی اولاد تھے اور محتاج تھے اس لئے وہ کار ساز اور متصرف نہیں ہو سکتے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ شبہ تھا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے قریب رہتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اختیارات ان کو دے رکھے ہیں۔ مشرکین کہتے وہ اللہ کی بیٹیاں اور اس کے نائب ہیں۔ وَمَا تَنْزِيلُ الْإِنشَاءِ بِأَمْرِ رَبِّكَ — تا — وَمَا كَانَ دَبِّكَ فَسِيًّا (ع ۴) میں اس کا جواب دیا گیا کہ فرشتے تو خود اللہ تعالیٰ کے علوم ہیں اور اقرار کر رہے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر زمین پر بھی اتر سکتے۔ اس لئے جو عاجز اور محکوم ہوں وہ کار ساز نہیں ہو سکتے درمیان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بعد فَخَلَفَ مِنْ بَيْنِهِمْ اَرْبَعَةٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ اور پھر چھ انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے بعد فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَلْفٌ میں ایک سوالِ مقدر کا جواب دیا گیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام خدایا کو پکارتے تھے تو پھر ان کو متصرف جان کر کیوں پکارا گیا تو اس کا جواب دیا کہ ان کے بعد خلف لوگ، علماء، سردار، سپہ سالار، سیاہ کار پیدا ہوئے جنہوں نے عرضِ نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور ان کو شرک کی تعلیم دی۔ اس حصے کے آخر میں دَبِّ السَّمُوتِ وَالْأَسْمَاجِ میں شبہات دور کرنے کے بعد بطورِ ثمرہ اصل دعویٰ کا ذکر کیا گیا کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کا کوئی ہمسر اور ہم صفت نہیں اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شکوے، زجریں، تحویفیں اور بشارتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی مذکور ہے۔ اور سورت کے اختتام پر وہی مضمون دہرایا گیا ہے۔ جو سورہ کہف کی ابتدا میں ذکر کیا گیا۔ وہاں فرمایا تھا۔ قرآن ان لوگوں کو ڈر سنانے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ جو خداوند تعالیٰ کے لئے ولد یعنی نائب تجویز کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اپنے برگزیدہ بندوں کو سونپ دیئے ہیں اور ان لوگوں کو خوشخبری سنالنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لاتے اور نیک کام کرتے ہیں۔ یہاں بھی وہی مضمون ذکر کیا گیا۔ البتہ پہلے گروہ کو قَوْمًا نَّابِغًا (بھگڑالو لوگ) سے اور دوسرے فریق کو اٰمَنَتَيْنِ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور شرک سے بچنے والے) سے تعبیر فرمایا۔ اس حصے میں دو خصوصی باتیں مذکور ہیں اول۔ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً اٰلٰہٌ (ع ۵)، معبودانِ باطلہ کی عبادت سے مشرکین کا مقصود یہ تھا کہ وہ دنیا میں ان کی مدد و کار سازی کریں دوم۔ لَا يَسْتَكْبِرُونَ الشَّفَاعَةَ اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلِي شَفَاعَتِ قَهْرِي كِي لَفِي يَعْنِي يَهْمُودَانِ باطلہ مشرکین کی سفارش نہیں کر سکیں گے اور نہ ان کے کام آسکیں گے۔

حصہ اول

۱۷ عیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ یہ سورت مضامین کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لے کر رکوع ۴ کے آخرِ اٰیہ اَللّٰہُ تَعَالٰی سَمِیْعٌ تَعَالٰی تک ہے۔ اس حصے میں انبیاء علیہم السلام، اولیاء اللہ اور فرشتوں کے بارے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ ۱۷ حروف مقطعات تشابہات میں سے ہیں۔ اور انکی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کی مفصل تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۱۷ حاشیہ ۱۷

مربعہ ۱۹

۶۷۶

قال الحدیث

بَدْعًا بِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۷ وَ اِنِّيْ خِفْتُ الْاَسْوَ اِلٰی مِنْ

اے رب میرے کہی محروم نہیں راف اور میں ڈرتا ہوں تہ بھائی بندوں سے

وَرَاۤءِیْ وَ کَانَتْ اَمْرًاۤیْ عَاقِرًا فِهَبْ لِّیْ مِنْ

اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش تو مجھ کو

لَدُنْکَ وَلِیًّا ۸ یٰرَبِّیْ وَ یَرِثُنِیْ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۹

اپنے پاس سے ایک تمام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی

وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ۱۰ یٰزَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ

اور کر اس کو اے رب من ماننا و اے زکریا ہم تجھ کو خوش خبری سناتے ہیں

بِغُلٰمٍ اِسْمُہٗ یَحٰییَ لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۱۱

ایک لڑکے کی جس کا نام ہے یحییٰ نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ یٰکُوْنُ لِّیْ غُلٰمٌ وَ کَانَتْ اَمْرًاۤیْ

بولا اے رب مجھ کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت

عَاقِرًا وَّ اَوَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ۱۲ قَالَ کَذٰلِکَ

بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک کہ اکڑ گیا و کہا یوں ہی ہوگا

قَالَ رَبُّکَ هُوَ عَلٰی ہٰہِیْنَ وَّ قَدْ خَلَقْتَکَ مِنْ قَبْلُ

فرمادیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور تجھ کو پیسہ کیا میں نے پہلے سے

وَلَمْ تَکُ شَیْئًا ۱۳ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَةً ۱۴ قَالَ

اور نہ تھا تو کوئی چیز و بولا اے رب بھرا دے میرے لئے شے کوئی نشانی فرمایا

اٰیٰتُکَ اَلَّا تَکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ۱۵ فَخَرَجَ

تیری نشانی یہ کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے تین رات تک صحیح تندرست پھر نکلا

عَلٰی قَوْمِہٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰی اِلَیْہِمۡ اَنْ سَبِّحُوْا

اپنے لوگوں کے پاس سے حجرہ سے تو اشارہ سے کہا ان کو کہ یاد کرو

منزل ۱۷

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کی مفصل تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۱۷ حاشیہ ۱۷

یہ پہلے شبہ کا جواب ہے۔ اس پورے واقعہ سے حضرت زکریا علیہ السلام کا عجز و احتیاج ظاہر ہوتا ہے۔ وہ بیٹے کے لئے انتہائی عجز و نیاز سے دعا کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ متصرف و کارساز نہیں ہو سکتے۔ رحمت مصدر اپنے نازل کی طرف مضاف سے اور عِبْدٌ ذَکَرٌ مَبْدُل منہ اور بدل مل کر اس کا مفعول ہے یہ جموعہ مل کر ذکر کا مضاف الیہ ہے اور مرکب اضافی ابتدا محذوف ہذا کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ رحمت جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی تھی۔ یہ اس کا ذکر ہے۔ یٰزَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ اور تجھ پر یہ نادی کا مفعول مطلق ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا و اخفا اور آہستگی سے کی۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے لئے جہر و اخفا برابر ہے۔ تو دعائیں اخفا بہتر ہے جو ریاست سے بعد اور اخلاص سے اقرب ہے۔ رَاسِیَ سَنَۃِ اللّٰہِ فِیْ اَخْفَآءِ دَعْوَتِہٖ لَانَ الْجَہْرِ وَالْاَخْفَآءِ اَنَّ اللّٰہَ سَیَّانٌ فَکَانَ الْاَخْفَآءُ اَوَّلٰی لَانِہٖ اَبْعَدُ عَنِ الرَّیَّآءِ وَاَدْخَلَ فِی الْاَخْلَاصِ (کیرج ۵ ص ۷۷)

دکیرج ۵ ص ۷۷) یہ ماقبل کا بیان ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعائیں اپنی جسمانی کمزوریاں بیان کی ہیں اول یہ کہ ان کا بدن بالکل کمزور ہو چکا ہے۔ دوم یہ کہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں جو شخص اس قدر عاجز ہو کہ ان کمزوریوں سے اپنے آپ کی حفاظت نہ کر سکے وہ کسی طرح دوسروں کا کار ساز نہیں ہو سکتا۔ ولہذا کن بدعائیں باسبب ہے اور مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے نازل محذوف ہے اصل میں تھا بَدْعًا اِنِّیْ اِیَّیْکَ یعنی میں اس وجہ سے بدبخت نہیں ہوں۔ کہ صرف تجھ ایک ہی کو پکارتا ہوں۔ بدبخت وہ ہے جو تیرے سوا غیروں کو بھی پکارتا ہے۔ ۱۷ موالی سے ان کی عصبات اور نوالعم مراد ہیں یہ لوگ بے دین تھے۔

اس لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے نیک فرزند کے لئے دعا کی تاکہ وہ ان کے بعد دعوت دین کے کام کو جاری رکھے۔ اِنَّمَا کَانَ مَوٰلِیْہٖ مَہْمَدِیْنِ لِلدِّیْنِ فِخَافِ مَوْتِہٖ اَنْ یَصْبِیْحَ الدِّیْنُ فَطْلَبَ وَلِیًّا یَقُوْمُ بِالْاِیْمَانِ بَعْدَہٗ (قرطبی ج ۱ ص ۱۸۷) یٰرَبِّیْ وَ یَرِثُنِیْ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ یہاں وراثت سے وراثت علم نبوت مراد ہے نہ کہ وراثت مال کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ان کا ترکہ قومی ملکیت ہوتا ہے۔ اِیْ یَرِثُنِیْ مِنْ حِیْثُ الْعِلْمُ وَالْاِیْمَانُ وَالنَّبُوۃُ فَاِنَّ الْاَنْبِیَآءَ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَا یُوْرَثُوْنَ الْمَالَ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ خُنَّ مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَآءِ لَا تُورَثُ مَا تُرِکُنَا لَصَدَقَۃً (ابو السعود ج ۵ ص ۷۷)

وضع قرآن مقام ان کے پیچھے نہیں رہا۔ و انوکھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کہ ہوگا تب تعجب کیا۔ و یہ فرشتے نے کہا۔

عقل یا نبوت مراد ہے۔ انہ الحکمة وهو الفہم فی التورۃ والفقہ فی الدین والثانی قول معص اللہ العقل والثالث اللہ النبوة وذلك لان الله تعالى بعث يحيى وعيسى عليهما السلام وهما صبيان لا مكملتا عقولهما وحمدا عليهما السلام وقد بلغا السن الكبر باختصار جدمث، حنانا في الحكمه برعطوف ہے۔ یعنی رحمت وشفقت و ذكوة یہ بھی الحکمہ پر معطوف ہے۔ اور اس سے برکت یا طہارت اخلاق مراد ہے مطلب یہ کہ ہم نے بچپن ہی میں اس کو دین کی سمجھ یا دانائی یا نبوت عطا کر دی۔ اور اسے شفیق و مہربان اور مبارک بنایا۔ ﷺ گناہوں سے بالکل بچا اور نبوت کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی بھر میں کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور

مریم ۱۹

۶۷۸

قال المرحوم

كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَيْنٍ ۖ وَلِنَجْعَلَ آيَةً

یوں ہی ہے فرمادیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو تم کیا جانتے ہیں

لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۖ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ۚ ۲۱

لوگوں کے لئے نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے یہ کام مستر ہو چکا و

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهَا مَكَانًا قَاصِيًا ۚ ۲۲ فَاجَاءَهَا

پھر پیٹ میں لیا اس کو خلاء پھر بکسو ہوئی اس کو لے کر ایک بعید مکان میں وہ پھر لے آیا اس کو

الْمَخَاضُ إِلَىٰ جُذْعِ النَّخْلَةِ ۖ قَالَتْ يَلَيْتَنِي مِتُّ

درودہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں مر چکتی

قَبْلَ هَذَا ۚ وَكُنْتُ نَسِيًّا مِّنْ سَيِّئَاتِي ۚ ۲۳ فَنَادَاهَا مِن

اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بھری پس آواز دی اس کو ۱۸

تَحْتِهَا ۖ لَا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۚ ۲۴

اس کے نیچے سے کہ غمگین نہ ہو کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ و

وَهَئِذَا إِلَيْكَ مِجْدُ النَّخْلَةِ نَسْقُطُ عَلَيْكَ رَطْبًا

اور بلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی نیچے پر ۱۹

جَنِيًّا ۚ ۲۵ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَمَا أَتَرَيْنَ

کھجور میں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر تو دیکھے

مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۖ فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ

کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمن کا

صَوْمًا فَلَنَأْكُلَ الْيَوْمَ أَنسِيًّا ۚ ۲۶ فَاتَتْ بِهِ

روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے وہ پھر لائی اس کو ۲۰

قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَسْرِيمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۚ ۲۷

اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو کہنے لگے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان کی

منزل ۴

۱۔ کہ ہمارا روح سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں جو نہایت خوبصورت آدمی کی شکل میں حضرت مریم کے سامنے نمودار ہوئے۔ جب حضرت مریم نے ایک غیر محرم کو اپنے سامنے دیکھا تو خیال کیا۔ کہ شاید مجھ سے ارادے سے آیا ہے۔ تو فوراً بول اٹھیں اِنِّیْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اِنْ کُنْتُ تَقْبِیْلًا کی جزاء محذوف ہے۔ اے فکری عائذہ بالہو حسن منک یعنی اگر تو پرہیزگار اور متقی ہے۔ تو بھی میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ بعض نے فاذهب اور بعض نے تتعظ جزاء مقدر کی ہے۔ یعنی اگر تو نیک ہے تو میرے سامنے سے چلا جا یا میرے استغاثے سے سبق حاصل کر اور مجھ سے کسی قسم کا تعرض نہ کر دکھانے میں اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ کہ میں بشر نہیں ہوں میں میں موضع قرآن و نشانی لوگوں کو یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہوگا اللہ کی قدرت ہے۔ و یعنی جننے کے وقت۔ و اب آواز دی فرشتے نے اور زمین میں ایک چشمہ بھوٹ نکلا۔ و ان کے دین میں یہ منت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے ہمارے دین میں یہ منت درست نہیں۔

فرشتہ ہوں۔ اور تیرے پاس رب کا پیغام لے کر آیا ہوں تیرے رب نے فرمایا ہے اے مریم میں نے تیرے پاس یہ فرشتہ اس لئے بھیجا ہے تاکہ تجھے فرزند عطا کروں۔ لَکَ اللَّهُ تَعَالٰی کے پیغام کی حکایت ہے۔ اور اصل میں عبارت اس طرح ہے۔ اِی رَبِّکَ الَّذِیْ قَالَ اَرْسَلْتُ هٰذَا الْمَلٰٓئِکَہُ لَکَ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۶) ص ۱۶، یا بہ فرزند کی نسبت فرشتے کی طرف مجازی ہے۔ کیونکہ وہ اس کا سبب بن رہا ہے اِی لَکَ اَوْ کُن سَبَبًا فِیْ هَبْتَهُ بِالْمَنْفَعِ فِی الدَّرَجِ (روح) اس سے اہل بیت کا یہ شبہ رفع ہو گیا۔ کہ غیر اللہ بھی اولاد دے سکتا ہے۔ جیسا کہ یہاں فرشتہ نے کہا تھا۔ کہ میں تمہیں بیٹا دینے آیا ہوں حاصل یہ کہ یہ قول فرشتے کا اپنا نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول جسے فرشتہ حضرت مریم صدیقہ تک پہنچا رہا ہے۔

۱۹ صریحہ ۶۷۹ قال الحدیث ۱۰
یَا خُتَہُ رُوْنَمَا کَانَ اَبُوکَ اَمْرًا سُوًّا وَمَا کَانَ اُمْلَکَ بَغِیًّا ۲۸ فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ قَالُوْا کَیْفَ نَکَلُہُ مِنْ کَانَ فِی الْہَمْدِ صَبِیًّا ۲۹ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ قَدْ اَتٰنِی الْکِتٰبُ وَجَعَلَنِی نَبِیًّا ۳۰ وَجَعَلَنِی مُبْرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ ۳۱ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ ۳۲ مَا دُمْتُ حَیًّا ۳۳ وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلَنِی جَبَّارًا ۳۴ شَقِیًّا ۳۵ وَالسَّلَامُ عَلٰی یَوْمٍ وُلِدْتُ وَیَوْمَ اَمُوتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۳۶ ذٰلِکَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ ۳۷ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِی فِیْہِ یُمْتَرُوْنَ ۳۸ مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَہٗ اِذَا قَضٰہٗ اَمْرًا فَاَنشَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فِیْکُوْنُ ۳۹ وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ ۴۰ کہتا ہے اس کو کہ ہو تو وہ ہو جاتا ہے اور کہا ہے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا

۱۹ صریحہ

۶۷۹

قال الحدیث ۱۰

یَا خُتَہُ رُوْنَمَا کَانَ اَبُوکَ اَمْرًا سُوًّا وَمَا کَانَ اُمْلَکَ بَغِیًّا ۲۸

اے بہن ہارون کی نہ بھتی تیرا باپ بُرا آدمی اور نہ

کانت اُمْلَکَ بَغِیًّا ۲۸ فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ قَالُوْا کَیْفَ

تمہی تیری ماں بدکار و بھرا بھتہ سے بتلایا اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر

نَکَلُہُ مِنْ کَانَ فِی الْہَمْدِ صَبِیًّا ۲۹ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ

بات کروں اس شخص سے کہ وہ ہے گور میں لڑکا وہ بولا میں بندہ ہوں

اللّٰہِ قَدْ اَتٰنِی الْکِتٰبُ وَجَعَلَنِی نَبِیًّا ۳۰ وَجَعَلَنِی

اللہ کا ہے مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو

مُبْرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ ۳۱ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ ۳۲

برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکیدی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی

مَا دُمْتُ حَیًّا ۳۳ وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلَنِی جَبَّارًا

جب تک میں رہوں زندہ اور سلوک کر نبوالا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست

شَقِیًّا ۳۵ وَالسَّلَامُ عَلٰی یَوْمٍ وُلِدْتُ وَیَوْمَ اَمُوتُ

بدبخت اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں

وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۳۶ ذٰلِکَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ ۳۷ قَوْلَ

اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا ہے سچی

الْحَقِّ الَّذِی فِیْہِ یُمْتَرُوْنَ ۳۸ مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنْ

بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں اللہ ایسا نہیں کہ

یَّتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحٰنَہٗ اِذَا قَضٰہٗ اَمْرًا فَاَنشَا

رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب بھرا بیتا ہے کسی کام کا کرنا سو ہی

یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فِیْکُوْنُ ۳۹ وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ ۴۰

کہتا ہے اس کو کہ ہو تو وہ ہو جاتا ہے اور کہا ہے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا

منزل ۴

گئی تھی اور مدت حمل لمبی نہیں ہوئی۔ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۶) لیکن حضرت عبداللہ بن عباس اور دیگر مفسرین کا قول ہے کہ مدت حمل ممتد تھی۔ جس طرح عام عورتوں کی ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس سے نو ماہ، عطا، ابو العالیہ اور ضحاک سے سات ماہ اور بعض سے چھ ماہ منقول ہیں۔ دیکھو ج ۱۶ ص ۱۶، ناذی کا فاعل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے من تحتہا یعنی حضرت مریم سے نیچے سر پہنچا چھوٹی سی نالی جس میں وہاں سے پھوٹنے والے چشمہ کا پانی بہہ رہا تھا۔ وَهَزَّتِیْ اِلَیْہِکَ اَلْحَبُّ حَبُّ حَبِّ مَرْیَمَ کُوْدُوْرَہٗ کِی تَکْلِیْفُ شَرُوعِ ہوئی تو وہ ایک ایسی جگہ پر تھی۔ جو آس پاس کی زمین سے کچھ بلند تھی۔ وہاں کھجور کا درخت تھا اور نیچے پانی کی نہر تھی۔ جب وہ اپنی اس حالت پر اور تکلیف پر وہاں مغموم بیٹھی تھیں۔ اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے نیچے کھڑے ہو کر ان سے یہ گفتگو کی کہ غم مت کرو۔ دیکھو تمہارا موضح قرآن و بہن ہارون کی یعنی بنی ہارون کی بہن دارے کا نام بولتے ہیں تو تم کو جیسے عاد و ثمود کہ تھیں حضرت ہارون کی اولاد میں۔

پاؤں تلے چٹمہ ابل رہا ہے اور کھجور کا درخت ہے۔ درخت کو جھٹکے سے ہلاؤ۔ اس سے کھجوریں گریں گی وہ کھاؤ۔ اور چٹمہ سے پانی پیو اور اس طرح اپنا غم غلط کرو۔ **فَلَا تَسَاقُطُ** کا فاعل الخلد ہے اور وہ ہسرتی امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ فکلی وانشربی علامہ آنوسی نے یہاں ایک لطیف نکتہ ذکر کیا ہے۔ یہاں بیان میں پانی کا ذکر کھجور کے ذکر سے مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ کھانے کی نسبت پانی کی ضرورت اشد ہے۔ لیکن دونوں چیزوں کو استعمال کرنے کے موقع پر کھانے کو پیئے پر مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ مادہ کھانا پیئے پر مقدم ہے (روح ج ۱۶ صفحہ ۵۵۵) **فَلَا تَسَاقُطُ** یہ بھی حضرت جبریل امین کا کلام ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت مریم صدیقہ کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو لے کر اپنے گھر کو روانہ ہوں، تو راستہ میں اگر کوئی شخص ملے اور تجھ سے پیئے کے بارے میں سوال کرے۔ تو اشارے سے اسے کہہ دینا۔ کہ میں نے اللہ کی نذر کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس لئے کسی سے بات نہیں کر سکتی۔ اس وقت کی شریعت میں روزے کی حالت میں مفطرات ثلاثہ (دکھانا، پینا، جمنا) کے علاوہ کلام کر سکتے تھے۔ یعنی لازم تھا۔ یعنی جس طرح روزے میں کھانا، پینا اور مباشرت جائز نہیں تھی۔ اس طرح بحالت روزہ کسی آدمی کو بات کرنا بھی جائز نہیں تھا۔ لیکن ہماری شریعت میں ایسا روزہ جائز نہیں۔ بعض جاہل پیر اور ان کے اندھے مرید کسی سے بات نہیں کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے، یہ ہماری شریعت میں ہرگز جائز نہیں۔ المراد بہ الصوم عن المفطرات المعصومۃ وعن الکلام وکانوا لا یتکلمون فی صیامہم وکان قربة فی دینہم فیصم نذرہ و قد نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنہ فہو منسوخ فی شرعنا کما ذکرہ الجصاص فی کتاب الاحکام وروی عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اِنَّهُ دَخَلَ عَلٰی امْرَاَتِہِ وَتَدَنَتْ اَنْ لَا تَتَكَلَّمُ** فقال ابی السلام **ہم** ہذا فتکلمی (روح ج ۱۶ صفحہ ۵۵۵) **فَلَا** قریناً بہت بڑی بات۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہو گئی۔ تو حضرت مریم انہیں لے کر اپنے گھر آئیں تو ان کی قوم کے لوگ یہ ماجرا دیکھ کر بول اٹھے۔ کہ اسے مریم تو نے یہ کس قدر بڑی حرکت کی ہے۔ کیا اُخت ہارون الہیہ یارون حضرت مریم کا باپ کی طرف سے بھائی تھا۔ اور بہت نیک، پارسا اور عابد و زاہد تھا۔ وکان اخاها من ابیہا ومن افضل بنی

اسرائیل و مدارک ج ۲ صفحہ ۲۷۱ یعنی اسے مریم! تو تو یارون جیسے نیکو کار اور پارسا کی بہن ہے، تیرا باپ بڑا آدمی نہیں تھا نہ تیری ماں بدکار تھی۔ تو نے یہ کیا کر ڈالا۔ **لَا** حضرت مریم علیہا السلام کو چونکہ جبریل امین نے بوقت بشارت بتا دیا تھا۔ کہ ان کے جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ عہد طیر خوار کی میں بائیں کرے گا۔ جیسا کہ سورہ آل عمران ع ۵ میں ہے **وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا** اس لئے انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کر کے انہیں بتایا۔ کہ وہ اس معاملے کی حقیقت اس سے پوچھیں۔ **قَالُوا كَيْفَ تُكَلِّمُ اِنَّ اس پر لوگوں نے کہا۔ کہ ہم اس شیر خوار بچے سے کس طرح باتیں کریں گے** اس عمر کے بچوں نے بھی باتیں کی ہیں۔ **لَا** حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوراً بول اٹھے۔ کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے کتاب بھی **موضع قرآن** **لَا** جب تک مشرکادن ہے دوزخ سے مسلمان نکل نکل بہشت میں جاویں گے۔ تب تک کافر بھی تو فحش میں ہونگے پھر موت کو مینڈھے کی صورت لاکر دوزخ بہشت کے بیچ سب کو دکھا کر ذبح کریں گے اور پکار دیں گے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافرنا امید ہوں گے۔

سوال نمبر ۱۲
۱۲ سوال نمبر ۱۲
۱۲ سوال نمبر ۱۲
۱۲ سوال نمبر ۱۲

۱۲ سوال نمبر ۱۲
۱۲ سوال نمبر ۱۲
۱۲ سوال نمبر ۱۲
۱۲ سوال نمبر ۱۲

قال الحد ۱۶ ۶۸۰ مریم ۱۹

فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۳۶ فَاخْتَلَفَ
لو اس کی بندگی کرو۔ یہ ہے راہ سیدھی پھر جدا جدا راہ اختیار کی
الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
فرقوں نے ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو وقت
مَّشْهَدٍ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۳۷ اَسْمِعُوْهُمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُوْنَكَ
دیکھیں گے ایک دن بڑا کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہو گئے جس دن آئیں گے ہمارے
لٰكِنَ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۸ وَاَنْذِرْهُمْ
لیکن بے انصاف آج کے دن سرکش بہک رہے ہیں اور ڈرنا کہ انکو
يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَهُمْ
اس بھٹانے کے دن کا جب فیصلہ ہو چکے گا کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ
لَا يُوْمِنُوْنَ ۝۳۹ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ
یقین نہیں لائے و ہم وارث ہوں گے زمین کے ستارے اور جو کوئی
عَلَيْہَا وَاَلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝۴۰ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ
زمین پر ہے اور وہ ہماری طرف پھر آئیں گے اور مذکور کر کتاب میں
اِبْرٰهِيْمَ اِنَّہٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِيًّا ۝۴۱ اِذْ قَالَ
ابراہیم کا اسے بے شک سخاوت سچا نبی جب کہا
اٰیُّکَ یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا
اپنے باپ کو اسے اے باپ میرے کیوں پرستتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ
یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا ۝۴۲ یٰاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُ مِنْ
کام آئے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے اسے
الْعِلْمِ مَا لَمْ یَأْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْ اَھْدِکَ صِرَاطًا
خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ

منزل ۳

دی ہے اور مجھے بابرکت کیا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں۔ مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ وَبَرَّ أَبَوَالَّذِي نَحْنُ الْوَحْدَانِ اور مجھے اس نے والدہ سے حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے سخت طبیعت اور سنگ دل نہیں بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بغیر باپ صرف والدہ ہی سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی زبان پر بَرَّ أَبَوَالَّذِي کے الفاظ جاری فرمائے۔ اور والدہ کے ساتھ والد کا ذکر نہیں ہے۔ ۲۳ یہاں مرزائی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو وہ وہاں نماز کس طرح پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ کس طرح دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ زندگی سے یہاں مطلق زندگی مراد نہیں۔ بلکہ متعارف زندگی مراد ہے یعنی وہ زندگی جو روئے زمین پر بسر کی جائے۔ وانت

تَعْلَمَانِ الظَّاهِرَ الْمَتَبَادِرَ مِنَ الْمَدَّةِ الْمَذْكُورَةِ مَدَّةَ كَوْنِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حَيًّا فِي الدُّنْيَا عَلَى مَا هُوَ الْمَتَعَارَفُ وَذَلِكَ لَا يَشْمَلُ مَدَّةَ كَوْنِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي السَّمَاءِ وَرُوحٌ ج ۶ ص ۱۷۴ دوسرا جواب یہ ہے کہ نماز تو وہ آسمان پر بھی پڑھ سکتے ہیں اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ باقی زکوٰۃ کا سوال تو وہ ان پر فرض ہی نہیں کیونکہ آسمان پر ان کے پاس دولت کہاں ہے؟ ۲۴ یہاں بھی بدستور تین مختلف زمانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں یعنی

(۱) ولادت کے بعد (۲) موت کے بعد اور بعثت بعد الموت کے بعد۔ ولادت سے دنیوی زندگی شروع ہوتی ہے۔ جو موت پر ختم ہو جاتی ہے اور موت سے برزخی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ جو دوبارہ جی اٹھنے تک ہے۔ اُس کے بعد آخر وی زندگی ہے۔ ۲۵ ذلک سے مذکورہ حالات کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات یہ ہیں۔ کہ وہ خود محتاج تھے اور ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے تو وہ کس طرح متصرف و مختار ہو سکتے ہیں۔ ۲۶ یہ زجر ہے نصاریٰ کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ولد کی نسبت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ولد اور نائب ہیں۔ فرمایا یہ غلط ہے۔ اس کا کوئی ولد اور نائب نہیں اور نہ اسے نائب کی ضرورت ہے۔ وہ تو ایسا قادر ہے کہ جو چاہے لفظ کن سے پیدا کر لے۔ ۲۷ یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے اور اِنِّی عَبْدُ اللّٰهِ پر موقوف ہے۔ یعنی میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ ہی میرا اور تم سب کا رب اور کار ساز ہے۔ اس لئے صرف اسی ہی کو پکارو اور صرف اسی کے نام کی نذریں اور منتیں رو۔ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ سے ما قبل

۱۰۰

سَوِيًّا ۳۳ يَابْتَ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ

سیدھی اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک شیطان ہے

كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ۳۴ يَابْتَ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ

رحمن کا نافرمان اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں

يَمْسَكَكَ عَذَابُ مَنْ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ

آگے تجھ کو ایک آفت رحمن سے پھرتو ہو جائے شیطان کا

وَلِيًّا ۳۵ قَالَ اَرَاغِبُ اَنْتَ عَنْ اِلَهِيْ يٰ اِبْرٰهِيْمُ

ساتھی و وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے ۳۵ میرے بھٹا کروں سے اے ابراہیم

لَیْنُ لَمْ تَنْتَهِ لَا رَحْمَتَ لَكَ وَ اِهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۳۶ قَالَ

اگر نہ باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنسار کروں گا اور دور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت کہا

سَلَامٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُكَ رَبِّيْ ط اِنَّهُ كَانَ بِيْ

تیری سلامتی ہے ۳۶ میں گناہ بخشاؤں گا تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجھ پر

حَفِيًّا ۳۷ وَ اَعِزُّ لَكُمْ وَ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَ

مہربان و اور جھوٹا ہوں تجھ کو اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور

اَدْعُوْا رَبِّيْ دَعْوَةً اَلَا اَكُوْنُ بِدَعَا رَبِّيْ شَاقِيًّا ۳۸

میں بندگی کروں گا اپنے رب کی امید ہے کہ نہ رہوں گا اپنے رب کی بندگی کر کر محروم

فَلَسَا اَعِزُّ لَهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَ هَبْنَا

پھر جب جدا ہوا ان سے ۳۷ اور جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہم نے

لَهُ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ كُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۳۹ وَ هَبْنَا

اس کو اسحق اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا و اور دیا ہم نے

لَهُمْ مِنْ رَّحْمَتِنَا وَ جَعَلْنَا لِسَانَ صِدْقٍ عَلَيَّا ۴۰

ان کو اپنی رحمت سے اور کیا ان کے واسطے سچا بول اونچا و

منزل ۴

کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی صرف اللہ کی عبادت اور پکار کا مسئلہ ہی صراطِ مستقیم اور سیدھی راہ ہے۔ هَذَا مَا ذَكَرَ مِنَ التَّوْحِيدِ (روح ج ۶ ص ۱۷۴) (هذا) الذی ذَكَرْتُ (صراطِ مستقیم) فاعبدوه ولا تشركوا به شيئاً (مدارک ج ۲ ص ۱۷۴) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اعلان کر رہے ہیں کہ صرف اللہ ہی کو پکارو موضعِ قرآن یعنی کفر کے وبال سے کچھ آفت آوے اور توبہ مانگنے لگے شیطان سے یعنی بتوں سے اکثر لوگ ایسے ہی وقتِ شرک کرتے ہیں۔ و تیری سلامتی رہے یہ رخصت کا سلام ہے معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور بیٹا باپ کو مٹی کی بات کہہ کر نکل جاوے وہ بیٹا مافی نہیں اور گناہ بخشاؤں گے انہوں نے وعدہ کیا تھا جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا۔ و یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اپنوں سے دور پڑے اللہ نے ان سے بہتر اپنے دیئے انیت کو یہاں تک سمیٹ لیا کہ وہ ان کے پاس نہیں رہے و یعنی ہمیشہ لوگ ان کی تعریف کرتے رہیں اور اُن پر رحمت بھیجتے۔

اس لئے وہ خود پکار سے جانے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ ۵۲۸ یہ ایک سوال مقدس کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ بن زبیب میں توحید کا اعلان کر دیا۔ اور مذکورہ بیان سے حضرت مریم علیہا السلام کی الوہیت کی بھی نفی ہوتی ہے۔ تو پھر ان دونوں کو حاجات و مشکلات میں غائبانہ کیوں پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد نصاریٰ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور نصاریٰ کے علماء نے توحید کے خلاف شرک کی تبلیغ شروع کر دی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور نائب منصرف سمجھ کر پکارنے لگے۔ قالت النسطوریۃ منہم ہوا بن اللہ والملکانیۃ ثالث ثلثۃ وقالت الیعقوبیۃ ہوا اللہ

مریچہ ۱۹

۶۸۲

قال الحدیث

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ

اور مذکور کہ کتاب میں موسیٰ کا ۳۴ بے شک وہ تھا چنا ہوا اور تھا

رَسُولًا نَبِيًّا ۝۵۱ وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ

رسول نبی فل اور پکارا ہم نے اس کو دایہنی طرف سے طور پہاڑ کی

وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۝۵۲ وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ

اور نزدیک بلایا اس کو بھید کہنے کو اور بخشا ہم نے اس کو ۳۵ اپنی مہربانی سے بھائی اس کا

هَارُونَ نَبِيًّا ۝۵۳ وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إسماعیلَ زَيْنًا

ہارون نبی فل اور مذکور کہ کتاب میں اسمعیل کا وہ تھا

كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۝۵۴ وَكَانَ

وعدے کا سچا ۳۶ اور تھا رسول نبی فل اور

بِأَمْرِ أَهْلِهِ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ

حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا اور تھا اپنے

رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝۵۵ وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ إدریسَ زَيْنًا

ب کے نزدیک پسندیدہ اور مذکور کہ کتاب میں ادریس کا ۳۷ وہ

كَانَ صِدْقًا نَبِيًّا ۝۵۶ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝۵۷ أُولَٰئِكَ

تھا سچا نبی اور اٹھا لیا ہم نے اس کو ایک اچھے مکان پر وہ یہ وہ

الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَةِ

لوگ ہیں انہی جن پر انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی

آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَةِ إِبْرَاهِيمَ

اولاد میں اور ان میں جن کو سوار کر لیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں

وَإِسْرَآءِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذْ أَنْتَلَّ

اور اسرائیل کی اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا جب انکو سنا ہے

منزل ۴

(قرطبی ج ۱ ص ۱۱۸) ۵۲۹ یہ تحریف اخروی ہے۔ اُسمع بہم و ابصر الخ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں۔ یعنی یہ مشرکین آج تو شرک و کفر کی گمراہی میں اندھے اور بہرے ہو رہے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور ان کی قوت سامعہ تیز ہو جائے گی۔ و انذہم یوم الحسرة الخ قیامت کے دن یوم الحسرت افسوس کا دن، فرمایا۔ کیونکہ اس دن منکرین کو سخت افسوس ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں حق کو کیوں قبول نہ کیا۔ اور غفلت اور لاپرواہی میں رہے۔ ۵۳۰ اس سے مراد یہ ہے کہ نفعی اولیٰ کے وقت سارا نظام عالم اور پوری دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اور اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ پھر نفعی ثانیہ کے بعد تمام انسانوں کی خداوند تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ اس لئے وہ ہرگز پکار سے جانے کے لائق نہیں ہیں۔

مراد مذکورہ پھر نفعی اولیٰ کی طرف اشارہ ہے

جواب شبہ ثالثہ

۵۳۱ یہ تیسرے شبہ کا جواب ہے یہود و نصاریٰ اور مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کالسا سمجھ کر پکارتے تھے۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو انبیاء علیہم السلام کے جدا مجد ہیں وہ خود اپنے باپ سے کہہ رہے ہیں کہ غیر اللہ کو مت پکارو۔ وہ تمہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے وہ کس طرح متصرف و مختار اور معبود بن سکتے ہیں؟ حضرت زکریا علیہ السلام صرف یہود اور عیسیٰ ازمیم علیہم السلام کو تو صرف نصاریٰ پکارتے تھے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سب منصرف سمجھ کر پکارتے تھے۔ اس لئے اب ان کی الوہیت کی نفی کا شبہ دور فرمایا۔ ۵۳۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح اور لقب آذر تھا۔ چونکہ

صرف بت پرست تھا۔ بلکہ بت تراش بھی تھا۔ وہ بت بنا کر فروخت کیا کرتا تھا۔ اس کی زیادہ تحقیق سورہ انعام رکوع ۷ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مزید تحقیق سورہ شعراء موضع قرآن سے حاصل ہوئے۔ فلک ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو آوے میں اسی جگہ رہوں گا، وہ ایک برس نہ آیا یہ وہاں ہی ہے۔ فلک لکھا ہے کہ حضرت ادریس پہلے تھے حضرت نوح علیہ السلام سے حساب ستاروں کی چال کا اور لکھنا اور سینا کہتے ہیں انہیں سے سیکھ اخلق نے ملک الموت اُن سے آشنا تھا ایک بار آزمائے کو اپنی جان بدن سے نکلوائی پھر ڈال دی اور بہشت کی سیر مائی پھر وہاں رہ گئے اللہ کے حکم سے حضرت سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعض کہتے ہیں حضرت الیاس کا لقب ہے ادریس وہ بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے تھے۔ خضر کی طرح وہ بھی زندہ رہ گئے ہیں۔ فتح الرحمن فل یعنی بر آسمان ۱۲۔

وَجَعَلْنَا
مِنْهُمْ
آيَاتٍ

عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۝۸ فَخَلَفَ

آیتیں رحمن کی گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے پھر اکی جگہ

مِنْ بَعْدِهِمْ خَلَفَ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا

آئے نا خلف اللہ کو پیچھے نماز اور پیچھے پڑ گئے

الشَّهْوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ۝۹ إِلَّا مَنْ تَابَ وَ

مذوں کے سو آگے دیکھیں گے گمراہی کو مگر جس نے توبہ کی ہے اور

أَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا لَّكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں

وَلَا يَظْلَمُونَ شَيْئًا ۝۱۰ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ

اور ان کا حق ضائع نہ ہوگا کچھ باغوں میں بسنے کے جن کا وعدہ کیا ہے

الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝۱۱

رحمن نے اپنے بندوں سے ان کے بن دیکھے بیشک اس کے وعدے پر پہنچتے

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا سُلْهًا وَلَهُمْ فِيهَا

نہ سنیں گے وہاں بک بک سونے سلام اور ان کے لئے ہے ان کی رزق وہاں

مُتَّكِرَةً وَغُصْبًا ۝۱۲ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا

صبح اور شام وہاں وہ بہشت ہے جو میراث دیں گے ہم اپنے بندوں میں

مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝۱۳ وَمَا نُنَزِّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا

جو کوئی ہوگا پر میراث اور ہم نہیں اتارے مگر حکم سے تیرے رب کے اسی کا ہے جو

يُنْزِلُ إِلَيْنَا وَمَا خَلَفْنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ

ہمارے آگے ہے فلا ۱۳ اور جو ہمارے پیچھے فلا اور جو اس کے بیچ میں ہے اور تیسرا

رَبُّكَ نَسِيًّا ۝۱۴ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

رب نہیں ہے بھولنے والا رب آسمانوں کا اور زمین کا ۱۴ اور جو ان کے بیچ ہے

منزل ۴

کے آخری رکوع کی تفسیر میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ الحمد بعد ما لایسمع الحمد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بغیر کسی تمہید کے مسئلہ توحید کا منفی پہلو درجوں بتا کر زیادہ ناگوار گذرتا ہے، اپنے باپ کے سامنے پیش فرما دیا۔ یہ غالباً تبلیغ کا آخری موقع تھا۔ اس سے قبل توحید کا مثبت پہلو کئی بار بیان فرما چکے تھے۔ اس میں انہوں نے معبودان باطلہ کے تین نقائص بیان فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ پکارنے والے کی دعا اور پکار کو سن نہیں سکتے دوم یہ کہ وہ اپنے پکارنے والے کا حضور و حضور اور اس کا عجز و انکسار دیکھ نہیں سکتے۔ سوم یہ کہ وہ کسی کام نہیں آسکتے نہ وہ مشکل کشائی کر سکتے ہیں نہ حاجت روائی۔ ۵۳۳ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل ہے یعنی میرے پاس

اللہ کی وحی کے ذریعے ایسا علم ہے، جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ اس لئے تم میرا اتباع کرو۔ اور توحید کو مان لو۔ دراصل یہی سیدھی راہ ہے لا تعبد الشیطان اللہ معبودان باطلہ کی عبادت کو شیطان کی عبادت اس لئے فرمایا کہ شیطان ہی انسان کو گمراہ کر کے اس سے شرک کراتا ہے، یا اس لئے کہ شیطان بزرگوں کی صورت اختیار کر کے مشرکین کو اپنی پوجا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یا آیت لَئِنْ أَخَذَا بِالْحَقِّ يَخُوْفُ أَخْرُوْی ہے۔ ۵۳۴ یہ ابراہیم علیہ السلام کو باپ کی طرف سے دھمکی ہے کہ تو میرے معبودوں کے اس قدر غلاف ہے۔ خبردار اگر تم اس روش سے باز نہ آئے۔ تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم یہاں سے اپنی عزت بچا کر چلے جاؤ۔ مَلِیَّا اِیْ اَعْتَزَلْنِیْ سَالِمًا الْعَرْضُ کَلَّ یَصِیْبُکَ مِنْیْ مَعْرَۃً قَالَہٗ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَفَرَطِیْ ج ۱۱ ص ۱۱، بعض نے ملیا کی تفسیر دکھڑا طویلا سے کی ہے یعنی طویل عرصہ تک مجھ سے دور رہو۔ ۵۳۵ یہ سلام تحیہ نہیں بلکہ سلام متارکت ہے۔ والجمہور علی ان المراءد بسلامہ المسالمة التی هی المتارکۃ لا الخیۃ (قرطبی) حفصیا مہربان اعتزلکم اللہ ساستغفر پر معطوف ہے یعنی میں تمہارے پاس سے اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔ ان سے دور چلا جاؤں گا۔ اور اپنے پروردگار کو پکاروں گا اور مجھے امید ہے کہ وہ مجھے فائب و خاسر نہیں فرمائے گا۔ اور تمہاری جدائی کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔ ۵۳۶ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے اور ان کے معبودوں سے کنارہ کش ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ سے فرزند کے لئے دعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹا اسحق عطا فرمایا۔ اور اسحاق کو یعقوب عطا کیا۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور ان دونوں کو نبوت عطا فرمائی۔ اور ان کی اولاد کو برکت

میں چھپنے شروع کیا
از انہیں شہادت
بعد دھمکی نبوت
کا ذکر کرنا

دی۔ لسان صدق اللہ لسان سے مجازاً کلام مراد ہے اور مرکب اضافی سے لوگوں کی مدح و ثناء مراد ہے۔ یعنی ہم نے دنیا میں ان کا اچھا ذکر ان کی یادگار بنادیا۔ کہ دنیا کے تمام لوگ ہر زمانے میں ان کو اچھائی سے یاد کرتے ہیں۔ لسان الصدق الثناء الحسن الباقی علیہم اٰخرا لا بد قال۔ ابن عباس و بحر ج ۶ ص ۱۹، ۵۳۷ تین انبیاء موضع قرآن و لا بک نہ سنیں گے اور سلام علیک کی آواز بلند نہیں گے۔ فلا میراث آدم کی کہ اول ان کو بہشت ملی ہے۔ فلا ایک بار جبریل مکی روز نہ آئے جب آئے حضرت نے کہا تم ہر روز کیوں نہیں آتے، اللہ تعالیٰ نے یہ کلام سکھا یا جبریل کو کہ جواب یوں کہو کلام ہے اللہ کا جبریل کی طرف سے جیسا ایاک نعبد و ایاک نستعین ہم کو سکھایا اور ہمارے آگے پیچھے کہا۔ آسمان و زمین کو اتارتے ہوئے زمین آگے آسمان پیچھے، جبریل نے ہوئے وہ پیچھے یہ آگے۔ فتح الرحمن فلا یعنی قیامت ۱۲ فلا یعنی از ابتدا خلق و آسمان و زمین ۱۲۔

علیہم السلام کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد تین کا بالا اختصار ذکر فرمایا۔ حضرت موسیٰ، حضرت اسمعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام یعنی یہ تمام ہمارے سامنے عاجزی کر رہے ہیں۔ لہذا جو خود عاجز اور محتاج ہوں۔ وہ دوسروں کے کارساز اور متصرف کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ہاں یہ ہمارے برگزیدہ اور مکرم بندے تھے۔ لیکن متصرف نہیں تھے۔ یہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ حضرت ادریس علیہ السلام کو اور مشرکین حضرت اسمعیل علیہ السلام کو پکارتے تھے ان آیتوں میں اس کی نفی کی گئی کہ یہ برگزیدہ پیغمبر کا کارساز نہ تھے۔ ۵۲۸ یہ تمام انعامات ہم نے ان کو عطا کئے تھے وہ خود مختار و متصرف نہیں تھے۔ ۵۲۹ حضرت اسمعیل علیہ السلام وعدے کے سچے اور اللہ کے رسول تھے۔ وَكَانَ يَكْمُلُ لَهُ اللَّهُ تَعَالَى

مریچہ ۱۹

۶۸۴

قال المد

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۵۵

سو اسی کی بندگی کر اور قائم رہ اس کی بندگی پر کسی کو پہچانتا ہے تو اس کے نام اکاف و

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَا مِيتٌ لَّسَوْفَ أَخْرَجَ حَيًّا ۵۶

پھر اور کہتا ہے آدمی وٹ گیا جب میں مر جاؤں تو پھر نکلوں گا زندہ ہو کر

أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَك

کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ

شَيْئًا ۵۷ قَوْلِكَ لَنَحْشُرَنَّهُم وَالشَّيْطَانِ ثُمَّ

پہچیز نہ تھا سو قسم ہے تیرے رب کی ہم کھیر بلائیں گے ان کو اور شیطانوں کو پھر

لَنَحْضُرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۵۸ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ

سامنے لائیں گے گرد دوزخ کے گھنٹوں پر گرے ہوئے و پھر جدا کر دیں گے ہم

مِنْ كُلِّ شَيْعَةٍ أَيْلَهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا ۵۹

ہر ایک فرقہ میں سے جو سنا ان میں سے سخت رکھتا تھا رحمن سے اگر

ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۶۰ وَ

پھر ہم کو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اس میں داخل ہونے کے اور

إِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۶۱

کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر ہو چکا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم مقرر

ثُمَّ نَبْجِي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنُذِرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۶۲

پھر بچائیں گے ہم ان کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اس میں نذر کے ہوئے و

وَإِذَا اتَّسَلْنَا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا يَبْتَغِ الْكَافِرُ الْكَافِرَاتِ كِفْرًا ۶۳

اور جب سنائے ان کو ہماری آیتیں کھلی ہوئی کہتے ہیں جو لوگ کہ منکر ہیں

لِلَّذِينَ آمَنُوا لَا إِلَهَ إِلَّا الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَآخَسًا

ایمان والوں کو دونوں فرقوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی چھٹی

منزل ۴

ماں باپ کی اولاد ہوں۔ اور اپنے وجود میں دوسروں کے محتاج ہوں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کی ہو۔ اور جن کو دوسروں سے بلند شان موضعِ قرآن کا نام سب اس کی صفت میں یعنی کوئی ہے اس صفت کا۔ وٹ مارے دہشت کے کھڑے سے گر پڑیں گے اور چین سے بیٹھ نہ سکیں گے یہی ہوا گھنٹوں پر گرنا۔ وٹ دہشت کی راہ میں مگر دوزخ کے منہ میں دوزخ تنور کی شکل ہے منہ اس کا دنیا سے بڑا کنارے سے کنارے تک راہ پڑی ہے بال برابر تیز جیسے تلوار اور کانپتی، ایمان والے اُس پر سلامت گذر جاویں گے اور گنہگار گر پڑیں گے پھر موافق عمل بعد کی روز کے نکلیں گے اور شفاعت سے اور اجماعِ الراحین کی مہر سے آخر جس نے کلمہ کہا ہے سچے دل سے سب نکلیں گے اور کافر رہ جائیں گے پھر اس کا منہ بند ہو گا۔

فتح الرحمن وٹ یعنی مائی ۱۲ وٹ یعنی آدمی کا فر ۱۲۔

۵۵

مرسوم کا نام ہے
قصیدہ شریف
سید جابر شریف
تقریباً ۱۲۰۰
تقریباً ۱۲۰۰

عطا کیا ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور زاری کر رہے ہوں۔ وہ کسی طرح بھی متصرف و کار ساز نہیں ہو سکتے۔ ۵۴۳ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام صرف اللہ ہی کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو کیوں متصرف سمجھ کر پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ ان کے بعد بُرے لوگوں نے ان کے دین کو اور توحید کو ضائع کر دیا۔ اور اللہ کی پکار کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنے لگے۔ یہ حق اور مسئلہ توحید سے باغیوں کی جماعت تھی۔ خلف۔ مبالغہ اور بُرے لوگ الخلف الردی (مفردات) ان مبالغہ لوگوں نے نماز جیسی اہم اور تمام عبادات کی جامع عبادت کو چھوڑ دیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں منہمک ہو گئے۔ اضاعت صلوٰۃ سے یا تو

ترک نماز مراد ہے یا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خالص اللہ کی دعا اور پکار کو ضائع کر کے غیر اللہ کو پکارا یا شروع کر دیا۔ فسوف یلقون غیباً اس میں تخویف اخروی ہے۔ غیباً ای ضللاً یعنی گمراہی لیکن یہاں مضاف محذوف ہے۔ جسے حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ ای جزاء الغی قالہ الزجاج رکبیر ۵۴۳ یہاں سے لے کر من کان نقیبتا تک بشارت اخروی ہے۔ یہ مستثنی منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے۔ من تاب الہ موصول مع صلہ مبتدا ہے اور فاولئک یدخلون الہ جملہ اس کی خبر ہے۔ تلك الجنة سے پہلے یقال لہم محذوف ہے۔ یعنی قیامت کے دن اہل جنت سے یہ بات کہی جائے گی۔ تَقِیْبًا یعنی جو شرک سے بچتا رہا۔ اور اللہ کی توحید پر قائم رہا۔ اخرج ابن ابی حاتم عن داؤد ابن ابی ہند انہ الموحذ فت ذکر و لا تغفل (روح ۶ ج ۱۱۱) من کان تقیبا عن الشوک (بارک ۳)

جواب شبہ رابعہ

۵۴۴ یہ فرشتوں کے بارے میں شبہ کا جواب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا حال تو تم نے سن لیا۔ کہ وہ سب عاجز اور خدا کے محتاج تھے۔ اب فرشتوں کا حال بھی سن لو۔ جن کو تم مختار و متصرف سمجھتے ہو وہ تو اللہ کے حکم کے اس قدر پابند ہیں۔ کہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں آ سکتے تو متصرف کس طرح بن سکتے ہیں مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ جب مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوال کیا۔ تو اس کے جواب میں آپ نے کل آئندہ جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر اس کے ساتھ آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اللہ کی طرف سے وحی کی آمد کا سلسلہ کئی روز کے لئے رُک گیا۔ جب عرصہ

دو ہفتے کے بعد جبریل امین نازل ہوئے۔ تو آپ نے اس سے اتنے دن نہ آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام کے موضع قرآن و لای دنیا کی رونق میں مقابلہ دیتے ہیں و لای یعنی بہکاوے میں جانے لے کیونکہ دنیا جانچنے کی جگہ ہے بھلا بڑا پس گئے آخرت میں یہاں نیک بد بھلائی بُرائی میں شامل ہیں و لای یعنی مدگار کافر یا نیکو سمجھتے ہیں بتوں کو اور ایمان والے اللہ کو۔ و لای یعنی دنیا کی رونق رب کے یہاں کام کی نہیں، نیکیاں سب ایں گی اور دنیا نہ رہے گی۔ و لای ایک کافر یا لادریک لوہا مسلمان کو کہنے لگا تو مسلمان سے منکر ہو تو نیری مزدوری دوں اس نے کہا اگر تو مرے اور میرے چوے تو بھی میں مگر نہ ہوں اس نے کہا اگر میرے چوے گا تو بھی مال و اولاد وہاں بھی ہوگا تجھ کو مزدوری وہاں دے دوں گا۔ اسی پر یہ فرمایا یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے کافر چاہے کہ یہاں کی دولت وہاں ملے سو نہیں۔ و لای جو بتاتا ہے یعنی مال اور اولاد اس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے۔

فتح الرحمن و لای یعنی عزت دنیا مغرور شدند ۱۲۔ و لای یعنی در قیامت ۱۲۔

نَدِيًّا ۴۳ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ

فلس و ل اور کتنی ہلاک کر چکے ہم پہلے ان سے جماعتیں وہ ان سے بہتر تھے

أَشَانَا وَرِيًّا ۴۴ قُلْ مَن كَانَ فِي الصَّلَاةِ فليد

سامان میں اور نمودیں تو کہہ جو رہا بھٹکتا ہے سو جائے اسکو کھینچ

لَهُ الرَّحْمَنُ مَدًّا ۴۵ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

لے جائے رحمن لمبا و ل یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ ہوا تھا ان سے

إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ ۴۶ فَسَيَعْلَمُونَ ۴۷

میاں آفت اور یا قیامت سوتب معلوم کر لیتے کس کا

هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُنْدًا ۴۸ وَيَزِيدُ اللَّهُ

برائے مکان اور کس کی فوج کمزور ہے و ل اور بڑھاتا جاتا اللہ

الَّذِينَ اهْتَدَوْا وَهُدًى ۴۹ وَالْبَقِيَّةُ الصَّالِحَاتِ

سوچنے والوں کو سوچھٹھہ اور باقی رہنے والی نیکیاں

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ۵۰ أَفَرَأَيْتَ

بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر پھر جانے کو جگہ و ل بھلاؤں نے دیکھا

الَّذِي كَفَرَ بآيَاتِنَا وَقَالَ لَا أُوتِيَنَّ مَالًا وَ

۵۱ اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مل کر رہیگا مال اور

وَلَدًا ۵۲ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اخْتَذَعَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ

اولاد و ل کیا بھانک آیا ہے غیب کو ۵۲ یا لے رکھا ہے رحمن سے

عَهْدًا ۵۳ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّكَ مِنَ

عہد یہ نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور بڑھاتے جائیگے اسکو

الْعَذَابِ مَدًّا ۵۴ وَنُزِّلُكَ بِمَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۵۵

عذاب میں لمبا اور ہم لے لیتے گے اس کے مرنے پر جو کچھ وہ بتا رہا تھا اور آئیگا ہمارے پاس ایک

قول کی حکایت ہے۔ یعنی ہم اپنی مرضی سے نہیں آسکتے بلکہ ہم امر الہی کے پابند ہیں۔ جب حکم ہوتا ہے آجائے ہیں و لکنی عبد مامور اذا بعثت نزلت و اذا حبست احتسبت (روح) ۵۷ مابین ایدینا جو کچھ ہمارے سامنے ہے، سے زمان مستقبل و ما خلفنا جو کچھ ہمارے پیچھے ہے، سے زمان ماضی اور و مابین ذلک دور جو کچھ اس کے درمیان ہے، سے زمان حال مراد ہے۔ تمام زمانے اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ ہمارے اختیار میں کچھ نہیں اس لئے ہم کسی وقت بھی اللہ کے سوا دم نہیں مل سکتے۔ لہٰذا طرف کی مبتدا پر تقدیم حصر کے لئے ہے، لہٰذا مابین ایدینا لای لانا۔ و ما کان ربک نسیاً یعنی اللہ تعالیٰ کسی چیز سے بے خبر نہیں وہ غیب داں ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ ۵۸ شبہات و درکریجے بعد دعویٰ

قال الحمد ۱۳ ۶۸۶ ۱۹ مریمہ

وَاتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝۸۱

اور کچھ رکھنا ہے دوسروں کے سوا اوروں کو مسمود تاکہ وہ ہوں ان کے لئے عزت کا

کَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ

ہرگز نہیں ۵۵ وہ منکر ہوں گے ان کی بندگی سے اور ہو جائیں گے ان کے

ضِدًّا ۝۸۲ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى

خیال تو نے نہیں دیکھا ۵۵ کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان

الْكُفْرِينَ تَوَزُّهُمْ أَزْوَاجًا ۝۸۳ فَلَا تَعْبَلُ عَلَيْهِمْ

منکروں پر اچھالتے ہیں ان کو ابھار کر سو تو جلدی نہ کر ان پر

إِنَّمَا نَعِدُّ لَهُمْ عَذَابًا ۝۸۴ يَوْمَ نُخْشِرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى

ہم تو پوری کرتے ہیں ان کی جنتی جس دن ہم اکٹھا کر لائیں گے ۵۹ پر سیرگزاروں کو

الرَّحْمَنِ وَفْدًا ۝۸۵ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَى

رحمن کے پاس وہاں بلائے ہوئے اور ہائے جائینگے مجرکوں کو

جَهَنَّمَ وَفْدًا ۝۸۶ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ

دورخ کی طرف پیاسے نہیں اختیار رکھتے لوگ سفارش کا حق مگر جس نے

اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝۸۷ وَقَالُوا اتَّخَذَ

لے لیا ہے رحمن سے وعدہ دل دل اور لوگ کہتے ہیں رحمن

الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۝۸۸ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝۸۹ تَكَادُ

رکھتا ہے اولاد ۵۸ بے شک تم آجھنے ہو بھاری چیزیں دل ابھی

السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ

آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑیں

الْجِبَالُ هَدًّا ۝۹۰ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ۝۹۱

پہاڑ ڈھے کر اس پر کہ بچاتے ہیں رحمن کے نام پر اولاد

منزل ۴

اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ ۵۸ شبہات و درکریجے بعد دعویٰ سورت کو بیان فرمایا کہ زمین و آسمان یعنی ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی ہی کو پکارو۔ واحد طبر لعبادتہ اور اسی کی عبادت اور پکار پر پابند ہو جاؤ۔ کیونکہ متصرف اور کار ساز وہی ہے۔ اور کوئی نہیں ہل سکتا۔ سمیٹا یعنی ہم صفت اور مثل۔ استفہام انکار کے لئے ہے یعنی وہ اپنی صفات کار سازی میں یکتا اور بے مثل ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

حصہ دوم

۵۷ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے پہلے حصے میں چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد اس حصے میں شکوے، زجریں، تحویفیں، بشارتیں اور تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کی گئی ہے۔ یہ شکوی ہے۔ یعنی نادان انسان کہتا ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا۔ اَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَن يَكُونَهُ شَكْوَى كَاجَوَابِہٖ۔ یعنی انسان کو یہ بات یاد نہیں کہ وہ کچھ نہیں سمجھتا، نیست اور معدوم تھا، تو ہم نے اسے نیست سے بہت اور معدوم سے موجود کر دیا تو کیا اب ہم اس کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتے۔ ۵۸ یہ تحویف آخری ہے۔ الشیاطین اس سے شیاطین الجن والانس مراد ہیں۔ یعنی جنوں کے علاوہ وہ مولوی اور پیر جو ان کو گمراہ کرنے رہے یا ان کے ہزاروں گمراہ کیا کرتے تھے۔ یعنی کفار و مشرکین اپنے ہزاروں کیساتھ میدان حشر میں لائے جائیں گے۔ والمعنی انہم یحشرون من قوناہم من الشیاطین الذین استودعہم یقرنون کل کافر مع شیطان فی سلسلۃ (قرطبی ج ۱ ص ۱۳)

پھر ان سب کو جہنم کے گرد جمع کیا جائے گا۔ ثُمَّ لَنْزَعَنَّ اِلَیْہِمْ نَمَامِ سِرْکَشِ جَمَاعَتُوں کو کفر و انکار اور سرکشی کے اعتبار سے اس طرح مرتب کریں گے کہ ہر جماعت کے سب سے زیادہ سرکش اور معاندین کو پہلی صف میں بکھرا کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان سے کم سرکش لوگوں کو درجہ بدرجہ بکھرا کیا جائے گا۔ عتیا انتہائی سرکشی۔ ان معنی "ثُمَّ لَنْزَعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیعَۃٍ نَمَامِ لَنْزَعَنَّ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ اِلَاعِیٰی فَاِلَاعِیٰی کَانَ یَبْتَدِیْ بِالْعَذِیْبِ بِاَشْدَہِمْ عَتِیًّا ثُمَّ الذِی یَلِیْہِ وَہَذَا نَصِ کَلَامِہِ اِلِی اسْحَقِ فِی مَعْنِی اَلِیۃ (قرطبی ج ۱ ص ۱۳) ۵۹ ثَمَّ تَعْقِیْبِ ذِکْرِی کے لئے ہے۔ یعنی ہمیں معلوم ہے کہ ان میں سب سے پہلے جہنم میں داخل کئے جانے کا مستحق کون ہے وَلَنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُہَا اِلَیْہِ مَوْضِعُ قَرَانٍ وَلَ یعنی جس کو اللہ نے وعدہ دیا وہی سفارش کرے گا۔ یعنی بھاری گناہ۔ فَتُخْرِجُ الرَّحْمَنُ وَلَ یعنی مسلمان شہرہ و وعدہ ثواب کا مستحق گشت ۱۲۔

پھر تمام سرکش جماعتوں کو کفر و انکار اور سرکشی کے اعتبار سے اس طرح مرتب کریں گے کہ ہر جماعت کے سب سے زیادہ سرکش اور معاندین کو پہلی صف میں بکھرا کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان سے کم سرکش لوگوں کو درجہ بدرجہ بکھرا کیا جائے گا۔ عتیا انتہائی سرکشی۔ ان معنی "ثُمَّ لَنْزَعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیعَۃٍ نَمَامِ لَنْزَعَنَّ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ اِلَاعِیٰی فَاِلَاعِیٰی کَانَ یَبْتَدِیْ بِالْعَذِیْبِ بِاَشْدَہِمْ عَتِیًّا ثُمَّ الذِی یَلِیْہِ وَہَذَا نَصِ کَلَامِہِ اِلِی اسْحَقِ فِی مَعْنِی اَلِیۃ (قرطبی ج ۱ ص ۱۳) ۵۹ ثَمَّ تَعْقِیْبِ ذِکْرِی کے لئے ہے۔ یعنی ہمیں معلوم ہے کہ ان میں سب سے پہلے جہنم میں داخل کئے جانے کا مستحق کون ہے وَلَنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُہَا اِلَیْہِ مَوْضِعُ قَرَانٍ وَلَ یعنی جس کو اللہ نے وعدہ دیا وہی سفارش کرے گا۔ یعنی بھاری گناہ۔ فَتُخْرِجُ الرَّحْمَنُ وَلَ یعنی مسلمان شہرہ و وعدہ ثواب کا مستحق گشت ۱۲۔

ورود سے یہاں دخول مراد نہیں۔ بلکہ اس سے پھر اس پر سے گزرنا مراد ہے جو دروازے کے اوپر ہوگی۔ عن الحسن الورد الورد علیہا من غیر دخول و
 روى ذلك عن قتادة وذلك المردود علی الصراط الموضوع علی متنها الخ (روح ج ۱۶ ص ۱۲۱) الورد علی الصراط وروی عن ابن
 عباس وابن مسعود وکعب الاحبار والسدی (تقریبی ج ۱۱ ص ۱۲۱) ثم تعقیب ذکرہ کے لئے ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں کہ جب سب لوگ جہنم کے
 اوپر سے گزریں گے اس سے کچھ عرصہ بعد متقیین کو نجات دی جائیگی بلکہ یہ کام گزرنے سے بالکل متصل ہوگا لہذا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے بعد پھر یہ بات بھی سن لو۔ کہ جو لوگ

شُرک سے بچتے رہے ان کو جہنم سے بچالیں گے۔ اور مشرکین
 کو گھٹنوں کے بل آتش جہنم میں چھوڑ دیں گے۔ وَإِذَا نُنَكِّلُ الْخَلْقَ
 یہ شکوی ہے ذی الجلال والجلال جہنم سے بچالیں گے۔ اور مشرکین
 کو جب قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جائیں تو وہ جواب میں
 کہتے ان مسلمانوں نے ان آیتوں کو مان کر کیا حاصل کیا
 ہے۔ ہماری تحفیں کس قدر پر شوکت اور شامانہ ہیں
 اور دنیا میں جاہ و جلال حاصل ہے مگر مسلمان ہمارے
 مقابلے میں فقیر اور مفلس ہیں۔ دنیا میں کن کی تحفیں پر
 شوکت اور شامانہ ہیں۔ اے تحویف دنیوی آثار
 ساز و سامان دنیوی منظر یہ دنیوی شان و شوکت پر ناز
 کرنے والے مشرکین مغرور نہ ہوں۔ ہم ان سے بھی
 زیادہ مال و دولت اور شان و شوکت والے قرونوں
 کے قرن تباہ و برباد کر چکے ہیں یہ بیچارے ان کے مقابلے
 میں کچھ بھی نہیں۔ اے یہ زحر ہے۔ جو لوگ دنیوی مال
 و جاہ پر مغرور ہو کر گمراہی اور ضد و عناد میں منہمک ہو جاتے
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ڈھیل دے دیتا ہے۔ یہاں تک
 کہ وعدہ کے مطابق اللہ کا عذاب آجائے۔ یا قیامت قائم ہو
 جائے۔ فسیعلمون انہ اب تو نہیں مانتے۔ لیکن اس وقت
 انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ فریقین دمونین اور کفار میں
 سے برا ٹھکانا کس کا ہے۔ اور کس کے انصار و اعوان کمزور
 ہیں۔ دنیا میں مشرکین جن بزرگوں کو متصرف و کار ساز سمجھ
 کر پوجتے اور پکارتے ہیں۔ ان کے بارے میں انکاحیاں
 یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر آڑے وقت میں ان کے کام آئیں
 گے۔ لیکن خدا کا عذاب آنے پر کوئی کام نہیں آتا۔ اللہ
 کے سوا تمام سہارے بیکار اور کمزور ثابت ہوتے ہیں۔
 وَإِنَّمَا ذَكَرْكَ دَدًّا لِمَا كَانُوا يَزْعُمُونَ
 اَنْ لَّهُمْ اَعْوَانٌ مِّنْ شَرِّكَائِهِمْ (روح ج ۱۶ ص ۱۲۱)
 اے اللہ اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے
 ایمان پر ثبات و استقلال عطا فرماتا ہے، ویتثبت

قال المد ۱۶ ۶۸۷ طہ ۲۰

وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۚ إِنَّ كُلَّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ
 اور نہیں بچتا رحمن کو رکھے اولاد کوئی نہیں آسان میں

وَالْأَرْضِ إِلَّا أَقْوَامًا مِّنْ عِبَادٍ ۚ لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۚ
 اور زمین میں جو نہ آئے رحمن کا بندہ ہو کر اسکے پاس انکی شمار ہے اور گن بھی ہے انکی گنتی

وَكَلَّمَ آدَمَ إِتْيَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَرْدًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
 اور ہر ایک ان میں سے آئیں گے اس کے سامنے قیامت کے دن اکبلا البتہ جو یقین لائے ہیں اے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۚ ۹۱
 اور کی ہیں انہوں نے نیکیاں ان کو دے گا رحمن محبت و د

فَاتَّبَعْنَاهُ نَسْرُهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَ
 سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن مجید تیری زبان میں اسی واسطے کہ جو شجرہ سانسے نوڈرنے والوں کو

تَنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لَّدَا ۚ ۹۲ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ
 اور ڈرائے تھکڑے لوگوں کو اور بہت ہلاک کر چکے ہم ان سے پہلے ۹۲

قَرْنٍ هَلْ يُحِصُّ مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ ۚ وَتَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۚ ۹۳
 ہمارے آہٹ پاتا ہے تو ان میں سے کسی کی یا سنتا ہے ان کی بھنگ

سُورَةُ طه طہ مکی ۲۰ و خمس وثلاثون آیت و ثمان و عا
 سورہ طہ طہ مکی ہے اور اس میں ایک سو پینیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طه ۱ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى ۚ ۱
 اے اس واسطے نہیں اتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت میں پڑے ۱ مگر

تَذَكُّرًا لِّمَن يَخْشَى ۚ ۲ تَنْزِيلًا مِّنْ خَلْقِ
 نصیحت کے واسطے اس کی جو ڈرتا ہے اتارا ہوا ہے اس کا لے جس نے بنائی

منزل ۳

اللہ المؤمنین علی الہدی ویزیدھم فی النصرة الخ (تقریبی ج ۱۱ ص ۱۲۱) والبقیت الصلح الخ مشرکین اور کفار دنیوی مال و زر پر مغرور اور ظاہری جاہ
 و جلال پر نازاں ہیں حالانکہ یہ تمام چیزیں فانی اور زوال پذیر ہیں۔ البتہ ایمان اور اعمال صالحہ باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ آخرت میں جن کا اچھا بدلہ ملے گا۔ اور نیک
 انجام ہوگا۔ اے شکوی مع تحویف۔ ائمہ سنہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عاص بن وائل کے ذمہ ان کی کچھ مزدوری تھی۔ وہ ایک دن اس سے
 اپنے حق کا مطالبہ کرنے کے لئے گئے تو عاص نے کہا۔ جب تک نوحہ نہ ملے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہیں کرے گا اور خدا کے ساتھ شریک نہیں بنائے گا۔ اس وقت تک
 موضع قرآن و یعنی ان سے محبت کرے گا یا ان کے دل میں اپنی محبت پیدا کرے گا یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈالے گا۔
 فتح الرحمن و یعنی با یکدیگر دوست با شند ۱۲۔

میں نہیں مزدوری نہیں دوں گا۔ جواباً حضرت خباب نے کہا میں تو کبھی کفر نہیں کروں گا۔ اگرچہ کہ تو مر جائے اور پھر دوبارہ زندہ ہو جائے۔ عاص بول اٹھا کیا مرنے کے بعد مجھے پھر زندہ کیا جائے گا؟ اگر ایسا ہے تو میں وہیں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ کیونکہ یہاں کی طرح وہاں بھی میرے پاس آل اولاد اور مال و زر کی کثرت ہوگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **۵۵** اَظْلَمَ اَصْلٌ مِّنْ عَرَطٍ تَلَعَ بِرُوزْنِ اِفْتَحَكَ تَخَا۔ فَاَنَّهُ اِفْتَحَالَ كَمَا مَقَابِلُهُ مِثْلُ طَارِقٍ وَاقِعٍ يُّوَسِّنُ كِي وَجْهَهُ تَنَاسَّ اِفْتِحَالُ كُوطَارٍ سَهْدٌ دِيَا كِيَا۔ اور اول کو ثنائی میں ادغام کر دیا گیا۔ اور ہمزہ وصل مابین سے ساقط ہو گیا۔ تو اَظْلَمَ ہو گیا۔ یعنی جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ اگر قیامت آئی۔ تو اس وقت بھی اس کے پاس دولت بکثرت ہوگی۔ کیا وہ غیب جانتا ہے۔ کہ اسے یہ بات معلوم ہے یا خدا سے اس نے کوئی اس بات کا عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں اس لئے اس کا دعویٰ غلط ہے۔ سنکتب ما یقول وہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ ہم اسے لکھوا رہے ہیں اور کفر و انکار کے علاوہ ہمارے احکام سے استہزاء اور تمسخر کی وجہ سے اس کے عذاب میں اضافہ کیا جائے گا۔ اور جس مال و اولاد کا اسے گمنند ہے۔ وہ سب کچھ ہم اس سے سلب کر لیں گے اور قیامت کے دن تنہا ہمارے پاس حاضر ہوگا۔ اس کے ساتھ نہ اولاد ہوگی، نہ قبیلہ، نہ دولت۔ ای منفرداً الامال له ولا ولد ولا عشيرة تنصو (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۵) **۵۶** یزجر ہے عذرا سے مراد اعوان و انصار ہیں۔ جو دنیا و آخرت کے ہمدان میں ان کے کام آئیں۔ ای لیحتزوا بالہتھم و یكونوا الہم شفعاء و انصار اینقذ و نہم من العذاب (مدارک ج ۳ ص ۳۵۳) اس آیت میں مشرکین کے شرک کی اصل غرض و غایت بیان فرمادی کہ انہوں نے اللہ کے سوا جو معبود بنا رکھے ہیں اور جن کی عبادت کرتے اور جن کے نام کی نذرین منتیں دیتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ ان کی مدد کریں۔ اور خدا کے یہاں ان کی سفارش کریں۔ یہ اس حصے کی مرکزی آیت ہے اور اس میں سورت کی ایک خصوصیت کا بیان ہے۔ **۵۷** یہ مشرکین کا وہ ہے۔ کہ جس غرض کے لئے انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ وہ غرض انہیں کبھی میسر نہیں ہوگی۔ اللہ کے بندے ان کی عبادت پر خوش ہونے کے بجائے قیامت کے دن ان کی عبادت اور پکار کا انکار کریں گے۔ اور ان مشرکین کے خلاف ہو جائیں گے۔ یہ آیت انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور فرشتوں کے حق میں ہے۔ **۵۸** ہم نے ان پر شیاطین کو مسلط کر رکھا ہے۔ جو انہیں گناہوں کی ترغیب دیتے۔ اور انہیں کفر و شرک پر اکساتے رہتے ہیں۔ تو اُڑھم اُڑا ای تغربھم و تہبجھم علی المعاصی (روح ج ۲ ص ۱۳) فلا تعجل علیہم آخرت علی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے۔ کہ آپ یہ خیال نہ فرمائیں۔ کہ ان کے تمرد و عناد اور ان کے معاصی کے پیش نظر تو انہیں اب تک عذاب خداوندی سے ہلاک ہو جانا چاہئے تھا۔ انما نعد لہم عذاباً الہی یہ ماقبل کی علت ہے یعنی اب ان کی ہلاکت و تباہی کا وقت بالکل قریب آچکا ہے اور معدومے چند ایام باقی رہ گئے ہیں۔ **۵۹** یہ بشارت اخروی ہے۔

وفدا ای رکباناً (روح) یعنی قیامت کے دن متقی اور شرک سے بچنے والوں کو عزت و احترام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر کیا جائے گا۔ ونسوق المجرمین الیہ یہ تخویف اخروی۔ **۶۰** یہ سورت کی خصوصیت کا بیان ہے اور اس سے شفاعت قہری کی نفی مقصود ہے۔ اَلَا مَن اَتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عٰہِدًا شَفَاعَةً وَہِیَ کَر سَلَّے گا، جسے اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی۔ لیکن شفاعت قہری کی اجازت تو کسی کو نہیں ہوگی۔ یا عہداً سے عہد توحید مراد ہے۔ یعنی قیامت کے دن صرف ان گنہگاروں کے حق میں شفاعت قبول ہوگی۔ جواباً توحید ہوں گے۔ قال ابن عباس العہد لا الہ الا اللہ اس سورت میں اس تومرؤ شفعو لہ ہے یا یہ شافعین کے حق میں ہے۔ یعنی گنہگاروں کی سفارش صرف وہی لوگ کر سکیں گے۔ جنہوں نے دنیا میں شرک نہیں کیا۔ اور ان کا خاتمہ توحید پر ہوا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور مقاتل کا قول ہے۔ وقال مقاتل وابن عباس ایضاً لا یشفع الا من شہد ان لا الہ الا اللہ وتبرأ من الحول والقوۃ لا للہ ولا یرجو الا اللہ تعالیٰ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۵۲) **۶۱** یہ شکوی ہے سورہ کہف کی ابتداء میں فرمایا وینذ الذین قالوا اتَّخَذَ اللہ وَلَدًا یعنی ان لوگوں کو زجر و تخویف سنائی جو اللہ کے سوا اوروں کو نائب و متصرف سمجھتے تھے اس کے بعد سورہ کہف اور مریم میں مشرکین کے شبہات کا ازالہ کیا گیا اب آخر میں ازالہ شبہات کے بعد سورہ کہف والے شکوے کا اعادہ کیا گیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب نہیں اور اللہ کے سوا اوروں کو متصرف اور کار ساز سمجھنا بہت بڑا جرم ہے اور ولد سے یہاں ولد حقیقی مراد نہیں ہے۔ بلکہ نائب اور سفارشی مراد ہے جیسا کہ اتَّخَذَ کی تعبیر بتا رہی ہے۔ لقد جئتہم شیئاً اذ اسے اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا تک مشرکین کے قول مذکور کی شناعت و قباحت کو نہایت زور دار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ شیئاً اذاً بہت بڑی بھاری بات المنکر العظیم ہذا تخسر کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظ ان ادعوا سے پہلے لام تعلیلیہ مقدر ہے ای لان دعوا حاصل یہ کہ انہوں نے ایسی شیئ اور گستاخانہ بات منہ سے نکالی ہے کہ اسے سن کر اگر آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ تو کچھ بعید نہیں۔ اس گستاخانہ بات پر اگر غضب الہی بھڑک اٹھے۔ تو سارا نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ **۶۲** اس میں مشرکین کے قول فیطع کار ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے اور اس کے سامنے عاجز و منقاد ہے۔ جن کو مشرکین اللہ تعالیٰ کے ولد قرار دیتے ہیں۔ یعنی فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وہ بھی اللہ کے مملوک، اس کے مطیع و فرمانبردار اس کے عاجز بندے ہیں۔ اس لئے وہ معبود ہونے اور صفات کار سازی میں اللہ کے نائب ہونے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ والہم اذ انہ ما من معبود لہم فی السموات والارض من الملائکۃ والناس الا وہو یاتی الرحمن ای یاوی الیہ ویلتجی الی ربوبیتہ عبداً منقاداً مطیعاً خاشعاً راجیاً کم یفعل لعبد (کبیر ج ۵ ص ۲۳) **۶۳** وہ سب اللہ تعالیٰ کے احاطہ علم و قدرت میں ہیں۔ ان کے تمام حالات کو جانتا ہے۔ و کلہم اُنَّیہ یوم القیمۃ فندراً قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے اکا و تنہا حاضر ہوگا اور اس کیساتھ کوئی سفارشی اور یار و مددگار نہیں ہوگا۔ بعض نے کہا ہے۔ کہ مراد یہ ہے کہ ہر عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہوگا۔ ای کل واحد من اهل السموات والارض العابدین والمعبودین اُنَّیہ عزوجل منفرداً عن الآخر فینفرد العابدون عن الالہۃ الٰہی زعموا انہا انصاراً وشفعاء والمعبودون عن الاتباع الذین عبدوہم الٰہ (روح ج ۲ ص ۱۳۶) **۶۴** مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اپنی محبت ڈال دے گا۔ یا خود ان سے محبت کر لیا جائے گا یا لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ **۶۵** یہ تمام سورت سے متعلق ہے۔ اور اس آیت میں نہایت اختصار سے اس مضمون کو ذکر کیا گیا ہے جو سورہ کہف کی ابتدائی

آیتوں میں مذکور ہے۔ یعنی شرک سے بچنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف انتخاب و ولد کی نسبت سے احتراز کرنے والوں کو خوشخبری سنانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ولد اور زنا ب کی نسبت کرنے والے مشرکین کو ڈر سنانا۔ یہاں پہلی جماعت کو المتقین سے اور دوسرے فریق کو قَوْمًا لَدًّا سے تعبیر کیا گیا۔ یہ تحویف دنیوی ہے۔ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ تحویف مشرکین کے ضمن میں حضور علیہ السلام سے ان کی ہلاکت کا وعدہ بھی ہے۔ یعنی اس سے قبل ایسے بے شمار معاندین کو ہلاک کر چکے ہیں جن کا دنیا سے نام و نشان مٹ چکا ہے۔ اور ان کا ذکر ازکار بالکلیہ محو ہو چکا ہے، آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہو گا۔ وَالْمَعْنَى اَهْلَكْنَاهُمْ بِالْكَلِيَّةِ وَاسْتَأْصَلْنَاهُمْ بِحَيْثُ لَا تَرَى مِنْهُمْ أَحَدًا وَلَا تَسْمَعُ مِنْهُمْ صَوْتًا خَفِيًّا فَصَلًّا عَنْ غَيْرِهِ (روح ج ۱ ص ۱۷۱)

سورہ مریم میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ كَرِهِيَ عَصَ. ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدًا ذَكِيًّا۔ اسی آخرت الآیات۔ نفی تصرف از ذکر یا علیہ السلام۔
- ۲۔ اِنَّمَا اَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِتَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (ع ۲) جبریل علیہ السلام متصرف نہ تھے محض پیغام رساں تھے۔
- ۳۔ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ۔ تا۔ كُنْ فَيَكُونُ نفی شرک فی التصرف۔
- ۴۔ وَلَئِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ۔ تا۔ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ مسئلہ توحید تو بالکل واضح ہے لیکن مشرک پیشواؤں نے اس میں اختلاف ڈال دیا۔

- ۵۔ وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيمَ (ع ۳)۔ تا۔ خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (ع ۴) نفی الوہیت از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔
- ۶۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَةَ (ع ۴) مسئلہ توحید میں مشرک گدی نشینوں اور راہنماؤں نے اختلاف ڈال دیا۔
- ۷۔ وَمَا نُنَزِّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ۔ تا۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔ (ع ۴) نفی الوہیت از ملائکہ۔
- ۸۔ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ تا۔ هَلْ نَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا نفی شرک فی التصرف۔
- ۹۔ وَاتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَةً۔ تا۔ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔ یہ آیت بزرگوں کی الوہیت کی نفی کر رہی ہے۔

- ۱۰۔ لَا يَسْتَلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا (ع ۶) نفی شفاعت قہری۔
- ۱۱۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا۔ تا۔ اِنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا نفی شرک فی التصرف۔ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ مشرک شرک کر کے نظام کائنات کو بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

- ۱۲۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا اَتَى الرَّحْمَنَ عَبْدًا نفی الوہیت از انبیاء علیہم السلام واولیاء و ملائکہ کرام۔

(آج بتاریخ ۶/رجب المرجب ۱۳۸۷ھ بروز بدھ مطابق ۱۱/نومبر ۱۹۶۷ء سورہ

مریم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ

والحما ابداً۔)

مسئلہ توحید

آیات تفسیر

سہرہ عاشق شد اگر چہ نازنین عالم است ناز کی کئے راست آید بلدی باید نشید

الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَى ۝ الرَّحْمَنِ عَلَى

زمین اور آسمان اوپر وہ بڑا مہربان

الْعَرْشِ اسْتَوَى ۝ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي

عرش پر قائم ہوا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں پر وہ اور

الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى ۝ وَإِنْ

زمین میں اور ان دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے اور اگر

تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ۝ اللَّهُ

تو بات کہے پکار کر تو اس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اس کو بھی چھپی ہوئی کلمات

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ۝ وَهَلْ أَتَاكَ

اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی تہ اسی کے ہیں سب نام خاصے و اور پہنچی ہے تجھ کو تہ

حَدِيثُ مُوسَى ۝ إِذْ رَأَى نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا

سات بات موسیٰ کی جب اس نے دیکھی ایک آگ تہ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو

إِنِّي أَنَسْتُ نَارًا أَلْعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدٍ

میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اس میں سے سدا گدگد یا پاؤں

عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ بِمُوسَى ۝

آگ پر پہنچ کر رستہ کا پستہ و پھر جب پہنچا آگ کے پاس آواز آئی لے موسیٰ

إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

میں ہوں تیرا رب سو اتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان

طَوًى ۝ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَى ۝ إِنِّي

طوی میں و اور میں نے تجھ کو پسند کیا تہ سو تو سنتا رہ جو حکم ہو میں جبریل

أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ

اللہ ہوں تہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری بندگی کر اور نماز قائم رکھ

منزل ۶

کے یہ پہلی آیت توحید ہے۔ یہاں دو دعوے مذکور ہیں۔ پہلا یہ کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا یہ کہ عالم الغیب بھی صرف وہی ہے۔ لہذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو۔ تَنْزِيلًا، سُزَلْ فِعْلٌ مَقْدَرٌ كَامْفَعُولٍ مُطْلَقٌ ہے۔ اَلرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى زمین و آسمان کو اسی نے پیدا کیا اور تخت شاہی پر بھی وہ ٹوٹتی ٹمکن ہے۔ تمام کائناتِ عالم اسی کے تصرف و اختیار میں ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔ استوار علی العرش حکومت و سلطنت سے کنایہ ہے جعلوہ کنایۃ عن الملك فقالوا استوى فلان على العرش ای ملک (مدارک ج ۳ ص ۳۳) استوار علی العرش کی مفصل تحقیق سورہ

اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

یہ ماقبل ہی کی توضیح و تائید ہے۔ تمام نظامِ عالم اسی کے قبضے میں ہے۔

وَلَا تَجْهَرُ بِالْقَوْلِ لَمْ يَكُنْ سَبْ كُفْ

جانتا ہے۔ ظاہر و باطن اور سر و علانیہ اس کو یکساں طور پر معلوم ہیں۔ سب کی دعائیں اور پکاریں وہی سنتا ہے

وَلَا تَجْهَرُ شَرْطُ كِي جَزَارٌ مَحْذُوفٌ بے اور فَا تَنَ

يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى جملہ ماقبل کی علت اور جواب

محذوف کے قائم مقام ہے فانہ لَمْ يَكُنْ مَقْلَمٌ جَوَابُ

الشَّرْطِ وَلَيْسَ الْجَوَابُ فِي الْحَقِيقَةِ وَالْأَصْلُ عِنْدَ

الْبَعْضِ وَأَنْ تَجْهَرُ بِالْقَوْلِ فَاعْلَمَنَّ اللَّهُ يَعْلَمُهُ

فَانَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى (روح ج ۱ ص ۱۴)

لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ماقبل کی علت ہے اور تقدیم

طرف افادہ صبر کے لئے ہے یعنی اس کے سوا کوئی عبادت

اور پکار کے لائق نہیں اس لئے اسی کو پکارو کیونکہ اسی

کی صفاتیں بے شمار ہیں جس صفت سے چاہو، اس کو

پکارو۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ذاتی تو ایک ہے یعنی اللہ البتہ

اس کے صفاتی نام لاتعداد ہیں۔ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى بہت ہی

اچھے نام، سے یہاں صفاتی نام ہی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ

سے جب بھی دعا مانگی جائے اس کے انہی ناموں کے واسطے

اور وسیلے سے مانگنی چاہئے۔ جیسا کہ سورہ اعراف ع ۲۲

میں ہے وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا

یہ دوسری آیت بیجم ہے اس میں حضرت موسیٰ

علیہ السلام کا قصہ یاد دلایا کہ دیکھو مسئلہ توحید کی

تبلیغ کے لئے انہوں نے کس قدر مصائب اٹھائے۔ لہذا

آپ بھی اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر جس قدر تکلیفیں آئیں۔ ان

پر صبر کریں۔ مسوق لَمْ تَرْغِبِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَتْسَاءِ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِي تَحْمِلِ أَعْيَالِ النُّبُوَّةِ وَالصَّبْرُ عَلَى مَقَاسَاةِ

الْخُطُوبِ فِي تَبْلِيغِ أَحْكَامِ الرِّسَالَةِ۔

روح ج ۱ ص ۱۴،۔ یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی ابتدا ہوتی ہے۔ جب وہ اپنی زوجہ مطہرہ کے ساتھ حضرت خضیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر مصر

موضع قرآن و چھپا ہوا ہستہ بولے اور اس سے چھپا جودل میں ہو۔ و کافر جب رحمن ملتے تو کہتے تھے ایک کو ٹھہراؤ کبھی کسی کو پکارتے ہو کبھی کسی کو۔ و یہ قصہ سورہ قصص اور طہ

اور اعراف میں پورا معلوم ہوا جب حضرت موسیٰ مدین سے مصر کو آنے لگے، عورت اور بکریاں ساتھ لے کر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھولے اور عورت کو جھنے کا درد ہوا اور

سے آگ نظر آئی وہ آگ نہ تھی اللہ کا نور تھا اسے کلام کیا اور نبی کریم فرعون کی طرف بھیجا دیکھ عورت اپنے باپ کے گھر پہنچ رہی۔ و میدان آگے سے شاید بزرگ ٹھایا اب ہو گیا ان کی

پالوشیں ناپاک تھیں یہودیہ نہیں سمجھے، پاک موزہ پالوش بھی نماز میں اتارتے ہیں ہمارے پیغمبر نے فرمایا تم نماز پڑھو موزے سے پالوش سے اگر پاک ہوں۔

فتح الرحمن و ل یعنی جہرہ بطریق اولیٰ میدان ۱۲۔

دوسری آیت بیجم ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ یاد دلایا کہ دیکھو مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے انہوں نے کس قدر مصائب اٹھائے۔ لہذا آپ بھی اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر جس قدر تکلیفیں آئیں۔ ان پر صبر کریں۔ مسوق لَمْ تَرْغِبِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَتْسَاءِ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي تَحْمِلِ أَعْيَالِ النُّبُوَّةِ وَالصَّبْرُ عَلَى مَقَاسَاةِ الْخُطُوبِ فِي تَبْلِيغِ أَحْكَامِ الرِّسَالَةِ۔

من آیتنا۔ اس سے دریائے نیل میں بارہ راستوں کا نمودار ہونا، بنی اسرائیل کا ان سے صحیح سلامت گذر جانا اور فرعون کا مع لاؤ لشکر غرق ہو جانا مراد ہے۔ قالہ ایشع رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۵۱ طغی الخ طغیان سے ہے جس کے معنی انتہائی سرکشی کے ہیں۔ فرعون کی سرکشی کی انتہا یہ تھی کہ اس نے خود خدا کی کا دعویٰ کر رکھا تھا چنانچہ اَنَّا رَبُّكُمْ اَزْكٰی اور مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ دَالٍ غَيْرِی اس کا اعلان تھا۔ ۵۲ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ انہیں ایک بہت بڑے کام پر بھیجا جا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اسباب کی تسہیل اور اس کام کی تکمیل کے سلسلے میں پانچ درخواستیں کیں (۱) رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي

شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ ان کے سینے کو نور سکینہ و طمانیت سے معمور کر دیا جائے تاکہ وہ بقا صفا بشریت اس کام سے بیدل نہ ہوں اور کبھی نہ اکتائیں۔ اور شدا د و مصائب کی وجہ سے ان کے دل میں اضطراب اور بے چینی پیدا نہ ہو۔ (۲) قَیِّمْ لِي سِرِّي اَمْرِي اور یہ تبلیغ رسالت کا کام میرے لئے آسان فرما دے۔ ۵۳ یہ تیسری درخواست ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں فرعون کی گود میں تھے۔ تو انہوں نے اس کے منہ پر پتھر مار دیا۔ اور اس کی ڈاڑھی کے بال بھی نوچ ڈالے اس پر فرعون نے برہم ہو کر کہا کہ یہ تو میرا دشمن ہو گا۔ اور ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے کہا وہ نادان بچہ ہے۔ جو آگ اور جواہرات میں بھی تمیز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ فوراً دھکتے کونلوں کا ایک طشت اور جواہرات کا ایک طشت لا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے گئے۔ انہوں نے ہاتھ جواہرات کی طرف بڑھایا۔ جبریل علیہ السلام نے ان کا ہاتھ آگ کے طشت میں رکھ دیا۔ انہوں نے ایک دھکتا ہوا کونلو منہ میں رکھ لیا۔ جس سے زبان جل گئی اور اس کی وجہ سے ان کی زبان میں گرہ پڑ گئی اور وہ ہکلا کر بات کرتے تھے۔ یہاں اس گرہ کے کھولنے کی دعا کی۔ دقطنی، روح وغیرہ ۵۴ یہ چوتھی درخواست ہے۔ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی اس مہم میں میرا شریک بنا دے تاکہ دونوں مل کر اس کام کو سرانجام دے سکیں۔ اَشْدِدْ اَزْرِي، اُزْر کے معنی قوت کے ہیں۔ الا زر القوة الشدیدة (مفردات ص ۵۸) یعنی میرے بھائی کو میرے کام میں شریک کر کے میری قوت کو مضبوط کر دے۔ یا ازر کے معنی ظہر دکر ہے یعنی میری

قالہ ۱۲ ۶۹۳ طہ ۲

اَحْلِلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي ۚ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۚ وَاجْعَلْ لِّي وَزِيرًا مِّنْ اَهْلِي ۚ ۲۹ هَارُونَ اَخِي ۚ ۳۰ اَشْدِدْ لِّي اَزْرِي ۚ ۳۱ وَاشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِي ۚ ۳۲ كِي تَسْبِّحَكَ كَثِيْرًا ۚ ۳۳ وَتَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۚ ۳۴ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۚ ۳۵ قَالَ ۚ ۳۶ قَدْ اَوْثَقْتُ سَوْ لَكَ يٰمُوسٰى ۚ ۳۷ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اٰخَرٰى ۚ ۳۸ اِذَا وَحَيْنَا اِلٰى اُمِّكَ مَا يُوْحٰى ۚ ۳۹ اَنْ اَقْدِفِيْهِ فِى التَّابُوْتِ فَاَقْدِفِيْهِ فِى الْيَمِّ ۚ ۴۰ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَا خُذْهُ عَدُوِّيْ وَ ۴۱ عَدُوُّوْهُ ۚ ۴۲ وَالْقِيْتُ عَلَيْكَ حُبَّةٌ مِّنِّيْ ۚ ۴۳ وَلَتُصْنَعَنَّ عَلٰى عَيْنِيْ ۚ ۴۴ اِذْ تَمْشِيْ اَخْتِكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدْلٰكُمْ ۚ ۴۵ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهُ ۚ ۴۶ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰى اُمِّكَ كِي تَقْرَعِيْنَهَا ۚ ۴۷

مکمل دے گرہ ۵۱ میری زبان سے کہ سمجھیں میری بات فلا اورے ۵۲ لی وزیراً من اہلی ۵۳ ہارون میرا بھائی اس سے مضبوط کر ۵۴ اذری ۵۵ و اشركہ فی امری ۵۶ کی تسبیح کثیراً ۵۷ و تذکرک کثیراً ۵۸ اور شریک کر اس کو میرے کام میں فلا کہ تیری پاک ذات کام بیان کریں بہت ۵۹ و تذکرک کثیراً ۶۰ اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۶۱ قال ۶۲ قَدْ اَوْثَقْتُ سَوْ لَكَ یٰمُوسٰى ۶۳ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ ۶۴ مَرَّةً اٰخَرٰى ۶۵ اِذَا وَحَيْنَا اِلٰى اُمِّكَ مَا یُوْحٰى ۶۶ اَنْ اَقْدِفِيْهِ فِى التَّابُوْتِ فَاَقْدِفِيْهِ فِى الْيَمِّ ۶۷ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ یَا خُذْهُ عَدُوِّيْ وَ ۶۸ عَدُوُّوْهُ ۶۹ وَالْقِيْتُ عَلَيْكَ حُبَّةٌ مِّنِّيْ ۷۰ وَلَتُصْنَعَنَّ عَلٰى عَيْنِيْ ۷۱ اِذْ تَمْشِيْ اَخْتِكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدْلٰكُمْ ۷۲ عَلٰى مَنْ یَّكْفُلُهُ ۷۳ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰى اُمِّكَ کِی تَقْرَعِيْنَهَا ۷۴

مکمل دے گرہ ۵۱ میری زبان سے کہ سمجھیں میری بات فلا اورے ۵۲ لی وزیراً من اہلی ۵۳ ہارون میرا بھائی اس سے مضبوط کر ۵۴ اذری ۵۵ و اشركہ فی امری ۵۶ کی تسبیح کثیراً ۵۷ و تذکرک کثیراً ۵۸ اور شریک کر اس کو میرے کام میں فلا کہ تیری پاک ذات کام بیان کریں بہت ۵۹ و تذکرک کثیراً ۶۰ اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۶۱ قال ۶۲ قَدْ اَوْثَقْتُ سَوْ لَكَ یٰمُوسٰى ۶۳ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَيْكَ ۶۴ مَرَّةً اٰخَرٰى ۶۵ اِذَا وَحَيْنَا اِلٰى اُمِّكَ مَا یُوْحٰى ۶۶ اَنْ اَقْدِفِيْهِ فِى التَّابُوْتِ فَاَقْدِفِيْهِ فِى الْيَمِّ ۶۷ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ یَا خُذْهُ عَدُوِّيْ وَ ۶۸ عَدُوُّوْهُ ۶۹ وَالْقِيْتُ عَلَيْكَ حُبَّةٌ مِّنِّيْ ۷۰ وَلَتُصْنَعَنَّ عَلٰى عَيْنِيْ ۷۱ اِذْ تَمْشِيْ اَخْتِكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدْلٰكُمْ ۷۲ عَلٰى مَنْ یَّكْفُلُهُ ۷۳ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰى اُمِّكَ کِی تَقْرَعِيْنَهَا ۷۴

ایسا شخص جو بالے اس کو پھر پہنچا دیا ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس کہ ٹھہری ہے اکی اچھ

منزل ۴

مکرم مضبوط فرما۔ (اشدد بھ اذری ای ظہری دقطنی ج ۱ ص ۱۹) و اشْرِكْهُ فِیْ اَمْرِيْ یہ پانچویں درخواست ہے یعنی ہارون کو نبوت اور تبلیغ میں میرا شریک موضح قرآن خیال نہیں ہوتا ایک پیش کار چاہئے کہ خلق کو سچ میں سمجھاوے ہمارے پیغمبر کے آگے ابو بکر تھے۔ اول پیغمبری کے وقت بہت لوگ ان کے سمجھائے سے ایمان میں آئے۔ فلا ان کی ماں کو یہ بات خواب میں کہی اس سے وہ پیغمبر نہیں ہو گئیں فلا فرعون اس برس بنی اسرائیل کے بیٹے ماتا تھا جب موسیٰ پیدا ہوئے ان کی ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے خبر پاویں تو مار بھی ڈالیں اور ماں باپ کو ستاویں کہ ظاہر کیوں نہ کیا تب خواب میں یہ دیکھا صندوق نہر میں ڈال دیا، وہ فرعون کے باغ میں پہنچا اس کی بی بی نے اٹھایا ان کا نام آسیہ تھا وہ تھیں بنی اسرائیل میں کی پھر فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی اور اپنا بیٹا کر کر پالا۔

بنادے۔ ۱۹ یہ مذکورہ دعاؤں کی غایت ہے۔ تسبیح اور ذکر سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت مراد ہے۔ والمراد ما يكون منهما في تضاعيف داء الرسالة ودعوة المردة العتاة الى الحق (ترج ۱۶ صفحہ ۱۸) ۲۰ اس میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی دعا قبول ہونے کی خوشخبری سنائی اور ان کی پانچ درخواستوں کے جواب میں پانچ انعامات کا ذکر فرمایا جو ان پر اللہ تعالیٰ نے پہلے کئے تھے۔ اِذْ اَوْحَيْنَا اِلَيْهِ بِهٖ الْاَنْعَامِ ہے۔ فرعون نے حکم دے رکھا تھا کہ اسرائیلیوں کے یہاں جو بھی لڑکا پیدا ہوا اسے قتل کر دیا جائے۔ اسی دوران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ متفکر تھیں کہ اگر فرعون کے آدمیوں کو میرے

بچے کا پتہ چل گیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ نندہ پیر ڈال دی کہ وہ بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں پھینک دے اَوْحَيْنَا یعنی ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے محل کے قریب وہ صندوق کنارے لگا دیا۔ اور ملازموں نے صندوق پکڑ کر فرعون کے سامنے پیش کر دیا۔ ۲۱ یعنی میں نے ہر ایک کے دل میں تمہاری محبت ڈال دی اور ہر ایک تجھ سے محبت کرنے لگا۔ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي

اپنی نگہ رانی میں تیری تربیت ہو۔ ۲۲ یہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا انعام ہے۔ جب بچے کو دودھ پلانے کے لئے بہت سی عورتیں بلائی گئیں۔ تو انہوں نے کسی کا دودھ نہیں پیا۔ یہاں تک کہ آپ کی ہمیشہ نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا کہ میں بھی تمہیں ایک عورت بتاتی ہوں اُسے لاؤ۔ شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ چنانچہ ان کی والدہ کو بلایا گیا۔ تو انہوں نے فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی والدہ کی گود میں واپس کرنے کا سامان مہیا فرما دیا۔ ۲۳ یہ اللہ کا تیسرا انعام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن باہر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک قبیلے اور ایک اسرائیلی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد کی درخواست کی۔ تو انہوں نے آگے بڑھ کر قبیلے پر ایسا ہاتھ چھوڑا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حکام کو پہنچی۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبیلے کے بدلے قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ راتوں ہی رات مدین کوروانہ ہو گئے۔ اس طرح اللہ نے ان کو قتل سے محفوظ فرمایا۔

مراد انعام
میرے انعام
میرے انعام

قال الع ۱۲ ۶۹۴ طہ ۲۰

وَلَا تَخْزَنَ ۙ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَ

اور غم نہ کھائے اور تو نے مار ڈالا ایک شخص کو ۲۰ پھر بچا دیا ہم نے تجھ کو اس غم سے اور

فَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِيْ اَهْلِ مَدْيَنَ ۚ

ہم تجھ کو آزمائے ۲۱ پھر تو ایک ذرا جا پھرا اور پھر پھر ۲۲ مدینہ میں

ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ يُّوسٰى ۙ ۲۰ وَاصْطَنَعْتُكَ

پھر آیا تو ۲۱ تقدیر سے اے موسیٰ اور بنایا میں نے تجھ کو

لِنَفْسِيْ ۙ ۲۱ اِذْ هَبَّ اَنْتَ وَ اَخُوكَ بِاَيْتِيْ وَ لَا تَنِيَا

خاص اپنے واسطے ۲۱ جانو اور تیسرا بھائی میری نشانیاں لے کر اور سستی نہ کریو

فِيْ ذِكْرِيْ ۙ ۲۲ اِذْ هَبَّا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰ ۙ ۲۳

ی یاد میں جاؤ طرف فرعون کی اس نے بہت سراٹھایا

فَقَوْلًا لَّهٗ قَوْلًا لِّبَنٰا لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰ ۙ ۲۴

سو کہو اس سے ۲۴ بات نرم شاید وہ سوچے یا ڈرے بولے

رَبَّنَا اِنَّا اِنْخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَا اَوْ اَنْ يَّطْغٰ ۙ ۲۵

اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہیں کہ بھٹک پڑے ہم پر یا جوش میں آجائے

قَالَ لَا تَخَافَا اِنَّنِيْ مَعَكُمْ اَسْمِعْ وَ اَرٰی ۙ ۲۶ فَاْتٰیہٗ

فرمایا نہ ڈرو ۲۶ میں ساتھ ہوں تمہارے سننا ہوں اور دیکھتا ہوں سو جاؤ اسکے

فَقَوْلًا اِنَّا رَسُوْلًا رَّبِّكَ فَارْسِلْ مَعَنَا بَنِيْ

پاس اور کہو ہم دونوں بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے سو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی

اِسْرٰٓءٰیْلَ ۙ وَ لَا تَعْذِرْهُمْ قَدْ جِئْنَاكَ بِاٰیٰتٍ مِّنْ

اسرائیل کو اور مت سنا ان کو ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لے کر

رَّبِّكَ ۙ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ۙ ۲۷ اِنَّا قَدْ

تیرے رب کی اور سلامتی ہو اس کی جو مان لے راہ کی بات ہم کو

منزل ۴

۲۴ یہ اللہ تعالیٰ کا چوتھا انعام ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے مدین پہنچے تو وہاں ان کا کوئی واقف اور شناسا نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب مہیا فرمائے۔ تو ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام سے شناسائی اور پھر ان کی دامادی کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور ایک عرصہ تک وہاں رہنے کے بعد واپس مصر آئے۔ ۲۵ یہ اللہ تعالیٰ کا پانچواں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب سے بڑا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اِذْ هَبَّ اَنْتَ وَ اَخُوكَ، انعامات یاد دلانے کے بعد فرمایا تم اور تمہارا بھائی دونوں معجزات کے ساتھ جاؤ۔ اور میرے ذکر اور میری توحید کی تبلیغ میں سستی نہ کرنا۔ اِذْ هَبَّا اِلٰی فِرْعَوْنَ یہ پہلے اِذْ هَبَّا سے بدل ہے۔ ۲۶ فرعون کے پاس جا کر اسے نرمی سے وعظ کرنا تاکہ وہ نصیحت حاصل ہو۔ موضح قرآن و لا یہ سارا قصہ سورہ قصص میں ہے۔

اَوْحِيَ الْبَيِّنَاتِ اَنَّ الْعَذَابَ عَلَى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۝۳۸

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يَهُوسُفٰی ۝۳۹ قَالَ رَبُّنَا الَّذِي

بولتا ہے پھر کون ہے رب تم دونوں کا ۱۳۹ اے یوسفی کہا رب ہمارا وہ ہے جس نے

اَعْطٰی كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدٰی ۝۴۰ قَالَ فَمَا بَالُ

دی ہر چیز کو اس کی صورت پھر راہ سچائی وہ ۱۴۰ بولا پھر کیا حقیقت ہے

الْقُرُونِ الْاُولٰی ۝۴۱ قَالَ عَلَيْهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِیْ كِتٰبٍ

ان پہلی جماعتوں کی ۱۴۱ کہا ان کی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہوئی ہے

لَا يَصِلُ رَبِّيْ وَلَا يَنْسٰی ۝۴۲ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ

نہ پہنچتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے ۱۴۲ وہ ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے ۱۴۲

الْاَرْضَ مَهْدًا وَّاَوْسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ

زمین کو بچھونا اور بچھلائیں تمہارے لئے اس میں راہیں اور اتارا

مِنَ السَّمَاءِ مَآءً طَفٰفًا فَخَرَجْنَا بِهَا اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ

آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اس سے طرح طرح کی

شَتٰی ۝۴۳ كُلُّوْا وَاَرْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۝۴۴ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ

سبزی کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو ۱۴۳ البتہ اس میں نشانیاں ہیں

لِّاُولٰی النَّهٰی ۝۴۵ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيْهَا نَعْبُدُكُمْ

عقل رکھنے والوں کو ۱۴۵ اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا ۱۴۵ اور اسی میں تم کو پھر تم کو پہنچائیں

وَمِنْهَا نَخْرِجُكُمْ تَارَةً اٰخَرٰی ۝۴۶ وَلَقَدْ اَرٰیْنٰهُ

اور اسی سے نکالیں گے تم کو دوسری بار ۱۴۶ اور ہم نے دکھلا دیا فرعون کو ۱۴۶

اٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاٰتٰی ۝۴۷ قَالَ اِحْمِلْنَا لِخُرُوجِنَا

اپنی سب نشانیاں پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا ۱۴۷ بولا کیا تو آیا ہے ۱۴۷ ہم کو نکالنے

کرے یا اس کے دل میں خوف خدا آجائے تذکر اور خشیت میں فرق یہ ہے کہ تذکر سے مراد یہ ہے کہ وہ تمہاری تبلیغ سے اس قدر متاثر ہو کہ انکار توحید سے باز آجائے اور ساتھ ہی مسئلہ توحید کو مان بھی لے اور خشیت سے مراد یہ ہے کہ یا کم از کم توحید کے انکار ہی سے باز آجائے لَعَلَّہٗ یَّتَذَنُّ کَرَّ اَوْ یُحْشِنَ فلیرجع من انکارہ الی الاقدار وان ینتقل من الانکار الی الاقدار لکن یمحصل فی قلبہ الخوف فی ترک الانکار وان کان لا ینتقل الی الاقدار الخ (کیرج ۶۵۶) اور حضرت شیخ فرماتے ہیں تذکر سے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھے بغیر ہی مان لے اور تکفلی سے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھ کر مان لے۔ پہلا درجہ اعلیٰ ہے اور دوسرا ادنیٰ قرآن مجید میں عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے۔ یعنی پہلے اعلیٰ پھر ادنیٰ درجہ مذکور ہوتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا هٰذَا لَکَ اِلٰی اَنْ تَرْکٰی وَ اَهْدٰیکَ اِلٰی رَبِّکَ فَتَحْشَنَ (نارمات) نیز ارشاد ہے لَعَلَّہٗ یَزِکٰی اَوْ یَذْکُرَ فَتَنْفَعُہُ الذِّکْرُ عَسَی قَالَ رَبَّنَا لَیْسَ فَا لَا

بصیغہ تشبیہ یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے کہا اے ہمارے پروردگار ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا۔ مراد یہ ہے کہ اتمام دعوت اور اظہار معجزات سے پہلے ہی ہمیں سزا دینے کی کوشش کرے گا۔ اسی ان یجعل علینا بالعقوبۃ ولا یصبر الی اتمام الدعوة و اظہار المعجزۃ (روح ج ۱۶ ص ۱۹) اَوْ اَنْتَ یَطْغٰی الخ

یاعد سے تجاوز کرے گا۔ یعنی کمال سرکشی اور بے باکی کے باعث۔ اے ہمارے پروردگار وہ تیری شان میں گستاخی کرے گا۔ اوان یزداد طغیاناً الی ان یقول فی شانک ما لا یسنخی (روح) لیکن حضرت شیخ فرماتے ہیں دونوں میں فرق یہ ہے۔ اَنْ یَغْطِطَ عَلَیْنَا یعنی دعوت پیش کرنے سے پہلے ہی ہم پر زیادتی کرے اَوْ اَنْ یَطْغٰی یعنی دعوت پیش کرنے کے بعد ہمیں قتل کرادے یغطط علینا بان لا یسمع منا اوان یطغی بان یقتلنا (کیرج ۶۵۶) حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ تعالیٰ پران کو کامل بھروسہ بھی تھا۔ لیکن بتقاضائے بشریت ان کے دلوں میں خوف تھا، جس کا انہوں نے اظہار کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے ماتحت الاسباب خوف و ہراس شرک نہیں۔ ۱۴۷ اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان دلادیا کہ تم بے خوف و خطر جا کر میرا پیغام پہنچاؤ میری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ قال العلماء لما لحقہا

تفسیر آیت
توبہ ص ۱۶
مفسر اذ قال اللہ تعالیٰ

ج ۱۱

ما یلحق البشر من الخوف علی انفسہما عرفہما اللہ سبحانہ ان فرعون لا یصل الیہما ولا قومہ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۰) موضع قرآن ولا یعنی کھانے پینے کا ہوش دیا نہ کھانے کو نہ پینے کو نہ سکا نہ کھانے کو نہ کوئی نہ سکا۔ ول فرعون شاید دسری مزاج تھا آدمیوں کی پیدائش سمجھتا تھا جیسے برسات کا سبز نہ اول کسی نے پیدا کیا آپ ہی پیدا ہو گیا، نہ آخر ماتی راگل کر مٹی ہو گیا جب سنا کہ سب کے سر پر ایک رب ہے تب یہ پوچھا کہ اگلی خلق کہاں گئی بتایا کہ ان کا حساب لکھا ہوا موجود ہے ایک ایک آدمی پھر حاضر ہو گا۔ ول یہ اللہ کا کلام فرماتا ہے وہیوں کی آنکھ کھولنے کو اس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو اگر عقل ہے تو سمجھ لو گے۔

فتح الرحمن ول القصہ ابن ہشام رسانید فرعون را ۱۲ ول بطلب معاش خویش ۱۲۔

فَاتَّبِعْهُ لِهَذَا تَمَّ دُونِ فِرْعَوْنَ كَيْ يَأْسَ جَاوِدًا وَرَأْسَهُ صَافٍ كَمَا دَوَّهَمَ تِيرَ رَبِّكَ يَغْمِرُ فِيهِ، اس لئے تَمَّ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو اور ان کو عذاب مت دو۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات لے کر آئے ہیں اور یاد رکھو دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے سلامتی صرف اس شخص کے لئے ہے، جس نے وہ ہدایت قبول کر لی جو ہم لے کر آئے ہیں اِی السَّالِمَةُ مِنَ الْعَذَابِ فِي الدَّارَيْنِ لِمَنْ اتَّبَعَ ذَلِكَ بِتَصَدِيقِ آيَاتِ اللَّهِ تَعَالَى الْهَادِيَةِ إِلَى الْحَقِّ (روح ج ۶ ص ۱۹) ۲۸ اسی طرح ہمیں وحی کے ذریعہ یہ اِطْلَاع بھی دی گئی ہے کہ دنیا اور آخرت میں عذاب اس شخص

پہ آئے گا جس نے اللہ کی آیتوں اور اسکے رسولوں کی تکذیب کی اور ان کو قبول کرنے اور ان پر ایمان لانے سے اعراض کیا۔ ۲۹۔ جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس جا کر اسکو پیغام حق سنا چکے تو فرعون نے ان سے سوال کیا۔ وہ تمہارا رب کون ہے، جس کے تم رسول ہو، جس کی توحید کی دعوت دیتے ہو۔ اور جس کے عذاب سے ڈراتے ہو۔ کیا میرے سوا کوئی اور بھی رب ہے؟ قَالَ رَبُّنَا الخ یہ تیسری آیت توحید ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس کا کوئی اسم علم ہے نہیں کہ میں کہہ دوں وہ فلاں ہے۔ اس کی صفات بے شمار ہیں۔ اور وہ صفات ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ ہمارا رب وہ ہستی ہے جس نے سارے عالم کو پیدا کیا۔ ہر مخلوق کو ایک مخصوص ہئیت اور صورت عطا فرمائی۔ اے اللہ! کہہ یوں کہ اس کے اسم علم کے ساتھ یہاں بل ہو خالق العالم الخ (قرطبی ج ۱ ص ۲۰۲) ۳۰۔ پھر ہر مخلوق کو جو کچھ عطا فرمایا اس سے نفع حاصل کرنے کی اسے راہ بتائی اور اسے اپنی بقا اور حد کمال کو پہنچنے کی تدبیر سمجھائی۔ ثم ہدی الی طریق الانتفاع والارتفاق بما اعطاہ وعرفہ کیف یتوصل الی بقاءہ وکمالہ الخ (روح ج ۱ ص ۲۰۲ بحوالہ ابو السعود) ۳۱۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مسکت جواب سنا اور لاجواب ہو گیا۔ تو ایک نیا سوال کر ڈالا کہ اچھا پہلے لوگوں کا حال بتاؤ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کو ہے۔ جو عالم الغیب ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں گذشتہ قرون کا علم لوح محفوظ میں ثابت ہے۔ اے مکتوب عند ربی فی اللوح المحفوظ (بحر ج ۲ ص ۲۴۹)

عند ربي في اللوح المحفوظ (بحر ج ٢ ص ٢٢٩)

قال الحماد ٦٩٦ طه ٢٠

مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكِ يَهُوسَى ۖ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ

ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ سو ہم بھی لایمچے تیرے مقابل میں ایک ایسا جادو

فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا

سو ٹھہرائے ہمارے اور اپنے بیچ میں ایک وعدہ نہ ہم خلاف کریم اس کا اور نہ

أَنْتَ مَكَانًا سَوًى ۝٥٨ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ

تو ایک مبہل صاف میں کہا وعدہ تمہارا ہے جتن کا دن

وَأَنْ يَحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝٥٩ فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ

اور یہ کہ جمع ہوئے لوگ دن چڑھے وہاں پھر اٹا پھرا فرعونؑ پھر جمع کئے

كَيْدَهُ ثُمَّ آتَى ۖ قَالَ لَهُم مُّوسَى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا

اپنے سارے داؤ پھر آیا کہا ان کو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتْكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنْ

اللہ پر بھروسہ غارت کر دے تم کو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جس نے

افترى ۶۱) فتنوا عوا امرهم بينهم واسروا

جبوت باندھاؤ پھر جھگڑے اپنے کام پر آئے آپس میں اور چھپ کر کیا

النَّجْوَى ﴿٦٢﴾ قَالُوا إِنْ هَٰذِهِ إِلَّا سِحْرٌ بَرِيدٌ أَنْ

مشورہ ہوئے مقرر یہ دونوں جاوگر ہیں ۳۸ چاہتے ہیں کہ

يُخْرِجُكُمْ مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهَا وَيُذْهِبُ بِطَرِيقِكُمْ

نکال دیں تم کو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور موقوفہ کرادیں تمہارے

المثلى (٦٣) فاجتمعوا كيدكم ثم اتوا صفا وقد

تھے خاصے چلن کو سو مقرر کمرلو اپنی تدبیر پھراؤ قطار باندھ کر اور

أَفَلَمْ الْيَوْمَ مِنْ اسْتَعْلَى (٦٣) قَالُوا يَبُوسَى إِمَّانَ

جیت کیا آج جو غالب رہا بولے اے مویں کہ یا نو

منزل ۴

اور لوح محفوظ علم الہی سے کنایہ ہے۔ یا کتاب سے دفتر مراد ہے اور یہ چیز کے علم الہی میں ہونے کی تمثیل ہے و جو زان یکون المراد بالکتب دفتر کما هو المعروف فی اللغة ویکون ذلک تمثیلاً لتکون و تقررة فی علمہ عزوجل (روح ۶۷) ۱۳۵ یہ اذخا الہی ہے اور ما قبل کے لئے تنویر ہے۔ کُلُّوا وَارْزُقُوا انعامکم یہ سارے انعامات اور یہ زمین کی نباتات سب تمہارے استعمال کے لئے ہے۔ خذوا کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو کھاؤ۔ النبی انبیاء کی جمع ہے۔ جس کے معنی عقل کے ہیں۔ یعنی جن لوگوں میں عقل و ہوش کا کچھ مادہ موجود ہے۔ مذکورہ بالا امور میں اللہ کی وحدانیت پر ان کے لئے کھلے دلائل موجود ہیں۔

۱۳۶ ونگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کو خضعتی وہ چاہے کہ ان کو ہر اسے سب کے روبرو یہ چاہیں کہ وہ ہمارے حبش کا دن سارے مصر کے شہر میں مقرر تھا فرعون موضع قرآن کی سالگرہ کا۔ و جب فرعون نے ساحر جمع کئے اور سب امیروں کو اسی بات پر اٹھایا تب حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو نصیحت کر دی جُدا جُدا۔

تَلْقَىٰ وَإِمَّا أَنْ تَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ۖ قَالَ بَلْ

توڑاں اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے کہا نہیں

أَلْقُوا ۖ فَآذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيَّهُمْ بِجُحْلِ إِلَهِ مِنْ

تم ڈالو گے پھر تب ہی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اس کے جھال میں آئیں

سِحْرِهِمْ أَنَّهُ تَسَعَىٰ ۖ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةٌ

ان کے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر

مُوسَىٰ ۖ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ۖ وَ

موسیٰ ہم نے کہا تو مت ڈر مقرر تو ہی رہے گا غالب اور

أَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا

ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نکل جائے جو کچھ انہوں نے بنایا ان کا بنایا ہوا

كَيْدٌ سِحْرٌ وَلَا يَفْلَحُ السَّحَرُ حَيْثُ أَتَىٰ ۖ فَالْقَىٰ

نفریب، جادوگر کا اور بھلا نہیں ہوتا جادوگر کا جہاں ہو پھر کہہ پڑے

السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۖ

جادوگر سجدہ میں سجدہ میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسیٰ کے

قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرٌ كُ

بولا فرعون تم نے اس کو مان لیا ہے میں نے ابھی حکم نہ دیا تھا وہی تمہارا بڑا ہے

الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَا قُطْعَنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ

جس نے سکھایا تم کو جادو سدا میں کٹاؤں گا تمہارے ہاتھ اور اوروں کی

مِنْ خَلَاِفٍ وَأَوْصَلِبَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَ

طرف کے پاؤں اور سولیوں پر لٹکاؤں گے تم کو کھجور کے تنہ پر اور

لَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَتَقَىٰ ۖ قَالُوا لَنْ

جان لو گے ہم میں کس کا عذاب سخت ہے اور دیر تک ہونے والا وہ بولے

منزل ۴

ہیں ان میں غور و فکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ ای لایات کثیرہ جلیلہ واضحۃ الدلالۃ علی شئون اللہ تعالیٰ فی ذاتہ و صفاتہ (روح ج ۱ ص ۱۶۷) جس زمین سے تمہاری روزی پیدا ہوتی ہے، تمہیں بھی اس سے پیدا کیا گیا۔ اور مرنے کے بعد دوبارہ تم اسی میں لوٹا دیئے جائو گے اور پھر قیامت کے دن اسی سے تمہیں دوبارہ زندہ کر کے نکالا جائے گا۔ ۵۳۴ رجوع بسوئے اصل موضوع۔ آیات سے معجزات مراد ہیں یا دلائل توحید یہ فرعون کی سرکشی اور اس کے عناد و تمرد کا ذکر ہے کہ ہم نے اسے تمام معجزات دکھا ڈالے اور توحید کے دلائل واضح طور پر پیش کئے مگر وہ ایمان نہ لایا اور انکار پر ڈنکا مارا۔ یعنی اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کیا۔ ای المعجزات الدالۃ علی نبوۃ موسیٰ وقیل حجج اللہ الدالۃ علی توحیدہ فکذبوا بی۔ ای لم یؤمنوا وھذا بدل علیٰ انہ کفرو عناداً لانہ رای الایات عیاناً لاخبراً (قرطبی ج ۱ ص ۱۱) ۵۳۵ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول ماننے کے بجائے محض ضد سے جادوگر قرار دیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ تو جادو کے زور سے میرے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں تیرے جادو سے مرعوب ہونے والا نہیں۔ میرے ملک میں بھی بڑے بڑے جادوگر موجود ہیں میں تیرے مقابلے کے لئے انکو بلاؤں گا۔ اس لئے کوئی ایسی جگہ مقرر کر دے جس کا فاصلہ ہمارے تمہارے لئے برابر ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ بہتر یہی ہے کہ یوم الزینہ یعنی تمہاری عید کے دن ہی مقابلہ ہو جائے۔ کیونکہ اس میں خواہ مخواہ لوگ دور دراز سے آئیں گے۔ یوم الزینہ سے ان کا نوروز مراد ہے۔ اس دن میں وہ باقاعدہ میلہ لگاتے، بازاروں کو خوب سجایا جاتا۔ اور لوگ عمدہ عمدہ کپڑے پہن کر اس میں شریک ہوتے تھے۔ ۵۳۶ فرعون نے مجلس برخاست کی اور جادوگروں کو جمع کرنے کا حکم دے دیا یہاں تک کہ ملک کے مشہور اور ماہر جادوگروں کو بلالیا۔ ادھر مقررہ دن بھی آپہنچا قال لھم موسیٰ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور جادوگروں سے خطاب کر کے فرمایا۔ ہلاکت ہو تمہارے لئے تم اللہ کے ساتھ شریک کر کے اور میرے معجزات کو جادو کہہ کر اللہ تعالیٰ پر افترا نہ کرو۔ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں تیغ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیگا اور تمہیں بالکلیہ تہس نہس کر دے گا۔ ای لا تختلقوا

علیہ الکذب ولا تشرکوا بہ ولا تقولوا للمعجزات انھا سحر (قرطبی ج ۱ ص ۱۱) ۵۳۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کر جادوگر فرعون سے خفیہ طور پر آپس میں گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ ماھذا بقول ساحر (غازن ج ۲ ص ۲۱۱) بحر ج ۶ ص ۲۵۵ آخر طے یہ ہوا کہ مقابلے میں اگر وہ غالب آگیا تو وہ یقیناً اللہ کا پیغمبر ہے۔ اس لئے سب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ (غازن، روح) ۵۳۸ بعض جادوگروں نے کہا یہ (موسیٰ و ہارون علیہما السلام) دونوں جادوگر ہیں تم ڈرو مت وہ جادو کے زور سے تمہارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمہارا پرانا دین جو نہایت اچھا ہے اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم سب متفق ہو کر اور سخت عزم کر کے اپنا جادو چلاؤ اور جادو کا کوئی کرتب ایسا نہ ہو جسے آج تم استعمال نہ کرو اور صفیں باندھ کر میدان میں نکل آؤ کیونکہ موضع قرآن و تمہارا بڑا جس نے باز نہ رکھا یا یہ شاید رب کو کہنے لگا۔

۵۳۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کر جادوگر فرعون سے خفیہ طور پر آپس میں گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ ماھذا بقول ساحر (غازن ج ۲ ص ۲۱۱) بحر ج ۶ ص ۲۵۵ آخر طے یہ ہوا کہ مقابلے میں اگر وہ غالب آگیا تو وہ یقیناً اللہ کا پیغمبر ہے۔ اس لئے سب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ (غازن، روح) ۵۳۸ بعض جادوگروں نے کہا یہ (موسیٰ و ہارون علیہما السلام) دونوں جادوگر ہیں تم ڈرو مت وہ جادو کے زور سے تمہارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمہارا پرانا دین جو نہایت اچھا ہے اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم سب متفق ہو کر اور سخت عزم کر کے اپنا جادو چلاؤ اور جادو کا کوئی کرتب ایسا نہ ہو جسے آج تم استعمال نہ کرو اور صفیں باندھ کر میدان میں نکل آؤ کیونکہ موضع قرآن و تمہارا بڑا جس نے باز نہ رکھا یا یہ شاید رب کو کہنے لگا۔

آج وہی شخص کامیاب ہوگا جو غالب آئے گا۔ ۳۹ جادو گروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو پہلے اپنی لائٹنی زمین پر ڈالیں۔ یا ان کو اجازت دیں کہ پہلے وہ اپنا فن دکھائیں۔ جادو گروں نے ایسا اس لئے کیا۔ کیونکہ ان کو اپنے فن پر پورا پورا اعتماد تھا۔ یا انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا کیا۔ جو بعد میں ان کے اسلام کا باعث بنا۔ یا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت معلوم کر چکے تھے اور ادب و احترام کے لئے ان کو اختیار دیا۔ خیر وہ علیہ السلام وقد مود علی انفسہم اظہار الشکۃ بامرہم وقیل مراعاةً للادب معہ علیہ السلام روح

ظہ ۲۰

۶۹۸

قال المرحوم

تَوَشَّرَكَ عَلَى مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا

ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے کہ اس چیز سے جو پہنچی ہم کو صاف دلیل اور اس سے جس نے ہم کو پیدا کیا

فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ

سو تو کر گذر جو تجھ کو کرنا ہے تو یہی کرے گا کہ اس دنیا کی

الدُّنْيَا ۚ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطِئَنَا وَمَا

زندگی میں ہم یقین لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ بخشنے ہم کو ہمارے گناہ اور جو

اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى ۚ

تو نے زبردستی کر دیا ہم سے یہ جادو اور اللہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا

إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا

بات یہی ہے جو کوئی آیا کہ اپنے رب کے پاس گناہ لیکر سو اس کے واسطے دوزخ ہے نہ

يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى ۚ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ

میرے اس میں نہ جئے اور جو آیا اس کے پاس ایمان لے کر

عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَى ۚ

نیکیاں کر کر سو ان لوگوں کے لئے ہیں درجے بلند

جَنَّاتٍ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے سے نہریں ہمیشہ رہا کریں گے ان میں

وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّى ۚ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ

اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا اور ہم نے حکم بھیجا ہے موسیٰ کو

أَنْ أَسْرِ بِعَبَادِي فَأَضْرِبَ لَهُمُ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ

کہ لے نکل میرے بندوں کو رات سے پھر ڈال دے ان کیلئے سمندر میں رستہ

يَبْسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى ۚ فَاتَّبِعْهُمْ فَرْعُونُ

سو گھا نہ خطرہ کر آپکرنے کا اور نہ ڈر ڈبنے سے پھر پیچھا کیا ان کا فرعون نے

منزل ۴

موضع قرآن فل زور آوری کر دیا کہتے ہیں جادوگر حضرت موسیٰ کی نشانی دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں، مقابلہ نہ کریئے، پھر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون جو ڈرانا تھا سو ان پر کر نہ سکا دل میں ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے۔

ج ۱۲ ص ۲۲) تادبوا مع موسیٰ فکان

ذلك سبب ایمانہم (شرطی ج ۱۱ ص ۲۲)

۳۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ ظاہر کرنے کے

لئے کہ وہ جادو گروں سے ہرگز خائف اور متاثر نہیں

ہیں۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اور بھروسہ

ہے جادو گروں کو اجازت دیدی کہ پہلے وہی اپنی

ریساں اور لائٹنیاں زمین پر پھینکیں۔ چنانچہ انہوں

نے فوراً اپنی ریساں اور لائٹنیاں ڈال دیں۔ اور دیکھے

والوں کو یوں محسوس ہونے لگا کہ وہ دوڑ رہی ہیں

۳۹ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادو گروں

کی رسیوں اور لائٹنیوں کو ادھر ادھر دوڑتے دیکھا

تو دل میں خطرہ اور اندیشہ محسوس کیا کہ کہیں لوگ ان

کے جادو سے متاثر ہو کر معجزہ عصا سے شک میں نہ پڑ

جائیں۔ قُلْنَا لَا تَخَفْ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ یہ اندیشہ

مت کر۔ تمہارا معجزہ غالب رہے گا۔ اور فتح تمہاری

ہوگی۔ وَآلَقَ مَا فِي يَسِينِكَ اب اپنی لائٹنی زمین پر

پھینک دو جو سانپ بن کر ان تمام رسیوں اور لائٹنیوں

کو ٹپ کر جائے گی۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے جادو کے

زور سے کیا ہے اور معجزہ کے مقابلہ میں جادوگر کبھی بھی

کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات

پیغمبروں کے قبضے میں نہیں ہوتے جب پیغمبروں کے

قبضہ میں معجزات نہیں تو اولیاء اللہ کے قبضے میں کرامات

کہاں۔ ۳۲ فارضیہ ہے۔ یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ

السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا عصا زمین

پر ڈالا تو وہ فوراً ایک ہتیناک اڑدھا کی شکل میں

منتقل ہو کر جادو گروں کی تمام رسیوں اور لائٹنیوں

کو نکل گیا۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس

کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ تو وہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

اور اس کے حجم میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہ ہوا۔ جب

جادو گروں نے یہ سب کچھ دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سچائی کا ان کو عین یقین حاصل ہو گیا اور فوراً بول اُٹھے اَمَّا بِرَبِّ هَرُونَ وَمُوسَىٰ

اور ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لے آئے اور بے اختیار سجدے میں گر پڑے، ۳۳ جب فرعون نے یہ ماجرا دیکھا تو سوٹ پٹایا اور جھنجھلا کر بولا۔ کیا میری

اجازت کے بغیر ہی تم اس پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے جب دیکھا کہ تمام جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس سے اسے ساری قوم کے

متاثر ہو جانے کا خطرہ محسوس ہوا۔ تو اس نے قوم کے دلوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی کہ جادوگر ان کا ایمان لے آنا کوئی معتد بہ چیز نہیں۔ کیونکہ وہ میری

موضع قرآن فل زور آوری کر دیا کہتے ہیں جادوگر حضرت موسیٰ کی نشانی دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں، مقابلہ نہ کریئے، پھر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون

جو ڈرانا تھا سو ان پر کر نہ سکا دل میں ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے۔

مَجْنُودَةٍ فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۖ وَأَصْلٌ

اپنے لشکروں کو لیکر پھر ڈھانپ لیا ان کو پانی نے جیسا کہ ڈھانپ لیا اور بہکایا

فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۙ يَبْنِي إِسْرَءِيلَ

فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سبھایا اسے اولاد اسرائیل ۱۵

قَدْ أَجْنَيْنَاكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَعَدْنَاكُمْ جَانِبَ

پھڑا لیا ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ کیا تھا تم سے کہ وہاں امن

الطُّورِ لَا يَمَنُّ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلَوىٰ

پہاڑ کی ۱۶ اور انارام پر من اور سلویٰ

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ

کھاؤ اور ۱۷ صاف چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور نہ کرو اس میں زیادتی

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي

پھر تو اترے گا تم پر میرا غصہ اور جس پر اترا میرا غصہ

فَقَدْ هَوَىٰ ۖ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّسَن تَابٍ وَامْنٍ وَ

سودہ چمکا گیا و اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور

عَمِلَ صَالِحًا ثَمَّ اهْتَدَىٰ ۖ وَمَا أَعْجَلَكُمُ

کرے بھلا کام پھر راہ پرستے و اور کیوں جلدی کی تو نے ۱۸

قَوْمِكَ يَمُوسَىٰ ۖ قَالَ هُمْ أَوْلَاءُ عَلَىٰ أَثَرِي وَ

اپنی قوم سے اے موسیٰ بولا وہ یہ آہے ہیں میرے پیچھے اور

عَجَلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ۖ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا

میں جلدی آیا تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو فرمایا ہم نے تو بچلا دیا

قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۖ فَرَجَعَ

تیری قوم کو ۱۹ تیرے پیچھے اور بہکایا ان کو سامری نے پھر اٹھایا

منزل ۳

اجازت کے بغیر ایمان لائے ہیں۔ اس کے بعد شاید فرعون نے یہ محسوس کیا کہ جاوگروں یا قوم کے سمجھدار لوگ یہ کہیں کہ جادوگروں کو ایمان لانے کے لئے تیری اجازت کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچائی کا مشاہدہ کر لیا۔ اس لئے اس نے مزید کہا إِنَّ لِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُلْكَ الْمَعْلُومَ ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام، تم سے بھی بڑا جادوگر ہے اور اس فن میں تمہارا استاذ ہے اور یہ جو کچھ تم نے کیا ہے یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت کیا ہے۔ جس کا پہلے سے تم نے اپنے استاذ موسیٰ کے ساتھ مل کر منصوبہ بنا رکھا تھا (روح)۔ ۱۵ چنانچہ تم نے یہ سب کچھ ایک طے شدہ سازش کے تحت کیا ہے جس سے مجھے اپنی رعیت کے روبرو شرمسار ہونا پڑا۔ لہذا اب میں تم کو اس کی سخت سزا دوں گا۔ مخالف جانب سے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ یعنی داہنا ہاتھ بائیں پاؤں یا بائیں ہاتھ اور داہنا پاؤں اور پھر تمہیں کھجور کے درختوں پر سو لی دیوں گا۔ پھر تمہیں پتہ چل جائے گا۔ کہ تم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیر پا ہے۔ یعنی تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام، پر ایمان لا کر تم نجات کے ٹھیکیدار بن گئے اور ہم فرعون اور اس کے مہنواں جہنم کے سخت اور ابدی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ تو یہ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ میرا عذاب سخت اور دیر پا ہے، یا رب موسیٰ کا جس پر تم ایمان لائے ہو۔ یعنی علی ایمان کہ وہ انا اور موسیٰ علیٰ ترک الایمان (خانہ ۳ ص ۲۳) ان دھمکیوں سے فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ خوف زدہ ہو کر ایمان سے واپس آجائیں گے لیکن اس سے ان کا ایمان یقین اور مستحکم ہو گیا۔ ۱۶ فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں پوری جرأت ایمانی کے ساتھ جادوگروں نے کہا کہ حق کے دلائل ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے جن سے ہم نے اپنے خالق و مالک کو پہچان لیا ہے۔ لہذا اب ان دلائل سے روگردانی کر کے اور اپنے خالق کو چھوڑ کر تجھے بھی ماننے کے نہیں ہمیں نہ تیرے عذاب کا ڈر ہے نہ تیری داد و دہش کی ہمیں ضرورت ہے فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ تُوہمارے ساتھ جو کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کر لے ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ وَالَّذِي فَطَرَنَا يَهْجَاؤُنَا بِمُطَوِّفٍ ۖ ۱۷ آیت کا یہ حصہ اور اگلی آیت ماقبل کے لئے دلیل و علت ہے مع ما بعدہ تعلیل لعدم المبالاة المستفاد مما سبق من الامر بالقضاء

روح ج ۱۶ ص ۲۳) ہمیں اب تیری پرواہ نہیں رہی تو جو چاہے کرے کیونکہ تو جو کچھ بھی کرے گا۔ اِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا اَللّٰہِ ہم نے اپنے رب کو روشن دلائل سے پہچان لیا اور اس پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے تمام گناہ معاف کر دے ہمارا مطلوب و مقصود اس قدر اعلیٰ وارفع ہے کہ ہم تیری دنیوی سزا کو خاطر میں بھی نہیں لاتے۔ ۱۸ یہ خطبہ پڑھتے ہوئے جادو پر مجبور کرنے کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے چالیس لڑکوں کو جبراً چھین کر جادوگروں کے حوالے کیا۔ اور ان سے کہا کہ ان کو جادو کے ایسے کمالات سکھا دو کہ دنیا کا کوئی جادوگر ان پر غالب نہ آ سکے یہ اسرائیلی جادوگر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آئے

موضح قرآن و زیادتى نہ کرو یعنی رکھ نہ چھوڑو۔ فتح الرحمن و بدایہ توریت ۱۲ ص ۱ مترجم گوید چون موسیٰ باقتدار اس از قوم خود بجانب طور توجہ فرما حضرت موسیٰ از ہم سبقت کر و خطاب رسید واللہ اعلم ۱۲

قال المد	٤٠٠	ظه.م
----------	-----	------

مرکز تحقیقاتی امنیت
توسعه و عمران

二五

موسیٰ ؑ نے اپنی قوم کے پاس غصہ میں بھرا پچھتاہوا کہا اے قوم کیا
 یَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ
 تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ کیا طویل ہو گئی تم پر مدت و
 اَمْ اَرَدْتُمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَبِّكُمْ
 یا چاہا تم نے کہ اتنے تم پر غصہ غصہ تمہارے رب کا

اس لئے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ بولے ۹۵ ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ

اپنے اختیار سے و لیکن اللہ تعالیٰ ہم سے بھاری بوجھ قوم فرعون کے زیور کا

سید بے اس کوچینٹ دیا پھر اس طرح دھلا سامری لے فی پھر بار بار لالہ لکھو

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّهْدِي اللَّهُ سَبِيلَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّضَلُّ اللَّهُ سَبِيلَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ ذُو الْقُدْرَةِ الْعَظِيمِ

Handwritten musical notation on a staff.

قَالَ لَهُ هَذَا مِنْ مِيقَاتِ رُقِيهِ لَقَدْ أَتَيْتَنِي

بِهِ وَإِنْ رَأَيْتُمْ الرَّحِيقَ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا

منزل ۴

ان کے راستوں میں اتار دئے۔ جب سارا لشکر سمندر میں اتر چکا اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی رواں ہو گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرکش قوم کا خاتمہ کر دیا۔ ۲۵ قوم فرعون کی نجات اور بنی اسرائیل کی نجات کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے انعامات یاد دلایا کہ ان کا شکر ادا کرنے انکو ایمان و اطاعت پر قائم رہنے اور طغیانی و سرکشی سے اجتناب کی ترغیب فرمائی۔ لہذا انھیں یہ من فرعون قال لہم هذا لیسہ کروا (سورطی ج ۱۱ ص ۲۳)

موضح قرآن **ف** وعدہ توریت دینے کا حضرت موسیٰ قوم سے تیس دن کا وعدہ کر گئے تھے پہاڑ پروہاں چالیس دن لگے پیچھے بچہ بنا کر پونے لگے۔ **ف** فرعون والوں سے عاریت مانگ کر لیا تھا کہنا کہ وہ یقین جانیں کہ ان کو شادی منظور ہے اس واسطے نکلتے ہیں شہر سے، اس بغیر فرعون نکلتے نہ دیتا۔ **ف** یعنی موسیٰ بھولا کہ اور جگہ گیا۔

فتح الرحمن **ف** یعنی مدت مفارقت من ۱۲۔

۳۷ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ فرعون کی تباہی کے بعد کوہ طور کی دہنی جانب پر پہنچ جائیں۔ ان کو تورات دی جائے گی۔ جو سراپا نورِ ہدایت اور بنی اسرائیل کے لئے مشعلِ راہ ہوگی۔ یہاں اس وعدہ کی طرف اشارہ ہے یہ وعدہ اگرچہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ لیکن تھا پوری قوم کی فلاح و بہبود کے لئے۔ اس لئے **وَوَعَدْنَاكَ مِنْ سَارِیْ قَوْمٍ مَّوَدَّةَ بَيْنِهِمْ** اور **وَأَنزَلْنَا عَلَيْكَ التَّوْرَۃَ** جو صلال روزی میں نے تم کو دی ہے اسے کائناتِ میدانِ تیرے میں ہوا تھا۔ اس کی زیادہ تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۳۷ حاشیہ ۱۱۔ ۳۷ جو صلال روزی میں نے تم کو دی ہے اسے کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی

۷۰۱	ظہ: ۲	قال الحدیث
-----	-------	------------

أَمْرِي ٩٠) قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَافِيَةً حَتَّى يَرْجِعَ

دی ہوئی دولت کو بے جا اور بُرے کاموں میں خرچ نہ کرو۔ وَمَنْ يَخْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي الْمَافَرَانُونَ کے لئے تخویف اُخروی و لائی لَغَفَارًا اَللّٰہِ فرما بیزاروں کے لئے بشارت اُخروی ۵۵ حسب میقات خداوندی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر نقبار اور سرداروں کو لے کر کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے تو دفور اشتیاق کی وجہ سے راستہ میں تیزی سے آگے نکل گئے۔ اور نقبار سے پہلے میقات پر پہنچ گئے۔ تواللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! ایسی جلدی کیوں کی کہ کسانچھو کو پیچھے چھوڑ آئے عرض کیا میرے پروردگار تیری رضا و خوشنودی کی خاطر جلد حاضر ہوا ہوں اور وہ بھی کوئی دور نہیں یہ میرے پیچھے ہی آرہے ہیں۔ یا قوم سو ساری قوم مراد ہے یعنی قوم کو پیچھے چھوڑ کر اتنی جلدی کیوں آگئے۔ جواب دیا وہ بھی قریب ہی ہیں اور میری واپسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ ۵۶ یعنی تم تو ادھر آگئے۔ اور تمہارے پیچھے ہم نے تمہاری قوم کو ایک آزمائش میں ڈال دیا اور سامری نے ان کو گمراہ کر دیا ہے اِی اختبرناھم بما فعل السامری (روح جم ۱۶ ص ۲) سامری چونکہ منافق تھا اور قوم کو گمراہ کرنے اور ان میں شرک پھیلاتے کے موقعوں کی تلاش میں رہتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں عدم موجودگی کو غنیمت سمجھ کر لوگوں سے زیورات لے کر ان کو ڈھال کر گو سائے کی شکل کا بت تیار کیا۔ جو گو سائے کی طرح آواز نکالتا تھا اور لوگوں سے کہا کہ تمہارا رب تو یہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام (عیا ذاب اللہ) بھول میں ہیں۔ جو کہ طور پہرب سے ہم کلام ہونے چلے گئے مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ بقرہ ص ۳۶ حاشہ ۱۱۲ ۵۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی میعاد

سے تورات دینے کا وعدہ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کو تورات دیگا۔ جو سراپا نور ہدایت ہوگی۔ وعدہ ہوا ان یعطیہم التوراة التي فيها هدى ونور ولا وعد احسن من ذلك واجمل (بحر ج ۶ ص ۲۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے خطاب کر کے فرمایا میری قوم! کیا اللہ نے تم سے ایک بہت ہی اچھا وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ تمہیں تورات دے گا اور تمہیں اس وعدہ کے مطابق تورات لینے کے لئے کوہ طور پر چلا بھی گیا۔ پھر کیا تم چالیس دن بھی صبر نہ کر سکے اور میرا انتظار نہ کیا کیا یہ مدت اتنی طویل تھی کہ تم انتظار کرنے کرتے اُکتا گئے تھے اور پھر بچھڑے کی پوجا میں لگ گئے؟ یا جان بوجھ کر تم نے شرک کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے یہاں تک کہ تم نے اپنے عہد و پیمان کو بھی پس پشت ڈال دیا جو تم نے مجھ سے کیا تھا کہ میقات سے واپسی تک ہم اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں گے لا تھم وعدہ وہ ان یقیموا علی طاعة الله عز وجل الى ان يرجع اليهم من الطور (قسطی ج ۱ ص ۲۳) قوم نے معذرت کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بے شک ہم نے آپ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت پر قائم رہنے کا عہد کیا تھا۔ مگر ہم سے جو عہد شکنی ہوئی ہے یہ ہم نے جان بوجھ کر اور اپنے اختیار سے نہیں کی۔ بلکہ سامری نے چالاکی سے ایسی صورت پیدا کر دی جس کے پیش نظر ہم بے اختیار اور مجبور ہو گئے۔ اسی من قدرتنا واختیارنا (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۱) ابن مرید لہم نملك انفسنا ای کتا مضطربین (قسطی) یعنی ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ہم سے سامری نے کرایا ہے۔ ۵۶ اس میں انہوں نے بیچاریگی اور اضطراب کی تصویر پیش کی۔ کہ ہوائیوں کہ قبیلوں (قوم فرعون) سے جو زیورات ہم نے بطور استعارہ لئے تھے۔ اب ان کی ہلاکت کے بعد ان کی واپسی کا کوئی امکان نہ تھا۔ اور نہ ان کو اپنے استعمال میں لانا ہمارے لئے جائز تھا کیونکہ وہ غیر کا حق تھا اس لئے اس سے نجات حاصل کرنے اور گناہ سے بچنے کے لئے ہم نے تمام زیورات گھروں سے باہر پھینک دیئے اور سامری نے انہیں گھلا کر جو کچھ اس کے پاس تھا اس میں ڈال دیا اور اس سے ایک بچھڑے کی شکل کا جانور بنا ڈالا جو بچھڑے کی طرح بولتا تھا اور پھر کہنے لگا۔ تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے وہ بھول میں ہیں کہ اپنے معبود کا کلام سننے کے لئے کوہ طور پر چلے گئے ہیں۔ ای فغفل عنه موسى وذهب يطلبه في الطور (روح ج ۱۶ ص ۲۴) ۵۷ یہ چوتھی آیت توحید ہے۔ اور اس سے گوسالہ پرستوں کی حماقت کی طرف اشارہ ہے کہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ گوسالہ ان کی کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ ان کا نفع و نقصان ہی اس کے اختیار میں ہے اور معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب اور متصرف و مختار اور کار ساز ہو۔ ثم بين الله تعالى فساد اعتقادهم بان الالهوية لا تصلح لمن سلبت عنه هذه الصفات (بحر ج ۶ ص ۲۹) ای ہوا جز عن الخطاب والضر والنفع فكيف تتخذونه الالهة (دارک ج ۲ ص ۲۹) لہذا بے بس اور عاجز کو معبود بنالینا سراسر حماقت اور قضیہ عقل کے صریح خلاف ہے۔ ۵۸ پرستار ان گوسالہ کی گمراہی ان کے فعل کی شاعت اور اس کا خلاف عقل ہونا بیان کرنے کے بعد یہاں ان کی خباثت اور اللہ کے پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام کے حکم سے ان کی سرکشی اور بغاوت کا ذکر کیا گیا۔ جب حضرت ہارون علیہ السلام نے دیکھا کہ قوم کے ہزاروں افراد سامری کی چال میں آکر شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنا فریضہ تبلیغ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیابت کا حق ادا کرنے کی غرض سے اور شفقت علی الخلق کے جذبہ کے پیش نظر قوم کو ہر طریقہ سے سمجھایا۔ اور ان کو شرک سے روکنے کی کوشش کی ان ہزاروں علیہ السلام انما قال ذلك شفقت منه على نفسه وعلى الخلق اما الشفقة على نفسه فلانه كان مأمورا من عند الله بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر وكان مأمورا من عند اخيه موسى عليه السلام بقوله اخذني في قوتي واصلي (بحر ج ۶ ص ۳۰) حضرت ہارون علیہ السلام نے گوسالہ پرستوں سے کہا کہ سامری نے تمہاری خیر خواہی نہیں کی اور تمہیں حق و صداقت اور ہدایت کی راہ نہیں دکھائی۔ بلکہ اس نے تمہیں بچھڑے کے ذریعے گمراہی اور ضلالت میں ڈال دیا ہے وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ اور یاد رکھو تمہارا مالک و پروردگار اور تمہارا معبود و کار ساز خدا ہے رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں بھلا خدا ہے رحمان کے مقابلہ میں ایک بیجان اور عاجز بچھڑا بھی معبود ہو سکتا ہے؟ کچھ تو عقل سے کام لو۔ رَبَّكُمْ الرَّحْمَنُ میں مبتلا و خبر کی تعریف مفید ہے یعنی مستحق عبادت صرف رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وتعريف الطرفين لافادة الحصر ای وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ المستحق للعبادة هو الرحمن (لا غير روح ج ۱۶ ص ۲۴) ۵۹ یہ گوسالہ پرستوں کی انتہائی سرکشی تھی کہ ایک فعل جو سراسر عقل کے خلاف ہے اور اللہ کا ایک پیغمبر اس سے روک رہا ہے مگر انہوں نے بچھڑے کی عبادت چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آنے دو پھر دیکھا جائے گا وہ کیا کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک گوسالہ پرستی نہ چھوڑنے سے نکارا دہ یہ نہیں تھا کہ ان کے آنے پر وہ سچ مج ہی گوسالہ کی عبادت اور اس کا طواف وغیرہ بند کر دیں گے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کے جواب میں یہ ان کا محض ایک بہانہ تھا۔ جعلوا رجوعه عليه السلام اليهم غاية لعكوفهم على عبادة العجل لكن لا على طريق الوعد بتركها عند رجوعه عليه السلام بل بطريق التعلل التوسيع (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۵) یعنی بچھڑے کی عبادت اور اس کی تعظیم پر قائم رہیں گے۔ وہ بچھڑے کے پاس اسے خوش کرنے کے لئے ساز بجاتے اور اس کے گرد ناچ کرتے تھے۔ فلما رجع موسى وسمع الصيحة والمجلبة وكانوا يرقصون حول العجل (قسطی ج ۱ ص ۲۳) غازن و معالم ج ۴ ص ۲۵ ۶۰ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کا جواب اور اعتذار سنا تو اس سے مطمئن نہ ہوئے اور غصہ کی حالت میں آگے بڑھ کر حضرت ہارون علیہ السلام کے سر اور دائرہ می کے بال پکڑ لئے اور فرمایا۔ اے ہارون! جب تو نے دیکھ لیا تھا کہ وہ شرک میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو چکے ہیں۔ تو تو نے میرے احکام کی تعمیل کیوں نہ کی۔ احکام سے وہی ہدایت مراد ہیں جو وہ کوہ طور پر جانے سے پہلے ان کو دے گئے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ شاید ہارون علیہ السلام نے حق تبلیغ ادا نہیں کیا اس لئے قوم گمراہ ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ جلالی طبیعت کے الگ تھے اس لئے قوم کی گمراہی دیکھ کر غضب میں آ گئے۔ کان (موسیٰ) عليه السلام حديدا متصليبا غضوبا لله تعالى وقد شاهد ما شاهد غلب

لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝۹۷ اِنَّمَا

ہم اس کو جلا دیں گے پھر بجھیں گے دریا میں اڑا کر و تمہارا

الْهٰكُمُ اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلُّ شَيْءٍ

میں وہ تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی جگہ نہیں سب چیز سما جاتی ہے

عِلْمًا ۝۹۸ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ مَا قَدْ

اس کے علم میں یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو سچے ان کے احوال جو پہلے

سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنَكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ۝۹۹ مَنْ

گذر چکے اور ہم نے دی تجھ کو اپنے پاس سے پڑھنے کی کتاب لکھ جو کوئی

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝۱۰۰

منہ پھیرے اس سے سو وہ اٹھائے گا دن قیامت کے ایک بوجھ و

خٰلِدٍ فِيْهِ ۚ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝۱۰۱

سلا رہیں گے اس میں اور برا ہے ان پر قیامت میں وہ بوجھ اٹھائے گا

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنُحْشَرُ الْمَجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ

جس دن چھوکیں گے صور میں اور گھیرا لینگے ہم گنہگاروں کو اس دن

ذُرِّيًّا ۝۱۰۲ يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَبِثْتُمْ اِلَّا

تیلی آئیں و چکے چکے کہتے ہوں گے آپس میں تم نہیں رہے مگر

عَشْرًا ۝۱۰۳ خٰن اَعْلَمُ بِمَا يَقُولُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ امْتَلٰهُمْ

دس دن و ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں جب بولے گا ان میں ابھی

طَرِيقَةً اِنْ لَبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝۱۰۴ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ

راہ روش والا تم نہیں رہے مگر ایک دن و اور تجھ سے پوچھتے ہیں ۷۰۵

الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝۱۰۵ فَيَذَرُهَا قَاعًا

پہاڑوں کا حال سو تو کہہ ان کو بجھیں گے گا میرا رب اڑا کر پھر کر چھوڑے گا زمین کو صاف

منزل ۴

علیٰ ظنہ تفصیری ہارون علیہ السلام ففعل بہما فعل (روح ج ۱ ص ۲۵۱) ۷۰۴ حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تو قطعاً کوتاہی نہیں کی۔ میں نے ان کو شرک سے پوری سختی سے منع کیا۔ یہاں تک کہ وہ مشتعل ہو کر مجھے قتل کرنے لگے تھے جیسا کہ اعراف میں ہے اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَفْتُلُوْنِيْ اس کے علاوہ یہ ہو سکتا تھا کہ میں شرک نہ کرنے والوں کو ساتھ لے کر شرک کرنے والوں سے جہاد کرتا تو یہ میں نے اس ڈسے نہیں کیا کہ آپ ہی واپس آکر مجھ سے کہتے کہ تم نے بنی اسرائیل میں فرقہ بندی پیدا کر دی۔ اور میری واپسی کا انتظار بھی نہ کیا ای خنیت

لَوْ قَاتَلْتُمْ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ وَتَفَانَوْا وَتَفَرَّقُوا اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقَتْ بَيْنَ بَنِي اِسْرٰءِیْلَ (روح) وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ قَالَ اَبُو عَبِیْدَةَ لَمْ تَنْتَظِرْ عہدی وقت وہی (قرطبی ج ۱ ص ۲۵۱) ۷۰۵

حضرت ہارون علیہ السلام کا جواب سن کر وہ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا اے سامری! تم نے یہ حرکت کیوں کی کہ گوسالہ بنا کر قوم کو بت پرستی پر لگا دیا۔ سامری بنی اسرائیل کے قبیلہ سامرہ کا ایک فرد تھا اور سمندر پار کرنے کے بعد درپردہ دین موسوی سے مرتد ہو گیا۔ اور منافقانہ طور پر بنی اسرائیل میں شامل رہا۔ بنی اسرائیل نے سمندر سے پار اترنے کے بعد ایک قوم کو گائے کی پوجا کرتے دیکھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔ اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا کَمَا لِهٰکُمُ الْاِلٰهَةُ جس پر انہوں نے ان کو سرزنش کی۔

سامری نے بنی اسرائیل کا مزاج سمجھ لیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بچھڑے کا بت بنا کر پوجا کے لئے قوم کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سامری کی قوم گاؤ پرست تھی۔ اس لئے گاؤ پرستی کی محبت اس کے دل میں موجود تھی اور ظاہری طور پر اس نے اسلام کا اظہار کر رکھا تھا۔ عن ابن عباس قال کان السامری رجلاً من اهل باجر وکان من قوم یعبدون البقر وکان حب عبادة البقر فی نفسه وکان قال

اظہر الاسلام مع بنی اسرائیل (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۷) قال قتادة کان السامری عظیمی بنی اسرائیل من قبیلۃ یقال لہا سامرۃ ولکن عدو اللہ نافق بعد ما قطع البحر مع موسیٰ الخ (قرطبی)

۷۰۹ یہ سامری کا جواب ہے۔ سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔ یعنی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ جبریل کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اسی وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں

موضع قرآن ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہوگا شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا وہ بھی یہودیوں اسی کا فساد پورا کرے گا جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تھے۔ ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو فرمایا اسکی جس کے لوگ نکلیں گے وہ خارجی نکلے کہ اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے۔ جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے۔ و یعنی اندھے اور شاید پونہ بیلی ہوں بد نمائی کے واسطے و یعنی دنیا میں رہنا اتنا نظر آوے گا یا قبر میں رہنا و ہم کو خوب معلوم ہے یعنی چکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا۔

فتح الرحمن و یعنی گناہ ہے ۱۲ و یعنی در دنیا ۱۲۔

۷۰۹ یہ سامری کا جواب ہے۔ سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔ یعنی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ جبریل کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اسی وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں

موضع قرآن ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہوگا شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا وہ بھی یہودیوں اسی کا فساد پورا کرے گا جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تھے۔ ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو فرمایا اسکی جس کے لوگ نکلیں گے وہ خارجی نکلے کہ اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے۔ جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے۔ و یعنی اندھے اور شاید پونہ بیلی ہوں بد نمائی کے واسطے و یعنی دنیا میں رہنا اتنا نظر آوے گا یا قبر میں رہنا و ہم کو خوب معلوم ہے یعنی چکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا۔

فتح الرحمن و یعنی گناہ ہے ۱۲ و یعنی در دنیا ۱۲۔

۷۰۹ یہ سامری کا جواب ہے۔ سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔ یعنی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ جبریل کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اسی وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں

جبریل دونوں جماعتوں کے درمیان کھڑے ہو گئے تاکہ ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ بہر حال سامری نے کسی محسوس دلیل سے یا وجدان سے یا کسی قسم کے تعارف سابق کی بنا پر سمجھ لیا کہ یہ جبریل ہیں ان کے پاؤں یا ان کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹی بھر مٹی اٹھائی وہ ہی اب سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈال دی۔ کیونکہ اس کے جی میں یہ بات آئی کہ روح القدس کی خاک پا میں یقیناً کوئی خاص تاثیر ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ سونا اٹھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے، اسی میں مٹی پڑی برکت کی۔ حق اور باطل بل کر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح کی روح اور آواز اس میں ہو گئی۔ ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اس سے بت پڑتی برکتی ہے۔

طہ ۲۰

۷۰۴

قال الحدیث

صَفْصَفًا ۱۶ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۚ يَوْمَئِذٍ

میدان نہ دیکھے تو اس میں موڑ اور نہ ٹیلا اس دن

يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ

پچھے دوڑینگے فلا سے پکارنے والے کے پیڑھی نہیں جس کی بات اور دب جائیگی آوازیں

لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۚ يَوْمَئِذٍ

رحمن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر کھس کھسی آواز اس دن

لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ

کام نہ آئے گی سفارش مگر جس کو اجازت دی رحمن نے

وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۚ يَوْمَئِذٍ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

اور پسند کی اس کی بات قبول وہ جانتا ہے جو کچھ ہے ان کے آگے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَحِيطُونَ بِهِ ۖ وَعَنَتِ

اور تہجے اور یہ قابو میں نہیں لاسکتے اس کو دریافت کرے اور لگاتے ہیں

الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ

منہ آگے اس بھیتے ہمیشہ رہنے والے کے اور حشر اب ہوا جس نے

حَمَلَ ظُلْمًا ۚ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ

بوجھ اٹھایا ظلم کا اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیوں کے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۚ وَ

اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو سو اس کو ڈر نہیں ہے انصافی کا اور نہ نقصان پہنچنے کا اور

كَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا

اسی طرح اتارا ہم نے قرآن عربی زبان کا اور پھر پھیر کر سنائی ہم

فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ

اس میں ڈرانے کی باتیں تاکہ وہ پرہیزگریں یا ڈالے

منزل ۴

تفہیم یہ آیت کی جو تفسیر اور بیان ہوئی، صحابہ تابعین اور علماء مفسرین سے یہی منقول ہے (عثمانی) بعض آثار میں ہے کہ جہاں گھوڑا زمین پر پاؤں رکھتا وہاں فوراً سبزہ نمودار ہو جاتا اس سے سامری نے سمجھا کہ اس میں ضرور کوئی کرشمہ ہوگا اس لئے اس کے پاؤں رکھنے کی جگہ سے مٹی بھر مٹی اٹھائی۔ وفی بعض الآثار انه اذا كلمنا رفع الفرس يديه اور جلیہ علی التراب لیسر یخرج النبات فعرف ان له شأنًا فاخذ من موطئه حفنة (روح ج ۱ ص ۲۵) اس کی زیادہ تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہو ملاحظہ ہو حاشیہ (۱۱۲)

۱۷ سامری کو دنیا میں اپنے کئے کی سزا یہ ملی کہ جب بھی کوئی شخص اس کے قریب جاتا تو دونوں کوتپ چڑھ جاتا اس لئے وہ لوگوں سے کہتا کہ مجھ سے دور رہو وہ چاہتا تھا کہ فریب سے قوم کا سردار بن جائے لیکن سزا ایسی ملی کہ کوئی شخص اس کے قریب بھی نہ پھٹکتا تھا۔ بالکل اچھوتوں کی طرح زندگی گزار دی وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تَخْلَفَهُ ۚ وہ تو دنیا میں عذاب تھا اور دنیا میں شرک پھیلانے اور فساد بپا کرنے کی سزا آخرت میں بھی ملے گی۔ آخرت میں سزا کی وعید ضرور پوری ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔ اِی لَنْ یَخْلُفَكَ اللّٰهُ مَوْعِدُهُ الَّذِی وَعَدَكَ عَلٰی الشُّرْكِ وَالْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ یَنْجِزُكَ لَکَ فِی الْاٰخِرَةِ بَعْدَ مَا عَاقَبْتَ بِذٰلِكَ فِی الدُّنْیَا (ملک ج ۳ ص ۳۵) ۱۸ یہ تو تیری سزا ہوئی۔ اب دیکھ میں تیرے معبود کا کیا حشر کرتا ہوں جس پر تو سر و وقت مجاور بنا بیٹھا رہتا ہے۔ میں ابھی اس کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہاتا ہوں تاکہ تجھے اور اس کی پوجا کرنے والے دوسرے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس قدر عاجز ہے کہ خود اپنی حفاظت

سزا کا ثبوت دیتی ہے

۱۷ یہ پانچویں آیت توحید ہے گو سالہ سامری کا بجز اور اس کی بے بسی ظاہر کرنے کے بعد توحید اور معبود حق کا اعلان فرمایا اور کلام کارخ سامری سے تمام بنی اسرائیل کی طرف موڑ دیا کہ تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں اور کوئی الہ اور معبود بننے کے قابل نہیں جس کا علم ہر چیز پر جاوی اور ساری کائنات کو محیط ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور علی الاطلاق مختار و متصرف ہے اور یہ گو سالہ تہما اور مرض بے جان ہے بھلا یہ کیوں کہ معبود ہو سکتا ہے ۱۸ کا ف بیان کمال کے لئے ہے یعنی ایسی صحیح تفصیلات بیان کرنا ہمارا ہی کام ہے اور کسی کا نہیں۔ اور یہ تیسری آیت تشبیہ ہے یعنی موضع قرآن فلا یعنی اس کی سفارش چلے گی فلا یعنی اس پر زور نہ ہوگا۔ اللہ کے ہاں انصاف ہے۔

فتح الرحمن فلا یعنی انقیاد اسرائیل کند ۱۲ ولا یعنی مسلمان باشند ۱۲۔

کے لئے اس بات کا موقع تھا کہ وہ یہ سوال پوچھ بیٹھیں کہ جب قیامت آئے گی تو یہ اتنے بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے۔ اس لئے فرما دیا کہ اگر وہ یہ سوال کریں تو آپ اس کا جواب فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ریت کی اندر بہ بہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔ اور وہ سب زمین پر بکھر جائیں گے اور زمین بالکل صاف اور ہموار چٹیل میدان کی طرح نظر آئے گی۔ اس میں کہیں اونچ نیچ اور نشیب و فراز نہیں ہوگا۔ یَسْأَلُونَكَ عَنْ جَوَابِ مِیْن فَقُلْ پرفاد اس لئے داخل ہوئی ہے کہ یَسْأَلُونَكَ متضمن معنی شرط ہے۔ کیونکہ یہ سوال منتحق نہیں تھا بلکہ متوقع تھا۔ اور اصل میں ان سائلوں کے اسی لئے جزا پر فاد داخل ہوئی۔ (مدارک) قَاعًا میدان صاف صاف ہموار عِوَجًا نشیب پستی۔ اَمْتًا بلندی اور اونچائی

۱۷۷ الداعی الخ حضرت اسرافیل علیہ السلام مراد ہیں جو قیامت کے دن صور بھونکیں گے۔ صور کی آواز پر تمام مردے زندہ ہو کر ہر طرف سے سیدھے آواز کی جانب چل پڑیں گے۔ یسید اسرافیل علیہ السلام اذا نفخ فی الصور (لا عوج لہ) ای عن دعاۃ لا یزیغون ولا ینحرفون بل یرعون الیہ ولا یحیدون عنہ (تفسر طبری ج ۱۱ ص ۲۶)

اس دن تمام بنی آدم پر ہیبت طاری ہوگی اور کوئی شخص اونچی آواز سے بات بھی نہیں کر سکے گا۔ ہیبت خداوندی اور ہول قیامت کی وجہ سے تمام مخلوق سہمی ہوئی ہوگی۔ ای خفیت لہا بہتہ تعالےٰ و شدۃ ہول المطلق (روح ج ۱۶ ص ۲۶) ھمسا یعنی نہایت پست۔ اس دن جو بھی بات کرے گا۔ نہایت پست اور خفی آواز سے کرے گا۔ ۱۷۸ یہاں قیامت کے دن شفاعت کے نافع ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اور اس میں سے پھر شفاعت کی ایک صورت کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، جس

ظہ. ۲

4.5

قال المصنف

لَهُمْ ذِكْرًا ۝۱۱۳ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا

ان کے دل میں سیح سو بلند درجہ اللہ کا ۹۵ اس کے بادشاہ کا اور تو

تَجَلَّ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ

جلدی نہ کر۔ قرآن کے لینے میں ۸۵۰ جب تک چہ پورا نہ ہو سکے

وَحْيِهِ، وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿١٣﴾ وَلَقَدْ

اس کا انترنا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری سمجھ اور

عَهْدُنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَنَسَىٰ وَلَمْ يُجِدْ

ہم نے تائید کر دی تھی آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پانی ہم نے

لَهُ عَزْمًا ۝۱۱۵۝ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا

اس میں کچھ ہمت و اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو ۵۲

لَا أَدْرِي فَسَجِدْ وَأَلَّا إِبْلِيسَ أَبَى ۖ فَقُلْنَا

انہم کو جو سجدہ میں کر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَذَا عَدُوُّكُمْ وَلَئِنْ لَمْ تَنَالُوا

اے آدم یہ دشمن سیرا ہے اور میرے جوڑے کا سہرا

مُخْرِجُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشَقُّ ۚ إِنَّ لَكَ

بہت سے پتھر کو پر ہے جلیف میں

لَا تَجُوعُ فِيهَا وَلَا تَعْرِى ۝۱۱۸ وَأَنْتَ لَا

لے نہ جسوں کا جنوں اس میں اور نہ سچا اور یہ کہ

نَظَبُوا فِيهَا وَلَا يَصْحَحُ ﴿١١٩﴾ فَوَسَّوْا لِلَّذِي الشَّيْطَانُ
 بِمَا سَ كَتَبَتْهُ اسْمِیں اور نہ دھوب
 پھر جی میں ڈالا اس کے شیطاں ۱۱۹

پہلی میں دہائی کے پانچویں

قال يا دم هل ادلك على شجرة الخلد
 کہا اے آدم میں بناؤں تجھ کو درخت سدا رہنے کا اور

	1980	1981	1982	1983	1984	1985	1986	1987	1988	1989	1990	1991	1992	1993	1994	1995	1996	1997	1998	1999	2000	2001	2002	2003	2004	2005	2006	2007	2008	2009	2010	2011	2012	2013	2014	2015	2016	2017	2018	2019	2020	2021	2022	2023	2024	2025	2026	2027	2028	2029	2030	2031	2032	2033	2034	2035	2036	2037	2038	2039	2040	2041	2042	2043	2044	2045	2046	2047	2048	2049	2050	2051	2052	2053	2054	2055	2056	2057	2058	2059	2060	2061	2062	2063	2064	2065	2066	2067	2068	2069	2070	2071	2072	2073	2074	2075	2076	2077	2078	2079	2080	2081	2082	2083	2084	2085	2086	2087	2088	2089	2090	2091	2092	2093	2094	2095	2096	2097	2098	2099	2100	2101	2102	2103	2104	2105	2106	2107	2108	2109	2110	2111	2112	2113	2114	2115	2116	2117	2118	2119	2120	2121	2122	2123	2124	2125	2126	2127	2128	2129	2130	2131	2132	2133	2134	2135	2136	2137	2138	2139	2140	2141	2142	2143	2144	2145	2146	2147	2148	2149	2150	2151	2152	2153	2154	2155	2156	2157	2158	2159	2160	2161	2162	2163	2164	2165	2166	2167	2168	2169	2170	2171	2172	2173	2174	2175	2176	2177	2178	2179	2180	2181	2182	2183	2184	2185	2186	2187	2188	2189	2190	2191	2192	2193	2194	2195	2196	2197	2198	2199	2200	2201	2202	2203	2204	2205	2206	2207	2208	2209	2210	2211	2212	2213	2214	2215	2216	2217	2218	2219	2220	2221	2222	2223	2224	2225	2226	2227	2228	2229	2230	2231	2232	2233	2234	2235	2236	2237	2238	2239	2240	2241	2242	2243	2244	2245	2246	2247	2248	2249	2250	2251	2252	2253	2254	2255	2256	2257	2258	2259	2260	2261	2262	2263	2264	2265	2266	2267	2268	2269	2270	2271	2272	2273	2274	2275	2276	2277	2278	2279	2280	2281	2282	2283	2284	2285	2286	2287	2288	2289	2290	2291	2292	2293	2294	2295	2296	2297	2298	2299	2300	2301	2302	2303	2304	2305	2306	2307	2308	2309	2310	2311	2312	2313	2314	2315	2316	2317	2318	2319	2320	2321	2322	2323	2324	2325	2326	2327	2328	2329	2330	2331	2332	2333	2334	2335	2336	2337	2338	2339	2340	2341	2342	2343	2344	2345	2346	2347	2348	2349	2350	2351	2352	2353	2354	2355	2356	2357	2358	2359	2360	2361	2362	2363	2364	2365	2366	2367	2368	2369	2370	2371	2372	2373	2374	2375	2376	2377	2378	2379	2380	2381	2382	2383	2384	2385	2386	2387	2388	2389	2390	2391	2392	2393	2394	2395	2396	2397	2398	2399	2400	2401	2402	2403	2404	2405	2406	2407	2408	2409	2410	2411	2412	2413	2414	2415	2416	2417	2418	2419	2420	2421	2422	2423	2424	2425	2426	2427	2428	2429	2430	2431	2432	2
--	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	------	---

منزل ۴۴

کی تعبیر مَنْ اٰذَنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ سے کی گئی ہے۔ اس سے یا تو شافعین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور مومنین صاحبین مراد ہیں جن کو قیامت کے دن گنہگاروں کی سفارش کرنے کا اذن ملے گا یا مشفوع لہم یعنی وہ گنہگار مومنین مراد ہیں، جن کے حق میں شفاعت ہوگی۔ پہلی صورت میں معبودان باطلہ کی شفاعت کے نافع ہونے کی نفی ہوگی اور دوسری صورت میں مشرکین کے حق میں شفاعت کے مفید ہونے کی نفی مراد ہوگی۔ ومعنا لاجلہ وکذا ورضیٰ لہ ای لاجلہ ویکون من المشفوع لہ او بدل من الشفاعۃ علی حذف مضاف ای لاشفاعۃ من اذن۔ ویکون من للشافع لہ (بحر ۶ ض ۳۵) پہلی صورت کا حاصل یہ ہے کہ جبریل جب قرآن لاتے حضرت انکے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاؤں اسکو پہلے منع فرمایا تھا سورۃ قیامت میں اور سہلی کر دی تھی کہ اسکا یاد رکھنا موضوع قرآن اور لوگوں تک پہنچانا ذمہ ہمارا ہے لیکن بندہ بشر ہے شاید بھول گئے ہوں۔ پھر تنقید کیا اور بھولنے پر ش فرمائی آدم کی۔ وک وہی جو روانہ کھالیا بھول گئے یعنی قائم نہ رہے۔

ظہار ۲.

2.4

قال السمر:

مُلْكٍ لَا يَبُلُ ۝۱۴۰ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَّتْ لَهَا

بادشاہی جو پہرانی نہ ہو پھر دونوں نے کہا یا اس میں سے پھر کھل گئیں ان پہرہ

سَوَاتِرُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ ذُرِّ الرَّاقِ

ان کی بری چیزیں اور لگے گا بھٹنے اپنے اوپر ملے پتے

الْجَنَّةِ زَوْعَطْ أَدْمُ رَبِّهِ فَعْوَى (١٢١) ثُمَّ

بہشت کے اور حکم مالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر

اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَى (١٢٢) قَالَ

نواز دیا اس کو اس کے رب نے پھر متوجہ ہوا اس پر اور راہ پر لایا فرمایا

أَهْبِطْ مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

اترو یہاں سے دونوں اکٹھے رہو ایک دوسرے کے دشمن

فَأَمَّا يَا تَبِيعَكَ مَنِ هَدَىٰ ۖ فَسِنِ اتَّبَع

پھر اگر پہنچے عمر کو میری طرف سے ہدایت پھر جو چلا

هَذَا أَيْ فَلَا يَصِلُ وَلَا يَشُقُّ (١٢٣) وَمَنْ أَعْرَضَ

میری بتائی راہ پر سووہ نہ پہنچے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑے گا اور جس نے منہ پھیرا ۵۸۴

عَنْ ذِكْرِى فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَ

میری یاد سے تو اس کو ملتی ہے خزانہ نیکی کی اور

نَحْشَرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ اَعْمٰی (۱۳۲) قَالَ رَبِّ لِمَ

لاہیں گے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا وہ کہے گا اے رب کیوں

حَسْرَتِيْ اَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝۱۲۵ قَالَ

اٹھا لایا تو مجھ کو کہہ دو اندھا اور میں تو تمہارا دیکھنے والا فرمایا

كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۖ وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ

یہ کہنی پہنچی مچھیں تجھ کو ہماری آئیں پھرتوئے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج

منزل م

اَنْزَلْنَاهُ الْكِتَابَ بَيَانًا لِّلْكُلِّ شَيْءٍ ۚ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّرَّاسِخِينَ ۝۹۰
عمل کرنے کی ترغیب ہے۔ یعنی ایسا مدلل اور جامع قرآن نازل کرنا ہمارا کام ہے۔ لہذا ہم اس عظیم الشان کتاب پر عمل کرو۔ ۹۰ یہ آیات توحید کا مکرر اور نتیجہ ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل توحید سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی متصرف و مختار اور عالم الغیب ہے لہذا وہی سب سے بڑا اور عظیم الشان بادشاہ ہے اور وہی معبود برحق ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ۹۱ یہ چوتھی آیت تشبیہ کا ذکر ہے۔ یعنی قرآن مجید کی وحی اترنے وقت اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ اُسے عجز سے سنیں۔ جب وحی ختم ہو جائے تو مہر آپ اُسے دھرا لیں۔ جب آپ کے ذہن میں محفوظ ہو جائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جبرأت و استقلال سے قرآن کی تبلیغ فرمائیں۔ ہمارے پیغمبر آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم اور پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے کہ آدم علیہ السلام کے عزم میں کمزوری آ گئی۔ ۹۱ ہم نے بنی آدم کی تخلیق سے پہلے آدم علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ جنت میں رہیں اور وہیں کے پھلوں اور میوؤں میں سے جو چاہیں کھائیں اور ایک درخت سے ہم نے ان کو منع کیا تھا کہ اس کے قریب نہ جائیں مگر ان سے بھول ہو گئی اور انہوں نے شجر ممنوعہ سے تناول کر لیا۔ اس طرح وہ عزم اور ثبات قدم کا ثبوت نہ دے سکے یا عزم سے پختہ ارادہ مراد ہے، یعنی آدم علیہ السلام نے بالارادہ اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کیا تھا۔ بلکہ بھول ہو گئی تھی اور اللہ کا حکم یاد نہیں رہا تھا۔ کانہ لما مدح سبحانه القرآن وحض علی استعمال التوڈة والرفق فی اخذہ و عهد علی العزیمة بامرہ وترك النسیان

فيه ضرب حديث آدم مثلاً للنسيان

وَتَرَكْنَا الْعَرِيبَةَ (روح جمع ۱۶۷) ۵۸۲ مقصد یہ ہے کہ ابلیس تمہارا پرانا جدی پشتی دشمن ہے اور وہ ہر ممکن طریق سے تمہیں کفر و شرک اور دوسرے گناہوں سے ملوث کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے فریب سے بچو اِنَّ لَكَ اَلَا تَجُوعُ اِلَیْہِ جَنَّتِ كِی خویاں ہیں کہ وہاں نہ بھوک ہوگی، نہ پیاس اور نہ دھوپ یعنی وہاں ہر قسم کا آرام و سکون ہوگا۔ ۵۸۳ اس واقعہ کی مزید تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں دیکھیں حاشیہ ۵۸ تا ۹۵۔ ۵۸۴ یہ اللہ کی ہدایت سے اعراض کرنے والوں کے لئے نغویف آخری ہے اور یہ استیناف ہے حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق نہیں مَعِيشَةً ضَنْكًا تنگ روزی اس سے یا تو آخرت کی زندگی میں رزق کی تنگی مراد ہے یا دنیا کی زندگی میں۔ دنیا میں وہ اگرچہ مالدار ہوں گے۔ لیکن ان کے دلوں سے وصف قناعت چھین لیا جائے گا اور ان کو حرص و لالچ کے مرض میں موضح قرآن و ایک دوسرے کے دشمن رہے ان کی اولاد جیسا آپس میں رفاقت کر کر گناہ کیا اس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی۔

بتلا کر دیا جائے گا۔ جس کی وجہ سے وہ غنا قلبی سے محروم رہیں گے اور دنیا کے دنی کی دولت کے پیچھے مفلس و قلاں لوگوں کی طرح بھاگتے پھریں گے۔ ابن جبیر یسلبہ القناعة حتى لا يشبع فمع الدين التسليم والقناعة والتوكل فتكون حياته طيبة و... الاعراض الحرس والشرح فعيشه ضحك وحال مظلة (ہلاک ج ۳ ص ۵۸۵) جس شخص نے اللہ کی ہدایت کو محض ضد و عناد کی وجہ سے رد کر دیا قیامت کے دن اس کو قبر سے اندھا اٹھایا جائے گا تو وہ اللہ سے سوال کرے گا کہ بارے خدا یا! دنیا میں تو میں جنگا بھلا دیکھتا تھا اور تو نے میری آنکھوں کو نور دے رکھا تھا تو آج مجھے کیوں آنکھوں کی روشنی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ قال كذلك تو اس کو جواب ملے گا کہ جس طرح دنیا میں تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں۔ ہمارے پیغمبروں اور مبلغوں نے تجھے پڑھ کر سنائیں تو تو نے ان کو پس پشت ڈال دیا ان کی پرواہ نہ کی اور ان سے آنکھیں بالکل بند کر لیں اور ان سے اندھا ہو گیا۔ اسی طرح آج تجھے بھلا دیا گیا ہے اور تجھے کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور تیری آنکھوں سے نور تھین کر تجھے اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان آیاتنا انتك واضحة مستنيرة فلم تنظرا اليها بعين الاعتبار ولم تتبصروا تركتها وعييت عنها فذلك اليوم تتركك على عماك ولا تنزل غطاء عن عينيك (بحر ج ۶ ص ۲۸۴) لیکن یہ اندھا پن ایک معین وقت تک ہو گا اس کے بعد زائل ہو جائے گا اور وہ قیامت کے احوال اور جنم وغیرہ کا مشاہدہ کریں گے۔ وهذا الترك يسبق الى ما شاء الله تعالى ثم يزال العي عنه فيرى احوال القيمة ويشاهد النار كما قال سبحانه وداي المجرمون النار الخ (روح ج ۶ ص ۲۸۵) جو لوگ حدود الہیہ کو بچانہ کر شہوات و خواہشات میں منہمک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو نہ مانیں ان کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور پھر آخرت کا عذاب یعنی عذاب جنم تو ناپائیدار اٹھانے سے بھی زیادہ دردناک اور دائم ہے۔ اقلیم یہاں لہم الخ یہ مکذبین کو لئے خوف دنیوی ہے۔ اجل مسمیٰ، کلمۃ پر معطوف ہے اقلیم یہاں لہم الخ کی تہدید کے بعد ان مکذبین پر فوراً عذاب نازل نہ کرنے کی حکمت بیان فرمائی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ تاخیر عذاب کا فیصلہ چکا ہے۔ اور اس امت کے مکذبین پر عذاب استیصال نازل

ظہ ۲۰

۷۰۷

قال الم

تُسَلِّمُ ۱۲۶) وَكَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ

تُحِبَّ كُفْلًا دیکھو اور اسی طرح اللہ بدلہ دینگے ہم اس کو جو حد سے نکلا اور

يُؤْمِنُ بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ

یقین نہ لایا اپنے رب کی باتوں پر اور آخرت کا عذاب سخت ہے

وَابَقِيَ ۱۲۷) أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

اور بہت باقی رہے والا اس کو سمجھ نہ آئی اس بات سے کہ کتنی غارت کر دیں ہم نے ان کے

مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْجِدِهِمْ إِنَّ فِي

جماعتیں یہ لوگ پھرتے ہیں ان کی جگہوں میں اس میں

ذَلِكَ لَآيَةٌ لِّأُولِي النُّهَى ۱۲۸) وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ

خوب نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو اور اگر نہ ہوتی ایک بات

سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ۱۲۹)

کہ نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ضرور ہو جاتی یہ مسخ بھیڑ اور اگر نہ ہوتا وعدہ مقرر کیا جاتا

فَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

سو تو سہتا رہ جو وہ کہیں ۷۷ اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی

قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ

سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور کچھ

أَنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

گھڑیوں میں رات کی پہ پڑھا کر اور دن کی حدوں پر شاید تو

تَرْضَىٰ ۱۳۰) وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا

راضی ہوئی اور مت پسار اپنی آنکھیں ۷۹ اس چیز پر جو فائدہ اٹھانے پر ہی

بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

ان طرح طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی

منزل ۴

نہیں کیا جائے گا، جس سے وہ بیک وقت سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں اور ان مکذبین کی عمریں بھی مقرر فرما چکا ہے اور موت اپنے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آ سکتی اس لئے ان کو فوری عذاب سے ہلاک نہیں کیا گیا۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں تو وہ لازمی طور پر عذاب سے ہلاک کر دیئے جاتے۔ ای لولا العذاب بتاخیل عذابہم والاجل المسمی لاعما ولهم لمات آخر عذابہم اصلا (روح ج ۶ ص ۲۸۸) یہ پانچویں آیت شمع ہے جو پانچ امور موضح قرآن و آیات کو بھلا دیا یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا اور پیغمبر نے فرمایا میری امت کے سارے گناہ کچھ کو دکھائے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی موضح قرآن شخص کو یاد ہوئی پھر اس نے بھلا دی و یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا تشریح ہے اور دوزخ میں اور زیادہ۔ و آخر وعدہ پر بھینٹنے کی مسلمانوں میں اور کافروں میں و دن کی عرصے پر پھر پھر وقت میں نمازوں کے اور تو راضی ہو گا یعنی امت کو مدد ہوگی دنیا میں اور بخشش گناہوں کی آخرت میں تیری سفارش سے۔

خلاصہ سورہ انبیاء کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ زمینوں اور آسمانوں کی تمام باتیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہذا وہی کارساز اور متصرف و مختار ہے۔ حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ یہ دعویٰ قَالَ رَبِّي يَعْصِي الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (ع) میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس دعوے کے اثبات پر تین عقلی دلیلیں اور گیارہ نقلی دلیلیں ایک اجماعی عقلی دلیلوں کے درمیان اور دس تفصیلی ان کے بعد، اور آخر میں ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ سورت کی ابتداء میں دعویٰ سے پہلے اور دعوے کے بعد کَمَا أَرْسَلْنَاكَ كَاسْمَاءِ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنْ يَدْعُوا بِهِمْ بِأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ كَذَلِكَ هُوَ أَتَىٰ لِقَوْمٍ ذُرِّيَّتِهِم بِالْحَقِّ (ع) کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر اور قرآن کو جادو کہتے تھے۔ اور آپ کا اور آپ کی لائی ہوئی دعوت کا انکار کرتے ہوئے حجت بازی کرتے اور کہتے تھے۔ کہ یہ تو آدمی ہے پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اس کے بعد تین مقدمہ سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (ع) پہلے سوال مقدمہ کا جواب ہے۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جننے بھی رسول آئے ہیں وہ سب آدمی اور بشر تھے۔ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا إِلَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ (ع) یہ دوسرے سوال مقدمہ کا جواب ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کھاتے پیتے تھے اور وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ (ع) سے تیسرے سوال مقدمہ کا جواب دیا گیا ہے یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر تھے وہ بھی دنیا میں ہمیشہ نہ رہے۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَبْرِيَّةٍ (ع) تھوہیں دیوی ہے۔

اس کے بعد دعویٰ توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِبَادِينَ (۲) وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اُولُو كُمۡبِرَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رِیۡقًا (۳) اس کے بعد بطور معارفہ مشرکین سے شرک پر دلیل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ قُلْ هَاتُوۡا بُرْهٰنَکُمۡ یعنی کوئی ایک عقلی یا نقلی دلیل پیش کرو۔ مقصد یہ ہے کہ عقل تو مسئلہ توحید کی موید ہے۔ اس لئے وہ شرک کی تائید میں عقلی دلائل لانے سے عاجز ہیں۔ اور نقلی دلیل لانا بھی ان کے بس میں نہیں۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ یعنی ہم نے تو توحید پر عقلی اور نقلی دلائل پیش کر دیئے اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

اس کے بعد وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنَ الرُّسُلِ الخ میں تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ توحید کی حقانیت پر اجمالاً نقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ وہ سب مسئلہ توحید ہی کا پیغام لے کر آئے تھے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا مَشْرِكِينَ پر شکوی ہے جس کاسات وجوہ سے جواب دیا گیا ہے۔ وجہ اول سُجُنَهُ وَجْهٌ دَوْمٌ بَلِّ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ وجہ سوم لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وجہ چہارم وَهُمْ بِأَمْرِكَ يَعْمَلُونَ وجہ پنجم يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وجہ ششم وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ وَجْهٌ سَفِهُوا وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ

اس کے بعد وَأَكْفَرُوا الَّذِينَ كَفَرُوا تا — كُلٌّ فِي فَلَكَ يُسَجَّدُونَ سے تیسری عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔ وَمَا جَعَلْنَاهُ لِنَبِيِّنْ قَبْلَكَ الْخُلْدَ مشرکین کے لئے زجر اور سوال ثالث کے جواب کا اعادہ ہے خَلْقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَلَاقٍ زجر ہے سَأَوْ رَبِّي كُوْا یَّتَّقِیْ فَلَا تُسْتَغْوَوْنَ تَخَوِیفِ دنیوی۔ وَيَقُولُونَ مَنْ هَذَا الَّذِي نُوعِدُ بِهِ الشُّعْرَاءُ شَكْوَى كُوْیْعِلُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الخ جواب شکوی مع تخویف اخروی۔ وَلَقَدْ اسْتَهْزَؤْا بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے،

قُلْ مَنْ يَّبْكُرُكُمْ يَبْكُرُكُمْ نِيلَ وَالنَّهَارِ (یعنی) تَخَوِيفِ دنیوی۔ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ مُعْرِضُونَ اور آمَرَ لَهُمُ إِلَهَةٌ تَمْنَعُهُمْ زَجْرًا فَلَا يَرُدُّونَ أَنَّاتُ إِلَى الْأَرْضِ الخ تَخَوِيفِ دنیوی۔ وَقَضَعَ الْمَوَازِينِ الْقِسْطَ الخ تَخَوِيفِ اخروی اس کے بعد دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا ذکر ہے۔

دلائل نقلیہ بالتفصیل

دلائل نقلیہ کے ذکر میں تمام صحیفہ جمع متکلم کے استعمال کئے گئے ہیں جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ سارے کام ہمارے ہی ہیں کسی دوسرے کا ان میں دخل نہیں۔ دلائل نقلیہ کے ذکر میں ترتیب زبانی ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ اصل مقصود اس بات کا بیان ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام توحید کے مبلغ

٢ اقتراب للناس ١٤

41.

الانبياء ۲۱

سُوَّةُ الْأَنْبِيَاءِ مَرَكِبَتُهُ وَهِيَ مَالُهَا أَتَتْهَا لَحْشَةُ آدَمَ وَبُسْبُحُ رُكُوعِهَا

۱۰ سورۃ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بارہ آیتیں رستار کو عہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مشروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان مہنایت رحم والا ہے

إِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ

نزدیک آگیا لوگوں کے ان کے حساب کا وقت اور وہ بے خبر ۵

مَعْرِضُونَ ① مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ مِنْ سَرِّهِمْ

ملا ہے پس کوئی نصیحت نہیں پہنچتی ان کو ان کے رب سے

مُحَدِّثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿٢﴾ لَا إِلَهَ إِلَّا

نئی سہ مگر اس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے کھیل میں پڑے ہیں

قُلُوبِهِمْ وَأَسْرُ وَالنَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْلُ

دل ان کے اور جیسا کہ مصلحت کی بے انصافوں نے لکھ یہ شخص

هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السَّحَرَاءَ إِنْتُمْ

کون ہے ہم ایک آدمی ہے تم ہی جیسا پھر کیوں کہتے ہو جاو میں آنکھوں

تُبْصِرُونَ ﴿٣﴾ قُلْ إِنِّي يَعْلَمُ الْقَوْلُ فِي السَّمَاءِ وَ

دیکھتے اس نے کہا تم میرے رب کو جبر ہے بات لی آسمان میں ہو یا

الْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٧﴾ بَلْ قَالُوا

زمین میں تہ اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اس کو چھو کر کہتے ہیں

اصغات احلام بل افرہ بل سوسائٹیز

فَلْيَاْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْآوَّلُونَ ﴿٥﴾ مَا آمَنَتْ

پھر جانیے اے آئے ہمارے سامنے وہ کوئی نشانہ جیسے پیغام لے کر آئے ہیں پہلے وہ نہیں مانا

منزل ۴۴

الجزء السابع عشر

مسلم بن الحجاج بن محمد بن
١٢ ص ٢٢٢

سورتنه

تَحَ وَكَفَدَا تَيْنَا مُوسَى وَهَارُونَ الْفُرْقَانُ
دلیل نقلی تفصیلی اول از حضرت موسی و ہارون علیہما السلام
وَكَفَدَا تَيْنَا لَأَبْرَهِيمَ رُسُلَكَ مِنْ قَبْلُ (۵۷)
دلیل نقلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر شدت کے ساتھ قوم
کو شرک سے روکا۔ اور ان کو آگ سے ہم نے بچایا وَ
لُوطًا تَيْنَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا دلیل نقل سوم از حضرت
لوط علیہ السلام وَتُوحَاذِ نَادَى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ
دلیل نقل چہارم از حضرت نوح علیہ السلام حضرت
نوح علیہ السلام نے طوفان میں ہمیں پکارا اور ہم
ہی نے ان کو طوفان سے نجات دی۔ وَذُرِّدُوهُ سَلِيمًا
اِذْ يَخْطُبُ فِي الْحَرَّةِ الخ دلیل نقل پنجم
از حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام وَآيُوبَ
اِذْ نَادَى رَبَّهُ اِنِّیْ مُسْمِنٌ الخ دلیل نقل ششم
از حضرت ایوب علیہ السلام اپنی تکلیف اور بیماری
کا شکوای اللہ سے کیا۔ اور اسی سے تکلیف دور کرنے
کی دعا کی۔ وَلَا سُلَیْمٰی وَادْرِیْسَ وَذَا النُّفَلِ الخ
دلیل نقلی تفصیلی ہفتم از حضرت اسماعیل، اور یس
اور ذوالکفل علیہم السلام وَذَا النُّفَلِ اِذْ ذَهَبَ
مُخَاضِبًا الخ دلیل نقل ہشتم از حضرت یونس علیہ
السلام مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے
حضور میں گڑ گڑائے اور اللہ کو پکارا۔ وَذَكَرَ یَا اِذْ
نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا الخ دلیل نقل نہم
از حضرت زکریا علیہ السلام۔ اولاد کی آرزو پیدا ہوئی
تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ غیر اللہ کو نہیں
پکارا۔ اِنَّهُمْ كَاْفُوْا یٰسِرْعُوْنَ الخ یہ آیت تمام مذکورہ
واقعات سے متعلق ہے۔ یعنی یہ تمام مذکورہ انبیاء
علیہم السلام نیکی کے کاموں کو دہر دہر بجا لاتے اور

پکارتے تھے۔ وَالَّتِي أَحْصَيْنَتْ فَرْجَهَا وَلَا يَلْحَاقُهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَحَقِّقْ لِقَاءَ رَبِّكَ إِنَّكَ بِعَيْنِنَا لَمُخَاطَبٌ۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا۔ وہ سب حاجات و مصائب میں اللہ ہی کو متصرف و کارسار سمجھ کر پکارتے تھے۔ لہذا وہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔ اور خود کارساز اور حاجت روا نہ تھے وَأَنذَرْتُكُمْ يَوْمَ تَمُوتُ وَتُنَادِي تَحْتَ كُلِّ شَجَرٍ وَخَيْلٍ بِمَا حَمَلْتَ فِي الْيَوْمِ الْحَرَامِ۔ اور یہ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے وَتَقَطَّعُوا يَوْمَ ذَاتِ الْحَبَا وَتُحْمَلُونَ فِي الْمَصَافِرِ۔ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی اگر تمام پیغمبر توحید کے داعی تھے پھر ان کو کیوں پکارا گیا جواب دیا گیا کہ ان کے بعد باغی لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور لوگوں کو گمراہ کر دیا فَسَنَ يَعْمَلُونَ لِمَا ظَنُّوا فَسَنَعْلَمُ أَنَّ لَهُمْ لِمَا شَاقُوا مَنَاسِكًا مِّنَ الْأَسْوَاقِ۔ بشارت آخر دی ہے۔

فتخ الرحمن و له مترجم گویدم از ان نشانه عقوبت عام میباشد مثل طوفان قوم نوح و صرصر قوم بود و التا علم ۱۲ -

ہے۔ اور کوئی نہیں لہذا فرما دے کہ اس ساز اور منصرف و مختار بھی وہی ہے اور کوئی نہیں لہذا تمہارے معبود کچھ نہیں کر سکتے حضور علیہ السلام کے اس اعلان سے برا فتنہ ہو کر نہ ہوئے آپ کو جادوگر وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ فیہ رد علیہم فی قولہم ہل ہذا آلا بشر مثکم در قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۱) کہ باطل کی راہیں بے شمار ہیں۔ اس لئے باطل پرست ہمیشہ حیران اور مضطرب رہتا ہے اور اسے کسی ایک بات پر ثبات نصیب نہیں ہوتا۔ مشرکین کبھی تو کہتے کہ یہ پیغمبر جادوگر ہے۔ اور کبھی اس سے ترقی کر کے کہتے۔ بلکہ ویسے ہی بے تکی اور لایعنی باتیں کہتا ہے بلکہ وہ خدا پرانہ اور بہتان باندھ رہا ہے بلکہ ہوشیار ہے۔

۱۲ الانبیاء

۴۱۲

اقترب للناس

اِنَّا كُنَّا ظَالِمِيْنَ ۱۳ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوُهُمْ حَتّٰی

ہم تھے بیشک گنہگار تھے پھر برابر یہی لای ان کی فریاد یہاں تک کہ

جَعَلْنَاهُمْ حَصِيْدًا اَخَامِدِيْنَ ۱۵ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ

دھیر کر کے گئے کاٹ کر بجھے بڑے ہوئے اور ہم نے نہیں بنایا آسمان

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِبْدِيْنَ ۱۶ لَوْ اَرَدْنَا اَنْ

اور زمین کو تھلے اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے پھیلے ہوئے اگر ہم چاہتے کہ

نَتَّخِذَ لَهُمْ اَوْلٰی اَلَّا نَخْذِنَهُ مِنْ لَدُنَّا ۙ اِنْ كُنَّا

بنالیں کچھ کھلونا تو بنا لیتے ہم اپنے پاس سے اگر ہم کو

فَعٰلِيْنَ ۱۷ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبٰطِلِ فَيَدْمَغُوْهُ

کرنا ہوتا فل یوں نہیں پر ہم پھینک دیتے ہیں حق کو جھوٹ پر پھر وہ ہکا بھکا ہوتا

فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۙ وَلَكُمْ اَلْوِیْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۱۸ وَ

ڈالتا ہے پھر وہ جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے خرابی ہے ان باتوں سے جو تم بتلاتے ہو فل اور

لَهُمْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَہٗ لَا

اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں اور جو اس کے نزدیک ہے ہیں

یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ ۙ وَلَا یَسْتَخْسِرُوْنَ ۱۹

مشرکشی نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور نہیں کرتے کبھی یہ

یَسْجُدُوْنَ اَلَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ۲۰ اَوَلَا یَتَذَكَّرُوْنَ

باد کرتے ہیں رات اور دن نہیں سکتے کیا ٹھہرتے ہیں انہوں نے

اَلْہِمَّةُ مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ یُنشِرُوْنَ ۲۱ لَوْ کَانَ فِیْہِمَا

در معبود آسمان زمین میں کے فل کہ وہ جلا اٹھائیں ان کو فل اگر ہوتے ان دونوں میں

اَلْہِمَّةُ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ۙ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ

اور معبود سوائے اللہ کے فل تو دونوں خراب ہو جاتے سو پاک ہے اللہ عرش کا مالک

منزل ۴

بلکہ ایسا بھی نہیں۔ یہ سب شاعرانہ تخیلات ہیں۔ جنہیں وہ فصیح و بلیغ زبان میں ڈھال کر بیان کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں مشرکین نے محض اس دعوے کی مندر سے کہیں جو ربّیّ عَلَمُ الْقَوْلِ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ میں پیش کیا گیا۔ ۱۵ مشرکین کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ عصائے موسیٰ اور ناقہ صالح کی قسم کے معجزات ان کو دکھائے جائیں۔ مَا زَمَنْتُمْ قَبْلُہُمْ اِلَّا تَخْوِیْفَ دِیُوٰی اور مطالبہ مشرکین کا جواب ہے۔ یعنی عصائے موسیٰ اور ناقہ صالح جیسے معجزے دیکھنے والے ایمان نہ لائے اور آخر ہلاک کر دیئے گئے۔ اگر مشرکین کہہ کو ان کے منہ مانگے معجزے دکھائیے جاتے۔ تو وہ ایمان لے آتے؛ ہرگز نہیں بلکہ انکار کر دیتے۔ اور اقوام سابقہ کی طرح ہلاک کر دیئے جاتے۔ وَالْمَعْنٰی اَنْ اَهْلَ الْقُرٰی اقترحوا علی انبیاءہم الاٰیات وعاهدوا انہم یؤمنون عندھا فلبتھا جاءتہم نکشوا وخالفوا فاهلکھم اللہ فلو اعطیت ہؤلآء مَا یقترحون لنکشوا ایضاً مدارک ج ۳ ص ۱۵۹ یہ مشرکین کے پہلے سوال کا جواب ہے جو ہل ہذا آلا بشر مثکم الہ میں مذکور ہو چکا ہے۔ فیہ رد علیہم فی قولہم ہل ہذا آلا بشر مثکم در قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۱) یعنی ہم نے انسانوں کی طرف جتنے بھی رسول بھیجے ہیں۔ وہ انسان اور بشر ہی تھے۔ ان میں کوئی ایک بھی فرشتہ نہیں تھا۔ اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو جن کے علم و فضل پر تمہیں اعتماد ہے۔ اہل الذکر سے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے علماء مراد ہیں مشرکین کو اہل کتاب کی طرف اس لئے مراجعت کا حکم دیا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اکثر ان سے مراجعت کیا کرتے تھے۔ ۱۵ یہ مشرکین کے دوسرے اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ یہ بھلا رسول ہے۔ ہماری طرح کھانا پیتا ہے۔ جیسا کہ الفرقان ع میں ان کا قول منقول ہے۔ مَا لَہِذَا الرَّسُوْلُ یَا کُلُّ الظَّالِمِ مِیْثَقِیْ فِی الْاَسْوَاقِ تو اس کا جواب دیا کہ جب انبیاء موضح قرآن فل کھلونا یعنی بیٹا۔ فل یعنی اللہ تعالیٰ غیب سے ایک قدرت کا نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو ان کا ملوں کو تم کہتے ہو خدا کا بیٹا۔

مذکورہ بالا آیات میں مذکور ہے کہ اگر مشرکین کہہ کو ان کے منہ مانگے معجزے دکھائیے جاتے۔ تو وہ ایمان لے آتے؛ ہرگز نہیں بلکہ انکار کر دیتے۔ اور اقوام سابقہ کی طرح ہلاک کر دیئے جاتے۔

یہی معنی ہے کہ اگر مشرکین کہہ کو ان کے منہ مانگے معجزے دکھائیے جاتے۔ تو وہ ایمان لے آتے؛ ہرگز نہیں بلکہ انکار کر دیتے۔ اور اقوام سابقہ کی طرح ہلاک کر دیئے جاتے۔

فتح الرحمن فل یعنی خدائی بودند و این مناقضہ لطیفہ است حاصل آنکہ در رسل این استبعاد جاری نیست کہ چہر آدمی رسول باشد بلکہ در تنزیہ از زن و فرزند میتوان تقریر کرد کہ اگر خدا را زن و فرزند فی بود مجرد واجب الوجود و جامع اوصاف کمال فی بودند واللہ اعلم ۱۲ فل یعنی از ذہب و فضہ ۱۲ مراد درین کلام رد است بر عبادات اصنام ۱۲۔

ورسل انسان اور آدمی تھے۔ تو وہ لامحالہ کھاتے پیتے بھی تھے۔ کھانا پینا بشر کو لازم ہے۔ وہ اس سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ یہ مشرکین کے تیسرے اعتراض کا جواب ہے۔ کہ یہ دنیا میں رہے گا نہیں بلکہ فوت ہو جائے گا۔ تو جواب دیا کہ پہلے انبیاء بھی ہمیشہ نہیں رہے۔ بلکہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت آسمانوں میں زندہ موجود ہیں۔ وہ بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ موت ان کے لئے بھی مقدر ہے۔ اللہ یہ ترغیب الی القرآن ہے ذکر سے مسئلہ توحید، دیگر امور دین اور احکام شریعت کا ذکر مراد ہے۔ ای ذکر دینکم و احکامہ شرعکم الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۸) اللہ یہ تحریف دینوی ہے۔ قَهْمَنَّا اٰی اٰهْلَکْنَا یعنی ہلاک کر دیا ہم نے ظالمہ یعنی شرک کرنے والی فَلَمَّا اَحْسَنُوْا اَنْ قَوْمُوْنَ کے پاس ہمارے پیغمبر آئے۔ تو انہوں نے ان کی پرواہ نہ کی اور ان کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو لگے بھاگنے لَا تَرْکُضُوْا اِلَیْہِمْ لَے کہا اب بھاگو موت۔ بلکہ اپنے اموال و اولاد، باغات اور محلات کی طرف واپس آؤ۔ تاکہ آج جو کچھ تم پر گزرے گا۔ اس کے بارے میں کل تم سے پوچھا جائے گا۔ اور تم اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کر سکو۔ یہ ان سے بطور استہزار کہا گیا۔ لَعَلَّکُمْ تَسْئَلُوْنَ عَذَابَ عَمَّالٍ جَدِی عَلَیْکُمْ وَنَزَلَ بِکُمْ مَوَالِکُمْ فَتَجِیْبُوْا السَّائِلِیْنَ عَنْہُمْ وَمَشَافِدَہٗ (مذکر ج ۳ ص ۳۷) جب عذاب خداوندی آپہنچا تو لگے اقرار کرنے کہ بے شک ہم ظالم و مشرک تھے۔ فَمَا ذَآلَکَ دَعَوٰہُمْ وہ اس طرح فریاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے ان کا ستیاناس کر کے ان کی زندگی کا چہرہ رخ گل کر دیا۔

توحید پر عقلی دلائل

اللہ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ ہم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو یونہی بے مقصد اور کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا اگر یہ سب کچھ محض کھیل ہوتا۔ تو ہم اسے اپنے پاس رکھتے اور کسی کو اس کا علم تک نہ ہونے دیتے۔ اور نہ کسی کو دکھاتے۔ بلکہ ہم نے یہ ساری کائنات اظہار حق اور توحید پر استدلال کے لئے پیدا کی تاکہ بندے اس سے ہماری وحدانیت پر استدلال کر سکیں اور حق (توحید اور دین اسلام، باطل (کفر و شرک) پر غالب آسکے اس کائنات میں بندوں کے لئے عبرت و موعظت ہے۔ کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ اور جن بندگان خدا کو ہم نے خدا کے یہاں اپنے سفارشی بنا رکھا ہے۔ وہ ہرگز عبادت اور پکار کے مستحق نہیں ہیں۔ وَلَکُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ۔ غیر اللہ کو عالم الغیب اور حاجت روا سمجھ کر غائبانہ پکارنے کی وجہ سے تمہارے لئے ہلاکت دینا ہی ہے۔ ۵۱۔ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہر چیز اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ وَمَنْ عِنْدَکَ سَعۡیٌ فَرِشۡتَہٗ مُرَادِہِیں۔ فرشتے جن کو مشرکین خدا کے یہاں اپنے شفیع سمجھتے ہیں۔ ان کی بدگئی، بیچارگی اور عاجزی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں اور دن رات اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ وہ نہ ٹھکتے ہیں نہ سستی کرتے ہیں۔ مہلّا جو خود خدا کے سامنے اس قدر عاجز اور اس کے احکام کے پابند ہو کہ جس طرح اس کی اجازت کے بغیر زبان شفاعت کھول سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں کیونکر دخیل ہونے کی جرأت کر سکتے ہیں ای ولہ تعالیٰ خاصۃ جمیعہ المخلوقات خلقتا و ملکات و تدبیرا و تصرفا و احیاء و اماتۃ و تعذیباً و اثابۃ من غیر ان یکون لاحد فی ذلک دخل ما استقلالاً و استتباعاً الخ (روح ج ۲ ص ۲۸) اللہ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ فرشتوں کی الوہیت کی نفی تو ان کی عاجزی اور بے چارگی سے واضح ہو گئی۔ تو کیا ان مشرکین نے زمین والوں میں سے اپنے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر کے اٹھائیں گے۔ غرض یہ ہے۔ کہ جس طرح ان کے آسمانی اور نوری خود ساختہ معبود عاجز و درماندہ ہیں اسی طرح ان کے زمینی اور خاکی معبودوں کا بھی یہی حال ہے۔ حالانکہ معبود صرف وہی ذات ہو سکتی ہے، جو قادر علی الاطلاق ہو۔ لان العاجز عنہ لا یصح ان یکون الٰہاً اذ لا یتحقق ہذا الاسم الا القادر علی کل مقدور و الا نشاء من جملۃ المقدورات (مذکر ج ۳ ص ۳۷) اللہ نہ کورہ بالاعقلی دلیلوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ کے سوانہ آسمان میں کوئی الہ (معبود) ہے نہ زمین میں۔ اگر بالفرض زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ اور بھی معبود ہوتے۔ جیسے مشرکین مانتے ہیں یعنی وہ بھی فی الواقع مالک و مختار اور متصرف و کار ساز ہوتے تو یہ سارا نظام عالم ایک آن کے لئے بھی سلامت نہ رہ سکتا۔ اور فوراً درہم برہم ہو جاتا۔ لَا یَسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَہُمْ یُسْئَلُوْنَ وہ بلا شرکت غیرے ساری کائنات کا واحد مالک، قادر مطلق اور مختار ہے۔ اس پر کسی کو سوال اور اعتراض کا حق نہیں۔ لیکن وہ اپنی مخلوق سے جواب طلبی کا حق رکھتا ہے۔

الانبياء ٢١

212

اقترب للناس

عَبَّأِصْفُونَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ

ابن باتل سے جو یہ بتلاتے ہیں اس سے پہچان جائے جو وہ کہہ رہے اور ان سے

يَسْأَلُونَ ۖ (۲۳) اِمَّا تَخَذُ مِنْ دُونِهَا إِلَهَةً

پوچھا جائے کیا بھڑکے ہیں انہوں نے اس سے ورے اور معبود ملے

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هَذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَ

تو کہہ لاف اپنی سند قلم یہی بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور

ذِكْرُ مَنْ قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

کبھی بات ہے مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے سچی بات

فَهُمْ مَعَ ضُوءٍ (۳۳) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ

سوئے ہوئے ہیں ۱۱ اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی

رَسُولَ إِلَّا نُوحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا

رسول ﷺ اس کو بھی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کسی کی ہندگی نہیں سوائے میرے

فَاعْبُدُونِ ۝ (۲۵) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا

سہ میسر ہی بندگی کرو اور کہتے ہیں رحمن نے کر لیا کسی کو بیشا

وَسَيُؤْتِيهِمْ مِنْ فَضْلِهِ كَثِيرًا ۚ لَا يَبْغِي عَنْهَا غَالِيًا ۚ

سَبِّحْهُ بِمِائَاتٍ عِبَادَ اللَّهِ الْمَرْعُومِينَ ﴿١٦﴾ اِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وہ ہرگز اس لائق نہیں ہے لیکن وہ بندے ہیں بن کر عزت دی ہے اس سے بڑھ کر نہیں

بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِكَ يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَعْلَمُ مَا

بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں اس کو معلوم ہے جو

سَلَامًا أَيْدِيَهُمْ وَأَفْجَاءَ رُكُوعِهِمْ وَأَقْلَامُ السَّامِرِ وَلَا تَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ

بین اید ایم وما خلقهم ولایستعون

ان کے آگے ہے اور پیچھے اور وہ سفارتیں نہیں کر رہے مائیکس

ارْتَضَوْهُ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ

جس سے اللہ راضی ہو اور وہ اس کی پیہمت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی

منزل ۴

تو اس کا مطلب استغفار ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں عن ابن عباس من قال لا اِلهَ اِلاَ اللهُ وشفا عنهم الاستغفار روح جہنم
قال ابن عباس هما اهل شهادة ان لا اِلهَ اِلاَ اللهُ والمليكة يشفعون عندا في الآخرة كما في صحيح مسلم وغيره
وفي الدنيا ايضا فانهم يستغفرون للمؤمنين الخ (قرطبي ج ۱ ص ۲۸)

موضح قرآن کی سند چاہیے اس بغیر کیونکر نائب ہو دے۔

[illegible]

۱۳۵ یہ جواب شکوی کی تمام شقوں پر متفرع ہے۔ یعنی فرشتے تو اللہ کے باعزت لیکن عاجز اور فرمانبردار بندے ہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ نظام کائنات میں دخل ہوں یا عبادت اور پکار کے مستحق ہوں۔ بلکہ ان کا کام تو یہ ہے کہ ہر وقت اللہ کی اطاعت و عبادت میں مصروف رہیں۔ لیکن اگر یہ فرض محال ان میں سے کوئی الوہیت کا دعویٰ کر بیٹھے اور اپنی عبادت اور پکار کی طرف دعوت دینے لگے۔ تو ہم اسے ہرگز معاف نہیں کریں گے بلکہ جہنم کے سخت عذاب میں مبتلا کر دیں گے جو ظالموں اور باغیوں کی

سزا ہے۔ ۱۳۵ اَوَلَمْ يَرِ

الَّذِينَ كَفَرُوا اَنَّا

كُلُّ شَيْءٍ فَلَئِكْ يَسْبَحُونَ

یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل

ہے۔ کائنات رتقاً یعنی زمین

و آسمان موجود نہ تھے۔ بلکہ

مالت عدم میں تھو ففتقنہما

تو ہم نے ان کو از سر نو پیدا کیا۔

فمعنی الایۃ المذیلموا

ان السموات والارض کانتا

معدومتین فاوجدناهما

(روح ج ۱، ص ۱۷۷)

زمین و آسمان کو عالم نیست سے

عالم نیست میں لانارمین میں پہاڑ

اور شاہراہوں کا پیدا کرنا آسمان

کو ستونوں کے بغیر سہارا دینا،

دن رات اور سورج چاند کی

پیدا کش غرضیکہ پورا نظام

شمسی جس تکلیک اور کمال

صنعت سے پیدا کیا گیا ہے اور

نظام مسمیٰ کے تمام احوال و

کوائف کی موزونیت خداوند

تعالیٰ کی توحید پر اہل عقلی دلیل

ہے۔ ۱۳۶ یہ مشرکین کے لئے زجر

اور تیسرے سوال کے جواب کا

اعادہ ہے کُلِّ نَفْسٍ اِلٰی

ماقبل کی دلیل اور برہان ہے۔

موضع قرآن

فلا منہ بند تھے یعنی ایک چیز تھی

زمین میں سے نہریں اور کانیں اور سبزی بھانت بھانت نکالی آسمان سے کیتے ستارے ہر ایک کا گھر جدا جدا اور جاندار بنائے یعنی جانور پانی سے یعنی لطف سے یعنی ایک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے بل سکیں۔ اگر پہاڑ ایسے ڈھب پڑتے کہ راہیں بند ہوں تو یہ بات کہاں تھی قل بجاؤ کی بھت یعنی کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا۔ اور اسکے منورے تارے اور چال اور رات اور دن قل یعنی اپنی راہ پڑے ہیں اس سے نہیں ہٹتے تھے اس شخص تک ہے یہ دھوم جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں۔

فتح الرحمن قل واکردن آسمانہا نازل کردن مطراست واکردن زمین رویانیدن گیاه از وی ۳۳۔

يَقُلْ مِنْهُمْ اِنِّي اِلٰهُ مِّنْ دُونِهِ فذٰلِكَ نَجْزِيْهِ

ان میں سے کہے کہ میری بنا دگی ہے اس سے ورے سوا اس کو ہم بدلہ دیتے

جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۲۹ اَوَلَمْ يَرِ

دوزخ یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو اور کیا نہیں دیکھا

الَّذِيْنَ كَفَرُوا اَنَّا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كَانَتَا

ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین

رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنٰمِنَ السَّمَاءِ كُلِّ شَيْءٍ حَیٍّ

بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں حیات

اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۳۰ وَجَعَلْنٰ فِي الْاَرْضِ رَوَاسِیَ

پھر کیا یقین نہیں کرتے اور رکھ دیے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ

اَن تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنٰ فِيْهَا جَبَالًا سَبَآلًا لَّعَلَّهُمْ

کبھی ان کو لیکر جھک پڑے اور رکھیں اس میں کٹاڑہ راہیں تاکہ وہ

يَهْتَدُوْنَ ۳۱ وَجَعَلْنٰ السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَهُمْ

راہ پائیں اور بنا دیا ہم نے آسمان کو پخت محفوظ اور وہ

عَن اٰیٰتِنَا مَعْزِرُضُوْنَ ۳۲ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَّیْلًا

آسمان کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے اور وہی ہے جس نے بنائے رات

وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۳۳

اور دن اور سورج اور چاند سب اپنے اپنے گھیرتے ہیں اور

وَمَا جَعَلْنٰ لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخَلْدَ اَفَاِنَّ مِتَّ

اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشگی زندہ رہنا پھر کیا اگر تو مر گیا ہے

فَهُم الْخٰلِدُوْنَ ۳۴ كُلُّ نَفْسٍ ذٰلِقَةٌ لِّلْمَوْتِ وَ

تو وہ رہ جائیں گے وہ ہر جی کو چھٹی ہے موت اور

۵۳۰ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جو حضور علیہ السلام کو دیکھ کر آپ سے استہزاء کرتے اور حقارت آمیز لہجہ میں کہتے تھے۔ یہ ہے وہ جو تمہارے معبودوں کی توہین اور بے ادبی کرتا ہے وَهُمْ يَذُكَّرُ الرَّحْمَنُ هُمْ كُفَرُوا ۚ خدا کا پیغمبر تو ان کے جھوٹے معبودوں کو نہیں مانتا اور صاف اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ حاجت روا، مشکل کشا، غیب داں اور

متصرف و کار ساز نہیں مگر یہ ظالم تو خدا نے رحمان کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔ ۵۳۱ زجر ہے انسان کیسا جلد باز ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود توحید کو ماننے کے بجائے شرک کی طرف دوڑتا ہے۔ ۵۳۲ سَأُوذِيكُمْ ابِيتِي الخ تخويف دنیوی ۵۳۳ شکوی لَوَيْعَكُمْ الَّذِينَ - تا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ جواب شکوی مع تخويف اخروی مشرکین ماننے کے بجائے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن نادانوں کو پتہ نہیں جب اللہ کا عذاب آجائیکا تو وہ اپنے کو اس سے برگز نہیں بچا سکیں ۵۳۴ قَتَبَتْهُمْ ان کو حواس باختہ اور حیران و پریشان کر دے گی۔ قال الفراء قَتَبَتْهُمْ ۱۱ ای تحیر ہم (قطبی ج ۱۱ ص ۲۹) ۵۳۵ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی آپ مشرکین کے استہزاء و سخریہ سے دل برداشتہ نہ ہوں ایسے بد قماش لوگوں کا ہمیشہ اللہ کے پیغمبروں کے ساتھ بھی طریقہ رہا ہے۔ لیکن آخر کار ان کو اپنی بدکرداری کی سخت سزا ملی۔ اور وہ دنیا ہی میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔

نَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَالْيَنَّا تَرْجِعُونَ ۝۳۵

ہم تم کو جانچتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے آزمائے کو اور ہماری طرف پھر کر آ جاؤ گے

وَاذَرَاكَ الَّذِينَ كَفَرُوا اِنْ يَتَّخِذُونَكَ الْاَهْزَا ۖ

اور جہاں تجھ کو دیکھا منکروں نے ۵۳۵ تو کوئی کام نہیں ان کو تجھ سے مگر ٹھٹھا کرنا

اَهْذَا الَّذِي يَذْكُرُ اِلٰهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ يَذْكُرُ الرَّحْمَنَ

کیا یہی شخص ہے جو نام لیتا ہے تمہارے معبودوں کا اور وہ رحمن کے نام سے

هُمْ كُفَرُوا ۚ ۝۳۶ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَجَلٍ ۖ سَآوِرُكُمْ

منکر تھیں وہ بنا ہے آدمی جلدی کا فل ۵۳۶ اب کھلاتا ہوں تم کو

اِبْتٰی فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۳۷ وَيَقُولُوْنَ مَتٰی هٰذَا

ابنی نشانیاں سو مجھ سے جلدی مت کرو اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ

الْوَعْدِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقٰیْنَ ۝۳۸ لَوَيْعَلَمُ الَّذِيْنَ

وعدہ ۵۳۸ اگر تم سچے ہو اگر جان لیں یہ

كَفَرُوْا اِحٰیْنَ لَا يَكْفُوْنَ عَنْ وُجُوْهِهِمُ النَّارُ وَلَا

منکر اس وقت کو نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ

عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يَنْصَرُوْنَ ۝۳۹ بَلْ تَأْتِيْهِمْ

اپنی پیٹھ سے اور نہ ان کو مدد پہنچے گی کچھ نہیں وہ آئیگی ان پر

بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ

ناگہان پھر ان کے ہوش کھو دیگی پھر نہ پھیر سکیں گے اس کو اور نہ ان کو

يُنْظَرُوْنَ ۝۴۰ وَلَقَدْ اَسْتَهْزِیْ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

فرستائے گئے اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں ۵۴۰ رسولوں سے تجھ سے پہلے ۵۴۱

فَخَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخَّرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَسْتَهْزِءُوْنَ

پھر الٹ پڑی ٹھٹھا کرنے والوں پر ان میں سے وہ چیز جس کا ٹھٹھا کرتے تھے

موضع قرآن و نام لیتا ہے ٹھا کروں کا یعنی بُرا کہتا ہے۔ ۳ یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس چیز کی جزائے انہیں گھیر لیا۔

فتح الرحمن فل واین کنایت است از غلبہ استعجال بر آدمی ۱۲ -

۳۳ یہ تحویف دنیوی ہے۔ رات دن میں آیہ بوالہ مصائب سے تمہیں اللہ ہی محفوظ رکھتا ہے اگر وہ چاہے تو تمہارے انکار و عناد پر تمہیں فوراً پکڑ لے بلکہ ہم عن ذکر ربکم معرضون زجر ہے۔ اہل کفر اڑھکے یہ بھی زجر ہے۔ فرمایا دن رات میں حوادث روزگار سے انہیں اللہ کے سوا کون بچاتا ہے کیا اللہ کے سوا ان کے معبودان باطلہ ان کی حفاظت کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کیونکہ وہ تو خود اپنی مدد سے بھی عاجز و درماندہ ہیں۔ ۳۳ تحویف دنیوی کیا مشرکین اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے کہ ہم ان کے

مقبوضہ علاقے ان سے لیکر مسلمانوں کے قبضے میں دیتے اور ان کو ان پر مسلط کرتے جا رہے ہیں کیا اب بھی ان کو امید ہے کہ وہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کر سکیں گے۔؟
أَفَلَا يَذَّكَّرُونَ
أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّ الْمَشْرُوكُونَ
أَشَارِقِدَتْنَا فِي أَسْيَانِ
الْأَرْضِ مِنْ جَوَانِبِهَا بِأَخْذِ
الْوَاحِدِ بَعْدَ الْوَاحِدِ وَفَتْحِ
الْبِلَادِ وَالْقُرَى مِمَّا
حَوْلَ مَكَّةَ وَادْخَالِهَا
فِي مِلْكِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(خازن ج ۳ ص ۲۳۷)
۳۳ مشرکین عذاب اور قیامت کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں کہ میں وحی کے ذریعہ اسی عذاب اور قیامت سے تم کو ڈراتا ہوں تاکہ تم ان کے لئے کچھ تیاری کر لو۔ مگر یہ لوگ ایسے بہرے بن چکے ہیں کہ جب انہیں عذاب الہی اور اہوال قیامت سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ داعی کی آواز کو سن ہی نہیں پاتے۔ وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ لَكُنْ يَكُنْ عَذَابُ مَوْعِدٍ مِمَّنْ يَنْتَظِرُونَ
ہیں تو چلا اٹھتے ہیں اسے کاش! ظالم ہم ہی تھے اب اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں مگر بے فائدہ۔ اخبر تعالیٰ ان

تخویف دنیوی
مذکر جبر
مذکر جبر
مذکر جبر

قُلْ مَنْ يَكْلُو كُمُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرِّحْسِ

اور کون کھاتی کرتا ہے تمہاری رات میں ۳۴ اور دن میں ۳۴

بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ ۳۴ املہم

کوئی نہیں وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں یا ان کے واسطے

الْهَةُ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونِنَا لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ

کوئی معبود نہیں کہ ان کو بچائے ہیں ہم سے سوا وہ اپنی بھی مدد نہیں

أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ قُنَا يَصْحَبُونَ ۳۴ بَلْ مَتَّعْنَا

کر سکتے اور نہ ان کی ہماری طرف سے نفاقت ہو کوئی نہیں پر ہم نے پیش کیا

هُوَ آءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ

ہے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بڑھ گئی ان پر زندگی

أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ

پھر یہ نہیں دیکھتے ۳۵ کہ ہم چلے آئے ہیں زمین کو گھٹاتے اس

أَطْرَافِهَا أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ۳۵ قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُمْ

کے کناروں سے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں قُل تو کہیں جو تم کو ڈراتا ہوں ۳۵

بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصَّامُ الدَّعَاءَ إِذَا مَا يَنْذِرُونَ

سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں بہرے پکارتے کو جب کوئی ان کو ڈر کی بات کہے

وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ

اور کہیں پہنچ جائے ان تک ایک بھاپ تیرے رب کے یہ عذاب کی تو ضرور کہیں لگیں

يَوْمَئِذٍ أَنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۳۶ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ

ہائے کم بختی ہماری بے شک ہم تھے گنہگار اور رکھیں گے ہم ترازو میں انصاف کے ۳۶

لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ

قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا

منزل ۳

هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سَمِعَ مَا نَذَرَ وَإِلَهُهُ شَيْءٌ مِمَّا نَذَرَ وَإِلَهُهُ شَيْءٌ مِمَّا نَذَرَ وَإِلَهُهُ شَيْءٌ مِمَّا نَذَرَ

۳۳ یہ تحویف اخروی ہے۔
موضح قرآن و ہم چلے آتے ہیں گھٹاتے یعنی عرب کے ملک میں مسلمان پھیلنے لگی ہے کفر گھٹنے لگا۔

فَخَالِ الْيَوْمَ وَالْغَدَ بِاسْلَامِ اسلم و غفار پیش از ہجرت ۱۲۔

۳۳ یہاں سے دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا بیان شروع ہوتا ہے ان دلائل کا حاصل یہ ہے کہ بے شک ان انبیاء علیہم السلام سے خارق عادت امور کا اظہار ہوتا رہا لیکن وہ متصرف فی الامور نہیں تھے اور نہ کچھ ان کے قبضہ قدرت میں تھا۔ یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے یعنی ہم نے موسیٰ و ہارون کو جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں حق و باطل اور توحید و شرک کا واضح امتیاز تھا اور وہ کتاب نور توحید اور ذکر ہدایت سے لبریز تھی۔ اس کتاب کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اور یہی دعویٰ قرآن کا ہے اس لئے آگے بڑھو اور اسے مان لو۔

اقترب للناس ۱۷۸ الانبیاء ۳۱

مُثْقَلًا حَبَةً مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَيْ بَنَّا
برابر رائی کے دانہ کی تو ہم نے آئینے اس کو اور ہم کافی ہیں
حَاسِبِينَ ۴۷ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ
حساب کرنے کو اور ہم نے دی تھی ۳۷ موسیٰ اور ہارون کو نفیہ چکانولی کتاب
وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِلْمُتَّقِينَ ۴۸ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ
اور روشنی اور نصیحت ڈیلنے والوں کو جو ڈرتے ہیں
رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ۴۹
اپنے رب سے دیکھتے اور وہ قیامت کا حضور دیکھتے ہیں
وَهَذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ أَفَأَنْتُمْ تُنْكِرُونَ ۵۰
اور یہ ایک نصیحت ہے ۴۸ برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے
وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا
اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ ۴۹ اور ہم رکھتے ہیں
بِهِ عَلِيمِينَ ۵۱ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ
اس کی خبر جب کہا اس نے اپنے باپ کو ۵۱ اور اپنی قوم کو یہ کیسی
الْتِمَاشِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاقِفُونَ ۵۲ قَالُوا وَجَدْنَا
مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا
أَبَاءَنَا لَهَا عِبْدِينَ ۵۳ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَ
اپنے باپ داروں کو ۵۳ انہیں کی پوجا کرتے بولا مقرر ہے تم ۵۳ اور
أَبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۵۴ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ
تمہارے باپ دائے صریح گمراہی میں بولے کیا تو ہمارے پاس لایا ہے سچی بات
أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۵۵ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ
یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے ۵۵ بولا نہیں رب تمہارا ربی ہے رب

منزل ۴

ضیاء اور ذکر سے مراد تورات ہے یا فرقان سے مراد معجزات ہیں۔ والا اول ارجح ۳۳ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ برکت والا ذکر یعنی قرآن بھی وہی دعوائے توحید پیش کر رہا ہے جو کتب سابقہ نے پیش کیا پھر اس کا انکار کیوں ۳۴ دلیل عقلی تفصیلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو راہ ہدایت ہم ہی نے دکھائی۔ وَكُنَّا بِهِ عَلِيمِينَ اور ہم ہی اس کو جانتے تھے۔ یعنی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام جو جہل الانبیاء میں وہ بھی اپنے باپ اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پکار اور عبادت سے روکتے رہے۔ مِنْ قَبْلِ يَنْطَرِفِ بَنِي عَلِيٍّ النُّعْمِ ہے اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے ای من قبل النبوة (بحر ج ۲ ص ۲۳) ۳۵ اِذْ قَالُوا مَوْجِدٌ مِّنْهُم مَّتَلَقَ بِهِ اور ذکر مقرر ماننے کی ضرورت نہیں التماثل، تماثل کی جمع ہے۔ تماثل اس مصنوعی چیز کو کہلاتا ہے جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کے مشابہ بنائی جائے۔ مشرکین نے انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ستاروں کی شکلوں پر بت بنا کر عبادت خانہ میں نصب کر رکھے تھے۔ انہی کی طرف اشارہ کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سوال کیا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کی عبادت پر تم جتھے بیٹھے ہو۔ التماثل موضوع للشیء لمصنوع مشابہا بخلق من خلق اللہ (قرطبی ج ۱ ص ۲۹) ان القوم كانوا عبادا صنما علی صور مخصوصة كصورة الانسان او غیرہ (کبرج ۶ ص ۲۱) وكانت علی ما قیل صور الرجال یعقدون فیہم وقد انقرضوا وقیل كانت صور الكواكب صنعوها جسمًا تخيلوا (روح ج ۱ ص ۵۹)

یہاں تفصیلی نقلی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوم کو بتوں کی عبادت سے روکا اور انہیں اللہ کی عبادت کی طرف متوجہ کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سوال سے مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ مشرکین کس شے کی وجہ سے ان مورتیوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور جب وہ اعتراف کر لیں گے کہ تقلید آباء کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو انہیں بس انہوں نے اپنے باپ دادا کو ان تماثل کی عبادت کرتے دیکھا اس لئے وہ بھی ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے ایسا کر رہے ہیں۔ ۳۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم اور تمہارے آباؤ اجداد صریح گمراہی میں تھے کیونکہ تمہارے پاس کوئی معقول دلیل نہیں تم محض خواہش نفسانی اور فریب شیطانی کے تابع ہو۔ ۳۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر قوم کے مشرک بولے تم سچ کہہ رہے ہو یا بوجہ ہنس مذاق کر رہے ہو قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ الْغَالِبِينَ ۴۰ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ہنسی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی وجہ سے تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ تھے۔ جن کو تم مومن قرآن والے یعنی اگر عمل کسی کا اتنا محفوظ ہو تو وہ بھی تم تولیں گے۔

۳۳ یہاں سے دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا بیان شروع ہوتا ہے ان دلائل کا حاصل یہ ہے کہ بے شک ان انبیاء علیہم السلام سے خارق عادت امور کا اظہار ہوتا رہا لیکن وہ متصرف فی الامور نہیں تھے اور نہ کچھ ان کے قبضہ قدرت میں تھا۔ یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے یعنی ہم نے موسیٰ و ہارون کو جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں حق و باطل اور توحید و شرک کا واضح امتیاز تھا اور وہ کتاب نور توحید اور ذکر ہدایت سے لبریز تھی۔ اس کتاب کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اور یہی دعویٰ قرآن کا ہے اس لئے آگے بڑھو اور اسے مان لو۔

پکارتے ہو۔ وہ عاجز و بے بس ہیں اور متعجب و مختار نہیں ہیں مالک مختار اور متعجب و کار ساز تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے ابتدا عبادت اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں اور اس دعویٰ پر میرے پاس دلیل و حجت موجود ہے اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں دلیل و حجت سے کہہ رہا ہوں۔ المعنی ابین بالدلیل ما أقول (قرطبی) شک و تا لا کیدن حضرت غلیل علیہ السلام نے محسوس کیا کہ قوم نے ان تھوس عقلی دلائل سے کوئی اثر نہیں لیا تو اب ایک نہایت عجیب و محسوس طریقہ سے ان کے معبودان باطلہ کی بے چارگی کو واضح کرنے کے لئے ایک نئی حکم سوچی چنانچہ دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ تم اپنے میلے پر تو جاؤ پھر کھنا میں تمہارے معبودوں کی کیا گت بناتا ہوں فجعلہم جذاً جب مشرکین اپنے تہوار میں شریک ہونے کے لئے شہر سے باہر چلے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام مورتیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا البتہ سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا۔ اور کہا ہاں اس کے کندھے پر رکھ دیا تاکہ جب مشرکین واپس آکر سارا ماجرا دیکھیں۔ تو

بڑے بت کی طرف رجوع کریں اور اس سے پوچھیں کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے کہ یہ حضرات سب کے سب ٹوٹے پڑے ہیں مگر آپ صیغہ سلامت بر اجماع ہیں اور کہا ہاں آپ کے کندھے پر ہے ان المعنی سیرجعون الیہ کما يرجع الی لعلہ فی حل المشکلات فیقولون ما لہؤلاء مکسوق ومالک صیحنا والناس علی عاتقک (کبیر ج ۱ ص ۱۶۳) اس سے مقصود الزام حجت تھا کہ قالوا من فعل الخ مشرکین جب عید مناکر واپس آئے تو حسب ستور اپنے معبودوں کو مندرائے سجود پیش کرنے کے لئے عبادت گاہ میں داخل ہوئے تو معبودوں کو ناگفتہ بہ حالت میں دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمارے معبودوں سے یہ حرکت جس نے بھی کی ہے اس نے بڑا فحکم کیا ہے کہ قالوا سمعنا الخ ان میں سے بعض نے کہا کہ ابراہیم نامی ایک نوجوان ہے وہ ان کا ذکر کر رہا تھا یہ اسی کی حرکت معلوم ہوئی ہے حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ ید عرہم کا مطلب یہ ہے کہ ایک نوجوان جس کا نام ابراہیم ہے ہر وقت ہمارے ان معبودوں کے پیچھے پڑتا رہتا اور انکی توہین کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ کہتا رہتا ہے کہ یہ عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ نفع و نقصان کے ملک ہیں اس لئے اندازہ یہی ہے کہ سب کچھ اسی نے کیا ہوگا بہت سے مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے (سبغاتی ید کوہم) یعیدہم فجعلہم الذی فعل ذلک ہم (روح ج ۱ ص ۶۳) کہ قالوا فاتوا الخ اب مشرکین نے کہا تو پھر اس (ابراہیم علیہ السلام) کو لوگوں کے دربر لاؤ تاکہ سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہم سے کس قدر عبرتنا کمزور تھے ہیں اسی یحضر و یحضر و یحضر (مدارک ج ۳ ص ۶۳) یا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم کو سرعام حاضر کرو تاکہ کچھ اور لوگ بھی اس کے خلاف شہادت دیں۔ انہم کوہوا مان یاخذوہ بغیر بینۃ فارادوا ان یحییواہ علی اعیین الناس لعلہم یشہدوہ علیہ بما قالہ فیکون حجۃ علیہ بما فعل و هذا قول الحسن وقادۃ السدی وعطاء بن عباس رض (کبیر ج ۱ ص ۱۶۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس واقعہ کی قصہ تحریر کیا

ان تماشیل کے تمام پکار بولنے کے علم میں آئے اور ان سب کے سامنے پیش ہوا سو وقت وہ انکی جہالت اور بے وقوفی ظاہر کریں اور ان کے سامنے برطان کے معبودوں کی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کر سکیں اور اس حقیقت کا اعلان کر سکیں کہ جن معبودوں کو تم حاجت روا اور مشکل کشا اور نافع و ضار سمجھتے ہو ان کے عجز کا یہ حال ہے کہ وہ خورانی ذاتوں سے بھی دفع ضرر کی قدرت نہیں رکھتے اس لئے وہ تمہارا بھی کچھ سنواریا بگاڑ نہیں سکتے اور نہ کچھ تمہیں دے سکتے ہیں (فتاویٰ علی اعیین الناس) اسی علی رؤس الامتہادی الملاء الاکبر بحضرة الناس کلہم مکان هذا هو المقصود الاکبر لا بواہیم علیہ السلام ان یبین فی هذا المحفل العظیم کثرة جہلہم وقلة عقلہم فی عبادۃ هذه الاصنام التي لا تدفع عن نفسہا ضررا ولا تملک لہا نصرا فکیف یطلب منها شیء من ذلک (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۵۷) کہ قالوا انت الخ اس سے پہلے اندماج ہے ای فتاویٰ یعنی وہ حضرت موقع قرآن و۔ یہ علاج کرتا انہوں نے چپکے سے کہا۔ پھر جب شہر سے باہر گئے ایک میلے میں سب بت خانے میں جا کر سب کو توڑا ڈٹ سمجھے کہ پھر بچا کیا حاصل۔

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّتِي فَطَرَهُنَّ ۖ وَأَنَا عَلَىٰ

آسمان اور زمین کا جس نے انکو بنایا اور میں

ذِكْمُ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۖ ﴿٥٦﴾ وَتَاللَّهِ لَآ كِيدَنَّ

اسی بات کا قائل ہوں اور قسم اللہ کی میں ملاحج کروں گا

أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُولُوا مَدْبَرِينَ ۖ ﴿٥٧﴾ فَجَعَلَهُم

تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر شک پھر کر ڈالا ان کو

جُذَا ذَا ۖ لَا كَبِيرَ إِلَٰهٍ لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۖ ﴿٥٨﴾

ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اسکی طرف رجوع کریں و

قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِإِلَٰهِنَا إِنَّ مِنَ الظَّالِمِينَ ۖ ﴿٥٩﴾

کہنے لگے کس نے ایسا کیا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۖ ﴿٦٠﴾

وہ بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اسکو کہتے ہیں ابراہیم

قَالُوا فَاتَّبِعُوهُ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید وہ

يَشْهَدُوا ۖ ﴿٦١﴾ قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِإِلَٰهِنَا

دیکھیں بولے کہ کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کیساتھ

يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ ﴿٦٢﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا

اے ابراہیم بولا نہیں پر یہ کیا ہے شک ان کے اس بڑے نے

فَسَلُّوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ۖ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوا إِلَىٰ

سو ان سے چوہ لو اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے

أَنفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ۖ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ

جی میں پھر بولے لوگوں نے تم ہی بے انصاف ہو و پھر

ابراہیم علیہ السلام کو سرعام لے آئے اور ان سے سوال کیا۔ اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے؟ اس سوال سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے اس فعل کا اقرار کر لیں گے تو وہ انہیں حسب منشا برائے سکس گے مگر ان کا مقصد پورا نہ ہوا اور معاملہ برعکس ہو گیا اور انہی خود ذلیل و رسوا ہوئے (من الکبیر) ۴۵ کہ قال بل فعلہ الخ لفظ بل انضاب کیلئے ہے جو ماقبل کے خلاف ایک نئی بات بیان کرنے کیلئے لایا جاتا ہے تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین کے سوال کے جواب میں بتوں کو توڑنے کے فعل سے انکار کر دیا اور اس فعل کو ان کے بڑے بُت کی طرف منسوب کر دیا ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ کی صورت ہے جسکی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف محال ہے اس کے بہت سے جواب دیئے گئے جو تفسیر کبیر اور روح المعانی میں بہ تفصیل مذکور ہیں حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ بل فعلہ میں تکلم سے غیبت کی طرف التفات ہے اور اس کا فاعل مقدر ہے اصل میں متحابل فعلہ من فعلہ یعنی جس نے یہ کام کیا ہے اس نے تو کر ڈالا۔ یہ تہا را برائیت بھی یہاں موجود ہے تم اپنے ان معبودوں ہی سے پوچھ لو کہ ان کیساتھ یہ ماجر کس نے کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس فعل سے انکار نہیں کیا بلکہ ایک لطیف اور کئی انداز میں سے تسلیم کر لیا۔ امام رازی نے اس کو چھ کواں طرح بیان کیا ہے۔ ورا بعدھا انه کنایۃ عن غیر مذکور ای فعلہ من فعلہ وکبیر ہم هذا ابتداء الکلام ویروی عن الکسانی انه قال یقف عند قوله بل فعلہ ثم یبتدی کبیر ہم هذا کبیر ج ۱ ص ۱۳۳ لکھ فرجوا الی انفسہم الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر مشرکین کے ہوش ٹھکانے آئے اور ان کو تنبیہ ہوئی کہ وہ ان غیر ناطق جمادات کی عبادت کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں بھلا جو استقدر عاجز و بے بس ہوں کہ اپنی حفاظت بھی نہ کر سکیں وہ دوسروں کے کیا کام آسکتے ہیں (انکم انتم الظلمون) ای بعبادۃ من لا ینطق بلفظہ ولا یمیکل لنفسہ لحظۃ وکیف ینفع عابدیہ دیدفع عنہم البأس من لا یرفع عن راسہ الفأس (قرطبی ج ۱ ص ۱۱۳) لکھ ثم نکسوا الخ مگر تسویل و تفصیل شیطان سے بدبختی اور شقاوت نے پھر انہیں آلیا اور ہر جباریت کی وجہ سے وہ اپنی کفر و شرک کی پہلی حالت کی طرف فوراً منقلب ہو گئے فقال اهل التفسیر اجدی اللہ تعالیٰ الحق علی سائغہ فی القول الاول ثم ادرکتہم الشقاۃ ای ردوا الی الکفر بعد ان اقموا علی انفسہم بالظلم (دارک ج ۳ ص ۱۲۴) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ معبودوں کی طاقت نہیں رکھتے مگر اس کے باوجود ان کو اپنا معبود سمجھتے ہیں لا یخفی علینا وعلیک ایہا المیکل انہا لا تنطق کذا لک وانا انما اتخذناھا الہۃ مع العلم بالوصف (روح بلدہ ص ۱۲۵) لکھ قال اتعبدون الخ جب مشرکین نے اپنے معبودوں کی

اقترب للناس ۱۷۰ ۷۲۰ الانبیاء ۲۱

نُكْسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ

اندھے ہو گئے سر جھکا کر لے لے تو تو جانتا ہے جیسا یہ

يَنْطِقُونَ ۙ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

بولتے ہیں بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے دوسرے

مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۙ

ایسے کو کہ جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ بُرا کرے نیز تمہیں تم سے

لِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۙ

اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو سمجھ نہیں

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ

بولے اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی لکھ اگر کچھ کرے تو

قُلْنَا نَارُ كُوفِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۙ

ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام نہ ابراہیم پر

أَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْآخِزِينَ ۙ وَجِئْنَا

چاہنے لگے اس کا بُرا پھر انہی کو ہم نے ڈالنا نقصان میں اور بھانکالانے

وَلَوْطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۙ

اسکو اور لوٹ کو اس زمین کی طرف جس میں بکرت دہی ہم نے جہاں کے واسطے

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۙ وَكُلًّا جَعَلْنَا

اور بخشا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب دیا انعام میں اور سب کو

صَالِحِينَ ۙ وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُهْدُونَ بَأْمُرِنَا

نیک بخت کیا اور ان کو کیا ہم نے پیشوا رہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے اور

أَوْحَيْنَا إِلَيْهِمُ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ

کہلا بھیجا ہم نے انکو کرنا نیکیوں کا اور کھڑی رکھنی نماز اور

وَأَن يَتْلُوا آيَاتِ الْكِتَابِ وَأَن يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَكَانَتْ لَهُ

اور کہ ان کو پڑھنا کتاب کی آیتیں اور اقامت نماز رکھنا اور

وَأَن يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَكَانَتْ لَهُ

اور کہ ان کو پڑھنا کتاب کی آیتیں اور اقامت نماز رکھنا اور

اور کہ ان کو پڑھنا کتاب کی آیتیں اور اقامت نماز رکھنا اور

اور کہ ان کو پڑھنا کتاب کی آیتیں اور اقامت نماز رکھنا اور

اور کہ ان کو پڑھنا کتاب کی آیتیں اور اقامت نماز رکھنا اور

اور کہ ان کو پڑھنا کتاب کی آیتیں اور اقامت نماز رکھنا اور

اور کہ ان کو پڑھنا کتاب کی آیتیں اور اقامت نماز رکھنا اور

اور کہ ان کو پڑھنا کتاب کی آیتیں اور اقامت نماز رکھنا اور

اور کہ ان کو پڑھنا کتاب کی آیتیں اور اقامت نماز رکھنا اور

اور کہ ان کو پڑھنا کتاب کی آیتیں اور اقامت نماز رکھنا اور

اور کہ ان کو پڑھنا کتاب کی آیتیں اور اقامت نماز رکھنا اور

بیمارگی اور بے بسی کا اقرار کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکی فکر و عقل کو چھینوڑ گئے ہوئے فرمایا جب تمہیں معلوم ہے کہ یہ عاجز معبود تمہیں نہ نفع پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں نہ نقصان پہنچانے کی تو پھر تم اللہ کے سوا ان کی کیوں عبادت کرتے ہو۔ تفت تم پر اور تمہارے فعل شرک پر تم ایسے مرتجع احقانہ فعل کی قباحیت بھی نہیں سمجھتے۔ لکھ قالوا حرقوه الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدلل گفتگو کے سامنے مبہوت و لا جواب ہو گئے تو اب اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے جیسا کہ باطل پرستوں کا دستور ہے اور آپس میں ملے کیا کہ ابراہیم نے چونکہ ان کے معبودوں کی توہین کی ہے اور انہیں ذلیل و رسوا کیا ہے اس لئے اس فعل کی اس کو نہ ادنیٰ جاپا ہے اور اسے جلا کر فاک کر دینا چاہیے۔ لہذا عین داعن الحاجة وضاقت بهم الخیل و هذا دیدن المبطل المحجوج اذ بہت بالحجة وکانت له موضع قرآن وایضاً زمین شام حمہ میں آسودگی خوب ہے وک دعا حق بیٹھے ہی کی انعام میں دیا پوتا۔ فتح الرحمن وایضاً اس کثایت است از ملزم شدن ۱۲۱۲ و آتش انداختند ۱۲۱۳ یعنی زمین شام ۱۲

منزل ۳

اور ظالم اور ستمگر مشرکین کے شر و فساد اور انکی تکلیف و ایذا سے ان کو نجات دی اور ظالم و فاسق قوم کو غرق کر دیا فَاَسْتَجَبْنَا لَكَ اُنْکِ دُعَاہِمْ ہِی نے قبول کی فَنَجَّیْنَاهُ اَنْ کُوْنَا مِنْ اَصْحَابِ السَّعِیْرِ۔ پھلیدار نصرت اور مشرکین پر ہم نے ان کو غلبہ دیا فَاَعَزَّوْا غَرْبَهُمْ اور مشرکین کو ہم نے غرق کیا سَحَّہ وَاَوْدَّوْا وَاَسْلَمْنَا الْاَیْمَیْنَ بِاُیْحُوْسِ تَفْصِیْلِ نَقْلِ رَیْلِ ہِی نے داؤد و سلیمان کو علم و حکم دیا۔ جب وہ ایک جگہ گئے کا فیصلہ کر رہے تھے ہم اس سے باخبر تھے اَذْنَعَتْ الْاَیْمَیْہِ اس قفصے کی طرف اشارہ ہے ان کے زمانہ میں ایک شخص کی بکریاں رات کو دوسرے کے کھیت میں گھس گئیں اور اسے تباہ کر گئیں۔ کھیت کا مالک مقدمہ بیکر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آیا اور سارا ماجرا سنایا۔ انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا اور بکریاں سے دلاریں۔ جب مدعی اور مدعا علیہ واپس ہوئے تو راستہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ والد صاحب نے کیا فیصلہ فرمایا انہوں نے ذکر کیا تو کہا میرے خیال میں فیصلہ کی ایک صورت ہے جو دونوں کے حق میں بہتر ہے۔ حضرت داؤد کو

اس کا علم ہوا تو انھیں بلایا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے دل میں جو فیصلہ آیا ہے اسے بیان کرو حضرت سلیمان نے عرض کیا میرا خیال ہے کہ بکریاں کھیت والے کے حوالے کی جائیں تاکہ وہ ان کے دودھ اور بالوں سے انتفاع کرے اور اگر اس کا فیصلہ بکریوں والے کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے جب کھیت اپنی پہل حالت پر آجائے تو دونوں اپنی اپنی چیزیں واپس لے لیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ فیصلہ بہت پسند آیا اور اسی کو نافذ فرمایا فَفَرَقْنَا بَيْنَهُمَا سُلَيْمٰنٌ یعنی ہم نے زیادہ بہتر فیصلہ سلیمان کے فہم میں ڈال دیا سَحَّہ و سَخْنَا مع داؤد الخ ہم نے پہاڑ اور درندوں کو داؤد علیہ السلام کے ماتحت کر دیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے تھے یہ سب کچھ ہم نے کیا تھا وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُؤْسِ الْاَلْہِ اور ہم نے داؤد کو لوہے کی رزمیں بنانے کی تعلیم دی سَحَّہ و سُلَيْمٰنُ الرِّیْحُ الخ یہ مع داؤد بر معطوف ہے اسی سَخْنَا لہ الرِّیْحُ الخ درود یعنی ہم نے اپنے حکم سے ہوا کو سلیمان کے تابع فرمان بنادیا اور ہم ہی ہر چیز کو جاننے والے ہیں دوسرا کوئی نہیں وَمِنَ الشَّیْطٰنِ الْاَلْہِ مَنْ یَّغْوِیْھُمْ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اور ہم نے انکو تھام رکھا تھا اور ایوب کو جس وقت بکا اس نے رَبِّہٖ اِنِّیْ مُسْنِی الْظُّرِّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اپنے رب کو کہ مجھ پر بڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا فَاَسْتَجَبْنَا لَہٗ فَكَشَفْنَا مَا بِہٖ مِنْ ضُرٍّ وَاَتَيْنَاھُ اَھْلَہٗ پھر ہم نے سن لی اسکی فریاد سو دور کر دی جو اس پر تھی تکلیف اور عطش اسکو کھلے وَمِثْلَہُمْ مَّعَہُمْ رَحْمَۃٌ مِّنْ عِنْدِ نَّا وَاذْکُرِیْ لِلْعٰبِدِیْنَ اور اتنے ہی اور انکے ساتھ رحمت اپنی طرف سے اور نصیحت بندگی کے نبیوں کو وَاسْمِعِیْلَ وَاِذْ رَیْسٌ وَاِذْ الْکِفْلُ کُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِیْنَ اور اسمعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں صبر والے وَاَدْخَلْنٰھُمْ فِی رَحْمَتِنَا اِنَّھُمْ مِّنَ الصَّالِحِیْنَ اور لے لیا ہم نے انکو اپنی رحمت میں وہ ہیں نیک بختوں میں

الطَّیْرُ وَکُنَّا فٰعِلِیْنَ ۷۹ وَعَلَّمْنٰھُ صَنْعَةَ لَبُؤْسِ

اڑنے جانور اور یہ سب کچھ ہم نے کیا اور اسکو سکھایا اپنے بنانا ایک بہارا لباس

لَکُمْ لِتَحْصِنَکُمْ مِّنْ بَّاسِکُمْ ۷۸ فَاٰتٰہُمْ شٰکِرُوْنَ ۸۰

کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں دل سو کچھ تم شکر کرتے ہو دل

وَلَسَلِیْمٰنُ الرِّیْحَ عَاصِفَۃً تَجْرٰی بِاَمْرِکَ اِلٰی الْاَرْضِیْنَ

اور سلیمان کے ساتھ تابخ کی ہوا زور سے چلنے والی کہ چلتی اس کے حکم سے اس زمین کی طرف

الَّتِیْ بَرَّکْنَا فِیْہَا وَکُنَّا بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمِیْنَ ۸۱ وَمِنَ

جہاں برکت دی ہے ہم نے اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے دل اور تابع کے

الشَّیْطٰنِیْنَ مَنْ یَّغْوِیْھُمْ لَہٗ وَاَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ

کئے شیطان جو غوطہ لگاتے اس کے واسطے اور بہت سے کام بندے اس کے

ذٰلِکَ وَکُنَّا لَھُمْ حٰفِظِیْنَ ۸۲ وَاٰیُوْبَ اِذْ نَادٰی

سو اتھ اور ہم نے انکو تھام رکھا تھا اور ایوب کو جس وقت بکا اس نے

رَبِّہٖ اِنِّیْ مُسْنِی الْظُّرِّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۸۳

اپنے رب کو کہ مجھ پر بڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا

فَاَسْتَجَبْنَا لَہٗ فَكَشَفْنَا مَا بِہٖ مِنْ ضُرٍّ وَاَتٰہُ اَھْلَہٗ

پھر ہم نے سن لی اسکی فریاد سو دور کر دی جو اس پر تھی تکلیف اور عطش اسکو کھلے

وَمِثْلَہُمْ مَّعَہُمْ رَحْمَۃٌ مِّنْ عِنْدِ نَّا وَاذْکُرِیْ لِلْعٰبِدِیْنَ ۸۴

اور اتنے ہی اور انکے ساتھ رحمت اپنی طرف سے اور نصیحت بندگی کے نبیوں کو

وَاسْمِعِیْلَ وَاِذْ رَیْسٌ وَاِذْ الْکِفْلُ کُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِیْنَ ۸۵

اور اسمعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں صبر والے

وَاَدْخَلْنٰھُمْ فِی رَحْمَتِنَا اِنَّھُمْ مِّنَ الصَّالِحِیْنَ ۸۶

اور لے لیا ہم نے انکو اپنی رحمت میں وہ ہیں نیک بختوں میں

موضح قرآن دل حضرت داؤد کے ساتھ زبور پر چڑھنے کے وقت پہاڑ اور جانور بھی نہیں کی سی آواز سے بڑھتے اور لوہے کی زرہ بناتے فقط ہاتھ سے موڑ کر اور لوگ بناتے ہیں آگ سے ٹک ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سائے کا رخاںوں سے اور لوگوں سے اس پر بیٹھے پھر باؤ آتی زرہ سے اس کو زمین سے اٹھاتی اور پر نرم باؤ چلتی بین سے شام کو اور شام سے بین کو مہینہ کی راہ پر وہ میں پہنچاتی دل شیطانوں سے غوطہ لگواتے جو اہر دریا سے سکھاتے جہاں دمی کا مقدور نہیں و عمارت میں بھاری کام ان سے کرتے اور سفر میں حوض برابر لگنے کی اور کنوے برابر دیکھیں اٹھاتے چلتے اور ان میں کھانا پکانے اور سخت کام ان سے لیتے دل حضرت ایوب کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا۔ کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام کھاتے اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی اور بڑے شکر گزار تھے پھر زمانے کے لئے اُن پر شیطان کو ہاتھ دیا کھیت جل گئے مویشی مگنے اولاد اکھٹی دب مری دوسرے دارالک ہو گئے بدن میں آبلے پڑ کر کیرے پڑ گئے ایک عورت رفیق رہی عیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے بلا میں مابری سے ایک قرن کے بعد یہ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد مری مولیٰ جلالی اور بی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پانی کر رہا کھچے ہوئے اور سونے کی ٹڈیاں برساتیں اور سب طرح درست کر دیا دل کہتے ہیں ذوالکفل تھے ایوب کے بیٹے ایک شخص کے غلامن ہو کر کئی برس قید رہے اور لکھتے یہ نعمت کی

فتح الرحمن وایعنی بر قوم خود بغیر اذن الهی ۱۲ و الفقه حوت او را بکلیت در کشید ۱۳ و یعنی اصل دین و اهداست و اخلاق در فروع می باشد ۱۴

الانبياء ۲

۷۲۴

اقترب للناس

عفت فامتنعت من الفاحشة (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۳) یا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو نکاح سے باز رکھا اور کسی سے شادی نہ کی حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام دونوں ماں بیٹا تمام بنی آدم کے لئے ہماری قدرت کاملہ اور مشیت نافذہ کی واضح نشانی اور دلیل تھے مریم کا بغیر مس بشر بیٹا مینا اور عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مخلوق کے لئے ایک عجوبہ اور ہماری قدرت کی علامت ہے داخل ذاتیہ لان حالہما المجد وعہما ایۃ واحدة وہی ولادتہما ایۃ من غیر محل (بحر ج ۶ ص ۳۳) ای علامۃ واعجوبۃ للمخلوق

وَعَلَى نُبُوَّةٍ عِيسَى وَدَلَالَةٍ عَلَى نَفْسِهِ وَقَدْ سَتَنَافِيَا مَنَشَأَهُ
 (قریبی) تو معلوم ہوا کہ مریم و عیسٰی کا قصہ تو ہماری قدرت کی
 دلیل ہے اس لئے وہ الوہیت اور صفات کاد سازی کے لائق
 نہیں ہیں ﴿۱۴﴾ إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أَلْحَقَ بِهٖ تَمَامٌ مَّذْكُورَةٌ دَلَائِلُ
 نفلیہ سے متعلق ہے یعنی ان تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی
 تھا اور وہ سائے کے سائے کو حید پر متفق تھے اور سب کلمہ بھی
 مسلک تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور
 اس کے سوا احباب میں غائبانہ پکار کے لائق بھی کوئی نہیں ائمہ
 یہاں ملت اور دین کے معنوں میں متصل ہے اور مروءت اسلام
 و رملت توحید ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ہو الامۃ
 مللہ و هذه إشارة الى ملّة الاسلام وهي ملّة
 جميع الانبياء (مدارک ج ۳ ص ۶۷) خطاب للناس قاطبةً
 (الاتّشارة الى ملّة التوحيد والاسلام) (روح ج ۲ ص ۹)
 مَا ذَكَرَ الْانْبِيَاءُ قَالَ هُوَ آءْ كُلُّهُمْ مُجْتَمِعُونَ عَلَى التَّوْحِيدِ
 الامۃ بمعنى الدين الذي هو الاسلام قاله ابن عباس و
 مجاهد وغيرهما (قریبی) ﴿۱۵﴾ وَأَنَا رَبُّكُمْ أَنَا خَضِرْتُ شَيْخَ
 مرا تے ہیں داؤ تفسیر یہ ہے اور جملہ ما قبل کی تفسیر ہے یعنی تمام
 انبیاء علیہم السلام کی ملت واحدہ یہ ہے کہ میں تم سب کا رب

۱۵
اجوب سوال مفید

مکتبہ اسلامیہ

سُخْرے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام لے لیا۔ سب ہاتھ پاس پاس آئیں گے

فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ

سو جو کوئی کرے نیک کام اور رکھتا ہو ایمان سو اکارت نہ کرے

أَهْلَكْنَاهَا إِنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٩٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ

یا حُجَّ اور ۶۹ ماموج اور وہ ہر اوچان سے پھلتے پلے آویں

وَأَقْرَبَ الْوَعْدِ الْحَقُّ فَأَذَاهُمُ شَاخِصَةُ الْأَصَارِ

ان تکمیل سے ملے گی۔

اللہ حصہ جہنم انہما وارثا دون (۹۸) لوگان

لَهُمْ فِيهَا زَوْجٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ إِنَّ

١١١

منزل

درکار ساز ہوں لہذا تم سب صرف میری عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو ای لا دین سوی دینی ولا مرب غیری فاعبدونی و وحده فی دفا زان ج ۳ ص ۲۱ ای انا الہکم الہ احد (فاعبدونی) خاصۃ (روح ج ۱ ص ۱۸) لَعَنَ وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمُ الْخِیَاسِ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور سب توحید پر متفق تھے اور سب توحید ہی کی اشاعت کرتے تھے تو پھر بعد کے لوگوں میں شرک کہاں سے آگیا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد کے بد عمل اور ناخلف جانشینوں نے توحید میں اختلاط ڈال دیا اور دنیوی دولت اور لالچ کی وجہ سے شرک کو رواج دینے میں منہمک ہو گئے اچھا سب کو ہمارے پاس ہی آنا ہے اس لئے اپنے کئے کی سزا پالیں گے یعنی دین سب کا ایک تھا سب کا کار ساز بھی ایک وضع قرآن کا یعنی کفر نہیں چھوڑتے تب ہی کہتے ہیں کہ یعنی خبر پہنچی جان کر ٹلا دی گئی یعنی اپنے چلانے کے زور سے۔

فتح الرحمن ورايعني وراسل دين ۱۲

اقترب للناس

الَّذِي
جن کے
مبعوث
رُودِ رہے
اشته
جی کے
الَا
مُجربا
گنہگار
تم سے
السَّجَّ
طوبار میں
وَعَدَ
وعدہ ضرور
فِي
زبور میں
عِبَادِ
میرے
عِبْدِ
بندوں
قُلْ
تو کہ

فَسَجِّدْ لِلرَّحْمَنِ وَالْيَعْقُوبِ دُونَ آخِرِ زَمَانٍ سَعَامِي مَبْعُوثٌ شَرُّهُ وَأَمْتُ أَوْ رِزْمِ بْنِ عَلَابٍ شَرُّهُ ۱۲۔

... ..

جواب دیتا قریش نے اس سے پوچھا تو کیا جواب دیتا تو اس نے کہا میں کہتا کہ یہ مسیح بن مریم ہے جس کی نصاریٰ پرستش کرتے ہیں اور یہ عیسیٰ ہے جس کی یہود پرستش کرتے ہیں تو کیا یہ بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ کفار قریش یہ سکر بہت خوش ہوتے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ ابن الزبیری کی بات لا جواب ہے اور محمد کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام، فرشتوں اور اولیاء کرام کو آیت سابقہ کے حکم سے مستثنیٰ فرما دیا۔ کیونکہ ان کے حق میں المحسنی (جنت یا بھلائی اور نیک انجام) کا وعدہ ازل سے ہو چکا ہے۔ من القبطی وابن کثیر وغیرہا۔ المحسنی اس سے مراد جنت ہے یا رحمت و سعادت یا توفیق طاعت۔ المحسنی اسی الجنة (قریبی ج ۱ ص ۲۳) المحسنی یعنی السعادة والعدۃ الجميلة الجنة (غازن و معالم ج ۳ ص ۳۶) المحسنی اسی الخصلة الفضلة فی الحسن وهي السعادة وقيل التوفیق للطاعة والمراد من سبق ذلك تقدیرہ فی الازل (روح ج ۲ ص ۹۴) المحسنی الرحمة والسعادة (جامع البیان ص ۲۸۹) کہ عنہا ای عن جہنم یعنی جن کے لئے محسنی کا وعدہ ہو چکا ہے انہیں جہنم سے دور رکھا جائیگا وہ توجنت میں ہوں گے کہ لا یسمعون الخ جملة بعدہ سے بدل ہے اسمیں روزخ سے ان کے بعد کی قدرے تفصیل دی گئی ہے یعنی ان کو روزخ سے اسناد دور کیا جائیگا کہ وہ آتش روزخ کی خفیف سی آواز بھی نہیں سن پائیں گے حالانکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ روزخ کی بھڑکنی آگ کا شور ہزاروں میلوں کے فاصلہ تک سنا دیگا۔ یہ اس وقت ہو گا جب وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے کہ لا یحجزہم الفرع الخ تا جہنم سے ان کی نجات کا اعلان کرنے کے بعد فرمایا نفخ ثانی سے لیکر دخول جنت تک وہ ہر قسم کے خوف و ہراس اور بڑی سے بڑی گھبراہٹ سے سبھی محفوظ رہیں گے بیان لنجا تھم من الافراع بالکلیۃ بعد نجاتہم من النار لانہم اذا لم یحجزہم الکبر الافراع لم یحجزہم ماعدا بالضرورة کذا قیل (روح ج ۲ ص ۹۹) الفرع الاکبر سے نفخ ثانی یا تمام اسوال قیامت مراد ہیں کہ تتلقیہم ملائکۃ الخ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب وہ قبروں سے اٹھیں گے اس وقت فرشتے انکا استقبال کریں گے اور ان سے کہیں گے یہی وہ دن ہے جس کی آمد کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا یا جنت میں داخل ہونے کے وقت فرشتوں کا استقبال مراد ہے ای تستقبلہم الملائکۃ علی ابواب الجنة یھنئونہم و یقولون لہم اھذا یومکم الذی کنتم توعدون) قیل تستقبلہم ملائکۃ الرحمة عند خروجہم من القبور۔ (قرطبی ج ۱ ص ۳۴) کہ یوم نطوی السماء الخ یوم کا مل انکسار مخدوف مانا گیا ہے مگر اسکی ضرورت نہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے اصول کے مطابق اسکا عامل لا یحجزہم یا تتلقیہم ہے۔ منصوب باذکر وقیل ظرف لا یحجزہم۔۔۔۔۔ وقیل ظرف لتلقاھم (روح)

الحج ۲۲

۴۲۶

اقترب للناس

أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۱۰۸ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَعَلَّ أَدْنٰتُكُمْ

تم حکم برداری کرنے والے پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تو کہہ دے میں نے خبر کر دی کہ

عَلٰی سَوَاءٍ وَإِنْ أَدْرٰی أَقْرِیْبٌ أَمْ بَعِیْدٌ مَّا

دونوں طرف برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دور ہے جو

تَوَعَدُونَ ۱۰۹ إِنَّہٗ یَعْلَمُ الْجَہْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ

تم سے وعدہ ہوا ہے وہ رب جانتا ہے جو بات پکار کر کر دے اور

یَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۱۱۰ وَإِنْ أَدْرٰی لَعَلَّہٗ فِتْنَةٌ

جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو یہ اور میں نہیں جانتا شاید تانچہ میں تم کو جانچنا

لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حَیْنٍ ۱۱۱ قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ

ہے اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک اللہ رسول نے کہا ہے رب فیصلہ کر انصاف کا

وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعٰنُ عَلٰی مَا تَصِفُونَ ۱۱۲

اور رب ہمارا رحمن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو

سُوْرَةُ الْحٰجَّہِ مَدَنِیَّةٌ وَھِیْ ثَمَانِیُّ وَسَلْعَتَانِ عَشْرٌ رُّكُوعًا

سورہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھ آیتیں ہیں اور دس رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑی رحیم و رحیم الباقی

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۙ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

لوگو! ڈرو! اپنے رب سے بیشک بھر پور قیامت کا

شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۱ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ

ایک بڑی چیز ہے جس دن اسکو دیکھو گے بھول جائیگی ہر دودھ پلانے والی

عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ

اپنے دودھ پلانے کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی وہ اپنا پیٹ اور

منزل ۴

اعلم ان التقدير لا یحجزہم الفرع الاکبر یوم نطوی السماء اور تتلقیہم الملائکۃ یوم نطوی السماء (کبر ج ۶ ص ۲) کہ علی السجل الخ جس طرح بہت سے کاغذوں کے طومار کو لپیٹ دیا جاتا ہے اس طرح قیامت کے دن آسمانوں کی صفوں کو لپیٹ دیا جائیگا۔ یہ نظام عالم کے درجہ برہم کرنے سے کنایہ ہے۔ آسمانی تعلیم از آدم تک۔ خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس پر ناطق ہے کہ یہ عالم کون و فساد حادث ہے اور وہ فنا ہو جائیگا۔ فلا سفہ ملاحد نے اس میں اختلاف کیا ہے اور وہ عالم ازل و ابدی مانے جو صریح البطلان ہے البتہ صدر الدین شیرازی نے اپنی کتاب اسفار اربعہ میں لکھا ہے کہ متقدمین اساطین فلا سفہ فناء عالم کے قائل تھے البتہ متاخرین کو تاہ نظری اور بصری کی وجہ سے عالم کی ابدیت کے قائل ہیں۔ متقدمین فلا سفہ جو فنا و عالم کے قائل ہیں ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ انکیسماکس ملطی۔ تیثا غورث۔ افلاطون اور اسکا شاگرد ارسطاطالیس موضح قرآن ف دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو ایک طرف کا زور نہیں آیا۔

اذا في الروح ح، احتل) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اللہ کے مابدأنا اول خلق الخ جس طرح آسانی اور سہولت کے ساتھ ہم نے اس ساری مخلوق کو پیدا کیا تھا۔ بالکل اس طرح ہم دوبارہ پیدا کر لیں گے یہ نہایت پختہ بات ہے اور ہم اس پر قادر ہیں اور لا محالہ ایسا کر نیچے۔ وعداً مفعول مطلق ہے فعل مقدر کا۔ اے وعدنا وعدنا۔ علیہنا یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے اے علیہنا انجازه والوفاء یہ اے من البعث والاعادة (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۳۵) اللہ ولقد کتبنا الخ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ زبور سے حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب مراد ہے اور ذکر سے تورات یا صحف ابراہیم مراد ہیں۔ الارض جنت کی زمین احسن ما قیل فیہ اندہ یوادیھا الارض الجنة کما قال سعید بن جبیر لان الارض فی الدنیا قد ورثھا الصالحون وغیرہم وهو قول ابن عباس ومجاهد وغیرہما الخ (قرطبی) یا ارض مقدس یا ارض شام مراد ہے اور یہ امت محمدیہ کے لئے بشارت دنیوی ہے وقیل الارض المقدسة یرثھا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بہر ج ۶ ص ۳۳۴) وقیل المراد بہا الارض المقدسة وقیل الشام (روح ج ۱ ص ۳۳۵) عبادی الصالحون الخ اس سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے۔ یعنی ارض الجنة یرثھا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (فازن ج ۴ ص ۲۶۷) قال مجاہد یعنی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (معالم) واکثر المفسرین علی ان المراد بالعباد الصالحین امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۳۴) لیکن النسب یہ ہے کہ اگر الارض سے ارض جنت مراد ہو تو عبادی الصالحون تمام صلحاء کو شامل ہو جو وہ کسی پیغمبر کی امت ہوں اور اگر الارض سے ارض شام یا بیت المقدس مراد ہو تو عبادی الصالحون سے امت محمدیہ مراد ہو۔ واللہ اعلم بالصواب اللہ ان فی ہذا الخ ہذا کا اشارہ اس سورت میں مذکور تمام امور کی طرف ہے بعض مفسرین نے اس سے تمام قرآن مراد لیا ہے والا دل او فقی ای فیما جبری ذکرہ فی ہذا السورۃ من الوعد والنبیہ وقیل ان فی القرآن (قرطبی) ای القرآن او فی المذکور فی ہذا السورۃ من الاخبار والوعد والوعید والمواعظ۔ (مدارک ج ۳ ص ۳) وما ارسلناک الخ آپ تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت اس طرح ہیں کہ آپ نے اللہ کے حکم سے سب کیلئے توحید کا اعلان کیا اور صراط مستقیم جو جنت کی سیدھی راہ ہے وہ سب کیلئے واضح کر دی اور اللہ کی طرف سے جو پیغام آپ لیکر آئے وہ تمام بنی آدم کے لئے سعادت دارین کا باعث ہے البتہ کافروں نے سورا ستعدا اور ضد و عناد کی وجہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آپ مؤمن و کافر دونوں کے لئے باعث رحمت ہیں۔ مؤمن آپ پر ایمان لانے سے خوش نصیب ہو گیا اور کافر غرق و خسف اور دیگر دنیوی عذابوں سے بچ گئے جن سے اقوام سابقہ کو ملا کہ کیا گیا۔ عن ابن عباس کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ لجمیع الناس فمن امن بہ وصدق بہ سعد، ومن لم یؤمن بہ سلمہ مما الحق الامم من الخسف والغرق (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۳۵) والظاهر ان المراد بالغالبین ما یشمل الکفار ووجہ ذلک علیہ اندہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسل بما هو سبب لسعادة الدارين ومصلحة النشأتین الان الکافرون علی نفسہم الانتفاع بذلک واعرض لفساد استعدادہ عما ہذا لک (روح ج ۱ ص ۳۳۵) قل انما یوحی الخ یہ توحید پر دلیل وحی ہے انبیاء علیہم السلام سے دلائل نقلیہ کو بعد دلیل وحی ذکر کر گئی۔ جس طرح انبیاء سابقین تمام مصائب و بلیات کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متقرب و کار ساز سمجھتے اور صرف اسی کو پکارتے تھے اسی طرح میری طرف بھی یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ میرا اور تم سب کا معبود اور کار ساز اور حاجت روا بھی اللہ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں جب میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود اور کار ساز نہیں اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور پکار سنے والا نہیں تو کیا اب بھی تم مانو گے یا نہیں؟ استغفہم سے مقصود طلب فعل ہے ای منقادون لتوحید اللہ تعالیٰ: ای فاسلموا کقولہ تعالیٰ (فہل انتم منتمون) ای (انتھو قرطبی ج ۱۱ ص ۳۳۵)۔ استفہام یتضمن الامر باخلاص لتوحید والانقیاد الی اللہ تعالیٰ (بہر ج ۶ ص ۳۳۴) تمام انبیاء علیہم السلام دعوت توحید اور رشتہ پر متفق ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق و اجماع اس کے حق ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے۔ قال فی شرح المقاصد ان بعثة الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وصدقہم لا یتوقف علی الوجدان فی وجود التمسک بالدلة السمیعة کاجماع الانبیاء علیہم السلام علی الدعوة الی التوحید ونفی الشریک وکان لفسوس القطعیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ علی ذلک (روح ج ۱ ص ۳۳۵) فان تولوا الخ اذ انکم کا مفعول ثانی محذوف ہے ای ما وحی الی اور علی سواء مفعول اول سے حال واقع ہے یعنی جن امور کی بذریعہ وحی مجھے اطلاع دی گئی ہے اور جن کی تبلیغ کا حکم مجھے دیا گیا ہے مثلاً مسئلہ توحید، انکار کر نیوالوں کے لئے عذاب شدید کی وعید اور آخر کار غلبہ اسلام وغیرہ ان امور کی میں نے بلا تخصیص تم سب کو اطلاع دیدی ہے ایسا نہیں کیا کہ کچھ لوگوں کو بتائے ہوں اور کچھ لوگوں سے ان کو چھپا رکھا ہو ای کا ٹنٹن علی سواء فی الاعلام بذلک لہم اخص احدا منکم دون احد (روح ج ۱ ص ۳۳۵) فقد علمتکم ما هو الواجب علیکم من التوحید وغیرہ علی سواء فلم افرق فی الابلاغ والبیان بینکم لانی بعثت معلماً (کبیر ج ۲ ص ۲۰) یا علی سواء فاعل اور مفعول دونوں سے حال ہے یعنی میں نے تمہیں مسئلہ توحید عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے اس طرح واضح اور عیاں کر کے بتا اور سمجھا دیا ہے کہ اب اس مسئلہ کو جاننے اور سمجھنے میں میں اور تم برابر ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ضد اور عناد کی وجہ سے تم اس کا اقرار نہ کرو۔ ای مستویا انا وانتم فی العلم بما علمتکم یہ من وجدانیۃ اللہ تعالیٰ لقیام الادلۃ علیہا (روح ج ۱ ص ۳۳۵) وان ادری الخ یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں یعنی میں نے تمہیں یہ بات تو صاف صاف بتادی ہو کہ مسئلہ توحید نہ مانو گے تو آخرت میں ذلت آمیز عذاب اور ہولناک عقاب میں مبتلا کئے جاؤ گے اور دنیا میں بھی آخر تم مغلوب ہو گے اور اسلام کا بول بالا ہو گا۔ یہ سب کچھ ضرور سوچا مگر اس بات کا علم نہیں کہ یہ امور کب واقع ہوں گے۔ تمہاری تباہی و بربادی ہو جا کر اسلام کو کس سنہ میں غلبہ نصیب ہو گا اور قیامت کب قائم ہو گی۔ ان امور کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا نہیں فرمایا۔ لہذا ان هو اعلیٰ مما یحیل بمن تولى من العقاب وغلبۃ الاسلام ولكن لا ادري متى یکون ذلک (بہر ج ۶ ص ۳۳۴) مآ توعدون کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ غلبہ اسلام، مشرکین پر دنیوی عذاب اور قیامت وغیرہ بہر حال اس سے جو بھی مراد ہو۔ وہ نزول آیت کے بعد زمانہ مستقبل میں واقع ہو نیوالا ہے اپنی ذات سے جس کے علم کی نفی کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں۔ (ما توعدون) من غلبۃ المسلمین وظہور الدین والحشر مع کونہ انبیا لا محالہ (روح ج ۱ ص ۳۳۵) امام رازی فرماتے ہیں۔ اقرب ام بعید ما توعدون من یوم القیامۃ ومن عذاب الدنیا۔ . . . (ان ما توعدون) بہ من غلبۃ المسلمین علیہم کائن لا محالہ ولا بد ان . . . یدحقہم بذلک الذل والصغار وان کنت لا ادري متى یکون ذلک لان اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ (کبیر ج ۲ ص ۲۰) یعنی جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ لا محالہ ہو کر رہے گی مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واقع ہو گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی اور مجھے اس کے معین وقت کا علم عطا نہیں فرمایا۔ امام ابوالبرکات نسفی رحمہ اللہ نے فرمایا: ای لا ادری متى يكون يوم القيامة لان الله تعالى لم يطلعني عليه ولكنني اعلم بانہ کائن لا محالة اولادى متى يحل بكم العذاب ان لم تؤمنوا (مدارک ج ۳ ص ۱۷۱) علامہ خازن رقم ہیں (ما توعدون) یعنی يوم القيامة لا يعلمه الا الله (خازن ج ۳ ص ۲۶۱) علامہ قرطبی خامہ فرسایں (ما توعدون) یعنی اجل يوم القيامة لا يدريه احد لا نبی مرسل ولا ملك مقرب قاله ابن عباس وقيل اذنتكم بالحرب ولكنى لا ادرى متى يؤذن لى في محارب بكم (قرطبی ج ۱ ص ۳۵۵) ما فظ ابن كثير فرماتے ہیں۔ اى هو واقع لا محالة ولكن لا علم لى بقربه ولا بعدة (ابن كثير ج ۳ ص ۲۷۹) انہ يعلم الخ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے نہ ۹۵ وان ادرى اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس تاخیر عذاب میں کیا حکمت ہے۔ شاید اس سے تمہارا امتحان اور تمہیں ایک مقررہ وقت تک عطیات قدرت سے متمتع ہونے کا موقع دے کر تم پر حجت تام کرنا مقصود ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجرموں اور اپنے احکام کے باغیوں کو فوراً بلامہلت نہیں پکڑتا بلکہ ان کو انعامات بے پایاں سے نواز کر اور مہلت دے کر موقع فراہم کرنا ہے تاکہ وہ غور و فکر کر کے حق و باطل میں امتیاز کر سکیں ۹۶ قل سب احکم الخ یہ تحویف اخروی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی حکایت فرمائی ہے کہ اے پروردگار ہمارے اور ان مشرکین کے درمیان جلد فیصلہ فرمائے۔ ہمیں غلبہ عطا کر اور ان کو مغلوب و مقہور اور ذلیل و خوار کر تو گویا یہ ان کے لئے عذاب دنیا کی بددعا ہے اى رب افض بیننا وبين اهل مكة بالعدل المقتضى لتعجيل العذاب والتشديد عليهم فهو دعاء بالتعجيل والتشديد والا فكل قضائه تعالى عدل وحق (روح ج ۲ ص ۱۰۹) ۹۷ وربنا الرحمن الخ اور ہمارا رب اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے اور ہر آڑے وقت میں ہمارا کارساز اور مددگار ہے اے مشرکین جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ اور اپنی بہادری اور دلیری کی جو ڈینگیں مار رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ناکام کرے گا اور تمہارے مقابلے میں ہماری مدد کرے گا۔ مشرکین کہتے تھے کہ آخر شوکت و غلبہ ان کو حاصل ہوگا اور وہ اسلام کا جھنڈا سرنگوں کر دیں گے۔ مگر اللہ نے ایمان والوں کو غلبہ اور عزت سے سرفراز فرمایا اور مشرکین کو سرنگوں کر دیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ انھم كانوا يقولون ان الشوكة تكون لهم وان سراية الاسلام تخفق... فاستجاب الله عز وجل دعوة رسوله صلى الله عليه وسلم فغيب اموالهم وغير احوالهم ونصر اولياءه عليه فاصابهم يوم بدر ما اصابهم (روح ج ۲ ص ۱۱۰) وناخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

(آج بتایں ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۵ء بروز شنبہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ منٹ پر سورۃ انبیاء کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد لله الذی بمعتمہ تم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید السادات وعلی آلہ وصحبہ المساعدين فی الخیرات۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورَةُ الْحَجِّ

سورۃ حج کا سورۃ انبیاء سے ربط یہ ہے کہ سورۃ انبیاء میں اس بات کا ذکر تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا رابطہ کوئی مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اور وہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بھی ذکر کئے گئے ہیں جن سے ان کا عمل واضح ہو گیا کہ وہ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے اب سورۃ حج میں یہ بیان کیا جائیگا کہ جس طرح حاجات میں غائبانہ دعا اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اسی طرح نذر و نیاز، منت اور جڑھلے کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور غیر اللہ کی نذر و منت شرک ہے لہذا منت صرف اللہ کی مانو اور نذر و نیاز صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے دیا کرو۔ سورۃ انبیاء میں صرف نفی شرک فی التقرب کا بیان تھا اور اب سورۃ حج میں نفی شرک فی التقرب کے ساتھ نفی شرک فعلی کا بیان بھی ہوگا

خلاصہ:- مضمون کے اعتبار سے اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

حصہ اول نفی شرک فی التقرب

پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر رکوع ۳ کے اختتام نذوقہ من عذاب الیم تک ہے اس میں نفی شرک فی التقرب کا مضمون مذکور ہے اس حصہ میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں شروع میں یا ایہا الناس اتقوا ربکم الخ تحویف اخروی ہے ومن الناس من یجادل الخ زجر ہے لیکن اس کے باوجود بعض اس قدر سرکش اور احمق ہیں کہ عذاب سے نہیں ڈرتے اور بلا دلیل محض شیطان کے بہکانے سے توحید میں جھگڑا کرتے ہیں۔ یا ایہا الناس ان کنتم الخ (ع ۱) ثبوت قیامت اور توحید پر عقلی دلیل یعنی جو ناچیز قطرہ آب سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ موت کے بعد اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور وہی قادر و توانا تمہارا معبود حقیقی ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو وذلک بان اللہ هو الحق الخ اور وان الساعۃ انبیاء الخ چونکہ دلیل مذکور میں ثبوت قیامت بھی ہے اور نفی شرک فی التقرب بھی اس لئے یہ دونوں آیتیں دلیل مذکور کے نتیجے ہیں۔ ومن الناس من یجادل الخ (ع ۱) اعادہ زجر اول علی سبیل الترقی۔ جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان کے پاس نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے اور نہ دلیل وحی۔ وہ محض ضد و عناد کی وجہ سے شرک پر ڈٹ گئے ہیں لہذا فی الذل نیاخذی الخ (ع ۱) تحویف دنیوی و اخروی۔ ومن الناس من یعبدا للہ الخ (ع ۲) زجر ثانی۔ یدعوا من دون اللہ الخ متعلق بزجر ثانی۔ ان اللہ یدخل الذین امنوا الخ (ع ۲) بشارت اخروی من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ الخ (ع ۲)

دوسرا حصہ: واذبوانا لاجراہیم الخ (ابتداء رکوع ۴) سے لیکر رکوع ۵ کے انتہا تک ان اللہ لا یحب کل خوان کفور تک ہے اس میں شرک فعلی کی نفی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے اور چاروں عنوان مذکور میں تحریمات اللہ بجا ہیں۔ تحریمات غیر اللہ بے جا ہیں۔ اللہ کی نذر و نیاز جائز ہے اور غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے۔ واذبوانا لاجراہیم مکان البیت الخ (۴ رکوع) یہ نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کو ہتھم کے مشرکانہ اعمال و افعال سے پاک کریں اور لوگوں کو اس میں شرک کرنے سے روکیں و یدکروا اسم اللہ الخ و لیوفوا ذورہم (۴ رکوع) اللہ کے نام کی نذر و نیاز کا حکم ہے اور قاجتنبہ الرجس من الاوثان میں نذر غیر اللہ کا ذکر ہے۔ ومن یعظم حرمت اللہ التحریمات اللہ کا ذکر ہے یعنی ایام احرام یا حرم میں جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یعنی شکار وغیرہ سے ان سے باز رہنا اور اللہ کے حکم کی تعظیم کو برقرار رکھنا واحلت لکم الانعام الخ (۴ رکوع) تحریمات غیر اللہ کی نفی ہے یعنی تم نے اپنی طرف سے جو جانور مثلاً بچرو سائبہ وغیرہ حرام کر رکھے ہیں وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حلال ہیں۔ حرام صرف وہی ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور یہ جو پائے جنہیں تم از خود حرام ٹھہرا لیتے ہو یہ تو اللہ نے حلال کئے ہیں ذالک ومن یعظم شعائر اللہ الخ (۴ رکوع) بطور تاکید اللہ کی نیازوں کا بیان دلکھل امۃ جعلنا منسککم الخ (۵ رکوع) والبدن جعلنا لکم الخ نذر اللہ کا اعادہ تا آخر رکوع۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا الخ (۵ رکوع) سے دونوں مضمونوں کے آخر میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت کا ذکر کیا گیا کہ جن مشرکوں نے تمہیں محض توحید کی خاطر سے اللہ سے روکا اور خود اس میں شرک کرتے ہیں اور تمہیں اپنا وطن مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کیا ان سے جہاد کرو اور ساتھ ہی نصرت و امداد کا وعدہ بھی فرما دیا ولولادفع اللہ الناس الخ مشرعویت جہاد کی وجہ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ دے اور مظلوم کے ہاتھوں ظالم کا اقتدار پامال نہ کرے تو دنیا میں اور تو اور عبادت کا بھی محفوظ نہ رہیں وان یکذبوا لکذبوا فقد کذبت الخ (۶ رکوع) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور آپ کو نہ ماننے والوں کے لئے تحذیر و تنبیہ ہے ویستجلبونک بالعذاب الخ زجر مع تحذیر و تنبیہ۔ قل یا ایہا الناس انما انا لکم نذیر مبین (۷ رکوع) ترغیب ایمان ذالذین امنوا و عملوا الصالحات الخ بشارت اخروی برائے مومنین والذین سعوا فی ایتنا الخ تحذیر اخروی برائے منکرین۔ وما امر سنا من قبلک الخ (۷ رکوع) یہاں منکرین کے نہ ماننے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ شیطان ان کے دلوں میں کئی قسم کے شبہات ڈال دیتا ہے جن کی وجہ سے وہ حق سے دور ہو جاتے ہیں کما قال تعالیٰ کذاک جعلنا لک الدنس والنجس والجن (انعام) ولا یزال الذین کفروا الخ (۷ رکوع) تحذیر اخروی۔ فالذین امنوا الخ بشارت اخروی۔ والذین کفروا الخ تحذیر اخروی والذین ہاجر وافی سبیل اللہ الخ (۸ رکوع) اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ و تنبیہ یعنی جن لوگوں کو محض اس لئے گھروں سے بے گھر کیا جائے کہ وہ اللہ کی توحید کو مانتے ہیں ایسے مہاجرین اگر مشرکین سے جہاد کریں تو آخر فتح انہی ہوگی اور ان کو خواہ وہ بستر پر مریں یا شترین سے جہاد میں شہید ہو جائیں آخرت میں ہر قسم کی نعمتیں اور آسائشیں ملیں گی۔ ذالک ومن عاقب الخ یہ ماقبل کی دلیل ملی ہے۔ یعنی جو مظلوم ہو اور ظالم کے ہاتھوں ستایا جائے جب وہ مقابلے کے لئے اٹھے تو اللہ تعالیٰ اسکی ضرورت و فرمائش ہے۔ ذالک بان اللہ یولج اللیل الخ یہ ماقبل کی دلیل ملی ہے یعنی جو اللہ کے نظام عالم کا مختار و متصرف ہے وہ مظلوم مجاہدین کی امداد و تائید پر بھی قادر ہے۔ الم تر ان اللہ انزل من السماء الخ (۸ رکوع) اعادہ مضمون اول یعنی نفی شرک فی التصرف مع دلائل یہ دلیل عقلی اول ہے۔ الم تر ان اللہ سنخولکم الخ (۹ رکوع) دوسری عقلی دلیل۔ وهو الذی احیاکم الخ تیسری عقلی دلیل لکل امۃ جعلنا منسککم الخ (۹ رکوع) مضمون ثانی (نفی شرک فعلی) کا اعادہ ہے یعنی ہم نے ہر امت کے لئے یہ دستور مقرر کیا کہ وہ نذر و نیاز صرف اللہ کے نام پر دیا کریں۔ الم تر ان اللہ یعلم ما فی السماء الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یعنی جب عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو اس کے سوائے کسی دوسرے کو کار ساز اور متصرف و مختار بھی نہ سمجھو اور اس کے سوا کسی کی نذر و نیاز بھی نہ دو۔ ویعبدون من دون اللہ الخ زجر مجاہدین یعنی ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین شرک سے باز نہیں آتے۔ افانبتکم بشار من ذالکم الخ (۹ رکوع) تحذیر اخروی برائے مشرکین۔ یا ایہا الناس ضرب مثل الخ (۱۰ رکوع) یہ بھی دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یہاں ایک مثال سے معبودان باطلہ کا مجاز، انکی بے چادگی اور بے بسی کو واضح کیا گیا ہے یعنی جن کو مشرکین عبادت میں پکارتے ہیں وہ تو بالکل بے بس ہیں اور اپنے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے تو اپنے پجاریوں کا کیا سنواریں گے لہذا ان کو غائبانہ پکارنا اور ان کے نام کی نیازیں دینا محض بے سو رہے اللہ یسطفی من الملائکۃ رسلاً الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے گویا یوں کہا گیا کہ پیغمبر اولیاء اور فرشتے اللہ کے برگزیدہ اور محبوب بندے ہیں اگر وہ حاجت روا بھی ہوں تو کیا بعید ہے اس کا ازالہ کیا گیا کہ اگرچہ وہ برگزیدہ ہیں لیکن صفات الوہبیت کے مالک نہیں ہیں وہ نہ سميع لکل شیء (ہر بات کو سننے والے) ہیں اور نہ بصیر لکل شیء (ہر چیز کو دیکھنے والے) ہیں لہذا وہ عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں ہیں عالم الغیب اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہذا اسی کو پکارو اور اسی کے نام کی نیازیں دو۔ یا ایہا الذین امنوا رکعوا الخ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ رکعوا و اسجدوا و اعبدوا و اسجدوا و اسجدوا بالذات نفی شرک فی التصرف اور بالواسطہ نفی شرک فعلی کی طرف اشارہ ہے و جاہدوا فی اللہ حق جہادہ اشارہ بسوئے جہاد فی سبیل اللہ امۃ ابیکم ابراہیم الخ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے۔

مختصر خلاصہ سورۃ حج مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے حصہ اول ابتداء سورت سے پیکر کو ع ۳ کے آخر تک عذاب الیم تک ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصفیٰ کا مضمون مذکور ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصفیٰ پر عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں پہلی دلیل ثبوت قیامت اور نفی شرک فی التصفیٰ دونوں پر دلالت کرتی ہے اس حصے میں تین زجرات ہیں زجرا اول کا تفصیلی اعادہ بھی کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ واذ باننا لایبراہیم (۴۷) سے پیکر کو ع ۵ کے آخر تک ان کو قائم رکھو۔ ۲۔ تحریات غیر اللہ۔ ان کو ختم کرو ۳۔ اللہ تعالیٰ کی ندر و منت اس کو پورا کرو۔ ۴۔ غیر اللہ کی ندر مت دو۔ دونوں مضمونوں کے بعد اذن للذین ینتھون الخ اجازت جہاں اور کے بعد متصل ہی وعدہ فتح و نصرت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد کو ع ۷ میں وعدہ فتح کا اعادہ کیا گیا ہے پھر کو ع ۸، ۹ میں دونوں مضمونوں کا اعادہ ہے مع دلائل عقلیہ۔ آخر میں ایک تمثیل سے دونوں مضمونوں کی وضاحت کی گئی ہے پھر سورت کے اختتام پر سورت کے تمام مضامین کا بالاجمال اعادہ کیا گیا۔

اقتوب للناس ۱۷ ۳۰ الح ۲۲

پہلا حصہ نفی شرک فی التصفیٰ

جیسا کہ خلاصہ میں ذکر کیا جا چکا ہے سورۃ حج کے پہلے حصے میں شرک اعتقادی یا شرک فی التصفیٰ کی نفی کی گئی ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ۱۔ یا ایہا الناس اتقوا الخ یہ تحویف اخروی ہے۔ سورت کی ابتدا میں اصل مضمون سے پہلے قیامت کا لرزہ خیر اور ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والوں کے دلوں میں خشیت الہی اور خوف خداوندی کی وجہ سے انابت و اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے اور ان کے دل قبول حق کے لئے مستعد ہو جائیں ان زلزلة الساعة الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں قیامت کے ہولناک منظر اور تباہ کن زلزلے کو بطور مثال پیش کیا گیا اور اس سے مقصد یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک عذاب سے بچنے کی طرف ہی ایک صورت ہے کہ انسان لباس تقویٰ زیب جاں کرے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا اتباع کرے اور اس کے محظورات سے اجتناب کرے تعلیل بموجب الامر بذکر بعض عقوبات اللہ الہامیۃ فان ملاحظۃ عظمہا و ہولہا فقط ماہی من مبادیہ و مقدماتہ من الاحوال و الالہامیۃ التي لا ملجأ منہا سوا التقویٰ (ابو السعود ج ۶ صفحہ ۳) لہ زلزلة الساعة۔ قیامت کے اس ہولناک زلزلے (بھونچال) سے مراد کے بارے میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں (۱) جب سورج مغرب سے

تَرَى النَّاسَ سُكَرَىٰ وَمَاهُمْ بِسُكَرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝۲ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ لَعَنَهُ اللَّهُ وَبَعَثَ لَوِغٌ وَهُوَ مُخَضَّعٌ ۝۳ فِي اللَّهِ بَغْيٌ عِلْمٌ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ۝۴ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝۵ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّن شُرَآءٍ ثُمَّ مِّنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِّنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِّنْ مُّضْغَةٍ مَّخْلُوقَةٍ وَغَيْرِ مَخْلُوقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقَرِّقُ فِي الْأَرْحَامِ نَقْشَ بَنِي هَوًىٰ ۝۶ وَنُقَرِّقُ فِي الْأَرْحَامِ نَقْشَ بَنِي هَوًىٰ ۝۷ مَّا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لَتَبَلَّغُوا أَشَدَّكُمْ ۝۸ وَمِنْكُمْ مَّن يُّتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلِ الْعُصْرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۝۹

منزل ۳

طلوع ہوگا اس وقت شدید زلزلہ آئے گا اس طرح یہ زلزلہ قیامت کی ایک عظیم نشانی ہو گا یہ قول علقمہ اور شعبی کہے (کبرج ۶، ص ۲۷۹، ہجرج ۶، ص ۳۴۹) مراد وہ زلزلہ ہے جو نفخہ اولیٰ کے ساتھ آئے گا اور اس سے تمام نظام عالم درہم برہم ہو کر قیامت برپا ہو جائے گی حضرت عبداللہ بن عباس اور حسن بصری کہہ رہے ہیں کہ قال ابن عباس زلزلة الساعة قیامت کون معہا (غازن و معالج ۵ ص ۱) وقال الحسن اشدة الزلزال ما يكون مع قیام الساعة (بحر) بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیامت اور لوگوں کے قبروں سے اٹھنے کے بعد آئے گا اس کی تائید میں ایک مرفوع حدیث بھی وارد ہے جسے عمران بن حصین، انس بن مالک، ابو سعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ یہ زلزلہ کب آئے گا صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ قیامت کے دن ہو گا جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی اولاد میں جہنم کا حصہ جہنم کی طرف بھیج دے الخ (ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۲) لہ یوم تودنھا تذھل الخ یہ قیامت کے بھونچال کی ہولناکیا

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ

اور دیکھتا ہے کہ زمین خراب پڑی ہوئی پھر جہاں ہم نے آمارا اس پر پانی

أَهْرَزَّتْ وَرَبَّتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝

نازمی ہوئی اور ابھری اور اگائیں ہر قسم قسم رونق کی چیزیں

ذَلِكَ بَأْنِ اللَّهِ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْمَوْتَى وَأَنَّ

یہ سب کچھ اللہ کے واسطے کہ اللہ ہی ہے حقیق اور وہ جلاتا ہے مردوں کو اور وہ

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ

ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آئی ہے۔ اس میں شک نہیں

فِيهَا ۝ وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ

اور یہ کہ اللہ انہیں زندہ کرے جو قبروں میں ہیں اور بعض شخص ہے کہ

مَنْ يُجَادِلْ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ

جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل اور بدولت

مُنِيرٌ ۝ ثَانِي عَطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُ

راہن کتاب کے اپنی کروٹ موڑ کر تاکہ وہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے اس کیلئے

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنَذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَذَابٌ مُخْتَلِفٌ ۝

دنیا میں رسوائی ہے اور اسے چکھائیں گے ہم اس کو قیامت کے دن جہنم کی مار

ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتَ يَدَكَ ۝ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

یہ اس کی وجہ سے جو آگے بھیج چکے تیرے دو ہاتھ اور اس کی وجہ سے اللہ نہیں ظلم کرتا

لِلْعَالَمِينَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ

بندوں پر اور بعض شخص وہ ہے کہ بندگی کرنا ہے اللہ کی کتاب پر

فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ طَبَّاعًا بِهِ ۝ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ

پھر اگر پہنچی اس کو بھلائی تو قائم ہو گیا اس عبادت پر اور اگر پہنچی کسی اس کو جاپہ

منزل ۳

ہے یعنی وہ زلزلہ اس قدر خوفناک ہوگا کہ مائے خوف کے دودھ پلانیوالی عورت اپنے شیرخوار بچے کو بھول جائیگی اور حاملہ عورت کا شدت خوف کی وجہ سے حمل ساقط ہو جائیگا اور متوالوں کی طرح گھبراہٹ اور سرسبکی کے عالم میں دیوانہ وار ادھر ادھر دوڑنے لگیں گے مالانکہ وہ شراب وغیرہ کے نشہ میں نہیں بلکہ قیامت کی ہولناکی اور شدت خوف کی وجہ سے ان کی عقلوں میں نور آجائے گا۔ فحسوف عذاب اللہ ہوالذی اذہب عقولہم وطمیئیرہم در دھم فی نحو حال من یدہب السکر بعقلہ ویمیدہ (مدارک ج ۳ ص ۷۷) ۷۷ و قفص کل ذات حمل الخ اگر زلزلہ کو پہلی یا دوسری مراد پر محمول کیا جائے تو والدہ کا شیرخوار بچے کو بھول جانا اور حاملہ کے حمل کا گر جانا اپنے ظاہر پر محمول ہوگا یعنی شدت ہول کی وجہ سے فی الواقع ایسا ہوگا اور اگر حشر و نشر کے بعد کا زلزلہ مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ بغرض محال اگر اس وقت کوئی مرضعہ یا حاملہ موجود ہو تو اس زلزلہ کی شدت سے مرضعہ اپنے بچے کو بھول جائے اور حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے ۷۸ ومن الناس من یجادل الخ یہ زجر جو خوف کے بعد فرمایا مسند توحید میں جو ایک فصیح حقیقت ہے خواہ خواہ جھگڑا اور نزاع کرتے ہیں اور توحید کے انکار پر عذاب قیامت سے بھی نہیں ڈرتے اور پھر اس انکار کے لئے ان کے پاس عقل دلیل تو درکنار کوئی عقلی ثبوت بھی نہیں۔ بغیر علم میں علم سے دلیل عقلی مراد ہے کہ وہ بتبع کل شیطن الخ شیطان سے مراد ابلیس ہے جو مشرکین کے دلوں میں مختلف قسم کے دوسے اور شبہات پیدا کر کے ان کو توحید اور ایمان بالآخرہ سے منحرف کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یا کفار و مشرکین کے رؤسا اور سردار مراد ہیں جو اپنے ماتحتوں کو کفر و شرک کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کے ذہن میں توحید کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں مجوزان یزید شیطا طین الانس وھم رؤساء الکفار الذین یدعون من دھمہ الی الکفر والشانی ان یکون المراد الذلک ابلیس وجنودہ (کبریٰ ج ۶ ص ۳۹) ۷۹ من تولاه الخ ضمیر منصوب شیطان کی طرف راجع ہے۔ تولاه اسی المتخذہ ولیا و تبعہ (روح ج ۲ ص ۱۱) یعنی جو شخص بھی ان شیطا طین سے دوستی رکھے گا اور ان کی پیروی کرے گا وہ اسے صراط مستقیم سے گمراہ کر کے جہنم ہی کا راستہ دکھائیں گے ۸۰ یا ایہا الناس الخ یہ توحید اور قیامت کے پہلے عقل دلیل ہے اس دلیل کے دو حقیقے ہیں ایک حقیقے میں خود انسان کی پیدائش کے مختلف مدارج سے اور دوسرے حقیقے میں زمین کے مختلف احوال سے استدلال کیا گیا ہے ذکر دلیلین واضحین علی ذالک احدہما فی نفس الانسان وابتداء خلقہ و تطورہ فی مراتب سبع والشانی فی الارض التی تنشاہدون تنقلہا من حال الی حال الخ (ہرج ج ۶ ص ۵۱) فانما خلقنکھ سے دلیل کا پہلا حصہ شروع ہوتا ہے یعنی یہ بات

تو بالکل ظاہر اور شک و شبہ سے بالاتر تھی لیکن نادان لوگ اس میں بھی شک کر رہے ہیں اگر مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے تو وہ اپنے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام اور خود اپنی پیدائش میں غور و فکر کریں تو قیامت اور حشر و نشر کا مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے اور اس کے بارے میں تمام شکوک دور ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان ارتبعت فی البعث فمزیل ربکم ان تنظروا فی بدء خلقکم وقد کنتم فی الابتداء تسرابا و ماء و دسبب انکارکم البعث الاھذا (مدارک ج ۳ ص ۷۷) تمہارا سبب بڑا اشکال یہ ہے کہ ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکیں حالانکہ تمہارا باپ آدم پہلے کچھ نہیں تھا پھر میں نے اس کو مٹی ہی سے پیدا کیا اور خود تمہارا بھی نام و نشان تک نہ تھا لیکن میں نے کمال قدرت کے ساتھ قطرہ آب کو مختلف احوال سے گزار کر احسن تقویم میں تمہیں پیدا کیا تو اسی پر دوبارہ جی اٹھنے کو قیاس کر لو۔ انسان کی پیدائش جہاں

تو بالکل ظاہر اور شک و شبہ سے بالاتر تھی لیکن نادان لوگ اس میں بھی شک کر رہے ہیں اگر مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے تو وہ اپنے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام اور خود اپنی پیدائش میں غور و فکر کریں تو قیامت اور حشر و نشر کا مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے اور اس کے بارے میں تمام شکوک دور ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان ارتبعت فی البعث فمزیل ربکم ان تنظروا فی بدء خلقکم وقد کنتم فی الابتداء تسرابا و ماء و دسبب انکارکم البعث الاھذا (مدارک ج ۳ ص ۷۷) تمہارا سبب بڑا اشکال یہ ہے کہ ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکیں حالانکہ تمہارا باپ آدم پہلے کچھ نہیں تھا پھر میں نے اس کو مٹی ہی سے پیدا کیا اور خود تمہارا بھی نام و نشان تک نہ تھا لیکن میں نے کمال قدرت کے ساتھ قطرہ آب کو مختلف احوال سے گزار کر احسن تقویم میں تمہیں پیدا کیا تو اسی پر دوبارہ جی اٹھنے کو قیاس کر لو۔ انسان کی پیدائش جہاں

حشر و نشر پر واضح دلیل ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ جب تمہارا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لامحالہ مالک مختار اور متصرف و کار ساز بھی وہی ہے نہ فانا خلقکم الخ یعنی اول تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور پھر ہمیں قطرہ مٹی سے پیدا کیا۔ فانا خلقکم امی ایا۔ کم من تراب ثم خلقکم من نطفۃ الخ (مدارک) یا مطلب یہ ہے کہ مٹی سے تمہارے لئے غذائیں پیدا کیں جو بدن میں پہنچ کر اور کئی منزلیں طے کر کے نطفہ بنیں اور پھر نطفہ مختلف مدارج سے گزرنے کے بعد انسانی شکل میں رونما ہوا خلقہم من تراب فی ضمن خلق آدم علیہ السلام منہ او بخلق الاغذیۃ الی یسکون منہا المنی منہ الخ (روح ج ۲ ص ۱۱) اس آیت میں انسان کی ابتداء پیدائش سے انتہاء زندگی تک سات منزلوں کا ذکر کیا گیا ہے (۲۱) ابتداء پیدائش مٹی اور قطرہ مٹی سے تفصیل بالا (۳) علقہ جہاں خون جب مٹی رحم مادر میں پہنچ کر حل کی صورت اختیار کر لیتی ہے

الحج ۲۳

۷۳۲

اقترب للناس

لِنَقْلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ذٰلِكَ
 پھر گیا اٹا اپنے منہ پر کزائی دنیا اور آخرت کے یہی ہے
 هُوَ الْخَيْرُ اِنَّ الْمُبِينَ ۱۱ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا
 ٹوٹا مسرع و پکارا اللہ ہے اللہ کے سوائے ایسی چیز
 يَضُرُّهُ وَمَا لَا نِفْعَةَ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيدُ ۱۲
 کو کہہ اسکا نقصان کرے اور نہ اسکا فائدہ کرے یہی ہے دور جا پڑنا گمراہ ہو کر
 يَدْعُوا السَّنَّ ضُرَّةً اَقْرَبَ مِنْ نَفْعِهِ لَيْسَ السَّوْلٰى
 پکارے جاتا ہے اسکو جس کا ضرر ملے پہلے پہنچے نفع سے ملے بیشک بڑا دوست
 وَلَيْسَ الْعَشِيرُ ۱۳ اِنَّ اللّٰهَ يَدْخُلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
 ہے اور بڑا رفیق اللہ داخل کرے گا ان کو جو ایمان لائے
 وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرٰى مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ
 اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں پہنچے ان کے نہیں
 اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَرِيْدُ ۱۴ مَن كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ
 اللہ کرتا ہے جو چاہے جس کو یہ خیال ہو کہ ہرگز نہ
 يَنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ لِّى
 مدد کرے مجھ کو اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو تان لے ایک رسی
 السَّمَاءِ ثُمَّ لِيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُ مَا
 آسمان کو پھر کاٹ ڈالے اب دیکھ کچھ جاتا رہا اس کی تدبیر سے
 يَغِيْظُ ۱۵ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰیٰتٍ بَيِّنٰتٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ
 رکھتا تھا اور لے یوں آتا رہا ہم نے یہ قرآن کھل بائیں اور بڑھ کر اللہ
 يَهْدِيْ مَنْ يَّرِيْدُ ۱۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ
 سبھا دیتا ہے جس کو چاہے جو لوگ مسلمان ہیں اللہ اور جو

منزل ۳

تو کچھ دنوں کے بعد وہ علقہ بن جاتی ہے (۴) مضغہ گوشت کا ٹکڑا خون مزید پرورش پا کر گوشت بن جاتا ہے مخلقتہ کامل الخلق جو تمام عیوب و نقائص سے پاک ہو اس کی تدریج و قیامت، رنگ و روپ، شکل و صورت اور صحت و توانائی کے اعتبار سے کامل بچہ پیدا ہوتا ہے۔ المخلقة المساواة الملساء من النقصان والعيب.... فالنطفة التي يخلق منها الانسان متفاوتة منها ما هو كامل المخلقة ومنها ما هو على عكس ذلك فيبع ذلك التفاوت تفاوت الناس في خلقهم وصورهم و طولهم وقصرهم وتمامهم ونقصانهم (روح ج ۲ ص ۱۱) اللہ نے نبین لکھ الخ انسانی پیدائش کو ان مختلف الطوار و مدارج سے اسلئے گذارا ہے تاکہ ہماری قدرت کا کمال اور صنعت تمامہ کا اظہار ہو جائے (النبین لکھ) سیرید: کمال قدرتنا بتصرفنا اطوار خلقکم (قرطب ج ۲ ص ۱۱) ونقر فی الاحرام الخ پھر ہر جنین کو ہم رحم مادر میں جتنا عرصہ چاہتے ہیں رکھتے ہیں۔ مدت حمل چھ ماہ سے دو سال تک ہے عام اور غالب مدت حمل نو ماہ ہے اللہ نے غرض کہ طفل الخ یہ پیدائش کی پانچویں منزل ہے جب رحم مادر میں بچہ ہر لحاظ سے کامل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں کسی مدت حمل پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کمال قدرت کیا تھا اسے رحم مادر سے باہر لے آتا ہے۔ ثم لتبلغوا اشدکم یہ چھٹی منزل ہے اشد عقل و تمیز اور قوت بدن کا کمال کو پہنچنا ہے اسکا معطوف الیہ معذوف ہے ای ثم غرض کہ طفلا لتکبروا شیئا فشیئا ثم لتبلغوا کمالکم فی القوة والعقل والتمیز (ابو السعود ج ۲ ص ۱۲) حضرت شیخ فرماتے ہیں لتبلغوا کا متعلق ببقیکم مقدم ہے اصل میں تمہاں ببقیکم لتبلغوا اشدکم کہ اللہ ومنکم من یتوفی۔ کمال قوت و عقل کو پہنچ کر کچھ لوگ اسی ملک

بابتات اخذی
 ۱۲
 چون بیان کمال
 سے پہنچے
 یہ تنوین اخذی

علم ہو جاتے ہیں ومنکم من یرد الی ارضہ العریضہ ساتویں منزل ہے اور کچھ لوگ جوانی کے بعد بڑھاپے کی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں جس میں ان کے قوائے بدنہ کمزور سے کمزور ہو جاتے ہیں اور ذہنی اور علمی قوتیں جواب دے دیتی ہیں یہاں تک کہ بچپن اور جوانی کے معلومات قوت حافظہ سے محو ہو جاتے ہیں ای یبلغ من السن عایتغیر وہ یعقل فلا یعقل شیئا (معالم خازن ج ۲ ص ۱۱) موضع القرآن یعنی دنیا کی نیکی پائے تو بندگی پر قائم ہے اور تکلیف پائے تو چھوڑ دے اور دنیا گئی اور دین گیا کنا سے پر کھڑا ہے یعنی دل بھی نہ اس طرف نہ اس طرف مہیا کوئی مکان کے کنا سے کھڑا ہے جب چاہے نکلتا ہے دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر کسی بندگی چھوڑ دے اور چھوٹی چیزیں پوچھے جن کے ہاتھ نہ بڑا نہ بھلا وہ اپنے دل کو ٹھہرانے کو یہ صورت تیس کرے جیسے ایک شخص اونچی لٹکی رستی سے لٹک رہا ہے اگر چڑھ نہیں سکتا تو قے تو ہے کہ رسی اور کھینچے تو چڑھ جاتے جب رسی توڑ دی پھر کیا تو قے رستی کہا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تانے یعنی ادبجان

فتح الرحمن وایضی اگر ازین غصہ میر و بیچ ضرر نکند ۱۲۔

انسانی پیدائش اور زندگی کے مختلف اطوار و ادوار سے اللہ تعالیٰ کے کمال تصرف اور انتہائی قدرت کا پتہ چلتا ہے وہ ایسا قادر و متصرف اور علیم و حکیم ہے کہ اُس نے انسان کو پہلی بار آپے گل سے پیدا کیا۔ اسی طرح جب تمام انسان مر جائیں گے اور ان کے بدن کا رُوں رُوں سڑ کر خاک میں مل جائے گا (الامشاۃ اللہ) تو وہ قادر و توانا اور حکیم و دانا خاک کے اُن ذروں کو بچا کر کے انسانوں کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے اس دلیل سے یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ ساری کائنات کا مالک خالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی قادر و متصرف ہے لہذا اس کے سوا کار ساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں سیکھ و ستی الارض الخ یہ پہلی عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے ہا مد کا خشک بے آب و گیاہ و ہمو الارض الا یکون فیہا حیاة ولا نبات ولا عود و لہم یصیبا مطر (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۱) اہتزت زمین کے اجزاء حرکت میں آگئے اور ایک دوسرے سے جدا ہو کر زمین کی روئیدگی کے لئے راستہ کھول دیا۔ رُبَّت پھیلنے اور پھولنے لگے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ زمین بالکل مردہ، خشک اور بے آب گیاہ ہوتی ہے لیکن جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اس میں سرسبز و شاداب کھیت اور پونے لہلہانے لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا طے کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو تو جو اللہ اس مردہ زمین سے لہلہانے کھیت پیدا کر سکتا ہے وہ انسانوں کو بھی خاک ہو جانے کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرما سکتا ہے اور وہی قادر و قیوم تمہارا اور ساری کائنات کا کار ساز ہے۔

ہلہ ذالک بان الخ جار مجرور کا متعلق محذوف ہے ای لتستیقنوا۔ ذالک ای المذکور فی الدلیل مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہو گیا کہ کار ساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ قیامت بپا کرنے پر قادر ہے اس سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۲۔ وہ مردوں کو ضرور زندہ کرے گا۔ ۳۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۴۔ اور قیامت لامحالہ آئیگی۔ ۵۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مردوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھائے گا۔ یہ پانچوں ثمرات و نتائج دلائل مذکورہ پر مرتب ہیں۔ اور انہی بھی الموقنی وانہ علی کل شئی قدير، وان الساعة آتیة اور وان اللہ یبعث یہ سب ان اللہ ہوا الحق پر معطوف ہیں ثم انہ سبحانہ لما قرہ ہذین الدلیلین رتب علیہما ما ہوا المطلوب والنسیجۃ و ذکر امور خمسة الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۱۱)

۱۱۔ ومن الناس الخ یہ زجر اول کا تفصیلی اعادہ ہے یعنی مندی اور معاند لوگ اللہ کی توحید میں خواہ مخواہ جھگڑا کرتے اور شبہات نکالتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جسے وہ اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال کی تائید میں اور توحید کے خلاف پیش کر سکیں عقل و نقل اور وحی سے کوئی بھی دلیل ان کے پاس نہیں بخیر و علم و لا ہدی ولا کتب منیر۔ علم دلیل عقلی۔ ہدی دلیل وحی اور کتاب منیر۔ دلیل نقلی یہ تادان لوگ اللہ کی توحید میں شک کر رہے ہیں باوجودیکہ ان کے پاس نہ کوئی علم ہے یعنی دلیل عقلی اور نہ ہدایت یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی قالہ الشیخ وقال فی جامع البیان لیس لہ علم فطری ولا ما یستندالی دلیل نقلی ولا الی وحی (ص ۲۹۱)

۱۲۔ ثانی عطفہ الخ یہ مجادل کے فاعل سے مال ہے یعنی حق سے اعراض کرتے اور اللہ کے ذکر سے منہ موڑتے ہوئے وہ جھگڑا کرتا ہے لیصل عن سبیل اللہ یہ اس کے جدال کی غرض و غایت اور علت ہے۔ یعنی جدال سے اس کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا ہے متعلق مجادل علتہ لہ فان غرضہ من الجدل الاضلال عن سبیلہ تعالیٰ وان لم یعترف بانہ اضلال (روح ج ۴ ص ۱۳)

۱۳۔ لہ فی الدنیا خزی الخ یہ تحویف دنیوی ہے و فذیقہ یوم القیمة الخ تحویف اخروی ذالک بما قدمت الخ ای یقال لہ فی الخقی اذا دخل النار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۱) جب آخرت میں وہ جہنم میں داخل ہو گا اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اپنے کئے کی سزا ہے اور تم یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید سے پہلے اور دوا و عاطفہ کے بعد اعلیٰ مقدر سے در نہ ماقبل پر اس کا عطف جار نہیں۔

۱۴۔ ومن الناس من یعبد الخ یہ زجر ثانی ہے اس میں مذہب لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو اللہ پر پورا پورا ایمان و یقین نہیں رکھتے۔ علی الحدیث اسی طرف من الدین یعنی وہ دین اسلام کے کنا سے پر کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اگر انھیں کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہو جائے یا مالی وسعت یا بدنی راحت مل جائے تو ظاہری طور پر مطمئن ہو جاتے ہیں اور اسی حال میں رہتے ہیں لیکن اگر کوئی نقصان ہو گیا کوئی تکلیف پہنچ گئی مال یا جان پر کوئی آفت آگئی تو فوراً دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جاتے ہیں اور اللہ کی خالص عبادت ترک کر کے جس من دون اللہ کی طرف کسی نے بلایا اسی کے ساتھ جھک جاتے ہیں

۱۵۔ خسر الدنیا والآخرۃ الخ ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اور خسارہ اٹھاتے ہیں۔ مالی اور جانی نقصان اٹھا کر دنیوی خسارہ میں رہے اور پھر اللہ کی توحید چھوڑ کر اپنی آخرت بھی خراب کر لی۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں یہاں فی مقدر کریم کی ضرورت نہیں اور مطلب یہ ہے کہ اس نے دنیا بھی گنواں اور آخرت بھی لٹا دی دعوا من دون اللہ الخ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں دنیا اور آخرت کے خباثت کے تفصیل مذکور ہے یعنی وہ ظالم اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت چھوڑ کر ایسے عاجز و بے بس معبودوں کی پرستش اور پکار میں لگ جاتا ہے جو نہ اسے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ نقصان پہنچانے کی اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے کہ اللہ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کیا جائے۔ استثناف مبین لعظم الخسران (روح ج ۴ ص ۱۳)

۱۶۔ یدعو الہن ضلۃ الخ لام ابتداء یہ جملہ استینافیہ ہے اس میں غیر اللہ کی پکار اور دعا کا بد انجام اور اس کا بہت بڑی گمراہی ہونا واضح کیا گیا ہے استیناف مبین مال دعائہ و عبادتہ غیر اللہ تعالیٰ و یقرر کون ذالک ضلۃ لا بعد (روح ج ۴ ص ۱۳) اس آیت اور اس سے پہلی آیت میں بظاہر نقصان معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلی آیت میں معبودان باطلہ کے نافع اور ضار ہونے کی نفی کی گئی ہے مگر اس آیت میں ان کے ضار یعنی نقصان رسا ہونے کا اثبات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن معبودان باطلہ کو مشرکین مختار نفع و نقصان اور متصرف سمجھ کر پکارتے ہیں۔ بے شک وہ عاجز و درمازہ ہیں اور نفع یا نقصان پہنچانا ان کی قدرت و طاقت سے باہر ہے لیکن ان کی عبادت کرنا اور انھیں حاجات و مشکلات میں پکارنا ان کے بہاریوں کے حق میں سخت نقصان دہ اور باعث خسارہ ہے کیونکہ اس شرک

کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلتے رہیں گے حاصل یہ کہ معبودان باطلہ بذات خود نقصان رساں نہیں ہیں لیکن ان کی عبادت اور پکار سراسر نقصان اور خسارے کا باعث ہے۔ اجابوا عن التناقض بامور احدثها انفسها ولا تنفع بانفسها ولكن عبادتها بسبب الضرر (کبیر ج ۶ ص ۲۱۷) مشرکین معبودان باطلہ کی اس خیال سے عبادت کرتے تھے کہ وہ خدا کے یہاں ان کے سفارش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی عبادت میں کچھ نفع نہیں بلکہ سراسر خسارہ ہے اور وہ ان کے کسی کام نہیں آسکیں گے وقیل یعبدونہم توہم انہم یشفعون لہم عند اکمال اللہ تعالیٰ ویعبدون من دون اللہ مالا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہؤلأء شفعاؤنا عند اللہ وقال تعالیٰ ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۹)

۲۳ اقرب من نفعہ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا۔ دلائل عقلیہ تو واضح اور ثابت کر رہے کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور خالص اسی کو پکارو لیکن پھر بھی بعض لوگ بلا وجہ اور بلا دلیل جھگڑا کرتے اور اللہ کی خالص عبادت اور پکار میں شک کرتے ہیں اور ایسے عاجز معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت اور جنہیں پکارنے کا ضرر نفع کی نسبت اقرب الی الفہم ہے یعنی یہ بات نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان کی عبادت اور پکار میں نفع تو کیا ہوگا البتہ ضرر اور نقصان ضرر ہوگا۔

۲۴ ان اللہ یدخل الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔

۲۵ من کان یظن الخ جمہور مفسرین نے ینصرہ کی ضمیر منصوب کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قرار دیا ہے کیونکہ قرآن پڑھتے وقت آپ کا تصور ذہن میں رہتا ہے اس لئے کہ آپ قرآن کے مخاطب اول ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرے گا۔ دنیا میں آپ کے دین اور آپ کے متبعین کو سر بلند کر کے اور آخرت میں آپ کا درجہ سب سے بلند کر کے آپ کے متبعین کو جنت میں داخل فرما کر اور آپ کے دشمنوں کو جہنم رسید کرے گا لیکن جس شخص کا ازراہ بغض و حسد یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کی مدد نہیں کرے گا تو وہ بغض و حسد کی آگ میں جل مرے تو کیا حسد عداوت کے جذبہ میں کوئی سخت اقدام کرنے مثلاً خودکشی کر لینے سے اس کے سینے کی آگ سرد ہو جائیگی۔ قال ابن عباس ان الکناۃ فی (ینصرہ) (الشم) ترجع الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱) اور السماء سے گھر کی چھت مراد ہے اور لیقطع بمعنی یختنق یعنی چھت سے رسی لٹکا کر خودکشی کرے دل معنی لیشد و حبلا فی سقف بیتہ فلیختنق بہ حتی یموت (غازن ج ۵ ص ۷) جیسا کہ حاسد سے کہا جاتا ہے اگر تجھے یہ بات پسند نہیں تو حسد سے جل کر مر جا کما یقال للحاسد ان لم ترض هذا فاختنق و مت غیظا (معالم ج ۵ ص ۷) بعض مفسرین نے لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو یہ بات ناگوار ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی مدد کرے تو اگر اس کو روکنے کی طاقت ہو تو آسمان پر چڑھ جائے اور مدد کا سرچشمہ بند کر کے اس کو منقطع کر دے پھر دیکھے کہ اس جیلے سے وہ مدد کو روک کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر سکتا ہے فلیطلب حیلۃ یصل بہا الی السماء (شم لیقطع) ای شم لیقطع النصران تھب اللہ (قرطبی) حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اس کی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوچھے جن کے ہاتھ نہ برانہ بھلا۔ وہ اپنے دل کے ٹھہرنے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی رسی سے لٹکے ہو اگر چڑھ نہیں سکتا تو قیاس کرے کہ رسی اور پھینچے تو چڑھ جائے۔ جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی۔ اس مطلب کی صورت میں ینصرہ کی ضمیر منصوب من کی طرف راجع ہوگی۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ پہلی دونوں صورتوں میں اس آیت کا ماقبل سے ربط واضح نہیں ہوگا کیونکہ اس سے پہلے غیر اللہ کی پکار کے غیر نافع ہونے کا ذکر ہے اس لئے ربط میں تکلف ہو گا یعنی مسئلہ توحید کو بیان کرنے والے چونکہ اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے مشرکین کا خیال تھا کہ اللہ کی مدد نہیں کرے گا اس لئے تکلف سے بچنے کے لئے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب موزوں ہے یا مطلب یہ ہو کہ غیر اللہ کو پکارنے والوں کو اگر یہ گمان ہو کہ اللہ ان کی مدد نہیں کرے گا اس لئے انہوں نے اولیائے کرام کو شفاعت بنایا ہوا ہے تو وہ دل کے اطمینان کی خاطر پہلے ان لوگوں کا خیال کریں جو عبادت و شکلات میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں پھر ان لوگوں کا خیال کریں جو خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔

۲۶ وکذا الذک انزلہ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی مسئلہ توحید کو قرآن میں اس طرح دلائل سے واضح کرنا ہمارا ہی کمال ہے اور یہ ترغیب الی القرآن ہے من یرید۔ یرید کا فاعل من ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے جو سیدھی راہ دیکھنا چاہیں اور اللہ کی طرف انابت کریں۔ یا یرید کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور عادۃ مخذوف ہے ای یرید ہدایت یعنی اللہ تعالیٰ جسے راہ راست پر لانا چاہتا ہے اسے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

۲۷ ان الذین الخ یہ تحویل اخروی ہے الذین امنوا امت محمدیہ صلی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والذین ہادوا قوم موسیٰ علیہ السلام والصابغین حضرت یم علیہ السلام کے عہد کے لوگ مراد ہیں جو شمس و قمر اور دیگر سیاروں کی عبادت کرتے تھے والنصارى قوم عیسیٰ علیہ السلام والمجوس آتش پرست والذین اشركوا اور دیگر تمام مشرکین جو صابغین اور مجوس کی طرح کسی خاص نام سے مشہور نہیں ہیں دنیا میں تو سب حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں ان کے درمیان آخری فیصلہ فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق جزا و سزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم فذلک کفر من التبار و للمومنین الحجتہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱)

هَادُوا الصَّيِّينَ وَالنَّصْرَى وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ

یہودیوں اور صابین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو

أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّ

شُرک کرتے ہیں مقرر اللہ فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن

اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدَ لَهُ

اللہ کے سامنے ہے ہر چیز خدا نے نہیں دیکھا کہ اس کو سجدہ کرتا ہے

مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سورج اور چاند

وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ

اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت

النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ

نہ آدمی اور بہت ہیں کہ ان پر عذاب چکا اور جس کو اللہ ذلیل کرے

فَبَالَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ هَذِهِ

آپ کوئی نہیں دیتے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے اور اللہ

حَصَمٍ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِعَتْ

برقی ہیں اللہ جھگڑے میں اپنے رب پر جو لوگ کفر سے ان کی رستہ ہوتے ہیں

لَهُمْ نَارٌ مِّن نَّارٍ يَصُبُّ مِنْ فَوْقٍ رَّءُوسِهِمْ

اور کھمبے آگ کے ڈالتے ہیں ان کے سر پر

الْحَمِيمُ ۝ يَصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۝ وَ

بھلا پان بھلا کر کھل جاتا ہے اس سے جو کھان کے ہوتے ہیں اور کھال بھی اور

لَهُمْ مَقَامِعٌ مِّنْ حَدِيدٍ ۝ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا

ان کے واسطے ہتھوڑے ہیں لوہے کے جب چاہیں کہ نکل پریں دوزخ سے

منزل ۴

۱۷ ان اللہ علیٰ کل شئی شہید یہ ما قبل کی علت

ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ سب کے

ظاہر و باطن اور ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے اس لئے وہ

قیامت کے دن بالکل صحیح صحیح فیصلہ سنائے گا اور کسی پر ظلم نہیں

ہوگا نہ کسی کی حق تلفی ہوگی۔ اسی اندہ عالم بما یستحقہ

کل واحد منهم فلا یجری فی ذالک الفضل ظلم ولا

حیف (خازن ج ۵ ص ۱۹) الم ترا الخ یہ توحید پر دوسری

عقلی دلیل ہے سجود سے مراد انقیاد تام ہے یعنی ہر چیز توحیدی

طور پر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے ماتحت ہے۔ السجود التذلل و

ولا خفیاً دلالت دیر اللہ عزوجل (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲) کیونکہ ہر

جماد اور بے جان چیز بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول

ہے فانہ ما من جماد الا وهو مطیع للذخا شیع للذخا و

مسیح لہ الخ (معالم ج ۵ ص ۱) جب ساری کائنات اللہ

تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور اس کے توحیدی احکام سے سرگرم

انحراف نہیں کر سکتی کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا

مالک و مختار ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کار ساز اور متصرف بھی

وہی ہے لہذا اسی کی عبادت کرنی چاہیے رکوع و سجود اور

نذر و نیاز دعا اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے نہ کہ و کثیر

من الناس الخ یہ فعل مخذوف کا فاعل ہے اسی یسجد لہ

بہت لوگ اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں لیکن بہت سے ایسے

بھی ہیں جو شرک کرتے ہیں اور شرک کفر کی وجہ سے عذاب الہی

کے مستحق ہو چکے ہیں من یمعن اللہ الخ جس شخص کو اللہ تعالیٰ

مدایت سے محروم کر کے ذلیل و خوار کر دے اس کو عزت و اکرام

اور سعادت دارین سے کوئی ہمکنار نہیں کر سکتا اسلئے کہ ان

خصمان الخ۔ جھگڑنے والے دو فریقوں سے مراد مومن اور

کافر ہیں یعنی دلائل و براہین سے مسئلہ توحید کے استقراء واضح

ہو جانے کے باوجود مشرکین مسلمانوں سے اپنے پروردگار کی توحید

میں جھگڑتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو

چکا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک اور پروردگار

مانتے ہیں تو پھر اسکی صفات کار سازی میں کیوں غیروں کو

توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے

سجود سے مراد انقیاد تام ہے

یعنی ہر چیز توحیدی طور پر

اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے ماتحت ہے

السجود التذلل و لا خفیاً

دلالت دیر اللہ عزوجل کیونکہ ہر جماد

اور بے جان چیز بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہے

فانہ ما من جماد الا وهو مطیع للذخا شیع للذخا و مسیح لہ الخ

(معالم ج ۵ ص ۱) جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے

اور اس کے توحیدی احکام سے سرگرم انحراف نہیں کر سکتی کیونکہ وہی

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک و مختار ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ

کار ساز اور متصرف بھی وہی ہے لہذا اسی کی عبادت کرنی چاہیے

رکوع و سجود اور نذر و نیاز دعا اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے

نہ کہ و کثیر من الناس الخ یہ فعل مخذوف کا فاعل ہے اسی یسجد لہ

بہت لوگ اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں لیکن بہت سے ایسے بھی

ہیں جو شرک کرتے ہیں اور شرک کفر کی وجہ سے عذاب الہی کے

مستحق ہو چکے ہیں من یمعن اللہ الخ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مدایت

سے محروم کر کے ذلیل و خوار کر دے اس کو عزت و اکرام اور سعادت

دارین سے کوئی ہمکنار نہیں کر سکتا اسلئے کہ ان خصمان الخ۔

جھگڑنے والے دو فریقوں سے مراد مومن اور کافر ہیں یعنی

دلائل و براہین سے مسئلہ توحید کے استقراء واضح ہو جانے کے

باوجود مشرکین مسلمانوں سے اپنے پروردگار کی توحید میں

جھگڑتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا

ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک اور پروردگار مانتے ہیں

موضع قرآن و مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں کہ پیچھے بگڑے یا سر سے۔ سب غلط ہیں و ایک سجدہ ہے کہ سب اس میں شامل ہیں آسمان زمین میں جو کوئی ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت میں بے بس ہیں اور ایک سجدہ ہے ہر ایک کا بڑا وہ یہ کہ اس کو جس کام کا بنایا اس کام میں لگے یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے مگر اور سب غلط کرتے ہیں۔

۱۳۳۳ ان اللہ الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے

اور اس میں توحید پرستوں کا نیک انجام بیان کیا گیا ہے
آخرت میں ان کو چشموں اور ندیوں والے باغ عطا ہوں گے
انہیں سونے اور جواہرات کے زیور اور ریشمی ملبوسات
پہنائے جائیں گے دھندلائی الطیب الخ دنیا میں ان
کو کلمہ توحید اور دین اسلام قبول کرنے کی توفیق دی گئی
جس کی وجہ سے آخرت میں انہیں یہ جزا دی گئی اسی
ارشد ہوا فی الدنيا الى كلمة التوحيد و
الى صراط الحميد اي الاسلام (مدارک ج ۳ ص ۳۵)
۱۳۳۴ ان الذين كفروا الخ تحریف اخروی ان مشرکین
کے لئے جو لوگوں کو توحید اور مسجد حرام میں اللہ کی عبادت
سے روکتے تھے۔ ویصدون میں واؤ زائدہ ہے۔ اور
یصدون۔ ان کی خبر ہے یا یصدون مبتدا محذوف کی
خبر ہے۔ ای دھم یصدون اس پر یہ جسد کفر
کے فاعل سے حال ہوگا اور ان کی خبر محذوف ہوگی بقریہ
آخر آیت ای نذیقهم الخ (روح) یعنی جو لوگ خود
بھی توحید کا انکار کریں اور دوسروں کو بھی توحید
سے روکیں انہیں ہم دوزخ کا عذاب کا مزہ چکھائیں گے

دوسرا حصہ۔ نفی شرک فعلی

۱۳۳۵ واذ بوأنا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ
شروع ہوتا ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے
یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے یعنی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے خانہ کعبہ کی اصل جگہ بتائی
جہاں انہوں نے اسکی تعمیر کی تاکہ آنے والی نسلیں اس
میں اللہ کی خالص عبادت کیا کریں بینا لہ مکان
البيت لبينہ ویکون مباءة لعقبہ برہعون و
مبحونہ (روح ج ۱ ص ۱۳۴) مشرکین سے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا ذکر کرو کیونکہ وہ اولاد ابراہیم میں وملت
ابراہیمی کے پیرو کار ہونے کے مدعی ہیں انہوں نے کس طرح بیت اللہ کی تعمیر کی اور پھر اسے ہر قسم کے شرک سے پاک کھا اور ایام حج میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے

مِنْهُمْ غَمٍّ أَعِيدُوا فِيهَا وَذُقُوا عَذَابَ

دوزخ سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیے جائیں گے اندر اور پکھڑے رہیں

الْحَرِيقِ ۱۳۲۱ إِنَّ اللَّهَ يَدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

صلحتاً عذاب میں پھنکے اللہ داخل کریگا ان کو کلمہ جو یقین لائے اور کریں

الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُجْلُونَ

مجلدائیں باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں گہنا بہاؤ ہیں

فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ

ان کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی اور اہل پوشاک

فِيهَا خَيْرٌ ۱۳۲۲ وَهَدُّوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ

وہاں ریشم کی دل اور راہ پائی انہوں نے ستمی بات کی دل

وَهَدُّوا إِلَى صِرَاطِ الْحَمِيدِ ۱۳۲۳ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور پائی اس تعریفوں والے کی راہ دل جو لوگ منکر ہوئے

وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے

الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً لِعَاكِفٍ فِيهِ وَالْبَادِ

جو ہم نے بنائی لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنے والا

وَمَنْ يَرُدْ فِيهِ بِالْحَادِ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

اور جو اس میں چلے پڑے راہ سزا سے اسے ہم چکھائیں گے ایک عذاب

الْأَلِيمِ ۱۳۲۴ وَاذْ بُوْأْنَا لِابْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ

دورناک دل اور جب ٹھیک کر دی جئے خانہ ابراہیم کو جب اس گھر کی

لَا تَشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهَّرَ بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَ

شریک نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں کو واسطے اور

ابراہیمی کے پیرو کار ہونے کے مدعی ہیں انہوں نے کس طرح بیت اللہ کی تعمیر کی اور پھر اسے ہر قسم کے شرک سے پاک کھا اور ایام حج میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اک نذرین نیازیں دیں مگر ان مشرکین کے عقائد و اعمال سرسراں کینڈاں ہیں لہذا ان کے ماقبل کے لئے کیونکہ بتوئے امر اور قول کے معنوں کو متفہم ہے ہم نے ابراہیم کو حکم دیا کہ عقائد و اعمال میں اللہ کا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو ظاہری پلیدی اور شرک کی نجاست سے پاک کھنا اور چاروں عبادات بدنہ یعنی طواف، قیام، رکوع اور سجود کرنیوالوں کیلئے خانہ کعبہ کو صاف رکھنا اور لوگوں میں علان کر دینا کہ وہ دنیا کے تمام اطراف و اکناف سے اگر میرے گھر کا طواف کریں اور

موضح قرآن وایہ جو فرمایا کہ ہاں گہنا اور وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں درگہنوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈال دیتے ہیں ہاتھیں دل ستمی بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بجنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور مسلمانوں کی راہ یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا وہ نہ پائیں فتح الرحمن والے یعنی در دنیا ۱۲۔

صرف اللہ کے نام کی نذریں دیں لیشہد و امانافع لہم منافع سے دینی اور دنیوی منافع مراد ہیں۔ حج سے دینی فائدہ اللہ کی رضا مندی کا حصول ہے اور دنیوی فائدہ یہ ہے کہ وہاں قربانی کا گوشت وافر ملتا ہے نیز مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مال کی خرید و فروخت سے نفع اٹھانے کا موقع میسر آتا ہے عن ابن عباس منافع فی الدنیا و منافع فی الآخرة فاما منافع الآخرة فمنها ان الله تعالى امانافع الدنيا فاما يصبون من لحوم البدن في ذلك اليوم والذبايح والتجارات (روح ج ۱، ص ۱۳۵) لکن دین کو دالہ الخ اس حصے میں بھی چاروں عنوانات مذکور ہیں (۱) اللہ کی نذریں نیازیں جائز ہیں (۲) اللہ کی تحریکات برحق ہیں (۳) تحریکات غیر اللہ باطل ہیں (۴) غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے

و یذکر اسم اللہ الخ میں اللہ کی نیازیوں کا حکم ہے کہ قربانی کے ایام (۱۰ تا ۱۲ ذی الحج) میں اللہ کے نام کی نذریں رو اور خود بھی کھاؤ اور غریب اور مساکین کو بھی کھلاؤ و بھیمہ الانعام میں اضافت بیان ہے ثم لیقفوا تفثهم حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں تفث سے تمام مناسک حج مراد ہیں التفث المنسک کلہ من الوقت بعد فترہ السعی بین الصفا والمروة و درمی الجمار (روح ج ۱، ص ۱۳۵) ولیوفوا نذرہم اور اللہ کی نذریں پوری کریں کہ ومن یعظم حرمت اللہ الخ یہ تحریکات اللہ کا ذکر ہے حالت احرام میں جن اعمال کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مثلاً بحالت احرام شکار کرنا وغیرہ ان کو حرام سمجھنا عین تقویٰ ہے کہ داخلت لکھ الخ تحریکات مشرکین کا ابطال ہے یعنی اپنے طواغیت کی خاطر بچہ، سائبہ مت بناؤ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی یہ چوپائے اللہ نے تمہارے لئے حلال کئے ہیں سنے انھیں کھاؤ الا ما یبئ علیکم میں تحریکات کا بیان ہے یعنی اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھو اور انھیں حلال مت جاناو اور ما یبئ علیکم سے الجہن مراد ہے جو اس کے متصل بعد مذکور ہے یا اس سے مراد حرمت علیکم المیتۃ الخ ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے اللہ کے حلال کو حرام نہ کرو صرف انہی چیزوں کو حرام سمجھو جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے مثلاً شرک، غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ۔ والمعنی ان اللہ تعالیٰ اهل لکم الانعام کھلا الا ما بین فی کتابہ فحافظوا علی حدودہ ولا تمسوا شیئاً مما اهل کتہم البعض البعیرة ونحوہا و تقولوا معاصم کا حلالہم اکل الموقوذة والملتة وغیرہما۔ (مدارک ج ۳، ص ۳۵) الا ما یبئ علیکم آیۃ تحریر استثناء متصل لکما اختار الاکتون عنہا علی ان ماعبارۃ عما حرم منہا العارض کالمیتۃ وما اهل بہ لعلہ اللہ تعالیٰ (روح ج ۱، ص ۱۳۵)

اللہ کی نیازیں
حالات احرام میں
مشرکین کا ابطال
یعنی اپنے طواغیت کی خاطر بچہ، سائبہ مت بناؤ
اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی یہ چوپائے اللہ نے تمہارے لئے
حلال کئے ہیں سنے انھیں کھاؤ الا ما یبئ علیکم میں
تحریکات کا بیان ہے یعنی اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھو اور
انھیں حلال مت جاناو اور ما یبئ علیکم سے الجہن مراد ہے جو اس کے متصل
بعد مذکور ہے یا اس سے مراد حرمت علیکم المیتۃ الخ ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے
پاس سے اللہ کے حلال کو حرام نہ کرو صرف انہی چیزوں کو حرام سمجھو جنہیں
اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے مثلاً شرک، غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ۔

الْقَائِمِينَ وَالرُّكُوعَ السُّجُودَ ۝۲۶ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ
کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع اور سجدہ والوں کے دل و اور پکارے لوگوں میں
بِالْحَجِّ يَا تُولِيَّ رَجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ
حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چل کر اور سوار ہو کر ٹیلے اونٹوں پر چلے آئیں
كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝۲۷ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا
راہوں دور سے کہ تاکہ پہنچیں اپنے فائدہ کی جگہوں پر اور پڑھیں کہ
اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ
اللہ کا نام کہی دن جو معلوم ہیں اور حج پر چوبایوں مواسی کے جو اللہ نے
الْأَنْعَامَ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا أَمْرَ الْفَقِيرِ ۝۲۸
فیسے ہیں ان کو سوکھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے مال کے محتاج کو کہ
ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلِيُوفُوا نَذْرَهُمْ وَيُطُوفُوا
پھر جائیں کہ ختم کر دیں اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور طواف کریں
بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝۲۹ ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظِمْ حُرْمَتَ
اس قدیم گھر کا کہ قسین چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے اللہ کی حرمتوں
اللَّهُ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ
کی سو وہ بہتر ہے اس کیلئے اپنے رب کے پاس اور حلال ہیں تم کو جو جائے ۲۹
إِلَّا مَا يَبئْ عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ
مگر جو تم کو نائے ہیں وہ سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے
وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝۳۰ حَنْفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ
اور بچتے رہو کہ جھوٹی بات سے اللہ ایک لہ کی طرح کے ہو کر نہ کہ اسے ساتھ لے ساری
بِهِ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ
اور جس نے شرک بنایا اللہ کا سو وہی گرجا ۳۰ آسمان سے

موضع قرآن و کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ آگے سے بزرگ تھی پہلے بعد مدتوں کے نشان نہ رہا تھا حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا پھر عمارت بنال اور تازہ کیا ایک بادل غیب سے اکر کھڑا ہوا اسکی چھاؤں پر کھڑا لی اور بنیاد رکھی اور امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اس امت میں ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ مونگے اسکو آباد کرنیوالے و ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے پکارا کہ لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ باپ کی پشت میں لیک کہاجن کی قسمت میں حج ہے ایک بار یا دو بار زیادہ اپنے شوق سے ہزاروں خلق پیادہ آتے ہیں لیکن فرض تب ہی ہے سواری پاس ہواور اگر مکہ نزدیک ہے یا شخص کو چلنے کی عادت ہے تو اہام مالک کے یہاں فرض ہے و جو شکرانہ کا ذبح ہو یا نفل کا وہ آپ کھائے اور جو بہ لا قصور کا ہو بھی آپ کھائے اور کسی دن فرمایا تین دن کو ذمی الحج کی دسویں تاریخ اور گیارہویں اور بارہویں ان دنوں میں بڑی قبولیت کا کام بھی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا جہاں سے بیک شروع کرتے ہیں حجامت اور ناخن نہیں لیتے بالوں میں میل نہیں ڈالتے بدن سے نیگے رہتے ہیں اب دسویں تاریخ سب تمام کرتے ہیں حجامت کر کے غسل کر کے پہن کر طواف کو جاتے ہیں جس کو ذبح کرنا ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منیت اپنی مرادوں کیو سطر جمانا ہودہ اور اگر اس صنت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں فتح الرحمن یعنی برے نماز گزار دن ۲، یعنی یوم نحر ۳، یعنی کعبہ زیر کا اول بنا شد بعد از ان بیت المقدس ۴، یعنی شرو کا و بزد و گو سفند ۵، یعنی بیتہ و خون مسفوح ۶۔

کہ فاجتنبوا الخ من الاوثان میں من بیانیتہ ہے اور الاوثان سے پہلے مضاف مخدوف ہے اسی عبادۃ الاوثان (معالم و فاضل) الرحمن کے معنی نجاست اور پلیدی کے ہیں اہل عبارت اس طرح بھی فاجتنبوا الرحمن الذی ہو عبادۃ الاوثان یعنی غیر اللہ کی عبادت (اعا) پکارا اور نذر و منت جو مسلمان پاک و رحیم ہے اس سے اعتنا کر لینے یا الرحمن عبادۃ الاوثان و قدس وی ذالک عن ابن عباس و ابن جریج فکانہ قیل فاجتنبوا من الاوثان الرحمن و هو العبادۃ (روح ج ۱، ۱۳۸) اس صورت میں من بمعنیہ ہوگا کہ فاجتنبوا قول الخ یہ اجتنبوا اول پر معطوف ہے اور عادۃ فعل مزید استہام اور تاکید کیلئے ہے قول الزور سے مراد مشرکانہ اقوال ہیں جیسا کہ مشرکین حج کے وقت تبلیہ میں اپنی طرف سے مشرکانہ الفاظ بڑھایا کرتے تھے قیل ہو قول المشرکین فی تبلیہہم لیلک

۴۳۸ اقوتوب للناس ۱۰ الحج ۲۲

فَخُطِفَهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوَى بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ

پھر اٹھتے ہیں اس کو اڑنے والے دارخوڑ یا جاڑالا اس کو ہوائے کسی دور مکان

سَحِيقٍ ۳۱) ذَلِكْ وَمَنْ يَعْظُمُ شَعَاءِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهَا

میں وادیا یسن کے ۳۱ اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لے چیزوں کا

مَنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۳۲) لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ

سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے تمہارے واسطے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ

مُسَمًّى ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۳۳) وَلِكُلِّ أُمَّةٍ

دعوت تک پہنچا ان کو پہنچا اس قدیم گھر تک ۳۳ وکلی امت کے واسطے

جَعَلْنَا مَنَسَكًا لِّذِكْرِ اللَّهِ وَالسُّمَاءِ عَلَىٰ مَا رَزَقْنَاهُمْ

ہم نے مقرر کر دی ہے قربانی کی یاد دہانی کے اللہ کے نام ذبح پر چوپایوں کے

مِنْ بَهِيمَةٍ الْأَنْعَامِ فَالْهُكْمُ إِلَهُ وَاحِدٌ فَكُلُّهُ

جوان کو اللہ نے ہے سوائے تمہارے ایک اللہ ہے سو اس کے

أَسْلَمُوا وَبَشِّرِ الْغَافِلِينَ ۳۴) الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ

حکم میں رہو وک اور بشارت سنائے عاجزی کرنیوالوں کو وہ ۳۴ کہ جب نام لیتے اللہ کا

وَجَلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَ

دور جاویں ان کے دل اور سینے والے اس کو جو ان پر پڑے اور

الْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۳۵) وَالَّذِينَ

قائم رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور کچھ بچھڑانے والے

جَعَلْنَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِ إِبْرَاهِيمَ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۳۶)

تمہارے ہیں ۳۶ تمہارے واسطے نشان اللہ کے نام کی تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے

فَاذْكُرُوا اللَّهَ عَلَيْهِمْ صَوَافٍ فَإِذَا وَجَبَتْ

سو پڑھو ان پر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب گر پڑے

منزل ۳

لا شریک لک لیلک الا شریکاً هولک تمملک و مالک (معالم و فاضل ج ۱، ۱۳۸) یا غیر اللہ کی نذر و منت ماننا اور تحریک مشرکین مراد ہیں کاندہ تعالیٰ لاحت علی تعظیم الحرات تبع ذالک بما فیہ سر دلا کانت الکفرۃ علیہ من تحویج الجائر والسوا ب (دعویٰ روح) سورہ مائدہ کی تفسیر (۲۸) حاشیہ میں گذر چکا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک اہل یہ میں ما سے مراد وہ قول ہے جو غیر اللہ کی نذر مانتے وقت زبان سے ادا کیا جاتا ہے اور قول الزور سے بھی وہی قول مراد ہو فاجتنبوا قول الزور اسی النذر لغیر اللہ والذبح علی غیر اسمہ حاصل یہ کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کھانے سے بھی بچو اور نذر غیر اللہ مانتے سے بھی اجتناب کرو کہ حنفیہ اللہ الخ حنفیہ اور غیر مشرکین دونوں فاجتنبوا کی ضمیر سے حال ہو کہ وہ ہیں وہا حالان مؤکد تان من واد فاجتنبوا (روح ج ۱، ۱۳۸) حنفیہ کی جمع ہے یعنی تمام باطل دینوں سے بیزار ہو کر دین حق کی طرف مائل ہو نیوالا اور فالقہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا۔ مائیدین عن کل دین فرائع الی الدین الحق محمد صین لہ تعالیٰ (روح ج ۱، ۱۳۸) ومن یشرک الخ ایک تشبیل کے ذریعے شرک کی تباہ کاری اور اس کی برائی واضح کی گئی ہے۔ یہ تشبیہ مرکب ہے اس میں شرک کے حال کو اس شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو آسمان سے گر پڑے حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے خود کو ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں جھونک لیا اور اپنی جان ضائع کر دی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص آسمان سے گر پڑے اور شکاری پرندے اس کی ہڈیاں بچ لیں یا ہوا اڑا کر اسے کسی بہت گہرے گڑھے میں جا پھینکے من اشرك بالله فقد اهلك نفسه اهلا کالیس بعدک ہلاک بان صومر حالہ بصورت حال من خر من السماء

۱۰۱۰ اللہ کی نذر و نیاز کا بیان

ذبح الرحمن یعنی اصل نماز کے ساتھ مشرکوں کی تباہی کا تذکرہ

بہ الریح حتی حوت بہ فی بعض المہالک البعیدۃ (مدارک ج ۱، ۱۳۸) یا یہ تشبیہ تفصیلی ہے یعنی ایمان اور توحید کو آسمان سے اور شرک کرنے کو آسمان سے گرنے کیساتھ مواضع قرآن دہرائی رکھے اللہ کے ادب کی یعنی قربانی کے جانور آئے ہوئے نہ لوٹے اور قیمتی جانور لاوے اور اس پر جھول اچھی ڈال کر پھر وہ بھی خیرات کرے اور چوپائے مکحول میں یعنی جو کھانے میں رواج ہے اور بہتر ہے چوپائے حرام بھی ہیں اور بتوں کی گندگی سے جو کسی تھکان پر ذبح کیا۔ وہ مردار ہوا اور جھولی بات سے یعنی جو کسی کے تھکان پر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے اور جو کوئی شرک کرے اس کی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو راہ میں سے ایک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر ہری ہو گیا ت جتنے موتی ہیں نکاح حق ہی ہے کہ کام لے لیجئے پھر کچے پاس لیجا کر چڑھا لیجئے مگر یہ بات دشوار ہے تو جہاں بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیاز کچے کو چڑھایا اور ہو گیا نزدیک ہوگا یعنی موتی ذبح کرنا نیاز اللہ کی عبادت رکھا ہے اسکے سوائے اور کی نیاز ذبح کرنا اس کی عبادت ہو گئی تو شرک ہوا۔

تشبیہ دی گئی ہے اور شکاری پرندوں سے افکار باطلہ اور امواء نفسانیہ مراد ہیں اور ہوا سے مراد شیطان ہے یعنی جو شخص شرک کر کے ایمان اور توحید کے بلند ترین مقام سے خود کو گراتا ہے وہ کسی صورت پر نہیں سکتا۔ یا تو مالی باطلہ اور خیالات فاسدہ کے خونخوار پرندے اس کی بوٹیاں توجہ لینے اور اس کی عقل و فکر کو اس طرح معطل کر دیں گے کہ وہ سوچنے اور سمجھنے کی توفیق سے محروم ہو جائے گا یا پھر شیطان تیسرے ہوا کے جھٹکے کی طرح اسے اڑا کر صراطِ مستقیم سے کہیں دور لے جا کر پھینک دے گا۔ (روح وغیرہ)

حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں: اور جو کوئی شرک کرے اس کی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو راہ میں سے ایک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو گیا۔

۳۴۰ ذالک ومن یعظم الذالک مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یا مفعول ہے اور اسکا ناصب محذوف ای ذالک امر اللہ اذ اتبعوا ذالک (قرطبی) بطور تاکید اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کا دوبارہ ذکر کیا گیا ہے اور متعاشر سے اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کی قربانیاں اور ہدایا مراد ہیں۔ ای البدن الہدیٰ کما روی عن ابن عباس ومجاہد وجماعۃ... واطلقت علی البدن الہدیٰ لانہما من معالم الحج او علامات طاعتہ تعالیٰ وھدایتہ (روح ج ۱، صفحہ ۱۵۱)

۳۴۱ ثم محلها المحل مصدری ہے بمعنی وجوب یا ظن زمان یعنی وقت ذبح البیت العتیق سے بیت اللہ شریف مراد ہے یعنی بیت اللہ کے ہدایا کو بیت اللہ کے پاس منیٰ وغیرہ میں لے جا کر اللہ کے نام پر ذبح کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔

۳۴۲ ولعل امتنا جعلنا الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر و نسیا کا بیان ہے منسک اسم ظرف مکان ہے یعنی قربان گاہ یا مصدر ہے یعنی اللہ کے تقرب کے لئے جانور کو ذبح کرنا مستحب ہے مجاہد ہذا الذبح وارتقاء الدماء علی وجہ التقرب الیہ تعالیٰ (روح ج ۱، صفحہ ۱۵۱) یہاں یہ بات واضح کر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے قربانی کرنے اور اللہ کی نذر و نسیا دینے کا دستور ہر امت میں مقرر تھا اور کسی امت کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ اور ہر امت کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے لئے ہوئے چوپایوں میں سے صرف اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی نذریں اور منیٰ دیا کریں۔ اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نسیا سے اجتناب کریں۔

لما ذکر تعالیٰ الذبائح بین انہ لم یخل منها امۃ (قرطبی ج ۱، صفحہ ۱۵۱)

۳۴۳ فاللھکم الخ چونکہ منہار معبود اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے لہذا تم اس کے مطیع فرمان رہو اس کی تحریمات کو قائم رکھو۔ نذر و نسیا زمینی اسی کے نام کی دو اور غیر اللہ کی تحریمات کو توڑو اور غیر اللہ کی نذریں نسیاں مت دو۔ والحمد للہ اخلصوا للذکر خاصۃ واجعلوا الوجھہ سالما خالصا لا تشوبہ باشراف (روح ج ۱، صفحہ ۱۵۱) فامر تعالیٰ عند الذبائح بذكرہ وان یکون الذبح لہ لانه رازق ذالک... فاللہ واحد لجمیعکم فکذلک الامر فی الذبیحۃ انما ینبغی ان تخلص لہ (قرطبی)

۳۴۴ ولشیر الخبتین الخ یہ بشارت اخروی ہے اللہ کے ان بندوں کے لئے جو عاجزی کرتے اور اللہ سے ڈرتے ہیں، مصائب پر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہیں وہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے نمازیں پڑھتے اور اس کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔

۳۴۵ والبدن الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر اور اس کے چڑھانے کا بیان ہے۔ صواف قطار اندر قطار وجبت گر پڑیں القانع صبر و قناعت کرنے والا محتاج المعتر بے قرار سائل۔ یہ قربانیاں اللہ کی عبادت و اطاعت کے نشانات ہیں ان میں تمہارا دین و دنیا کا فائدہ ہے۔ انہیں اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرو اور پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ہر مسکین و فقیہ کو اور سائل و محتاج کو بھی اس میں سے دو کذلک سخرھا الخ یہ چوپائے یوں ہم نے تمہارے تابع کئے ہیں تاکہ تم اللہ کا شکر بجالاؤ اور ان میں سے صرف اللہ ہی کے نام کی نذر و نسیا دو ای تشکر و انعامنا علیکم ب لتقرب والاحلاص (روح ج ۱، صفحہ ۱۵۱)

۳۴۶ بن یسأل الخ یہاں قربانی کا اصل فلسفہ بیان کیا گیا ہے یعنی صرف جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون گرا دینے اور محض اس کا گوشت کھانے کھلانے سے تم اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تمہارا دل تقویٰ اخلاص اور خوشحالی کے جذبہ سے لبریز نہ ہو۔ جانور کا گوشت اور اس کا خون اٹھ کر خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچیں گے وہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور اخلاص قبول ہوتا ہے کذلک سخرھا الخ اسی طرح اللہ نے یہ چوپائے تمہارے بس اور تصرف میں دیئے ہیں تاکہ تم اللہ کے سامنے اپنی بندگی اور عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار کرو اور ان چوپایوں کو اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی خوشنودی کے لئے اسی کے نام پر ذبح کرو و بشیر المحسنین توحید پرستوں اور ہر قسم کے شرک و اعتقادی اور فعلی، سے اجتناب کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ و بشیر المحسنین قال ابن عباس الموحدين

۱۷۱۷ھ ان اللہ بیدافع الخ شرک فی التصرف اور شرک فعلی کی دلائل کے ساتھ نفی کرنے کے بعد اعلان جہاد کی تمہید ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی بشارت ہے یعنی اللہ تعالیٰ مشرکین کے مقابلے میں ایمان والوں کی مدافعت کریگا اور انکی امداد فرمائے گا۔ جہاد سے ممانعت کے بعد سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی جس میں جہاد کی دوبارہ اجازت دی گئی وہی اول آیت نزلت فی القتال بعد ما نفی عنہ فی نیت وسبعین آیت علی ماروی الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (روح ج ۱ ص ۱۷۱) ۱۷۱۷ھ ان اللہ لا یحب الخیر یا قبل کی علت ہے یہ مشرکین چونکہ خوان (بڑے خائن) اور کفور (بڑے ناشکر گذار) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں کرتا

اقترب للناس ۱۷۱۷ھ ۴۲۰ الحجہ ۲۲

جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِعُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرِ كَذَلِكَ

ان کی کروٹ تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو اس طرح

سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۳۶ لَنْ يَبَالَ اللَّهُ

تمہارے بس میں کر دیا ہے ان جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو ۳۶ اللہ کو نہیں پہنچتا ہے

لَكُمْ مَا وَهَبَ وَلَكِنْ يَبَالَ اللَّهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ

اسکا گوشت اور نہ ان کا لہو ۳۷ لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب

كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَكُمْ وَ

اسی طرح ان کو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی بڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ ہدائی اور

بَشِيرَ الْمُحْسِنِينَ ۳۷ إِنَّ اللَّهَ يَدْفَعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا

بشارت سنائے نیکی والوں کو ۳۷ اللہ دشمنوں کو مٹا دے گا ایمان والوں سے وہ

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۳۸ أذن لِلَّذِينَ

اللہ کو خوش نہیں تا ۳۸ کوئی دغا باز ناشکر ۳۸ حکم ہوا ان لوگوں کو کہ

يَقْتُلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ

کافر لڑتے ہیں ۳۸ اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر

لَقَدِيرٌ ۳۹ الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَغْيًا

قادر ہے ۳۹ وہ لوگ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں

إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفَعَهُ اللَّهُ النَّاسَ

سوائے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو

بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ لَهْدِمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلُوتٌ

ایک کو دوسرے سے توڑ دھاتے جاتے ۴۰ اور عبادت خانے

وَمَسْجِدٌ يُذَكِّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلِيَنْصُرَنَّ

اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور ان مقدور مددگار ۴۰

منزل ۴

اس لئے وہ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں مغلوب و مقہور نہیں کرے گا۔ خیانت سے مراد شرک اور کفران نعمت سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر و نیاز دینا مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور امام زہباجؓ سے منقول ہے قال ابن عباس خافوا الله وجعلوا معه شريكاً وكفروا نعمه قال الزجاج من تقرب الى الاصنام بذييحتة وذكر عليها اسم غير الله فهو خوان كفور (معالم وفازن ج ۵ ص ۱۷۱) ۳۷ اذن للذين الخ اس آیت میں اجازت جہاد کے اسباب و وجوہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ آیت اگر مدنی ہے جیسا کہ ساری سورہ حج مدنی پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ جہاد کی فرضیت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اور اگر یہ آیت مکی ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو جہاد کا حکم ان لوگوں کو ہو گا جو مکہ مکرمہ سے باہر رہتے تھے یعنی ان مظلوم مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے جنہوں نے پہلے نہیں کی بلکہ ان کو لڑائی میں لہجایا گیا وہ سراسر مظلوم ہیں انھیں بلا وجہ گھروں سے نکالا گیا ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک و مختار اور کار ساز سمجھتے تھے اور اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے۔ اذن کا متعلق یعنی ماذون فیہ مقدر ہے بقربہ یقاتلون اسی فی القتال التقدير۔ اذن للذين یقاتلون فی القتال فحذف الماذون فیہ لدلالة یقاتلون علیہ (کبرج ص ۱۷۱) اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں اذن کا مفعول مقدر ہے یعنی اذن للذين یقاتلون ان یقاتلوا الخ ۳۸ دولا دفع اللہ الخ یہ مشروعت جہاد کی حکمت اور جہاد کی ترغیب ہے۔ صوامع۔ صومعہ کی جمع ہے۔ صومعہ عیسائی راہب کے مخصوص عبادت خانے کہتے ہیں۔ بیع۔ بیعت کی جمع ہے یعنی عیسائیوں کا عبادت خانہ (چریح) صلوت۔ صلوة کی جمع ہے اور صلوة

مدن جہاد
۱۷۱۷ھ
۱۲۱۷ھ
اجازت جہاد
بشارت

یہودیوں کے عبادت خانے کو کہتے ہیں۔ کذا فی الروح والدارک اگر اللہ تعالیٰ جہاد سے مسلمانوں کو کافروں پر مسلط کر کے ان کے شر کو دفع نہ کرتا تو مشرکین ہر زمانہ میں مسلمانوں پر اور اہل کتاب پر غالب آجاتے اور اس قدر ذنگا فساد بپا کرتے کہ ان کے عبادت خانوں تک کو مسمار کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو مشرکین پر غالب کر کے ان کا زور توڑ دیا اور اہل مل کو ان کے شر سے بچالیا۔ ای لولا اظہارہ وتسلیطہ المسلمین علی الکافرین بالمجاہدۃ لاستوا

موضع قرآن ۱۔ اونٹ کو زنج کے بدلے خر ہے کھڑا کرے قبیلے کے سامنے پھر چھاتی میں زخم دیتے جب سارا ہونکل چکا وہ گر پڑا کٹنے لگے محتاج دو بتائے پہلا وہ ہے جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے ف جب تک حضرت کے ہے حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں کافروں کی بدی پر صبر کیا پھر جب مدینے میں آئے حکم ہوا جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدی

توبہ جہاد شروع ہوا اگلی آیت میں حکم ہے
تسبیح الرحمن ورا یعنی ضرر عدا ایشان ۱۷۱۷ھ

المشركون على اهل الملل المختلفة في ازمتهم وعلامة عبد الله انهم قد موها ولم يتركوا للنصارى بيعا ولا ليهود صلوات
اي كنائس ولا للمسلمين مساجد (مدارك ج ۳ صفحہ ۵۵) ولينصرون الله الخ اجازت جہاد کے بعد یہ اعلان فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ جو لوگ اس کے دین
حق کی حمایت و نصرت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی کا حامی و ناصر ہوتا ہے ان اللہ لقوی عزیز جملہ ماقبل کی عدت ہے اللہ الذین ان مکمل الخ یہ من بنصرہ
سے بدل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جن لوگوں کی مدد کرتا ہے ان کی صفات یہ ہیں کہ اگر ان کو زمین کی حکومت سونپ دی جائے تو بھی وہ راجہ حق سے سرموا نحراف نہ کریں اور

زمین پر اللہ کے دین کو نافذ کریں اور زندگی کے ہر شعبہ
میں اللہ کے قانون کو رائج کر دیں۔ دنیا میں نیکی اور
صلاح و تقویٰ کو فروغ دیں۔ برائی اور حرم و گناہ سے
اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کریں مفسرین کفے ہیں کہ یہ
آیت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت خلافت
کی دلیل ہے اور اس آیت میں مہاجرین کی پاکیزہ سیرت
کی پیشگوئی ہے ویكون (الذین ان مکمل الخ فی الارض)

اربعة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لم یکن فی الارض غیرہم (قرطبی ج ۲ صفحہ ۲۷)

ہو اخبار من اللہ عما ستکون علیہ سیرۃ

المہاجرین ان مکمل الخ فی الارض و بسط لہم

فی الدنیا و کیف یقومون بامر الدین و دلیل

صحۃ امر الخلفاء الراشدین الخ (مدارک ج ۳

صفحہ ۵۵) علامہ غازی رحمہ اللہ کہ الذین ان مکمل الخ

چونکہ ان لوگوں کی صفحہ جن کا پہلے الذین اخرجوا

من دیارہم میں ذکر ہو چکا ہے اس لئے یہاں صرف مہاجرین

ہی مراد ہیں۔ وقیل ہم المہاجرین و ہوالافج

لان قولہ (الذین ان مکمل الخ) صفتہ لمن تقدم

ذکرہم و ہوقولہ (الذین اخرجوا من دیارہم) ہم

المہاجرین (غازن ج ۵ صفحہ ۲) و فیہ دلیل صحۃ

امر الخلفاء الراشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم لان

الایۃ مخصوصۃ بالمہاجرین لانہم المخرجون بغير

حق و الممکنون فی الارض منہم الخلفاء دون غیرہم

فلولم تثبت الاوصاف الباقیۃ لزم الخلف فی

المقال لعلی اللہ سبحانہ عنہ (روح ج ۲ صفحہ ۱۹)

۵۵ وان یکذبوا کتاوالی المصیریۃ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہو

وان یکذبوا کتاوالی المصیریۃ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہو

اور دلائل واضحہ اور حسن تبلیغ کے باوجود مسئلہ توحید کو

نہیں مانتے تو آپ پر شان اور آزردہ خاطر نہ ہوں حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر موسیٰ علیہ السلام تک مشرکین کا حال ملاحظہ فرمائیجئے اس دوران میں جتنے بھی پیغمبر دنیا

میں بھیجے گئے کفار و مشرکین نے ہمیشہ ان کی دعوت کو ٹھکرایا اور اقوال و افعال سے ان کو ہر قسم کی تکلیفیں اور آزمیتیں پہنچائیں۔ نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ لوط۔ شعیب

موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان کی قوموں نے یہی سلوک کیا جو اسوقت آپ کی قوم آپ کے ساتھ کر رہی ہے یہ تمام انبیاء علیہم السلام کافروں کی تکذیب اور ایذا رسانی

موضع قرآن و جو اس کی مدد کر چکا یعنی اسکے دین کی اور اس کے رسول کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کرے لیکن انسان سے یہ معاملہ ہے پہلے برے آپس میں سننے پادیں

و یعنی یہ امت دین قائم کریں گے ایک مدت آخر اللہ ہی جانے۔

اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝۴۰ الَّذِينَ

اسکی جو مدد کرے گا اسکی مدد اللہ زبردست ہے زور والا و وہ لوگ کہ اللہ

ان مکمل الخ فی الارض اقاموا الصلوة واتوا

اگر ہم ان کو قدرت میں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں

الزکوة و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر و

زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے اور

للہ عاقبۃ الامور ۝۴۱ و ان یكذبوا فقد کذبت

اللہ کے اختیار میں آخر کام کا و اگر تم کو جھٹلائیں گے تو ان کے پہلے جھٹلا چکی ہے

قبلہم قوم نوح و عاد و ثمود ۝۴۲ و قوم ابرہیم

نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم

و قوم لوط ۝۴۳ و اصحاب مدین و کذب موسیٰ

اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا

فاملیت للکفرین ثم اخذتهم فکیف کان

پھر میں نے ذلیل دی اللہ منکروں کو پھر پکڑ لیا ان کو تو کیسا ہوا

تکذیر ۝۴۴ فکاین من قریۃ اهلکنا و ہی ظالمة

میرا انکار سو کتنی اللہ بستیوں ہم نے غارت کر دیں اور وہ گنہگار تھیں

فہی خاویۃ علی عروشہا و بئر معطلۃ و قصر

اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنوے بکھے پڑے اور کتنے محل

مشید ۝۴۵ فلم یسیر وافی الارض فتکون لہم

بے کاری کے کیا سیر نہیں کی تھے ملک کی جو ان کے

قلوب یعقلون بہا و اذان یسمعون بہا فانہا

دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ

پر صبر کرتے رہے۔ آخر ہم نے مکذبین کو ہلاک کر دیا۔ ایسا ہی مشرکین مکہ کا انجام ہوگا۔ اس لئے آپ صبر کریں۔ ہذا تسلیۃ ل محمد صلی اللہ علیہ وسلم من تکذیب اہل مکہ ایہ اسی کست باوحدی فی التکذیب (مدارک ج ۳ ص ۴۸) ہذا تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم و تعزیه، ای کان قبلك انبیاء کذبوا فصبوا الی ان اهلک اللہ المکذبین فانتدبهم و اصبر (قرطبی ج ۱۲ ص ۵۸) فاملیت الخ ان مکذبین کو ہم نے فوراً نہیں پکڑا بلکہ تکذیب و انکار کے بعد انھیں مہلت دی تاکہ انھیں سوچنے اور غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے۔ جب طویل مہلت سے بھی انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور خدا داد عقل و خرد سے کام نہ لیا تو ہم نے

الحج ۲۲

۴۲۲

اقتب للناس ۱۷

لَا تَعْنِي الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْنِي الْقُلُوبُ الَّتِي فِي

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو

الْصُّدُورِ ۴۱ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ

سیوں میں ہیں اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب اللہ اور اللہ ہرگز نہ ٹالے گا

اللَّهُ وَعَدَهُ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا

اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو

تَعْدُونَ ۴۲ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَمَلَتْ لَهَا وَهِيَ

تم جانتے ہو ظالم اور کثرت بستیوں میں ملے کہیں نے انکو وکیل اور وہ

ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ۴۳ وَاللَّيْلِ الْمَصِيرُ ۴۴ قُلْ يَٰ أَيُّهَا

گنہگار تمھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے تو کہہ اے

النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۴۵ فَالَّذِينَ آمَنُوا

لوگو! میں تو ڈر سنانے والا ہوں تمکو بھول کر سو جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۴۶ وَزَرْقٌ كَرِيمٌ ۴۷

اور تمھیں بھلائیوں ملے ان کے گناہ بخش دیئے ہیں اور انکو درزی ہے عزت کی

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور جو لوگ دوزخ کے ہماری آیتوں کے ہولنے کو وہی ہیں دوزخ کے

الْجَحِيمِ ۴۸ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا

رہنے والے اور جو رسول بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے پہلے یا نبی سو

نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ

جب لوگ خیال باندھتے شیطان نے ملایا اس کے خیال میں پھر اللہ مٹا دیتا

اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكُمُ اللَّهُ آيَتَهُ وَاللَّهُ

ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر پکی کر دیتا ہے اپنی آیتیں اور اللہ

منزل ۳

ہلاک کیا جائے گا اور اس کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے (فیصلہ عذاب) کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کرے گا اگر ان معاندین نے نہ مانا تو عذاب اپنے وقت پر ضرور آئے گا چنانچہ یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ اسی آیت انجزل ذلك يوم بدر (غازن ج ۵ ص ۵۲) اللہ دان یوما الخ یہ ظالم و نادان عذاب کیوں مانگتے ہیں لاکھ اللہ کا عذاب تو پناہ مانگنے کی چیز ہے نہ کہ طلب کرنیکی۔ آخرت میں اللہ کا عذاب اس قدر شدید اور طویل ہوگا کہ عذاب کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ قال الفراء هذا وعید لهم بامتداد عذابهم فی الآخرة الف سنة (قرطبی ج ۱۲ ص ۵۸) اللہ دکان من قریة الخ تخویف دنیوی ہے۔ تفسیر کے لئے ماشہ ۵۸، ۵۹ دیکھئے

موضع قرآن و یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔

فتح الرحمن و یعنی اگر خواہد کا ہزار سال دریک روز تمام کند پس مہال بسبب عجز نیست بلکہ بنا بر مصالحی کہ جزا و کسی نمیداند ۱۲۔

ان کو پکڑ لیا۔ ان کی خوشحالی اور آرام و راحت کو بدحالی اور دردناک عذاب سے بدل دیا۔ مشرکین مکہ کو بھی اسی لئے مہلت دی گئی ہے لیکن اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا اور انکار و عناد پر اترے رہے تو انکا حشر بھی وہی ہوگا جو قوم سابقہ کا ہوا ۵۸ فکان من الخ یہ اقوام سابقہ پر عذاب دنیوی کی قدرے تفصیل ہے یعنی بہت ایسی بستیاں ہیں جن کے باشندوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغام توحید کو ٹھکرا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی بستیوں کو تہس نہس کر دیا۔ بھستیاں اور باغات تباہ کر دیئے یہاں تک کہ ان کے مکانات کی چھتیں زمین پر آ رہیں۔ عالیشان اور مضبوط مستحکم محلات زمین بوس ہو گئے اور آباد کنوئیں ویران و بیکار ہو گئے۔ ظالمہ شکر کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے وہی ظالمہ۔ اہل کفر کی غیر منصوب سے حال ہے حال اہل ہا مشرکون (مدارک ج ۳ ص ۵۸) اللہ اندھ دیو و الخ اس میں سیہ و سیاحت کر کے اقوام سابقہ کے آثار باقیہ دیکھ کر ان سے عبرت حاصل کرنیکی ترغیب دی گئی ہے ان معاندین کے دل اندھے اور بہرے میں جو نہ حق کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ حق بات تکلف کی رسانی ہو سکتی ہے اگر یہ لوگ گذشتہ مفکر و معاند اقوام کی تباہی و بربادی کے نشانات اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں مگر تو شاید ان کے دلوں کی آنکھیں کھل جائیں اور ان کے دل اللہ کی توحید کو سمجھنے اور قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ فتکون لهم قلوب یعلمون بھائی یعلمون ما یحب ان یعلم من الہ حیدر روح ج ۱ ص ۱۶) اللہ ویستعجلونک الخ زجر مع تخویف دنیوی، مشرکین مکہ استہزاء و تمسخر کے طور پر حضور علیہ السلام سے کہتے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اُسے جلدی کیوں نہیں لاتا۔ اسکا جواب دیا گیا دن مختلف اللہ وعدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ اگر مشرکین ایمان نہ لائیں تو انھیں دنیا میں رسوا کن عذاب سو

یہ اگلی آیت میں ترغیب الی الایمان کے لئے مہید ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ منکرین کو پکڑنے پر قادر ہے جس طرح اُس نے گذشتہ زمانوں میں معاندین کو پکڑا اس لئے اب تم دعوت توحید کو قبول کر لو ورنہ تم بھی پہلے معاندین کی طرح پکڑے جاؤ گے ۷۴۳ قل یا ایہا الناس الخ دعوت توحید کو مان لینے کی ترغیب اور ویسٹنچلونک بالعداب کا جواب ہے تم لوگ مجھ سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہو حالانکہ عذاب لاتا میرے قبضہ و اختیار میں نہیں بلکہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں عذاب کب آئیگا۔ کیونکہ میں تو عذاب سے ڈرانے والا اور عذاب آنے کی خبر دینے والا ہوں اس لئے یہ ضرور کہوں گا کہ مجھ پر ایمان لے آؤ اور پیغام توحید کو مان لو ورنہ سن لو اگر نہیں مانو گے تو اللہ تعالیٰ کے رسوا کن عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے ۷۴۵ فالذین امنوا الخ بشارت اخروی جو لوگ توحید و رسالت اور دیگر ضروریات دین پر ایمان لے آئے اور نیک کام کئے ان کے لئے آخرت میں بخشش اور عزت کی روزی ہوگی والذین سعوا الخ یہ تحریف اخروی ہے جو لوگ ہماری آیتوں کو باطل اور بے اثر کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور مختلف طریقوں سے ان کے بائے میں شبہات پیدا کر نیکی سعی کریں گے انکا ٹھکانا جہنم میں ہوگا ای بذلوا الجہد فی ابطالہا فسنموتھا تاثر سحر و تاسرۃ شعرا و تاسرۃ اساطیر الاولین (روح ج ۱ ص ۱۷۷) دعا امر سلنا الخ یہ مشرکین کے زمانے کی وجہ ہے جب اللہ کا پیغمبر کلام اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اس وقت شیطان سننے والوں کے دلوں میں کئی شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے مثلاً یہ کہ پیغمبر جادوگر ہے، شاعر و مجنون ہے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے وغیرہ۔ مشرکین ان شبہات کی وجہ سے راہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں لیکن ایمان والوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ ان ناپاک شبہات سے پاک فرما دیتا ہے۔ قریب قریب یہی مضمون قرآن مجید کی آیت ذیل میں بھی مذکور ہے وکذلک جعلنا لکل نبی عدا واً شیطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غروراً (انعام ع ۱۲) کسی معنی تمام ہے یعنی جب تلاوت کرتا تھا جیسا کہ حضرت حسان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرتبہ میں کہا تھا۔

تسنی کتاب اللہ اول لیلۃ و آخرھا لاقی حمام المقادیر (بخاری)

اور امنیتہ ای قراءتہ و تلاوتہ (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں ایک وادی اور باطل قصہ نقل کیا جاتا ہے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں سورۃ والنجم اذا ہوئی تلاوت فرما رہے تھے۔ سامعین میں مسلمانوں کے علاوہ مشرکین بھی تھے جب اس آیت پر پہنچے دمنۃ الثالثۃ الاخریٰ تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری کرائیے۔ تلک الغرائیق العلیٰ وان شفاعتہن لتوفی (یعنی ہمارے یہ معبود بہت بلند رتبہ ہیں اور آڑے وقت میں ان کی شفاعت کی امید ہے۔) ان کلمات میں مشرکین کے معبودان باطلہ کی تعریف تھی اس لئے مشرکین بہت خوش ہوئے کہ آج محمد نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی ہے چنانچہ جب زیل علیہ السلام نے اگر حضور علیہ السلام کو اس غلطی پر متنبہ کیا۔ یہ شیطان القار تھا یہ قصہ شان نبوت کے سرسرنافی ہے اس لئے تمام مفسرین نے اسے رد کیا ہے یہ قصہ بھی صحیح سند سے مروی نہیں۔ امام محمد بن اسحق بن خزیمہ اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ موضوع اور من گھڑت ہے۔ زندیقوں اور ملحہوں کا ساختہ ہے اور نقل کے اعتبار سے ثابت نہیں۔ امام محمد بن اسحاق نے اس قصہ کے رد میں ایک کتاب بھی تصنیف کی وہی قصہ سئل عنہا لامام محمد بن اسحاق جامع السیرۃ النبویۃ فقال ہذا من وضع الزنادقہ و صنف فی ذلک کتابا۔ وقال الامام الحافظ ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی ہذا القصة غیر ثابتہ من جہۃ النقل (بحر ج ۲ ص ۳۰۷) امام قرطبی فرماتے ہیں اس سلسلے کی ایک روایت بھی صحیح نہیں۔ ولس منہا شئی یصح (قرطبی ج ۲ ص ۴۸) علامہ فاذن لکھتے ہیں انہ لم یروہا احد من اهل الصحۃ ولا اسندھا ثقتہ بسند صحیح او سلیم متصل (فاذن ج ۵ ص ۲۵) امام ابن خزیئہ اور بیہقی کا مذکورہ بالا قول امام رازی نے بھی نقل کیا ہے۔ روی عن محمد بن اسحق بن خزیئہ انہ سئل عن ہذا القصة فقال ہذا وضع من الزنادقہ و صنف فیہ کتابا الخ (کیر ج ۲ ص ۲۴۵) امام ابوالسعود رقمطراز ہیں۔ وهو المراد عند المحققین (ابوالسعود ج ۲ ص ۲۵۷) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین اہل التحقیق کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے کہ یہ قصہ باطل اور من گھڑت ہے اما اهل التحقیق فقالوا ہذا الرایۃ باطلۃ موضوعۃ (کیر) بہ شرط صحت قصہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور علیہ السلام دمنۃ الثالثۃ الاخریٰ پر پہنچے تو شیطان نے فوراً اپنی زبان سے حضور علیہ السلام کے لہجہ میں مذکورہ بالا الفاظ ادا کر دیئے جس سے سامعین کو دھوکہ ہوا کہ یہ کلمات خود حضور علیہ السلام نے پڑھے ہیں۔ وانما الامر ان الشیطان نطق بلفظ اسمعہ الکفار عند قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما یتلوا اللات والعزی دمنۃ الثالثۃ الاخریٰ و قرب صوت من صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی التبس الامر علی المشرکین وقالوا محمد قرأھا الخ (قرطبی ج ۲ ص ۱۷۷) لیکن حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے (اذا تسنی) ای تلا (القی الشیطان) الوساوس والشبہات فی قلوب السامعین (فی امنیتہ) ای فی اثناء تلاوتہ۔ یعنی سہم نے جو بھی رسول یا نبی دنیا میں بھیجا ہے وہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنا تا شیطان اس دوران میں لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات ڈالتا کہ وہ پیغمبر کی تلاوت سے متاثر نہ ہوں اور کلام اللہ سے بدظن ہو جائیں اور اسے ماننے سے انکار کر دیں۔ اذا تمنیٰ پر دو باتیں متفرع ہیں اول القی الشیطن دوم فینسخ اللہ الخ ایک شیطان کا فعل ہے اور ایک اللہ کا اور ہر ایک پر ایک امر متفرع ہے۔ القیٰ پر لیجعل اور فینسخ پر لیعلم جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے فینسخ الخ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو اللہ تعالیٰ دور فرما کر اپنی آیتوں کو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک کر کے محکم کر دیتا ہے۔

۱۔ محمد بن اسحاق سے اگر امام المغازی مراد ہے تو امام ابی حیان مؤلف البحر المحیط کو اس میں سہو ہو گیا ہے یہ قول محمد بن اسحاق امام المغازی کا نہیں ہے بلکہ یہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ صاحب الصحیح کا قول ہے۔ جو ابن خزیمہ کے نام سے مشہور ہیں اور بڑے پایہ کے محدث، ثقہ اور مستند ہیں۔ جیسا کہ امام رازی کی عبارت میں لگی صراحت موجود ہے۔ (سجاد بخاری)

۶۷ لیجعل الخ یہ الہی سے متعلق ہے یعنی شیطانی دوسو سے منافقین اور مشرکین کے لئے مزید گمراہی کا باعث بن جائے اور وہ وساوس و شہوات کے تابع ہو کر کفر و عناد پر مضبوط ہو جائے ہیں الذین فی قلوبہم مرض سے منافقین القاسیۃ قلوبہم سے مشرکین مراد ہیں ولیعلم الذین ادنوا العلم الخ فیسخ اللہ سے متعلق ہے یعنی اہل ایمان کے دلوں سے اللہ تعالیٰ نے شیطانی دوسووں کا اثر ڈال کر کے ان کے دلوں کو یقین سے بہرہ مند فرمایا تاکہ انہیں یقین ہو جائے کہ یہ قرآن شریف اور مسئلہ توحید حق ہے اور ان کے دلوں میں مزید اطمینان اور انابت پیدا ہو جائے وان اللہ لہد الخ جن لوگوں کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجزن ہے اور وہ

الحج ۲۲

۴۴۴

اقترب للناس

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۵۲ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ

سب خبر رکھتے محسوس الادلہ اس واسطے کہ جو کچھ شیطان نے ملایا اس سے جانچنے والوں کو

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ

جن کے دل میں روگ ہیں اور جن کے دل سخت ہیں اور

الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۵۳ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ

گنہگار تو ہیں مخالفت میں دور جا پڑے اور اس واسطے کہ معلوم کر لیں لوگ

أَوْتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ

جن کو سمجھل ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اس پر یقین لائیں

فَتُخَيِّتَ لَهُ قُلُوبَهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُدِ الَّذِينَ آمَنُوا

اور نرم ہو جائیں گے ان کے دل اور اللہ بھلے والے یقین لانے والوں کو

إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۵۴ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا

راہ سیدھی اور منکروں کو ہمیشہ رہیگا

فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ

اس میں دھوکا جب تک کہ آپہنچے ان پر قیامت بے خبری میں یا

يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يَوْمَ عَقِيمٍ ۵۵ أَلَمْ تَرَ يَوْمَ مِثْرَةَ

آپہنچے ان پر آفت ایسے دن کی جبیں کہ نہیں خلاصی کراج اس دن اللہ کا ہے

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

ان میں فیصلہ کریگا سو جو نیک یقین لائے اور نیک عمل کیا

فِي جَنَّاتٍ النَّعِيمِ ۵۶ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

نعت کے باغوں میں ہیں اور جو منکر ہوئے اور جھٹلایں ہماری باتیں

فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۵۷ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا

سوان گئے تھے ذلت کا عذاب اور جو گھٹے لوگ گھر چھوڑ آئے

منزل ۴

شیطانی وساوس سے متاثر نہیں ہوتے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ صراط مستقیم (راہ توحید) پر ثابت قدم رکھتا ہے اور گمراہی سے ان کی حفاظت فرماتا ہے آج بھی حال ہے جب کوئی عالم ربانی قرآن سے مسئلہ توحید بیان کرتا اور قرآن کی آیتیں تلاوت کرتا ہے تو شیطان سامعین کے دلوں میں طرح طرح کے دوسوے اور شبہ ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ نور آیات سے مومنوں کے دلوں سے شہادت کی تائید دو فرمادیتا ہے ۶۷ دلائل بخیر و عقیقہ سے مراد قیامت کا دن ہے یا جنگ بدر کا دن جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے (قریبی) پہلی صورت میں یہ فقط تخویف اخروی ہوگی اور دوسری صورت میں تخویف دنیوی بھی ہوگی۔ عقیقہ ای لا مثل لہ فی عظم امسہ (بدر) یعنی عقیقہ اسے کہتے ہیں جس کا شدت میں مثل نہ ہو۔ حاصل یہ ہے کہ جو لوگ وساوس و شہادت کے تابع نہ ہوتے ہیں وہ کبھی ہدایت نہیں پاسکتے وہ ہمیشہ قرآن کے بائیں میں شک و شبہ میں مبتلا رہیں گے یہاں تک کہ اچانک قیامت آجائے یا وہ قیامت کے یا بدر کے المناک اور شدید ترین عذاب میں مبتلا ہو جائیں اس وقت ان کے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے اور انہیں یقین ہو جائیگا۔ قرآن حق ہے مسئلہ توحید حق ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیے رسول ہیں مگر اس وقت اس ایمان و توحید کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس وقت وہ اپنے کفر و انکار اور جحود و عناد کی سزا پا چکے ہوں گے ۶۸ الملک الخ جس دن وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے اس دن تمام اختیار و تصرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور دنیا کی طرح مجازاً بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے اس دن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اپنا ہوگا اور حکم الہی کے خلاف کوئی سفارشی یا مددگار نہ ہوگا۔ (الملک) ای

بابت شہادت اخروی

بابت شہادت اخروی

۴۴

السلطان القاهر والاستیلاء التام والنقص

موضع قرآن میں کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں کچھ تفاوت نہیں در ایک اپنے دل کے خیال سے اس میں بیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب اس میں نہ ہوا پھر اللہ جتادیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں یعنی اس میں گمراہ اور بھٹکتے ہیں سو کھاکام ہے ہلکا اور لیان والے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا خیال نہیں اگر موتا تو یہ بھی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط ہوتا اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اس کو اللہ یہ بات سمجھاتا ہے۔

فتح الرحمن ما مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب یہ نہ کہ حجت کردہ اندر مرنی کہ نخل بسیار دار پس ہم بجانب یامہ ہجرت و در نفس الامر مدینہ بود و مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب دید کہ بیکہ در آمدہ اند و ملحق فتح الرحمن و تھرمیکند پس ہم آمد کہ در مہال سالین معنی واقع شود و در نفس الامر بعد از ماہاتے چند تحقیق شد و در امثال میں صورت امتحان مخلصان و منافقان در میان می آید ۱۲۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قَاتِلُوا أَوْ مَاتُوا لِيَرْزُقَهُمُ اللَّهُ

اللہ کی راہ میں پھر مائے مئے یا مر گئے البتہ ان کو دیکھا اللہ

رِزْقًا حَسَنًا وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٥٨﴾

روزی خاص ملے اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دینے والا

لِيَدْخُلَنَّهُمْ مَدْخَلًا يُرْضَوْنَ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ خَلِيمٌ ﴿٥٩﴾

اللہ پہنچائے گا انکو ایسے ایک جگہ جس کو پسند کریں گے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے سمجھنے والا

ذَلِكَ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

یہ ہے جس نے بدلہ لیا جیسا کہ اس کو دکھ دیا تھا پھر اس پر کوئی زیادتی نہ

لِيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿٦٠﴾ ذَلِكَ بَانَ لِلَّهِ

تو البتہ اسکی مدد کریگا اللہ بیشک اللہ درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے یہ ہر لحاظ سے اللہ

يُؤَيِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَيِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَإِنَّ اللَّهَ

لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور اللہ

سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٦١﴾ ذَلِكَ بَانَ لِلَّهِ هُوَ الْحَقُّ وَإِنَّ مَا

سناتا ہے دیکھتا ہے یہ اس واسطے ہے کہ اللہ وحی ہے صحیح اور جس کو

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ

پکارتے ہیں اس کے سوا وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر

الْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی بھیجا

فَتَصْبِحُ الْأَرْضُ خَضِرَةً إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿٦٣﴾

پھر زمین ہوجاتی ہے سبز بیشک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو

لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ

اسکی ہر شے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بھوکا

منزل ۴

على الاطلاق (يومئذ لا يكون فيه لاحد تصرف من الصفات في امر من الامور لا حقيقة ولا مجاز ولا صورة ولا معنى كما في الدنيا) البوالسودج ۴ (۲۵۹) کے فالذین امنوا تعذب ماہین یہ محکم بینہم کی تفصیل ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو آخری فیصلہ فرمائے گا جس میں کسی کو دخل دینے کی مجال نہ ہوگی وہ یہ ہوگا کہ ایمان والوں کو جنت میں اور مشرکین و مکذبین کو جہنم میں داخل کیا جائیگا۔ فالذین امنوا الخ یہ ان مومنین صالحین کے لئے بشارت اخروی ہے جن کے دلوں میں دین حق کے بارے میں کوئی شک نہ ہے۔ والذین کفرو الخ یہ منکرین اور مکذبین کے لئے تحویف اخروی ہے کہ آخرت میں ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔ محکم بینہم یعنی یوم القیامہ ہوگا وہاں وحید لا منازع لہ فیہ ولا مدافع.... ثم بین حکمہ فق

(فالذین امنوا وعملوا الصالحات فی جنت النعیم والذین کفروا وحذوا بایاتنا فاولئک لہم عذاب ماہین

(قرطب ج ۱۲) کفار و مشرکین کے لئے دنیا اور آخرت میں عذاب ذلت و رسوائی کا باعث ہے لیکن مومنین کو دنیا

میں جو تکلیفیں پہنچیں یا آخرت میں انہیں جو گناہوں کی سزا ملے گی وہ ان کے لئے ذلت و رسوائی نہیں بلکہ ان کی

تطہیر اور بلندی درجات کا سبب ہوگی الخ والذین

ہاجروا لانا۔ هو العلیٰ الکبیر یہ ان اللہ بیدافع عن

الذین امنوا سے متعلق ہے۔ وہاں مشرکین سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور یہاں اللہ کی راہ میں ہجرت

کرنے کی ترغیب دی گئی۔ مشرکین ایمان والوں کو مسجد حرام سے روکتے اور خود اللہ کے اس گھر میں عداوت

شکر کرتے ہیں اور مسلمانوں پر بے دریغ ظلم کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان ظالموں سے جہاد کرنے کی اجازت

دی گئی اور ساتھ ان کو فتح و کامرانی کی خوشخبری اور شہید ہونے والوں کو جنت کی بشارت سنائی گئی۔ والذین

ہاجروا الخ جن لوگوں نے محض اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی اپنا مال و جان قربان کیا اور وطن چھوڑا اسکے بعد مشرکین سے

جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے یا بستر مرگ پر وفات پائی سب کے لئے آخرت میں نیک انجام کی بشارت ہے آخرت میں

ان کے لئے ایسا رزق ہوگا جو بلا مشقت حاصل ہوگا۔ کبھی ختم نہ ہوگا اور ان کی آرزوں اور خواہشوں کے مطابق ہوگا۔ رزق احسن اسی لا ینقطع ابداً و هو

رزق الجنة لان فیہا ما تشہی الانفس وتلذ الا عین (غازن ج ۵) کے لیدخلنہم الخ اور ان کو ایسے

بہشتوں میں داخل کیا جائیگا جنہیں وہ پسند کریں گے اور جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور اللہ

سناتا ہے دیکھتا ہے یہ اس واسطے ہے کہ اللہ وحی ہے صحیح اور جس کو

پھر زمین ہوجاتی ہے سبز بیشک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو

اسکی ہر شے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بھوکا

جہاں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز

۴۷؎ ذلہ بان اللہ یولج الخ یہ فتح و نصرت کی دلیل اتی ہے و عدہ فتح و نصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلین فر کر کی جکی قلت عدد کے باوجود اللہ تعالیٰ مشرکوں کے کثیر العدد لشکر اور مسلح فوجوں پر فتح لے سکے۔ کیونکہ یہ نظام شب و روز اسکی قبضہ میں ہے جو رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لاسکتا ہے وہ ایک جماعت کو دوسری جماعت پر غلبہ بھی لے سکتا ہے اسی ذلک النص کا ثبوت بسبب ان اللہ تعالیٰ شانہ قادر علی تغلب بعض مخلوقات علی بعض و المد اولیٰ بین الاشیاء المتضادة و من شانہ ذلک (روح ج ۲، صفحہ ۱۹) ۴۸؎ وان اللہ سمیع بصیر۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھنے والا اور سننے والا بھی ہے یہ باقبل کا ثبوت

الحج ۲۲

424

اَقْتَرِبْ لِلنَّاسِ ۝۱۱

الْحَمِيدُ ٦٣) الْمُرْتَرَانِ اللَّهُ سَخَّرَ لَكُمْ مِمَّا فِي

تعریفوں والا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس میں کر دیا ہے جو کچھ ہے

الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِ رَبِّهِ وَ

زمین میں اور کشتی کو جو مہیتی ہے دریا میں اس کے حکم سے اور

بِسْمِكَ السَّمَاءُ أَنْ نَقْعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِكَ

اَللّٰهُمَّ بِالْبَسَاتِ لَعْنَةُكَ عَلَىٰ كُفْرِهِمْ وَرَيْنَ بَدْرٍ

بیشک اللہ لوگوں پر نرمی کرے گا جہاں ہے اور اسی نے

أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ إِنَّ الْإِنْسَانَ

متم کو جلا ماتی پھر مارتا ہے پھر جلا دے گا بے شک انسان

ناتھریے و ہر امت کہنے ۱۴۸ مہم نے مقرر کردی ایک لڑائی کی کہ وہ اسی طرح کرتے ہیں

فَلَا يَنَازِعُكَ فِي الْأَمْرِ أَدْعُ إِلَى رِبِّكَ إِنَّكَ

سوچا ہے مجھ سے جھگڑا کرے اس کام میں اور تو بلاتے جا اپنے رب کہوں بیشک تو

لَعَلِّي هُدَىٰ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ وَإِنْ جَدَلْتَهُمْ فَقُلْ أَبْلِغْ

عَلَيْكُمْ أَتَعْمَلُونَ (۶۸) اَللّٰهُمَّ مَحْكُومٌ بِسَنَةِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ

ہم پر جتنا ہے جو تم کرتے ہو اللہ فیصلہ کرے گا تم میں قیامت کے دن

فِي مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ

پس چیز میں تہاری راہ عبادت کی کیا جھوٹا معلوم نہیں ہے کہ اللہ

یَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ لَنِيَّتٍ ۚ

جائے ہے جو پھر ہے اہل اور دین میں یہ سب کچھ ہے

منزل

آسمان سے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے جس سے خشک اور بنجر زمین میں سرسبز و شاداب کمبیت لہلہانے لگتے ہیں لطیف وہ ایسا باریک بین ہے کہ باریک باریک دانوں کو اگا کر زمین سے باہر نکال دیتا ہے جبیر اور اپنے بندوں و تمام جاندار مخلوق کی حاجتوں و ضرورتوں سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اس کی ضرورت اور حاجت کے مطابق زمین سے روزی مہیا فرماتا ہے لہذا مافی السموات الخ تقدیم خبر افادہ حصر کے لئے ہے زمین و آسمان سے وہی ہر ایک کو روزی بہم فرماتا ہے اور ساری کائنات اسی کے ملک اختیار اور اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے المعنی وہی کا محتاج نہیں مگر ساری کائنات اس کی محتاج ہے الحمید وہ تمام کائنات کا مالک ہے ضمیمہ فضل اور تعریف خبر مفید حصر میں یعنی اللہ تعالیٰ ہی مستغنی ہے اور وہی تمام صفات الوہیت کا مالک ہے اسکے سوا نہ کوئی غنی ہے اور نہ صفات کار سازی کا مالک۔ جو بلند و برتر اور قادر و عظیم ذات صفات بالا سے متصف ہے وہی کار ساز اور حاجت رول ہے لہذا اسکے سوا حاجات و مشکلات میں کسی کو مافوق الاسباب مت پکارو گے الم تر ان اللہ صخر الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر دوسری دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے زمین کی تمام قوتوں کو زمین میں پیدا ہونے والی تمام چیزوں کو اور زمین موضع قرآن و المعنی اس کا حق نہیں مانتا یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے ہیں ہر حکم کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں۔

فتح الرحمن و در این آثار است با این اختلاف بسبب اختلاف عصارست و هم شرح حق از دو زبان خود معمول است پس نزاع و تحقیقت آهنا پیدا کرد ۱۲.

ہے کیونکہ جس طرح ناصر مدد کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ مظلوم کی مدد پر قادر ہو۔ اس طرح کے لئے لابدی ہے کہ وہ مظلوم کے حال سے باخبر ہو۔ من تسمہ الحکم لابد منه اذ لابد للناصر من القدرة علی نصر المظلوم ومن العلم بانہ کذلک (روح ۶) ۱۷۷
وَلَاکَ بَانَ اللّٰهُ هُوَ الْحَقُّ الْخَلْقِ یَفْتَحُ وَنَصْرَتِکِی دَلِیلُ
لمی ہے یعنی فتح و نصرت کی اصل علت اور وجہ کیا ہے
یعنی اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور اس کے سوا
جن معبودوں کو مشرکین پکارتے ہیں وہ باطل اور بے
حقیقت ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور فتح
دیگا۔ جو خالصتہً اُس کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو
پکارتے ہیں اور معبودان باطلہ کے پیاریوں کو مغلوب
مقبور کرے گا یا یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے اللہ
تعالیٰ کمال قدرت اور شمول علم کے ساتھ اس لئے متصف
ہے کہ وہی معبود برحق ہے جس کی الوہیت دلائل قاہرہ
اور براہین واضحہ سے ثابت ہو چکی ہے لہذا جو مستحق
الوہیت ہو وہی ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کا عالم
ہو سکتا ہے الثابت الہیۃ فلا یصلح لہا الا من
کان عالمًا قَادِرًا (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۹۳) ۱۷۸
یہ ہر چیز پر غالب، مثل و نظیر اور شریک و ہم
بالک در منزلہ۔ الکبیر ذات میں کامل، واجب الوجود اولی
اور ابدی، امی لعالی علیٰ کل شئی بقدر رحمہ والعالی
لین الاستبہاء والانداد۔۔۔ الکبریاء عبادۃ عن کمال
لذات۔ اسی لہ الوجود المطلق ابدی و ازلانہ اول
قدیم و الآخر لباقی بعد فناء خلقہ (قرطبی ج ۱ ص ۱۸۱) ۱۷۹
۱۸۰ الم تر ان اللہ انزل کتابا۔ ان الانسان لکفور
بما عنہ من حق اول (نفعی شرک اعتقادی) کا اعادہ ہے اور یہ
و عقل و دلیل ذکر کی گئی ہیں الم تر ان اللہ انزل الخ
۱۸۱ عقول و دلیل ہے تم سب ہی تم کو اس سے مشاہدہ کرتے ہو کہ

موتانی ترک عفتی
 (کرم) کی طرف سے
 بددوسری عقل میں

معصوم بنائی یعنی
 شکر و فعل کا اعادہ
 معصوموں
 سے دونوں
 کے لئے تشریح کیا گیا

مضمون نہانی یعنی
شکرِ فعل کا اعداد
مضمونوں
مضمونوں
مضمونوں

--	--

میں بننے والی ساری مخلوق کو اپنے حکم سے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ ہر چیز کسی نہ کسی شکل میں انسان ہی کے لئے کام کر رہی ہے۔ کشتیوں اور بحری جہازوں کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ دریاؤں اور سمندروں میں پانی کی غفیناک لہروں اور فلک بوس موجوں میں سے کس طرح بحال قدرت بجا کر صحیح سالم کناٹے لگاتا ہے آسمان کو اس نے اپنے حکم سے ستونوں کے بغیر قائم کر رکھا ہے کیا مجال ہے کہ زمین پر گر پڑے یہ سب اللہ تعالیٰ کی شفقت اور مہربانی ہے وہ اللہ جواب قادر اور ایسا مہربان ہے وہی اپنے بندوں کا حاجت روا اور کارساز ہے نہ وہ والذی احیاکم الخ ذلال مذکورہ بالا سے معلوم ہو گیا کہ کارساز اور حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں کیونکہ وہ قدرت اور علی الاطلاق اور ساری کائنات میں متصرف مطلق ہے۔

جس طرح وہ مردہ زمین میں بارش سے زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے اور بے جان نطق سے انسانوں اور دیگر جانداروں کو پیدا کر سکتا ہے اسی طرح وہ قیامت کے دن تمام انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ ان الانساکفوس لیکن یہ انسان کس قدر احسان فراموش اور ناشکر گزار واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احسان و انعامات کو بھلا کر ان کی ناشکری کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی عاجز مخلوق کو شریک بنانا اور آخرت کا انکار کرنا یہ (ان الانسان لکفور) ای الجحود لما ظہر صبت الایات الدالۃ علی قدرۃ و وحدانیۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۳) لکل امة جعلنا الخ یہ سورت کے مضمون ثانی یعنی نفی شرک فعل کا اعادہ ہے منسکا قربانی کرنے کی جگہ قال قتادہ و مجاہد موضع قربان یدمجون فیہ (خازن و معالم ج ۵ ص ۲) اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان سابقہ سے دلیل نقل پیش فرمائی کہ محض اللہ کی رضا کے لئے ہم نے ہر شریعت میں قربانی دینے کا دستور مقرر کیا تھا اور یہ شرک فعل جس کا مشرکین ارتکاب کرتے ہیں کسی دین میں ہم نے جائز نہیں کیا اس لئے اس معاملہ میں آپ ان کے جھگڑے کی پروا نہ کریں اور نرمی اور احسن طریق سے توحید کی دعوت دیتے رہیں کیونکہ آپ سیدھی راہ پر ہیں اور یہ مسئلہ توحید ہم پر بغیر نے اپنی امت کو واضح کر کے بتایا ہے۔ (وادع الی سربک) الی توحیدہ و عبادتہ حبیبائین فی منسکھہ و مشر یعہم (ابوالسؤ ج ۶ ص ۲۶، روح ج ۱ ص ۱۹۴) اسی الی توحیدہ و دینہ والایمان بہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۳) وان جادلوک الخ اور وہ اگر خواہ مخواہ آپ سے جھگڑا کریں تو بھی آپ ان سے اعراض کریں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد فرمائیں وہ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ان

مذکورہ بالا کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے لئے ایک شریعت مقرر فرمائی ہے اور ہر قوم کو اس شریعت کی اتباع سے روکا ہے۔ اگر کوئی اس شریعت کی مخالفت کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی۔

الحج ۲۲

۷۴۷

اقترب للناس

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۝۴۰ وَيَعْبُدُونَ مِنْ

یہ اللہ پر آسان ہے اور پوجتے ہیں

دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطٰنٌ ۝۴۱

اللہ کے سوا کچھ جسکی سند نہیں آئی اس نے اور

مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۝۴۲ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ

جس کی خبر نہیں ان کو اور بے انصافیوں کا کوئی نہیں

مِنْ نّٰصِرٍ ۝۴۳ وَاِذَا اُتٰتِلْهُمُ اٰیٰتُنَا بِیْنَتٍ

مردگار اور جب آئے ان کو ہمارے آئین ساف

تَعْرِفُ ۝۴۴ فِیْ وُجُوْهِ الذّٰلِمِیْنَ کُفْرُوْا

تو پہچانے تو مشرکوں کے منہ کی

الْمُنْكَرُ ۝۴۵ یَّكَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالذّٰلِمِیْنَ

برہمن کی شکل نزدیک جاتے ہیں کہ حملہ کر پڑیں ان پر جو

یَتَلَوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا قُلْ اَفَاَنْبِئُكُمْ

پڑھتے ہیں ان کے پاس ہمارے آئین تو کہہ میں تم کو بتلاؤں

بَشَرٍ مِّنْ ذٰلِکُمْ اَلْبَاسُ ۝۴۶ وَعَدَہَا

ایک چیز اس سے بدتر وہ آگ ہے اسکا وعدہ کر دیا

اللّٰهُ الذّٰلِمِیْنَ کُفْرُوْا ۝۴۷ وَیَبْسُ لِمَصِیْرٍ ۝۴۸

ہے اللہ نے مشرکوں کو اور وہ بہت بری ہے پھر جائیکہ

یَاٰیٰتِہَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ ۝۴۹ فَاسْتَمِعُوْا

لے لوگو ایک مثل کہی ہے تہ سو اس پر کان

لَہٗ اِنَّ الذّٰلِمِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

رکھو جن کو تم پوجتے ہو

منزل ۳

اعمال کی ان کو پوری پوری سزا ملے گی اللہ محکم الخ اور قیامت کے دن اس جھگڑے کا صاف فیصلہ کر دیا جائیگا۔ مومنین جنت میں داخل کئے جائیں گے اور مشرکین جہنم میں یہ نرم اور مشفقانہ انداز میں تحریف و تحذیر ہے۔ وھذا و عید و انذار و لکن برفق و لبین (بجرح ۶ ص ۳۶) اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے اور ان پر بمنزلہ دلیل ہے فی کتب یعنی لوح محفوظ اور علم الہی میں۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اس کے سوا کوئی بشر، کوئی فرشتہ اور کوئی جن اس صفت سے متصف نہیں اس لئے اس کے سوا متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز بھی کوئی نہیں ہے۔ و یعبدون الخ یہ بطور زجر و دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے مشرکین اللہ کے سوا ایسے خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے معبود ہونے کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور جن کے معبود ہونے پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

موضع قرآن و یعنی بتوں کے عمل ایک کتاب میں لکھے ہیں۔

سلطان سے دلیل وحی اور دلیل نقلی اور علم سے دلیل عقلی مراد ہے۔ سلطانا ای حجة وبرهاناسما ویا من جهة الوحی والسمع والیس لصحة علم ای دلیل عقلی ضروری اور غیرہ (بجرا) ہے واذانتی الخ یہ بھی شکوی ہے مشرکین کو جب ہماری آیتیں پڑھ کر سناتی جاتی ہیں جن میں خالص توحید کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے چہروں پر نفرت اور عداوت کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی آیتیں پڑھنے والوں پر حملہ کر دیں گے قل افانصبکم تحویف اخروی ہے آپ ان مشرکین سے فرما دیں کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے توحید سنانے والوں پر غیرت و غضب اور توحید سے تمہاری نفرت سے بدرجہا بدتر ہے النار ای ہوالنار (مدارک) وہ آگ ہے جو ایسے منکرین ہی کے لئے تیار کی گئی ہے

اقترب للناس ۱۷۸ ۴۳۸ الحج ۲۲

دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْتَنْقِذُوا مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ ۖ فَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں

اور اگر کچھ چھین لے ان سے مکھی

چھڑا نہ سکیں وہ اس سے بودا ہے چاہنے والا اور

جن کو چاہتا ہے اللہ کی قدرت نہیں سمجھے جس کی قدرت ہے

بیشک اللہ زوردار ہے زبردست و اللہ چھانت لیتا ہے

خزشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ

دیکھتا ہے و جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے

اور جو کچھ ان کے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی

نہ لے ایساں والو رکوع کرو اور

سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور

سجداں کرو تاکہ تمہارا مہلک ہو

یاتھا الناس الخ یہ سورت کے دونوں مضمونوں کے ساتھ متعلق ہے پہلے سے بالذات اور دوسرے سے بالتبع یعنی اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب میں پکارتے ہو وہ بالکل عاجز ہیں تمہاری مدد کرنا تو درکنار وہ اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور اپنے نفع نقصان کے مالک بھی نہیں لہذا وہ نذو نیاز کا استحقاق بھی نہیں رکھتے اس طرح اس سے شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہو گئی ابتدائے سورت سے یہاں تک مسئلہ توحید کے اثبات اور اعتقادی اور عملی شرک کے رد پر دلائل عقلیہ اور نقلیہ پیش کیے گئے۔ یہاں معبودان باطلہ کے عاجز و بے بس ہونے اور غیر اللہ کی پکار کے بے سود ہونے کو ایک تمثیل سے واضح کیا گیا ہے یعنی اے مشرکین اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب و حاجات میں پکارتے ہو وہ تمہاری حاجت براری اور داد رسی نہیں کر سکتے۔ وہ بالکل عاجز ہیں حاجت روا اور مشکل کشا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو رب کا خالق و مالک ہے اور تمہارے معبود تو سارے مل کر بھی ایک مکھی پیرا کر نیکی قدرت بھی نہیں رکھتے مکھی کو پیدا کرنا تو درکنار اگر ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں سے کسی کچھ سمجھو اس اپنے منہ میں ڈال کر لے آئے تو وہ اس کے منہ سے چھڑنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے توجو معبود اس قدر عاجز اور بے بس ہوں انکی عبادت کرنا۔ ان کو کار ساز سمجھ کر مصائب میں پکارنا اور انکی رضا جوئی کے لئے نذریں نیازیں دینا نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ ضعف الطالب و المطلب طالب یعنی غیر اللہ کو پکارنے والا و المطلب یعنی معبود باطل دونوں کمزور ثابت ہوتے طالب اس طرح کہ اس نے غیر محل سے حاجت مانگی اور مطلب اس طرح کہ اپنے پیجاری کو کچھ نہ دے سکے الطالب عابد غیر اللہ تعالیٰ و المطلب الالهة (روح ج ۱، ص ۲۸)

یہ ایک بڑا بڑا جوب ہے ۱۷۸ ص ۱۷۸ کا بالاجل اعادہ

وَالَّذِينَ آمَنُوا

منزل ۴

اس آیت سے اولیاء اللہ کو حاجات و مشکلات میں پکارنے کی مانعت ثابت ہوتی ہے بعض جہلا کا خیال ہے کہ اولیاء اللہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں اس لئے وہ ان کی نذریں دیتے ہیں وہ انکو قبروں میں متصرف و مختار سمجھتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر قبروں سے باہر نکل آتے ہیں اور انکی مدد کرتے ہیں۔ (ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا) اشارۃ الی ذم الغالبن فی اولیاء اللہ تعالیٰ حیث یتغیثون بهم فی الشدة غافلین عن اللہ تعالیٰ وینذرون لہم النذور والعقلاء منهم یقولون انہم وسألنا الی اللہ تعالیٰ... ولا یجفی انہم فی دعواہم أشیہ الناس بعدة الاصنام الغالبن انما یغیدہم لیتقربوا الی اللہ زلفی... وقہم من ینبئ التصوف لہم جمیعاً فی قیومہم... والعلماء منہم یحرمون التفسر فی القبور فی اربعة احسنہ واذابو باللیل قالوا ثبت ذالک بالکشف قال لہم اللہ تعالیٰ ما جہلہم واکثر انراکھم و متہم من یزعم انہم یخرجون من القبور ویتشکون بالشکال مختلفہ... وکل ذالک باطل الاصل للہ فی الکتاب السنۃ وکلام سلف الحقہ وقد افسدہم لولاء علی الناس ینہم الخ (روح ج ۱، ص ۱۱۳)

وہ نذرت عطا کرتے ہیں ان کو جو قبروں میں متصرف و مختار سمجھتے ہیں ان کو ان کی نذریں دیتے ہیں ان کی حاجت روائی کرتے ہیں ان کی نذریں دیتے ہیں ان کی نذریں دیتے ہیں

موضع قرآن و چاہنے والا کافر اور جسکو چاہتا ہے اُسے بت بھی چاہتی ہے کونہ وہ مورت اڑاتی ہے اسکو نہ اس مورت کا شیطان و یعنی ساری خلق میں بہرہ لوگ ہیں پیغام پہنچانے والے فرشتوں میں سے

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ

اور محنت کرو اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیے اس کے واسطے محنت اس نے

اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي

تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر

الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مَثَلَهُ آيَاتُ

دین میں کچھ مشکل دین تمہارے باب اللہ

إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمُّكُمُ الْمُسْلِمِينَ هُوَ

ابراہیم کا اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان

مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ

پہلے سے قبل اور اس قرآن میں تاکہ رسول ہو

شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ

بتانے والے تم پر اور تم ہو بتانے والے

عَلَى النَّاسِ فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ

لوگوں پر سو قائم رکھو نماز

وَاتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا

اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو

بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ

اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے

فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَ

فہ سو خوب مالک ہے اور

نِعْمَ النَّصِيرُ ﴿۸﴾

خوب مددگار و

منزل ۴

یہ مآقدرو اللہ الخ ان ظالموں نے خدا کی قدر نہ پہچانی۔ اس حق و قیوم اور قادر و متصرف کے علاوہ ایسے عاجز و معبودوں کو پکارنے لگے جو ان کے نفع و نقصان کا اقتبا نہیں رکھتے نہ ان میں حاجت پوری کرنے اور مصیبتیں دور کرنے کی طاقت ہے بلکہ وہ تو ایک کمٹی سے بھی عاجز ہیں مآقدرو اللہ حق قدرہ (جیٹا اللہ کو ابہ شیئاً لا یقام) صنعت مخلوقاتہ (جامع البیان ص ۲۹) حالانکہ عبادت اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اللہ تعالیٰ کا حق اس کی عاجز مخلوق کو دینا بہت بڑی بے انصافی اور بدترین قدرنا شناسی ہے ان اللہ لقوی عزیز اللہ تعالیٰ جو طاقت و قدرت کا مالک اور سب پر غالب اس کے مقابلہ میں کسی عاجز مخلوق کو کار ساز سمجھنا ہرگز قرین دانش نہیں ہے اللہ

یصطفی الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پیالے بندے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیارات دے کر اپنا نائب بنالیا ہے اور وہ باذن اللہ مخلوق کی کار سازی کرتے ہیں فرمایا یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پیالے اور برگزیدہ بندے ہیں مگر وہ اللہ کے نائب اور کارخانہ عالم میں متصرف و مختار اور کار ساز نہیں ہیں کیونکہ کار سازی کے لئے

غیب دان ہونا ضروری ہے اور وہ غیب دان نہیں ہیں۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی سمیع لکل شیء (ہر بات کو سنے والا) اور بصیر بکل شیء (ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے۔ والی اللہ ترجع الامور اور کار ساز بھی وہی ہے دوسرا کوئی نہیں یا یہ تمثیل مذکور سے متعلق ہے معبود من دون الکی عاجزی اور بے بسی کو ایک مثال سے واضح کر کے فرمایا۔ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام بیشک میرے منتخب اور محبوب بندے ہیں۔ مگر معبود بننے کے لائق وہ بھی نہیں کیونکہ وہ خواص معبودیت اور صفات کار سازی سے عاری ہیں ۷۹

یعلم ما بین الخ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں والی اللہ ترجع الامور اور متصرف و مختار بھی وہی ہے لہذا دور و نزدیک سے حاجات میں پکارنا اور نذرین نیازیں دینا صرف اسی کے لئے جائز ہیں اس کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ۸۰ یا ایہا الذین امنوا الخ مضامین سورت کا بالا جمال اعادہ ہے ارکعوا واسجدوا واعبدوا الخ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف و کار ساز سمجھو صرف اسی کو پکارو اور نذرین منیتیں بھی اسی کے نام کی رو الغرض ہر قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ کیلئے مختص کرو اور کسی کو کسی

عبادت میں شریک نہ کرو۔ اعبدوا ولا تعبدوا وغیرہ (کبیر ج ۶ ص ۲۶۳) و افعلوا الخیر الخ اور اللہ تعالیٰ کے باقی تمام احکام بجا لاؤ۔ کیونکہ اللہ کی توحید اور اس کے احکام کی پیروی ہی پر نجات اخروی اور فلاح سرمدی موقوف ہے ۸۱ وجاہدوا الخ حکم جہاد کی طرف اشارہ۔ مشرکین مکہ تمہیں مسجد حرام سے روکتے ہیں اور یہ خود اس میں شریک کرتے ہیں اس لئے تم ان سے جہاد کرو تاکہ اللہ کی توحید کا بول بالا ہو ہر طرف صرف معبود حق کی عبادت کا چرچا ہو اور دنیا سے شرک نیست و نابود ہو جا

موضع قرآن و اسی نے تمہارا نام رکھا، مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراہیم نے پہلی دعائیں کہا کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن میں شاید انہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو اور رسول بتانے والا ہو یعنی پسند کیا تم کو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول نکلا اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی سب کی غلطی اس پر معلوم ہوئی سب کو صحیح راہ بتائی ہیں

خواجبتکم الخ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے دین کی تائید و نصرت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور دین میں شدت اور نگی نہیں کی بلکہ احکام میں حسب احوال رخصتوں کی گنجائش بھی رکھی ہے۔ (من حراج) ضیق بل رخص لکم فی جمیع ما کلفکم من الطہارۃ والصلوۃ والصوم والحج بالیسر وبالایمان وبالقصر والافطار لغدہ السفر والمغن وعدم الزاد والرحلۃ (مدارک ج ۳ ص ۵۹۲) مدۃ ابیکم الخ یہ دونوں معنوں پر دلیل نقل ہے مدۃ کا نائب مقدر ہے قال الزجاج المعنی اتبعوا مدۃ ابیکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۱) اپنے باب ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو۔ ملت ابراہیمی کی بنیاد توحید اور اللہ کے لئے کامل انقیاد پر ہے چنانچہ انہوں نے تم لوگوں کا جو ان کی ملت کے متبع ہو پہلے سے مسلمین نام رکھ دیا یا مستحکم کی ضمیر فاعل ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں ملت ابراہیمی کے پیروؤں کا نام مسلمین رکھا اکثر مفسرین نے اس کو ترجیح دی (خازن ص ۹۳) لیکن رسول اللہ شہید کے معنی ہیں حق بتانے والا شہداء اس کی جمع ہے میرا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تم پر حق یعنی مسئلہ توحید بیان کرے اور تم انبیاء کی نسلوں کو حق سنا دیا شہید معنی گواہ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر شہادت دیں گے کہ آپ نے ان کو پیغام حق پہنچا دیا۔ امت محمدیہ پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ ان کے انبیاء علیہم السلام نے ان کو پیغام توحید پہنچا کر ان پر حجت خداوندی قائم کر دی (شہید علیکم) اسی یوم القیامۃ ان قد بلغکم وتکوفا شہدا علی الناس ای تشہدون یوم القیامۃ علی الامم ان سلفکم قد بلغکم (خازن ج ۵ ص ۵۲) لفظ شہید کی پوری تحقیق سورۃ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۲۳ حاشیہ ۲۳

۹۴ فاقیموا الصلوۃ الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک امتیازی شان عطا فرمائی ہے اس لئے تم اس کا شکر ادا کرو۔ اس طرح کہ اس کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اس کے تمام احکام بجا لاؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور ہر معاملہ میں اسی پر محسوسہ کرو۔ اس کی اطاعت تو مکمل طور سے کرو لیکن بھروسہ عبادت و طاعت پر نہ رکھو۔ بلکہ اس کی رحمت پر رکھو۔ و انہا خصکم بہذہ الکرامۃ والاثوۃ (فاقیموا الصلوۃ) وثقوا باللہ وتوکلوا علیہ لابل الصلوۃ والزکوۃ (مدارک ج ۳ ص ۵۲) واذ قد خصوا بہذہ الکرامۃ والاثوۃ فاعبدوہ وثقوا بہ ولا تطلبوا النصرة والولایۃ الامنہ فہو خیر مولیٰ وناصر (بحر ج ۶ ص ۳۹۲) ۹۵ ہو مولیکم الخ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا حامی و ناصر اور مالک متولی ہے۔ وہ کیسا ہی اچھا مالک ہے کہ نافرمانیوں کے باوجود روزی بند نہیں کرتا۔ اور کیسا ہی اچھا مددگار ہے کہ اگر اس کی مدد شامل حال ہو تو آدمی کسی بھی میدان میں ناکام نہیں ہو سکتا۔

سورۃ حج کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

- ۱۔ یا ایہا الناس ان کنتم فی سرب — تا — وانہ علی کل شئی قذیر (۱۴) دلیل عقل برائے ثبوت قیامت ونفی شرک فی التصرف
- ۲۔ یدعوا من دون اللہ — تا — لبس المولیٰ ولبس العشییر (۲۴) نفی شرک فی التصرف
- ۳۔ الم تر ان اللہ یسجدلہ — تا — ان اللہ یفعل ما یشاء (۵۴) نفی شرک فی التصرف
- ۴۔ واذ بوانا ابراہیم — تا — فالحکم الہ واحد قلہ اسلموا (۵۴) نفی شرک فعلی
- ۵۔ ذالک بان اللہ هو الحق — تا — وان اللہ لہو الغنی الحمید (۸۴) نفی شرک فی التصرف
- ۶۔ الم تر ان اللہ انزل — تا — وان اللہ لہو الغنی الحمید (۸۴) نفی شرک فی التصرف
- ۷۔ الم تر ان اللہ سخر لکم — تا — ان الانسان لکفور (۹۴) نفی شرک فی التصرف
- ۸۔ الم تعلم ان اللہ یعلم — تا — ان ذالک علی اللہ یسر (۹۴) نفی شرک فی التصرف بالذات ونفی شرک فعلی بالبعث
- ۹۔ ان الذین یتدعون من دون اللہ — تا — ان اللہ لقتویٰ عزیز (۱۰۴) تمثیل برائے نفی تصرف واختیار از معبودان باطلہ
- ۱۰۔ اس سورت میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں اور مشرکین کے پاس کوئی عقل و نقل اور وحی کی دلیل نہیں
- ۱۱۔ طواف صرف اللہ کے گھر کا جائز ہے اور اعنکاف، رکوع اور سجدہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔
- ۱۲۔ توحید کی تبلیغ کے وقت شیطان لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر توحید سے بدظن کرتا ہے۔
- ۱۳۔ اعلان فتح اور فتح کے اسباب۔
- ۱۴۔ پہلے تمام دینوں میں صرف اللہ کی نذر و نیاز دینا جائز تھا۔ اور عین الشرک کی نذر و نیاز کسی دین میں جائز نہ تھی۔
- ۱۵۔ معبودان باطلہ اس قدر عاجز ہیں۔ کہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے بلکہ مکھی سے بھی عاجز ہیں۔

(آج بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۶۶ء بوقت ۱۴ بجے بعد نماز عصر سورۃ حج کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً ————— سجاد بخاری)

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ

ربط سورۃ مؤمنون کو سورۃ حج کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ حج میں کہا گیا تھا واذن فی الناس بالحج یا تون رجالا الخ (ع ۳) یعنی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں تاکہ وہ ہر طرف سے پیادہ اور سوار بیت اللہ کی طرف آئیں اور سورۃ مؤمنون کی ابتدا میں فرمایا۔ قد افلح المؤمنون الخ جو مؤمنین حج کے لئے آئیں گے ان کے اوصاف بیان کر دیے گئے۔

معنوی ربط دو ہیں اول۔ سورۃ حج کے آغاز میں تحویف اخروی تھی یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شئی عظیم اور سورۃ مؤمنون میں فرمایا اس ہونا ک عذاب سے بچنے کے لئے حسب ذیل امور مثلاً نہ پر عمل کرو۔ نماز قائم کرو۔ شرک نہ کرو۔ اور ظلم نہ کرو۔ یہ امور مثلاً الذین ہم فی صلاتہم خاصعون۔ تا۔ والذین ہم علی صلواتہم میحافظون میں بیان کئے گئے ہیں۔ ربط دوم یہ ہے کہ سورۃ حج میں غیر اللہ کے لئے جانوروں کو حرام کرنے اور غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازیں دینے سے منع فرمایا۔ اب سورۃ مؤمنون میں اس سے ترقی کر کے فرمایا کہ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ غیر اللہ کی تحریات اور نذرو نیازیں باز آجاتے۔ مگر اس کے بجائے وہ شرک کی نئی نئی رسمیں اور راہیں کھول رہے ہیں۔ ولہم اعمال من ذون ذلک ہم لہا عملون (ع ۴)

خلاصہ دلائل کے اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے حصہ اول ابتدا سے لے کر اذہم فیہ مبلسون (ع ۴) تک ہے اور دوسرا حصہ دھو الذی انشا لکم السمع والابصار (ع ۴) سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔

حصہ اول

حصہ اول کی ابتدا میں عذاب آخرت سے بچنے کے لئے امور مثلاً کا بیان ہے۔ امر اول۔ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو الذین ہم فی صلاتہم خاصعون۔ امر دوم شرک اعتقادی اور شرک فعلی سے بچو۔ والذین ہم عن اللغو معرضون والذین ہم للزکوۃ فاعلون امر سوم۔ ہر قسم کے ظلم سے باز رہو۔ والذین ہم لفر وجہم حفظون۔ تا۔ والذین ہم لا ملئہم وعہد ہم راعون اس کے بعد توحید پر تین عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین۔ تا۔ فتبارک اللہ احسن المخلقین تمام ان انوں کے باب حقیقت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مٹی کے خلاصہ سے پیدا فرمایا اور پھر نطفہ سے توالد و تناسل کا سلسلہ شروع کیا۔ رحم مادر میں نطفہ کو مختلف منازل سے گزار کر اس سے کامل المخلقت اور حسین و جمیل انسان پیدا کیا۔ وہی سب کا خالق اور برکات دہندہ ہے۔ لہذا وہی کار ساز اور حاجت دہی دوسری عقلی دلیل ولقد خلقنا فو قکم۔ تا۔ تنبیت بالذہن و صبغ للاکلیں۔ ان انوں کے علاوہ آسمانوں اور زمین کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا وہی آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع و اقسام کے پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اسی نے زمینوں جیسا کار آمد درخت پیدا کیا۔ جب سب کچھ فیئینے والا بھی ہی ہے تو پھر اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ اور اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز مت دو۔

تیسری عقلی دلیل وان لکم فی الانعام لعبودۃ۔ تا۔ وعلی الفلک تحملون (ع ۱) یہ تمام چوپائے بھی اُسی نے پیدا کئے ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا دودھ پیا اور گوشت کھایا جاتا ہے۔ کچھ بار برداری اور سواری کے کام آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کشتیوں کو بھی بار برداری اور سواری کے لئے استعمال کئے ہو جس مالک و قادر اور محسن و منعم نے یہ انعامات عطا فرمائے وہی سب کا کار ساز ہے اور وہی پکارا و نذر و منت کا مستحق ہے۔ اس کے بعد چھ نقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل نقلیہ

پہلی نقلی دلیل ولقد ارسلنا نوحا۔ تا۔ وان کنّا مبتلین (ع ۲) یہ حضرت نوح علیہ السلام سے تفصیلی نقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التقریر مقصود ہے یقوم اعبدوا اللہ مالکم من اللہ غیرہ۔ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اُسی کو پکارو کیونکہ اُسکے سوا تمہارا کوئی کار ساز نہیں دوسری نقلی تفصیلی دلیل ازہود علیہ السلام برائے نفی شرک فی التقریر فارسلنا فیہم رسولا (ع ۲)۔ تا۔ ما لتبق من امة اقبلہا دایا تاخرون (ع ۳) ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی اعبدوا اللہ مالکم من اللہ غیرہ

تیسری نقلی دلیل جہاں۔ ثمار سلنا رسالت ترا۔ تا۔ فبعد القوم لا یومنون ہود علیہ السلام سے لے کر موسیٰ و ہارون علیہما السلام تک ہم مسلسل دنیا میں پیغمبر بھیجتے رہے جو لوگوں کو پیغام توحید سناتے رہے۔

چوتھی نقلی دلیل تفصیلی از موسیٰ و ہارون علیہما السلام ثمار سلنا موسیٰ و ہارون۔ تا۔ لعلہم یحیدون حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر قوم نے انکار و استکبار کیا۔

پانچویں نقلی دلیل از عیسیٰ علیہ السلام وجعلنا ابن مریم واملہ ایۃ الایۃ حضرت عیسیٰ اور مریم صلیتہ علیہما السلام بھی ہماری قدرت اور وحدانیت کا نشان تھے انہوں نے حالت شیر خوارگی ہی میں اعلان کر دیا تھا۔ ان اللہ ربی و ربکم الخ (مریم ۲۷) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ ہی ہے لہذا اسی کو پکارو۔ یہی سیدنی راہ ہے۔

چھٹی نقلی دلیل اجمالی از تمام رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے نفی شرک فعلی یا ایہا الرسل کلموا من الطیبت واعملوا صالحا الخ (ع ۴) اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو حکم دیا تھا کہ میری حلال اور پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ ان کو استعمال کرو اور ان میں سے کسی چیز کو حرام نہ کرو اور غیر اللہ کی نذر و نیاز مت کھاؤ۔ فان ہذہ امتکم واحدا الخ یہ تمام مذکورہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے جو مسئلہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح کیا گیا ہے، وہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ مسئلہ ہے کہ سب کا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی نذر و منت کا مستحق ہے اس کے بعد حصہ اول کے آخر تک زجریں ہیں اور درمیان میں امور ثلاثہ مذکور الصدک کا اعادہ ہے۔ ان الذین ہم من خشیتہ سبہم مشفقون میں امر اول کا اعادہ ہے۔ یعنی مومنین اللہ تعالیٰ سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ والذین ہم بربہم لایشکوون سے امر دوم کا اعادہ کیا گیا۔ یعنی وہ شرک نہیں کرتے اور الذین یوقون ما اتوا الخ سے امر سوم کا اعادہ کیا گیا یعنی وہ ظلم نہیں کرتے۔

حصہ دوم

حصہ دوم میں نفی شرک اعتقادی پر چار عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک تفصیلی دین علی سبیل الاعتراف من انھم پہلی عقلی دلیل وهو الذی انشا لکم السمع والابصار۔ تا۔ افلا تعقلون (ع ۵) اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کیں اسی نے زمین پر انسانوں کو آباد کیا۔ زندگی اور موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ رات دن کی آمد و رفت اور کمی بیشی بھی اسی کے قبضہ میں ہے اس لئے انسان کو سوچ بچار سے کام لینا چاہیے اور اللہ کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اسی کو اپنا معبود اور کارساز سمجھنا چاہیے دوسری عقلی دلیل قل لمن الارض ومن فیہا الخ مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ زمین اور زمین کی ساری مخلوقات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل قل من رب السموات السبع الخ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ چوتھی عقلی دلیل قل من بیدرہ ملکوت کل شیء الخ مشرکین اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ سارے جہان کے مکمل اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے بچالے مگر جسے وہ نہ بچانا چاہے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ تینوں دلیلیں علی سبیل الاعتراف من انھم پہلی ہر دلیل کے بعد مشرکین کو متنبہ کیا گیا کہ جب تم مانتے ہو کہ ہر چیز کا مالک حقیقی اور سارے جہان کا مدبر و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اس سے کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے اور خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ اور اللہ کے سوا غیروں کو کارساز اور حاجت روا کیوں سمجھتے ہو؟

اس کے بعد زجریں تحوینیں اور بشارتیں ہیں اور درمیان میں ادفع بالتی ہی احسن (ع ۶) سے طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ یعنی نرم لہجہ سے تبلیغ فرمائیں۔ اور مسئلہ توحید دلائل کے ساتھ واضح کر کے پیش کریں اور آخر میں سورت کا قلاصہ بیان کیا گیا ہے بطور ثمرہ دلائل مذکورہ فتعلی اللہ الملک الحق الخ اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ کوئی نذر و منت کا مستحق ہے۔ ومن یدع مع اللہ الخ یہ تحوین آخری ہے۔

حصہ اول۔ رفع عذاب کیلئے اور ثلاثہ توحید پر تین عقل اور چھ عقل دلائل کا ذکر ہے۔ قد افلح الخ کے مفہوم میں دو باتیں داخل ہیں ایک مطلوب مقصود کو پالینا اور جس سے ڈر یا خطرہ ہو اس سے محفوظ رہنا۔ والفلاح الظفر بالمطلوب والنجاة من المرهوب اسی فاذا بما طلبوا ونجو صماہر بواہر مدارک ج ۳ ص ۴۵ سورہ حج کی ابتدا میں ان زلزلة الساعة شئی عظیم سے جس خوفناک عذاب کی وعید سالی گئی اس سے وہ مومنین محفوظ رہیں گے جو اپنے اندر اوصاف ذیل پیدا کر لیں گے (۱) خدا سے ڈر کر نماز قائم کریں (۲) ہر قسم کے شرک سے بچیں اور (۳) مخلوق خدا پر ظلم نہ کریں۔ یہ تینوں امور عذاب خداوندی سے بچنے کا ذریعہ ہیں ۳۵ المومنون الخ المومنون سے وہ لوگ

مراد ہیں جو شرک توحید رسالت اور دیگر تمام ضروریات دین پر ایمان لائیں اور احکام الہیہ پر عمل پیرا ہوں۔ اس طرح بعد والی صفات المومنون کے لئے صفات موصوفہ ہیں الذین ہم فی صلاتهم خشعون یہ امر اول ہے وہ نماز قائم کرتے ہیں وہ نماز میں اللہ سے ڈرتے اور عاجزی کرتے ہیں اور خدا کے خوف سے نماز پر مداومت کرتے ہیں کیونکہ ایسی خشوع والی نماز سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور دلوں میں محبت اور الفت پیدا ہوتی ہے فی الحديث سوا واصفوکم اولیٰ خالفن اللہ بین قلوبکم خشوع یہ ہے کہ نماز میں خیالات جمع رہیں اور توجہ صرف نماز ہی میں مرکوز رہے اور نماز کے علاوہ کسی چیز کا دل میں خیال تک نہ آئے اور ہاتھ پاؤں سے نماز میں کوئی عبت کام کرے۔ وفی المنہاج وشرحہ لابن حجر ویسن الخشوع فی کل صلاتہ بقلیہ بان لا یخصر فیہ غیر ما ہو فیہ وان تعلق بالخشوع وبعواسر حہ بان لا یعبت باحد (روح ج ۸ ص ۸۷) والذین ہم عن اللغو معرضون الخ یہ امر دوم ہے یعنی وہ شرک نہیں کرتے لہٰذا بعض مفسرین نے عام کیا ہے اور اس سے ہر باطل قول و عمل مراد لیا ہے اقوال میں سب سے بڑا باطل شرک فی التفرق ہے اور اعمال میں سب سے بڑا باطل شرک فعلی ہے اس طرح یہ لفظ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کو بطریق اولیٰ شامل ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور امام ضحاک نے تو لغو سے مراد ہی شرک لیا ہے اور بعض نے اس سے گناہ بجانا مراد لیا ہے۔ قال ابن عباس عن الشرک۔ (غازن و معالم ج ۵ ص ۲) وقال الضحاک ان اللغو هنا الشرک وقال الحسن انه المعاصی کلھا فہذا قول جامع یدخل فیہ قول من قال هو الشرک وقول من قال هو الغناء (قرطبی ج ۲ ص ۱) حاصل یہ ہے کہ وہ تمام معاصی سے اور خصوصاً ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں

انذار ہے جس سے
مومنین کا ذکر ہے
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

قد افلح ۱۸
۴۵۳
المؤمنون ۲۳

سورة المؤمنون مكية ثمان وعشرون آية
سورة مؤمنون لے مکہ میں تری اور اسکی ایک سو اٹھارہ آیتیں اور پچھ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۱ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ
کام کمال لے گئے ۲ ایمان والے ۳ جو اپنی نماز میں

خَاشِعُونَ ۲ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۳
چھٹنے والے ہیں اور جو بے تکلفی بات پر دھیان نہیں کرتے ۴

وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۴ وَالَّذِينَ هُمْ
اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۵ اور جو اپنی

لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۵ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا
شرکت کی جگہ کو بچاتے ہیں ۶ مگر اپنی عورتوں پر رکھ یا اپنے

مَلَكَتْ أَيْمَانَهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۶ فَمَنْ
ہاتھ کے مال باندلوں پر سواں پر نہیں کچھ الزام پھر جو کوئی

اِسْتَفْتَىٰ وَرَأَىٰ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۷
دھونڈے اس کے سوا سو وفتی ہیں حد سے بڑھنے والے

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۸
اور جو اپنی ۹ امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۹ أُولَٰئِكَ
اور جو اپنی ۱۰ منازوں کی خبر رکھتے ہیں وہی ہیں

هُمُ الْوَارِثُونَ ۱۰ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ
میراث لینے والے ۱۱ جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے

منزل ۴

۵۵ والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون الخ یہ بھی امر دوم ہی سے متعلق ہے کچھ مفسرین نے زکوٰۃ کو یہاں زکوٰۃ مالیہ پر محمول کیا ہے لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ یہ سورت مکی ہے لیکن زکوٰۃ مکہ میں فرض نہ تھی بلکہ مدینہ میں فرض ہوئی بعض محققین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مدینہ میں نصاب اور قدر زکوٰۃ کی فرضیت نازل ہوئی تھی لیکن اصل زکوٰۃ مکہ میں فرض ہوئی قال بعض المحققین فرضت بالمدينة نصابها وقد كان واجباً بمكة (جامع البیان ص ۲۹) یا زکوٰۃ سے زکوٰۃ نفوس مراد ہے یعنی وہ اپنے نفوس کو عقائد باطلہ اور اعمال شرکانہ سے پاک رکھتے ہیں۔ والمراد زکوٰۃ النفس وتطهيرها من الزنائل (جامع) حضرت شیخ کے نزدیک یہی راجح ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قد افلح من سزى وذلک سسرار بہ فیصلۃ (سورہ الاعلیٰ) والذین ہم لغو وجمعہم خفطون الخ یہ امر سوم ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ یہاں ظلم کے تین کاموں کا ذکر کیا گیا ہے زنا، امانت میں خیانت اور بدعہدی۔ زنا بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے فرمایا فلاح پانیوالوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرکاتوں

المؤمنون ۳۳

402

قد افلح

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے بنایا ہے آدمی کو

چنی ہوں مٹ سے پھر ہم نے رکھا اسکو پانی کی بوند کر کے ایک جے مجھے

تھکا نہ میں پھر بنایا اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنائی

اس لہو حے مجھے سے گوشت کی بوتل پھر بنائیں اس بوتل سے بدیاں یہ پھر پہنایا

ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک سی صوٹیں وا سو بڑی برکت

اللہ کی جو عیب سے بہتر بنا دیا ہے پھر تم اس کے بعد لے

مروئے پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤ گے اور

ہم نے بنائے ہیں تمہارے اور سات لڑے ہیں اور ہم نہیں ہیں

خلقِ تہ سے بے خبر اور امارا ہم نے آسمان سے کلمہ مانی

ماپ کر پھر اسکو قطع دیا زمین میں اور ہم اس کو لے جائیں تو

لے جاسکتے ہیں میٹر اکائیوں میں تمہارے واسطے اس باغ

منزل ۴

منزل ۴۴

فتح الرحمن واليعنى نفخ روح وروئیدن ناخن و مومى ۱۲-

اور اعادہ کا فائدہ یہ ہے کہ پہلے الذین ہم فی صلاحہم خشعون میں نماز میں خشوع و خضوع کرنے کا ذکر تھا اور یہاں فرائض و واجبات، آداب و مستحبات اور وقتوں کی پابندی کی رعایت سے بلا ناغہ نماز قائم کرنے کا ذکر فرمایا کیونکہ لفظ محافظت ان تمام باتوں کو شامل ہے المراد بالمحافظة التعمد لشروطها من وقت وطهارتہ وغیرہما والقیام علی امرکاتہا وانما ما حتی یسکن ذالک دلیہ فی کل وقت الخ (کبیر ج ۶ ص ۳۷۷) ۱۵ اولئک ہم المؤمنون الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے اولئک سے المؤمنون مراد ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف ثلاثہ سے متصف ہوں یعنی خداوند تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ ہر قسم کے شرک اور ہر قسم کے ظلم سے بچتے رہیں ایسے مومن ہی جنت الفردوس کے مستحق اور وارث ہیں ہم فیہا خالدون اور وہ جنت الفردوس میں ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگا نہ جنتی فنا ہوں گے اور نہ انہیں اس سے نکالا ہی جائے گا۔ ومعنی الکلام لا یموتون ولا یخربون منها (روح ج ۸ ص ۱۸۱) عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کرنے کے بعد آگے اصل دعوے پر دلائل کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے ۱۵ ولقد خلقنا الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے ولقد خلقنا الانسان — تا — یوم القيمة تبعثون میں انسانی زندگی کے مختلف چار ادوار کا ذکر کیا گیا ہے (۱) رحمہ مادر میں رہنے کا زمانہ (۲) دنیوی زندگی کا دور (۳) برزخی زندگی کا دور (۴) اخروی زندگی کا دور۔ مقصد یہ ہے کہ انسانی زندگی کے یہ تمام انقلابات خداوند تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہیں اور کسی غیر اللہ کو ان میں کوئی دخل نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا تفصیل سے ذکر کر کے انسان کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ ہم نے کس طرح تجھے پیدا فرمایا کیا اس طرح کوئی کر سکتا ہے لیکن پھر بھی مشرکین اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں جیسا کہ ارشاد ہے ولئن سألتہم من خلقہم یقولن اللہ (زخرف ۷) اس سے معلوم ہوا کہ دلیل میں حضور یعنی اس عجیب و غریب طریقہ سے میں نے انسان کو پیدا کیا ہے اس طرح اور کوئی نہیں کر سکتا۔ الانسان میں لام عہد کے لئے اور اس سے مراد حضرت آدمؑ ہیں جو تمام نوع بشر کے جد امجد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی کے غلام اور ست سے پیدا فرمایا ۱۵ ثم جعلنہ الخ یہ انسانی زندگی کے ادوار اربعہ میں سے پہلے دور کا ذکر ہے پھر اس دور میں یعنی رحمہ مادر میں انسان کو چھ حالتوں سے گزرنا پڑتا ہے پہلی حالت وہ ہے جب نطفہ رحمہ مادر میں پھرتا ہے اس آیت میں اسی حالت اولیٰ کا ذکر ہے فیہم مفعول الانسان کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضامین مقررہ ہیں۔ اسی ثم جعلنا نسلہ — ویھون (النطفۃ) منصوباً بتوزع الخافض واختار بعض المحققین اسی ثم خلقنا الانسان من نطفۃ کائنۃ فی قرار الخ (روح ج ۸ ص ۱۸۱) اور قرآن مکین یعنی قرار کی محفوظ جگہ سے مراد رحمہ مادر ہے۔ (فی قرار) مستقر یعنی الرحم (مدارک ج ۳ ص ۸۷) ۱۵ ثم خلقنا النطفۃ الخ یہ رحمہ مادر میں دوسری حالت ہے۔ علقۃ نطفہ قرار یا جانے کے کچھ عرصہ بعد ہم اسے جیسے ہوئے خون کی شکل میں بدل دیتے ہیں۔ فخلقنا العلقۃ مضغۃ یہ تیسری حالت ہے پھر اس جیسے ہوئے خون کو گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں منقلب کر دیتے ہیں۔ فخلقنا المضغۃ عظماء یہ چوتھی حالت ہے عظام کا مصفاً مقدس ہے اور یہ اس کا قائم مقام ہے ای ذاعظام یعنی پھر ہم اس گوشت میں ہڈیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ فکسونا العظم لحما یا پنجویں حالت ہے یعنی پھر ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ ثم انشأنا خلقا اخریہ چھٹی حالت ہے یعنی اس کے بعد ہم اس میں روح پھونک کر ایک جداگانہ مخلوق بنا دیتے ہیں جو پہلی تمام حالتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے پہلے وہ بالکل جماد اور بے حس و حرکت تھا اور اس کے اعضاء بھی ناقص تھے لیکن اب ہم نے اسکو جاندار اور سمیع و بصیر بنا دیا اور تمام اعضاء کا کل بنا دیئے۔ اسی خلقا مبانیاً للخلق الاول مبانیۃ ما بعدہا حیث جعل حیوانا وکان جماداً وناطقاً وکان ابکم وسمیعاً وکان اصم ولبصیراً وکان اکہ وودع باطنہ وظاہرہ بل کل عضو من اعضاءہ وکل جزء من اجزاءہ عجائب فطرۃ وغیر انب حکمۃ لا یحیط بہا وصف الواصفین ولا تشرح الشارحین (کبیر ج ۶ ص ۳۷۷) فتبرک اللہ الخ یہ دلیل مذکورہ کا مشرور نتیجہ ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور حسن صنعت سے ایک حقیر نطفہ کو مختلف احوال سے گزار کر ایک خوبصورت تمام الخلق اور کامل الخواص انسان کی شکل میں پیدا کرتا ہے جب یہ سب کچھ وہی کرتا ہے تو برکات و منہ اور سب کا کارساز بھی وہی ہے اور اس کے سوا کوئی متصرف و برکات دہندہ نہیں، مخلیقین بمعنی موجدین یا مقدرین ہے ۱۵ ثم انکم بعد ذالک الخ یہ انسانی زندگی کا تیسرا دور ہے اور تحویف اخروی ہے یعنی عالم برزخ۔ دوسرے دور کا صراحتہ ذکر نہیں لیکن اشارۃ وہ مفہوم ہو رہا ہے ثم انکم یوم القيمة تبعثون یہ چوتھے دور کا ذکر ہے یعنی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہو گے آخر ایک دن تمہیں مرنا ہے اور مرنے کے بعد پھر تمہیں زندہ کیا جائے گا اور تم خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس لئے جبار کرد اور خدائے قہار کے عذاب سے ڈرو اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو ۱۵ ولقد خلقنا فوقکم — تا — وصیغ للخلقین یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے پہلی دلیل میں انسان کی پیدائش کا ذکر دوسری اور تیسری دلیلوں میں انسان پر کئے گئے گونا گوں انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اس دلیل کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں انسان کی پیدائش کا ذکر ہے دوسرے حصے میں آسمانوں سے بارش برسانے اور تیسرے حصے میں زمین میں انواع و اقسام رزق پیدا کرنے کا ذکر ہے اس سے ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادر و متصرف، کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دوسری طرف یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام غلے، پھل اور میوے اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائے ہیں لہذا ان چیزوں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کے نام کی دیا کرو۔ ولقد خلقنا فوقکم الخ یہ دلیل کا پہلا حصہ ہے جس سے دعوے کا پہلا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ متصرف و کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے طلاق، طریقت کی جمع ہے اور اس سے مراد آسمان ہیں کیونکہ جو چیز کسی دوسری چیز کے اوپر ہو اسے طریقت کہتے ہیں اولاً آسمان چونکہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں اس لئے انہیں طرائق کہا گیا یا طریقت کہتے ہیں اس کے معنی میں ہے اور آسمانوں میں چونکہ فرشتوں کے صعود و نزول کے لئے راستے ہیں اس لئے انہیں طرائق کہا گیا ہے قیل للسموات طرائق لان بعضہا فوق بعض والعرب تسمی کل شئی فوق شئی طریقت وقیل لانہا طرائق الملائکۃ (قرطبی ج ۲ ص ۱۸۱) قال علی بن عیسیٰ سمیت بذالک لانہا طرائق للاملائکۃ فی العروج والاسبوط والطیران الخ (کبیر ج ۶ ص ۳۷۷) ۱۵ واما عن الخلق الخ۔ اس سے دعوے کا دوسرا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب

اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ ایسا بے پایاں جہان پیدا کر کے ہم اس مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں بلکہ ہم باقاعدہ ساری مخلوقات کی دیکھ بھال، سارے عالم کی تدبیر اور تمام جہانوں کی پرورش کر رہے ہیں بل غلہ، جمیع المخلوقات جلتھا و دقھا فند بر اصرھا (جامع البیان) جب سارے جہان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور سارے عالم کا مدبر و قیود اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے اور کوئی نہیں کہہ دے کہ انزلنا الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے یعنی ہم پورے اندازے سے بارش برساتے ہیں جس سے زمین میں غلہ اور پھل پیدا ہوتے ہیں فاسکثہ فی الارض ضرورت سے زائد پانی کو ہم زمین میں جذب کر کے یا وادیوں میں جمع کر کے محفوظ کر دیتے ہیں جسے چشموں اور ندیوں کی صورت میں بہاتے ہیں یا تم کوئیں اور نہریں کھود کر اسے حاصل کرتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہو۔ هذا الذی ذکرہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ واخبر بانہ استودعه فی الارض وجعلہ مخزنا والسقی الناس یجدونہ عند الحاجة الیہ وهو ماء الانهار والعیون وما یستخرج من الباس (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱) وانا علی ذہاب الخ یہ ایک قسم کی تحویف دنیوی ہے یعنی ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ ذخیرہ آب کو تجارت بنا کر اڑا دیں یا زمین میں اس طرح جذب کر دیں کہ تم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکو اور تم اور تمہارے چوپائے پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے فانشأنا لکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا تیسرا حصہ ہے یہ کجور اور انگور کے باغات ہم ہی نے پیدا کئے اس کے علاوہ اور بہت سے میوے پیدا کئے ومنہا تاکلون۔ من تبعضیہ ہے اسی بعضہ یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو اور ان میں سے کچھ خود کھاتے بھی ہو یا من ابتدائیہ ہے اور اکل سے مجازاً روزی کا نام مراد ہے یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے تم روزی کماتے ہو ومن ابتدائیہ و قیل انھا تبعضیہ و مضمونھا مفعول (تاکلون) والمراد بالاکل معناه الحقیقی (روح ج ۸ ص ۲) ومنہا تاکلون من قولہم فلان یأکل من حرقة یحترقہا ومن صنعة یعتلھا ومن تجارة یترجمہا یعنون انھا طعمت وجمعة النبی منہا یحصل برزق الخ (بحر ج ۶ ص ۱۹) ۱۹

۱۸ قد افلح ۱۸

تفانی

مراد قید پر مبنی عقلی دلیل ۱۲ توحید پر مبنی عقلی دلیل ۱۳ قوم کو دعوت توحید ۱۲

المؤمنون ۲۳

۷۵۶

تَجِبِلْ وَأَعْنَابٍ لَّكُمْ فِيهَا فَاوَاكِهِ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۱۹

کجور اور انگور کے تمہارے واسطے ان میں میوے ہیں بہت اور انہی میں سے کھاتے ہو

وَشَجَرَةٍ تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ ۲۰

اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے ۲۰

تَنْبُتُ بِالذَّهْنِ وَصَبِغٍ لِلْأَكْلَيْنِ ۲۱

لے اٹھائے نیل اور روئی لے ڈیونا کھانہ لوگوں کو واسطے اور تمہارے لئے

فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَ

چوپایوں میں لے دھین گزرتی باتیں پلاتے ہیں ہم تم کو ان کے پیٹ کی چیز سے اور

لَّكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۲۲

تمہارے لئے ان میں بہت منافع ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو اور انہی

وَعَلَى الْفُلْكِ تَحْمِلُون ۲۳

اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو اور ہم نے بھیجا نوح کو

إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَقُومُوا عِبَادُ اللَّهِ مَا لَكُمْ

اس کی قوم کے پاس آئے تو کہنے لگا اے قوم بندگ کرو اللہ مال کمر

مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۲۴

حاکم نہیں آگے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں تب بولے سردار

الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ

جو کافر ہے اس کی قوم میں یہ کیا ہے ایک آدمی ہے

مِّثْلَكُمْ يُرِيدُ أَنْ يُتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ

جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑا لے کرے تم پر اور اگر ارادہ چاہتا

اللَّهُ لَا نَزْلَ مَلَكَةٍ مَّا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا

تو امارتا فرشتے ہم نے یہ نہیں سنا اپنے اگلے باپ

منزل ۴

بالملاہبت و مصاحبت کے لئے ہے جس کا متعلق مخدوف ہے اور وہ تنبیت کے فاعل سے حال واقع ہے اسی تنبیت متلبہ بالذہن (روح) یعنی وہ درخت پیدا ہوتا ہے تو روغن بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے یا بقاء معنی مع ہے اور یہ حال ہے۔ قال الزجاج الباء للحال ای تنبیت وضعھا الذہن (مدارک ج ۳ ص ۹) روغن سے روغن زیتون مراد ہے نہ کہ وصیغ للأكلیل یہ الذہن پر معطوف ہے اور صبغ کے لغوی معنی رنگ کے ہیں لیکن اس سے مراد سالن ہے یعنی جس چیز کے ہمراہ روئی کھائی جائے تاکہ وہ خوشحوا ہو جائے صبغ سے مراد روغن زیتون ہی ہے کیونکہ عرب کے لوگوں میں یہ ایک عمدہ سالن شمار ہوتا تھا یا اس سے زیتون کا پھل مراد ہے جو بطور سالن استعمال ہوتا تھا۔ جعل اللہ فی ہذا الشجرۃ المبارکۃ ادمادھو الزیتون و دھنا وھو الزیت (غازن و معالم ج ۵ ص ۳۵) اب غور کرو یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے

الْأَوَّلِينَ ۝۲۳ إِنَّ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جَنَّةٌ مَقْرَبَةٌ

دادول میں اور کچھ نہیں یہ ایک مڑے ہے کہ اس کو سوراہے سورہ دھیمو

بِهِ جَنَّةٌ حَيْثُ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَبُونَ ۝۲۴

اس کی ایک وقت تک بولا اے رب تومد کر میری لئے کہ انہوں نے مجھ کو جھوٹا

فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعِ الْفُلَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحَيْنَا

پھر ہم نے حکم بھیجا اسکو کہ بنا کشتی کے ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہم اکٹھے

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنْوِيرُ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ

سے پھر جب پہنچے ہمارا حکم اور اچھے تنور تو تو ڈال لے کشتی میں

كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ

ہر چیز کا جوڑا دود اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس کی قسمت میں پہلے

عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطَبُنِي فِي الَّذِينَ

سے ٹھہر چکی ہے بات اور مجھ سے بات نہ کر ان ظالموں

ظَلَمُوا ۝۲۵ إِنْ هُمْ إِلَّا صُفْرَاءٌ ۝۲۶ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ

کے واسطے بیشک ان کو ڈوبنا ہے پھر جب چڑھ چکے تو اٹکے

وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے

نَجَّيْنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۲۸ وَقُلْ رَبِّ

چھڑا یا بھکو گنہگار لوگوں سے اور کہہ اے رب

أَنْزِلْنِي مُنْزَلَ مُبْرَكًا ۝۲۹ أَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝۳۰

اتار مجھ کو برکت کا آنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۝۳۱ شَمَّ

اس میں نشانیاں ہیں لئے اور ہم ہیں جانچنے والے تھے پھر

پیدا کی ہیں اور یہ سارے انعامات اسی نے عطا فرمائے ہیں اس لئے اسی کو کارساز سمجھو حاجات میں غائبانہ اسی کو پکارو اور اس کے پیدا کئے ہوئے غلوں درپہلوں سے اسی کے نام کی نذریں دو لے دان لکم فی الانعام لعبقۃ الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے فرمایا ان چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت اور توحید کے دلائل ہیں صافی بطونہا۔ ما سے دودھ مراد ہے یہ ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے کہ ہم چوپایوں کے پیٹ سے گوبر اور خون سے بالکل پاک صاف دودھ پیدا کرتے ہیں جو تمہیں لذیذ اور خوشگوار غذا کا کام دیتا ہے و لکم فیہا منافع الخ اس کے علاوہ ان چوپایوں میں تمہارے لئے اور بہت فائدے ہیں مثلاً ان کی تجارت کے ذریعے دولت کاتے ہو و منہا تاکون

چوپائے زندہ ہوں تو بھی تمہارے لئے ان میں منافع ہیں اور اگر ان کو ذبح کر لو تو بھی ان کا گوشت کھاتے ہو اور ان کی کھالیں فروخت کر کے روزی کاتے ہو۔ و علیہا الخ بعض چوپائے تمہاری سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اسی طرح یہ دونوں کام تم کشتیوں سے بھی لیتے ہو جو محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی مہربانی سے عیج سلامت دریاؤں اور سمندروں میں سفر کرتی ہیں جس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور مہربانی سے یہ تمام نعمتیں عطا کی ہیں وہی سب کا کارساز ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے یہاں تک لائل عقلیہ ختم ہوئے اب آگے دلائل نقلیہ کا ذکر ہے ۷۵۷

ولقد ارسلنا الخ توحید پر پہلی نقلی دلیل از حضرت نوح علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا۔ یقوم اعبدوا اللہ مالکم من اللہ غیرہ یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو عبادت بھی اسی کی بجائو یعنی حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی کارساز اور مستحق عبادت نہیں عبادت بمعنی دعا ہی ہے کیونکہ حدیث میں ہے الدعاء مخ العبادۃ۔ افلا تتقون۔ کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے اور غیب اللہ کو غائبانہ پکارتے ہو لے فقال الملأ الخ قوم کے مشرک سرداروں نے لوگوں کو حضرت نوح سے بظن کرنے کے لئے عوام سے کہا کہ نوح پیغمبر نہیں ہے وہ تو تم جیسا بشر اور انسان ہے پھر اس میں کون سی خوبی ہے کہ وہ رسالت و نبوت کا مستحق ہو بات دراصل یہ ہے کہ نوح پیغمبری کا دعویٰ کر کے قوم کا سردار اور بڑا آدمی بننا چاہتا ہے اہل دنیا چونکہ خود اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے اہل حق کو اس کا طعنہ دیتے ہیں ولو شاء اللہ الخ اگر اللہ تعالیٰ کو رسول بھیجنا مقصود تھا تو وہ کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا یہ نوح تو بشر ہے اس لئے وہ ہرگز نبی نہیں کیونکہ بشر نبی نہیں ہو سکتا عیاذ باللہ۔ بیان لعدم رسالۃ البشر علی الاطلاق علی زعمہم الفاسد بعد تحقیق بشریتہ علیہ السلام (روح ج ۸ ص ۲۵۸) ۷۵۸ ما سمعنا الخ ہذا سے اس کلام کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو توحید کی طرف دعوت دی یا بشر ہونے کی طرف اشارہ ہے (بہذا) ای بار سال بشر رسولاً او بما یامرنا بہ من التوحید (مدارک ج ۳ ص ۹) الذی یدعونا الیہ نوح (افان و معالم ج ۵ ص ۳) یعنی ہم نے اپنے باپ دادا سے یہ مسئلہ توحید آج تک نہیں سنا جس کی نوح (علیہ السلام) دعوت دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت آدم، شیت اور ادریس علیہم السلام کی تعلیم کو یکسر بھول چکے تھے یا محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا۔ تم ان کو لہم ہذا مالکونہم و ابائہم فی فترۃ و ما لفرط غلوہم فی التکذیب و العناد و ما لکھم فی الغی و الفساد (روح ج ۸ ص ۲۵۸) ۷۵۹ ان هو الخ

اتمام صفت کارساز ۱۲

مذکورہ دلائل ۱۲ پیغمبر من انشا فرماتے ہیں ۱۲

وَمَا خُنُّ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۝۳۸ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا

اور اسکو ہم نہیں ماننے والے بولا اے رب میرے لئے مدد کر کہ

كَذَّبُون ۝۳۹ قَالَ عَاقِبِ لِي صَبْرًا ۝۴۰

انہوں نے مجھ کو جھٹلایا فرمایا اب تمہارے دنوں میں صبر کو رو جائیگی پہنچاتے

فَاخَذَتْهُمْ الصَّبْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غَنَاءً ۝۴۱

پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے حقیقی پھر کر دیا انکو کوڑا سودور ہو گیا

لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۴۲ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا

گنہگار لوگ پھر پیدا کیں ہم نے ان سے پہلے سے جماعتیں

آخِرِينَ ۝۴۳ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝۴۴

اور آگے جانے کوئی قوم اپنے وعدے سے اور نہ پیچھے رہے

ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرًا ۝۴۵ كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةٌ رَّسُولُهَا

پھر بھیجتے رہے ہم اپنے رسول لگاتار جہاں پہنچا کسی امت کے پاس انکا رسول

كَذَّبُوهُ فَاتَّبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ

اسکو جھٹلایا پھر ملانے لگے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا انکو کہانیاں

فَبَعْدَ الْقَوْمِ لَيُؤْمِنُونَ ۝۴۶ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَآخَاهُ

سودور ہو گیاں جو لوگ نہیں مانتے پھر بھیجا ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی

هَارُونَ ۝۴۷ بَايِتْنَاهُ وَسُلْطٰنَ مُبِينٍ ۝۴۸ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ

ہارون کو اپنی نشانیاں بکر اور کھل سند فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس

فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ۝۴۹ فَقَالُوا أَنْتُمْ مِّنْ

پھر ملے بڑال کرنے اور وہ لوگ زور پر چڑھے تھے سو بولے کیا ہم مانیں گے

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عِدُونَ ۝۵۰ فَكَذَّبُوهُمَا

اپنی برابر کے دو آدمیوں کو اور ان کی قوم ہم سے تالبدار ہیں پھر جھٹلایا ان دونوں

منزل ۴

برائے نفی شرک فی الترفن حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو پیغام دیا تھا اعبدا للہ مالککم الخ تم صرف اللہ ہی کو عبادت و مقنا میں پکارو کیونکہ اس کے سوا تمہارا کارساز اور حاجت روا نہیں ہے وقال ملائکہ حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں ان کی قوم کے شرکین نے وہی کچھ کہا جو دعوت نوح علیہ السلام کے جواب میں ان کی قوم کے رؤسا کہہ چکے تھے الذین کفرو الخ وہ توحید کے بھی منکر تھے اور قیامت کے بھی دائرہ فتنہم الخ ہم نے ان کو دنیوی انعامات سے مالا مال کر رکھا تھا یعنی نعمنا ہم ووسعنا علیہم فی الحیاة الدنیا افازن ج ۳۳) ہم نے ان کو دنیا میں انعام و اکرام سے نوازا مگر انہوں نے ہمارے پیغام توحید کا سختی سے مقابلہ کیا اور من وعناد سے اس کا انکار کیا لہٰذا ما هذا الخ روماء

شرکین نے عوام سے کہا یہ پیغمبر تو تم جیسا بشر ہی ہے تمہاری طرح کھانا پیتا ہے اس میں نبی ہونے کی کوئی خصوصیت ہے جس طرح تم کھانے پینے کے محتاج ہو اسی طرح وہ بھی محتاج ہے۔ فلا فضل لہ علیکم لانہ محتاج الی الطعام والشراب کا نعم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲) انکا خیال تھا کہ پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہیے جو کھانے پینے اور دیگر حوائج بشریہ سے بے نیاز ہو۔ ولئن اطعتم الخ جب ہود علیہ السلام کو تم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں بلکہ وہ بھی تم جیسا ایک بشری ہے تو اگر تم اس کی بات مان کر اپنے معبودوں کی عبادت اور حاجات میں انہیں پکارنا چھوڑ دو گے تو بہت بڑے خسارے میں رہو گے اور پھر اپنے جیسے بشر کی پیروی کرنا اور اس کو اپنا متبوع و مطاع مان لینے میں تمہاری ذلت اور توہین ہے یرید المغبونون بترککم الہتکم واتباعکم ایلا عن غیر فضیلۃ لہ علیکم (قرطبی ج ۲ ص ۱۲) الخسرون عقوبتکم و مغبونون فی اسراءکم حیث اذلتکم انفسکم (ابو السورج ۶ ص ۲۵) لکے ایعدکم الخ یہ بھی روسا و شرکین کا مقولہ ہے ایعدکم ایحی القول لکم یعنی وہ (ہود علیہ السلام) یہ بھی کہتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور تمہاری مڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو تمہیں پھر دوبارہ قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ ہیہات اسم فعل ہے بمعنی ماضی اسی بعد اور لام زائدہ ہے اور ہیہات کا تکرار تاکید کے لئے ہے (بحر، روح) یعنی جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا جا رہا ہے وہ بہت سی بعیدیات ہے اس کا وقوع ناممکن ہے امام زجاج کی تفسیر سے اس کا مصد ہونا معلوم ہوتا ہے قال الزجاج البعد لما توعدون او بعد لما توعدون (بحر ج ۶ ص ۳۵) اس صورت میں لام زائدہ نہیں ہوگا لیکن زجاج کا قول نقل کرنے کے

یہودیہ تفسیر
نہیں دیکھیں
یہودیہ تفسیر
نہیں دیکھیں

بعد علامہ ابو حبان لکھتے ہیں وینبغی ان يجعل کلامہ تفسیر اعراب لانہ لم یثبت مصدر یتہیات یعنی زجاج کا قول ہیہات کے معنی کی تفسیر ہے نہ کہ اعراب کی کیونکہ ہیہات کا مصدر ہونا ثابت نہیں واللہ اعلم ۵۵ ان ہی الخ دوبارہ زندہ ہونا بالکل عقل و قیاس سے بعید بات ہے اور نہ کوئی اور زندگی ہے بس اصل زندگی یہی دنیا ہی میں ہے جسے ہم اس زمین پر بسر کرتے ہیں جب ہم مر جائیں گے تو یہ زندگی ختم ہو جائے گی اور ہم بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے ان هو الا سراجل الخ یہ ہود (نور عبید اللہ) خدا پر ہمتان باندھتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس نے مجھے مسئلہ توحید اور حشر و نشر کے عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کیلئے بھیجا ہے اس لئے ہم تو اسکی بات ہرگز نہیں مانیں گے اسی ماہو الامفتر علی اللہ فیما یدعیہ من استنبیث لہ و فیما یعدنا من البعث (مدارک ج ۲ ص ۲۵)

فتح الرحمن و اس سے معلوم ہوتا ہے یہ وقت ہے نمود کا کہ چنگھاڑ سے وہی مرے ہیں۔

۳۶ قال رب انج ب حضرت ہود علیہ السلام و خواص مشرکین کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی ہلاکت کی بددعا کی و اعلم ان ذلک الرسول لما یئس من قبول الکفار و الاصحاح فرغ الی سربہ و قال سرب النضری بما کذبون فاجابه اللہ فیما سأل (کبیر ج ۶ ص ۲۸) قال عما قلیل النج عن بمعنی بعد ہے اور مانجہ موصوفہ ہے اور ظرف لیصبحن سے متعلق ہے یا ما زائدہ ہے (ابو السعد - روح) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ صبر کرو بہت تھوڑے سے وقت کے بعد ہی ان پر عذاب آئیگا ہے جسے دیکھ کر وہ بہت نادم اور پشیمان ہو گئے فاخذ تھم الصیحة النج چنانچہ فوراً ہی ان پر ایک تند و تیز ہوا کا طوفان بھیجا گیا جس میں جبریل علیہ السلام کی ہدایت ناک آواز بھی شامل تھی اس طوفان نے ان کو اس طرح برباد کیا کہ انکی نعشیں خس و خاشاک کی مانند ٹکڑے اور چورہ چورہ ہو گئیں غناء وہ خس و خاشاک جو پانی کی سطح پر تیرتا ہے ای کغشا السیل دھوا و محملہ من الورق و العیدان البالیة (روح ج ۸ ص ۳۲) یہ اس دلیل کا مژہ ہے مشرکین قوم مؤمنوں نے جن خود ساختہ معبودوں کو کار ساز سمجھ رکھا تھا ان میں سے کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی اور انھیں اللہ کے عذاب سے نہ بچایا گئے شتم انشأ النج ان کے بعد ہم نے کئی قرن آباد کئے اور ان میں اپنے پیغمبر بھیجے اور سرکش قوموں کو ہلاک کیا۔ ما تسبق من امۃ النج ہر قوم کی ہلاکت کا جو وقت مقرر تھا اس وقت پر اسے ہلاک کر دیا گیا نہ مقررہ وقت سے پہلے کسی قوم پر عذاب آیا اور نہ وقت معین میں تاخیر ہوئی ۳۸ شتم ارسلنا النج یہ توحید پر تیسری منقش دلیل ہے یہاں اجمالاً ذکر فرمایا کہ پھر ہود علیہ السلام کے بعد ہم نے مسلسل اپنے پیغمبر بھیجے جو اپنی امتوں کو دعوت توحید دیتے رہے جب ایک قوم نے ہمارے رسول کی تکذیب کی اور دعوت توحید کو نہ مانا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور انکی جگہ اوروں کو پیدا کیا تری اصل میں دتوی تھا و او کو تاسے بدل دیا گیا اور یہ سلسلہ سے حال واقع ہے ای ارسلنا سلسلہ امتواترین (بحر روح) و جعلنہم احادیث النج یعنی دعوت توحید کو رد کرنے والوں اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالوں کو ہم نے نیست و نابود کر دیا اور دنیا سے ان کا نام نشان ہی مٹا ڈالا البتہ انکی باتیں باقی رہ گئیں لوگ تعجب اور عبرت کے طور پر ان کی کہانیاں بیان کرنے لگے اخباراً یسمع بہا یتعجب منها (مدارک ج ۳ ص ۹۳) ۳۹ شتم ارسلنا موسیٰ النج یہ نفی شرک فی الترفہ پر چوتھی نقل دلیل ہے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم نے واضح دلائل اور کھلے معجزات دیکر فرعون کے پاس بھیجا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھرے دربار میں فرعون

قد افلح المؤمنون ۱۸ ۷۶۰ المؤمنون ۲۳

فَكَانُوا مِنَ الْهَالِكِينَ ۳۸ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

پھر ہو گئے غارت ہونے والوں میں اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۳۹ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَامَّةً

تاکہ وہ راہ پائیں اور بنایا ہم نے مریم کے بیٹے اور انکی ماں کو

آيَةً وَأَوْيَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۴۰

ایک نشانی اور انکو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی تھرا گئے ف لے

الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي

رسولو ۳۸ کھاؤ ستمی چیزیں اور کام کرو بھلا جو

بِمَا تَعْمَلُونَ عَلَيَّ ۴۱ وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً

تم کرتے ہو میں جانتا ہوں و اور یہ لوگ ہیں تمکے تمہارے دین کے سب

وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ۴۲ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ

ایک بن پر اور میں ہوں تمہارا رب سو تجھ سے ڈرتے رہو پھر پھوٹ ڈال کر کر لیا اپنا کام

بَيْنَهُمْ فَرَقًا كُلَّ حَزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرَقَحْنَاهُ ۴۳

آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے جو ان کے پاس ہے اس پر پھونک دیں گے

فَذَرَهُمْ فِي غُصْرَتِهِمْ خْتِ حَيْنَ ۴۴ اِيْحْسَبُونَ أَنَّنَا

سو چھوڑ دے ان کو ان کی بیٹھوں میں ڈوبے ایک قوت تک گئے کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ

نُفِثْهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَنِينَ ۴۵ نَسَارِعُ لَهُمْ

ہم ان کو دیے جاتے ہیں مال بچے اور اولاد سو دوڑ دوڑ کر پہنچا رہے ہیں ہم انکو

فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ۴۶ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ

بھلائیوں یہ بات نہیں وہ سمجھتے نہیں مرا البتہ جو لوگ

مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ۴۷ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ

اپنے رب کے خوف سے گئے اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ

منزل ۴

موضع قرآن و حضرت عیسیٰ جیساں سے پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا۔ وہ دشمن ہوا ان کی تلاش میں پڑا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اسکے ملک سے نکل جاؤ نکل کر مصر کے ملک میں گئے ایک گاؤں کے زمیندار نے حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسیٰ جوان ہوئے اس وطن کا بادشاہ مرچ کا تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا طے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا طے یعنی سبے سولوں کے دین میں یہی حکم ایک ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب خلق جانتے ہیں و ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جانا انکا حکم جدا ہے آخر ہمارے پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوارا کٹھا بتا دیا اب سب بن مل کر ایک دین ہو گیا۔

۱۲

اور قوم فرعون کو توحید کی دعوت دی فاستکبروا الخ لیکن انہوں نے حکومت اور دولت و اقتدار کے نشے میں بدست ہو کر اس کو ٹھکرا دیا آنومن لبشرین الخ اور یہاں
کہہ دیا مومن و ہارون دونوں بشر ہیں ہم انہیں کس طرح اللہ کے نبی مان لیں۔ اور پھر ساتھ ہی وہ ہیں تو قوم بنی اسرائیل کے افراد جو ساری کی ساری ہماری غلام ہے اور ہر وقت
ہماری خدمت اور غلامی میں لگی رہتی ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم ایک پست قوم کے دو آدمیوں کو نبی مان لیں بنی اسرائیل اصل میں ایک بہت بلند مرتبہ اور شریف قوم تھی
لیکن انقلاب زمانہ کی وجہ سے وہ قوم فرعون کے محتاج اور دست نگر ہو چکے تھے کیونکہ قوم فرعون حاکم تھی اور وہ محکوم اسی لئے فرعون اور اس کی قوم انہیں حقیر سمجھتے تھے۔
تک کہ فکذبوہما الخ قوم فرعون نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی تو انہیں عذاب غرق سے ہلاک کر دیا گیا ولقد اتینا موسیٰ الکتاب الخ موسیٰ علیہ السلام کو ہم
نے کتاب بھی دی جو سرِ پادہایت تھی تاکہ وہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ ان واقعات سے اہل مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیے ہم نے پہلی قوموں میں اپنے پیغمبر بھیجے
جنہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی لیکن مشرکین نے دعوت کو رد کر دیا۔ آخر ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ مشرکین مکہ بھی ان معاند و سرکش کافروں کی طرح دعوت توحید کا انکار
کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس انکار و جھوٹ سے باز نہ آئے اور ضد و عناد سے ہمارے پیغمبر کی تکذیب کرتے رہے تو انہیں بھی دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا لکھ وجعلنا
ابن مریم الخ یہ توحید پر پانچویں منقل دلیل ہے حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ بھی ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل تھیں مریم صدیقہ، طیبہ و طاہرہ محض ہماری
قدرت سے حاملہ ہوئیں اور عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے اور پھر پیدا ہوئے ہی والدہ کی گود ہی میں توحید کا اعلان بھی کر دیا۔ وان اللہ سہی و ربکم فاعبدوہ
الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عبادت صرف اسی کی کرو اور حاجات میں فوق الاسباب صرف اسی کو پکارو یہی سیدھی
راہ ہے سبوحہ کے لغوی معنی بلند زمین کے ہیں۔ ہی ما ارتفع من الارض دون الجبل (روح ج ۸ ص ۸۲) ربوہ سے مراد کے بائیں میں مختلف اقوال ہیں سب سے زیادہ
صحیح قول یہی ہے کہ ربوہ سے ارض بیت المقدس مراد ہے کیونکہ وہ دوسرے علاقوں کی نسبت بلند بھی ہے اور اس میں ندیاں بھی رواں دواں ہیں یہ قول حضرت ابن عباس
امام قتادہ، ضحاک اور کعب سے منقول ہے۔ قال ابن عباس ہی بیت المقدس (خازن ج ۵ ص ۲) قال قتادہ کنا نجد ان الربوۃ بیت المقدس (ابن جریر)
قال الضحاك وقتادۃ (الی ربوۃ ذات قرار معین) هو بیت المقدس فهذا واللہ اعلمہوا الاظهر (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۳) قال قتادہ وکعب بیت المقدس
وزعم ان فی السورۃ ان بیت المقدس اقرب الارض الی السماء (بحر ج ۶ ص ۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مجوسی بادشاہ کے زمانے میں بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ مجوسیوں
کے ذریعہ اسے اس کی اطلاع ہو گئی۔ اب اس نے انہیں تلاش کرنا شروع کر دیا تاکہ انہیں ہلاک کر دیا جائے حضرت مریم اس بادشاہ کے ڈر سے حضرت مسیح علیہ السلام کو
بیکر بیت المقدس چلی گئیں جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا اس وقت تک وہیں رہیں و ذکر ان سبب هذا الایواء ان ملک ذالک الزمان عزم علی قتل عیسیٰ
علیہ السلام ففرت بہ امہ الخ (روح ج ۸ ص ۸۲) وسبب الایواء انما ضرت بابنہا عیسیٰ الی الربوۃ وبقيت بہا اثنتی عشر سنۃ وانما ذهب
بہما ابن عمہا یوسف ثم رجعت الی اہلہا بعد ان مات ملکہا اکبر ج ۶ ص ۶) یا ربوہ سے وہی وضع حمل کی جگہ مراد ہے کیونکہ اس کے بائیں میں ارشاد
ہے۔ فنادہما من تحتہا ان لا تخزنی قد جعل ربک تحتک سریا (مریم ع ۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ بلند تھی اور نیچے چٹھریاں دی تھیں (ابن کثیر) لکھ
ذات قرار پر امن اور فراخ جگہ۔ معین بروزن فعیل جاری اور تازہ پانی (قطبی و روح) لکھ یا بیہا الرسل الخ یہ توحید پر چھٹی نقلی دلیل ہے یا بیہا الرسل
سے پہلے قلنا مقدر ہے یعنی ہم نے تمام رسولوں سے کہا پہلی پانچ نقلی و دلیل نفی شرک فی التصرف پر قائم کی گئیں اور اس دلیل سے نفی شرک فعلی مقصود ہے تمام انبیاء
ورسل علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انہیں استعمال کرو اور اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراؤ نیز حلال چیزیں کھاؤ اور
حرام و ناپاک مثلاً غیر اللہ کی نذر و نیاز سے اجتناب کرو۔ یعنی نہ عین اللہ کے لئے تحریات کرو اور نہ غیر اللہ کی نذر و نیازیں دو۔ ومن الطیبت یعنی غیر الرحمن من
الاوثان قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا ایہا الرسل الخ کا خطاب بطور حکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا ہے یعنی ہر پیغمبر کو اس کے وقت میں ہم نے
حکم دیا تھا حکایت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ الاجمال لاخو طب بہ کل رسول فی زمانہ نودی بذلک ودعی بہ (مدارک ج ۳ ص ۹۳)
لیسا علی ظاہر ہما لایہما رسلو متفرقین فی ازمۃ مختلفۃ وانما المعنی الاعلام بان کل رسول فی زمانہ نودی بذلک ودعی بہ (مدارک ج ۳ ص ۹۳)
واعملوا صالحا اور اللہ کی وحی اور اس کی شریعت کے مطابق عمل کرو اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے اور میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں اور تمام اعمال صالحہ کا پورا
پورا بدلہ دوں گا لکھ وان ہذہ الخ اس میں خطاب حسب سابق تمام رسولوں سے ہے یا خطاب عام ہے انبیاء علیہم السلام اور دوسرے سب لوگوں کو شامل ہے
یا خاص امت محمدیہ سے خطاب ہے اس صورت میں یہ جملہ معترضہ ہوگا۔ والخطاب للرسل علیہم السلام علی نحو ما مر وقیل عام لہم ولغیرہم (روح
ج ۸ ص ۸۲) امۃ کے معنی ملت و شریعت کے ہیں۔ ای ملتکم وشریعتم ایہا الرسل (امۃ واحدۃ) ای ملتہ وشریعۃ متحدۃ (ابو السحور ج ۶
ص ۲۹) امۃ واحدۃ یہ ان ہذہ امتکم کے مضمون سے حال ہے اور یہ گذشتہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے یعنی دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہو گیا اور
انبیاء سابقین علیہم السلام کی دعوت (دلائل نقلیہ) سے بھی واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب کی شریعتوں کے اصول متحد تھے
اور وہ سائے کے سائے مسئلہ توحید پر متفق تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کی نفی سب کی دعوت میں شامل تھی اور ان سب کا متحدہ دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی
کارساز نہیں، اسے سوا کوئی حاجت روا اور دُور و نزدیک سے فریادیں سننے والا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے وانا ربکم الخ یہ ان ہذہ
امتکم الخ پر معطوف ہے اور عطف تفسیری ہے یہ ملت واحدہ کی تفسیر ہے یعنی وہ ملت واحدہ یہ تھی کہ تم سب کا مالک اور کارساز میں ہوں اس لئے میرے عذاب
سے ڈرو اور میرے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو اور نہ کسی کو حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب پکارو لکھ فقطعوا الخ یہ جواب سوال مقدر ہے سوال یہ تھا
کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب توحید پر متفق تھے تو یہ اختلاف کس طرح پیدا ہو گیا تو اس کا جواب دیا گیا کہ سب لوگوں اور امتوں کے لئے اللہ نے ایک

ہی دین مقرر فرمایا تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی بنیاد توحید پر تھی لیکن امتوں کے دنیا پرست عالموں اور دین حق کے باغی مولویوں نے اللہ کی توحید میں اختلاف ڈال دیا۔ اور دین واحد کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور لوگوں کو مختلف اور متضاد فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ فقط عوا کی ضمیر فاعل باغی اور گمراہ پیشواؤں سے کنایہ ہے کیونکہ ہر زمانے میں انہوں نے توحید میں اختلاف ڈالا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما اختلف فیہ الا الذین اوتوا من بعد ما جاءہم البیت بغیا بینہم الا یتۃ (بقرہ ۲۶) اور آل عمران (۲۶) میں فرمایا وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءہم العلم بغیا بینہم الا یتان آیتوں سے معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کو مختلف فرقوں میں متفرق کر نیوالے گمراہ اور باغی مولوی اور سپر ہی تھے ذرا ذوق رکھ کر جمع ہے جس کے معنی یہاں فرقہ اور جماعت کے ہیں ذرا ای فرقا و قطعاً مختلفہ (خازن ج ۵ ص ۳۹) لکھ کل حزب الخ ان مختلف فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین و عقیدہ پر مطمئن ہے اپنے کو حق پر اور دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے والمراد انہم معبودون بہ معتقدون اند الحق (روح ج ۱۸ ص ۲۲) لکھ فذہم الہیہ مشرکین قریش پر شکوئی ہے بطور زجر۔ یعنی مشرکین قریش بھی ان لوگوں سے کم نہیں ہیں انہوں نے بھی دین کے معاملے میں گروہ بندی کر رکھی ہے وہ خالص شرک کو اپنا دین سمجھتے ہیں اور پھر اس پر خوش بھی ہیں فرمایا ایسے واضح اور روشن دلائل کے باوجود بھی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور انہیں ایک وقت تک غفلت میں پڑے رہنے دیں جب ہم نے انہیں پکڑ لیا اس وقت ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں سے غفلت کے پڑے خود بخود اٹھ جائیں گے لیکن اس وقت حق کو سمجھنے اور مانتے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لکھ ایحسبون الخ ہم نے ان مشرکین کو دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے اس سے انہیں غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ہم ان کے بھلے میں ہیں اور ان سے خوش ہیں اور ان کے نیک کاموں کے بدلے یہ سب کچھ انہیں دے رہے ہیں بل لایشعرون یہ محسبون کے مضمون سے اضراب ہے یعنی ایسا ہر گز نہیں بلکہ یہ لوگ تو کالانعام ہیں اصل بات کو سمجھنے کا شعور ہی نہیں رکھتے ضد و عناد کی وجہ سے ان کے مسل انکار کی بناء پر ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے اور ان سے حقیقت کا احساس و شعور سلب کر لیا گیا ہے یہ دنیا کی نعمتیں تو ہم نے ان کو اس درجہ اور اہمال کے طور پر دے رکھی ہیں یعنی ہم نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے کہ خوب نافرمانی کرو اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جہنم کا سامان ہم پہنچا لو۔ بل لایشعرون اضراب من قولہ ایحسبون امی بل ہم انشاء البھائم لا فطنہ لہم ولا شعور فیتاملوا ویتفکروا اھواست دراج ام مسارعة فی الخیر فیہ تھدید ووعید (ہجرج ۶ ص ۳۹) لکھ ان الذین الخ دفع عذاب کے لئے ابتدا و سورت میں جن امور نشانہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہاں ان کا اعادہ کیا گیا ہے پہلی آیتوں میں ان مشرکوں کا ذکر تھا جو دنیوی انعامات، مال، اولاد اور مادی منافع کی وجہ سے اس غلط خیال میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اسی لئے ہر قسم کی خیرات و برکات ان پر نازل فرما رہا ہے حالانکہ یہ دولت و ثروت ان

قدا فلاح المؤمنون ۱۸ ۷۶۲ المؤمنون ۲۳

سَرَّہُمْ یَوْمُنُونَ ۵۸ وَالَّذِینَ ہُمْ بِرَبِّہِمۡ لَا یَشْرَکُونَ ۵۹
اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے کئی کو شریک نہیں مانتے
وَالَّذِینَ یُؤْتُونَ مَا اتُوا وَقُلُوبُہُمْ وَجَلۃٌ اَنۡہُمْ
اور جو لوگ کہہ دیتے ہیں اے جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل اے درجہ میں سستے کہ ان کو
الی سَرَّہُمْ رَجَعُونَ ۶۰ اُولَٰئِکَ یَسَارِعُونَ فِی الْخِیۡرَاتِ
اپنے رب کی طرٹ لوٹ کر جاتے ہیں وہ لوگ اے درجہ دور دور کر دیتے ہیں بھلائیوں
وہم لہا سَبِقُونَ ۶۱ وَلَا نَکَلِفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا
اور وہ ان پر پہنچے سے گئے اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے لکھ مگر ان کی کھانسی کیونتی
وَلَدِینَا کَتَبَ یَنۡطِقُ بِالْحَقِّ وَہُمۡ لَا یُظَلَمُونَ ۶۲
اور ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہوگا
بَلۡ قُلُوبُہُمْ فِی غَمَرٍۭ مِّنۡ ہٰذَا وَلَہُمۡ اَعۡمَالٌ
کوئی نہیں ان کے دل اے بے ہوش ہیں اس سے اور ان کو یہ اور کام لگے ہیں
مِّنۡ دُونِ ذَٰلِکَ ہُمۡ لَہَا عِیۡلُونَ ۶۳ حَتّٰی اِذَا اخۡذْنَا
اس کے سوائے کہ وہ ان کو کر رہے ہیں یہاں تک کہ جب پوچھیں ہم
مُتَرَفِیۡہُمۡ بِالْعَذَابِ اِذَا ہُمۡ یَجۡرُونَ ۶۴ لَا تَجۡرُوا
ان کے آسودہ لوگوں کو آفت میں تبہی وہ لگیں گے چلائے مت چلاؤ
اَلِیۡوَمَ تَفِرٰنَکُمۡ مِّنَّا لَا تَنْصُرُونَ ۶۵ قَدْ کَانَ تٰیۡتِیْ
آج کے دن تم ہم سے چھوٹ نہ سکو گے تم کو سناں جانی تمہیں
تَشَلَّی عَلَیۡکُمۡ فَکُنۡتُمۡ عَلٰی اَعۡقَابِکُمۡ تَنۡکِبُونَ ۶۶
آئیں اے تم اڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے
مُسۡتَکۡبِرِیۡنَ ۶۷ بِہٖ سِمَۃٌ اَتَّجَرُونَ ۶۸ اَفَلَمَ یَذۡبُرُوا
اس سے تکبر کر کے اس کو قسۃ کو سمجھ چھوڑ کر چلے گئے سو کیا انہوں نے دیکھا نہیں

منزل ۴

یعنی ہم نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے کہ خوب نافرمانی کرو اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جہنم کا سامان ہم پہنچا لو۔ بل لایشعرون اضراب من قولہ ایحسبون امی بل ہم انشاء البھائم لا فطنہ لہم ولا شعور فیتاملوا ویتفکروا اھواست دراج ام مسارعة فی الخیر فیہ تھدید ووعید (ہجرج ۶ ص ۳۹) لکھ ان الذین الخ دفع عذاب کے لئے ابتدا و سورت میں جن امور نشانہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہاں ان کا اعادہ کیا گیا ہے پہلی آیتوں میں ان مشرکوں کا ذکر تھا جو دنیوی انعامات، مال، اولاد اور مادی منافع کی وجہ سے اس غلط خیال میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اسی لئے ہر قسم کی خیرات و برکات ان پر نازل فرما رہا ہے حالانکہ یہ دولت و ثروت ان

موضع قرآن لا یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آئے نہ آئے دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

کے لئے خیر و برکت نہیں بلکہ وبال جان ہے اب ان آیتوں میں ان مومنوں کا ذکر فرمایا جو صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی برکات و خیرات کو حاصل کر رہے ہیں جو ان صفات سے متصف ہوتے ہیں اور یہی لوگ آخرت میں اللہ کے عذاب سے نجات پائیں گے۔ اعلیٰ اللہ تعالیٰ لما ذم من تقدم ذكره بقوله يحسبون انهم قد صدقوا من مال و بنين نساء لهم في الخيرات ثم قال بل لا يشعرون۔ بين بعده صفات من يسارع في الخيرات ويشعر بذلك (كبیر ج ۶ ص ۲۹) ان الذين هم من خشية ربهم مشفقون میں الذين هم في صلاتهم خاشعون کا اعادہ ہے۔ والذين هم بايت الخ اس میں قد اقم المومنون کا اعادہ ہے۔ والذين هم بربهم لا يتركون میں هم عن اللغو معضون کا اعادہ ہے یہاں شرک سے بعض نے شرک خفی (ریاں) مراد لیا ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ شرک عام ہے خواہ ظنی ہو خواہ خفی۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرتے نہ شرک اعتقادی، نہ شرک فعلی اور نہ اپنے اعمال میں ریاہی کو شامل سمجھتے لیتے ہیں اختصار بعض المحققين التعيين اى لا يتركون به تعالى شرکا جليدا ولا خفيا ولعله الاولى (روح ج ۸ ص ۱۸) والذين يؤتون الخ اس میں الذين هم لا تمتنعون وعهدهم مراعون کا اعادہ ہے یوتون بمعنی يفعلون ہے اور یہ لفظ تمام اعمال خیر اور افعال برکات کو شامل ہے۔ قال ابن عباس وابن جبیر هو عام في جميع اعمال البركانه قال والذين يفعلون من انفسهم في طاعة الله ما بلغه جهدهم (بجرج ۶ ص ۲۹) یعنی الشرک اطاعت اور اعمال خیر میں وہ حسب طاقت حصہ لیتے اور جو کام کرنے کے ہیں انہیں بجا لاتے ہیں۔ دلو بہم وجلة الخ وہ حسب طاقت نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتے ہیں مگر اس کے باوجود آخرت کے حساب سے خائف ہیں اور انہیں اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ ان کی نیکیاں قبول بھی ہوئی ہیں یا نہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے الذين يصومون ويصلون ويتصدقون وهم يخافون ان لا يقبل منهم اولئك الذين يسارعون في الخيرات (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳) اولئك يسرعون الخ یہ مذکورہ بالا صفات سے متصف لوگوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ان کے لئے بشارت ہے یعنی یہ لوگ بیشک دنیا اور آخرت کی برکات حاصل کر رہے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ رائیگاں نہیں جائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں شرف قبول عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ شرک جلی اور شرک خفی کی آمیزش سے پاک ہیں۔ ولا نکلف الخ جملہ معترضہ ہے دنیا اور آخرت کی برکات و خیرات حاصل کرنے کے لئے ہم کسی کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تمام اعمال سنیہ سے اجتناب کرو اور حسب طاقت اعمال صالحہ بجالاؤ۔ ولدينا كتب اسم جنس ہے اور اس سے اعمال نامے مراد ہیں اور یہ تحلیف اخروی ہے یعنی ممالے پاس تھا ہے اعمال کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اس لئے سب کو ان کے اعمال کی پوری پوری جزاء ملے گی۔ بل قلوبهم الخ یہ بل لا يشعرون سے بھی ترقی ہے اور ان الذين هم من خشية ربهم مشفقون سے متعلق ہے۔ یعنی یہ بات نہیں کہ وہ سمجھتے نہیں۔ سمجھتے خوب ہیں لیکن اس کے باوجود غفلت میں پڑے ہیں۔ اور شرک کی نئی نئی راہیں کھول رہے ہیں مومنین تو اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ترسان و لرزاں رہتے اور تمام معاصی سے حتیٰ الوسع اجتناب کرتے اور ہر قسم کے شرک سے بچتے ہیں۔ مشرکین غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور مذکورہ بالا اعمال خیر سے دور بھاگتے ہیں انہیں چاہیے تھا کہ وہ اللہ سے ڈرتے اس کے ساتھ شرک نہ کرتے اور تمام دیگر اعمال شر سے اجتناب کرتے۔ ولهم اعمال من دون ذلك الخ لیکن بجائے اس کے کہ وہ توحید کو مان لیں اور شرک کو چھوڑ دیں وہ شرک کی نئی نئی رسمیں ایجاد کر رہے ہیں۔ سورہ حج میں غیر اللہ کی نذر نیار ہے منع فرمایا اور یہاں ان مشرکین کی مذمت میں ارشاد فرمایا غیر اللہ کی نذر و نیار کو چھوڑنا تو رہا ایک طرف یہ ظالم تو اور بھی کئی قسم کا شرک کرتے ہیں۔ لاف حتم اذا انہیہاں سے لیکر اذ اھم فید مبلسون تک تحوینیں شکوے اور زجر ہیں۔ حتم اذا اخذنا الخ یہ تحلیف دنیوی اور ماقبل کے لئے غایت ہے یہ مشرکین مسلسل غفلت میں ڈوبے رہیں گے یہاں تک کہ ہم ان کے رئیسوں اور سرداروں کو رسوا کن عذاب میں مبتلا کر دیں گے اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ دوڑیں گے اور عاجزی و زاری کریں گے مگر اس وقت اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے عذاب سے یوم بدر میں قتل اور قید و بند کا عذاب مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے والمراد بالعذاب ما اصابهم يوم بدر من القتل والاسر كما روى عن ابن عباس ومجاهد وابن جبیر وقتادة وقد قتل واسر في ذلك اليوم كثير من صناديدهم وروساءهم (روح ج ۸ ص ۱۸) قد كانت الخ یہ ماقبل کی علت ہے تنكصون اى ترجعون، متكبرين۔ تنكصون کے فاعل سے حال ہے بہل غیبی قرآن مجید سے کنایہ ہے جو ایت سے مفہوم ہو رہا ہے منہما، تهجرون کا مفعول بہ مقدم ہے سامر سے واعظ اور قاری قرآن مراد ہے جو قرآن پڑھ کر تمہیں سنانا اور توحید کی تبلیغ کرتا ہے یعنی آج تمہاری مدد نہیں کی جائے گی کیونکہ پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ ہماری آیتیں تمہیں پڑھ کر سنانا جاتی تھیں تو تم استکبار کرتے تھے اور آیتیں سنانے والے کو چھوڑ کر اور پیٹھ پھیر کر چلے جاتے تھے۔ افلم یذروا الخ یہ زجر ہے یہ لوگ حق کا انکار کیوں کرتے ہیں اور ضد پر کیوں اڑے ہوئے ہیں کیا ان لوگوں نے قرآن میں غور و فکر نہیں کیا اور مسئلہ توحید کی حقیقت کو نہیں سمجھا؟ ام جاءهم الخ یا یہ مسئلہ توحید کوئی نئی بات ہے جس کی دعوت ان کے باپ دادا کو بھی نہیں پہنچی؟ ام لم یعرفوا الخ یا وہ اب تک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیانت و امانت۔ صدق مقال اور حسن فعال سے جی نہیں پہچان سکے؟ ام یفتون بہ جند یا وہ اس خیال سے نہیں مانتے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کو عیاذ باللہ مجنون سمجھتے ہیں؟ ان آیتوں میں مشرکین کے لئے تاکیر و زجر و توبیخ ہے اور ہر جگہ استفہام انکاری ہے جس سے مشرکین کے خیالات کی برائی اور شاعت کا اظہار مقصود ہے الصنعة لانكار الواقع و استفاحہ (روح) مذکورہ بالا امور میں سے کوئی ایک بھی مشرکین کے انکار کی وجہ نہیں تھا بلکہ ان سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذریعہ ان کے باپ دادا کو بھی اس کی دعوت پہنچ چکی تھی۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت و امانت اور آپ کی سچائی کو بھی خوب جان چکے تھے اور انہیں یہ بھی خوب معلوم تھا کہ حضور علیہ السلام نہایت ہی دانا اور دانشمند ہیں اور اعلیٰ درجہ کی عقل و فراست کے مالک ہیں اس لئے ان کے انکار کی اصل وجہ ضد و حد

اور بعض وعناد متقی قال سفیان بن عوفیہ وکنہم حسدودہ (قرطبی ج ۲ ص ۱۴۱) ام یقولون بہ جنة جنون ولس کذا لکنہم یعلون انہ ارجحہم عقلا واثبتہم ذہنا (مدارک ج ۳ ص ۹) ۵۹ بل جاءہم النجیہ ما قبل سے اضراب ہے یعنی ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایسا پیغام لے کر ان کے پاس آیا ہے جو سراپا حق ہے اور ایسا ثابت و غیاں ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھ سکتا ہے اور یہ وہی پیغام حق ہے جو پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کو پہنچا چکے ہیں اور نبوت سے سرفراز ہو کر پیغام توحید لے کر قوم کے پاس جانا ہی ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے صدق و امانت کی واضح دلیل ہے اور پھر جو شخص ایسا پیغام

المؤمنون ۱۸

۷۶۴

قد افلم المؤمنون ۱۸

الْقَوْلَ امَّ جَاءَهُمْ مَا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۶۸

اس کلام میں یا آئی ہے ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی انکے پہلے باپ دادوں کے پاس و

امَّ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۶۹

یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنے پیغام لانے والے کو سو وہ اس کو پہچانتے ہیں یا

نَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَكَثُرُفُهُمْ

کہتے ہیں اس کو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے ۶۹ انکے پاس بھی بات اور ان بہتوں کو

لِلْحَقِّ كِرْهُونَ ۷۰ وَلَوْ أَتَّبَعِ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ

اپنی بات بری لگتی ہے اور اگر نہ پیچا رہے ان کی خوشی پر

لَفَسَدَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ

تو خراب ہو جاتیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے کوئی نہیں

اتَيْنَهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ۷۱

اللہ نے پہنچائی ہے انکو ان کی نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَجَ مِنْكَ خَيْرٌ مِّمَّا تُخِيرُ

یا تو ان سے مانگا ہے کچھ محصول سو محصول تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ بہتر ہے

الرَّزَاقِينَ ۷۲ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَى صِرَاطٍ

روزی دینے والا اور تو تو بلاتا ہے ان کو سیدھی راہ

مُسْتَقِيمٍ ۷۳ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

پر اور جو لوگ ۷۳ نہیں مانتے آخرت کو

عَنِ الصِّرَاطِ لَنَّا كِبُونَ ۷۴ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا

راہ سے بڑھے ہوئے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھولیں

مَا بِهِمْ مِنْ ضُرٍّ لَلْجَوَانِ فِي طَغْيَانِهِم يَعْمَهُونَ ۷۵

جو تکلیف پہنچی ان کو تو بھی برابر لگے رہیں گے اپنی شرارت میں بہکے ہوئے و

منزل ۴

حق پیش کرے جس کی تائید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ہوتی ہو اس کو دیوانہ اور مجنون کہنا سراسر باطل ہے اس لئے انکار حق کی وجوہات یہ نہیں ہیں و اکثرہم للحق کرہون انکار حق کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان مشرکین کی اکثریت کو حق (مسئلہ توحید) سے چڑا اور حق بیان کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد ہے اس لئے وہ محض حسد و ضد کی وجہ سے اور اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کی بناء پر انکار کرتے ہیں (جاءہم بالحق) یعنی القرآن والتوحید الحق والدین الحق (و اکثرہم للحق کرہون) حسد و بغیاء و تقلید (قرطبی) ۱۸ دلوا تبغ الحق النجیہ زجر کو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین یہ چاہتے تھے کہ حق ان کی خواہشات کے تابع ہو جائے لیکن یہ ناممکن ہے اس لئے مطلب یہ ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ حق ویسا ہی ہو جیسا کہ وہ کہتے ہیں یعنی ان کی خواہشات ہی حق اور نفس لامر کے مطابق ہوں مثلاً وہ کہتے ہمارے معبود کار ساز ہیں۔ لات مناد عزی وغیرہ جہان میں متصرف ہیں۔ دعاء، پکار اور نذر دینا ز کے مستحق ہیں اور خدا کے نزدیک شفیع غالب ہیں ہمارے ان عقائد کو حق مان لیا جائے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ الشعراء بتبعہم الفاظ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ گمراہ لوگ شاعروں کے پیچھے چلتے ہیں لیکن مقصود ہے کہ اکثر شاعر خود گمراہ ہوتے ہیں جیسا کہ اس کے بعد ارشاد ہے۔ الم تراہم فی کل داء یدیہم یومنون و انہم یقولون ما لا یفعلون یہ دونوں باتیں خود شعراء کے ہائے میں بیان کی گئی ہیں اس طرح یہاں دو باتیں بیان کرنا مقصود ہے اول یہ کہ شعراء خود غاوی اور گمراہ ہوتے ہیں دوم یہ کہ جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں وہ بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ اس سے مومن شعراء مستثنیٰ ہیں جن کی شاعری میں حق کی ترجمانی ہو۔ فسدت السموات النجیہ اگر ان مشرکین کی خواہشات حق ہوتیں اور ان کی مرضی کے مطابق اس جہان

کا نظم و نسق بہت سے معبودوں اور کار سازوں کے سپرد ہوتا تو یہ سارا نظام عالم درہم برہم ہو جاتا اور ایک لمحہ کیلئے بھی قائم نہ رہ سکتا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسدتا (انبیاء ع ۲) ای لو وافق الامر المطابق للواقع اھواء ہم بان کان الشریک حق الفسدت السموات والارض حبیبما قر فی قولہ تعالیٰ لو کان فیہما الہة الا اللہ لفسدتا (ارواح ج ۱ ص ۵) بل اتینہم النجیہ ذکر سے مراد قرآن ہے جو دنیا و آخرت میں ان کے لئے باعث

موضح قرآن و بات دھیان نہیں کی یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرنے والے ہمیشہ موتے رہے ہیں پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوتے و یعنی ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہونا سچائی اور نیکی جان رہے ہیں۔ حق حضرت کی دعا سے ایک بار مجھے کے لوگوں پر غلط پڑا تھا پھر حضرت کی دعا ہی سے کھلا شاید یہ اسی کو فرمایا۔

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِلرَّبِّهِمْ وَمَا يَضُرُّعُونَ ﴿٤٦﴾

اور ہم نے پکڑا تھا ان کو آفت میں تھے پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ گڑگڑانے

حَتَّىٰ إِذَا فُتِحْنَا عَلَيْهِمْ بَابُ ذَٰلِكَ عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذْ أَهْمُ فِيهِ ﴿٤٧﴾

یہاں تک کہ جب کھول دیں ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا فتح تباہی اس میں

مُبْلِسُونَ ﴿٤٨﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ

آس توڑے گی وہ اور اسی نے بنائی ہے تمہارے کان اور آنکھیں اور

الْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٤٩﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي

دل تم بہت تمہارا حق مانتے ہو اور اسی نے تم کو پھیلا رکھا ہے

الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُخْشَرُونَ ﴿٥٠﴾ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ

زمین میں اور اسی کی طاعت جمع ہو کر جاوے گی اور وہی ہے جلاتا اور مارتا

وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾ بَلْ قَالُوا

اور اس کا بدلنا رات اور دن کا سو کیا تمکو سمجھ نہیں کوئی بات نہیں تو وہی کہہ

مِثْلَ مَا قَالِ الْأَوَّلُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا إِذْ آمَنَّا وَكُنَّا تُرَابًا

ہیں جیسے کہا کرتے تھے پہلے لوگ تھے کہتے ہیں کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی

وَعِظَامًا إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٥٣﴾ لَقَدْ وَعَدْنَا لَكُنَّا وَآبَاءُ نَاهُذَا

اور بڑیاں کیا تمکو زندہ ہو کر اٹھنا ہے وعدہ دیا جاتا ہے تمکو اور تمہارے باپوں کو

مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٥٤﴾ قُلْ لِّمَنِ

پہلے سے اور کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی تو کہہ کس کی ہے

الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ

زمین تھی اور جو کوئی اس میں بناو اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے سب کو اللہ کا

قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٥٦﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ

تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں تو کہہ کون ہے مالک ساکوں آسمان کا

منزل ۴

شرف و فضیلت ہے یہ ان کی انتہائی شقاوت اور بد نصیبی ہے کہ جو قرآن ان کے لئے دنیوی اور اخروی برکات و خیرات کا سرچشمہ ہے وہ اس سے بھی اعراض کر رہے ہیں۔ یا ذکر بمعنی مذکور ہے یعنی وہی بات جسے وہ آپس میں ہمیشہ ذکر کرتے رہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے وعدہ لا شرک ہو نیک اقرار جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مشرکین خود بھی تبلیغ حج میں کہا کرتے تھے۔ اللہم لبیک لا شریک لک الخ (سنن ابوداؤد) تو اس قرآن نے ان ہی کے قول و اقرار کی مزید تشریح و تفسیر کر دی ہے کوئی نئی بات نہیں کہی تو اس سے کیوں اعراض کرتے ہیں جو انکی اپنی ہی بات کی وضاحت کر رہا ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ جیسا کہ آجکل کے مشرک بھی لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں لیکن اسی کلمہ توحید کی تشریح کر کے ان کے خود ساختہ کار سازوں کی نفی کی جائے تو آمادہ پیکار ہو جاتے ہیں ۱۲۷ھ ام

تسلیم الخ اور پھر آپ ان سے اس وعظ و تبلیغ اور تعلیم و تدریس پر کوئی اجرت یا تنخواہ بھی نہیں مانگتے۔ اور ان کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی طرف دعوت دیتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی توحید ہے کسی ناجائز یا برے کام کا ان سے مطالبہ نہیں کرتے۔ مگر اس کے باوجود وہ حق کا انکار کئے جا رہے ہیں۔ فخر حاج سہبک خیر آپ کو ان مشرکین کی دولت کی کیا ضرورت ہے اس تبلیغ توحید پر اللہ تعالیٰ جو آپ کو اجر دینگا وہ اس سے کہیں بڑھ کر بہتر اور مبارک ہے اور روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے جو پاکیزہ اور طلال روزی اس نے آپ کی قسمت میں لکھ دی ہے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اسی ما یعطیک اللہ من رزقہ و ثوابہ خیر (غازن و معالم ج ۵ ص ۳۷) د ان الذین الخ ان لوگوں کے دلوں میں نہ خدرا کا خوف ہو نہ حساب آخرت کا ڈر اس لئے وہ علانیہ دین حق سے اعراض کرتے ہیں دلوں رحمہم الخ ان کی سرکشی اور اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ اگر ہم ان پر مہربانی فرماویں اور انہیں مصلحت سے نجات دے دیں تو وہ حق کو ماننے کے بجائے سرکشی، ضد و عداوت اور بغض و حسد میں اور آگے بڑھ جائیں گے ۱۲۷ھ ولقد اخذناہم الخ ضمیر مفعول سے مشرکین مراد ہیں اور عذاب سے وہ قحط مراد ہے جو سات سال تک مکہ میں ان پر مسلط رہا ہوا قحط والجوع الذی اصابہم بدعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا مروی عن ابن عباس و ابن جریر (بحر ج ۶ ص ۱۵۵) ان کی سرکشی اور ضد و عناد کی انتہا ہے کہ سات سال تک قحط کے شدید عذاب

۱۲۷ھ
۱۲۸ھ
۱۲۹ھ
۱۳۰ھ
۱۳۱ھ
۱۳۲ھ
۱۳۳ھ
۱۳۴ھ
۱۳۵ھ
۱۳۶ھ
۱۳۷ھ
۱۳۸ھ
۱۳۹ھ
۱۴۰ھ
۱۴۱ھ
۱۴۲ھ
۱۴۳ھ
۱۴۴ھ
۱۴۵ھ
۱۴۶ھ
۱۴۷ھ
۱۴۸ھ
۱۴۹ھ
۱۵۰ھ
۱۵۱ھ
۱۵۲ھ
۱۵۳ھ
۱۵۴ھ
۱۵۵ھ
۱۵۶ھ
۱۵۷ھ
۱۵۸ھ
۱۵۹ھ
۱۶۰ھ
۱۶۱ھ
۱۶۲ھ
۱۶۳ھ
۱۶۴ھ
۱۶۵ھ
۱۶۶ھ
۱۶۷ھ
۱۶۸ھ
۱۶۹ھ
۱۷۰ھ
۱۷۱ھ
۱۷۲ھ
۱۷۳ھ
۱۷۴ھ
۱۷۵ھ
۱۷۶ھ
۱۷۷ھ
۱۷۸ھ
۱۷۹ھ
۱۸۰ھ
۱۸۱ھ
۱۸۲ھ
۱۸۳ھ
۱۸۴ھ
۱۸۵ھ
۱۸۶ھ
۱۸۷ھ
۱۸۸ھ
۱۸۹ھ
۱۹۰ھ
۱۹۱ھ
۱۹۲ھ
۱۹۳ھ
۱۹۴ھ
۱۹۵ھ
۱۹۶ھ
۱۹۷ھ
۱۹۸ھ
۱۹۹ھ
۲۰۰ھ

میں مبتلا ہے مگر ایک بار بھی اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی اور زاری نہ کی ۱۲۷ھ حتیٰ اذا فتحنا الخ عذاب سے عذاب آخرت، یا جنگ بدر یا یوم فتح مکہ کا عذاب مراد ہے اب تو نہیں مانتے اور آرزو رکھتے ہیں اسلام کے خلاف ان کے منصوبے کامیاب ہو جائیں گے لیکن جب ہم نے ان پر دنیا یا آخرت کے عذاب کا دروازہ کھول دیا تو پھر دین اسلام کی سچائی کو مان لیں گے اور اس وقت وہ اپنے پروردگاروں کی کامیابی اور ہر خیر و برکت سے مایوس ہو جائیں گے (روح) یہاں تک سورۃ کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ حصہ دوم — منعی شرک اعتقادی پر عقلی دلیل۔ ایک تفصیل اور تین علی سبیل الاعتراف من انھم ۱۲۷ھ وھو الذی انشا لکم الخ موضع قرآن ف شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تمک کر عاجز ہوئے۔

المؤمنون ۲۳

644

قد افلح المؤمنون ۱۸

اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ پھر تم

ہوتے نہیں تو کہہ کس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ

البتہ اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ بتاد اگر تم جانے ہو اب بتائیے

وَقُلْ فِي سُبُحَاتِهِ ۖ بَيْنَ يَدَيْهِ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ يُعْطِي السَّاعَةَ وَهُوَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ

لَهُمْ لَدِيْهِ يَوْمَ ۙ ۙ مَا اَلْحَدَّ ۙ ۙ اَللّٰهُ يَنْوَلِّیْهِ مَا كَانِ

عَهُ مِنْ إِلَهِ إِذَا الذَّهَبُ كُلُّ إِلَهِ بِمَا خَلَقَ

وَلَا تَعْصُوهُ عَلَىٰ بَعْضٍ سَيِّئٍ ۚ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَصِفُونَ ۝

الْفُتُولَةُ فَتَعْلَمُ ۖ لَسْتُ كَمَا ۖ (٩٢) ق

سے دال پکے اور اسے وہ بہت دیر ہے اس کے بنیہ سرسکا کے ہیں

وہ رب الٰہی اگر نہ لکھائے مجھ کو جو ان سے وعدہ ہوا ہے تو اسے رب مجھ کو نہ کرے

گنہگار لوگوں میں سے وہ اور ہم کو قدرت ہے کہ ٹھیکو دکھلا دیں جو ان سے و

دبا ہے بری بات کے جواب میں وہ کہہ چو بہتر ہے ہم



منزل ۴۴

۱۲۔ پڑھو مٹی سے دیں
۱۳۔ بخوفِ دینوی
۱۴۔ برحق تبلیغ

১৫০

موضح قرآن دایعنی دنیا کی آفت میں شامل نہ کریو۔

اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَبِّ اَعُوذُ بِكَ مِنْ

خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں اور کہہ لے رب ۹۶ میں تیری پناہ چاہتا ہوں

هَمَزٍ الشَّيْطَانِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّخْضَرُونَ

شیطان کی ہمسائی سے اور پناہ تیری چاہتا ہوں رب سے کہ میری پائیں ہل جائیں

حَتَّٰ اِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ﴿۹۸﴾

یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں سے کسی کو موت کہے کہ اے رب مجھ کو پھر بھیج دو

لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ

شاید کہ میں بھلا کام کروں اس میں جو چھوڑ آیا ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے

هَوَّاقِلَهَا مِنْ وَّرَآءِ لَهْمٍ بَرَزَخٍ اِلٰى يَوْمٍ يَّجْعَلُونَ ﴿۹۹﴾

کہ وہی کہتا ہے اور ان کے پیچھے پردہ ہے اسون تک کہ اٹھائے جائیں

فَاِذَا نَفَخَ فِي الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ

پھر جب پھونکے مارے صور میں تو نہ رہے ان میں اس دن اور

لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿۱۰۰﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَاُولٰٓئِكَ

نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے سو جس کی بھاری ہوئی تولیے تو وہی لوگ

هُمُ الْمَفْلُحُونَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَاُولٰٓئِكَ

کام لے نکلے اور جس کی ہلکی ہوئی تولیے تو وہی لوگ ہیں

الَّذِينَ خَسِرُوا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُونَ ﴿۱۰۲﴾ تَلَفُّ

جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ ہی میں ہمیشہ رہا کریں یہ ٹھیس دیں

وَجُوهُهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُونَ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ تَكُنْ

ان کے منہ کو آگ اور وہ ان میں بد شکل ہو رہے ہوں گے کی تم کو

اٰتٰى تَنْثِيْرًا عَلٰىكُمْ فَاَنْتُمْ مَّا تَكْذِبُونَ ﴿۱۰۴﴾ قَالُوا

سناں نہ تھیں ہماری آیتیں کہ پھر تم ان کو جھٹلاتے تھے بولے

منزل ۳۴

اور ہر چیز اسی کے اختیار و تصرف میں ہے دھو بھجیو ولا یجبار علیہ اور جسے وہ چاہے بچائے مگر اس کی گرفت سے کوئی بچانے والا نہیں ای من اراد اللہ اہلکما وخوفہ لم یمنعه منہ مانع ومن اراد النجۃ وامنہ لم یبدنہ من نصراۃ آمنہ دافع (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۷۷) قل فانی لتحرون آپ ان سے کہیں پھر تمہاری عقلیں کیوں ماری گئی ہیں جب تم مانتے ہو کہ قادر علی الاطلاق اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اسکی عاجز مخلوق کو کیوں کار ساز سمجھتے ہو۔ ای فانی تخذعون وتصرفون عن توحیدہ وطاعتہ (فازن ج ۵ ص ۲۷۷) ای کیفیت بخیل الیکم ان تشرکوا بہ مالا یضر ولا ینفع (قرطبی) ۷۶۹ بل انینہم

یہ ان ہذا الا اساطیر الاولین سے اضراب ہے الخ دلائل عقلیہ بیان کرنے کے بعد بطور زجر ارشاد فرمایا کہ مسئلہ توحید اور شر و نشر جھوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ حق ہیں اور ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ہر عقلمندان کو سمجھ سکتا ہے۔ وانہم لکذ بون اس لئے مشرکین اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ والمراد بالحق الوعد بالبعث وقیل مایعہ والتوحید ویدل علی ذالک السیاق (روح ج ۸ ص ۱۵۷) انہ ما تخذ اللہ الخ مسئلہ توحید کو دلائل کے ساتھ ثابت و مبرہن کرنے کے بعد دعوے کو صراحت سے ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کار ساز اور عالم الغیب ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں جس کو اس نے مافوق الاسباب تصرف کی اجازت دے رکھی ہو۔ وما کان معہ الخ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نائب کوئی نہیں اسی طرح الوہیت میں اس کا شریک ہرگز نہیں کیونکہ اگر کوئی اسکا شریک ہوتا تو اپنی مخلوق میں اور اپنے ملک میں وہ خود مختار اور متصرف ہوتا۔ ولعل بعضہم الخ اور ان کے درمیان اقتدار کی باقاعدہ جنگ ہوتی مگر تم دیکھ رہے ہو سارا عالم اللہ تعالیٰ ہی کے زیر تصرف ہے اور یہاں دوسرا کوئی متصرف نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ وعدہ لا شریک ہے وہی قادر و متصرف اور مختار و کار ساز ہے اور ہر چیز اسی کے اختیار و تصرف میں ہے واذکان کذلک فاعلموا انہ اللہ واحد بیدہ ملکوت کل شئی و یقدر علی کل شئی (فازن ج ۵ ص ۱۷۷) انہ سبحن اللہ الخ لہذا اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے عالم الغیب والشہادۃ الیہ متصرف و مختار بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی وہی ہے لہذا وہ ہر شریک سے پاک اور ہر عیب سے منزہ ہے لہذا کل سب ابمان الخ خوف ونبوی ہے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ اس طرح اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ جس عذاب کا تو نے ان

خبر

تخلیف اخروی

مشائات اخروی

مرکز

مشرکین سے وعدہ کیا ہے اگر وہ عذاب میری زندگی ہی میں ان پر نازل ہو جائے تو میرے پروردگار مجھے اس سے بچا تو یہ اس عذاب کی شدت و فظاعت کے اظہار کے لئے کہا گیا ورنہ حضور علیہ السلام تو عذاب سے محفوظ تھے ہی تاکہ یہ نظام ہو جائے کہ یہ عذاب اس قدر شدید اور دردناک ہو گا کہ ہر ایک کو اس سے پناہ مانگنی چاہیے (روح) ولنا علی ان سرید الخ جس عذاب کی ہم ان کو دھمکی دے چکے ہیں وہ ہم آپ کی زندگی میں ان پر مسلط کر سکتے ہیں ہمیں اس کی قدرت و طاقت ہے لیکن ہم عذاب کو موخر کر نیچے تاکہ کچھ لوگ ان میں سے ایمان لے آئیں ۷۷۷ ادفع بالستی الخ یہ طریق تبلیغ کی تعلیم ہے فرمایا مشرکین اگرچہ سخت لہجہ اور درشت کلامی سے آپ کی دعوت کو رد کرتے ہیں

موضع قرآن و چھ شیطاں کی ہے دین کے جواب سوال میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ برے کا جواب ہے اس سے بہتر وہ معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی کو پھر آتا ہے سب غلط ہے قیامت کو اٹھیں گے اس سے پہلے ہرگز نہیں و یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک سے اسکے عمل کا حساب ہے و جلتے جلتے بدن سو ج جاؤ بیٹے کا ہونٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپڑی تک و زبان ٹھٹھکی زمین میں لوگ اس کو روندیں گے۔

اور آپ کی دعوت کو اساطیر الاولین (اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں) کہتے ہیں لیکن پھر بھی آپ نرم کلامی اور حسن اخلاق سے ان کی باتوں کا جواب دیں لیکن مسئلہ خوب کھولکر اور دلائل کے ساتھ بیان کریں لیکن اعلم بما یصفون باقی جو کچھ وہ کہتے ہیں ہمیں وہ سب کچھ معلوم ہے اسکی ان کو پوری پوری سزا ملے گی لکھ دقتل سب الہی توحید بیان کرتے وقت آپ شیطان و دوسو سوں سے اللہ کی پناہ مانگیں نیز اس سے پناہ مانگیں کہ شیاطین میرے پاس آکر میرے اعمال و افعال میں دخل دیں لکھ جتنے اذیاء الہی یہ تحریف اخروی ہے یہ مشرکین اب تو غفلت میں ہیں۔ اور انکار پر اصرار کر رہے ہیں لیکن جب موت کا فرشتہ آپہنچے گا اور وہ اپنا بد انجام آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو

المؤمنون ۲۳

۷۶۸

قد افلح ۱۸

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿۱۰۶﴾

اے رب زور کیا ہم پر ہماری بھتی نے اور ہے ہم لوگ بھٹکے ہوئے

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ

اے ہمارے رب نکال دے ہمیں اس سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گنہگار فرمایا

اَخْسَوْا فِيهَا وَلَا تَكْفُرُوا ﴿۱۰۸﴾ إِنَّكَ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ

بڑے ہو چکے ہوئے اس میں اور مجھ سے نہ بولو ایک فرقہ تمنا ہے میرے

عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمِنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ

بندوں میں جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم یقین لائے سوغات کر دے اور رحم کر دے اور

أَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذَ لَهُمُوهُمْ سَخِرَ بَاخْتِ

تو سب رحم والوں سے بہتر ہے پھر تم نے انکو ٹھٹھوں میں پھنسا دیا

أَنْسَوُكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿۱۱۰﴾ إِلَىٰ

بھول گئے ان کے چہرے میری یاد اور تم ان سے ہنستے رہے میں نے

جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَلِئْهُمْ هُمُ الْفَآئِزُونَ ﴿۱۱۱﴾

آج دیا ان کو بدلہ ان کے صبر کرنیکا اے کہ وہی میں مراد کو پہنچنے والے

قُلْ كَمْ لَبِئْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدُ سِنِينَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوا

فرمایا تم کتنی در رہے اے زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے

لَبِئْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلُ الْعَادِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ

ہم بے اگدن یا کچھ دن سے کم تو پوچھے گنتی والوں سے بول فرمایا

إِنْ لَّبِئْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَّوْ أَنْتُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۱۴﴾

تم اس میں بہت نہیں اے تو خود ہی جانتے ہو اگر تم جانتے ہوئے

أَفَحَسِبْتُمْ أَنْبَا خَلْقْنَكُمْ عَسَا وَ أَنْتُمْ إِلَيْنَا لَا

سو کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمکو بنایا کھینے کو اور تم ہمارے پاس

منزل ۴

اب اللہ تعالیٰ سے بار بار التجا کریں گے کہ اللہ مجھے اب دنیا میں واپس بھیج دے میں نے دنیا میں جو کوتاہیاں کی ہیں اب ان کی جگہ میں نیک اعمال بجالاؤں گا تیری توحید کو مانوں گا۔ تیرے ساتھ مشرک ہرگز نہیں کروں گا اور تیرے غیر واپس پر ایمان لاؤں گا اگر جوعن جمع برائے تکرار ہے ای ار جعنی ار جعنی اسرا جعنی یعنی وہ بار بار یہ کہے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے القیاء فی جہنم یہ خطاب واحد سے ہے اور تنبیہ تکرار کے لئے ای الق الق۔ اسی طرح امراء القیس کا قول ع۔ قنابذ من ذکری حبیب ومنزل ای قف قف۔ ار جعنی عطف جہت التکریر ای ار جعنی ار جعنی (قرطبی ج ۲ ص ۱۲۱) لکھ کلا الہی کلا کلامہ ردع ہے یعنی ایا ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ اس کا یہ خیال غلط اور یہ امید باطل ہے کہ اب سے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا حشر اور ندامت کی وجہ سے وہ یہ بات کہتا ہے گا مسکے فائدہ ومن وساءلہم بوزخ الہان کا موت کے بعد دنیا میں پس آنا محال ہے کیونکہ اب وہ عالم برزخ میں داخل ہو چکے ہیں۔ عالم برزخ موت سے قیامت تک کا زمانہ ہے جو دنیا اور آخرت میں حائل ہے جو شخص اس عالم میں پہنچ گیا اب دنیا کی طرف اس کی واپسی محال ہے لکھ فاذا نفخ الہی تحویف اخروی ہے نفخ سے نفخ ثانیہ مراد ہے جب سب لوگ قبروں سے زندہ ہو کر نکلیں گے اس وقت عالم برزخ ختم ہو جائے گا اور عالم آخرت کی ابتدا ہوگی۔ دنیا میں تو لوگ خاندانی وجاہت پر فخر کرتے ہیں بلکہ دوسرے کے خاندان پوچھتے ہیں مگر اس جہان میں نسلی امتیاز کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی اور نہ کسی سے کوئی یہ پوچھے گا کہ تو کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے وہاں کوئی رشتہ کام نہیں آئے گا۔ اور نہ خاندانی فخر و غور سے کچھ فائدہ ہوگا لکھ فمن ثقلت

سرا دخال الہی ۱۲

الہی یہ بشارت اخروی ہے ومن خفت حوازیبہ الہی تحویف اخروی ہے وہاں نسی اور خاندانی ٹرائی کام نہ آئیگی بلکہ اعمال صالحہ کام آئیں گے جن کے اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائیں گے اور جن کا ملکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے اور جہنم میں جائیں گے تلف و جوہم الہی جہنم کی آگ دوزخیوں کے چہرے جلاد لے گی اور ان کی شکلیں جل کر بد بنا اور قبیح ہو جائیں گی لکھ الم تحین الہی یزحر ہے اور اس سے پہلے یقال لہم مقدر ہے جب انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا اس وقت اللہ کی طرف سے فرشتے ان سے کہیں گے کیا دنیا میں میری باتیں

موضع قرآن الی معنی فرشتوں سے جنہوں نے نیکی اور بدی گن رکھی تھیں گے سو کار میں میں رہنا یا دنیا کی عمر یہ بھی ہاں تھوڑی نظر آویگی یہ پوچھنا اس لئے کہ دنیا میں غدا کی ثنابی کرتے تھے اب کہ مشابہ آیا۔

نہیں پڑھ کر نہیں سالی جاتی تھیں اور تم ان کا انکار کرتے تھے۔" بقا اور بشنا الخ جواب میں وہ کہیں گے "ہمارے پروردگار ہماری بد بختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ ہو گئے ہمارے پروردگار ایک بار ہمیں دوزخ سے نکال کر عمل کرنا کا موقع عطا فرما۔ اب بھی اگر ہم نے ویسے ہی برے کام کئے تو واقعی ہم ظالم ہوں گے پھر جس طرح تو چاہے ہمیں عذاب سے لینا قال اخسوا الخ" اللہ کی طرف سے آواز آئے گی دوڑو جاؤ اور مت بولو۔ یہ کلمہ تحقیر ہے جس طرح کہتے کو دھتکارا جاتا ہے اسی طرح ان کو دھتکار دیا جائے گا۔ انہ کان الخ یہ اذغال الہی ہے اور جلد ماقبل کے لئے علت ہے نہیں یہ سزا اس لئے دی جا رہی ہے کہ تم عداوت اور سرکشی میں تمہارا کو پہنچ چکے تھے تم دین حق سے استہزاء کرتے تھے یہاں تک کہ جو لوگ ایمان لا چکے تھے تم ان کا مذاق اڑا یا کرتے تھے جو ضعیف مومنین مثلاً حضرت بلال، صہیب، اور غیب وغیرہم رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعائیں مانگتے تھے یہ سننا دید قریش ابو جہل وغیرہ انکی منسی اڑاتے تھے فرمایا حق کے انکار اور حق ماننے والوں سے متحرکی نے تمہیں عذاب میں مبتلا کیا ہے حتیٰ انکم الخ یعنی ان ایمان والوں سے عداوت و متحرکی میں تم اس قدر منہمک تھے کہ یہی چیز تمہارے لئے میرے ذکر اور میری توحید کو ماننے سے نیاں کا باعث بن گئی ای اشعلتم بالاسفہا بھم عن ذکر ہی رقرطی ج ۱۲ ص ۱۵۵ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی توحید کو ماننے والوں اور توحید کی تبلیغ کرنے والوں کو حقیر سمجھنا اور استہزاء و متحرکی سے ان کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنا غضب خداوندی اور عذاب آخرت کا موجب ہے اے انی جزیتہم الخ تم نے اپنا حال تو دیکھ ہی لیا کہ کس عذاب میں مبتلا ہو۔ ان غریب مسلمانوں کا حال بھی سن لو جن سے تم متحرکی کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں کوئی مرتبہ نہیں دے گا آج میں ان کو ان کے صبر و تحمل کی پوری پوری جزا دی ہے اور آج وہ خوش و خرم ہیں اور کامیاب کامران ہیں اے قال حکم لہتم الخ جو کافر دنیا میں واپس جانے کی تمنا ظاہر کریں گے ان سے قیامت کے دن سوال ہو گا کہ بتاؤ تم دنیا میں کتنے سال سے قالوا بشنا ومانا الخ وہ کہیں گے ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم ہے ہیں اسے ہمارے پروردگار شدت مولد عذاب سے ہم سب کچھ بھول چکے ہیں ہمیں کچھ یاد نہیں فرشتوں سے پوچھو جو ان انوں کی عمریں نکھتے تھے ہیں

النور ۲۴

۷۹

قد افلح ۱۸

تُرْجَعُونَ ۱۵ ۱۱۵ فَتَعْلَىٰ اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

پھر کرنا آگے واپس لوٹنا اور ہے اللہ وہ بادشاہ ہے سچا کوئی حاکم نہیں اس کے سوا

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۱۱۶ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

مالک اس عرش کے تخت کا اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا عالم

لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا

جس کی سند نہیں اس کے پاس سو اس کا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک بیشک

يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۱۱۷ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ

بھلا نہ ہوگا کافروں کا اور تو کہہ اے رب معاف کر اور رحم کر اور تو ہے

خَيْرُ الرَّحِيمِينَ ۱۱۸

سُورَةُ التَّوْبَةِ مَكْنِيَّةٌ وَهِيَ رَابِعُ وَسِتُّونَ آيَةً وَسَمِعَ رُكُوعًا

سورہ توبہ مکنیہ ہے اور اس میں چونتیس آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

یہ ایک سورہ کہ منیہ نامی اور فرض پر لازم کی اور آیتیں اس میں باری صاف

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۱ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا

تاکہ تم یاد رکھو بدکاری کرنے والی عورت اور مرد سو مارو

كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا

ہر ایک کو دو سو دس دس سو دس دس اور نہ اٹھے تمکو ان پر

رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

ترس اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور

منزل ۴

ابھی طرح معلوم ہوگا المثلثة العادین لاعمال العباد واعمالہم (روح ج ۱۰ ص ۸۲) اے قال ان لبشتم الخ اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتے گا بیشک تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا میں بہت کم عرصہ رہے ہو لو انکم کنتم تفلون مگر افسوس کہ تم نے اس قلیل وقت کی قدر نہ کی اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا اب دوبارہ دنیا میں جا کر تم کیا کر لو گے اے الخبثتم الخ یہ زجر ہے دنیا میں تم اس طرح غافل رہے اور سرکشی کرنے لپے گویا تم ہمیشہ ہی دنیا میں رہو گے اور کہیں ہمارے سامنے حاضر نہیں ہو گے تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بس یونہی بغیر کسی حکمت کے پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے احکام اور اوامر و نواہی سے بالکل آزاد ہو۔

موضح قرآن و یعنی دنیا میں توفیق اور بدی کا اثر نہیں ملتا اگر دوسرا دن نہ ہو بدی کا تو یہ سب کہیں ہے۔

۵۵۰ فتح اللہ الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے، اور سورت میں بیان کردہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ثمرہ و نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا مالک اور حقیقی بادشاہ ہے وہ تمام شرکوں سے پاک ہے عیب سے منزہ اور عبث کام کرنے سے اس کی شان بلند ہے وہ سارے عالم کا کارساز اور سارے جہان میں متصرف و مختار ہے اس کے سوائے کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا، پکار اور نذر و نیاز کا مستحق ہے۔ اسی تنزه و تقدس اللہ الملک الحق عن الاولاد و الشریکاء و الانداد الخ (قرطبی ج ۲ ص ۱۵۵) لا الہ الا ھو الخ اس کے سوا کوئی کارساز اور مشکل کشا نہیں۔ اور وہ عزت والے عرش کا مالک ہے جو سارے جہان کو محیط ہے ۵۵۱ ومن یدع الخ یہ تحریف اخروی ہے جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہیں حالانکہ غیر اللہ کی الوہیت کسی دلیل اور برہان سے ثابت نہیں ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ مجاہد فرمائے گا اور انھیں سخت سزا دے گا۔ اور ایسے کافر و مشرک ہرگز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے ثم ذکر ان من کان بذالک فجزاء العقاب العظیم بقولہ فانما حسابہ عند رب کا ثنا قال ان عقابہ ابلغ الی حیث لا یقدر احد علی حسابہ الا اللہ تعالیٰ (کبیر ج ۶ ص ۳۵۹) سورت کی ابتدا میں فرمایا قد افلم المؤمنون اور آخر میں فرمایا انہ لا یفلح الکفرون۔ ایمان والے کامیاب ہوں گے اور کافر و مشرک ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے آخر میں بندوں کو طلب مغفرت و رحمت کی تلقین فرمائی ۵۵۲ وقل رب اغفر الخ آخر میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنی کا حکم دیا گیا کیونکہ عفو و رحمت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا اور یہی دو چیزیں ہیں جن کے ذریعہ انسان اللہ کے عذاب و عقاب سے محفوظ رہ سکتا ہے لان رحمتہ اذا امرکت احدا اغنت عن رحمة غیرہ و رحمة غیرہ لا تغنیہ عن رحمتہ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۱)

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مِلَّالَاتُ تَوْحِيدٍ

اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ _____ تا _____ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۵ عذاب الہی سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان
- ۲۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ _____ تا _____ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۵ (۱۷) نفی شرک فی التصرف پر دلائل عقلیہ
- ۳۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا _____ تا _____ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۵ (۲۷) نفی شرک اعتقادی
- ۴۔ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ _____ تا _____ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۵ (۳۷) نفی شرک فعلی
- ۵۔ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ _____ تا _____ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۵ (۴۷) دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا اعادہ۔
- ۶۔ وَلْيَا أَتَّبِعَ الْحَقِّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ط نفی کار سازی از غیر اللہ۔
- ۷۔ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ السَّمْعَ _____ تا _____ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۵ (۵۷) نفی شرک اعتقادی۔
- ۸۔ قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا _____ تا _____ قُلْ فَإِنِّي تُسْحَرُونَ ۵ نفی شرک اعتقادی پر تین دلائل عقلیہ علی سبیل الاعتراف من انحصار۔
- ۹۔ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ _____ تا _____ فَتَعَلَّى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۵ نفی شرک فی التصرف
- ۱۰۔ فَتَعَلَّى اللَّهُ الْمَلِکَ _____ تا _____ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۵ (۶۷) نفی شرک ہر قسم

(آج بتاریخ ۲۳ شوال ۱۴۳۶ھ مطابق ۳۰ فروری ۱۹۱۶ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر سورہ مؤمنون کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد لله اولا و آخر و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائما ابداً)

سُورَةُ نُورٍ

رابطہ سورۃ نور کو سورۃ مومنون کے ساتھ نامی ربط یہ ہے: سورۃ مومنون کی ابتدا میں فرمایا قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ یعنی ایمان والے کامیاب ہونگے اور سورۃ نور میں فرمایا اَلَّذِينَ تُوۡفِرُوۡا وُجُوۡهَہُمۡ لِّلۡدِّیۡنِ اِلَیۡہِ اِلَہِہٖمۡ وَہُمۡ فِیۡ سَازِجَہٗۃٍ اِلَیۡہِ اِلَہِہٖمۡ وَہُمۡ فِیۡ سَازِجَہٗۃٍ اِلَیۡہِ اِلَہِہٖمۡ۔ اسی نور توحید ہی کی بدولت حاصل ہوگی۔

معنوی ربط یہ ہے سورۃ مومنون میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پکارو اور اُسی کے نام کی ندریں نیازیں دو اُس کے سوا کوئی پکارتے جانے کے لائق نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے یہ مضمون سورۃ مومنون کی آخری آیتوں میں بطور خلاصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ فَتَعٰلٰی اَللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ — تا — اِنَّہٗ لَا یُعْذِرُ الْکَافِرُوْنَ ہ اب سورۃ نور میں یہ مذکور ہوگا کہ اس مسئلہ توحید سے خدا اور چڑکی وجہ سے مخالفین (کفار و منافقین) داعی توحید صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مسلمانوں کا اعتماد اٹھ جائے اور وہ بدظن ہو کر آپکا اتباع چھوڑ دیں اور مسئلہ توحید کا انکار کر دیں اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اس جھوٹی تہمت سے براءت و طہارت کا اعلان فرمایا ہے جو منافقین نے آپؐ کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اپنے پاس سے گھر کر اڑادی تھی۔

خلاصہ سورۃ نور کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتدا سورت سے لیکر رکوع ۷ کے آخر و کِتْمٰنِ الْمُصِیۡبِۃِ تک ہے اور خلاصہ مضامین یہ ہے۔ تمہید، ترغیب الی القرآن اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں، پھر اصلاح معاشرہ کے لئے چھ قوانین دعویٰ توحید جس کی عداوت سے منافقین نے تہمت لگائی۔ دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں دو سمر حصہ رکوع ۸ کی ابتدا یا یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اَلِیْسَتْۤ اِیۡنَکُمۡ سَے لے کر سورت کے آخر تک ہے خلاصہ مضامین یہ ہے۔

اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین، مخلصین و منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعویٰ توحید کا دوسری بار ذکر جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی۔

پہلا حصہ

ابتداء میں سورۃ انزلنے کا فرض تھا الخ تمہید مع ترغیب ہے یہ ترغیب آگے دوبارہ پھر آئیگی اس کے بعد زنا اور تہمت زنا سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے چار احکام ذکر کئے ہیں پہلا حکم الزانیۃ والذانی فاجلدوا الخ زانی اور زانیہ کی سزا۔ دوسرا حکم الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ الخ اور فاحشہ عورتوں کی اخلاقی پستی کا ذکر۔ تیسرا حکم والذین یرمون المحصنات الخ پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانیوالوں کی سزا! چوتھا حکم والذین یرمون اذواجہم الخ اپنی بیویوں پر تہمت لگانیوالوں کا حکم۔

اس کے بعد ان الذین جاءوا بالافتک (۲۷) سے لیکر واللہ غفور رحیم (۳۷) تک تہمت لگانے والوں، تہمت میں معمولی حصہ لینے والوں اور تہمت کی بات سن کر اس پر خاموش رہنے اور اس کی تردید نہ کرنے والوں کے لئے زجر ہیں۔ ان الذین جاءوا بالافتک الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جنہوں نے یہ تہمت گھر کر لگائی تھی لولا اذ سمعتموه ظن الخ یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جنہوں نے بالکل خاموشی اختیار کی، نہ تہمت لگانیوالوں کی تائید کی نہ تردید اذ تعلقونہ بالسننکم — تا — واللہ علیم حکیم یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جو ان منافقین کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی کچھ نامناسب الفاظ نکل گئے۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ الخ یہ پہلے گروہ کے لئے دنیوی اور اخروی تحویل ہے۔ ولایأتل اولوا الفضل الخ جو مسلمان تہمت میں ملوث ہو گئے توبہ کے بعد ان سے حسن سلوک جاری رکھنے کی ترغیب ان الذین یرمون الخ — تا — هو الحق المبین پہلے گروہ کے لئے تحویل اخروی اس کے بعد الخبیثات للخبیثین الخ میں برے اور اچھے لوگوں کا کردار اور ان کی عادات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد معاشرے کی اصلاح و تطہیر کے لئے چھ قانون اور ضابطے بیان کئے گئے ہیں پہلا قانون یتلایہا الذین امنوا لاتدخلوا الخ (۴۷) جب کسی دوسرے آدمی کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو پہلے اجازت لے لو، بلا اجازت کسی کے گھر میں مت گھسو۔ لیس علیکم جناح الخ ایستہ جو گھر ہائشی نہ ہوں بلکہ عمومی کاروبار کے لئے ہوں مثلاً سرائیں دکانیں اور طعام خانے وغیرہ، ان میں داخل ہوتے وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ دوسرا قانون قل للمؤمنین یعضوا من البصاہم الخ ایمان والے اپنی نظریں نیچی کر کے چلا کریں تاکہ غیر محرم عورتوں کے چہروں اور ان کی زینت کو دیکھنے سے ان کی نظریں محفوظ رہیں اور وہ فتنہ بدکاری سے بچ جائیں تیسرا قانون قل للمؤمنات یغضضن من البصاہن الخ اس میں ایمان والی عورتوں کو چار ہدایات دی گئی ہیں (۱) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (۲) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (۳) ولایبیدن زینتھن الخ اپنی زینت اور بدن کے قابل شرم حصوں کو ظاہر نہ کریں بلکہ ڈھک کر رکھیں البستہ اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے ہاتھ

پاؤں چہرہ اور زیور وغیرہ ظاہر کر سکتی ہیں اور (م) دلائل صریحین باجملہ انچ ملتے وقت زمین پر پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ پاؤں کے زیور کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں چوتھا قانون دانتک حوالا ایامی منکر انچ بیوہ عورتوں، غلاموں اور باندیوں کا نکاح کر ڈالو اور انہیں نکاح سے مت روکو۔ پانچواں قانون والذین یبغون الکذب انچ — تمہارے جو غلام اور باندیاں مکاتب چاہیں اگر تم اس میں بہتری سمجھو تو انہیں مکاتب کر دو۔ چھٹا قانون دلائل صریحین باجملہ انچ اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ یا یہ باندیوں کو نکاح سے روکنے کی ممانعت ہے اس صورت میں یہ قانون رابع کے ایک حصے کی تاکید ہوگی ولقد انزلنا الیکم آیت انچ یہ ترغیب کا اعادہ ہے جو ابتداء صورت میں مذکور ہوئی اور تحویف دینیوی ہے۔

اللہ نوس السموات والارض انچ (ع ۵) اس میں دعویٰ توحید کو ایک تشیل کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہی سارے جہان کا مالک و کارساز ہے اسکی صفات کارسازی و صفات الوہیت، ہی سے سارا جہان قائم اور آباد ہے آگے دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں فی بیوت اذن اللہ انچ یہ اللہ تعالیٰ کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکار نیوالوں اور معبودان باطلہ کو خدا کے ساتھ شریک نہ بنانے والوں سے دلیل نقلی ہے۔ والذین کفروا اعمالہم کسراب انچ یہ دلیل نقلی سے متعلق ایک شبہ کا جواب ہے یعنی اللہ کی عبادت تو مشرکین بھی کرتے ہیں اس میں مومنوں کی کیا خصوصیت ہے تو فرمایا مشرک چونکہ اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال بے فائدہ اور رائیگاں ہیں۔ الم تر ان اللہ یسبح لہ انچ (ع ۲) دعویٰ توحید جو اللہ نوس السموات والارض میں مذکور ہے پہلی عقلی دلیل زمین و آسمان کی ساری مخلوق خواہ ذوی العقول ہو خواہ غیر ذوی العقول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتی اور ہر قسم کے شرک سے اسکی تنزیہ و تقدیس کا اعلان کرتی ہے وللہ ملک السموات والارض انچ اور زمین و آسمان کا مالک اور سارے جہان میں متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی کارساز اور مجیب الدعوات ہے۔

الم تر ان اللہ یسبح انچ یہ دعویٰ مذکورہ پر دوسری عقلی دلیل ہے بادلوں کو اکٹھا کرنا اور پھر ان سے بارش اور ابلے برسانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ رات دن کا انقلاب بھی اسی کے اختیار و تصرف میں ہے واللہ خلق کل دابة من ماء انچ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے تمام جاندار مخلوق کو قطرہ آب سے پیدا کیا ہے لیکن تمام انواع حیوانات شکل و صورت اور افعال و خواص کے اعتبار سے مختلف ہیں اس کی قدرت کاملہ اور اس کے تصرف تمام کا کرشمہ ہے وہی قادر و توانا اور قیوم و داناسب کا کارساز اور قاضی الحاجات ہے لہذا انزلنا آیت بیئت انچ یہ ترغیب الی القرآن کا دوسری بار اعادہ ہے جو ابتداء صورت میں مذکور ہوئی۔

ویقولون امنوا باللہ — تا — بل اولئک ہم الظالمون (ع ۶) یہ منافقین پر شکوای ہے جو زبان سے تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام سے اعراض کرتے ہیں یہ منافقین کا حال تھا اس کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا ذکر کیا گیا انما کان قول المومنین — تا — فاولئک ہم الفاسقون (ع ۷) وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ اس کے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی دل و جان سے پیروی کرتے ہیں و اقساموا باللہ — تا — الا البلیغ المبین (ع ۸) یہ منافقین پر زجر ہے۔ وعد اللہ الذین امنوا — تا — لعلمکم ترحمون ہ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دینیوی ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون یہ جملہ معترضہ ہے لا تحسبن الذین کفروا انچ یہ منکرین کے لئے تحویف اخروی ہے

دوسرا حصہ

پہلے اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین مذکور ہیں اور آخر میں مخلص مومنوں کے احوال کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ پہلا قانون یا ایہا الذین امنوا لیست اذنکم انچ (ع ۸) اوقات استراحت و خواب میں غلاموں اور باشعور بچوں کو اجازت لیکر اندر داخل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان اوقات میں اکثر زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں اور معمولی ملے سے کپڑوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ دوسرا قانون والقواعد من النساء انچ بوڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ گھر میں معمولی لباس میں رہیں اور زیادہ پرزے کے لئے مزید کپڑے نہ پہنیں لیکن اگر احتیاط کریں تو بہتر ہے۔ تیسرا قانون لیس علی الاعشی حرج انچ دوسروں کے گھروں میں جانے کی ہر حال میں ممانعت نہیں بلکہ ضروری کاموں کے لئے جاسکتے ہو۔ کذلک یبین اللہ لکم انچ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔

انما المومنون الذین امنوا باللہ انچ (ع ۹) مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل مومنین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جہاد ایسے نہایت اہم کاموں میں شرکت سے معذوری کی صورت میں حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر جاتے ہیں۔ لا تجعلوا دعاء الرسول انچ یہ زجر ہے مع تحویف دینیوی۔ نیز ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ قد یعلم اللہ الذین یتسللون انچ یہ منافقین کا حال ہے کہ وہ حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر نہیں جاتے بلکہ جو نہی موقعہ پایا آنکھ بچا کر کھسک گئے الا ان اللہ مافی السموات والارض و آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر ہے جس کی وجہ سے ضد میں اگر منافقین نے تہمت لگائی تھی۔

پہلا حصہ

تمہید، ترغیب الی القرآن، اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں۔ پھر اصلاح و تطہیر معاشرہ کے لئے چھ قوانین، دعویٰ توحید جس کی وجہ سے منافقوں نے تہمت لگائی، دعویٰ توحید پر ایک نقلی اور تین عقلی دلیلیں۔

الْآخِرَ وَلَيْشَهِدَ عَدَاِبَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝۲

پچھلے دن بد اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ

بدکار مرد نہیں نکاح کرتا ہے مگر عورت بدکار سے یا شرک وال سے اور بدکار عورت ہے

لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ ذَلِكَ عَلَى

نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ حرام ہوا ہے ہے

الْمُؤْمِنِينَ ۝۳ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ

ایمان والوں پر دوا و اور جو لوگ نے عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو پھر

لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْلًا لَهُمْ وَهُنَّ

نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو ان کو استغنی

جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ

ڈرتے اور نہ مانو ان کی کوئی گواہی کہیں اور وہی لوگ

هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝۴ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ

ہیں نافرمان و مگر جنہوں نے توبہ کر لی اس کے پیچھے

ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۵ وَ

اور سزا دے گا تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

الَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شَهَادَةٌ

جو لوگ عیب لگائیں اپنی جوڑوں کو کہ اور شاہد نہ ہوں ان کے پاس

إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعَةٌ شَهَدَتْ بِاللَّهِ

سوائے ان کی جان کے تو ایسے شخص کی گواہی کہ موت ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کہ

إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝۶ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ

کہ مقرر وہ شخص سچا ہے اور پانچویں باریہ کہ اللہ کی پھسکار ہو

منزل ۴

۷ سورۃ انزلہا الخ سورۃ مبتدا مخذوف کی خبر ہے اسی ہذا سورۃ اور انزلہا مع معطوفات سورۃ کی صفت ہے (مدارک) یہ سورت میں بیان کردہ احکام کی تمہید اور ان کی تعمیل کی ترغیب ہے یعنی اس عظیم القدر سورت میں مسئلہ توحید اور ستر و عفاف کے بارے میں احکام بیان کئے گئے ہیں ان کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ہم نے تم پر فرض کر دیا ہے۔ انزلنا ماضی بمعنی حال ہے یعنی یہ سورت جو اس وقت ہم نازل کر رہے ہیں فرض نہا نہیں مفعول سے پہلے معنات مقدر ہے اسی فرضنا احکامہا (روح) احکام سے ستر و عفاف کے واضح احکام مراد ہیں یہ احکام چار ہیں جو اس کے بعد بالتفصیل مذکور ہیں وانزلنا فیہا الخ انزلنا کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے مقصود ذکر مفعول ہے

اینت بینت سے توحید کے روشن دلائل مراد ہیں۔ و

فرض نہا اشارۃ الی الاحکام الی بینہا اولاتہ

قوله وانزلنا فیہا اینت بینت اشارۃ الی ما

بین من دلائل التوحید (کبیر ج ۶ ص ۳۱) ۷

الزانیۃ والزانی الخ یہ ستر و عفاف اور تطہیر معاشرے

معلق احکام اربعہ میں سے پہلا حکم ہے یعنی زانی اور

زانیہ کو سو سو ڈرہ مارو۔ ان پر یہ شرعی حد قائم کرو تا کہ لوگ

بدکاری سے باز آجائیں لیکن ان پر حد جاری کرتے وقت دو

باتوں کا خاص خیال رکھو اول ولا تاخذکم بہما رافۃ

الخ اگر واقعی تم الشریعہ اور آخرت پر یقین رکھتے ہو تو زانی

اور زانیہ پر حد قائم کرتے وقت کسی قسم کی نرمی نہ کرو

نہ ان پر ترس کھا کر حد کو روکو نہ کوڑوں کی تعداد میں کمی

کرو اور نہ اس قدر ملے کوڑے مارو کہ ان کو پست بھی نہ

چلے۔ ان کے لئے معافی یا رعایت کی سفارش کرنا بھی اس

نہی کے تحت داخل ہے۔ دوم لیشهد عذابہما الخ جہا بھی

کرتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں موجود ہوئی چاہیے

تاکہ ان مجرموں کی مزید رسوائی ہو اور آئندہ کے لئے وہ

گناہ کی جرأت نہ کریں یہ کنوئے زانی اور زانیہ کی سزا ہے اگر

کوئی شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں تو ان کی سزا رجم

ہے۔ رجم کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ

منقول ہے اور دیگر محکمات کی طرح قطعی اور محکم ہے رجم

کا حکم بالکل اسی طرح متواتر ہے جس طرح عدد رکعات اور

مقادیر زکوٰۃ متواتر ہیں ثبوت الرجوم منہ علیہ

الصلوۃ والسلام متواتر المعنی کثیافت علی کرم

اللہ تعالیٰ وجہہ وجود حاتم (روح ج ۸ ص ۷۹)

اس کے علاوہ رجم خود قرآن کے شامے سے بھی ثابت

ہے حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک شادی شدہ

یہودی اور یہودیہ نے زنا کیا۔ تورات میں چونکہ رجم کا

حکم تھا اس لئے رجم سے بچنے کے لئے وہ حضور علیہ السلام

کے پاس مقدمہ لے آئے ان کا خیال تھا کہ اسلام میں رجم کی سزا نہیں ہے حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا کیا ہے انہوں نے

موضع قرآن

یہ کہ اسکا کفو نہیں اسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگ جاوے

لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک کہ بدکاری کرتی ہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے و قید والیاں یعنی کہیں ان

کو بری بات میں نہیں دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگا دے عیب کہا ہے بدکاری کو۔

فتح الرحمن

و مترجم گوید ازین آیت معلوم شد کہ زانیہ مضرہ بر زنار انکاح نتوان کرد و ہمین است مذہب احمد و تاویل آیت بد مذہب ابی حنیفہ و شافعی است

کہ حرام کردہ شد شرک زنا بر مسلمانان یا گویند حاصل است بقومی یا گویند منسوخ است و فیہ ما فیہ ۱۲۔

کہا کوڑے لگانا اور منہ کالا کرنا۔ آپ نے فرمایا میں تم پر تورات کا حکم نافذ کروں گا۔ اور تورات میں اس جرم کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے یہودیوں کے ایک عالم بن صوریہ کو حلف دے کر پوچھا یہ بتاؤ تورات میں اس گناہ کی سزا کیا ہے اس نے اقرار کر لیا کہ رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے رجم کا حکم نافذ کر دیا اس پر سورہ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی وحیث یحکمونک وعندہم التوراة فیہا حکم اللہ الخ (۶۷) گذشتہ شرائع کے احکام کو قرآن میں بلا تکبر ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری شریعت میں بھی وہ نافذ ہیں لہذا الزانی لا ینکح الخ یہ دوسرا حکم ہے زنا کی سزا کے بعد زانی اور زانیہ کی عادت بد کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی جو مرد اور عورت زنا کی عادت بد میں مبتلا ہو جائیں اور زنا کو عیب نہ سمجھیں وہ اس لائق نہیں سمجھتے کہ کسی پاک دامن مومن مرد یا عورت سے ان کا تعلق ازدواج قائم کیا جاسکے ان کی ناپاک اور ذلیل طبیعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی ایسے ہی بدکار مرد و عورت یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک مرد و عورت سے ان کا تعلق قائم کیا جائے۔ ان کی عادت بد کا اقتضا تو یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض مصالح کی بنا پر ایسے بدکار اور نام نہاد مسلمان مرد و عورت کا مشرک مشرک کے ساتھ نکاح ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بدکار مسلمان مرد و عورت کا کسی پارسا عورت و مرد سے عقد ہو جائے تو اسے باطل نہیں قرار دیا۔ اس آیت سے زنا کی عادت شنیعہ کی برائی اور قباحیت کو واضح کرنا مقصود ہے اس صورت میں لا ینکح کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کے لئے لائق نہیں کہ وہ نکاح کرے یعنی عدم بیاقت فعل کو عدم فعل سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ محاورہ ہے السلطان لا یکذب یعنی جھوٹ بولنا بادشاہ کے شایان شان نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ بادشاہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔ فقہیج الاموال الزانی اشد تقبیح ببیان انہ بعد ان رضی بالزنا لا یلیق بہ ان ینکح العقیقۃ المؤمنۃ... وانما یلیق بہ ان ینکح زانیۃ ہی فی طبقہ... (فلائیکم) خبر مراد منہ لا یلیق بہ ان ینکح ما تقول؛ السلطان لا یکذب ای (خلیق بد ان یکذب نزل فیہ علیہ) انفع من نزولہ عدمہ (روح ج ۱۸ ص ۸۴) یا نکاح سے یہاں وظی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس مرد و عورت کو یہ عادت بد چھٹ جائے وہ ایسے ہی بدکار مرد و عورت سے یا ان سے بھی بدتر مشرک مشرک کے ساتھ ہی زنا کرتے ہیں کیونکہ پارسا مرد و عورت تو اس فعل بد سے کلی اعتنا کرتے ہیں۔ فالمعنی الزانی لا یطأ فی وقت الزنا الا زانیۃ من المسلمین او من ہی احسن منها من المشرکات وقد روی عن ابن عباس واصحابہ ان النکاح فی هذه الآیۃ العطاء (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۶۷) یا نکاح سے عقد شرعی ہے اور آیت منسوخ ہے یا آیت وانکحوا الایامی منکم (قرطبی ج ۲ ص ۱۶۷) لیکن پہلا مطلب ارجح اور دوسرا راجح ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ان دونوں کو پسند فرمایا ہے وحریم ذلک الخ ذلک سے زنا کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے۔ اس صورت میں حرمت سے حرمت شرعیہ مراد ہوگی اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہوگا۔ والاشارة یمحتمل ان تكون للزنا المفہوم مما تقدم والتحريم علیہ علی ظاہرہ ولعل هذا الجملة وما قبلها متضمنة لتعلیل ما تقدم الخ (روح ج ۱۸ ص ۸۴) یا اشارہ مذکور بالا نکاح کی طرف ہے اور تحریم بمعنی منع ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وحریمنا علیہ المراضع الخ اور مومنین سے افراد کا ملہ مراد ہیں اور مطلب یہ کہ ہم نے تکوینی طور پر مومنین کا مِلن کے دلوں کو ایسے بدکار مرد و عورتوں کے نکاح سے متنفر کر دیا ہے اور ان کے دل ایسے گندے لوگوں کی طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔ ویمحتمل ان تكون لنکاح الزانیۃ وعلیہ فالمراد من التحريم المنع وبالمومنین المومنون الکاملون ومعنی منعہم عن نکاح الزوانی جعل نفوسہم ابیۃ عن المیل الیہ فلا یلیق ذلک بہم الخ (روح ج ۱۷ ص ۷۷) والذین یرمون الخ یہ تیسرا حکم ہے جب یہ بات واضح ہوگی کہ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ زنا ایسے بُرے فعل کا ارتکاب کریں تو اب اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت یا پارسا مرد پر زنا کی تہمت لگا دے تو اس سے چار گواہوں کا مطالبہ کیا جائے اگر وہ چار قابل اعتماد گواہ پیش نہ کر سکیں تو انھیں مد و زنی یعنی تہمت لگانے کی سزا کے طور پر اسی دُرے ملے جائیں ولا تقبلوا الہم الخ اور آئندہ کے لئے کسی معاملہ میں کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کی جائے اولئک ہم الفسقون یہ تہمت لگانے والوں کے حال کا بیان ہے اور جملہ متانفہ ہے کلام مستأنف غیر داخل فی حیز جزاء الشرط کانہ حکایۃ حال الرامین عند اللہ بعد انفقوا الجملة الشرطیۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۱) کذا فی البحر المحیط ج ۴ ص ۲۳) الا الذین قالوا الخ یہ الفسقون سے استثناء ہے یعنی اگر تہمت لگانے والوں نے توبہ کر لی اور اپنے کئے پر نادم ہو گئے اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح کر لی تو ان سے فسق کا نام اٹھ جائیگا۔ ای رجوعا عما قالوا وندموا علی ما تکلموا استثناء من الفاسقین كما صرح بہ اکثر اصحاب... کون الاستثناء من الجملة الاخیرۃ مذهب الحنفیۃ فعندہم لا تقبل شہادۃ المحدث وذی قذف وان تاب واصلح (روح ج ۱۸ ص ۸۴) ولیس یقتضی ظاہر الآیۃ عود الاستثناء الی الجمل الثلاث بل الظاہر هو ما یعضدہ کلام العرب وهو الرجوع الی الجملة التي تليہا الخ (محرج ج ۴ ص ۲۳) جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار اشخاص (عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین، حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمۃ بنت جحش) پر حد قذف قائم فرمائی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قذف میں حصہ لیا تھا کما فی التفسیر الکبیر ج ۶ ص ۳۵ وارشاد العقل السلیم (لابی السعود ج ۶ ص ۲۳) بعض مفسرین کا قول ہے کہ آپ نے کسی پر بھی حد قائم نہیں فرمائی کہانی روح المعانی ج ۸ ص ۱۱) کے والذین یرمون الخ یہ جو تھا حکم ہے۔ پہلے اجنبی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کا حکم بیان کیا گیا اب اس کی مناسبت سے اپنی بیویوں پر تہمت زنا لگانے کا حکم بیان کیا جاتا ہے لہذا ذکر حکم قذف الاجنبیات بین حکم قذف الزوجات (مدارک ج ۳ ص ۱۱) اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگا دے اور گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر حد قذف نہیں بلکہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لگا ہوگا یعنی دونوں میاں بیوی چار چار بار قسم کھا کر اپنی سچائی کی گواہی دیں اور پانچویں اپنے اوپر بدعا کریں کہ وہ اگر جھوٹے ہوں تو خدا ان پر لعنت کرے فشادۃ اھم یہ تہمت لگانے والے کیلئے چار شہادتوں کا طریقہ ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ تہمت

اللَّهُ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَذِبِينَ ۝ وَيَذَرُوا عَنْهَا

اس شخص پر اگر مہرہ جھوٹا اور عورت سے مل جائیگی

الْعَذَابِ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ

مارشہ یوں کہ وہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی قسم کہ اگر مہرہ جھوٹا

الْكَذِبِينَ ۝ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا

جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر

إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ

اگر وہ شخص سچا ہے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ۝

تمہارے اوپر اور اس رحمت اور یہ کہ اللہ معاف کرنے والا اور حکیم ہے

الَّذِينَ جَاءُوا بِإِلْفِكَ عُصْبَةٍ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ

لوگ و لاتے ہیں نہ طوفان میں ایک جماعت میں تم اسکو نہ سمجھو

شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

بُرا اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کے لئے ان میں سے

مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ

وہ ہے جتنا اس نے گناہ کیا اور جس نے اٹھایا ہے اسکا بڑا بوجھ

لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَوْ لَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ

اس کیواسطے بڑا عذاب ہے کیوں نہ جب تم نے اسکو سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان لے مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتُ بَأْنِفُسِهِمْ خَيْرٌ أَوْ قَالُوا هَذَا إِلْفٌ

اور ایمان والی عورتوں نے اپنے نفسوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان

مُبِينٌ ۝ لَوْ لَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شَهَدَائِهِ

ہے کیوں نہ لاتے وہ اس بات پر چار شاہد

میں سچا ہے والخامسة الخ اور پانچویں باریوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔ اگر خداوند اس طرح لعان کرے تو اس پر عذاب نہیں ہوگی۔
 وہ دید راعنہا الخ ان تشہد میں ان تشہد یہ ہے اور جملہ بتاویل مصدر دیدر کا فاعل ہے اور العذاب سے حد زنا مراد ہے یعنی اگر عورت بھی بطریق
 ذیل لعان کرے تو اس سے حد زنا ساقط ہو جائے گی پہلے چار بار خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اسکا خداوند جھوٹا ہے اور پانچویں باریوں کہے کہ اگر اس کا خداوند اپنے دعویٰ
 میں سچا ہو تو اس (مراد بیوی) پر خدا کا غضب نازل ہو جب خداوند بیوی دونوں بطریق بالا لعان کر لیں تو ان دونوں کے درمیان زوجیت کے حقوق ختم ہو جائیں گے
 اور قاضی کی تفریق سے ان کے درمیان طلاق بائن
 واقع ہو جائے گی (روح و مدارک) ۱۹۵ دلولہ فضل

الخ تمہید کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
 پر تہمت لگانے والوں پر زجریں مہرہ ہیں۔ مومنوں
 کی شان سے بعید ہے کہ وہ پاک دامن مومن عورتوں
 پر تہمت لگائیں مگر اس کے باوجود تم نے صدیقہ
 پر تہمت لگائی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی
 مہربانی شامل حال نہ ہوتی تو تمہیں فوراً عذاب سے
 ملاک کر دیا جاتا۔ کوئی جزا یہاں مذکور نہیں وہ آگے
 آرہی ہے۔ اس سورت میں کو چار بار آیات لیکن
 اس کا جواب صرف دو جگہ مذکور ہے یعنی پہلے اور
 دوسرے کو کا جواب ایک ہے اسی طرح تیسرے اور
 چوتھے کا جواب ایک ہے ان الذین جاءوا الخ
 یہ منافقین پر زجر ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 عنہا پر تہمت کے بارے میں لوگ تین قسموں میں منقسم
 ہو گئے۔ اول وہ منافقین جنہوں نے یہ تہمت گھڑی
 اور اس کی تہمیر کی۔ ان کا سرغنہ عبد اللہ بن ابی ریس
 المنافقین تھا۔ درم وہ مخلص مومنین جو غلط فہمی سے
 منافقوں کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں
 سے بھی نامناسب باتیں نکل گئیں حضرت حسان بن
 ثابت اور مسطح بن اثاثہ ایسے ہی تھے۔ سوم عام مخلص
 مومنین جنہوں نے یہ باتیں سن کر خاموشی اختیار کی
 نہ ان کی تائید کی نہ تردید۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں
 جماعتوں پر زجر فرمایا۔ پہلے گروہ پر سب سے زیادہ
 زجر کیا گیا۔ یہ پہلی دونوں جماعتوں پر زجر ہے معکم میں
 خطاب تمام مسلمانوں کو ہے عصبہ سے وہ منافقین
 اور مومنین مراد ہیں جنہوں نے اس تہمت میں حصہ
 لیا۔ منافقین اپنے کو مسلمانوں میں شمار کرتے تھے اس لئے
 اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بظاہر مسلمانوں میں شمار کر کے

۱۲
 منافقین
 ۱۱
 مہرہ

ج ۷

موضح قرآن

اس کے بعد ذکر ہے ایک طوفان کا جو حضرت کے وقت میں اٹھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر پیغمبر ایک جہاد سے پھر آئے تھے۔ رات کو کوچ ہوا بغیری اور نقادہ نہ تھا
 ام المومنین جنگل گئی تھیں حاجت کو پیچھے رہ گئیں ایک مسلمان دھڑ سے پیچھے چلتا تھا حضرت کے حکم سے گرا پڑا اٹھانے کو۔ ان کو دیکھا تنہا رہ گئیں اونٹ پر سوار کیا
 آپ مہار پڑ کر شکر میں لاپہنجایا کجنت منافق لگے اپنے رویہ کرنے ایک مہینہ تک یہ چرچا رہا پیغمبر بھی سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دل میں خفا رہتے تھے بعد جب ام المومنین نے
 سنا انکو نہایت غم اٹھائیں دن روتے روتے دم نہ لیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ اگلی آیتیں بھیجیں دو رکوع تک ف تم کو بہتر ہے اس اسطے کہ اللہ کے فرماتے سے اور تم کو بزرگی ملی اور جتنا کیا
 گناہ بعض خوشیاں کر کر کہتے بعضے افسوس کر کر بعضے چیر کر مجلس میں چرچا اٹھا کر آپ چپکے سا کرتے بعضے سکر تامل میں چپ رہ جاتے بعضے صاف جھٹلاتے ان پھلوں کو پسند فرمایا اور سب کو تھوڑا بہت
 الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھایا واللہ اعلم اللہ بن ابی تھا۔ منافقوں کا سردار۔

۱۲
 منافقین
 ۱۱
 مہرہ

منکم کا لفظ استعمال فرمایا۔ ومعنی (منکم) من اهل ملتکم ومن ینتقلی الی الاسلام سواء کان کذا الذی فی نفس الامر لا فی شمل بن الی لان من ینتقلی الی الاسلام ظاہراً وان کان کافر فی نفس الامر (روح ج ۸ ص ۱۱۱) لے لا تحسبوا الخ اس ایک اور تہمت کو تم برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے خیر و برکت کا پیشتر ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تہمت سے پاک ثابت کر دیا اور اس کے ساتھ گزشتہ چار احکام بھی نازل فرمائے جو معاشرے کے لئے امن و سلامتی اور طلب و پاکیزگی کا پیغام لے کر آئے ہیں بل ہو خیر لکم لا کتابکم بـ الثواب العظیم وظہور کرامتکم علی اللہ عز وجل بانزال ثمانی عشر آیت فی نزہۃ

النور ۲۴

۷۷۶

قد افلح ۱۸

فَاذْلَمُوا بِاَنْتَوَا بِالشَّهَادَةِ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ
الْكَذِبُونَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ
عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ
تَقُولُونَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَ
تَحْسِبُونَهُ هَيِّئًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْ لَا
اِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا اَنْ نَّشْكُرَ هَذَا
سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ اَنْ
تَعُودُوا لِمِثْلِهِ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۷﴾ وَ
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيٰتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الذِّیْنِ اٰمَنُوا لَهُمْ

پھر جب نہ لائے شاید تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں
جھوٹے ۱۳ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر فلا اور اس کی رحمت
دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی اس چرچ کرنے میں
کونی آفت بڑی ۱۴ جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر فلا اور
بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کو تم کو خبر نہیں اور
تم سمجھتے ہو اسکو ملے بات اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے ۱۵ اور کیوں نہ
جب اللہ تم نے اسکو سنا تھا کہا مونا ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات
سبحانک ہذا بہتان عظیم ۱۶ یعظکم اللہ ان
اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ
تعودوا لیمثلہ ابدًا ان کنتم مؤمنین ۱۷ پھر نہ کر فلا ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو ۱۸
یُبیین اللہ لکم الایات واللہ علیم حکیم ۱۸ ان
کہوت ہے اللہ تمہارے واسطے ہے کہ باتیں اور اللہ سب باتیں حکمت والا ہے ۱۸ جو
الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لهم ۱۸ لے لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کیلئے

منزل ۴

ساحتکم الخ ابو السعود ج ۶ ص ۳۳ لکن امری
منہم الخ اور جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا ہے
انہوں نے اپنے جرم کی نوعیت کے مطابق گناہ کا بوجھ لٹا
لیا ہے ۱۳ واللہ الذی تولی الخ اس سے عبد اللہ بن ابی
رئیس المنافقین مراد ہے اس واقعہ میں شرف و فساد
کا سرغنہ اور لیڈر ہی تھا اس لئے جنہوں نے اس میں
حصہ لیا ہے وہ محض غلط فہمی کا شکار ہوئے۔ والا قرب
فی الروایۃ ان المراد بہ عبد اللہ بن ابی ابن
سلول فانہ کان منافقا یطلب ما ینکون قدحا
فی الرسول علیہ السلام وغیرہ کان تابعاً لہ
خیما کان یاتی الخ اکبر ج ۶ ص ۲۵ (والذی تولی
کبرۃ) ہو عبد اللہ بن ابی ابن سلول (معالم قرآن
ج ۵ ص ۶) جہور اور محقق مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ
یہاں موصول سے عبد اللہ بن ابی ابن سلول ہی مراد ہے
مزید حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو: مدارک ج ۳ ص ۱۰۳،
جامع البیان ص ۳، ابو السعود ج ۶ ص ۳۳، روح
ج ۸ ص ۱۱۱، بحر ج ۶ ص ۲۳ وغیرہ ۱۴ لولا اذ
سمعتموہ الخ یہ تیسرے گروہ پر زجر ہے۔ قالوا
ظن یر معطوف ہے یعنی جب تم نے یہ تہمت سنی تو
اس وقت تم نے تمام مردوں اور عورتوں کے بارے
میں حسن سے کیوں کام نہ لیا اور فوراً ہی کیوں نہ کہہ دیا
کہ یہ محض بہتان اور جھوٹی تہمت ہے کیونکہ ہم کسی غلط
اور سچے مومن مرد اور عورت کے بارے میں یہ گمان
نہیں کر سکتے کہ وہ زنا ایسا برا کام کر گذریں ۱۵
لولا جاءہ الخ یہ عام مسلمانوں پر زجر ہے تہمت
لگانے والوں نے چار گواہ پیش کیوں نہیں کئے، جب
وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکتے تو ظاہر ہے کہ وہ جھوٹے
ہیں لہذا لے ایمان والو تمہارا فرض تھا کہ تم یہ غلط
بات سنتے ہی اعلان کر دیتے کہ یہ سراسر جھوٹی تہمت ہے
اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں مگر اس کے باوجود تم نے خاموشی اختیار کی۔ و هذا تو بیح و تعنیف للذین سمعوا الافک ولہما یجدوا

موضع قرآن ۴ چاہئے کہ جب لوگ ایک نیک شخص کو بری تہمتیں لگادیں انکو جھٹلائے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے اللہ اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے
اور بے تحقیق تہمتیں لگانا ایمان والوں سے بعید ہے ۱۶ یعنی اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل عذابوں سے بچایا ہے نہیں تو یہ بات قابل تعنی عذاب کے ۱۷ یعنی
پتہ اسکا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے جو ہمیشہ پیچھے دشمن تھے۔ اگل آیت میں پتہ بتا دیا۔

فتح الرحمن ۱۸ یعنی جنہی کہ میگفتند فلان وفلان چنین میگوند وماندید ایم و تحقیق نمیدانیم ۱۲۔

عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۱۹ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَ

عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم

نہیں جانتے ۱۹ اور اگر نہ تھا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور

أَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۲۰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

یہ کہ اللہ نرم کرنے والا مہربان تو کیا کچھ نہ تھا اے اللہ ایمان والو نہ

تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ

چلو قدموں پر شیطان کے اور جو کوئی چلے گا قدموں پر

الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْ لَا فَضْلُ

شیطان کے سودہ تو یہی بتلاتا کہ بے حیائی اور بُری بات اور اگر نہ ہوتا اللہ

اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا

فضل لے تم پر اور اس کی رحمت تو نہ سنو تا تم میں ایک شخص بھی تمہیں

وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۲۱

ولیکن اللہ سنوارتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے

وَلَا يَأْتِلُ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا

اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے لے اور کثرت مال اس پر کہ دیں

أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ

اور چاہیے کہ تمہاری اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے

لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۲۲ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ

اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان و مہربان جو لوگ لے عیب لگاتے ہیں

منزل ۳

فی دفعہ دانتکاسۃ الخ (بحر ج ۶ ص ۳۳) ۱۵ ولولا فضل الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے پہلے ولولا فضل اللہ الخ گذر چکا ہے وہاں تو
کا جواب مذکور نہیں تھا یہاں لمسکم فی ما افضلتم الخ کو جواب ہے اور خطاب دونوں گروہوں سے ہے یعنی تم نے جو ایک پاک دامن اور عذیفہ عورت
اور پھر پیغمبر علیہ السلام کی بیوی پر تہمت لگائی ہے اس کی وجہ سے تم مستحق تو اس بات کے تھے کہ تمہیں فوراً ہی عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے لیکن
اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی اور فوراً تمہیں پکڑا بلکہ مہلت دیدی اس معاملہ میں جو مخلص مومنین ملوث تھے ان کے لئے یہ تاخیر حقیقتاً اللہ کی رحمت ثابت
ہوئی انہیں موقع مل گیا اور انہوں نے سچی توبہ کر لی اور
آخرت کے عذاب سے بھی بچ گئے لیکن رئیس منافقین
کو اس مہلت سے صرف وقتی فائدہ ہوا لیکن آخرت
میں دردناک عذاب میں گرفتار ہو گا ۱۵ اذ تلقوہ
الخ یہ دوسرے گروہ کیلئے زجر ہے اذ تلمسکم کے متعلق ہے۔
(روح) یعنی تمام منافقین کی پھیلانی ہوئی خبر کو ہاتھوں
ہاتھ لے لے گئے تھے اور بلا تحقیق اس کی اشاعت کر رہے
اس وقت ہی اگر تم پر اللہ کا عذاب آجاتا تو اب اس
سکا تھا لیکن اللہ نے محض اپنی رحمت سے عذاب نازل
کرنے میں عجلت نہیں فرمائی تحسبوننا ہیئنا الخ تم
اس معاملہ کو بہت معمولی سمجھ رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ
کے نزدیک یہ معاملہ بہت ہی سنگین اور بہت بڑا جرم
تھا۔ اے ایمان والو! تمہیں اس معاملے کی سنگینی کا
احساس ہونا چاہیے تھا اور تمہارے لئے اس معاملے
میں لب کشائی مناسب نہ تھی ۱۵ ولولا اذ سمعتموہ
الخ یہ بھی دوسرے گروہ پر زجر ہے جب تم نے یہ بات
سنی تھی تو تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ ہمیں اس قول باطل کی
اشاعت میں حصہ نہیں لینا چاہیے۔ اے اللہ بے شک
تو ہر عیب سے پاک ہے لیکن یہ بھی ایک صریح بہتان ہے
جو ایک پاک دامن اور پارسا عورت پر لگا یا گیا ہے
یعظکم ان تعودوا الخ اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ
تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت مت کرو۔
ویبین اللہ الخ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے والا
ہے اور اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے اس لئے وہ
ایسے احکام نازل فرماتا ہے جس میں تمام بنی آدم کی فلاح و
بہبود ہو ۱۵ ان الذین الخ یہ گروہ منافقین کے لئے
ذیوی اور اخروی تخلیف ہے نیز تہمت لگانے کی علت
کی طرف اشارہ ہے کہ یہ منافقین تہمت اس لئے لگا
رہے ہیں تاکہ مسلمانوں میں فحش اور بے حیائی پھیل جائے

مخفیہ نہایت
مخفیہ نہایت
مخفیہ نہایت

اور لوگ بد اعتقاد ہو کر توجید کو نہ مانیں ۱۹ ولولا فضل اللہ الخ کو جواب محذوف ہے اس انعام و احسان کی اہمیت کا احساس دلانے اور مسلمانوں کو تنبیہ
کرنے کے لئے اس کا دوبارہ اعادہ فرمایا یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ مہربان نہ ہوتا تو اس جرم کی پاداش میں تمہیں فوراً ہلاک
موضع قرآن واجب طوفان اٹھانوالے جھوٹے پڑے اور ان کو حد ماری گئی اسی کوڑے ان میں دو تین مسلمان تھے ایک شخص تھا مسطح ابو بکر صدیقؓ کا بھانجا مفلس یہ اسکی
خبر لیتے تھے اب قسم کھائی کہ اسکو میں کچھ نہ دوں گا۔ اللہ نے اسکی سفارش کردی وہ تھا مہاجرین سے اہل بدر کے بڑائی والے کہا صدیق اکبر کو جو ان کی بڑائی نہ مانے اللہ سے
جھگڑے۔ پھر انہوں نے قسم کھائی کہ جو دیتا تھا بندہ کرونگا

مخفیہ نہایت
مخفیہ نہایت
مخفیہ نہایت

ملاک کر دیتا اور مہلت نہ دیتا لعن لکم العذاب وکودہ المنتہی ترک المعاجلة بالعقاب مع حذف الجواب مبالغۃ فی المنتہ علیہم والتوبیخ لہم (ملاک ج ۳ صفحہ ۱۵۵) حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی جزاء آگے آرہی ہے یعنی ماذکی منکم الخ ۱۲ ایمان والوں کو نصیحت فرمائی کہ پاک دامن مومنوں پر تہمت لگانا بہت بُرا اور فحش کام ہے اور بے حیائی اور فحش کاموں کی ترغیب و اشاعت تو شیطان کا کام ہے، ایمان والوں کو ایسے کاموں سے دور رہنا چاہیے اور شیطان کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ من یتبع الشیطان او تکب الفحشاء والمنکر فانہ لا یامر الا بہما ومن کانت

النور ۳۳

۷۷۸

قد افلح ۱۸

المُحْصَنَاتِ لُغِفَلَتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُغَوًا فِي الدُّنْيَا

حفاظت والیوں بیچر ایمان والیوں کو انکو بھڑکارے دنیا میں اور
الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۲۳ یوم تشهد علیہم

آخرت میں اور ان کیسے ہے بڑا عذاب جس دن کہ ظاہر کر دیں گی
الْسِّنْتِہُمْ وَأَيَّدِہُمْ ۲۴ وَارْجَلُہُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۲۵

ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے
یَوْمَئِذٍ يُوفِّیْہُمُ اللّٰہُ دِیْنُہُمْ الْحَقَّ وَیَعْمَلُونَ اَنْ

اُس دن پوری دیکھا کہ اللہ ان کی سزا جو چاہیے اور جان لیں گے کہ
اللّٰہُ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ ۲۵ الْخَبِیْثَاتِ لِلْخَبِیْثِیْنِ

اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا گندیاں ہیں گندوں کے واسطے
وَالْخَبِیْثُونَ لِلْخَبِیْثَاتِ وَالطَّیِّبَاتِ لِلطَّیِّبِیْنِ وَالطَّیِّبُونَ

اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے
لِلطَّیِّبَاتِ اُولٰٓئِکَ مَبْرُءُونَ مِمَّا یَقُولُونَ ط لَهُمْ

واسطے ستھروں کے وہ لوگ ۲۵ بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں ان کیواسطے
مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۲۶ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

بخشش ہے اور روزی بے عزت کی ط تم اے ایمان والو
لَا تَدْخُلُوْا بٰیوْتًا غٰیْرِ بٰیوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْذِنُوْا

مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول چال نہ کرو اور
تَسَلِّمُوْا عَلٰی اٰہْلِہَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ

سلام کرو ان گھر والوں پر بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم
تَذْکُرُوْنَ ۲۷ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْہَا اَحَدًا فَلَ

یاد رکھو ط پھر اگر نہ پاؤ گے اس میں کسی کو تو اس میں نہ

منزل ۳

کذلک لا یجوز اتباعہ وطاعته (روح جلد ۱)

۱۲۵ لے دلو لا فضل اللہ الخ اعادہ بعد عہد

کی وجہ سے ہے اور مقصود ذکر جزاء ہے ماذکی منکم الخ

جزاء ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے بھائی

اور بہنیں تراشی کو روکنے کے لئے احکام و حدود

مقرر فرمائے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو منافقین کی

شرارتوں سے کسی کی عزت بھی محفوظ نہ رہتی وہ آج

ایک کو بدنام کرتے کل دوسرے کی ہتک پر آمادہ

ہو جاتے لیکن اللہ نے حد قذف مقرر فرما کر ان کے

منہ بند کر دیئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے آیات بینات نازل فرما کر توحید اور شریعت کی

راہ واضح کر دی ہے تاکہ ایمان والے اس پر چل کر اللہ

کا قرب حاصل کریں پھر اس نے توبہ کا دروازہ بھی

کھول دیا ہے تاکہ گنہگار توبہ کر کے گناہوں سے اپنے

کو پاک کر سکیں توبہ سب اللہ کی مہربانی ہے اگر وہ

ایسا نہ کرتا تو کوئی بھی گناہوں سے پاک نہ ہو سکتا

وکن اللہ بزرگی الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی

مہربانی ہی سے انسان کو عمل اور توبہ کی توفیق ملتی ہے

مبشرات
آخر دی ۱۲
پہلا قانون
مبشرات
۱۲

۲
۹

وہ دوسرے گروہ میں شامل تھے جب حضرت عائشہ رضی کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر نے قسم کھالی کہ آئندہ کے لئے وہ مسطح رضی پر خرچ نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بخشش و عطا تو اسباب مغفرت میں سے ہے تم اس کو بند کیوں کرتے ہو، کیا تم مغفرت نہیں چاہتے ہو؟ جب یہ آیت نازل ہوئی

موضح قرآن لا ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہیں ہوتی یعنی اللہ ان کے ناموس کی حفاظت کرتا ہے یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جائے کیا جلتے وہ کس حال میں ہو۔ اول آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی۔

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے جلتی اللہ یا ربنا اننا لنعجب ان تعف لنا (روح) اس کے بعد مسطح کا وظیفہ بجال کر دیا ۲۳ ان الذین یومنون الخ
یہ منافقین کے لئے تخویف دنیوی و اخروی ہے وہ دنیا اور آخرت میں خداوند تعالیٰ کی لعنت کا مورد ہیں اور آخرت میں انہیں ہولناک عذاب میں بھی مبتلا کیا جائیگا
اس سے عبد اللہ بن ابی ریس المناقین مراد ہے جو واقعہ افک کا سرغنہ تھا۔ قال مقاتل ہذا خاص فی عبد اللہ ابن ابی المنافق (معالم ج ۵ ص ۵۷۸) غازی
(۵۷۸) یوم تشہد الخ طرف لعنوا یا عذاب عظیم سے متعلق ہے قیامت کو جب یہ منافق اپنے افعال قبیحہ اور اعمال شنیعہ کے ارتکاب سے انکار کریں گے
تو اللہ تعالیٰ ان سے گویائی کا اختیار سلب کر لے گا اور ان کے جوارح کو بولنے کی قوت عطاء فرمائے گا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پاؤں اور زبان ان کے اہنیائے بغیر
بول کر ان کے خلاف گواہی دیں گے بان انطق من اللہ من غیر اختیار ہم اجمع مک ۲۱ یومئذ یوفیہم اللہ الخ دینہم، دین کے معنی حساب اور
جزاء کے ہیں یعنی قیامت کے دن اللہ عدل و انصاف کے ساتھ ان کو ان کے اعمال کی جزاء دے گا اور ان پر ظلم نہیں کرے گا ای حسابہم و جزاء ہم
(قرطبی) ومعنی الحق الثابت الذی ہم اہلہ (مدارک) ویعلمون ان اللہ الخ دنیا میں منافقین اللہ کی توحید اور دین اسلام کی سچائی سے شک میں
تھے لیکن قیامت کے دن ان کے تمام شکوک رفع ہو جائیں گے اور ان پر واضح ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید حق ہے اور اس کا دین سچا ہے عن ابن عباس
انہما نزلت فی عبد اللہ بن ابی کان یشک فی الدین فاذا کان یوم القیامت علم حیث لا ینفعہ (بحر ج ۶ ص ۴۴) الخ الخبیثت
للخبیثین الخ پارسا ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے الخبیثات ناپاک عادتیں اور گندی باتیں مراد ہیں اور الطیبات سے پاکیزہ اور نیک
عادتیں اور باتیں مراد ہیں یعنی گندی باتیں اور عادتیں، گندے اور بدکار لوگوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ عادتیں اور ستھری باتیں نیکوکار اور پاکیزہ
لوگوں کی شان کے شایان ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک پاکیزہ عورت ہیں اس لئے بدکاری ایسی بری اور ناپاک بات کو ان کی ذات سے
کوئی نسبت نہیں۔ اسی طرح حضرت صفوان رضی اللہ عنہ (جن سے منافقین نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی) بھی ایک پاکباز اور عقیف انسان ہیں
اور زنا ایسی خباثت سے مبرا ہیں۔ قال مجاہد وابن جبیر وعطاء و اکثر المفسرین المعنی الکلمات الخبیثات من القول للخبیثین من
الرجال و کذا الخبیثون من الناس للخبیثات من القول الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱۱) یا الخبیثت سے بدکار عورتیں اور الطیبات سے پارسا عورتیں
مراد ہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ بدکار اور گندی عورتیں بدکار اور گندے مردوں کے لائق ہیں، اسی طرح بدکار مرد اس لائق ہیں کہ ان کا تعلق بھی اپنے جیسی
گندی عورتوں سے ہو اور پاک اور ستھرے مرد اپنے جیسی پارسا اور ستھری عورتوں کے لائق و بالعکس۔ ستھرے اور پاکباز انسانوں کا بدکار اور گندی
عورتوں سے کیا جوڑ؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و طاہرہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لہذا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے پیغمبر کی بیوی
بدکاری کی نجاست و خباثت سے پاک اور طیبہ اور طاہرہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی آبرو پر آج نہیں آنے دیتا
کان تعالیٰ یبیین ان الطیبات من النساء للطیبین من الرجال ولا احد طیب ولا اظہر من الرسول فاذا وجہ اذن لا یجوز ان
یکن الطیبات (کبیر ج ۶ ص ۳۹۹) حضرت شیخ قدس سرہ نے پہلے مطلب کو راجح قرار دیا اور فرمایا اولئک مبرءون مما یقولون الخ سے بھی اس
کی تائید ہوتی ہے یعنی پاک لوگ ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرا ہیں جن کو خبیث لوگ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں ۲۵ اولئک مبرءون الخ
یعنی طیبات (پاکیزہ عورتیں) اور طیبون (پاکے امن مرد) ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرا ہیں جو منافقین ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ منافقین کے اس خبیث بہتان سے بری اور پاک ہیں اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس خباثت
سے پاک ہے کہ اس کی بیوی فاحشہ ہو۔ الاشارة فیل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصدیقہ و صفوان (روح ج ۱۸ ص ۱۳) اولئک
مبرءون مما یقولون ای عائشہ و صفوان الخبیثون و الخبیثات (قرطبی) پاکیزہ لوگ دنیا میں بھی ان خباثتوں سے پاک ہیں اور
آخرت میں ان پر اللہ کی بے پایاں بخشش ہوگی اور باعوت مقام کے مستحق ہوں گے ۲۶ یا ایہا الذین امنوا الخ فقست افک کی تفصیل کے بعد اب
آگے چھ قوانین اور آداب معاشرت بیان کئے جاتے ہیں تاکہ بدکاری اور بدکاری کی تہمت کے اسباب و دوائی کا سد باب ہو جائے اور آئندہ کے لئے
کسی کو کسی پر الزام و بہتان لگانے کا موقع نہ مل سکے یہ پہلا قانون ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ کسی کے گھر میں
اجازت کے بغیر داخل نہ ہو اگر کسی حتی تستأمنوا ای تستاذنوا من یملک الاذن من اصحابہا (روح ج ۱۸ ص ۱۳) یعنی جب دوسرے کے گھر میں
داخل ہونا چاہو تو دستک یا آواز دے کر صاحب خانہ سے اجازت لے لو و تسلوا علی اہلہما جب اجازت مل جائے تو گھر میں داخل ہو کر گھر میں رہنے والوں کو
سلام مسنون کہو ۲۷ فان لم تجدوا الخ لیکن اگر گھر میں کوئی بھی موجود نہ ہو یا گھر میں صفر مستورات اور بچے ہی ہوں تو جب تک صاحب خانہ اگر اجازت نہ
دے اس وقت تک گھر میں مت گھسو۔ وان قیل لکم اسرجعوا الخ ان سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ ہواذ کی لکم۔ اجازت نہ ملنے
کی صورت میں تمہارا واپس آجانا ہی بہتر ہے اس میں تمہارے دین کا بھی فائدہ ہے اور دنیا کا بھی۔ کیونکہ اس طرح تم لوگوں کے شکوک و شبہات سے بالارہو گے اب
دروازے پر چھٹ کر کھڑے رہنا مناسب نہیں۔ لافنیہ من سلۃ الصدور و البعد عن الریبة (مدارک ج ۳ ص ۱)

۲۸ لیس علیکم الخ یہاں ان گھروں اور مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں بلا اجازت داخل ہونا جائز ہے وہ یہ جگہیں ہیں جن میں کسی کے اہل و عیال سکونت پذیر نہ ہوں بلکہ وہ عوامی منافع اور کاروبار کے لئے مختص ہوں مثلاً موٹل دکانیں اور سرائیں وغیرہ قال محمد بن الحنفیہ وقتادة ومجاهد فی الفنادق التي فی طرق السبلۃ قال مجاهد لا یسکنها احد بل هی موقوفۃ لیاوی الیہا کل ابن السبیل (قرطبی ج ۲ ص ۲۸) ہی الخانات والمنازل المبنیۃ للسبلۃ وقیل بیوت التجار وحوادثہم (خازن ج ۵ ص ۶۹) قل للہومنین الخ یہ دوسرا قانون ہے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ نظریں جھکا کر چلا کریں تاکہ اجنبی عورتوں سے ان کی نگاہیں محفوظ رہیں نیز فرمایا وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے طہارت و عفاف کا باعث ہے غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا دواعی زنا میں سے ہے اس لئے پہلے اس سے منع فرمایا کیونکہ جب آدمی اس کے اسباب و محرکات سے دور رہے گا تو اس سے بھی محفوظ رہے گا ۳۰ وقل للہومنات الخ یہ تیسرا قانون ہے اس میں عورتوں کو غرض بصر اور حفظ فرج کا حکم دیا گیا ہے اسکے بعد عورتوں کو مزید ہدایات دی گئی ہیں ولا یبدین زینتہن الخ زینت سے نفس زینت یا اعضاء زینت مراد ہیں۔ عورتیں اپنی زینت و آرائش کو یا ان اعضاء کو جو محل زینت و آرائش ہیں اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ جن اعضاء کے ڈھانپنے میں حرج اولیٰ ان کے ظاہر کرنے میں مجبوری ہو ان کو ظاہر کر سکتی ہیں جو عورتیں باقاعدہ حجاب میں نہیں رہتیں بلکہ اپنے کام کاج کے لئے انھیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے انہیں ہاتھ ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو لیکن آج کل جو فیشن ایبل لڑکیاں ہاتھوں اور چہروں کو میک اپ سے سجانا کر بے پردہ باہر نکلتی ہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں کیونکہ اس میں سراسر فتنہ ہی فتنہ ہے ۳۱ ولیضربن جہنم الخ عورت کے خلقی حسن و جمال میں سب سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس کے ستر کی حفاظت سے تاکید فرمائی کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر سینے پر ڈالیں تاکہ سینے کا ستر بخوبی ہو جائے۔ یہ گھر میں ستر کا حکم ہے اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو برقع یا چادر اوڑھ کر نکلیں جس سے سارا بدن مستور ہو جائے یہ حکم یدنین علیہن من جلابیہن (احزاب ع ۸) میں مذکور ہے۔ دلابیہن الخ اور اپنی زیبائش کو

کی نگاہیں محفوظ رہیں نیز فرمایا وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے طہارت و عفاف کا باعث ہے غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا دواعی زنا میں سے ہے اس لئے پہلے اس سے منع فرمایا کیونکہ جب آدمی اس کے اسباب و محرکات سے دور رہے گا تو اس سے بھی محفوظ رہے گا ۳۰ وقل للہومنات الخ یہ تیسرا قانون ہے اس میں عورتوں کو غرض بصر اور حفظ فرج کا حکم دیا گیا ہے اسکے بعد عورتوں کو مزید ہدایات دی گئی ہیں ولا یبدین زینتہن الخ زینت سے نفس زینت یا اعضاء زینت مراد ہیں۔ عورتیں اپنی زینت و آرائش کو یا ان اعضاء کو جو محل زینت و آرائش ہیں اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ جن اعضاء کے ڈھانپنے میں حرج اولیٰ ان کے ظاہر کرنے میں مجبوری ہو ان کو ظاہر کر سکتی ہیں جو عورتیں باقاعدہ حجاب میں نہیں رہتیں بلکہ اپنے کام کاج کے لئے انھیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے انہیں ہاتھ ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو لیکن آج کل جو فیشن ایبل لڑکیاں ہاتھوں اور چہروں کو میک اپ سے سجانا کر بے پردہ باہر نکلتی ہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں کیونکہ اس میں سراسر فتنہ ہی فتنہ ہے ۳۱ ولیضربن جہنم الخ عورت کے خلقی حسن و جمال میں سب سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس کے ستر کی حفاظت سے تاکید فرمائی کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر سینے پر ڈالیں تاکہ سینے کا ستر بخوبی ہو جائے۔ یہ گھر میں ستر کا حکم ہے اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو برقع یا چادر اوڑھ کر نکلیں جس سے سارا بدن مستور ہو جائے یہ حکم یدنین علیہن من جلابیہن (احزاب ع ۸) میں مذکور ہے۔ دلابیہن الخ اور اپنی زیبائش کو

موضع قرآن و کوئی گھر میں نہ ہو اور پروانگی دے رکھی ہو تو خالی گھر میں چلے جاؤ۔ اور نہ

قد افلحہ ۱۸ ۷۸۰ النور ۲۴

تَدْخُلُوْهَا حَتّٰی یُوْذَنَ لَّکُمْ ۚ وَ اِنْ قِیلَ لَکُمْ اَرْجِعُوْا فَاَرْجِعُوْا ۚ اُوْا زِیْ لَکُمْ ۖ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۙ ۲۸

جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے تکو اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ

فَاَرْجِعُوْا ۚ اُوْا زِیْ لَکُمْ ۖ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۙ ۲۸

تو پھر جاؤ اس میں خوب سترائی ہے تمہارے لئے اور اللہ جو تم کرتے ہو جانتا ہے

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بَیُوْتًا غَیْرَ مَسْکُوْنَةٍ ۚ

ہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ گے ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا

فِیْہَا مَتَاعٌ لَّکُمْ ۚ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ ۚ وَ مَا تَکْتُمُوْنَ ۙ ۲۹

اس میں کچھ چیز ہو تمہاری اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو

و یَحْفَظُوْا فُرُوجَہُمْ ۚ ذٰلِکَ اَزِیْ لَہُمْ ۚ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ

اور بھانتے رہیں اپنے ستر کو اس میں خوب سترائی ہے ان کے لئے بیک اللہ کو خبر ہے

بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۙ ۳۰

جو کچھ کرتے ہیں و اور کہہ دے ایمان والوں کو چھپی رکھیں ذرا

اَبْصَارَہُمْ ۚ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوجَہُمْ ۚ وَ لَا یُبْدِیْنَ

اپنی آنکھیں نہ اور بھانتی رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں

زَیْنَتَہُمْ ۚ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنْہَا ۚ وَ لَیْضْرِبْنَ جُبْنَہُمْ ۚ

اپنا سنگار مگر جو کھل چیز ہے اس میں سے و اور ڈال لیں اسے اپنی اوڑھنی

عَلٰی جُیُوْبِہُمْ ۚ وَ لَا یُبْدِیْنَ زَیْنَتَہُمْ ۚ اِلَّا

اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر

لِبُعُوْلَتِہُمْ ۚ اَوْ اَبَآئِہُمْ ۚ اَوْ اَبَآءِ بُعُوْلَتِہُمْ ۚ

اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے

منزل ۳

دی ہو تو نہ جافے اور پھر جاؤ کہے سے برانہ مانو۔ اس میں آپس کی ملاقات صاف رہتی ہے ایک کا دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا و شاید سننے والوں کے دل میں آیا ہوگا کہ جس گھر میں کوئی نہیں رہتا تو کس سے پروانگی لیں۔ یہ ہر وقت پوچھ کر جاناجد سے گھر والوں کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہیں جیسے نوٹندی اور غلام یا اولاد ان کو ہر وقت پوچھنا ضروری نہیں مگر تین وقت خلوت کے۔ وہ اس سورۃ کے آخر میں ہے و تھمتے رہیں ستر یعنی نہ کسی کا ستر دیکھیں نہ اپنا دکھاویں اور خبر ہے جو کرتے ہیں کفر کی رسم اس بات کی قید ہوتی

فتح الرحمن و یعنی رباط وقت ۱۲ و یعنی مواضع زیور ۱۲ و یعنی وجہ و کفین ۱۲۔

أَوْ أَبْنَاءَهُنَّ أَوْ أَبْنَاءَ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانَهُنَّ أَوْ بَنِي

یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے

إِخْوَانَهُنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَاءً لَهُنَّ أَوْ مَلَائِكَةً

بھتیجیوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنی عورتوں کے یا

مَلَائِكَةً أَيْ مَلَائِكَةً أَوْ تَابِعِينَ غَيْرَ أُولَى الْأَرْبَابَةِ

اپنے ہاتھ کے مال سے یا کاروبار کرنے والوں کے جو مرد کو کچھ غرض

مِنَ الرِّجَالِ أَوْ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى

نہیں رکھتے یا بچوں کے جنہوں نے ابھی نہیں پہچانا

عَوْرَتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا

عورتوں کے بھید کو اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کرنا جائز ہے جو

يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيًّا

پہچان میں اپنا سب کچھ اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب کے لئے

الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ۝۳۱ وَأَنْكِحُوا الْأَيَّامَ

ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ گے اور نکاح کرو راندوں کا

مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمَّا بَكُمْ أَنْ

اپنے اندر سے اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر

يَكُونُوا فَقَرَاءَ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ

وہ ہونگے مفلس ۳۱ اللہ انکو غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ کا مال

عَلِيمٌ ۝۳۲ وَلَيْسَتَعَفِيفَ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ

سب کچھ جانتا ہے ۳۲ اور اپنے آپ کو محتاج نہیں سمجھتا

نِكَاحًا حَاجَةً يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ

نکاح کا جب تک کہ مقدور نہ ہو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہیں

منزل ۴

کسی اجنبی کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ اپنے خاوند کے علاوہ مندرجہ ذیل مردوں کے سامنے آرائش کا اظہار جائز ہے کیونکہ یہ ان کے ذمی رحم محرم ہیں باب، خسر، بیٹا، خاوند، خاوند کا دوسری بیوی سے بیٹا، بھائی، بھتیجا اور بھانجا اوصفاءہن ان رشتہ دار مردوں کے علاوہ ان عورتوں کے سامنے بھی اپنی آرائش کو ظاہر کر سکتی ہیں جو مسلمان ہوں اور اچھے کیریکٹر کی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر عورتوں کے سامنے اسی طرح فاحشہ اور گندے کردار اور کمینہ صفت عورتوں کے سامنے زینت کی نمائش جائز نہیں کیونکہ ایسی عورتیں باپردہ عورتوں کی زینت و آرائش اور حسن و جمال کا غیر مردوں کے سامنے ذکر کریں گی اس میں خوف فتنہ ہے قال ابن عباس رضی اللہ عنہ لا یجوز للمسلمة ان تراه

یہودیہ او نصرانیۃ لئلا تصفها الزوجها۔ (قرطبی ج ۲ ص ۲۳۳) ۳۱ او مالک الی الخ اس سے مراد لونڈیاں ہیں کیونکہ غلام غیر محرم میں ہیں ای من الاملاہ ولو کوافر واما العبد فہم کلا جانب لزوج ج ۱۸ ص ۱۳۳) ۱۸ او التابعین الخ یعنی وہ نوکر چاکر یا وہ مرد جو گھر والوں کے ساتھ رہتے ہوں اور بچا کھیا کھا کر گزارہ کرتے ہوں اگر وہ عمر رسیدہ ہوں اور عورتوں سے انہیں رغبت نہ ہو بلکہ اپنے کام سے کام رکھیں اور ان کی طبیعت میں شوخی وغیرہ نہ ہو یا اس سے وہ فاجر العقل مراد ہیں جن کے حواس بجا نہ ہوں تو ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کر سکتی ہیں الرجل یتبع القوم فی کل معہم ویوافقہم وہو ضعیف لا یكثر للنساء ولا یشتہیہن (قرطبی ج ۲ ص ۲۳۳) ۳۲ الملاد بالتابعین غیر اولى الاربابہ ہم الذین یتبعون القوم لیمسوا من فضل طعامہم لاہم لہم الا ذلک ولا حجة لہم فی النساء (خان ج ۵ ص ۵) ۳۱ او الطفل الذین الخ اس طرح وہ چھوٹے بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرنے کی اجازت ہے ولا یضربن باسراجلھن الخ چلتے وقت اپنے پاؤں میں پر آہستہ آہستہ رکھیں اور زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ

راحت چھانڈنا
معاشرت
پاؤں چھانڈنا
معاشرت

موضع قرآن و سنکارس سے کھلی چیز ایسی چیز کو کہا جیسے چٹے کپڑے اور تہی پاپوش یا یہ کہا کہ عورت کو تھوڑا سا منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھونا درست ہے ناچاری کو پھر ہاتھ کی منہدی کھلیے یا آنکھ کا کاجل یا انگلی کا پھللا اور باقی بدن اور گٹا ڈھانکنا ضرور ہے غیر یہ مگر اپنے محرموں سے چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتیں جو نیک چال کی ہوں ان سے بھی اتنا ضرور ہے اور بدلتا عورتوں سے کنارہ پکڑنا اور کیرے جن کو غرض نہیں یعنی کھانے اور سونے میں غرق ہیں شوخی نہیں رکھتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علماء کے نزدیک اور پاؤں کی دھک سے معلوم ہوتے ہیں گھونچو یا گجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آئے نہ جگہ اور وہ برابر ہے اور اتنا بھی نہ کھولے تو بہتر ہے کی رسول نے فرمایا اے علیؑ میں دیر نہ کرو نماز فرض کا جب وقت آوے۔ جنازہ جب موجود ہو۔ راند عورت جب مرد سے اس کی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند نہ ہو عیب سے اسکا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک ہوں لونڈی غلام یعنی بیاہ دینے سے مغرور نہ ہو جاویں تمہارا کام نہ چھوڑیں۔

فتح الرحمن واصل این آیت آنت کہ مواضع زینت دو قسم است۔ آنچه در ستر آن حرج نیست مانند سروگردن و عضد و ذراع و ساق پس ستر وجہ و کفین از اجنبیان فرض نیست بلکہ سنت است و ستر غیر آن از اجنبیاں فرض است نہ از محارم۔ و اللہ اعلم

النور ۲۴

682

قد افلح ۱۸

لکھتے آزاد کی مال بیکران میں سے کہ جو تمہارے ہاتھ کے مال میں تو انکو لکھ کر دیدو اگر سمجھو

ان میں کچھ نیکی اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تم کو دیا ہے

اور نہ زبردستی کرو اپنی چھوڑیوں پر شک بدکاری کیواسطے اگر وہ چاہیں شک قید سے رہنا

کہ تم کتنا چاہو اسباب دنیا کی زندگی کا اور جو کوئی ان پر بردہسی کرے گا

تو اللہ ۳۹ ان کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے۔ ف

اور ہم نے تاریں مہارتی طرف آئیں نہ کھلی ہوئی اور کچھ مال ۱۔

اسکا جو ہو چکے تم سے بہلے اور نصیحت ڈرے والوں کو فی اللہ

روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی اللہ مثال اسکی روشنی کی جیسے ایک طاق

اس میں ہو ایک چراغ ہے وہ چراغ دھڑا ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے

ایک تارہ چمکا ہوا سیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا

وہ زیوں ہے نہ مسترق لطف ہے اور نہ مغرب لطف فریب اس کا میل کہ

منزل ۳۴

چھٹا قانون
معاشرت ۱۲۔

مذہب دعویٰ توحید کا
بزرگ

موضع قرآن لکھا جاہیں یعنی کسی کا غلام ،
 لونڈی کہے کہ تیں اتنی مدت میں
 اتنا تجھ کو کما دوں تو مجھ کو آزاد کر۔ یہ اقرار لکھوا
 لیں۔ اس کو کتابت کہتے ہیں جو اس میں نیکی دیکھی
 تو لکھ دے۔ نیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹ کر چوری
 بدکاری نہ کرے گا اور دو لہتمندوں کو فرمایا کہ ایسے غلام
 لونڈی کو مال سے مدد کرو تاکہ آزاد ہو دیں خواہ زکوٰۃ
 سے خواہ خیرات سے اور لونڈیوں سے بدکاری کو زانی
 مال کمانے کو بڑا وبال ہے۔ خواہ وہ خوش ہوں خواہ نا
 پہلی امتوں پر بھی ایسے ہی حکم تھے۔

فتح الرحمن ما یعنی فتید روشن است ۱۲- و ۲ یعنی در قندیل ۱۲-

مدبر الامور فی السموات والارض (قرطبی ج ۱ ص ۲۵) اسی کے قدرت و تصرف سے زمین و آسمان کی رونق اور سائے جہان کا نظام قائم ہے ہر چیز اس سے منور اور موجود ہے المعنی اسی بہ و بقدرتہ انما ہذا صنواءہا واستقامت امورہا وقامت مصنوعاتہا (قرطبی ج ۱ ص ۲۵) الواجب الوجود الموجد لما عداہ (روح) حاصل یہ ہے کہ سائے جہان میں جو حسن و خوبی اور جمال و کمال ہے وہ اسی کی ذات سے ہے ۲۲ مثلاً نور ۱۲ پہلے فرمایا اللہ نور ہے اور زمین و آسمان میں ظاہر و عیاں ہے اب اس کے واضح ہونے کی مثال بیان فرمائی۔ مثال کی تقریر اس طرح ہے کہ ایک طاق ہو جس میں نہایت صاف و شفاف شیشے کا شمع دان ہو جو

النور ۲

۷۸۳

قد افلم ۱۸

يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَىٰ نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ

کے روشن ہوگا اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دکھا دیتا ہے

لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ

اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۳۵ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ

اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے ۳۵ ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا کہ ان کو

تُرْفَعُ وَيَذْكُرُ فِيهَا اسْمُهُ لَا يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ

بلند کرے گا اور وہاں اس کا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں کسی وہاں صبح اور

وَالْأَصَالِ ۝۳۶ رَجَالٌ لَا تُلْهِيمُهُمْ تِجَارَةً وَلَا بَيْعًا

شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں

عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَاقَامِ الصَّلَاةَ وَآتَا الزَّكَاةَ

اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے

يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝۳۷

ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں لوٹ جائیگی دل اور آنکھیں

لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّنْ

تاکہ بدل دے ان کو اللہ ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے ان کو

فَضْلِهِ ۝۳۸ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۹

اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار ۳۸

الَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُ الظَّالِمُونَ

جو لوگ کفر میں لگے کام کمال جیسے ریت جنگل میں پیسا سا جانے اس کو

مَاءٌ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فُوقًا

پانی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس بھر اس کو پورا

یالی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس بھر اس کو پورا

یالی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس بھر اس کو پورا

یالی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس بھر اس کو پورا

یالی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس بھر اس کو پورا

یالی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس بھر اس کو پورا

یالی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس بھر اس کو پورا

درخشاں سائے کی طرح جگمگا رہا ہو اور اس میں بتی ہو

جو کثیر الفوائد درخت زیتون کے تیل سے جل رہی

ہو اور تیل بھی ایسا عمدہ ہو جو زیتون کے اس درخت

سے حاصل کیا گیا ہو جو صبح شام دھوپ میں لے سے وہ

تیل ایسا صاف اور لطیف ہو کہ ایسے معلوم ہو کہ آگ

دکھائے بغیر ہی جل ٹھے گا مشکوٰۃ طاق جس میں چراغ

رکھا جاتا ہے مصباح چراغ نہاجہ شیشہ کو کب دری

چمکتے والا ستارہ لاغریقہ دلاغریقہ یعنی وہ نہ باغ

کی شرقی جانب ہونے غری جانب بلکہ کھلے میدان اور

صحرا میں ہوتا کہ سارا دن اس پر دھوپ پڑے کیونکہ

ایسے درخت کا روغن نہایت صاف و شفاف لطیف

اور عمدہ ہوتا ہے اسی مناجیۃ للشمس لا یظلمہا

جبل ولا شجر ولا یحجبہا عنہا شیء من حیث

تطلع الی ان تغرب وذلک احسن لزیتہا۔

(روح ج ۱ ص ۱۶۹) یوقد من شجرة الخ المصباح

سے حال ہے شجرہ سے پہلے مضاف مقدم ہے اسی

من ذیت شجرہ نور عنی نور یعنی اس طرح بہت

سی روشنیاں جمع ہو گئیں۔ چراغ میں تیل بھی زیتون کا

ہو جو نہایت صاف اور لطیف ہو۔ پھر چراغ اعلیٰ درجے

کے شفاف اور چمکدار شیشے کے قندیل میں ہو پھر وہ

قندیل ایک محفوظ طاق میں ہو جس سے روشنی سمٹ کر

اور تیز ہو جائے اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہو

جائیں یہی مثال مسئلہ توحید کی ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت

اور اس کی کار سازی سائے جہان کے ذرے ذرے

سے ظاہر و عیاں ہوتی پھر انبیاء سابقین علیہم السلام کی

تعلیمات اور کتب سابقہ کی آیات بینات کی روشنیوں

نے اس کو اور واضح اور روشن کیا پھر حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم اور ترانی تعلیمات کی ضیا پاشیوں

سے یہ مسئلہ اور زیادہ روشن ہو کر جگمگا اٹھا اور پھر

مذکورہ پر روشنی دینا

مذکورہ پر روشنی دینا

منزل ۴

موضع قرآن یعنی اللہ سے رونق بستی ہے آسمان و زمین کی اس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں اور اللہ کی روشنی کی کہاوت ابن عباس نے کہا یہ مومن کے

نہ صبح کی دھوپ کھائے نہ شام کی خوب ہوا اور چنگا کہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس

کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن معبود

میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں لگا رہے و ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی

سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

فتح الرحمن حاصل اس مثل تشبیہ نوری است کہ بسبب مواظبت بر طہارت و عبادت در دل مسلماناں حاصل می شود بنور چراغ کہ در غایت درخشندگی باشد و بہت اشعار بآن مواظبت می فرماید ۱۶۔

فوس علی نور کا مصداق بن گیا۔ بھدی اللہ دنورہ من یشاء اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے سالے جہان میں ظاہر و عیاں ہے۔ جہان کے ذریعہ سے اس کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے مگر اس کے باوجود راہ توحید دکھانا اور ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے ہدایت دے۔ مثال کا حاصل ہے کہ جس طرح مذکورہ بالا چرخ کی روشنی وضوع و انجلا کی آخری حد ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کار ساز اور متصرف ہونا واضح اور عیاں ہے یہاں تک کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں دلیضرب اللہ الاحشال الخ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون غیر مستحق۔ ہوا علم بمن یشحق الہدایۃ ممن یشحق الاضلال (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲) لکھ فی بیوت الخ دعویٰ توحید پر ان لوگوں سے دلیل نقل ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مدبر عالم، متصرف و مختار اور کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں اور ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدس کرتے ہیں۔ فی بیوت ثلث یسبح کے متعلق ہے بیوت موصوف اذن اللہ الخ جملہ صفت رجال، یسبح کا فاعل ہے فیہا، فی بیوت کا تکرار ہے برائے تاکید، ای یسبح لہ رجال فی بیوت و فیہا تکریر بقولک نہایت فی الدار جالس فیہا (بحر ج ۶ ص ۳۵) یا فی بیوت جز مقدم ہے رجال بحرہ موصوفہ مبتداء مؤخر ہے رجال سے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین مراد ہیں۔ اذن سے امر اور رفع سے تعظیم مراد ہے اور اللہ کے اسم کے ذکر سے اسکی توحید مراد ہے والہمد بالاذن العز والرفع التعظیم (روح ج ۸ ص ۱۸۱) وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما المبدأ (بذکر اسمہ) توحیدہ عز وجل وهو قول لا الہ الا اللہ (روح ج ۸ ص ۱۸۱) یعنی جن گھروں کی عزت کرنے اور جن میں توحید کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں اللہ کے ایسے بندے اس کا ذکر کرتے اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس کا ذکر کرتے رہتے ہیں جن کو دنیا کا کاروبار اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے مانع نہیں ہوتا یعنی وہ دنیا کے کاروبار میں ایسے منہمک نہیں ہوتے کہ اللہ کی عبادت ہی سے غافل ہو جائیں بلکہ کاروباری مصروفیت کے باوجود اللہ کی یاد اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرتے جیسا کہ ان یوما الخ یہ بھی انہی لوگوں کی صفت ہے۔ وہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن خوف کے مارے دل بے چین اور مضطرب ہو جائیں گے مراد قیامت کا دن ہے لیجزیہم یہ مذکورہ افعال سے متعلق ہے یعنی اللہ کی تسبیح و تقدیس اس کی توحید کا ذکر، اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ اور خوف اس لئے بجالاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جزاء دے اور مزید فضل و مہربانی سے نوازے (روح) واللہ یزقنا فیہ ما قبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے محض اپنے فضل و کرم سے اصل استحقاق سے زیادہ جزا دیدے۔ اس دلیل نقلی میں بتایا گیا کہ اللہ کے نیک بندے یعنی انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین ہر وقت اس کو یاد کرتے رہتے ہیں وہ اس کی یاد اور اس کی توحید سے کبھی غافل نہیں ہوتے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف اور مختار و کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ قیامت کے دن سے بھی ڈرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ معبود برحق، مختار مطلق اور مالک روز جزا ہے لکھ والذین کفروا الخ یہ دلیل نقلی مذکور پر ایک شبہ کا جواب ہے دلیل مذکور پر شبہ وارد ہوتا تھا کہ اگر مسلمان اللہ کو پکارتے اور اس کو یاد کرتے ہیں تو دیگر مذاہب بھی اللہ کو یاد کرتے اور اس کو پکارتے ہیں تو اس میں مسلمانوں کی کیا خصوصیت ہے حاصل جواب ہے کہ دونوں کی عبادت اور پکار میں زمین و آسمان کا فرق ہے مسلمان صرف اللہ کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور اس کی عبادت و دعائیں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اس کے برعکس مشرکین اللہ کی عبادت کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال بے سود اور رائیگاں ہیں۔ مشرکین کے اعمال دو قسم کے ہیں۔ اول وہ جو بظاہر اچھے ہیں مگر حقیقت میں بے فائدہ ہیں جیسا کہ مشرکین خیرات کرتے، سرائیں اور مسافر خانے بنواتے ہیں۔ دوم وہ جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی ضرر رساں ہوں جیسا کہ اللہ کے سوا اوروں کو کار ساز اور حاجت روا سمجھنا وغیرہ۔ اعمال اللہ کے سرب الخ میں پہلی قسم کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے سرب وہ ریت جو دھوپ میں چمکتی ہوئی نظر آتی ہے قبیحۃ صاف میدان۔ ایک مسافر جو قحطی میں سفر کر رہا ہو۔ سورج کی گرمی تیز ہو اور وہ پیاس سے بد حال ہو چکا ہو، دُور سے اسے سرب نظر آئے جو سورج کی شعاعوں کی وجہ سے پانی معلوم ہو لیکن جب وہاں پہنچے تو سواریت کے کچھ بھی نہ ہو۔ مشرکین اپنے ان اعمال خیر سے امیدیں والبتہ کئے ہوئے ہیں لیکن خدا کے یہاں جب حاضر ہوں گے تو اعمال کا نام و نشان تک نہ دیکھیں گے۔ اذا سأل فی السرب من هو محتاج الی الماء بحسبہ ماء قصد یشرب منه فلما انتہی الیہ (لم یجدہ شیئاً) فکذا الکافر یحسب ان عملہ وانہ قد حصل شیئاً فاذا دافی اللہ یوم القیمۃ وحاسبہ علیہا ونوقش علی افعالہ لم یجد شیئاً بالکلۃ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲) حتی اذا الخ حتی غایت کے لئے ہوتا ہے مگر اس کا ربط ماقبل سے ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ پہلے سرب کی مثال بیان کی گئی ہے اور اس کے بدشہات کا ذکر ہے اس لئے یہاں یہ مخدوف ہو گا کہ کافر اب تو نہیں مانتے لیکن جب وہ اللہ کے پاس جائیں گے اور وہاں اپنے معبودان باطلہ کو نہیں پائیں گے، انہیں امید تھی ثواب کی مگر اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب میں مبتلا کرے گا لکھ او کظمت الخ یہ مشرکین کے دوسری قسم کے اعمال کی تمثیل ہے جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی۔ یعنی ان کے بعض اعمال تو ظلمات و درظلمات ہیں جس طرح ایک بہت ہی گہرے سمندر کی تہ جس کے اوپر پانی کی بے شمار موجیں ہوں اور پھر سیاہ بادل چھاتے ہوئے ہوں۔ ایسا گھاٹو پ اندھیرا ہو کہ اپنا ہاتھ دکھائی نہ دے۔ مشرکین شرک و جہالت کے ایسے ہی تہ بہ تہ اور موج و در موج اندھیروں میں غرق ہیں اور رُشد و ہدایت کی روشنی کی کوئی کرن ان تک نہیں پہنچ سکتی شرک و ضلالت کے ان دبیر اندھیروں میں وہ جو اعمال بجالاتے ہیں وہ بھی سرب یا ظلمت ہی ہوتے ہیں نہ ان کا ظاہر اچھا ہوتا ہے نہ باطن۔ شبہہما (اعمالہما) فی ظلمتہا وسوادہا لکنہا باطلۃ و خلوہا عن نور الحق بظلمات متراکمة من لجم البحر والامواج والسحاب (مدارک ج ۳ ص ۱۱) مشرکین کے ان اعمال کی فہرست خاصی طویل ہے جو ظاہر میں بھی قبیح اور شرمنگ ہیں اور ان کا انجام بھی تاریک ہے مثلاً کنجروں اور کنجریوں کا بزرگوں کی رضا جوئی کے لئے ناپ و گانے کی نذر و منت ماننا اور پھر ان کے مزاروں پر ایفاء نذر کے طور پر ناپ گانے کا مظاہرہ کرنا۔ اسی طرح بعض مشرک عورتوں کا بعض بزرگوں کے مزارات پر ایسی ایسی چیزوں کا چڑھاوا چڑھانا جن کا نام زبان و قلم کی نوک پر لانے سے شرم و حیا مانع ہے

النور ٢٢

LA4

قد افهم

ار کا لکی اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب و ارف یا جسے اندھے گمراہ دریا میں

چڑھی آئی ہے اسپر ایک لہر تھک اسپر ایک اور لہر اس کے اوپر بادل

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكْدِ بِهَا

اندھیرے ہیں ایک پر ایک جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اسکو دھو جھے

وَمَنْ لَمْ يُجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَبِأَلَيْسَ مِنْ نُورٍ ۖ أَلَمْ

اور کچھ اللہ کے بندہ کی روسی اس کی واسطے کہیں میں روسی اس کی واسطے کہیں میں روسی اس کی واسطے کہیں میں

ثَرَاتُ اللَّهِ يَسْبِيحُ لَهُ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ

دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی نہیں کہے آسمان و زمین ہیں اور اُن کے

صَفَّتْ كُلُّ قَدْعَةٍ عِلْمَ صَلَاتِهِ وَتَسْبِيحِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

پیرکھوئے ہوئے ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور بآد اور اللہ کو معلوم ہے

سَيَنْفَعُهُ ۖ (٦١) وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَٱلْاَرْضِ ۗ وَاِلَيْهِ

جو کچھ کرتے ہیں اور اللہ کی حکومت ہے آسمان و زمین میں اور

اللَّهُ الْمَصْدُورُ ﴿٣٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي أَسْفَلِ الْأَرْضِ الْمَكِينُ

اللہ ہی تک پہنچ جانا ہے تو نے نہ دیکھا کہ اللہ بائیس لانا ہے یا دل کو پھر انگو ملادینا ہے

وَأَفْتَتُمُ الْقُلُوبَ

بیتہ لم یجعلہ رکا ماکبری اودنی یک سر بن

پھر ان کو دھکے کے ہم کر رہے ہیں۔

جَلِيلٌ وَيَبْرُلُ مِنَ السَّيِّئِ مَنْ جَبَلٍ كَيْفَا مِنْ

یہ ہے اور امارت ہے اس میں جو پہلے رہیں

بَرِّ تَحِيْبٍ بِهِ مِنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنِ مَنْ يَشَاءُ

اوپوں کے پھر وہ دالہ ہے بس پر چاہے اور بچا دیتا ہے بس سے چاہے

• نزول ۴

موضع قرآن با کافر و طرح کے ہیں ایک عیب کی طرف تباکتے ہیں پھر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہیں غلط راہیں پکڑتے ہیں یہ ان کی کہاوت ہے ریت کو

پانی سمجھ کر دوڑے وہاں پانی نہ ملا آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا ملی۔ دوسرے وہ ہیں جو دنیا میں غرق ہیں یا پتھر پوجتے ہیں ان کی کہاوت آگے

فتح الحما واصل اس مثل آنت کہ اعمال کا ضبط شود و در آخرت آنرا میبخشواں نشاء ۱۲ و ۲ حاصل از مثل آنت کہ هر کس در غلالت سہم متا کثرت در اس و

ح. الرمن انوار ملكيه از وی بجلی معدوم شده است ۱۲-

غیر ذی عقل مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کرتی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ واللہ ملک السموات والارضین و آسمان کا مالک و مختار بھی ہے اور ہر کام اور ہر معاملہ اسی کے اختیار میں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ معبود برحق اور متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے الطیر۔ من پر معطوف ہے۔ اور صفات اس سے حال ہے یہ جو پرندے ہوا میں اڑتے اپنے پروں کو کھولتے اور شمیٹتے ہیں اور جس رخ چاہتے ہیں مڑ جاتے ہیں وہ بھی اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں کل کی تسبیح مضاف الیہ سے عوض ہے اسی کل واحد مبنی ذکر یعنی اللہ کی مخلوق میں سے ہر ایک اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تحمید کے طریقے جانتا ہے انسانوں کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ تعلیم دی گئی اور باقی مخلوق کو بذریعہ الہام ذکر اللہ کے طریقے بتا دیئے گئے۔ المعنی قد علم کل مصل و مسبح صلاة نفسا و تسبیحہ الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۸۷) ویراد بافرادہا (الطیر) بالصلوة والتسبیح ما الھما اللہ تعالیٰ کل واحد منها من الدعاء والتسبیح (ابو السعود ج ۶ ص ۳۵)۔

دعویٰ ہے کہ

بیکر و دیگران

۴۹۔ اَللّٰهُمَّ سِرِّ اَنْتَ لَا يَرٰ حِجَابُ الْخَلْقِ يَدُوسُ عِثْرَ الدَّيْلِ
ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے۔
اللہ تعالیٰ مختلف سمتوں سے بادلوں کو چلا کر ایک
جگہ جمع کرتا ہے پھر اس کی قدرت سے ان بادلوں میں
سے بارش برستی ہے وہ آسمان کی طرف سے پہاڑوں
کی مانند بادلوں میں سے اولے برساتا ہے جن کی وجہ
سے بعض لوگوں کا جانی اور مالی نقصان ہو جاتا
ہے اور بعض اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ بادلوں سے
جب بجلی کوندتی ہے اس کی روشنی اس قدر تیز ہوتی
ہے کہ آنکھوں کی روشنی ہی سلب کر لے۔ یہ سارا

نظامِ الشہسوی کے قبضے میں ہے یقیناً لیل والنہار

بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے ان فی ذالک الخ جو لوگ عقل و بصیرت رکھتے ہیں ان کے لئے ان تمام تکوینی دلائل میں عبرت ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی کار سازی، اس کا معبود برحق ہونا اور سائے عالم میں متصرف و مختار ہونا ثابت ہوتا ہے (لعبۃ لا ولی الا بصار) ای دلالت لاهل العقل و البصائر علی قدرۃ اللہ و توحیدہ (خازن ج ۵ ص ۸۲) یہی وہ دعویٰ ہے جس کی وجہ سے منافقین نبی علیہ السلام پر بدنامیاں لگا رہے ہیں من السماء یعنی اوپر کی جانب سے مراد بادل من جبال، من السماء سے بدل ہے اور جبال بادلوں سے کنایہ ہے کیونکہ بادل سفید پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ من السماء ای من السحاب فان کل ما علاک سماء۔۔۔۔۔ من جبال ای من قطع

عظام تشبہ الجبال فی العظم (روح ج ۸ صفحہ ۱۹) **۵۵** واللہ خلق الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت پر ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے ہر جاندار کو قطعہ آب سے پیدا فرمایا اور پھر ان کو کئی انواع و اقسام میں تقسیم کر دیا۔ کچھ جاندار ایسے پیدا کئے جن کے پاؤں نہیں وہ پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ جیسا کہ سانپ کچھ دو پاؤں پر چلتے ہیں جیسے انسان اور پرندے اور کچھ چار پاؤں پر چلتے ہیں جیسے چوہا ہے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ اگر چار سے زیادہ بھی کسی کے پاؤں ہوں تو اس کی قدرت سے بعید نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی قادر مطلق معبود برحق اور سائے جہان میں متصرف ہے **۵۶** ولقد انزلنا الخ یہ ترغیب الی القرآن کا تیسری بار اعادہ ہے فرمایا ہم نے قرآن مجید میں دلائل توحید کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود مدابیت کی توفیق صرف انہی لوگوں کو ملے گی جو صدق دل اور اخلاص نیت سے ہدایت کے طالب و متلاشی ہونگے **۵۷** ویقولون امنا الخ یہ منافقین پر شکوئی ہے اور منافقین کے حال کا اعادہ ہے کہ زبان سے تو وہ ایمان و اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے کرتوت یہ ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد و آبرو نگہ کا لحاظ نہیں کیا اور جھوٹی تہمت لگا دی اس لئے یہ لوگ ہرگز ایمان والے نہیں اور ان کا دعویٰ ایمان سراسر جھوٹا ہے و اذا دعوا الخ یہ منافقین کی عام عادت کا بیان ہے جب ان کا کسی سے کسی معاملے میں جھگڑا ہو جائے اور فریق ثانی ان سے کہے کہ ملو

تیسری عقلی دلیل ہے
یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے
یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت پر ایک واضح دلیل ہے
یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت پر ایک واضح دلیل ہے

يَكَادُ سَنَابَرُ قَهْ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۚ يَقْلِبُ اللَّهُ

ابھی اس کی بجلی کی کوند لیجائے آنکھوں کو اللہ بدلتا ہے

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۚ

رات اور دن کو اس میں دھیان کرتی ہو گئے آنکھ والوں کو

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّن يَمْشِي

اور اللہ نے بنایا ہے ہر پھرنے والے کو ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے

عَلَىٰ بَطْنِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّن يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ

اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر اور کوئی ہے کہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ ۚ وَاللَّهُ

ہر چیز کر سکتا ہے ہم نے اناریں آئیں اھ کھول کر بتا دیں والی اور اللہ

يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ وَيَقُولُونَ

چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر اور لوگ کہتے ہیں

أَمَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

اے ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں گئے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان کی

مِّن بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۚ وَإِذَا

اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں مانتے والے اور جب

دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

ان کو بلائیے اللہ اور رسول کی طرف کر ان میں فیصلہ چکائے تب ہی ایک فرقہ کے لوگ

مُعْرِضُونَ ۚ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۚ

منہ موڑتے ہیں اور اگر ان کو کچھ پہنچا ہو تو چلے آئیں اس کی طرف قبول کر کر

اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں وہ اللہ کے حکم سے جو فیصلہ کر دیں ہمیں منظور ہے تو وہ اس سے بھاگتے ہیں اگر وہ واقعی سچے مومن ہیں تو پیغمبر اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے فیصلے سے کیوں اعراض کرتے ہیں۔ وان یکن لہم الحق الخ لیکن اگر انہیں معلوم ہو کہ فیصلہ انہی کے حق میں ہو گا تو وہ ذکر حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں۔ اس صورت میں وہ محض دنیا طلبی کے لئے حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں نہ اس لئے کہ ان کو آپ کا فیصلہ پسند ہے ای مسرعین فی الطاعة طلبا لحقہم لا رضایا بحکم رسولہم (مدارک ج ۳ ص ۱۱۵) **۵۸** ان فی قلوبہم الخ یہ لوگ حکم اسلام کے سامنے کیوں سر نہیں جھکاتے کیا ان کے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے اور خدا و رسول پر ان کا ایمان ہی نہیں یا انہیں اللہ کی توحید اور پیغمبر علیہ السلام کی نبوت میں شک ہے یا انہیں خطرہ ہے کہ فیصلہ کرنے میں اللہ کا رسول علیہ السلام ان پر زیادتی کرے گا اور انصاف نہیں کرے گا۔ بل اولئک ہم

الظلمون یہ بات نہیں یعنی ان کے اعراض کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں اپنے اوپر ظلم کا اندیشہ ہے کیونکہ وہاں تو ظلم دے انصافی کا احتمال بھی نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود بے انصاف ہیں انہوں نے ظلم دے انصافی پر کمر باندھ رکھی ہے اور دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں اس لئے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے معاملہ پیش کرنے سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ ناحق پر ہیں اور آپ کا فیصلہ ان کے خلاف ہوگا ۵۴ انہما کان لہ منافقین کا حال بیان کرنے کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا حال بیان کیا گیا اور انھیں خروی بشارت دی گئی۔ منافقین کا حال تم نے سن لیا اب مخلصین کا حال بھی سن تو مخلصین کا حال یہ ہے کہ

النور ۲

۷۸۸

قد افلم ۱۸

أَفِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَمْ رَأَوْا أَنْ يَخْفَوْا أَنْ يَخْفَىٰ

کیا ان کے دلوں میں روگ ہے یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا

اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۵۵

ان پر اللہ اور اس کا رسول کوئی نہیں ڈرے گا وہی لوگ بے انصاف ہیں

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

ایمان والوں کی بات یہی تھی کہ جب بلائے انکو اللہ اور رسول کی طرف

لِيُحْكَمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

فیصلہ کریں ان میں تو کہیں سمجھنے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہیں

الْمُفْلِحُونَ ۵۶ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ

بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور ڈرتا ہے اللہ سے اور

يَتَّقِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۵۷ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ

بیکر ملے اس سے سو ڈری لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی بیکر

أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ قُلْ لَا تُقْسِمُوا طَاعَةَ

کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو میں کچھ چھوڑ کر نکلتا ہوں تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری

مَعْرُوفَةٍ ۵۸ إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۵۹ قُلْ أَطِيعُوا

چاہیے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو تو کہہ حکم مانو

اللَّهُ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكُمْ

اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ہے پھر اگر منہ پھرو گے تو اس کا ذمہ ہے

مَا حَسَلْ وَعَلَيْكُمْ مَا حَسَلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوا

جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اس کا کہا مانو

تَهْتَدُوا طَاعَةَ الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۶۰ وَعَدَ

تو راہ پاؤ اور پیغام لایا کہ تم نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر وعدہ کر لیا کہ

منزل ۷

وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو بلا چون و چرا دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے قبول کرنے میں ذرا تامل اور پس و پیش نہیں کرتے اور آخرت کی فلاح بھی ان ہی لوگوں کے لئے ہے۔ و من يطع الله انہ اور جو لوگ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور ہر قسم کے شرک سے بچیں وہ لوگ آخرت میں کامیاب و کامران ہوں گے بخش اللہ یعنی جو گناہ وہ کر چکا ہے ان پر گرفت سے ڈسے ویتقہ اور آئندہ کے لئے گناہ کرنے سے بچے و بخش اللہ فیما مضی من عملا ویتقہ فیما بقی من عمرہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۹۵) ۵۵ منافقین کی غلط بیانی کا یہ حال ہے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ جب آپ کا حکم ہوگا ہم فوراً جہاد کے لئے دشمن کے مقابلے میں نکلنے کے لئے تیار ہو جائیں گے مگر جب جہاد کا وقت آتا ہے تو جھوٹے بہانے بنا کر کئی کتر جاتے ہیں قل لا تقسموا انہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا جب منافقین قسمیں کھا کر آپ سے وعدہ کریں تو آپ ان سے فرمایا کریں کہ یہ بے فائدہ قسمیں مت کھاؤ کیونکہ تمہاری طاقت اور فرمانبرداری مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے کہ یہ محض زبانی دعویٰ ہی ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ زبان سے تم جھوٹی قسمیں کھا کر محض جھوٹے وعدے کرتے ہو لیکن تمہارے دل میں کفر و نفاق جاگزیں طاعت معرّفۃ مرکب توصیفی مبتدا محذوف کی خبر ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تعلیل ہے خبر مبتدا محذوف ای طاعتکم طاعتہ و جملہ تعلیل لدھی کا نہ قیل لا تقسموا علی ما تدعون من الطاعة لان طاعتکم طاعتہ معروفة بانما واقعة باللسان فقط من غیر مواطاة من القلب انہ (روح ج ۱۸ ص ۱۹۹) ۵۶ قل اطیعوا انہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا آپ ان منافقین سے فرمادیں اگر واقعی تم مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی دل و جان سے اطاعت کرو۔ فان تولوا انہ لیکن اگر تم نے خدا اور رسول کی اطاعت سے روگردانی کی تو اس سے تم صرف اپنا ہی نقصان کرو گے اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑو گے تولوا جمع مذکر مخاطب فعل مضارع کا صیغہ ہے ایک تاء بغرض تخفیف حذف کردی گئی ہے۔ ای فان تتولوا محذوف احدی التائین

ج ۱۲

مؤمنین کی گفتگو اور ان کے لئے ہدایت

مذکر جمع کا خطاب

موضع قرآن دل میں روگ یہ کہ خدا و رسول کو بیچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اٹھتے۔

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور نیک کامی ہیں البتہ پیچھے حاکم کر دیا انکو

فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ

ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے انکو کو دیا اور

لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي رُتِضَ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ

جما دین ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کو پسند اور دے گا ان کو

مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي

ان کے ڈر کے بعد میں امن میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں میرا

شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾

کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کو پیچھے سو دے گا لوگ ہیں نافرمان خدا

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرُّسُولَ

اور قائم رکھو نماز دے دو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے

لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ

تاکہ تم پر رحم ہو نہ خیال کرو جو کافر ہیں تم کا دینچے

فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِي النَّاسِ وَلَيْئَلٍ لَّصِيرٍ ﴿٥٧﴾ يَا أَيُّهَا

بھلا کر ملک میں اور انکا ٹھکانہ آگ ہے اور وہ بُری جگہ ہے پھر جائیں گے اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَ

ایمان والو اجازت لیں تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال میں ہیں اور

الَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ

جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار سے

صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ

نماز سے پہلے اور جب آثار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء

منزل ۴

۱) قرسی ج ۱۲ (۲۹۶) بیرید فان تتولوا فما ضر رتموه واما ضر ما تم انفسكم (مدارک ج ۳ ص ۱۱) کیونکہ پیغمبر علیہ السلام صرف اس ذمہ داری کے جوابدہ ہیں جو ان کے ذمہ لگائی گئی ہے یعنی اوامر و احکام خداوندی کی تبلیغ اور تم اپنی ذمہ داری کے جوابدہ ہو یعنی خدا و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری۔ اس لئے اگر تم اپنا فریضہ اطاعت ادا کرو گے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ گے اور ان کے احکام کی تعمیل کرو گے تو فلاح دارین کی راہ پاؤ گے اور دنیا و آخرت میں خوش و خرم رہو گے۔ ورنہ تمہاری سرکشی شرارت اور منافقت سے پیغمبر کا کچھ نہیں بچے گا۔ اس کے ذمہ فریضہ تبلیغ تھا جو اس نے احسن طریق سے ادا کر دیا۔ وما على الرسول الا البلاغ

المبين التبليغ الموضح فضر عدم القبول ليس لا لکم (جامع ص ۳۱۷) وعد الله الخ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت و نبوی ہے منافقین کے ذکر کے بعد مخلص مومنوں کو نبوی حکومت و سلطنت ملنے کی خوشخبری سنائی۔ یہ آیت اصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے جو اصل اور حقیقت میں اس آیت کے مخاطب ہیں۔ اس آیت میں ان سے تین وعدے کئے گئے ہیں اول یہ کہ ان کو سرزمین عرب میں حکومت و خلافت دی جائے گی۔ دوم یہ کہ جو دین اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس دین کو ان کے زمانے میں قوت و سطوت اور غلبہ دیا جائے گا۔

اور وہ اس دین پر قائم رہیں گے اور توحید سے شرک کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ سوم یہ کہ کسی اندرونی یا بیرونی طاقت سے انہیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور وہ بالکل مامون و محفوظ رہیں گے۔ یہ تینوں وعدے اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کو خلافت عطا فرما کر پورے فرمادیئے البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیسری بات مفقود ہو گئی۔ یعنی امن اٹھ گیا اور خانہ جنگی شروع ہو گئی اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت برحق اور اللہ تعالیٰ کی موعود خلافت تھی۔ (کبیر و روح) کما استخلف الخ میں خلافت بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس طرح اللہ نے جابرہ مصر اور عاتقہ شام کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو ان کے علاقے اور ان کے اموال و دیار پر قابض کر دیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر کے تمہیں حکومت عطا فرمائے گا۔ کما استخلف الذين من قبلهم اسی بنی

تتمت الخ
رسولت کے
دوم سے تیسری
ابن ۱۲
معاذ قائلون
۱۲

ج ۱۳

اسرائیل حین اور ثم مصر و الشام بعد هلاك الجبابرة (بحر ج ۶ ص ۶۹) یعبد و سنی الخ یہ الذین سے حال ہے یا بدل یا جملہ متانفہ ہے یہ ان خلفاء کی مزید خوبیوں کا بیان ہے۔

موضع قرآن و خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو جو ان میں نیک ہیں پیچھے انکو حکومت دے گا اور جو دین پسند ہے ان کے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وہ بندگی کریں گے بغیر شرک یہ چاروں خلیفوں سے ہوا پہلے خلیفوں سے اور زیادہ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے ان کو بے حکم فرمایا جو کوئی ان کی خلافت سے منکر ہو اسکا حال سمجھا گیا۔

فتح الرحمن ما یعنی چنانکہ بنی اسرائیل را بعد عاتقہ پادشاہ تھا ۱۲ و یعنی چونکہ قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مترجم گوید تفسیر این آیت در حدیث آمدہ الخ بعدی ثلاثون سنہ واللہ اعلم ۱۲ و یعنی غلامان و کنیزکان ۱۲۔

فرمایا وہ صرف میری ہی عبادت کرینگے اور مجھے ہی سارے جہان کا مقرب و کارساز سمجھیں گے اور حاجات و حاجات میں صرف مجھے ہی پکاریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے حاصل یہ کہ وہ توحید پر قائم رہیں گے اور شرک کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ اما قولہ بعد و فنی لایشرکون بی سبھا ففیہ دلالت علی ان الذین عنانہم لایتغیرون عن عبادۃ اللہ الی الشریک (کبیر ج ۶ ص ۳۲۹) ومن کفر الخ یہ جملہ معترضہ ہے اس میں ان لوگوں کے لئے تحویف و تہدید ہے جو اس نعمت خلافت کی ناشکری اور نافرمانی کریں گے اس خلافت کے زمانے میں لوگوں کا دین بھی اپنی اصلی شکل

قد افلحہ ۱۸۰ ۴۹۰ النور ۳۲

صَلٰوةُ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ

کے نماز سے پیچھے یہ تین وقت بدن کھنے کے ہیں تمہاری کچھ تنگی نہیں تم پر اور نہ ان پر جناح بعدھن طوافون علیکم بعضکم علی بعض کذلک

ان وقتوں کے پیچھے پھر ہی کرتے ہو ایک دوسرے کے پاس یوں

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۵۸ وَإِذَا بَلَغَ

کھوتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا رکھتا ہے اور جنت میں

الْأَطْفَالُ مِنْكُمْ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ

بچے تم میں کے عقل کی حد کو تو انکو دینی کی اجازت لینی چاہیے جیسے لیتے رہے ہیں ان سے

قَبْلِهِمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۵۹ وَ

اگلے یوں کھول کر سناتا ہے اللہ تمکو اپنی باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا رکھتا ہے اور

الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ

جو بیٹھ رہی ہیں گھونٹھاری عورتوں میں سے جن کو توقع نہیں ہے نکاح کی ان پر گناہ نہیں

جَنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ

کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے یہ نہیں کہ دکھاتی پھر اپنا سنکار اور اس

يُسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۶۰ لَيْسَ

سے بھی پیچیں تو بہتر ہے ان کیلئے اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے نہ نہیں ہے

عَلَى الْأَعْدَاءِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَابِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى

انہ سے ہر گز کچھ تکلیف اور نہ لڑنے پر تکلیف اور نہ

السَّرَائِرِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ

بیمار پر نہ تکلیف اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر کہ کھاؤ اپنے

بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ

گھروں سے یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے

منزل ۴

میں محفوظ رہے گا اور ان کا مال و جان اور ان کی عزت و آبرو بھی محفوظ ہوگی۔ اس لئے جو لوگ اس خلافت کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے وہ فاسق اور اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے نافرمان ہوں گے سب سے پہلے قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نعمت کی ناشکری کی اور فاسقین میں شمار ہوتے اس بغاوت اور ناشکری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے امن کو اٹھالیا اور مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہو گئی قتال اہل التفسیر اہل من کفر بھڈاۃ النعمة و محمد حقہا الذین قتلوا عثمان فلما قتلوه غیر اللہ ما بہم و ادخل علیہم الخوف حتی صاروا یقتلون بعد ان کانوا اخوانا (غازن ج ۵ ص ۱۵۹) واقیموا الصلوۃ الخ اس سے پہلے واقول لکم محذوف ہے۔ یا یہ اطیعوا اللہ پر معطوف ہے۔ پہلے اطاعت کا حکم دیا گیا اس کے بعد مطیعین کو خوشخبری دی گئی اور پھر ناز اور نیکوۃ ادا کرنے کا خصوصی حکم دیا گیا۔ کیونکہ یہ دونوں علی تمام شرائع میں سب سے زیادہ اہم ہیں معطو علی اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ولا یضرب الفصل وان طال (ملک ج ۳ ص ۱۸۰) لا تحسبن الخ یہ منکرین توحید کے لئے تحویف آخری ہے۔ مشرکین اس طرح بے فکری سے کفر و شرک میں منہمک اور سہائے احکام سے بغاوت و سرکشی میں غرق ہیں گویا وہ کہیں بھاگ کر ہماری گرفت سے بچ جائیں گے انہیں اس غلط فہمی میں نہ رہنا چاہیے۔ وہ جہاں بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں حاضر کرے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بُری جگہ ہے اس سے وہ ہرگز بچ نہیں سکیں گے

سرا و سر اقلون معاشرۃ ۱۲

دوسرا حصہ تین قوانین، مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعویٰ توحید کا دوسری بار ذکر

موضع قرآن کا ان تین وقتوں میں لڑکوں کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہئے اور سارے وقتوں میں حاجت نہیں ملے ویسی پروانگی جیسے جدے گھروالے ہر وقت خبر کر کر آویں گے یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ہے یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ ان کو معاف ہیں جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں۔

فتح الرحمن و اھل سنت کہ محارم و اطفال نیز درین ساعات استیذان کنند زیرا کہ مردمان جامہ درین ساعات از تن میکشند و عریان میشوند۔ محصول سخن آنست کہ محارم را و اطفال را عریان دیدن درست نیست ۱۳۔

اخوانکم اوبیوت اخوتکم اوبیوت اعمامکم اوبیوت

سہال کے گھر سے یا اپنے بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی

عمتکم اوبیوت اخوالکم اوبیوت خلتکم اوما ملککم

پہو کی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی

مفاحیہ اوصد یقکم لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعاً

بچوں کے تم مالک و یا اپنے دوست کے گھر کو نہیں گستاخ و تم پر کہ کھاؤ آپس میں ہر

اواشتاتاً فاذا دخلتم بیوتاً فاسلموا علی انفسکم تحیۃ

باسلام و کور و پھر جب کسی گھر میں داخل ہوئے تو سلام کہو اپنے لوگوں پر یہ کہنا ہے

من عند اللہ مبرکۃ طیبۃ کذلک یمین اللہ لکم الایۃ

اللہ کے یہاں سے برکت والی ستمی یوں کہوتا ہے اللہ تمہارے آگے نیا

لعلکم تعقلون ۱۱) انما المؤمنون الذین امنوا باللہ

تاکر تم سمجھ لو و ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ

ورسولہ و اذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذهبوا

اور اپنے رسول پرستہ و جب ہوتے ہیں کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے

حتی یتأذنوا ان الذین یتأذنونک اولیک الذین

جب تک اس اجازت نہ لیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو

یؤمنون باللہ ورسولہ فاذا استأذنوا لک لبعض شأئہم

مانتے ہیں اللہ کو اور اپنے رسول کو پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے

فاذن لسن شئمت منهم واستغفر لہم اللہ

تو اجازت دے جسکو ان میں سے تو چاہے اور معاف مانگ ان کو اللہ سے

ان اللہ غفور رحیم ۱۲) لا تجعلوا دعوۃ الرسول

اللہ محسنے والا مہربان ہے مت کہو بلانا رسول کا

مذہل

جس کی وجہ سے منافقین نے بہت رکائی تھی ۱۱) یا ایہا الذین امنوا انہ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے معاشرت کے تین آداب بیان کئے گئے ہیں جو بدکاری سے روکنے والے اور عفت و عصمت کی حفاظت میں ممد و معاون ہیں گویا یہ آداب ان احکام و ہدایات کا تمہ ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہو چکی ہیں قیل ہذا رجوع الی تتمۃ الاحکام السابقۃ بعد الفراغ من الآیات الدالۃ علی وجوب الطاعۃ (جامع ص ۳۱۲) یہ پہلا قانون معاشرت ہے۔ تین وقت ایسے ہیں جن میں عموماً زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں یا شب باشی کا لباس پہن لیا جاتا ہے۔ غاوند بیوی میں مخالفت بھی عموماً انہی اوقات میں ہوتی ہے اس لئے ان اوقات میں نابالغ لڑکوں اور

لوندیوں کو بھی باقاعدہ اجازت لیننی چاہیے وہ اوقات یہ ہیں۔ نماز صبح سے قبل، دوپہر کے وقت۔ اور نماز عشاء کے بعد لیس علیکم جناح انہ ان تینوں وقتوں کے علاوہ نابالغ لڑکوں اور لوندی غلاموں کو اجنبیوں کی طرح اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ طوافوں علیکم للخدمۃ و تطوفون علیہم للاستخدام فلو جزم الامر بالاستیذان فی کل وقت لا ففی الی حرج و هو مدفوع فی الشرع بالنص (مدارک ج ۳ ص ۱۱۱) و اذا بلغ الاطفال انہ لیکن جب نابالغ لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو اب ان پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت لیکر گھر میں داخل ہوا کریں جس طرح دوسرے بالغ مرد اجازت لیتے ہیں جن کا حکم پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے وہ تمہیں سورت کے ایسے سنہرے اصول تعلیم دیتا ہے جن میں تمہارا دینی اور دنیوی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ۱۲) والقواعد الخ یہ دوسرا قانون معاشرت ہے یہاں بوڑھی عورتوں کے پردے کا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بوڑھی عورتیں جو سن رسیدہ ہوں اور ان کے جنسی جذبات بالکل ختم ہو چکے ہوں اگر وہ گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر پورا پردہ رکھیں تو بہت اچھا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی اگر زائد کپڑا مثلاً برقع یا چادر نہ پہنیں تو جائز ہے بشرطیکہ ان اعضاء اور اس زینت کا اظہار نہ ہو، جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے ۱۳) لیس علی الاعشی انہ یہ تیسرا قانون معاشرت

۱۱) یعنی یہاں سے برکت والی ستمی یوں کہوتا ہے اللہ تمہارے آگے نیا

۱۲) تاکر تم سمجھ لو و ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ

موضع قرآن یعنی اپنا بیت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں نہ کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دروغ کرے مگر عورت کا گھر اس کے پردے کا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بوڑھی عورتیں جو سن رسیدہ ہوں اور ان کے جنسی جذبات بالکل ختم ہو چکے ہوں اگر وہ گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر پورا پردہ رکھیں تو بہت اچھا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی اگر زائد کپڑا مثلاً برقع یا چادر نہ پہنیں تو جائز ہے بشرطیکہ ان اعضاء اور اس زینت کا اظہار نہ ہو، جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے ۱۳) لیس علی الاعشی انہ یہ تیسرا قانون معاشرت

فتح الرحمن وایضی نگاہبان و وکیل حفظ او باشد ۱۲) یعنی اذن کہ از رسم و عادت مفہوم است کفایت میکند و حاجت اذن صریح نیست ۱۳۔

ہے یہاں کھانے کے کچھ آداب کا ذکر کیا گیا ہے نیز اس شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ پہلے دوسروں کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا گیا تو اس سے شبہ ہوتا تھا کہ شاید یہ ممانعت مطلق ہو اور ہر حال میں منع ہو تو فرمایا دعوت طعام ہو تو جانا منع نہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ معذور لوگ تندرست لوگوں کے ساتھ مل کر کھانے سے ہچکچاتے تھے کہ مبادا وہ ان سے نفرت کریں اور انہیں تکلیف ہو۔ نیز بعض معذورین نابینا لنگھڑے اور مدلیں وغیرہ اپنے بے تکلف دوستوں کے پاس جاتے تاکہ ان کے یہاں کچھ کھانے کو مل جائے مگر دوست کے گھر کھانے کی کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو وہ انہیں لیکر اپنے عزیز یا بے تکلف دوست کے گھر لے گیا اور انہیں کھانا کھلا دیا۔ اس طرح ان معذورین کے دل میں خیال گذرتا کہ ہم آئے تو تمہارے پاس مگر وہ ہمیں لیکر دوسرے کے گھر چل دیا اس قسم کے اوہام و وساوس کو دفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے کھاپی لینے میں کوئی حرج نہیں اس لئے اگر معذوروں کو ان کا کوئی دوست اپنے عزیز یا دوستوں کے گھروں سے کھانا کھلا دے تو وہ اس بات کو محسوس نہ کریں اسی طرح مل کر کھانے میں کوئی حرج نہیں رروح وغیرہ جن رشتہ داروں کے گھروں سے بے تکلف کھاپی لینے کی اجازت ہے وہ حسب ذیل ہیں مال اور باپ کا گھر جبکہ بیٹا ان سے علیحدہ رہتا ہو، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ ادا ملکتہ مضاعفہ یعنی جس شخص نے تم کو اپنے گھر کا کنبی برادر اور محافظ بنا رکھا ہو اور تمہارے تقرب میں لے رکھا ہو اس کے گھر سے بھی تم بقدر ضرورت کھاپی سکتے ہو اور صدیق گھر اسی طرح اپنے گھرے اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے بھی کھانے پینے کی اجازت ہے لیس علیکم جناح الخ اور اس میں بھی کوئی تنگی نہیں کہ تم سب مل کر ہی کھاؤ یا جدا جدا کھاؤ یعنی دونوں طرح اجازت ہے اگرچہ مل کر کھانا افضل اور باعث برکت ہے۔ فہذہ مہرخصۃ من اللہ تعالیٰ فی ان یا کل الرجل وحده ومع الجماعة و ان کان الاکل مع الجماعة ابرک وافضل (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۵) فاذا دخلتم الخ یہاں گھر میں داخل ہونے کا ادب سکھایا گیا علی انفسکم آپس میں ایک دوسرے پر جیسا کہ بنی اسرائیل کو حکم دیا فاقتلوا انفسکم یعنی تو بہ یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرو عن الحسن المعنی فلیسلم بعضکم علی بعض نظیر قوله تعالیٰ فاقتلوا انفسکم (روح ج ۸ ص ۳۲)

الفرقان ۲۵

۷۹۲

قد افلح ۱۸

بَيْنَكُمْ كُدُ عَاءَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرٍ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۶۳) أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۶۴)

سُورَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَسِتُّونَ حَرْفًا
سورة ۲۵ فرقان مکی ہے اور اس میں ستر آیتیں اور چھ کوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بحد مہربان نہایت رحم والا ہے
تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ
بڑی برکت ہے جس نے اسے تمہاری فیصلہ کی کتاب اپنے بند پر
لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (۱) الَّذِي لَهُ
ناک ہے جہان والوں کیلئے ڈرانیوالا وہ کہ جس کے

منزل ۴

حاصل یہ کہ جب تم ایک دوسرے کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے لگو تو اندر داخل ہو کر گھر والوں کو سلام دو یہ سلام ایک خدائی تحفہ ہے، اس سے اللہ کی طرف سے برکت نازل ہوتی ہے نیز گھر والوں کے دلوں میں خوشی کا جذبہ ابھر آتا ہے وصفہا بالبرکۃ لان فیہا الدعاء واستجلاب مودۃ المسلمو علیہ وصفہا ایضاً بالطیب لان سامعہا یستطیبہا (قرطبی ج ۱۲ ص ۳۱۹) کذا لک یبیین اللہ الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح دلائل توحید، احکام

موضع قرآن و حضرت کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلا دیں پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں۔ اب بھی یہی چاہیے۔ اپنے سرداروں سے سب کو کرنا۔

ایمان حال فتنہ
تخلیف اندوزی
۱۲
برائے دوستوں
۱۲
ذکر
۱۲
مرد دعویٰ سوت
۱۲
عوی
۱۲
پہنچ
۱۲
دوستی
۱۲
وہب

شریعت اور آداب معاشرت کفول کر اور واضح کر کے بیان کرتا ہے تاکہ ان کو سمجھو اور ان پر عمل کرو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر گھر میں کوئی آدمی نہ ہو تب بھی سلام دینا چاہیے کیونکہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک وہاں حاضر ہوتی ہے یہ محض باطل اور بے اصل ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ انسا المؤمنون الخ یہ دوسرے حصے میں مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل ہے ایمان والوں کی صفت یہ ہے کہ وہ مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کی پابندی کرتے ہیں۔ جب وہ کسی اہم کام اور ضروری مقصد کے لئے پیغمبر علیہ السلام کے پاس ہوتے ہیں تو آپ سے اجازت لئے بغیر وہاں سے نہیں جاتے اس لئے ایسے مواقع میں جو لوگ آپ سے اجازت نہ لے کر مجلس سے نکلے ہیں یہی لوگ صحیح معنوں میں مخلص مومن ہیں اس لئے جب کبھی وہ آپ سے اپنے کسی نجی کام کے لئے جانے کی اجازت طلب کریں تو جس کا عذر آپ معقول جانیں یا جسے مناسب سمجھیں اجازت فرمادیا کریں اور ان کے لئے استغفار بھی کریں کیونکہ نجی کام کے لئے اٹھ کر جانا اپنے اندر دنیا کو دین پر ترجیح دینے کا ثابہ رکھتا ہے تاکہ آپ کے استغفار کی برکت سے اس قصور کی تلافی ہو سکے۔ لا تجعلوا الخ یہ بھی ادب رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جب خدا کا پیغمبر تمہیں بلاتے تو فوراً حاضر ہو جایا کرو اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں تاخیر یا سستی نہ کیا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو جب آپ کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ تو جہاں آپ کم دیں وہاں بیٹھو اور جب اجازت دیں تب اٹھو۔ اس صورت میں دعاء مصدر کی طرف مضاف ہوگا۔ ای اذا احتاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الى اجتماعكم عنده لامر فداكم فلا تقربوا منه الا باذنہ ولا تفتسوا دعاءہ ای اکم علی دعاء بعضکم بعضا الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۲) یا دعاء اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یعنی پیغمبر علیہ السلام کو آواز دیتے وقت آپ کے ادب و تعظیم کا خیال رکھو۔ نہ آپ کا نام بیکر آواز دو نہ دُور سے اور بلند آواز سے پکارو۔ بعض لوگ آپ کو یا محمد کہہ کر آواز دیتے تھے اور بعض دیہاتی چلا کر پکارتے ان باتوں سے منع کیا گیا کیونکہ ادب پیغمبر کے خلاف ہیں۔ یرید یصیح من بعید یا ابا القاسم بل عظمیٰ کما فی الحجرات ان الذین یفوضون اصواتہم عند رسول اللہ الا حقہ وقال سعید بن جبیر و جہاد المعنی قولوا یا رسول اللہ فی رفق ولین ولا تقولوا یا محمد بتجھم (قرطبی ج ۳ ص ۳۲) قد یعلم الخ مخلصین کے مقابلے میں منافقین کا رویہ بیان کیا گیا ہے مخلص مومن تو اجازت کے بغیر حضور علیہ السلام کی مجلس سے نہیں اٹھتے لیکن منافقین موقع پا کر کسی دوسرے اجازت لے کر جانے والے کی آڑ میں چھپ کر کھسک جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے وہ یہ نہ سمجھیں ان کی خفیف حرکتیں اس سے چھپی ہوئی ہیں۔ لو اذا مصدر بمعنی اسم فاعل یتسللون کے فاعل سے حال ہے یعنی دوسروں کی آڑ میں چھپ کر نکلتے ہیں بان یتسترون بعضہم ببعض ختی یخن ج (روح ج ۸ ص ۲۲۶) فیلحد سوا الذین یخالفون الخ یہ ان منافقین کے لئے تحویف دنیوی و اخروی ہے جو دوسروں کی آڑ لے کر کھسک جاتے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہیں انہیں دنیا ہی میں اس کی سزا نہ مل جائے یا آخرت میں انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ (ان تصیبہم فتنۃ ای لئلا تصیبہم فتنۃ ای بلاء (عذاب الیم) ای وجیع فی الآخرة (غازن ج ۵ ص ۹۲) ۵۹۹ الا ان اللہ الخ آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی تھی یعنی سائے جہان کا مالک، متصرف فی الامور اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں اللہ صافی السموات والارض یعنی زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا مخلوق و مملوک اور اسی کے زیر تصرف ہے من الموجودات باسرها خلقا و ملکاً و تصرفاً ایجاد و اعدا ما بدأ و اعادۃ لا لاحد غیرہ مشرکۃ و استقلال (روح ج ۸ ص ۲۲۶) ۵۹۹ قد یعلم الخ وہ تمہارے تمام موجودہ حالات و کوائف کو بخوبی جانتا ہے تمہارا اخلاص و نفاق بھی اس سے معلوم ہے اس لئے قیامت کے دن جب تم سب اس کے پاس جمع ہو گے تو وہ تمہارے اعمال ظاہر و باطنہ کی پوری تفصیلات سے تمہیں آگاہ کرے گا کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور قیامت کے دن ہر ایک کو اس کے اخلاص و نفاق کے مطابق اس کے اعمال کی جزاء و سزا دیگا۔ یہ منافقین کے لئے تحویف و تہدید ہے قد یعلم ما نتم علیہ ای من مخالفتہ امر اللہ و امر رسولہ و فیہ تہدید و وعید و الظاہر انہ خطا للمنافقین (بحر ج ۶ ص ۴۷) و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سُورَةُ تُوْرٍ فِي آيَاتِ تَوْحِيدٍ رَّسْمِيَّةٍ خُصُوصِيَّةٍ

- ۱:- ان الذین جاءوا بالافک عصبۃ الخ (۲۷) نفی علم غیب از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۲:- اللہ نور السموات والارض الخ (۵۷) عالم الغیب اور کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے
- ۳:- الم تر ان اللہ یرجی سبحاباً تا ان اللہ علی کل شیء قدیر (۶۷) نفی شرک فی التصرف
- ۴:- وعد اللہ الذین امنوا تا لا یشکون بی شیء (۷۷) ہر قسم کے شرک سے بچنے والوں کیلئے بشارت دنیوی
- ۵:- حد زنا، حد زانی، لعان اور دیگر آداب معاشرت کا بیان۔
- ۶:- مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل۔
- ۷:- آداب و حقوق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آج بتاریخ ۳ ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۳ فروری ۲۰۱۷ء بروز پنجشنبہ بوقت ۸ بجے سورہ نور کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحم للہ اولاً و آخراً والصلوة والسلام علی رسولہ وآلہ دائماً ابداً۔ نتیجہ و بخاری

سُورَةُ الْفُرْقَانِ

ربط نامی ربط۔ سورہ نور میں فرمایا اللہ نور السموات والارض یعنی مسئلہ توحید سی زمین و آسمان کا نور ہے اسی سے سارے عالم میں اجالا اور اسی سے سارا جہان قائم ہے۔ اور سورہ فرقان میں فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

معنوی ربط۔ سورہ کہف سے لیکر یہ مضمون بیان کیا جا رہا ہے کہ لہ یَتَّخِذُوْا لِدٰىعٰی سَآءٍ جَہَانٍ کَآفًا قَآئِمًا سَآءٍ عَآلَمٍ کا تدبیر اور تمام امور میں متصرف و مفتاح اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں اور نہ اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے کر رکھا ہے لہذا وہی سب کا کار ساز اور حاجت رُو ہے، مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو پکارا اور صرف اسی کے نام کی نذریں منیتیں دو۔ اب سورہ فرقان سے سورہ سبائک بطور ثمرہ و نتیجہ بیان ہو گا کہ جب کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں تو برکات و منہدہ اور ہر خیر و برکت کا سرچشمہ بھی وہی ہے لہذا اسی کو برکات و منہدہ سمجھ کر پکارا اور اسی سے برکات طلب کرو۔

خلاصہ سورۃ کا دعویٰ یہ ہے کہ برکات و منہدہ اللہ تعالیٰ ہے۔ دنیا اور آخرت کی خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے اول ابتدائے سورت تَبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔ دوم تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِی السَّمَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔ سوم تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِی السَّمَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

دلائل عقلی پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علی عبدہ ا لہ فرمایا یعنی برکات و منہدہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السموات والارض ا لہ فرمایا یعنی برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جس کا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ وخلق کل شئ ا لہ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات و منہدہ ہے اس کے سوا کوئی اور برکات و منہدہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعویٰ پر عقلی دلیلوں کے بعد و اتَّخَذُوا مِنْ دُونِہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علی عبدہ ا لہ فرمایا یعنی برکات و منہدہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السموات والارض ا لہ فرمایا یعنی برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جس کا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ وخلق کل شئ ا لہ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات و منہدہ ہے اس کے سوا کوئی اور برکات و منہدہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعویٰ پر عقلی دلیلوں کے بعد و اتَّخَذُوا مِنْ دُونِہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علی عبدہ ا لہ فرمایا یعنی برکات و منہدہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السموات والارض ا لہ فرمایا یعنی برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جس کا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ وخلق کل شئ ا لہ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات و منہدہ ہے اس کے سوا کوئی اور برکات و منہدہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعویٰ پر عقلی دلیلوں کے بعد و اتَّخَذُوا مِنْ دُونِہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علی عبدہ ا لہ فرمایا یعنی برکات و منہدہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السموات والارض ا لہ فرمایا یعنی برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جس کا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ وخلق کل شئ ا لہ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات و منہدہ ہے اس کے سوا کوئی اور برکات و منہدہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعویٰ پر عقلی دلیلوں کے بعد و اتَّخَذُوا مِنْ دُونِہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علی عبدہ ا لہ فرمایا یعنی برکات و منہدہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السموات والارض ا لہ فرمایا یعنی برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جس کا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ وخلق کل شئ ا لہ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات و منہدہ ہے اس کے سوا کوئی اور برکات و منہدہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعویٰ پر عقلی دلیلوں کے بعد و اتَّخَذُوا مِنْ دُونِہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علی عبدہ ا لہ فرمایا یعنی برکات و منہدہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السموات والارض ا لہ فرمایا یعنی برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جس کا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ وخلق کل شئ ا لہ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات و منہدہ ہے اس کے سوا کوئی اور برکات و منہدہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعویٰ پر عقلی دلیلوں کے بعد و اتَّخَذُوا مِنْ دُونِہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هُوَ نُوْرٌ تَوْحِيْدٌ حَقٌّ وَّ بَاطِلٌ كَے درمیان فرقان ہے اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

الذین کفرو والوالا نزل علیہ الخ یہ ساتواں شکوی ہے۔ یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوتا ہے سارا ایک بار کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم تھوڑا تھوڑا کر کے خود بناتے ہو کذا الذل لنتبت بہ فوائد الخ یہ شکوی مذکورہ کا جواب ہے۔ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کا مقصد آپ کے دل کی تثبیت ہے ولایا قونک بمثل الخ ساتوں شکوؤں کا جواب ہے کہ فرمایا ان کے علاوہ ان کی طرف سے جو بھی شبہہ وارد کیا جائیگا اس کا نہایت شافی اور احسن جواب دیا جائے گا۔ الذین یحشرون علی وجہہم الخ یہ تحریف اخروی ہے۔

دلائل نقلیہ ان قوموں کے پاس اللہ کے پیغمبر بھی دعویٰ تبارک لیکر آئے لیکن انہوں نے نہ مانا اس لئے ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ ولقد

نوح لما کذبوا الخ دوسری نقلی دلیل مع تحریف دنیوی۔ وعداد و ثمود۔ تا۔ وکلا قیفات تبیرا دلیل نقلی سوم تا ششم مع تحریف دنیوی۔ ولقد اتوا علی القریۃ الخ ساتویں نقلی دلیل واذہا وک۔ تا۔ بل ہم اصل سبیل زجر میں۔ الم ترائی سہایت کیف مد الفل الخ (۵۷) یہ دعویٰ سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ سائے کا بڑھنا گھٹنا جو سورج کی رفتار پر منحصر ہے اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ وهو الذی جعل لکم البیل الخ ساتویں عقلی دلیل۔ یہ دن رات کی آمد و رفت بھی اللہ کے قبضے میں ہے۔ وهو الذی ارسل الریاح بشرا الخ۔ یہ آسمانی عقیل دلیل۔ یہ رحمت و برکت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بارش جس سے بنجر زمینیں زرخیز ہو جاتی ہیں اور جس سے تمام انسانوں اور حیوانوں کو پینے کا پانی میسر آتا ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے تو معلوم ہوا کہ ہر خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے، اور وہی برکات دہندہ ہے۔ اور اس کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں ولقد صرفنہ بینہم لیلہ الخ یہ ان معاندین پر زجر ہے جو اس قدر واضح دلائل کے باوجود نہیں مانتے اور اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھ کر ان سے مانگتے ہیں۔ وهو الذی مر ج البحرین الخ نویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو مختلف الذائقہ دریا بلا حائل اکٹھے ملتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپس میں مل نہیں سکتے۔ وهو الذی خلق من الماء الخ دسویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کا کمال ہے کہ اس نے قطرہ آب سے اشرف المخلوقات بشر کو پیدا فرمایا اور پھر انسانوں کو باہمی رشتوں میں منسلک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں دے جیسا کہ وہ دے اور اللہ الخ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے بطور زجر۔ دلائل مذکور سے ثابت ہو گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں مگر اس کے باوجود مشرکین اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ان کے نفع کے مختار ہیں نہ نقصان کے۔ وعاشر سنک الامبترا و نذیرا یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ ہم جو معجزہ مانگیں دکھا دو تو ہم مان لیں گے فرمایا معجزہ دکھانا آپ کے اختیار میں نہیں آپ کو تو نذیر و بشیر بنا کر بھیجا گیا۔ و توکل علی الخی الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تسلیم ہے۔ یعنی اگر اس قدر واضح دلائل کے باوجود بھی مشرکین نہیں مانتے اور آپکو تکلیفیں دیتے ہیں تو آپ اللہ پر بھروسہ کریں جو زندہ جاوید ہے۔ الذی خلق السموات والارض الخ یہ دعویٰ سورت پر گیارہویں عقلی دلیل ہے سائے جہان کا خالق بھی وہی ہے اور سائے جہاں میں متصرف و مختار بھی وہی ہے اس نے مدبر عالم کا کوئی کام کسی کے حوالے نہیں کر رکھا لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ واذ قیل لہم اسجدوا الخ یہ شکوی ہے۔ جب مشرکین سے صرف خدا نے واحد کو سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ تبرک الذی جعل فی السماء الخ (۶۷) یہ دعویٰ سورت کا دوسری بار اعادہ ہے اور دعویٰ پر بارہویں عقلی دلیل ہے جس طرح دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اسی طرح آخرت کی برکات بھی اسی کے قبضے میں ہیں۔ چنانچہ اللہ کے جن نیک بندوں کا آگے ذکر آ رہا ہے آخرت میں ان کو جو برکات نصیب ہوں گی وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ان کو ملیں گی۔ وهو الذی جعل البیل والنہار الخ یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ وعباد الرحمن الذین یمشون۔ تا۔ واجعلنا للمتقین اماما میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفیں بیان کی گئی ہیں۔ اولئک یمحزون العزفہ۔ تا۔ حسنت مستقر مقام میں مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو آخرت میں ملنے والی برکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ قل ما یعبدوکم سوا الخ۔ تحریف دنیوی۔ الحاصل برکات دہندہ وہی ذات با برکات ہے جس نے فرقان نازل فرمایا، جو ساری کائنات کا مالک، ہر چیز کا خالق، نفع نقصان اور موت و حیات کا مختار، عالم الغیب اور تمام نظام کائنات جس کے اختیار و تصرف میں ہے ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین محض ضد و عناد کی وجہ سے قرآن کو خود ساختہ اور پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ اس قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو عالم الغیب ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ کھانا پیتا ہے۔ اس کی تائید کے لئے کوئی فرشتہ اس کے ساتھ آنا چاہیے تھا نیز اس کے پاس دولت کے خزانے ہوتے۔ فرمایا پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی کھاتے پیتے تھے اور بشر تھے۔ فرشتوں کا آنا ان کے لئے خوشی کا باعث نہ ہوگا اور اگر اللہ چاہتا تو پیغمبر علیہ السلام کو دنیا میں بے حساب دولت دے دیتا لیکن اسی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے بجائے آخرت میں کچھ بڑے حد و حساب نعم و اکرام سے نوازے۔ مشرکین کا یہ بھی اعتراض ہے کہ سارا قرآن ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوا۔ فرمایا تھوڑا تھوڑا نازل کر نیسے آپکی تثبیت خاطر ملحوظ ہے۔ مشرکین کے یہ تمام شبہات باطل ہیں جیسا کہ مذکورہ جوابات سے واضح ہو گیا ان کے علاوہ بھی اگر وہ کوئی اعتراض کریں گے تو اسکا بھی نہایت شافی جواب دیا جائیگا ان تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ دنیا و آخرت میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ایسے واضح دلائل عقلیہ اور شکوکہ شبہات کے ایسے شافی جوابوں کے بعد بھی اگر وہ نہ مانیں تو انھیں قوم فرعون، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب اور دیگر اہم سابقہ کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے جنہیں ان کے انکار و جھوٹ کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا۔

مختصر خلاصہ دعویٰ سورت کا تین بار ذکر، دعویٰ سورت پر تیرہ عقلی اور سات نقلی دلیلوں کا ذکر۔ دعویٰ مذکورہ کے بارے میں سات شکوؤں اور شبہوں کے جوابات زجر و تحریف، تسلیہ، نیک بندوں کے اوصاف۔

لے تبارک الخ یہ دعویٰ سورت ہے۔ یعنی ہر شے برکت اور ہر منفعت اللہ ہی کی جانب سے ہے وہی برکات دہندہ ہے۔ اس کے سوا خیر و برکت کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں جاتا۔ ہر برکت و خیر (خازن ج ۵ ص ۹۵) عن ابن عباس معناه جاء بكل برکت دليله قول الحسن عی البرکت من قبلہ (معالم بحاشیہ خازن) برکات دہندہ چونکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے یہ لفظ (تبارک) غیر اللہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔ وھذا الفعل لا یستعمل الا غلب الی غیرہ تعالیٰ (روح ج ۱۸ ص ۲۸) اسی کلمہ تعظیم لہ لا تستعمل الا لله وحده (مدارک ج ۳ ص ۱۲) الخ یہ دعویٰ سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ موصول مع صلیہ ما قبل کے لئے موضح علت میں ہیں۔ الفرقان کے

الفرقان ۲۵

۷۹۶

قدا فلم ۱۸

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ

سلطنت کے آسمان اور زمین میں اور نہیں بچہ اس نے بیٹا اور نہیں کوئی

يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رُءَا

اس کا ساتھی راج میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اس کو

تَقْدِيرًا ۱) وَاتَّخَذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ

ما بک اور لوگوں نے بچہ لکھے ہیں اس سے دوسرے کتنے مالک جو نہیں بناتے

شَيْئًا وَهُمْ يَخْلُقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا

کوچیز شے اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنے حق میں برے کے

وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَوةً وَلَا نَشُورًا ۲)

اور نہ بچنے کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّا هَذَا آلِهَةٌ مُّزْتَرَةٌ

اور کہنے لگے یہ جو منکر ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر طوفان بانہ دلا یا ہے

وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلُمًا

اور ساتھ دیا ہے ان کو اور لوگوں نے سو آگئے بے انصافی

وَزُورًا ۳) وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ

اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی جن کو اس نے لکھ رکھا ہے سودی

تُسَلَّى عَلَيْهِ بُكْرَةٌ وَأَصِيلًا ۵) قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي

لکھوائی جاتی ہیں اس کے پاس صبح اور شام و تو کہہ عہ اس کو اتارے اس نے جو

يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ

جانتا ہے چھپے ہوئے عہ آسمانوں میں اور زمین میں بیشک وہ

غَفُورًا رَحِيمًا ۶) وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ لَطْعَامًا

بخشنے والا مہربان نہ کہ اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا

منزل ۴

مراد قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن حق و باطل، توحید و شرک اور
حلال و حرام کو واضح کرتا اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتا ہے
سماء ھمنا الفرقان لانہ یفرق بین الحق والباطل
والھدی والضلال والخی والرشاد والحلال والحرام
(ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰) لیکن الغلبین نذیرا۔ اللہ نے
اپنے بندے پر یہ فرقان نازل کیا تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے کہ
اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا اور مجرموں کو سزا دے گا
جب حساب لینا اور سزا دینا اسی کا کام ہے تو بلاشبہ
برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں لے الذی لہ
الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی سلطنت اور
سارے جہان کا نظام کار اسی کے ہاتھ میں ہے۔ زمین و
آسمان کی بادشاہی میں کوئی اس کا نائب اور شریک نہیں
لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ وخلق
کل شئی الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور اسی ہی نے ہر
چیز کو اس کے صحیح معیار کے مطابق پیدا فرمایا۔ جب ہر چیز
کا خالق و مالک وہی ہے اور تخت بادشاہی پر بھی وہی
کن ہے تو بتاؤ برکات دینے والا کوئی اور ہو گا ہرگز
نہیں لہذا وہی برکات دہندہ ہے۔ لہذا یہ قول
کی تعبیر بتا رہی ہے کہ یہاں نسی ولایت کی نفی مقصود نہیں
بلکہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے خیال باطل کی نفی مقصود
ہے جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے لئے بمنزلہ اولاد
سمجھتے تھے یعنی کسی کو اس نے اولاد کی طرح نائب اور
کار مختار نہیں بنا رکھا۔ اسی المعنی نزل احدا منزلة
الولد (روح ج ۱۸ ص ۲۳) ولس یتخذ ولدا الظاہر
نفی الاتخاذ ای لم یمنزل احدا منزلة الولد
(بحر ج ۶ ص ۴۸) ولم یتخذ ولدا فیین سبحانہ
انہ هو المعبود ابلا ولا یصح ان یکون غیرہ معبود
او وارثا للملک عنہ (کبیر ج ۶ ص ۳۵) فقدرة

تقدیرا ہر چیز کو ٹھیک انداز کیساتھ وہی رکھا
ہے تو کیا برکت ڈالنے والا کوئی اور ہو گا ہ
داتخذوا من دونہ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے۔ یہ مشرکین کیسے ضدی ہیں
کہ ایسے واضح عقلی دلائل کی موجودگی میں بھی اپنے ایسے عاجز معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا کرنا تو درکنار وہ خود مخلوق ہیں اور دوسروں کو نفع نقصان
پہنچانا تو ایک طرف وہ خود اپنے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ نہ موت و حیات ان کے قبضے میں ہے نہ دوبارہ زندہ کرنا ان کے اختیار میں۔ حالانکہ اللہ اور برکات دہندہ

موضع قرآن بحث اور مہر ہی سے یہ آتا۔
اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح و شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرنے کو اس کو کافروں کہنے لگے وک یعنی اپنی

الفرقان ۲۵

292

قد افلحوا

اور پھر تا ہے بازاروں میں کیوں نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا

اس کے ساتھ ڈرانے کو یا پڑتا اس کے پاس وہ خزانہ یا ہو جاتا اس کیلئے ایک بات

تکھایا کرتا اس میں اور کہنے لگے بے انصاف تم پیسہ دے کر تے ہو اس ایک مرد

یاد دماغ کی دیکھ گئی ہے مجھ پر مشابہت سو بہک گئے

اب یا نہیں سکے راستہ بری برکت ہے اسکی جو چاہے نوٹ

کمرے میرے واسطے اس سے بہتر باغ کو دیتے بھی ہیں ان کے

اور یہ کہ یہ سب کچھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ثُمَّ قَالَ أَكْثَرُ أَتَمَّ الْقَوْلَ إِذْ أَخْبَرَهُمْ خُتَابُ الْخَلْدِ

ایک مرے کو اور پکارو بہت سے مرے ف لوہ لے بھلا چھو بہرے یا یاں کیسے

منزل ۴

رہتا یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس پر وہ باعزت طور سے گذر بسر کرتا وقال الظلمون الخ یہ مذکورہ تینوں شکوکوں سے متعلق ہے یعنی یہ معاندین اور، بے انصاف لوگ محض ازراہ عناد و مکارہ کہتے ہیں کہ تم جس شخص کو یہ غیر مان کر اس کی پیروی کر رہے ہو وہ تو آسیب زدہ ہے اور (عیاذ باللہ) اس کی عقل ٹھکانے نہیں۔ انظر کیف ضربوا الخ یہ مشرکین پر زہر ہے۔ یہ ظالم محض عناد سے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں وہ خدا اور ربّ کی وجہ سے راہ راست سے بہت دور ہو چکے ہیں اور ان کے دلوں پر مہر جبار ربّ لگ چکی ہے اس لئے اب انھیں ہدایت نصیب نہیں ہوگی۔ آگے مذکورہ بالا تینوں

موضع قرآن کا یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے۔

شکوہوں کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں بطور لغت و نشر غیر مرتب بلکہ تبارک الذی الخ یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے اور لغت و نشر غیر مرتب کے طور پر چھپے شکوے کا جواب ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کو دولت کے خزانے اور باغات نہیں دیئے تو اس میں بھی اسکی حکمت پوشیدہ ہے وہ دنیا کے عوض آخرت میں آپ کو نہایت عمدہ باغات اور عالیشان محلات عطا کرے گا۔ ان شاء جعل میں ان شک کے لئے نہیں بلکہ معنی اذ ہے اور ماضی معنی مستقبل ہے یعنی اللہ تعالیٰ مختار ہے جب چاہے گا آخرت میں ابیا کریگا۔ بل کذبوا بالساعة الخ یہ ماقبل سے ترقی ہے اس میں مشرکین کے شکوے کی وجہ بتائی گئی ہے یعنی وہ چونکہ آخر

الفرقان ۲۵

۷۹۸

قد افلح ۱۸

الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَاصِيًّا ۝۱۵ لَهُمْ فِيهَا

جسکا وعدہ ہو چکا پر سیرگاہوں وہ ہوگا ان کا بدلہ اور پھر جائی جگہ ان کو سب سے دہاں

مَا يَشَاءُونَ خَلِيدِينَ ۝۱۶ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا ۝۱۷ وَيَوْمَ

ہے جو وہ چاہیں رہا کریں ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا ملتا ہے اور جس دن

يُحْشَرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ ۝۱۸ أَنْتُمْ أَضَلُّتُمْ

جمع کر بلائے ہو گئے اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے پھر اسے کہیا کیا تم نے بہر کیا

عِبَادِي هَؤُلَاءِ مَا هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝۱۹ قَالُوا اسْبِغْكَ مَا كَانَ

میرے لئے ان بندوں کو یا وہ آپ ہی کے راہ سے بولیں گے تو پاک ہے ہم سے

يَبْغِي لَنَا أَنْ نَخْذَمَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَتَّعْتَهُمْ

بن نہ آتا تھا کہ پھر دلیں کسی کو تیرے بغیر رفیق لیکن تو انکو فائدہ پہنچا رہا

وَأَبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسْأَلَ الذِّكْرَ ۝۲۰ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝۲۱ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ

اور انکے باپوں کو یہاں تک بھلا بیٹھے تیری یاد اور یہ تھے لوگ سب سے بد و بھلا

بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۝۲۲ وَمَنْ يَظْلِمِ

تمہاری بات میں ہے اب نہ تم ٹوٹا سکتے ہو نہ اور نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم میں سے

مِنْكُمْ نَذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ۝۲۳ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ

ہے اسکو ہم مرنے چکھائیں گے بڑا عذاب اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے

الرُّسُلَيْنِ إِلَّا أَنَّهُمْ لِيَأْكُلُوا الطَّعَامَ ۝۲۴

رسول سب کھاتے تھے کھانا اور

يَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۝۲۵ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ

پھرتے تھے بازاروں میں اور ہم نے رکھا ہے تم میں ایک دوسرے کے

فِتْنَةً ۝۲۶ أَتَصْبِرُونَ ۝۲۷ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝۲۸

جانچنے کو دیکھیں ثابت ہوئے تھے اور تیرا رب سب کچھ دیکھتا ہے

منزل ۴

کے منکر میں اس لئے کہتے ہیں کہ پیغمبر کو دنیا میں دولت

اور باغات کیوں نہیں دیئے گئے یا مطلب ہے کہ وہ نہ

صرف غیر اللہ کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں بلکہ وہ تو قیامت

کا بھی انکار کرتے ہیں۔ واعتدنا لمن كذب سے

وادعوا ثبورا کثیرا تک منکرین کے لئے تحریف

اخروی ہے اللہ اذ اس انہما الخ یہ آتش جہنم

کی شدت کا بیان ہے سأت کی ضمیر جہنم کی طرف

راجع ہے۔ قیامت کے دن جب جہنم کی آگ دور سے

دور خیوں کے سامنے ہوگی اور وہ اسے دیکھیں گے تو اس

کا غیظ و غضب اس قدر جوش میں آجائیگا کہ وہ دور

ہی سے اس کی غضبناک آوازیں اور خوفناک بھونکا رہیں

شکر و مدحت زدہ ہو جائیں گے زخیر سے آتش جہنم کی

وہ خوفناک آواز مراد ہے جو اس کے شدید جوش اور

غلیان سے پیدا ہوگی۔ سمعوا صوت طیبھا واستعالمھا

(بحر ج ۲ ص ۳۸) واذا القوا منهم الخ مکنا مفعول

فیہ ہا اور منہما اس سے حال مقدم ہے۔ اسی فی مکان

فہو منصوب علی الظرفیۃ و (منہما) حال منہ (روح

ج ۱ ص ۲۴) مقربین، القوا کے نائب فاعل سے حال ہے

ثبورا ملاکت اور موت۔ جب مجرموں کو زنجیروں میں جکڑ

کر جہنم کی نہایت تنگ کوٹھڑیوں میں ڈال دیا جائے گا تو

وہ مضطربانہ موت کو پکاریں گے تاکہ ان کی زندگیاں کا

خاتمہ ہو جائے اور وہ عذاب سے بچ جائیں۔ لا تدعوا

الیوم ثبورا واحدا الخ ان کے جواب میں فرشتے کہیں گے

یعنی ایک بار میں تو چھوٹ جائیں، دن میں ہزار بار

مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے (موضع القرآن) اللہ قتل

اذلک خیر۔ تا۔ وعلامہ سؤلای بشارت اخروی ہے

اور استفہام تنبیہ کے لئے ہے۔ کیا یہ دردناک عذاب

اچھا ہے یا وہ جنت جس کا شرک اور اللہ کی نافرمانیوں سے

بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے جو انہیں بطور جزاء ملے گا

اور جس میں ان کا آخر کار ٹھکانا ہوگا؟ ہر ذی عقل فیصلہ کر سکتا ہے کہ جنت ہی بہتر ہے۔ اس لئے ہر دانشمند کو وہی راستہ اختیار کرنا چاہیے جو جنت کی طرف لے جائے

لہم فیہا الخ جنت کے مزید عیش و آرام کا بیان ہے اس میں اہل جنت کو ہر چیز ملے گی اور ان کی ہر خواہش پوری ہوگی خالدین مذکورہ بالا ضمائر میں سے کسی ایک حال ہے

موضع قرآن یا یعنی مومنوں کا جنت میں داخل ہونا اور وہاں ہمیشہ رہنا پڑے پروردگار کے ذمے ہے اور وعدہ مانگا گیا یعنی لائق ہے کہ مومنین اللہ سے اسی کی درخواست

کریں یا فرشتے مومنوں کے واسطے اس کی درخواست کریں اور پورا کرنا اللہ کے دینے پر تمغیر حسینی میں ہے ف یعنی عذاب پھیر دینا یا بات پلٹ ڈالنی ف

پیغمبر ہیں کافروں کا ایمان جانچنے کو اور کافروں میں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور بولے کہ وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیونکر نہ اترے ہم پر

الْبَلَكَةُ أَوْنَرَى رَبَّنَا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ

فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں

وَعَتَوْا عُتْوًا كَبِيرًا ۚ يَوْمَ يَرَوْنَ الْبَلَكَةَ لَا

اور سرچڑھ رہیں بڑی شرارت میں جس دن ہم دیکھیں گے فرشتوں کو کچھ

بَشَرِي يَوْمَ يَمِيزُ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حُبْرًا

خوشجی نہیں اس دن گنہگاروں کو اور کہیں گے کہیں روک دی جائے

مُخْجُورًا ۚ وَقَدْ مَنَّآ إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ

کوئی اثر اور ہم پہنچے ہم ان کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے

فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ

پھر کر ڈالا اسکو خاک اڑائی ہوئی بہشت کے لوگوں کے لئے اس دن

خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ۚ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ

خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے جگہ دوپہر کے آرام کی اور جدن پھٹ جائے

السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْبَلَكَةُ تَنْزِيلًا ۚ

آسمان بادل سے اور اترے جائیں فرشتے تار لگا کر دیا

السُّلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ وَكَانَ

بادشاہی اس دن سچی ہے رحمن کی اور ہے

يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ۚ وَيَوْمَ

وہ دن منکروں پر مشکل اور جس دن

يَعْضُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلِيْتَنِي أَنْتَ يَا رَسُولَ

کاش کاش کیا لگا کر لے اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

ترجیح اس کو ہے کہ یثاؤن کی ضمیر سے حال ہو (مدارک) وعدہ مسئلہ اللہ تعالیٰ مالک حقیقی اور غنی و حمید ہے اس لئے اس پر کسی چیز کی مسئولیت عائد نہیں ہوتی
لہذا مسئولیت یہاں عدے کی عظمت سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ وعدہ اس لائق ہے کہ لوگ اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اسکا سوال کریں۔ مسئولیت نہ کہ اتنا
عن کونہ امر عظیم و یجوز ان یراد کون الموعود مسئلہ حقیقتہ بمعنی یسألہ الناس فی دعاؤہم بقولہم ربنا انتینا ما وعدتنا علی سہلک الخ (روح ج ۲ ص ۲۷۲)

۳۷۲ و یوم یحشرہم الخ یہ تحوّل اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا ذکر ہے۔ و یعبدون من دون اللہ سے یہاں انبیاء علیہم السلام، فرشتے اور اللہ کے نیک بندے مراد
ہیں جنکی دنیا میں پرستش کی گئی اور جنہیں برکات دہندہ
سمجھ کر پکارا گیا۔ یوم المعبودین من الملائکۃ و المرسلین
و عزیر (مدارک ج ۳ ص ۱۲) قال الجہور من عبید من

یعقل ممن لویا من بعدا تہ کالملائکۃ و عیسٰی و
عزیر و ہوا لظہر (بحر ج ۲ ص ۳۸۵) قیامت کے دن
اللہ تعالیٰ ان معبودین سے پوچھے گا کیا میرے ان بندوں
کو جو دنیا میں تمہیں کار ساز اور برکات دہندہ سمجھتے تھے
تم نے گمراہ کیا تھا اور اپنی الوہیت کی ان کو تعلیم دی تھی

یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے تھے؟ قالوا سبحانک الخ اللہ کے
وہ نیک بندے بعد عجز و نیاز عرض کریں گے ہاں الہا!
تو پاک ہے اور تیری شان اس سے برتر ہے کہ تیرا کوئی شریک
ہو۔ ہمارے لئے تو یہ بھی جائز نہ تھا کہ ہم تیرے سوا خود اپنے
لئے بھی کسی اور کو کار ساز اور برکات دہندہ تجویز کرتے

تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ہم دوسروں کو اپنی کار سازی
اور الوہیت کی تلقین کرتے۔ ما کان لنا ان نأمرہم
بعبادتنا و نحن نعبدک و نحن عبیدک (معالم و

غازن ج ۵ ص ۹) ۱۷۷ و لکن متعہم الخ اے ہمارے
پروردگار ان گمراہ لوگوں کو تو نے دنیوی منافع عطا کئے۔ یہ
ظالم پکارتے تو ہے ہم کو لیکن بطور آزمائش ان کی حاجت
روائی تو کرتا رہا اور دنیوی منافع بھی تو ہی ان کو عطا فرماتا

رہا یہاں تک کہ وہ تیری الوہیت سے غافل ہو گئے اور
تیرے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھنے لگے و کانوا
قوما بولوا اس طرح شقاوت اور بد بختی ان پر غالب آ
گئی اور وہ گمراہ ہو کر ملامت ہو گئے۔ الہی انت الذی

اعطیتہ جمیع مطالبہ من الدنیا حتی صابر کالغریق
فی بحر الشہوات و استغراق فیہا صا صا الہ عن
التوجہ الی طاعتک و الاشتغال بخدمتک (کبیر ج ۲

ص ۴۵۹) ۱۷۸ فقد کذبوکم الخ اس سے پہلے فیقال لہم
مقدر ہے یعنی نیک بندوں کے جواب کے بعد مشرکین سے
کہا جائے گا کہ دیکھ لو جن کو تم برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے انہوں نے بھی تمہیں جھٹلادیا ہے تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ تمہارے کار ساز اور برکات دہندہ ہیں مگر انہوں

نے اپنی الوہیت کا صاف انکار کر دیا ہے اور یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ انہیں تمہاری پکار کی خبر تک نہ پہنچی۔ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے فکفی باللہ
مشہد ابیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغفین (سورہ یونس ع ۳۷) فمات استطیعون الخ جن کو تم برکات دہندہ سمجھتے تھے آج وہ تم سے عذاب کو نہیں ہٹا سکیں
اور نہ کسی اور طریقے سے تمہاری کچھ مدد کر سکیں گے۔ و یظلم منکم الخ خطاب عام ہے تمام مکلفین کو یعنی تم میں سے جو بھی ان مشرکین کی طرح کفر و شرک کرے گا اسے ہم

بہت سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ومن یظلم ای یکفر منکم ایہا المكلفون ویعبد من دون اللہ تعالیٰ الہا اخر کھڑواہ الکفرۃ الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۳۵) دمار سئلنا الخ یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے۔ یعنی رسل سابقین علیہم السلام، جن کو تم بھی رسول مانتے ہو، لوازم بشریہ ان کے ساتھ بھی لگے ہوئے تھے وہ کھانا بھی کھاتے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کے چکر بھی کاٹتے تھے اس لئے اگر تمہاری بات مان لی جاتے تو پھر رسل سابقین علیہم السلام کی رسالت کی بھی نفی موجدی حاصل یہ ہے کہ ہماری سنت مستمرہ ہی یہی ہے کہ انسانوں کے پاس انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جائے اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر اور انسان ہونا کوئی نئی اور اچنبھے کی بات نہیں کہ اسکی وجہ سے آپ کی رسالت ہی کا انکار کر دیا جائے وجعلنا بعضکم الخ یہ جواب کا تتمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے یعنی کسی کو غنی اور کسی کو فقیر کرنے سے امتحان و ابتلاء مقصود ہے التصبر و ان کیلایم اس ابتلاء پر صبر کرو گے؟ استفہام سے مقصود امر ہے یعنی صبر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے وہ صابر اور غیر صابر کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ فتنۃ ای محنت و ابتلاء و هذا تصبر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عا علیہ وہ بد من الفقر و مشیمہ فی الاسواق یعنی انہ جعل الاعنیاء فتنۃ للفقراء فیغنی من یشاء ویفقر من یشاء (مدارک ج ۳ ص ۱۲) کہ د قال الذین الخ یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے برائے بیان زیادت یعنی اونوی سربنا مشرکین جو منکرین بعث بھی ہیں کہتے ہیں ہمارے پاس فرشتے بھیجے جائیں جو پیغمبر علیہ السلام کے دعوے کی تصدیق و تائید کریں۔ یا ہم خود اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور وہ خود پیغمبر علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرے اور ہمیں ایمان لانے کا بالمشافہ حکم صادر فرمائے۔ لولا انزل علینا الملائکۃ فتخبرونا انک رسول حق او نری سربنا فیخبرونا بذلک (بحر ج ۶ ص ۹۴) لقد شککوا فی انفسہم الخ یہ زجر ہے۔ یہ ان معاندین کے عناد و استکبار اور ان کی بغاوت و سرکشی کی انتہا ہے اسے یوم یرون الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے یہ مطالبہ محض ان کی ضد اور سرکشی ہے ورنہ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھ لیں گے اس دن انھیں کوئی خوشی حاصل نہیں ہوگی۔ اس دن فرشتے کہیں گے آج مجرموں کو ہر خوشی اور مسرت سے کوسوں دور رکھا جائے گا حجرا مفعول مطلق ہے اور اسکا فعل متروک ہے اور محجورا اس کی تاکید ہے وھو من المصادر المنصوبۃ بافعال متروک اظہار ہا و محجورا لتاکید معنی الحجر کما قالوا موت مائت (مدارک ج ۱۲ ص ۱۲۵) قد مننا الخ یہ تحویف اخروی ہے۔ قد مننا ارادہ کریں گے اور متوجہ ہوں گے قد مننا ای عمدنا (منہر ج ۷ ص ۱۳) ہبائ غبار یہ باطل کرنے اور ثواب نہ دینے سے کنایہ ہے ای باطلا لا ثواب لہ (معالم و غارن ج ۵ ص ۹۵) مشرکین و کفار دنیا میں جو نیک کام کرتے ہیں مثلاً صدقہ و خیرات اور صلہ و عیزہ ان کا بدلہ ان کو کسی نہ کسی صورت میں دنیا ہی میں دے دیا جائیگا اور آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا کیونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان خالص شرط ہے

وقال الذین ۱۹ ۸۰۰ الفرقان ۲۵

سَبِيلًا ۲۰ يُوَيْلَتِي لِيَتَنَّى لَمْ أَخَذُ فَلَا نَخْلِيلًا ۲۱

اے خرابی میری کاش کہ نہ پکڑا ہوتا میں نے فلا نے کو دوست

لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۲۲ وَقَالَ الرَّسُولُ

شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا اور کہا رسول نے کہ

يَرْبِّ إِنَّا قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۲۳ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۲۴

اے میرے رب میری قوم نے ٹھکرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک

وَكَيْفَ بَرِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ۲۵ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً

اور اسی طرح کہ رکھے ہیں مجھے ہر نبی کے لئے دشمن گنہگاروں میں سے

وَاحِدَةً ۲۶ كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۲۷ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ

اور کافی ہے تیرا رہ راہ دکھانے کو اور مدد کرنی کو اور کہنے لگے کہ

وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۲۸ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۲۹

وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ آتا اس پر شران سارا

وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۲۸ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۲۹

ایک جگہ ہو کر اسی طرح آتا تاکہ ثابت رکھیں ہم اس تیرا دل اور پرہ نہایا ہے

وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۲۸ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۲۹

مظہر کر و اور کہ نہیں ہے سے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے جھٹک جھٹک بات

وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۲۸ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۲۹

اور اس سے بہتر کھول کر جو لوگ کہ گھر کر لائے جائیں گے اور پڑے ہوئے اپنے

وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ۲۸ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۲۹

دوزخ کی طر انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بگے ہوئے ہیں راہ سے

منزل ۴

اور محجورا اس کی تاکید ہے وھو من المصادر المنصوبۃ بافعال متروک اظہار ہا و محجورا لتاکید معنی الحجر کما قالوا موت مائت (مدارک ج ۱۲ ص ۱۲۵) قد مننا الخ یہ تحویف اخروی ہے۔ قد مننا ارادہ کریں گے اور متوجہ ہوں گے قد مننا ای عمدنا (منہر ج ۷ ص ۱۳) ہبائ غبار یہ باطل کرنے اور ثواب نہ دینے سے کنایہ ہے ای باطلا لا ثواب لہ (معالم و غارن ج ۵ ص ۹۵) مشرکین و کفار دنیا میں جو نیک کام کرتے ہیں مثلاً صدقہ و خیرات اور صلہ و عیزہ ان کا بدلہ ان کو کسی نہ کسی صورت میں دنیا ہی میں دے دیا جائیگا اور آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا کیونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان خالص شرط ہے

موضع قرآن ہے۔ یعنی کافر بہکایا کریں جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لا دے گا ف یعنی ہر بات کے وقت اس کا جواب آتا ہے تو پیغمبر کا دل ثابت ہے۔

جس سے مشرکین و کفار محروم ہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال خیر باطل میں ہباء منشور ای باطلا لا ثواب لدفعوات مشراط الثواب علیہ عن الایمان و الاخلاص للہ تعالیٰ (منہج) مثلاً اصحاب الجنۃ الخ یہ مومنوں کے لئے ثبات اخروی ہے مستقر رہنے سہنے کی جگہ مقبلاً استراحت کی جگہ۔ قیامت کے دن ایمان والوں کو سامنے سہنے اور استراحت کیلئے جنت میں جو مقام عطا ہوگا وہ کافروں کے ٹھکانے سے بدرجہا بہتر ہوگا۔ دیوم تشق السماء الخ یہ تحویل اخروی ہے الغمام سفید بادل مراد فرشتے ہیں۔ فرشتے اس کثرت سے نازل ہوں گے کہ ان کی مجموعی ہیئت سفید بادلوں کی طرح نظر آئے گی اس طرح دنزل الملائکۃ تنزیلاً ما قبل کا بیان ہے اور واؤ تفسیر یہ ہے یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹ پڑے گا اور اس طرح فرشتوں کے بادلوں کے بادل نازل ہوں گے۔ الملائکۃ یومئذ الحق الخ بادشاہ تو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن یہاں مجازی بادشاہ بھی موجود ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ اس دن سب پر ظاہر ہو جائیگا کہ بیشک آج بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے آج دنیا کے بادشاہ بھی اس شہنشاہ حقیقی کے سامنے سرافکندہ کھڑے ہیں۔ وکان یوماً الخ کان کا اسم اس میں ضمیر مستتر ہے جو یوم مذکور کی طرف راجع ہے۔ اور علی الکفرین، عسید کے متعلق ہے الخ دیوم بعض الخ قیامت کے دن مشرکین و کفار حسرت و ندامت سے انگلیاں کاٹیں گے اور کہیں گے کاش! ہم نے پیغمبروں پر ایمان لا کر اللہ کی توحید اور اس کے برکات و ہندہ ہونے کو مان لیا ہوتا۔ یویدلشی لیتنی الخ کاش میں فلاں فلاں داعیان شرک اور اور صنادید کفر سے دوستی نہ گانتھتا اور ان کی پیروی نہ کرتا لقد اصلنی الخ ان ظالموں نے تو مجھے راہ توحید اور دعوی تبارک سے ہٹا دیا۔ خذوا خوار کرنے والا۔ شیطان جب انسان کو گمراہ کرتا ہے تو اسے بڑے خوبصورت سبز باغ دکھاتا ہے لوگوں کے دلوں میں توحید کے بارے میں عجیب شکوک پیدا کر کے ان کو شرک میں مبتلا کرتا ہے۔ مثلاً لوگوں کے دلوں میں یہ دوسوے ڈالتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے قیامت کے دن تمہارے کام آئیں گے، اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔ وہ دنیا اور آخرت میں برکات دیندہ ہیں اس لئے تم ان کو پکارا کرو لیکن قیامت کے دن ان مشرکین کو اپنی مدد کے لئے نہ شیطان کہیں نظر آئے گا نہ ان کے خود ساختہ عبود اور برکات دہندے دکھائی دیں گے۔ خذوا لہو مبالغۃ من الخذلان ای من عادة الشیطان ترک من یوالیہ (مدارک ج ۳ ص ۱۲) الخ وقال الرسول الرسول سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی قوم کی شکایت کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا، نہ اس کو مانا اور نہ اس پر عمل کیا۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اپنی قوم کا انکار و طغیان اور عناد و عدوان دیکھ کر اظہارِ افسوس کے طور پر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میری قوم ضد و عناد اور رد و انکار میں انتہا کو پہنچ چکی ہے اور کسی صورت میں قرآن کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان لما اکثروا من الاعتراضات الفاسدة ووجوه التعنت ضاق صدر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و شکاھم الی اللہ تعالیٰ وقال یارب..... اکثر المفسرین انہ قول واقع من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابو مسلم بل المراد ان الرسول علیہ السلام یقول فی الجنۃ..... والاول اولی لانہ موافق للفظ الخ (کبیر ج ۴ ص ۴۲) الخ وکذلک الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے نیز مشرکین کی طرف سے بیجا اعتراضات کی وجہ بیان کی گئی ہے یعنی مشرکین آپ سے یہ حجت بازی محض عداوت اور ضد و عناد کی بنا پر کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں، ہر زمانے میں ہر پیغمبر کے ایسے دشمن ہوئے ہیں اور ہر زمانے میں مشرکوں نے پیغمبروں کو اسی طرح ستایا ہے۔ اس لئے جس طرح انہوں نے صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر کریں۔ مدد کیلئے اور ان سے انتقام لینے کی راہ بتانے کے لئے میں آپ کو کافی ہوں۔ ای کذلک کان کل نبی قبلک مبتلی بعداۃ قومہ وکفالتی ہادی الی طریق قہرہم والانتصار منہم وناصراً لک علیہم (مدارک ج ۳ ص ۱۲) الخ وکذلک جعلنا لکل نبی عدواً من المجرمین تسلیۃ للرسول صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر) الخ وقال الذین الخ ساتواں شکوی۔ یہ قرآن اگر واقعی اللہ کا کلام ہے تو اللہ نے ایک ہی بار سارا کیوں نہ نازل کر دیا، تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں نازل کرتا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود ہی تھوڑا تھوڑا کر کے بناتا اور لوگوں کو سنا تا ہے کذلک لنبی الخ کذلک فعل مقدر سے متعلق ہے ای انزلنا یہ شبہ مذکورہ کا جواب ہے یعنی بالتدریج نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے دل کو تقویت حاصل ہو اور آپ سے آسانی کے ساتھ یاد کر سکیں و سرتلناہ تدریجاً یہ فعل مقدر مذکور الصدر پر معطوف ہے یعنی اور مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے ترسل و تدریل کے ساتھ آپ پر قرآن اتارا ہے۔ (مدارک ج ۴ ص ۴۲) الخ و لایأتونک الخ مثل سے مشرکین کا عجیب غریب اور باطل سوال مراد ہے اور الحق سے اس کا جواب با صواب مراد ہے۔ بمثل اور بالحق میں باء تعدیہ کیلئے ہے۔ یعنی جس طرح ہم نے مشرکین کے مذکورہ بالا اسات شکووں کے نہایت عمدہ جوابات دیئے ہیں اسی طرح اللہ بھی ان کی طرف سے آپ پر جو بھی سوال باطل اور اعترض فاسد وار کیا جائیگا ہم اس کا ایسا عمدہ اور صحیح جواب دیں گے جو آپ کے مقصد رسالت کو بھی احسن طریق سے واضح کر دے گا۔ ولایأتونک بمثل بسؤال عجیب من سؤل الا تہم الباطلۃ کانه مثل فی البطلان الا اتیناک نحن بالجواب الحق الذی لا یجیل عند..... وما هو احسن تکشیفاً لما یبعث علیہ ودلالۃ علی صحتہ (بحر ج ۴ ص ۴۹) الخ الذین یجشیون الخ یہ تحویل اخروی ہے جو لوگ محض ضد و عناد اور بے انصافی سے انکار کرتے اور لایعنی اعراض کرتے ہیں قیامت کے دن انہیں مومنوں کے بل گھسیٹا جائیگا اور ان کا ٹھکانا بہت ہی برا ہوگا یہ لوگ راہ راست اور ہدایت سے بہت ہی دور ہیں۔ ضد و عناد نے ان کو راہ حق سے اس قدر دور کر دیا ہے کہ اب انکے راہ راست پر آنیکا امکان ختم ہو چکا ہے۔

۲۷۔ ولقد اتينا النجيه دعوى سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے نیز منکرین دعوی کے لئے تحریف دیوی ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی نقلی دلیلوں میں اگرچہ دعویٰ کی صراحت نہیں لیکن جب ابتداء سورت میں تبادلت سے دعویٰ ذکر کر دیا گیا تو اب سورت میں جس قدر بھی دلائل مذکور ہوں گے خواہ عقلیہ ہوں خواہ نقلیہ وہ سب اسی دعویٰ کیلئے ہوں گے۔ فرمایا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی جس میں مسئلہ توحید کو واضح کیا گیا اور ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت فے کر اسکا معاون بنا دیا لیکن قوم نے ان کی تکذیب کی اور دلائل توحید کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ و قوم نوح اچھے یہ دوسری نقلی دلیل ہے اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام

الفرقان ۲۵

۸۰۲

وقال الذین ۱۹

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ

اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہم نے اس کیساتھ اسکا بھائی

هَارُونَ وَزِيرًا ۳۵ فَقُلْنَا أَذْهَبَ إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ

ہارون اکام بٹائیوالا پھر کہا ہم نے تم دونوں جاؤ ان لوگوں کے پاس

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۳۶ وَقَوْمُ نُوحٍ

جنہوں نے جھٹلایا ہمارے آیتوں کو پھر فے مارا ہم نے انکو کھاڑ کر اور نوح کی قوم کو

لَمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ

جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لانیوالوں کو ہم نے انکو ڈوب دیا اور کیا ان کو لوگوں کے حق میں

آيَةً ۳۷ وَاعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۳۸ وَعَادًا

نشانی اور تیار کر رکھا ہے ہم نے گنہگاروں کیوسطے عذاب دردناک اور عاد کو

وَشُعُودًا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ

اور تود کو اور کنوئیں والوں کو اور اس کے بیچ میں

كَثِيرًا ۳۹ وَكُلًّا ضَرَبْنَاهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا

بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں ہم نے مثالیں اور سب کو کھو دیا ہم نے

تَنْبِيْرًا ۴۰ وَلَقَدْ آتَيْنَا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمِطِرَتْ

نہارت کر کر اور یہ لوگ تھے ہو آئے ہیں اس بستی کے پاس جن پر بارش

مَطَرُ السَّوْءِ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۴۱ بَلْ كَانُوا

برا برساؤ کیا دیکھتے نہ تھے ان کو نہیں پر

لَا يَرْجُونَ نَشُورًا ۴۲ وَإِذَا رَأَوْكَ إِذَا أَنْتَ تَخْذُلُكَ

امید نہیں رکھتے جی اٹھنے کی اور جہاں تجھ کو دیکھیں تجھ کا کام نہیں ہو تجھ سے

إِلَّا هُزُوءًا ۴۳ أَهَذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۴۴

مگر ہنسنے کرنا کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر

منزل ۴

۲۸۔ فلا يؤمنون (مدارک ج ۳ صفحہ ۱۲) لا یوحون ای لا یخافون ولا یعتقدون ۲۹۔ واذ اسؤك النجیه شكوى ہے مشرکین جب حضور علیہ السلام کو دیکھتے تو بطور استہزاء کہتے کیا یہی ہے جسے اللہ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ اگر ہم مستقل مزاجی سے اپنے معبودوں کی عبادت و پکار پر جسے نہ بتے تو اس نے تو ہمیں گمراہ کر دیا تھا اور ہمیں اپنے معبودوں سے ہٹا دیا تھا شکر ہے کہ ہم بچے رہے یعنون انہ کا دیفتنہم عن عبادۃ الاصنام لولا ان صبروا وتجلدوا واستمروا علیہما (ابن کثیر ج ۲ صفحہ ۳۱۹) و سوف یعلمون النجیہ تحریف اخروی ہے مشرکین دنیا میں اپنے کو ہدایت پر سمجھتے ہیں اور توحید خالص کو گمراہی کا نام دیتے ہیں لیکن جب

موضع قرآن مانگوے دالے کہتے ہیں ایک امت نے اپنے رسول کو کنوے میں منڈا پھران پر عذاب آیا تب وہ رسول خلاص ہوا۔

دعویٰ سورت پر پہلی نقلی دلیل ۱۲۔ دوسری نقلی دلیل ۱۳۔ تیسری نقلی دلیل ۱۴۔ چوتھی نقلی دلیل ۱۵۔

عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انہیں چھی طرح معلوم ہو جائیگا کہ کون ہے اور ہدایت پر کون ہے۔ اس آیت من الخ ان مشرکین سے قبول حق کی توقع بے سود ہے یہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے اپنی خواہشات نفسانیہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ وہ نفس کے بندے ہیں اور خواہش نفس کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے یعنی اپنی خواہش سے معبودان باطلہ کو حاجت روا اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے جس کو چاہتے ہیں اپنا کارساز اور معبود بنا لیتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کا دل مضلنا عن الہیتنا بھی قریب ہے کہ مشرکین اپنی خواہش سے جسے چاہتے برکات دہندہ بنا لیتے۔ فالایہ شاملہ

من عبد غیر اللہ تعالیٰ حسب ہواہ ولعن اطاع
الہوی فی سائر المعاصی وهو الذی یقتضیہ کلام
الحسن (روح ج ۱۹ ص ۲۱۵) اسی مفہوم کی ایک آیت
سورہ جاثیہ (ع ۳) میں ہے اذلیت من اتخذ الہہ
ہواہ الخ یعنی خواہش نفس سے غیر اللہ کو کارساز اور
حاجت روا بنا لیا۔ آپ ان پر نگران نہیں ہیں کہ ان کو
اس سے باز رکھ سکیں۔ آپ کا کام صرف تبلیغ ہے۔ ام
معتصب الخ اور پھر کیا آپ کا خیال ہے کہ ان میں سے
اکثر آپ کی باتیں توجہ سے سنتے اور ان میں غور و فکر کرتے
ہیں؟ نہیں نہیں!! وہ تو بے توجہی، غفلت اور گمراہی
میں چوپایوں سے بھی بڑھ کر ہیں، وہ نہ حق بات کو توجہ
سے سنتے ہیں، نہ اس میں غور و تدبر کرتے ہیں۔ لانہم
لا یلقون الی استماع الحق اذ نادوا الی تدبرہ عقلاد
مشبعین بالانعام الی مثل فی الغفلة والضلالت
الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۹) اللہ تعالیٰ مہربان الخ یہ دعویٰ
سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت
کاملہ دیکھو وہ کس طرح سائے کو پھیلاتا اور سیکھڑتا ہے
اگر وہ چاہے تو سورج کو ٹھہرا کر سائے کو ایک جگہ ساکن
کر دے کیونکہ سورج ہی سے چیزوں کا سایہ
زمین پر پڑتا ہے اور اس کی رفتار سے گھٹنا بڑھتا
ہے دھوا لہذا جعل لکم الخ ساتویں عقلی دلیل ہے
اللہ تعالیٰ نے رات کو لباس بنا دیا جو اپنی تاریکی میں
ہر چیز کو چھپا لیتی ہے، مہینہ کو باعث راحت اور دن
کو چلنے پھرنے اور روزی تلاش کرنے کے لئے بنا دیا
دھوا لہذا ارسل الرياح الخ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے
بارش کی آمد سے پہلے اللہ تعالیٰ خوشگوار سوائیں چلاتا
ہے جو باران رحمت کی خوشخبری لیکر آتی ہیں۔ پھر وہ
آسمان سے مہینہ برساتا ہے جس کا پانی ناپاک چیزوں کو
پاک کرنے کی خاصیت رکھتا ہے نیز اس سے مردہ زمین اور

وقال لذین ۱۰ ۸۰۳ الفرقان ۲۵

ان کا دل مضلنا عن الہیتنا لولا ان صبرنا
علیہا و سوف یعلمون حین یرون العذاب
ان پر اور آگے جان لیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کو
من اضل سبیلا ۳۱ ارعیت من اتخذ الہہ
کو کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے بھلا دیکھ تو اس شخص کو جسے پوجتا ہے
ہو بہ افانت شکون علیہ وکیلا ۳۲ ام تحسب
کیا اپنی خواہش کا کہیں تو لے سکتے ہیں اس کا ذمہ یا تو خیال رکھتے
ان اکثرہم یسبعون او یعقلون ان ہم
کہ بہت سے ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں
الا کالانعام بل هم اضل سبیلا ۳۳ الم
برابر ہیں چوپایوں کے بلکہ وہ زیادہ بھگے ہوئے ہیں راہ سے تو لے نہیں
تدرالی ربک کیف مڈ الظل و لو شاء جعلہ
دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو دا اور اگر چاہتا تو اس کو
ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ۳۴ ثم
ٹھہرا رکھتا پھر مہینے مقرر کیا سورج کو اس کا راہ بتلانے والا مڈ پھر
قبضہ الینا قبضا یسیرا ۳۵ وهو الذی
ایکجہ یا مہینے اس کو اپنی طرف ہیج ہیج سمیٹ کر ڈا اور وہی ہے جس نے
جعل لکم الیل لباسا و النور سباتا و
بنا دیا تمہارے واسطے رات کو اور دن اور نیند کو آرام اور
جعل النہار نشورا ۳۶ وهو الذی ارسل
دن کو بنا دیا اٹھ کھٹنے کے لئے اور وہی ہے جس نے چلاتا ہے

منزل ۴

غیر آباد علاقے آباد اور سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اور وہ تمام جانوروں اور بے حساب انسانوں کے پینے کے کام بھی آتا ہے۔ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور یہ تمام انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں تو کیا پھر برکات دہندہ کوئی اور ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہی معطی برکات اور فیض خیرات ہے اور کوئی نہیں۔

موضع قرآن ۱ اول ہر چیز کا سایہ لہنا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک کہ جڑھ میں آگے اپنی طرف کھینچ لیا یہ کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے۔ سب کی اصل اللہ ہے۔

فتح الرحمن یعنی بعد اسفار قبل از طلوع آفتاب یا در اول روز ۱۲ یعنی ہر صفت کہ آفتاب تقاضا می کند می رود ۱۲۔

الفرقان ۴۵

١-٢

وقال لزين ١٩

ہوا میں خوش خبری لانیوالیاں اسکی رحمت سے آگے اور اتارا ہم نے

آسمان سے پانی پاکی حاصل کرنیکا کہ زندہ کردیں اسے مرے ہوئے دیس کو

اور پلاٹیں اسکو اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو

اداسہ طرح طرح سے تقسیم کیا، مئے اسکو اپنے پی میں تادہ پھیان رکھیں پھر ہی نہیں رہے

بہت سوت بدوں ناسکریں ہے اور اس کے ساتھ

اور مستند لڑاکا ایسے تھے جو دور کا دور کا اور وہی ہے

Handwritten musical notation on a staff, featuring various notes and rests.

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ

Handwritten musical notation on a green staff, featuring various notes and symbols.

[illegible]

قصہ سولہم

۱۲- زخمی
۱۳- شش
۱۴- نوز
۱۵- غصه
۱۶- سوسو
۱۷- شکم
۱۸- بطور

موضع قرآن یعنی نبی کا آنا تعجب نہیں۔ اللہ چاہے بیسیوں کی بہتات کر دے ہر بستی میں ایک نبی سو تو شبہ نہ کھا کافروں کے انکار سے واپس اپنی اولاد کا جد ہے اور جہاں ان کا بیابا ہوا ان کی سسرال ہے اور رب سب کر سکتا ہے یعنی مائے پھر ملائے۔

للسیطان علی دہ بالعداۃ والشرا (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲) کہہ دیا ارسلناک الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین ازراہ ضد و مکابروہ ہتے کوئی معجزہ دکھا دو تو ہم مان لیں گے تو فرمایا ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے معجزات لانا ان کے اختیار میں نہیں۔ ہم مصالح کے تحت جب چاہتے اور مناسب سمجھتے ہیں اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر کر دیتے ہیں قل ما اسئلكم علیہ من اجر الخ آپ یہ بھی فرمادیں کہ آخر میری تبلیغ تمہیں شاق کیوں گذرتی ہے میں تم سے تبلیغ پر کوئی مزدوری یا تنخواہ تو نہیں مانگتا۔ میرا تم سے صرف یہی مطالبہ ہے کہ تم صدق نیت اور رضاء قلب سے توحید کی راہ اختیار کرو اور اللہ کے دین کو قبول کرو کہ وہ تم کو نفع دے گا۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نکتی ہے یعنی آپ مشرکین کے عناد و انکار اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کریں اور اس زندہ جاوید رب پر بھروسہ کریں جو ازل سے ہے اور ابد تک ہے گا اور ہر قسم کی برکات و خیرات جس کے قبضہ و اختیار میں ہیں آپ اس کی تسبیح و تحمید کرنے میں وہ آپ کا حافظ و ناصر ہے فاذہ الحقیق

بان یتوکل علیہ دون الاحیاء الذین من شأنهم الموت فاضعوا اما تواضع من توکل علیہم (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹) وکفی بہ الخ یہ کفار کیلئے تنویف آخری

جہے اللہ تعالیٰ ان معاندین کے جرم و گناہ سے بے خبر نہیں بلکہ خوب جانتا ہے اور ان کو پوری پوری سزا

لئے گا کہ الذی خلق الخ یہ دعویٰ سورت پر گیارہویں عقل دیں ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں پیدا

فرمایا اور ساری کائنات کو پیدا کر کے خود ہی اس میں متصرف ہے اور کوئی اختیار اس نے کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے الرحمن یہ مبتدا

مخذوف کی خبر ہے اسی ہوا الرحمن فالرحمن خبر مبتدا محذوف (مدارک) جو سارے جہان کا خالق و مالک اور ساری کائنات میں متصرف و مہمراں ہے اسکا ایک نام الرحمن ہے وہ بڑا ہی مہربان ہے اس لئے

وہی برکات دہندہ ہے اور ہر قسم کی عبادت و تعظیم اور سجود اسی ہی کے لئے روا ہے اسی ہوا الرحمن الذی (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۹)

لا ینبغی السجود والتعظیم الا للہ (کبیر ج ۳ ص ۳۹) فنسئل بہ خبیروا کسی عارف خیر سے اسکی رحمت کے بارے میں پوچھ دیکھو۔ اسی فنسئل عنہ رجلا عارفا

بمخبرک برحمتہ (بحر ج ۳ ص ۵۰۹) یا خبیروا سے مراد اللہ تعالیٰ ہے کہ خبیروا مذکورہ بالا اشیا کی طرف ملاحظہ ہے یعنی مذکورہ اشیا کے بارے میں اللہ کے سوال

کرو جو ان کو خوب جانتا ہے۔ ایہا الانسان لا ترجع فی طلب العلم بهذا الی غیری وقل معناه فاسأل عند خبیروا وھو اللہ تعالیٰ (خازن ج ۵ ص ۵)

نکھ واذ اقبل الخ یہ شکوی ہے مشرکین سے جب کہا جاتا ہے کہ خدائے رحمن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں وہ رحمن کون ہے ہم تو رحمن کو جانتے ہی نہیں۔ تو کیا جسے تو ہمیں سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے ہم اسے علم و معرفت کے بغیر ہی سجدہ کرنے لگیں؟ مشرکین میں اللہ تعالیٰ کا یہ نام معروف نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔

ای لا تعترف الرحمن وکافوا یتکون ان یسمی اللہ باسمہ الرحمن (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲) لا ھم ما کافوا یطلقونہ علی اللہ وکافوا یقولون لا نعترف

موضع قرآن ل آسمان کے بارہ حصے انکا نام برج ہر ایک ستاروں کا پستہ۔ یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔

اللہ ما لا ینفعہم ولا یضرہم وکان الکافر

اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز جو نہ بھلا کرے انکا نہ برا اور نہ کانس

علی ربہ ظہیرا ۵۵ وما ارسلناک الا

اپنے رب کی طرف سے پیغمبر بھیجا ہے اور تجھ کو مجھے بھیجا ہے یہی

مبشرا و نذیرا ۵۶ قل ما اسئلكم علیہ

خوشی اور ڈرنا کے لئے تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر

من اجر الا من شاء ان یتخذ الی ربہ سبیلا ۵۷

یہ کچھ مزدوری اور جو کوئی چاہے کہ پیغمبر کے لئے رب کی طرف راہ

وتوکل علی الحی الذی لا یبوت و سبح بحمدہ وکفی

اور بھروسہ کر اور پر اس زندہ کے جو نہیں مرنے اور یاد کر اسکی خوبیاں اور وہ کافی

بہ بذنوب عبادہ خبیرا ۵۸ الذی خلق السموات

اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار جس نے بنائے آسمان

والارض وما ینتھما فی ستۃ آیات ثم استوی علی

اور زمین اور جو کچھ ان کے نیچے ہیں چھ دن میں پھر قائم کیا

العرش ثم الرحمن فسنل بہ خبیرا ۵۹ واذ اقبل

عرش پر وہ بڑی رحمت والا سوچو پھر اس سے جو اسکی خبر رکھتا ہو اور جسے کہے

لھما اسجدوا للرحمن قالوا وما للرحمن ان یسجد لھما

ان سے سجدہ کرو رحمن کو کہیں رحمن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگیں ہم چھو

تأمرنا و زادھم نفورا ۶۰ تبارک الذی جعل فی

تو فرماتے اور بڑھ جاتا ہے انکا بدگنا بڑی برکت جو رکھنے والی جس نے بنائے

السماء برؤجا وجعل فیہا سراجا وقمرًا منیرا ۶۱

آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند ابلال کرنے والا

الفرقان ۳۵

2.4

وقال لذین ۱۹

اور دی ہے ۴۲ جس نے بنائے رات اور دن بدلتے سہلتے اس شخص کیلئے کہ چاہی

دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا اور بندہ رحمن کے لئے وہ ہیں جو

چلتے ہیں زمین پر رہے پاؤں دل اور جب بات کرنے لگیں اسے بے سمجھ لوگ

تو کہیں جتنا سلامت دے اور وہ لوگ جتنا جرات کا ملتے ہیں اپنے رکے آگے سچہ میں اور

کھڑے مل اور وہ لوگ کہہ رہے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا

عذاب بے شک اسکا عذاب چھٹنے والا ہے وہ بری جگہ ہے پھرنے کی

جگہ بسنے کی اور وہ لوگ کہ جب خزانہ کرنے لگیں نہ بھیجا اڑائیں اور نہ تنہی کریں اور

ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گزراں اور وہ لوگ کہہ سکتے ہیں پکارے اللہ کے ساتھ

دوسرے عالم کو اور ہمیں خون کرے جان کا جو مع کر دے اللہ نے مگر جہاں چاہیے

اور بدکاری نہیں کرے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جاہل و لالہ ہیں و دونوں کا اسکو

عذاب میامت لے دن اور پرا ہے کا میں نواد ہو کرت مکر بس ے کو بہ لی

۱۲۔ میں نے عرض کیا کہ
 ۱۳۔ میں نے عرض کیا کہ
 ۱۴۔ میں نے عرض کیا کہ

فتح الرحمن ولا يعنى تواضع برائى غالىب است ۱۲-

لشركه اللازم والهلاك الدائم (خازن ج ٥ ص ١٢١)

والذین اذا اففقوا الخ یہ چوتھی صفت ہے۔ وہ زندگی کے معاملات میں خصوصاً مال خرچ کرنے میں راہ اعتدال پر چلتے ہیں۔ مال خرچ کرنے میں نہ اسراف کرتے ہیں نہ کجوسی اور بخل سے کام لیتے ہیں جن مصارف میں خرچ کرنا شرعاً ناجائز ہے ان میں خرچ نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں اور مفاد عامہ میں خرچ کرنے سے بخل نہیں

موضع قرآن بدلتے یا تو بڑھنا گھٹنا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلہ دن کا کام رہ گیا رات کو کیا رات کا دن کو؟ یعنی ایسوں سے لگتے نہیں نہ ان میں شامل ہوں نہ ان سے لڑیں۔ رکوع کو نہیں گننا رکوع بہت لمبا نہیں ہوتا۔ مگر جہاں چاہیے رسول نے فرمایا مسلمان کی جان نہیں مانی چاہیے سوائیں مگر پر خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگسار یا راہ لوٹنے پر ف یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔

وَأَمِنْ وَعَمِلْ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ

اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سوان کو بدل دے گا اللہ

سَيَايَرُهُمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۴۰ وَمَنْ تَابَ

برائیوں کی جگہ عمل نیک اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے

وَعَمِلْ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۴۱ وَالَّذِينَ لَا

اور نیک کام کرے سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھر اتنی جگہ و اور جو گتے

يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۴۲ وَ

شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گزرتے ہیں کھیل کی باتوں پر تنکباں بزدگانہ و اور

الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يُخِرُّوا عَلَيْهَا صَبَآؤًا

وہ لوگ تھے کہ جب انکو سمجھائیے انکے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اور

عَمِيَانًا ۴۳ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا

اندھے ہو کر و اور وہ لوگ تھے جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرح

وَذُرِّتَنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْ لَنَا لِمَتَّقِينَ إِمَامًا ۴۴

اور اولاد کی طرح آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہمکو پرہیزگاروں کا پیشوا و

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلْقَوْنَ فِيهَا

ان کو دے بدلے گا کوٹھوں کے جھروکے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور اپنے آپکے

تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۴۵ خَالِدِينَ فِيهَا حَسَنَتْ مُسْتَقَرًّا

انکو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے ق سدا رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی

وَمَقَامًا ۴۶ قُلْ مَا يَعْبُؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دَعَاؤُكُمْ

اور خوب جگہ دینے کی و تو کہہ دیجئے کہ میرا رب تمہاری اگر تم اسکو نہ پکارا کرو

فَقَدْ كَذَبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۴۷

سو تم جھٹلائیے اب آگے کو جوں ہی ہے منہ پھیر و

کرتے۔ ناجائز جگہوں میں خرچ کرنا اسلاف ہے اور جائز مصارف میں خرچ نہ کرنا اقرار ہے اتفاق فی غیر طاعة اسلاف والہماک عن طاعة اقتاد (ہجرج ۶ ص ۵۸۵)
۴۰ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ إِلَىٰ عِبَادَةِ الرَّحْمَنِ كِي صِفَاتِ كِي پانچویں نوع ہے جس میں متعدد نفی میں مذکور ہیں (۱) وہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز اور برکات و منہ سمجھ کر اپنی حاجات و مشکلات میں ہرگز نہیں پکارتے (۲) وہ ناحق قتل نہیں کرتے (۳) وہ بدکاری کے نزدیک نہیں جاتے۔ اس کے بعد نافرمان لوگوں کے لئے تحویل اخروی ہے ومن يفعل ذلك الخ جو شخص مذکورہ بالا اعمال شنیعہ اور افعال قبیحہ کا مرتکب ہوگا اسے سخت سزا سے دوچار ہونا پڑے گا اور قیامت کے دن اس کو دوسرا عذاب یا جائیگا

ایک کفر و شرک کی وجہ سے دوم دوسرے گناہوں کی وجہ سے اور وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ اس عذاب میں ہمیشہ

رہیگا الامن قاب دامن الخ یہ ماقبل سے مشتق ہے اور توبہ کر نیوالوں کیلئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے شرک سے توبہ

کر لی اور توحید و رسالت پر ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ کیا لائے، اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل

کر دے گا کیونکہ وہ بڑی مہربان ہے ومن تاب وعمل صالحا الخ جس نے تمام عقائد باطلہ سے سچی توبہ کی اور اعمال صالحہ

کو اپنی زندگی کا پروگرام بنالیا موت کے بعد اللہ کی طرف اسکی واپسی بڑی شان اور عزت سے ہوگی۔ ای یعود الیہ

بعد الموت (متابا) ای حسنا بفضل علی غیوہ الخ (فان ج ۵ ص ۱۱) یا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے وہ ایک

ایسا کام کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے جس سے اس کے گناہ مٹا ہو جاتے ہیں اور وہ ثواب عظیم کا مستحق ہو جاتا ہے معناه

ان من تاب الی اللہ فقد اتی بتوبۃ مرضیۃ للہ مکفۃ للذنوب محصلۃ للثواب لعظیم (کبیر ج ۶ ص ۵۵)

۴۱ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الخ یہ عباد الرحمن کی چھی صفت ہے الزور سے یا تو جھوٹی شہادت مراد ہے اس

صورت میں یشہدون۔ شہادۃ سے ہوگا یا الزور مراد شرک ہے یا ہو و لعب اور گانا بجانا اس صورت میں

یشہدون۔ شہود سے ہوگا۔ والظاہر ان المعنی لا یشہدون بالزور اد شہادۃ الزور قالد علی والباقر ضو

من الشہادۃ او المعنی لا یحضرون من المشاہدۃ و الزور الشرک والصنم او الکذب او الالغناء (بحر

ج ۶ ص ۵۵) اور اللغو سے تمام معاصی مراد ہیں یعنی وہ شرک و معصیت کی مجال میں ہرگز شریک نہیں ہوتے لیکن اگر

اتفاق سے کبھی اہل شرک اور اہل معاصی کی مجال کے پاس سے ان کا گزر ہو جائے تو دامن کو ان کی آلودگیوں

سے پاک لیکر اور طبیعت کی سلامتی کے ساتھ گزر جاتے ہیں

المعاصی کلہا لغو.... یعنی لہ محض و اجمالہ و اذا اتفق مومراہم بہ لہ یتدلسوا بشی (جامع ص ۳۲) یعنی جب شرک کی مجال سے اتفاقا گزرتے ہیں تو اپنا ایمان بچا کر گزر جاتے

ہیں اور ایمان و عمل کو شرک سے متلوٹ نہیں ہونے دیتے۔ اسی طرح جب کبھی لہو و لعب کی مجال سے گزرتے ہیں تو باوقار گزر جاتے ہیں اور ان میں شرکت نہیں کرتے **۴۲** وَالَّذِينَ إِذَا

الخ یہ ساتویں صفت ہے۔ جب ان کے پاس اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان میں غور و فکر کرتے اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں درجے سوچے سمجھے اندھا دھند نہیں گوتے

موضع قرآن تبدیل دیا یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دیا اور کفر کے گناہ مٹا کر یکساں و پہلا ذکر تھا کفر کے گناہوں کا جو پیچھا ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب

موضع قرآن توبہ کرے یعنی پھر اپنے کام سے توبہ کرے ہاں جگہ پانچویں صفت گناہ میں شامل نہیں و رکھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ ان میں شامل نہ ان سے لڑیں و

انکھ کی کشادگی یہ کہ وہ اپنی راہ پر ہوں ہم پر ہیزگاروں کے آگے ہوں وہ ہمارے پیچھے و یعنی فرشتے آگے آگے لے جاویں گے و یعنی اس جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا طے تو بھی غیبت ہے انکا تو وہی گھر

ہے کہ یعنی بندہ مغرور نہ ہو غاوند کو اس کی کیا پروا مگر اسکی التجا پر رحم کرتا ہے اب ہوتا ہے بعینہ یعنی لڑائی جہاد۔

اعمال صالحہ
توبہ
۱۲

ج ۶
ص ۵۵

ج ۶ ص ۵۵
الرحمن
مسلم بن عبد اللہ
شہیدہ
۱۲

یعنی اگر آیتیں سن کر شدت خوف یا فرط مسرت سے سجدے میں گر جاتے ہیں تو ان کے مفہوم و مطلب کو سمجھ کر ایب کرتے ہیں۔ منافقوں کی طرح جھوٹے تاثر کو ظاہر کر کے لئے تکلف اور تصنع سے ایب نہیں کرتے یعنی انہم اذا ذکرنا واماخروا سجدوا ویکبوا سامعین باذان واعیة مبصرین بعیون ساعیة لما امرنا بہ ونبوءا عندنا کالمنافقین وانشاہم بعد (مدارک ج ۳ ص ۱۳۵) شکر والذین یقولون الحمد یہ عباد الرحمن کی آٹھویں صفت ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اسے پروردگار عالم ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ایب بنائے کہ انہیں کچھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دلوں کو راحت پہنچے اور ہمیں ورع و تقویٰ کے اس مقام پر پہنچائے کہ ہم پر ہمیزگاروں کے امام ہوں۔ اور علم و تقویٰ میں ہماری اقتداء کی جائے اور ہم سے دوسروں کو دینی نفع حاصل ہو۔ قال ابن عباس و الحسن والسدی وقادة والربیع بن النضر ائمة یقتدی بنانی الخیر (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۳) ائمة یقتدی بنانی الخیر وانا نفع متعدد الخ غیر فلا جامع البیان حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں المستقین کا متعلق محذوف ہے یعنی تابعین جو اجعلنا کا مفعول ثانی ہے اور اماما۔ المستقین کے حال ہے ای حال کو انہم ائمة اولئک یحجزون الخ اولئک۔ عباد الرحمن کی خبر یعنی مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو جنت میں بطور جزا بالافانے دیے جائیں گے انہوں نے اپنے کو اللہ کی اطاعت و بندگی پر قائم رکھا اور نفس کو خواہشات سے روکا۔ جنت میں فرشتے مبارکباد اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے خلدین فیہا وہ جنت کی نعم و راحت میں ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگی نہ ان کو موت آئیگی اور نہ انہیں جنت سے نکالا جائیگا۔ تو یہ کیا ہی جہاں مقام اور عمدہ ٹھکانا ہے نہ قیل ما یعبثوا الخ یہ تحریف و ترویج ہے اور خطاب مشرکین مکہ سے ہے بلکہ میں بلاء تقدیر کیلئے ہے سہی۔ یعبثوا کا فاعل ہے دعا کے مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل اللہ ہے اور لولا کا جواب محذوف ہے ای لعذبتکم۔ اصل عبادت اس طرح ہوگی لولا دعاء اللہ ایاکم بعد بکم۔ یعنی میرے پیغمبر آپ فرما دیں میرے رب کو تمہاری پروا نہیں اگر تمہیں اللہ کی طرف سے توحید کی دعوت نہ ہوتی تو تمہیں عذاب سے جلد ہلاک کر دیا جاتا لیکن اللہ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ تبلیغ دعوت سے پہلے وہ کسی کو نہیں پکارتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وما کننا معذبین حتی نبعث رسولا یا ما یعبثوا بکم سہی۔ لولا کا جواب ہے جیسا کہ امام شافعی، ابوالسعود اور دیگر مفسرین کی تاویل سے مفہوم ہوتا ہے۔ ما یصنع بکم سہی لولا دعاء ایاکم الی الاسلام (مدارک، ابوالسعود وغیرہما) فقد کذا تم الخ لیکن اب نہیں دعوت توحید پہنچ چکی اور تم اسکی تکذیب بھی کر چکے لہذا اب عنقریب تم کو جزائے تکذیب لازم ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں ان کو تکذیب کی عبرتناک سزا دی گئی بعض کے نزدیک آخرت کا عذاب مراد ہے ثم قیل ہذا العذاب فی الآخرة وقیل کان یوم بدر وهو قول مجاہد (کبیر ج ۶ ص ۵۰) ہنوف یكون الخ بكون کی ضمیر سے مراد جزائے تکذیب ہے۔

سورۃ فرقان میں آیات توحید

اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ تبارک الذی نزل الفرقان — تا — وخلق کل شئ فقد راع تقدیرا ۵ نفی شرک فی التقرف۔ ونفی برکات از غیر اللہ۔
- ۲۔ لا یخلقون نساء وھم یخلقون — تا — ولا یملکون موتا ولا حیوة ولا نشورا۔ معبودان باطلہ نہ خالق ہیں نہ مالک متصرف، نفع نقصان اور موت و حیات بھی ان کے اختیار میں نہیں لہذا وہ برکات دہندہ بھی نہیں ہیں
- ۳۔ الذی یعلم السر — تا — انہ کان غفورا رسیما ۵ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب لہذا برکات دہندہ ہی وہی ہے۔
- ۴۔ ویوم یحشرھم وما بعدون — تا — فما تستطیعون صرفا ولا نصرا ۵ (۲۷) یہ سورت کی خصوصیت ہے مشرکین دنیا میں جن بزرگوں کو برکات دہندہ سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنے کار ساز اور برکات دہندہ ہونیسے صاف انکار کریں گے۔
- ۵۔ واذ امر اولک ان یتخذونا — تا — افانت تکون علیہ وکیلا ۵ (۴۷) خصوصیت سورت جس نے بھی مسئلہ توحید پیش کیا لوگوں نے اس سے استہزاء کیا۔ مشرکین اپنی خواہش نفس سے جس کو چاہتے ہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے لگتے ہیں۔
- ۶۔ الم تر انی — بلک کیف مد لظن — تا — خلقنا النعاما وانا سہی ۵ (۵۷) جب یہ تمام ثنوفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں تو برکات دہندہ کی
- ۷۔ ویعبدون من دون اللہ — تا — علی سہی ظہیرا ۵ خصوصیت سورت جو نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ مشرکین ان کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔

(آج بتاریخ ۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ بروز شنبہ ۲ بجے بعد نماز ظہر سورۃ الفرقان کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وبرحمۃ تنزل البرکات والصلوۃ والسلام علی رسولہ سید الاولین والآخرین وعلی آلہ وصحبہ وسائر عبادہ الجمعین۔ سجاد بخاری عفا اللہ عنہ)

معنوی ربط۔ سورۃ الفرقان میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے سوا خیر و برکت کسی کے قبضہ و اختیار میں نہیں۔ اس دعویٰ پر نیزہ و دلائل عقلیہ تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے لیکن دلائل نقلیہ نہایت اجمال و اختصار کے ساتھ مذکور ہوئے۔ اب سورۃ الشعراء میں اسی دعویٰ پر دلائل نقلیہ کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور دلیل عقلی صرف ایک مذکور ہے۔ دوسرا ربط۔ سورۃ الفرقان کے آخر میں کہا گیا۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَآءًا۔ یعنی تم کذب کر چکے ہو اب عنقریب اس کی سزا پاؤ گے۔ پھر سورۃ الشعراء میں وقاح احم سالف بیان کرنے سے قبل ابتداء میں فرمایا فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَهْلٌ۔ یعنی یہ مشرکین کہ دعوتِ توحید کو رد کر چکے ہیں اب عنقریب ان کا بھی وہی حشر ہو گا۔ جو اہم گزشتہ کا سوا جن کا ذکر اسی سورت میں آ رہا ہے۔

خلاصہ یہ سورت حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے تمہید مع ترغیب، تسلی، زجر و تنکیر، مع تخویف و نبوی، ایک دلیل عقلی، سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور مشرکین کے دو شبہات کا جواب۔

لَئِكَ اَتَتْ الْكِتَابَ الْمُبِينِ تمہید مع ترغیب۔ لَعَلَّكُمْ يَخْشَوْنَ غَسَقَ النَّارِ اَنْ تَسْلَىٰ بِرَأْسِهَا اَنْ تَحْضَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَفَاٰیَاتِہُمْ مِنْ ذٰلِکَ زَجْرٌ لِّمَنْ کَرِهَ اَنْ یَّوْا فَنَسِیَ اَنۡہُوَ اَخُوْهُمۡ خَوِیۡفٌ وَّ نُبُوٰی۔ اَوْ لَعَلَّہُمْ یَّذٰکُرُوْنَ اِلَیَّ الْاَرْضِ اَخُو دِل نقلی و تخویف و نبوی۔ وَلَٰذٰنَا دِیۡ رَبِّکَ مُّوَلٰیۃٌۢ بَہِیۡلٌ نَقْلِ دِل۔ وَ اَتٰہُمۡ مَّحَلِّہُمْ مِّنۡۢ بَآءِ اٰجُرَ اٰہِیۡمِ (ع) دوسری نقلی دِل۔ گَدَّ بَتَّ قَوْمٌ تُوْجِہِ اِلَیَّ اَمْرِ سَلٰیۡنِ (ع) تیسری نقلی دِل۔ گَدَّ بَتَّ عَادِلِیۡۃً لِّمَنْ سَلٰیۡنِ اَخُو (ع) چوتھی نقلی دِل۔ گَدَّ بَتَّ تَمُوْذِیۡۃً لِّمَنْ سَلٰیۡنِ اَخُو (ع) پانچویں نقلی دِل۔ گَدَّ بَتَّ قَوْمٌ مُّوَلٰۤیۡۃً لِّمَنْ سَلٰیۡنِ اَخُو (ع) چھٹی نقلی دِل۔ گَدَّ بَ اَصْحَابِ لَا یَکْفِیۡۤہُ اَمْرِ سَلٰیۡنِ اَخُو (ع) ساتویں نقلی دِل۔ وَلَٰنَہٗ لَکُمۡ نَزِیۡرٌ رَّبِّ الْعٰلَمِیۡنِ (ع) ابتدا و سورت و صَآیَاتِہُمْ مِّنۡ ذِکْرِ اَخُو سے متعلق اور دِل وحی ہے وَلَٰنَہٗ لَکُمۡ نَزِیۡرٌ اَوَّلِیۡنِ و دِل نقلی۔ اَوْ لَعَلَّہُمْ یَّکُنُّ لَہُمْ اٰیۃٌ اَخُو دِل نقلی۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِہِ الشَّیْطٰنِ مُشْرِکِیۡنِ کے پہلے شبہ کا جواب اس کے بعد بیان سابق کا ثمر ہے جس میں چار امور مذکور ہیں اول لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلَہًا اٰخَرَ و دوم وَاَنْذِرْ عَشِیْرَہٗ اَلَا قَرِیۡبِیۡنِ سوم وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لَہِ جَہْلًا و رَکُوْا کُلَّ عَلٰی الْعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ۔ کُلُّ اُنۡبِیَآءِکُمۡ عَلٰی مَنْ نَزَّلَ الشَّیْطٰنِ یہ شبہ اولی کے جواب کا ثمر ہے۔ وَالشَّعَرِ اَلَمِیۡتِ بِعَہُمۡ الْعَاوِنِ اَخُو مُشْرِکِیۡنِ کے دوسرے شبہ کا جواب۔

مفصل خلاصہ

تفصیل

پہلی دلیل نقلی - ولادنا دی رتبات مؤمنین (ع ۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دے کر فرعون کے پاس بھیجا گیا انہوں نے پیغام توحید پیش کیا اور معجزات بھی دکھائے، لیکن فرعون اور اس کی قوم نشہ حکومت میں مدہوش تھی انہوں نے ان کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو رد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرعون کو مع لاؤ لشکر عرقاب کر دیا۔ اے مشرکین مکہ! عبرت و نصیحت کے لئے تو یہ ایک واقعہ ہی کافی ہے، اسی سے عبرت پکڑو اور ضد و عناد سے باز آ کر دعوت حق کو

مقبول کرلو۔

دوسری نقلی دلیل۔ **وَإِذْ نَبَّأَهُمْ نَبَأَ ابْنِهِ الْكَافِرِ (۵۶)** دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر واشگاف الفاظ میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ نفع نقصان، بیماری اور تندرستی، موت اور زندگی سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی برکات و ہندہ ہے۔ سمجھنے کے لئے یہ بھی تنہا کافی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ سے مانگ رہے ہیں کیونکہ ہر چیز و برکت اسی کے قبضے میں ہے۔

تیسری نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ قَوْمُ مُوسَىٰ وَلِئِيمَ سُلَيْمَانَ (۶۰)** حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو اللہ کی توحید کی دعوت دی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، حاجت روا اور برکات دہندہ نہیں۔ مگر قوم کے دنیا دار طبقہ نے توحید کو نہ مانا اور ماننے والوں کو نہایت حقارت سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذاب طوفان سے بالکل خاتمہ کر دیا۔ اگر ان معاندین کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور وہ راہ انصاف پر چلیں تو عبرت کے لئے یہی ایک واقعہ کافی ہے۔

چوتھی نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهِ (۶۷)** قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام کو دلائل و براہین دے کر بھیجا۔ ہود علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اور اس کے لاتعداد انعامات یاد دلا کر انہیں بتایا کہ جس رب جہاں نے تمہیں یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے وہی کارساز اور مفیض برکات ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ مگر قوم کی ضد اور ہٹ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا اسے ہود! تو ہمیں وحفظ کرنا نہ کر ہم تیری بات ہرگز نہیں مانیں گے۔ آخر اللہ نے ان کو عجزناک عذاب سے ہلاک کر دیا۔

پانچویں نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهِ (۶۷)** قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کی ناصحانہ تعلیم و تبلیغ اور مصلحانہ دعوت کا نہایت ہی معاندانہ جواب دیا۔ معجزہ ناقہ دیکھ کر بھی متاثر نہ ہوئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو انعامات خداوندی یاد دلائے اور سمجھایا کہ اللہ ہی تم سب کا خالق و مالک اور کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے مگر قوم مسلسل تکذیب پر قائم رہی آخر اپنے گناہوں کی پاداش میں دردناک عذاب سے ہلاک ہوئی۔

چھٹی نقلی دلیل۔ **كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالْحَقِّ (۷۰)** حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بدکردار قوم کو بہتیرا سمجھایا، ہر ممکن طریق سے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر وہ بد بخت قوم اپنی بد اعمالیوں اور سیاہ کرداریوں سے باز نہ آئی اور ہلاک کر دی گئی۔

ساتویں نقلی دلیل۔ **كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْأَمْرَ سُلَيْمَانَ (۷۱)** قوم شعیب علیہ السلام کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ قوم نے ان کی پسند و نصیحت کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور ان کو جھٹلایا آخر دنیا ہی میں شدید عذاب میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو گئے۔ مذکورہ بالا واقعے میں سے ایک ایک واقعہ اپنی جگہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے لیکن ان تمام واقعے کو سن کر اور جان کر بھی اگر مشرکین مکہ دعوت توحید کی تکذیب کریں گے تو وہ پھر ایسے ہی انجام کے لئے تیار رہیں۔

وَإِنَّهُ لَكُنْزِيلٌ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۷۲) یہ ابتدائے سورت میں مذکور جبر سے متعلق ہے اور دعویٰ توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ ظالم اس دعویٰ توحید کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ یہ دعویٰ اللہ کی طرف جبریل امین علیہ السلام کی وساطت سے آپ پر نازل کیا گیا ہے **وَإِنَّهُ لَقَوْلُ الرَّسُولِ يُدَلِّلُ عَلَيْكَ** اور یہ دعویٰ کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے **أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُ مِثْرُابٌ (۷۳)** یہ بھی دلیل نقلی ہے **كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ الْخُطُوبَ دِينُوهِي** ہے **أَفَبِعَدَدِ آيَاتِنَا يَسْتَعْجِلُونَ الْخُطُوبَ** معاندین پر زجر ہے جو ماننے کے بجائے العذاب مانگتے ہیں۔ **وَمَا تَكُنْ لَهُ مِنَ الْخُطُوبِ** الخ یہ **وَإِنَّهُ لَكُنْزِيلٌ رَبِّ الْعَالَمِينَ** الخ پر مشرکین کے دُشمن ہوں میں سے پہلے شبہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جن آتے ہیں جو اسے کچھ سکھا جاتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ قرآنی مضامین شیطانوں کی دسترس سے باہر ہیں کیونکہ ان کی ملاء اعلیٰ تک سلائی ناممکن ہے اس لئے قرآنی تعلیمات شیطانی و سادس کی آمیزش سے قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ (۷۴) یہ بیان سابق کا مرقہ و نتیجہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں یہ امر اول ہے۔ یعنی جب یہ حقیقت دلائل عقلیہ و نقلیہ، دلیل وحی اور شبہات کے خافی جوابات سے ثابت اور روشن ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں تو اب طلب برکات اور سوال خیرات کے لئے اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ امر دوم **وَإِذَا دُعِيتُمْ لِلْعَمَلِ فَاعْمَلُوا** الخ جب یہی بات حق ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اپنے قریبی رشتہ داروں کو خصوصیت سے تبلیغ کرو تاکہ وہ بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں۔ امر سوم **وَإِذَا خُفِضَ جَنَاحُ الْإِيمَانِ وَالْوَلَوْنَ** کے ساتھ نرمی اور حسن خلق کا برتاؤ فرمائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی دعوت کی قدر و منزلت بڑھ جائے اور وہ اس پر دل و جان سے نچھاور ہو جائیں۔ امر چہارم **وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ** الخ آپ کا مسئلہ حق اور آپ کی دعوت سراپا خیر و برکت ہے اس لئے اس دعوت کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کو بخوشی برداشت کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے تمام احوال سے باخبر ہے۔

هَلْ أَنتُمْ بِمُعْجِزِينَ (۷۵) الخ یہ شبہ اولیٰ کے جواب کا متمم ہے۔ یعنی شیاطین تو جھوٹوں اور فریب کاروں کے پاس آتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان کو جھوٹی سچی باتیں غلط ملط کر کے بتاتے ہیں۔ اللہ کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ان خبیث روحوں کو کیا واسطہ ہو سکتا ہے۔

وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ (۷۶) الخ یہ دوسرے شبہ کا جواب ہے مطہر یہ تھا کہ یہ شاعر ہے۔ جواب میں فرمایا شاعر تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کے متبعین بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا پیغمبر اور آپ کے پیرو تو صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت پر ہیں۔ البتہ جو شاعر مومن ہو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح فرمانبردار ہوں وہ بھی گمراہ نہیں ہیں۔

نُفُوذٌ عَلَيْهِمْ وَاتِّمَامٌ اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایک ایسی
نشانی نازل کر دیتے جس کے سامنے وہ عاجز ہو کر جھک
جاتے اور مجبور ہو کر ایمان لے آتے مگر جب امتونا ہمارا
حکم کی منافی ہے کیونکہ ہم امتحان لینا چاہتے ہیں کہ کون
اپنے اختیار سے ایمان لاتا ہے اور کون انکار کرتا ہے۔ اَنْ
لَا يَكُونُوا اٰیَةً لِّلَّذِي كَفَرَ (ملہ) اور کہا خَصِصَ عَيْنَكَ
بَعْدَ وَلٰكِنْ لِّنَبْلُوْهُمْ مَّقَدَّرَ هٗ۔ اے لو! نشاء لا نزلنا
آیۃ تَضطرُّهم اِلٰی الْاِیْمَانِ قَهْرًا وَّلٰكِنْ لَا نَفْعَلُ ذٰلِكَ
لَا نَا لَا نُرِیدُ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا الْاِیْمَانَ الْاِخْتِیَارِ ۔

دابن گشتیہ ۳۰ ص ۱۱۱
 یہ زجر ہے۔ یعنی یہ مشرکین مسلسل توحید کا انکار کر رہے
 ہیں چنانچہ اللہ کی طرف سے جب بھی مضمون توحید اور دعوت
 تبارک پر مشتمل کوئی نازہ آیت نازل ہوتی ہے تو وہ اس
 سے اعراض اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ فَقَدْ كَذَّبُوا
 فَسَيَأْتِيَهُمْ تَوْحِيْفٌ ذِي بَوَىٰ هِيَ يَا خِرْوٰی۔ ان معاذین
 پر ہماری حجت قائم ہو چکی اور مسئلہ توحید پہلو سے ان پر لائل
 کے ساتھ واضح کیا جا چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ انکار و
 اعراض کر رہے ہیں، اس لئے اب عنقریب ہی انہیں توحید
 سے اعراض و استہزار کی سخت سزا دی جائے گی جس طرح
 اقوام سابقہ کو ان کے انکار و اعراض اور عناد و استہزار کی
 سزا دی گئی تو اس وقت ان پر توحید کی حقانیت واضح
 ہو جائے گی جس کا زندگی بھر مذاق اڑاتے رہے۔ عذاب سے جنگ
 بردارے دن کا عذاب مراد ہے یا آخرت کا۔ وھذا وعید
 لہم وانذاریہم سيعلمون اذا مسمیہم عذاب
 اللہ یوم بدرا و یوم القیمۃ الخ (مدارحہ ص ۱۱۱)

ہم یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ ہم اس میں انواع و اقسام کی پیداوار اگاتے ہیں جس میں ان کے لئے گوناگون فوائد ہیں۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةًۭ؎ یہ اس بات کی واضح اور کافی دلیل ہے کہ سارے جہاں کا

الشعراء ٢٦

سورة الشعراء مكية ثمان وعشرون آيات وحيدة

سورہ شعراء کی ہے اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طسّم ۱ تِلْكَ اَتِ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۲ لَعَلَّكَ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ۲۷ شاید تو ۲۸

بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۚ (۲) اِنْ تَشَا

گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے اگر ہم چاہیں

نُزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ

اتاریں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جاوے ان کی گردنیں
لَهَا خَاضِعِينَ ﴿۳۰﴾ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ

اور ہمیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت نہ
اس کے آگے بڑھی

الرَّحْمَنِ مُحَمَّدٌ إِلَّا كَأَنَّهُ مَعْرُضٌ ۝۵

فَقَدْ كَذَّبُوا قَسَائِرَهُمْ اَنْتُمْ اَمَّا كَانُوا بِهِ

سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر

سُٹھتے کرتے تھے کیا نہیں دیکھتے وہ زمین کو وہ کتنی اکائیں ہم نے

اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں اس میں البتہ نشانی ہے

اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور قیام رب سے وہی ہے

منزل

کے یہ پہلی نقلی دلیل ہے جس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دوم یہ کہ نہ ماننے والوں کو دنیا ہی میں ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر حکم دیا کہ اس ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ۔ اَلَا يَتَّقُونَ وہ بڑے ہی بیباک ہو چکے ہیں وہ خدا سے نہیں ڈرتے، شرک کرتے، غریبوں پر ظلم ڈھاتے اور عمرو و سرکشی میں بدست ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ رسالت کے سلسلے میں جو مشکلات نظر آئیں اور فرعون سے جو انہیں خدشہ تھا اس کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے معاون حاصل کرنا اور فرعون کے شر سے محفوظ رہنا مقصود تھا۔ امر الہی کے امتثال میں توقف مقصود نہیں تھا۔

وقال للذين ١٩ ٨١٢ الشعراء ٣٥

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ١٠ وَادْنَادِي رَبُّكَ مُوسَىٰ ١١

زبردست رحم والا ۱۰ اور جب بلکارا تیرے رب نے عہ موسیٰ کو کہ

اَنْتَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ١٢ قَوْمٌ فِرْعَوْنُ ١٣ اَلَا يَتَّقُونَ ١٤

جا اس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يُكَيِّدَ بُوْنُ ١٥ وَيَضْيِقُ ١٦

بولا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلا میں اور رک جاتا ہے

صَدْرِيْ ١٧ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلَيَّ هٰرُونَ ١٨

میرا جی اور نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے ہارون کو

وَكَلِّمْهُمْ عَلٰى ذَنْبِهِمْ فَاَخَافُ اَنْ يُقْتُلُوْنِ ١٩

اور ان کو کہہ مجھ پر ایک گناہ کا دعویٰ ہے سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں فرمایا

كَلَّا ٢٠ فَاذْهَبْ بِاٰتِنَا اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ٢١

کبھی نہیں ملے تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں

فَاٰتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٢٢

سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم لے کر آئے ہیں پیغام پروردگار عالم کا

اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْ اِسْرٰٓءِيْلَ ٢٣ قَالَ اَلَمْ تَرَبُّكَ

یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بولا کیا نہیں بلالہ ہے ہم نے تجھ کو

فِيْنَا وَلِيْدًا ٢٤ اَوْ كَبَشَتْ فِیْنَا مِنْ عَمْرِٖو سِنِيْنَ ٢٥

اپنے اندر لڑکا سا اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کتنی برس لے

وَفَعَلْتَ فَعَلْتِكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنْ

اور کر گیا تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا اور تو ہے

الْكٰفِرِيْنَ ٢٦ قَالَ فَعَلْتَهَا اِذَا وَاَنَا مِنَ

ناشکر تھا کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا

منزل

ہے ماقبل کے لئے۔ ان ارسل بمعنی ای ارسل لتضمن الرسول معنی الارسل وفيہ معنی القول (مدارج ۳۵) اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس میں رسالت کا دعویٰ اور دعوت توحید مذکور ہے اور اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْ اِسْرٰٓءِيْلَ میں قوم کی آزادی کا مطالبہ ہے۔ اللہ ان کی دعوت کے جواب میں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دو اعتراض کئے یہ پہلا اعتراض ہے۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ کیا حالت شیر خوار کی میں میں ہی نے تیری پرورش نہیں کی اور بچپن کا زمانہ تو نے میرے گھر ہی میں ناز و نعمت سے نہیں گزارا؟ مجھے تو میرے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہئے تھا لیکن تو بڑا احسان فراموش ثابت ہوا کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا رب اور الہ مانا ہے۔ وَفَعَلْتَ فَعَلْتِكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ اب حق موضع قرآن لا یعنی نہ ماننے پر جلد عذاب نہیں بھیجتا۔ بنی اسرائیل کا وطن تھا۔ ملک شام حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے حضرت یوسفؑ کے سبب مصر میں آ رہے۔ کتنی مدت گذری۔ اب حق تعالیٰ نے ان کو ملک شام دینا چاہا فرعون انکو جھوٹا تھا کہ ان سے کام لیتا بیگاریں۔ فل ایک قبطی کا خون ہوا تھا۔ اُن سے۔ سورہ قصص میں آوے گا۔

ولم یکن هذا الا التماس من موسى عليه السلام توقفاً في الامتنال بل التماس عون في تبليغ الرسالة (مدارج ۳۵) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار! مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلا میں گئے اور اس سے مجھے سخت ذہنی اذیت پہنچے گی طبیعت ملول و حزين ہو جائے گی اور دل میں انقباض پیدا ہوگا اور پھر میری تائید کرنے والا بھی کوئی نہ ہوگا اور میری زبان صاف نہ چل سکے گی اس لئے ہارون کے پاس پروردگار نبوت بھیج کر اسے معاون بنا دے کیونکہ اس کی زبان بھی صاف ہے اور وہ میری تائید بھی کرے گا۔ زبان نہ چل سکے کی وجہ یہ تھی کہ بچپن ہی سے آپ کی زبان میں رکاوٹ سی تھی عام گفتگو میں اگرچہ اس کا کوئی اثر ظاہر نہ تھا لیکن انہیں اندیشہ تھا کہ جب قوم کی تکذیب کی وجہ سے ان کی طبیعت میں انقباض رونما ہو تو کہیں ان کی زبان اس معمولی لکنت کی وجہ سے لڑکھڑانہ نہ جائے۔ التکذیب سبب لضيق القلب ضيق القلب سبب لتعسر الكلام علی من یكون فی لسانه حصة الخ (کبیر ج ۲) حشہ ۹ اور ان کو مجھ پر ایک قبطی کے خون کا دعویٰ بھی ہے اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ فریضہ تبلیغ ادا کرنے سے پہلے ہی مجھے قتل کر ڈالیں کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارا ایک آدمی قتل کر کے کہیں بھاگ گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کفار ہی اسباب کے تحت اللہ کے سوا کسی سے ڈرنا شرک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں عاتیں قبول فرمائیں! تائید کے لئے ہارون علیہ السلام کو بھی ساتھ کر دیا اور فرعون کے شر سے بھی محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمادیا۔ کلا یعنی تم بے فکر ہو وہ ہرگز تمہیں قتل نہیں کر سکیں گے فاذهباً تم اور ہارون دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ ہم اللہ کے رسول ہیں تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اَنْ اَرْسِلْ میں ان مفسرہ

پہلی نقلی دلیل

دو اعتراض

دو اعتراض

دو اعتراض

الصَّالِّينَ ۚ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ

جو کہنے والا تھے پھر بھاگنا میں کہ تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بھاگنا

لِي رَبِّي حَكِيمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۚ وَ

مجھ کو میرے رب نے حکم اور چھڑایا مجھ کو پہنچانے والا اور

تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنَّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَدْتُ رَبِّي إِسْرَءِيلَ ۚ

کیا تھ وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۚ قَالَ رَبُّ

بولا فرعون تھے کیا معنی پروردگار عالم کا کہا پروردگار

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنَّ كُنتُمُ

آسمان کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم

مُوقِنِينَ ۚ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْمَعُونَ ۚ

یقین کرو بولا تھے اپنے گرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمْ الْأَوَّلِينَ ۚ قَالَ إِنَّ

کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا بولا تمہارا

رَسُولُكَ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمْ جُنُونَ ۚ قَالَ

پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ضرور باؤلا ہے کہا

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا طِ إِنَّ كُنتُمْ

پروردگار مشرق کا اور مغرب کا تھے اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم

تَعْقِلُونَ ۚ قَالَ لَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَاءً غَيْرِي

جو مجھ رکھتے ہوئے بولا اگر تو نے چھڑایا کوئی اور حاکم میرے سوا

لَا جَعَلَنَّاكَ مِنَ الْمُسْجُورِينَ ۚ قَالَ أَوْ لَوْ جِئْتُكَ

تو مقرر ڈالوں گا تجھ کو قید میں کہا اور تھے اگر تے آئے ہوں میرے پاس

مذلل ۵

یہ دوسرا اعتراض ہے اور پھر تو نے میرے احسانات کی ناشکری اور حق تربیت کو فراموش کرنے ہوئے ایک اور گنہگار کا ارتکاب کیا اور میری قوم کا ایک آدمی بلا وجہ قتل کر دیا۔ وَكَأَنَّ مِنَ الْتَكْفِيرِ بَيْنَ يَدَيْكَ نِعْمَتٌ سَعَىٰ قَالَ أَكْثَرُ الْمَفْسَرِينَ الْجَاهِلِينَ لِنِعْمَتِي وَحَقِّ تَرْبِيَّتِي يَقُولُ رَبِّكَ فَيُنَادِيكَ فَيَقُولُ مَا أَفَعَلْنَا بِكَ أَنْ تَقْتُلَنَا مِنْ نَفْسٍ وَكَفَرْتَ نِعْمَتَنَا وَهِيَ رَوَايَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ (بخازن و معالجہ ص ۱۳) یہ دوسرے اعتراض کا جواب ہے بطور لف و نشر غیر مرتب۔ دوسرا اعتراض جو کہ عصمت میں قاذر تھا اس لئے اس کا جواب مقدم کیا یعنی قتل کا فعل مجھ سے بلا قصد و ارادہ سرزد ہوا تھا۔ کیونکہ میں نے قبلی کو بطور تادیب مارا لیکن وہ ضرب اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ وَأَنَا مِنَ الصَّالِّينَ اِيْ مِنْ الْجَاهِلِينَ وَاَرَادَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَذَلْكَ عَلَى مَا رَوَى عَنْ قَتَادَةَ اِنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ جَاهِلًا بِهِ غَيْرَ مُتَعَمِّدًا يَا هَ فَانَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا تَعَمَّدُ السُّوْكَرَ لِلتَّادِيْبِ فَأَدَّى اِلَى مَا أَدَّى (سروح ج ۱۵ ص ۱۵) اس غیر ارادی قتل کی وجہ سے مجھ سے تم سے خطرہ لاحق ہوا تو میں یہاں سے بھاگ نکلا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرمائی اور مجھے زمرہ مسلمین میں داخل فرمادیا۔ اس لئے نبوت سے پہلے اگر غیر ارادی طور پر مجھ سے قتل سرزد ہو گیا تو اس کی وجہ سے اب میری نبوت پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

حُكْمًا سَبَّ نُبُوتٍ يَأْخُذُ وَحُكْمَتِ مَرَادٍ هِيَ حُكْمُ اِيْ حِكْمَةٍ اَوْ نُبُوتٍ (ابو السعود ج ۶ ص ۱۵) اور یہ دلائل عقلیہ کی طرف اشارہ ہے اور وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ یہ دلائل نقلیہ اور دلائل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں اللہ کی طرف سے جو پیغام اور دعویٰ لے کر آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مجھے تینوں قسم کے دلائل بھی عطا فرمائے ہیں

۱۳ یہ پہلے اعتراض کا جواب ہے۔ اے عبدت ایہا بن عبدت یہاں عبدت کا سبب ہے یعنی تیرا کوئی احسان نہیں، اس لئے کہ تو نے میری قوم کو ذلیل و رسوا کر رکھا تھا، تو ان پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ تو میری قوم کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کر دیتا تھا اس لئے تو نے ظلم و عدوان سے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ میرے والدین میری تربیت نہ کر سکے اگر تیرا یہ ظلم و جور نہ ہوتا تو میری پرورش میرے ماں باپ ہی کرتے۔ بین ان حقیقۃ انما

علیہ تعبید بنی اسرائیل لان تعبید ہم و قصہ ہم بنیہ ابنا ہم و السبب فی حصولہ عندہ و تربیتہ و لو ترکہ ہم لرباہ ابواہ (مدار ج ۱ ص ۱۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کہا تھا اَنَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ اب فرعون نے ان سے سوال کیا وہ رب العالمین کون ہے اور اس کی صفات کیا ہیں؟ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ اِنَّهُ مُوسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فرمایا رَبُّ الْعَالَمِينَ وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ساری کائنات کا مالک ہے۔ اگر تم ماننا چاہو تو یہی کافی ہے کیونکہ جو ساری کائنات کا مالک ہو وہی کارساز، برکات دہندہ اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ۱۴ موسیٰ علیہ السلام کی بات کو بے اثر کرنے کے لئے فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کیا سنتے نہیں ہو موسیٰ کیا کہہ رہا ہے بھلا میرے سوا بھی کوئی رب ہے۔

اَلَا تَتَصَوُّونَ اِلٰی هٰذِهِ الْمَقَالَةِ اَعْرَابُہ و تَجْعَلُوْا اِذْ کَانَ تَحْقِیْقُ تَرْبِیَّتِہِ اَنْ فَرَعُوْنَ رَہْمَہ و مَعْبُوْدُہُم (بجرحہ ص ۱۳) قَالَ رَبُّکُمْ وَ رَبُّ اَبَائِکُمْ اَلَا وِلٰیئِیْنَ مَوْضِعُ قُرْآنٍ وَا حضرت موسیٰ ایک بات کہہ جاتے تھے اللہ کی قدرت میں پتے تلنے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ اُن کو یقین نہ آجائے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فَتَحِ الْمَرْمِلَ مَلِیْ بِنِیْ بَدَہُ کَرَفَتِ بِنِیْ اِسْرَءِیْلَ نِعْمَتٌ نُبُوْدُہِمْ پُہْمِیْنِ پُرُوْشُ کُرُوْنِ کہ بآن ضرورت بود نعمت نباشد ۱۳۔

وقال الذين ا۹

۱۲۱

منزلہ

میں سچے ہو تو وہ دلیل پیش کرو۔ فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید اس کی پیش کردہ دلیل میں بھی کچھ اعتراض اور سد و قدح کی گنجائش بل جائے۔ **فَالْقَصَصَٰةُ** الخ موسیٰ علیہ السلام نے فوراً اپنی لامعنی زمین پر والدی جو زمین پر گرتے ہی ایک ہیبتناک اثر دیا بن گئی جو ہر ایک کو صاف نظر آ رہا تھا۔ **وَنَزَعْنَا** الخ اس کے بعد اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر جو باہر نکالا تو وہ جگمگا رہا تھا جسے تمام حاضرین نے صاف صاف دیکھا۔ **۱۷۰** اب فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ عقلی دلائل اور معجزوں کے سامنے بالکل بے بس اور لاجواب ہو چکا تھا اور اس نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں اہل دربار موسیٰ علیہ السلام کی طرف مائل نہ ہو جائیں اس لئے اس نے فوراً اپنے درباریوں اور مقربوں سے کہا اب حقیقت واضح ہو گئی کہ موسیٰ پیغمبر نہیں ہے وہ ایک ماہر جادوگر ہے جو جادو کے زور سے تمہارے ملک پر اور تخت و تاج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اب تم مشورہ دو کہ اب اس سے نجات پانے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ **۱۷۱** **هٰذَا النُّعُورُ عَلَىٰ سَبِيلٍ لِّلنَّفِيرِ لَّيْلًا يَقْبَلُوهُ قَوْمُ مِصْرَ** (خازن) **۱۷۲** مقربین دربار نے مشورہ دیا کہ موسیٰ و ہارون

اطمینان قلب کے ساتھ صرف اسی صورت میں قائم رہ سکے۔ اُن کے لئے جب کہ ہمارے جادوگر غالب آجائیں۔ اس لئے سب لوگوں کو وہاں پہنچ کر جادوگروں کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔ ۵۲۲ جادوگروں نے فرعون کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے یہ سوال کیا حضور! اگر ہم مقابلے میں غالب آگئے اور موسیٰ و ہارون کو ہم نے ہرا دیا تو کیا ہمیں اس پر کچھ انعام بھی ملے گا؟ قَالَ نَعَمْ اِنْ فِرْعَوْنُ لَمْ يَكُنْ ضَرُورًا۔ انعام بھی ملے گا اور سب سے بڑھ یہ کہ تمہیں مقربین دربار میں شامل کر لیا جائے گا۔ ظالم و جابر حکمران ہمیشہ اہل حق کے مقابلے کے لئے اس قسم کے کرایہ کے علماء کو اپنے گرو جمع رکھا کرتے ہیں۔ ۵۲۳ مقابلے کے لئے جب موسیٰ علیہ السلام اور جادوگر آمنے سامنے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا جو کچھ لائے ہو میدان میں ڈالو۔ قَالَ لَقَدْ اَوْحَيْنَا لَمْوٰی وَعِصٰیہُمُ الْخَطِّ بِمَا نَحْنُ اَنْہُوں نے اپنی لاثمیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں تو وہ سانیوں کی طرح حرکت کرنے لگیں۔ دیکھنے والوں کو ایسا محسوس ہوا جیسا کہ سارا میدان سانیوں سے بھر گیا تھا۔ جادوگروں نے اپنی لاثمیاں اور رسیاں پھینکتے وقت فرعون کی عزت اور اس کے غلبہ و سلطان کی قسم کھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی مہارت فن پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنی کامیابی یقینی سمجھتے تھے۔ قَالَ لَقَدْ مَوْٰیہُ عَصَاہُ اب موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی لاثمی ڈال دی جو زمین پر گر گئی ہی ایک بہت بڑے اژدہا کی صورت میں منقلب ہو گئی جس نے جادوگروں کے تمام سپہ سالاروں کو ہڑپ کر لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے لاثمی پھینکی تھی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَاَوْحَيْنَا اِلٰی مَوْٰیہُ اَنْ اَلْقِ عَصَاہُ۔ جب انہوں نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا تو فوراً سمجھ گئے یہ جادو نہیں بلکہ یہ امر الہی ہے اس لئے بلا توقف اور بلا تاویل اس طرح سجدے میں گر پڑے کہ گویا کسی

وقال للذين ١٩

اور رسولی پر چڑھاؤں کا تہ سب کو ۵۲۶ ہوئے کچھ ڈر نہیں

مَنْزِل ۵

نے ان کو پکڑ کر گرا دیا ہو۔ اور زبان سے اعلان کر دیا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا رب ہے۔ اے خدو اساجدین اثر و شہاد و اذ لک من غیر تلعتہ و تردد لعلہم یریان مثل ذلک خارج عن حدود السجود انہ امر الہی قد ظہر علی بیدہ علیہ السلام لتصد بقلہ (سراوح ج ۱۹ ص ۱۷) ۵۲ فرعون جادو گروں کی ناکامی پر سخت پریشان اور پھران کے ایمان لانے پر بہت برہم ہوا اور اپنی خفت مٹانے اور رعیت پر اپنی خدائی کا رعب جمائے اور لوگوں کے دلوں سے اس ناکامی کا اثر زائل کرنے اور جادو گروں کو خوف زدہ کرنے کے لئے اس نے کہا۔ تم میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تم سب کا اس فن میں استاد ہے اور تم سب نے مل کر ایک منصوبہ بنا رکھا ہے اور تم جادو کے زور سے میری سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ اچھا دیکھو! ابھی میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں

موضع قرآن و یعنی میرے مصاحب رہو گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و تمہارا بڑا کہا رب کو یعنی موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو ۱۲ منہ رحمہ۔

لَنَا فِيهِ نَفْعٌ عَظِيمٌ لِمَا يَحْصِلُ لَنَا مِنَ الصَّابِرِ عَلَيْهِ
 لَوْحَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الشَّوَابِ لِعَظِيمِ (روح ج ۹ صفحہ ۱۹۵)
 ۳۷۔ یہ لاضبیر کی دوسری تفسیر ہے۔ اُن کُتَّابِ
 اِیْلان کُتَّاب اور ہمیں اس لئے بھی پرواہ نہیں کیونکہ
 ہمیں اس بات کی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ
 معاف فرمادے کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لا رہے
 ہیں۔ ۳۸۔ جب قوم فرعون پر حجت خداوندی تام ہو
 گئی اور قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات و
 آزادی کا وقت آگیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام
 کو حکم دیا کہ تم راتوں رات بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر
 شام کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ فرعون لاؤ لشکر کے ساتھ
 تمہارا تعاقب کرے گا۔ ۳۹۔ فَارْسَلْ فِرْعَوْنُ جِبَاحَ فِرْعَوْنِ
 كُومَعْلُومِ ہوا کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ لے بھاگے تو ان کا
 تعاقب کرنے کے لئے ملک کے تمام بڑے شہروں سے آدمی
 اکٹھے کئے۔ اِنَّ هَؤُلَاءِ اَحْمَرُ یہ ہیں کیا چیز غھوڑے سے تو
 ہیں لیکن ہمارے غلام اور ماتحت ہو کر ہماری اجازت
 کے بغیر ہی نکل کھڑے ہوئے ہیں جس سے ہمارا غضب
 جوش میں آگیا ہے۔ وَرَأَيْنَا كَجَمِيعِ حَادِرُونَ اور اب ہم
 حسرت و احتیاط کے طور پر ان کا تعاقب کر رہے ہیں کہ ان
 کو پکڑ کر سخت سزا دیں۔ ۴۰۔ فَارْفِصِمِ ہے فرعون مع
 لاؤ لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں چل نکلا، اس طرح ہم
 نے ان کو باغیوں اور ٹھنڈے چشموں سے، دولت سے
 لبریز خزانوں اور شاندار محلات سے نکال باہر کیا اور
 باقیماندہ بنی اسرائیل کو ان کی تمام املاک کا مالک بنا دیا۔
 كَذَلِكَ كَافِ بَيَانِ كَمَالِ كَيْفِ ہے یعنی قوم فرعون کو
 سلطنت اور تمام املاک سے محروم کرنا اور بنی اسرائیل
 کو ان کا وارث بنادینا ہمارا ہی کام تھا۔ ۴۱۔ جب
 سورج طلوع ہوا ہوتا تھا اس وقت فرعون مع قوم ان کے
 تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ بنی اسرائیل بحیرہ قلزم کے کنارے

س
ج
ع

وَقَالَ لَذِينَ

۸۱۶

الشَّعْرَاءِ ۳۷

اِنَّا اِلَى رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۵۰ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَغْفِرَ لَنَا

ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ہم عرض رکھتے ہیں کہ ہم بخش دے ہم کو

رَبَّنَا خَطِيئَتَا اَنْ كُنَّا اَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۵۱ وَ

رب ہمارا تقصیر میں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے اور

اَوْحَيْنَا اِلَى مُوسَى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِي اِنَّكُمْ

حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا

مُتَّبِعُونَ ۵۲ فَارْسَلْ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ

پہنچا کریں گے پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں

خَبِيرِينَ ۵۳ اِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ۵۴

نقیب یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے مٹوڑی سی

وَرَأَيْنَاهُمْ كُنَّا لَغَاظُطُونَ ۵۵ وَارْنَا كَجَمِيعِ حَادِرُونَ ۵۶

اور وہ مقرر ہم سے دل جلتے ہوئے ہیں اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں

فَاَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۵۷ وَكُنُوزٍ

پھر نکال باہر کیا ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے اور خزانوں اور

مَقَامٍ كَرِيمٍ ۵۸ كَذَلِكَ وَاَوْثَقْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ

عمدہ مکانات سے اسی طرح اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ چیزیں بنی اسرائیل کے

فَاتَّبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ ۵۹ فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعُ

پھر پیچھے پڑے ان کے سورج نکلنے کے وقت ۶۰ پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فرجیں

قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى اِنَّا لَمُدْرِكُونَ ۶۱ قَالَ كَلَّا ۶۲

کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے کہا ہرگز نہیں

اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِي ۶۳ فَاَوْحَيْنَا اِلَى مُوسَى

میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائے گا پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ

مَنْزِلَہ

پہنچے تو پیچھے سے فرعونوں نے ان کو آگیا۔ فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعُ جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو بنی اسرائیل نے کہا ہم تو پکڑے گئے۔ قَالَ كَلَّا اَلَمْ يَأْمُرْ
 عَلِيہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میرا رب حافظ و ناصر ہے وہ دریا کو عبور کرنے کی مجھے کوئی تدبیر بتلائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تو یقین تھا کہ فرعون انہیں پکڑ نہیں
 سکے گا اور وہ دریا کو صحیح سلامت عبور کر جائیں گے لیکن ابھی تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی صورت کیا ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عجیب دان نہ
 تھے۔ ۶۳۔ اب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی لائٹ سمندر پر ماریں فَانْفَلَقَ الْيَمُّ چنانچہ انہوں نے لائٹ ماری تو پانی کے درمیان سمندر کی نہ تک بارہ راستے بن گئے
 موضح قرآن ۱۔ ایک رات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں وبا پڑی ہر گھر میں بڑا بیٹھا گیا اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تھا کہ تیار رہیں اسی رات نکل کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے ان کو
 موضح قرآن ۲۔ اتم میں آخر فرعون کی تاکید سے سب نکل کر پیچھے لگے دریا کے قلزم پر جا لے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اِنْ اَضْرَبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ

کے مار اپنے عصا سے دریا کو پھر دریا بھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھاٹک

كَالطُّودِ الْعَظِيمِ ۙ وَاَزَلْنَا شَمَّ الْاٰخِرِيْنَ ۙ وَ

جیسے بڑا پہاڑ اور پاس پہنچا دیا ہم نے اسی جگہ دوسروں کو اور

اَنْجَيْنَا مُوسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ اَجْمَعِيْنَ ۙ ثُمَّ

بچا دیا ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سب کو پھر

اَغْرَقْنَا الْاٰخِرِيْنَ ۙ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۙ وَ

دوبایا ہم نے ان دوسروں کو اس چیز میں ایک نشانی ہے اور

مَا كَانْ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۙ وَاِنْ رَّبُّكَ

نہیں تھے بہت لوگ ان میں ماننے والے اور تیرا رب

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ وَاَثَلُ عَلَيْهِمْ نَبَا

وہی ہے زبردست رحم والا اور سنائے ان کو خبر

اِبْرٰهِيْمَ ۙ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ

ابراہیمؑ کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا مَّا فَتَنَّا لَهُمْ عٰكِفِيْنَ ۙ

وہ بولے اے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارا دن انہیں کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں

قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۙ اَوْ يَنْفَعُوْكُمْ

کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا

اَوْ يَضُرُّوْنَ ۙ قَالُوْا اَبَلْ وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا كَذٰلِكَ

یا بڑا بولے نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی

يَفْعَلُوْنَ ۙ قَالَ اَفَرءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ

کام کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو اے جن کو تم پوجتے رہتے ہو

منزلہ

اور پانی کا پہاڑ کی مانند اونچا نظر آنے لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سمندر میں راستوں کا بنانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قفسہ و اختیار میں نہ تھا۔ جب وہ نہ غیب دہاں تھے نہ متصرف و مختار تو معلوم ہوا کہ وہ برکات و ہندہ بھی نہ تھے۔ ۳۳ جب بنی اسرائیل سمندر کے خشک راستوں سے گزر رہے تھے اس وقت ہم نے دوسروں یعنی قوم فرعون کو بھی سمندر کے قریب کر دیا۔ جب انہوں نے یہ راستے دیکھے تو وہ بھی سمندر میں گھس گئے۔ قَاتِلْنَا مُوسٰى الْخٰسِیْ عَلٰی سُلٰمِ اور ان کے تمام ساتھیوں کو ہم نے صبح سلامت دوسرے کنارے پہنچا دیا ۳۴ اَغْرَقْنَا الْاٰخِرِيْنَ لیکن فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ هُوَ عَلٰی شَیْءٍ قٰدِرٌ لیکن یہ کافی دلیل ہے لیکن پھر بھی اکثر لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ ایسا غالب ہے کہ وہ مشکل و رومعاندہ لوگوں کو فوراً پکڑ سکتا ہے لیکن یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ مہلت دیدیتا ہے تاکہ مزید سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے بنی اسرائیل کو سمندر میں خشک راستے بنا کر اللہ ہی نے پار اتارا اور قوم فرعون کو بھی اسی ہی نے غرق کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو برکات بھی دی ہی دیتا ہے اور کوئی نہیں۔ ۳۵ یہ دوسری نقلی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ اس سے تخریف دنیوی مطلوب نہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر انکار دعویٰ کی وجہ سے اُس وقت عذاب نہیں آیا۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ اَلَمْ يَعْلَمُوا عَلٰی سُلٰمِ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے سوال کیا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تو تھا وہ کس چیز کی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ اس مکالمے سے ان پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جن معبودوں کی وہ عبادت و دعا میں مصروف ہیں وہ معبود ہونے کے مستحق نہیں ہیں۔ وَاِبْرٰهِيْمَ عَلٰی سُلٰمِ یَعْلَمُ اَنَّهُمْ عِبَادَةُ الْاَصْنَامِ وَلٰكِنَّہُمْ سَاٰلَہُمْ لٰی یَعْلَمُوْنَ مَا یَعْبُدُوْنَ وَہُمْ لٰی یَسْمَعُوْنَ

۳۶ بمسئولین للعبادة (مدارک ج ۳ ص ۳۳۳) مشرکین نے کہا تم ٹھاکروں کی عبادت کرتے اور ہر وقت انہی کی پرستش میں لگے رہتے ہیں۔ قَالَ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اَوْ یَنْفَعُوْكُمْ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اب دوسرا سوال کیا کہ کیا یہ تمہارے معبود تمہاری پکار کو سنتے ہیں، پکارنے کی صورت میں تمہیں نفع پہنچاتے اور نہ پکارنے کی صورت میں تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں؟ قَالُوْا اَبَلْ وَجَدْنَا اٰکِثَرَهُمْ یَفْعَلُوْنَ یہ مشرکین کا جواب ہے۔ بَلْ مَا قَبْلُ سے اضراب ہے یعنی وہ نہ سنتے ہیں اور نہ نفع و ضرر ان کے اختیار میں ہے ہم تو خُص اپنے باپ دادا کی دیکھا دیکھی ان کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کے پاس ان معبودوں کے سمیع اور نافع و ضار ہونے کی چونکہ کوئی دلیل نہ تھی اس لئے مجبوراً انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ باپ دادا کے عمل کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اَضْرَبُوا عَنْ اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمْ سَمْعٌ اَوْ نَفْعٌ اَوْ ضَرٌّ اَوْ اِلٰہٌ سِوٰی الَّذِیْ فَتَنَّاہُمْ قَالُوْا لَا یَسْمَعُوْنَ وَلَا یَنْفَعُوْنَ وَلَا یَضُرُّوْنَ وَاِنَّمَا اٰبَاءُنَا یَفْعَلُوْنَ مِثْلَ فَعَلْنَا وَیَعْبُدُوْنَہُمْ مِثْلَ عِبَادَتِنَا فَتَدْبِرُنَا بَعْدَ مَا یَعْلَمُ (روح ج ۳ ص ۳۳۵) جب مشرکین نے اپنے معبودوں کے غمزہ کا اعتراف کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جن معبودوں کی تم اور تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے چونکہ وہ نہ اپنے

موضع قرآن و پانی پھٹ کر اٹھا ہر جگہ سے پھٹ کر گئیں بارہ قبیلہ بنی اسرائیل اس میں پیچھے بیچ میں پانی کے پہاڑ گھڑے رہ گئے یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو کہ کہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے بدر کی لڑائی میں جیسے فرعون تباہ ہوا۔

الشعر آ ٢٤٦

ALA

وقال لذين ١٩

تم اور تمہارے باپ دادا کے اگلے سو وہ میرے غنیمت ہیں

مگر جہاں کا رب جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلا تاہم رحمتہ

اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں

لو وہی سفیٰ دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مایہ کا اور پھر جلائے گا

اور وہ جو کہو کسی جگہ ہے یہی مسخیر انسان ہے جس

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لَكَ شَاكِرِينَ

مِنْ وَاشْتَرَى حَبَّةَ النَّعْمِ ۖ وَاعْفُ رَأْفَةً

كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ (٨٩) وَلَا تَخْزِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ آمَنَ إِلَى اللَّهِ

بَعِثْ سَيِّدًا ۖ وَارِثًا رَجُلًا يَدْعُهُ بِاسْمَيْنِ ۙ (٩٠)

مقدمه

منزلہ

میں یہ ادغال الہی ہے

تجدید یہ مراد ہوا اور مطلب یہ ہو کہ آخری زمانہ میں ایک پیغمبر مبعوث فرما جو میرے اصول دین کی تجدید کرے اور الزمان من یكون داعیا الى الله تعالى وذلك هو محمد طلب لهیت الحسن والذکر الجمیل فیہم ربعة من ملة ابراهيم عليه السلام روح ج ۱۹ ص ۱۰۰ اسلام کی توفیق عطا فرما کر اس کے گناہ معاف فرما دے موضح قرآن و لا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمان میں میرے

پیغمبر مبعوث فرما جو میرے اصول دین کی تجدید کرے اور میری طرح لوگوں کو توحید کی دعوت دے۔ التاویل لثانی انہ سأل ربہ ان يجعل من ذریئہ فی آخر الزمان من یکون داعیا الی اللہ تعالیٰ وذلك هو محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر ج ۴ صفحہ ۵۷) ویتعل ان یراد بالآخرین اخوامة یبعث فیہا نبی وانہ علیہ السلام طلب لہبیت الحسن والذکر الجمیل فیہم یبعثہ نبی یجد داصل دینہ ویدعو الناس الی ما کان یدعوہم الیہ من التوحید معلما لہما ان ذلک ملۃ ابراہیم علیہ السلام (روح ج ۱۹ صفحہ ۳۸) اور مجھے جنت نعیم کے داروں میں شامل فرماؤ اغفر لابی الخ اور میرا باپ مشرکین میں سے ہے اسے ایمان و اسلام کی توفیق عطا فرما اس کے گناہ معاف فرما دے۔ واغفر لابنی بالہدیۃ والتوفیق للایمان (ابو السعود ج ۴ صفحہ ۳۳) وَلَا تُخْزِنِ یَوْمَ یُبْعَثُونَ

موضح قرآن فلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمان میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور امت ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

خاندان سے تھے اخوہم نسباً لادیناً (مدارک ج ۳ ص ۳۵۸)، حقیقی اخوت کے علاوہ اخوت کی اور بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً قومی اخوت یعنی ہم قوم ہونا اس میں ہم مذہب ہونا ضروری نہیں، جیسا کہ حضرت نوح، ہود، صالح اور لوط علیہم السلام کو اپنی اپنی مشرک قوم کا بھائی کہا گیا۔ اور حبشی اخوت اس لحاظ سے تمام بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور دینی اخوت یعنی ایک دین و مذہب کے پیرو آپس میں دینی بھائی ہیں جیسا کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا اعدوا ربکم واکرموا الخاکمہ یعنی عبادت تو اپنے رب کی کرو اور میں تمہارا بھائی ہوں میرا جو احترام اللہ نے تم پر فرض کیا ہے وہ بجالاؤ لیکن میری عبادت نہ کرو۔ یہاں اخوت

دوقال للذین ۱۹ ۸۲۰ الشعراء ۲۶

الَّتِي تَتَّقُونَ ۱۰۶ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اٰمِیْنٌ ۱۰۷ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے واسطے پیغام لانے والا ہوں معتبر شکہ سوڈرو

اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنَ ۱۰۸ وَمَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِیْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱۰۹ فَاتَّقُوا اللّٰہَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر سوڈرو اللہ سے

وَاَطِیْعُوْنَ ۱۱۰ قَالُوْا اَنْتَ مِنْ کُلٍّ وَاَتَّبَعَكَ

اور میرا کہا مانو بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں شکہ اور تیرے ساتھ ہوئے ہیں

اَلْاَرْضُ لَوْ ۱۱۱ قَالَ وَمَا عَلَیْیَ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۱۱۲

کہنے شکہ کہا مجھ کو کیا جانتا ہے اس کا جو کام وہ کر رہے ہیں د

اِنْ حَسَابُہُمْ اِلَّا عَلٰی رَزْیِیْ کُوْتُ شَعْرُوْنَ ۱۱۳ وَمَا

ان کا حساب پوچھنا میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں

اَنَا بَاطِرٌ دَالِمٌ مِّنْہِیْنَ ۱۱۴ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مِّنْہِیْنَ ۱۱۵

مانگنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو میں تو بس ہی ڈر سناتے والا ہوں کھلے

قَالُوْا اَلَیْنَ لَمْ تَنْتَهِ لِنُوحٍ لِّسٰکُوْنٍ مِّنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ۱۱۶

بولے اگر تو نہ شکہ چھوڑے گا اے نوح تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذٰبُوْنَ ۱۱۷ فَافْتَحْ بَیْنِیْ

کہا اے رب میری قوم نے تو مجھ کو جھٹلایا سو فیصلہ کرے میرے

وَبَیْنَهُمْ فَتَحَاوَنَجَّیْیَ وَمَنْ مَّعِیْ مِّنَ

اور مجھ بچ میں کسی طرح کا فیصلہ اور بچالے مجھ کو اور جو میرے ساتھ ہیں

اَلْمُؤْمِنِیْنَ ۱۱۸ فَاَنْجِیْنٰہُ وَمَنْ مَّعَہُ فِی

ایمان والے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے

منزلہ

سے دینی اخوت مراد ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے دینی بھائی ٹھہرے تو ظاہر ہے کہ اس ساری دینی برادری میں آپ سب سے بڑے بھائی اور سب سے افضل و اشرف قرار پائے تقویۃ الایمان میں شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کا یہی مفہوم ہے۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ نبوت سے پہلے ہی اخلاقی محاسن و فضائل سے آراستہ ہوتے ہیں اور اپنی قوموں اور اپنے ماحول میں دیانت و امانت اور دینی اخلاقی خوبیوں کے ساتھ معروف ہوتے ہیں اس لئے حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے اپنی اپنی قوم کو اس مسلمہ حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ میری دیانت و امانت کو تو تم پہلے ہی سے جانتے ہو اس لئے میں جو کچھ کہوں گا وہ حقیقت ہوگی میں اللہ کا رسول ہوں اس لئے تم میری اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرو، اس کی توحید کو مانو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنَ فِیْمَا اَمَرَکُم بِہِ مِنَ التَّوْحِیْدِ وَالطَّاعَةِ لِلّٰہِ تَعَالٰی (روح ج ۱۰ ص ۱۰۸) اور پھر یہ بھی سوچو اس وعظ و تبلیغ پر میں تم سے کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کر رہا ہوں۔ اس لئے مجھ پر کسی لالچ وغیرہ کا الزام لگانے میں اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ شکہ مشرکین نے حضرت نوح علیہ السلام کو جواب دیا کہ تجھے ماننے والے تو بہت گھٹیا اور پست طبقہ کے لوگ ہیں اگر تم بھی تم پر ایمان لے آئیں تو پھر ہمیں ان رذیل لوگوں کے ساتھ بیٹھنا پڑے گا۔ یہ بات تم برداشت نہیں کر سکتے سرمایہ دار اور دولت مند طبقے کی خواہ وہ حسب و نسب کے اعتبار سے کتنا ہی پست ہو ہمیشہ سے یہی ذہنیت رہی ہے کہ غریب اور مفلس طبقہ کو انہوں نے ہمیشہ حقیر و ذلیل سمجھا ہے۔ خواہ حسب و نسب اور محاسن اخلاق کے اعتبار سے وہ کتنا ہی شریف اور بلند ہو یا رذیلون سے منافق مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ صرف ظاہر میں تجھ پر ایمان لائے ہیں اور باطن میں تیرے دین کے مخالف ہیں۔ و

حاصلہ وما وظیفتی الا اعتبارا لظواہر دون النشوق عن القلوب والتفتیش عما فی السرائر فما یضرب فی عدم اخلاصہم فی ایمانہم کما ترجمون (روح ج ۱۰ ص ۱۰۸) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میرا کام ظاہر حال پر حکم لگانا ہے باطن کا حال مجھے معلوم نہیں۔ اِنْ حَسَابُہُمْ اِلَّا عَلٰی رَزْیِیْ کُوْتُ شَعْرُوْنَ (روح ج ۱۰ ص ۱۰۸) تو اللہ کو معلوم ہے۔ میرا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اس لئے جو لوگ مشرک سے تائب ہو کر توحید پر ایمان لائے ہیں میں ان کو اپنے پاس سے ہٹا نہیں سکتا۔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مِّنْہِیْنَ (روح ج ۱۰ ص ۱۰۸) میں تو صرف ڈر سناتا ہوں اور اشرف ہوں یا اراذل اور پھران دونوں فریقوں میں سے جو بھی میری موعظ قرآن و کتب کا منہ نہیں مانتے وہ غرض کہ انکے کام سے کیا غرض کہ انکے ہمیشہ کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝ (۱۱۹)

اس لڑی ہوئی کشتی میں پھر ڈوبا دیا ہم نے اس کے بچھان باقی رہے ہوؤں کو

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ هُمْ مُؤْمِنُونَ ۝ (۱۲۰)

البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ہیں ماننے والے

وَأَنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ (۱۲۱)

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

عَادُ الْاِسْرَافِ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ هُوْدُ

عاد نے پیغام لانے والوں کو بھائی ہود نے

اَلَا تَتَّقُونَ ۝ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہوں سو ڈرو

اللّٰهَ وَاطِيعُوْنَ ۝ وَمَا اَسْأَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۝

اللہ سے اور میرا کہا مالو اسے اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِیْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَتَتَّبِعُونَ بِکُلِّ

میرا بدلہ ہے اس جہان کے مالک پر کیا بناتے ہو ہر

رَبِّعِ اٰیَةٍ تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصٰنِعَ لَّعَلَّکُمْ

ادبچی زمین پر ایک نشان کھیلنے کو اور بناتے ہو کارگیریاں شاید تم

تُخْلَدُوْنَ ۝ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ۝ (۱۲۰)

ہمیشہ رہو گے طا اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاطِيعُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِیْ اَمَدَّکُمْ

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مالو اور ڈرو اس سے جس نے تم کو پہنچایا

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَمَدَّکُمْ بِاَنْعَامٍ وَبَنِیْنَ ۝ وَ

وہ چیزیں جو تم جانتے ہو پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور

منزل ۵

دعوت قبول کر لیا وہ مؤمن ہے اور میرا ساتھی ہے۔ ۱۱۸ حضرت نوح علیہ السلام عرصہ دراز تک اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور قوم ضد پر اڑی رہی آخر قوم کے سرداروں نے نوح علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی کہ اے نوح! اگر تو اپنے اس عقیدے اور اس وعظ سے باز نہ آیا تو ہم تجھے سنگسار کر دیں گے۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قُوِّیْ کَآءُوْنِ اب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میرے پروردگار! میری مسلسل تبلیغ کے باوجود میری قوم تکذیب پر قائم ہے اس لئے اب میرے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ فرما دے یعنی ان پر عذاب نازل کر کے ان کو ہلاک کر دے اور مجھ کو اور ایمان والوں کو اس عذاب سے بچالے۔

۱۱۹ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے مطابق ہم نے

ان کی قوم پر طوفان بھیج دیا۔ نوح اور اس کے مومن

ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ رکھا اور طوفان سے بچا

لیا لیکن باقی تمام مشرکوں کو غرق کر کے ہلاک کر دیا

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ صرف اللہ

تعالیٰ ہی ہے جس نے نوح علیہ السلام اور مومنوں کو

طوفان سے بچایا اور یہی نوح علیہ السلام کی دعوت تھی

نیز مشرکین قوم نوح کے اس انجام بد سے مشرکین کو

کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ۱۲۰ یہ جو تھی نقلی دلیل

اور تخویف دہیوی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ هُوْدُ

متا۔ اِنْ اَجْرِیْ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کی تفسیر بھی

گذری ہے۔ اَتَتَّبِعُونَ بِکُلِّ رَبِّعٍ اٰیَةٍ تَعْبَثُونَ

آیہ علامت، مینار۔ مَصٰنِعَ مالیشان عملات حضرت

ہود علیہ السلام نے قوم کو دعوت توحید دینے کے

بعد متنبہ فرمایا کہ تم ہر بلند پہاڑ اور ٹیلے پر شان و شوکت

کے اظہار کے لئے بے مقصد اونچے اونچے مینار بنا رہے

ہو اور بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کر رہے ہو اب

معلوم ہوتا ہے کہ تم دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امیدیں

باندھے بیٹھے ہو۔ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ

شرط اور دوسرا جزا ہے اور جب تیرے بٹشے

ثانی کے فاعل سے حال ہے یعنی دولت و ریاست کے

خمار میں غریبوں پر ظلم و جبر بھی کرتے ہو۔ ۱۲۱

لئے تم اللہ سے ڈرو اور ان تمام عبت اور ظالمانہ افعال

کو چھوڑ دو اور اللہ کی طرف سے جو احکام میں لایا ہوں

ان کی پیروی کرو۔ وَاتَّقُوا الَّذِیْ اَمَدَّکُمْ

کوالہ کے انعامات یاد دلانے تاکہ ان کے دلوں میں

جذبہ تشکر پیدا ہو۔ یعنی اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں

وہ تمام نعمتیں عطا کیں جو تمہیں خوب معلوم ہیں اور

جن سے تم دن رات فائدہ اٹھاتے ہو۔ اَمَدَّکُمْ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ سے بدل ہے۔ یعنی جس نے تمہیں چوپائے عطا کئے جن سے تم گونا گوں فوائد حاصل کرتے ہو۔ اس نے تمہیں فرزند عطا فرمائے جن سے تمہاری زندگی کی رونق اور تمہاری نسل کا بقا ہے۔ اس نے تمہارے لئے باغ اگائے اور پانی کے چشمے جاری فرمائے۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فل ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے مضبوط مینار سے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے مگر نام اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

موضع قرآن کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ۱۲۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۵۲ میری قوم! مجھے خطر ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے مسلسل انعامات کے باوجود کفران نعمت کرو گے اور اللہ کے سوا اوروں کو کار ساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے رہو گے تو آخر ایک دن نہایت ہی دردناک عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے۔ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أُنْزِلَ الْإِسْلَامُ مِنْ قَبْلِهِ أَوْ يُنْزِلَهُ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْهُ قُلْ عَسَى أَنْ ياتِيَ الْآيَاتُ مِنْكُمْ أَوْ يُنْزِلَ مِنْ سَمَاءٍ آيَاتٌ لَكُمْ تَسْكُنُ ۚ (۵۳) خَلْقَ لَعْنَتِي عَادَتِ - یہ عالیشان محل بنانا اور یادگار بنانے کی تعمیر کرنا اور دنیوی نعمتوں سے متمتع ہونا یا ایسا توحید کا وعظ سننا

وقال لذین ۱۹ ۸۲۲ الشعراء ۲۶

جَنَّتْ وَعِيُونٌ ۚ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

باغ اور چشمے میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے

يَوْمٍ عَظِيمٍ ۚ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوْ عَظَتْ أَمْ

دن کی آفت سے بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا

لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ۚ إِنَّ هَذَا إِلَّا خُلُقٌ

نہ بنے تو نصیحت کرنے والا اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے

الْأَوَّلِينَ ۚ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ ۚ فَكَذَّبُوهُ

اگلے لوگوں کی صفہ اور ہم پر آفت نہیں آنے والی صفہ پھر اس کو جھٹلاتے گئے

فَاهْلَكَنَّهُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۚ وَمَا كَانَ

تو ہم نے ان کو غارت کر دیا اس بات میں البتہ نشانی ہے اور ان میں

أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ

بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست

الرَّحِيمُ ۚ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطُغْيَانِهِ وَاتَّخَذَ

رسم والا جھٹلایا ثمود نے پیغام لانے والوں کو صفہ جب

قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ ضَلِحَ ۚ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ إِنِّي

کہا ان کو ان کے بھائی صانع نے کیا تم ڈرتے نہیں میں

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

تمہارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو صفہ

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا

اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی

عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هُمْ بِ

جہان کے پالنے والے پر کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو یہاں کی چیزوں میں

منزل ۵

فسرہ الراغب (روح ج ۱۰ ص ۱۰۱) یعنی کیا تم دنیا میں ہمیشہ ہی پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر فخر و مباہات کے طور پر یا اظہار مہارت و فن کاری کے لئے عظیم الشان گھر بناتے رہو گے۔ ۵۳ تمہیں دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا اس لئے خدا سے ڈرو اور اس کے ساتھ شکر نہ کرو اور میری اطاعت کرو، میں حکم خداوندی سے صراط مستقیم کی طرف تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں۔ وَلَا تَطِيعُوا أَمْرَ الْمُشْرِكِينَ ۚ مَسْغُوفِينَ ۚ کفر و شرک میں قوم کے راہنما اور رؤسا مراد ہیں۔ وَالْمَسْغُوفُونَ ۚ ہر کبراء ہوا و علا صہمہم فی الکفر والاضلال وکانوا قسعة رھط یفسدون فی الارض (مجدد، ص ۳۳) المسرفین قال ابن عباس المسرفون (خازن ومعالم ج ۱ ص ۱۰۱) جو لوگ کفر و شرک اور گمراہی کی اشاعت کر کے ملک میں شر و فساد پھیلا رہے ہیں ان کی پیروی مت کرو۔

ع ۱۱

پانچویں صفہ

سنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو ایک پرانی ریت اور ڈگر ہے جس پر پہلے لوگ چلے آ رہے ہیں۔ تم سے پہلے کئی وعظ سنانے والے آئے مگر ہمارے باپ دادا اپنے دین پر قائم رہے اور ہم بھی ان کے دین پر قائم ہیں۔ وہ آئے اور چلے گئے، ہم بھی آئے ہیں اور آخر مر جائیں گے پسلسہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ کوئی حشر و نشر نہیں اور نہ کوئی جزا و سزا ہے۔ مَا هَذَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ مِنَ الدِّينِ الْأَوَّلِينَ وَعَادَتِهِمْ كَانُوا بِهِ يَدِينُونَ وَنَحْنُ بِهِمْ مَقْتَدُونَ وَمَا هَذَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَيَاةِ وَالْمَوْتِ الْأَعَادَةِ لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِمُ النَّاسُ فِي قَدِيمِ الدَّهْرِ وَمَا هَذَا الَّذِي جِئْتُ بِهِ مِنَ الْكُذْبِ الْأَعَادَةِ الْأَوَّلِينَ كَانُوا يَلْفَقُونَ مِثْلَهُ وَيَسْطُرُونَهُ كَبِيرِجٍ ۚ ۵۴ یہ مزاجینا دنیا کا پرانا دستور ہے اس کے بعد کوئی حشر و نشر اور ثواب و عقاب نہیں فَكَذَّبُوهُمُ أَخِرُ قَوْمٍ نَزَلَ بِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي تَكْذِيبُ كِي تَوَانِهِمْ هَلَاكٌ كَرِيهٌ ۚ اس واقعہ میں کافی عبرت و نصیحت ہے۔ ۵۵ یہ پانچویں صفہ نقلی دلیل اور تحویف اخروی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ ضَلِحَ ۚ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ تَنَا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ أَتُتْرَكُونَ ۚ الخ قاصد موصولہ ہمارا صلہ۔ اَمِينٌ ۚ مُتْرَكُونَ ۚ کے نائب فاعل سے حال ہے۔ یہی جنت الخ فی مَا هُمْ بِمَنْ سَبَدِل ۚ ہے (روح) کیا تم یہاں دنیا میں، ان باتوں اور چیزوں میں، ان سرسبز و شاداب کھیتوں، تر و تازہ اور گھنے گچوں سے لدی ہوئی کھجوروں میں ہمیشہ ہی داد عیش دیتے رہو گے اور خدا کے یہاں حاضر نہیں ہو گے؟ وَتُتْرَكُونَ الخ یہ مُتْرَكُونَ پر معطوف ہے۔

فَارْهَيْتُ أَيُّ الشَّرِّينَ بِطَرِينِ كَمَا دَوَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ... قَالَ بُوَصَالِحٍ حَاذِقِينَ وَبِذَلِكَ فَسَّرَهُ الرَّائِبُ (روح ج ۱۰ ص ۱۰۱) یعنی کیا تم دنیا میں ہمیشہ ہی پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر فخر و مباہات کے طور پر یا اظہار مہارت و فن کاری کے لئے عظیم الشان گھر بناتے رہو گے۔ ۵۶ تمہیں دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا اس لئے خدا سے ڈرو اور اس کے ساتھ شکر نہ کرو اور میری اطاعت کرو، میں حکم خداوندی سے صراط مستقیم کی طرف تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں۔ وَلَا تَطِيعُوا أَمْرَ الْمُشْرِكِينَ ۚ مَسْغُوفِينَ ۚ کفر و شرک میں قوم کے راہنما اور رؤسا مراد ہیں۔ وَالْمَسْغُوفُونَ ۚ ہر کبراء ہوا و علا صہمہم فی الکفر والاضلال وکانوا قسعة رھط یفسدون فی الارض (مجدد، ص ۳۳) المسرفین قال ابن عباس المسرفون (خازن ومعالم ج ۱ ص ۱۰۱) جو لوگ کفر و شرک اور گمراہی کی اشاعت کر کے ملک میں شر و فساد پھیلا رہے ہیں ان کی پیروی مت کرو۔

کھہ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کو جواب دیا اے صالح! تیرے پاس کوئی وحی نہیں آئی اصل بات یہ ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے (العیاذ باللہ) تیری عقل میں خلل واقع ہو گیا اور تو نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے ورنہ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو بھی ہم جیسا بشر اور انسان ہی تو ہے پھر تم میں کوئی انبیاءِ خوبی ہے کہ تمہیں نبوت کے لئے جن لیا گیا ہے قَاتِ بِأَيِّ آيَةٍ لِّهَذَا اَلَّذِیْ دَافَعِیْ تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی سچائی پر کوئی عجیب و غریب نشان پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اپنی کم عقلی اور کوتاہ فہمی کی وجہ سے نبوت اور بشریت میں منافات سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ نبوت ایک ایسا بلند پایہ اعزاز ہے جو کسی بشر کو نہیں مل سکتا۔ اس لئے نبی تو نوری فرشتہ ہونا چاہئے نہ کہ خاکی بشر۔ اِنَّكَ یٰۤاِسْہٰرُ مِثْلُنَا فَكَيْفَ تَكُوْنُ نَبِیًّا وَهٰذَا بِمَنْزِلَةِ مَا كَانُوْا یَذْكُرُوْنَ فِی الْاَنْبِیَآءِ اَنَّهُمْ لَوْ كَانُوْا صَادِقِیْنَ لَكَ اَنْوَاعٌ مِّنْ جَنْسِیْهِمْ لَكَ (کبیر ۲۳)

الشعر ۲۶

۸۲۳

وقال الذین ۱۹

اٰمِنِیْنَ ۝۱۴۶ فِیْ جَنَّتٍ وَّعِیُوْنٍ ۝۱۴۷ وَزُرُوْعٍ وَّ

بے کھٹے باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور

نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ۝۱۴۸ وَتَنْحِتُوْنَ مِنْ

کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو

اَلْجِبَالِ بُیُوْتًا فَرٰہِیْنَ ۝۱۴۹ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْا

پہاڑوں کے گھر تکلف کے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

وَلَا تُطِیْعُوْا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝۱۵۱ اَلَّذِیْنَ

اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو

یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ۝۱۵۲

خرابی کرتے ہیں ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے

قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسْحَرِیْنَ ۝۱۵۳ مَا اَنْتَ اِلَّا

بولے تم بے ہوش تو کسی نے جادو کیا ہے تو بھی ایک

بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۝۱۵۴ قَاتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنْ

آدمی ہے جیسے ہم سولے آکھ نشان اگر تو

الصّٰدِقِیْنَ ۝۱۵۵ قَالَ هٰذِهِ نَاقَةُ لِّہَا شَرْبٌ وَّ

سچا ہے کہا یہ اونٹنی اس کیلئے پانی پینے کی ایک باری اور

لَكُمْ شَرْبٌ یَّوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝۱۵۶ وَلَا تَمْسُوْهَا بِسُوْءٍ

تمہارے لئے باری ایک دن کی مقرر و اور مت پھیڑو اس کو بُری طرح سے

فَیَاْخُذْكُمْ عَذَابٌ یَّوْمٍ عَظِیْمٍ ۝۱۵۷ فَعَقَرُوْهَا

پھر پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دن کی پھر کاٹ ڈالا اس اونٹنی کو وہ

فَاَصْبَحُوْا نِدْمِیْنَ ۝۱۵۸ فَاَخَذَہُمْ الْعَذَابُ اِنْ

پھر کل کورہ گئے پچھتاتے و پھر آپکڑا ان کو عذاب نے البتہ

۵۸ مشرکین نے صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ ایک مخصوص پتھر میں سے اونٹنی پیدا ہو اور اسی وقت اس کے ایک بچہ پیدا ہو جو جسم اور قدر و قامت میں اس کے برابر ہو۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی تو اللہ نے مشرکین کا منہ مانگا معجزہ ظاہر فرمادیا۔ دومی انہم قالوا نرید ناقة عسبراء تخرج من هذه الصخرة فتلد سقبا فجعل صلہ تیغک فقال جبریل صل رکعتین ولسئل ربک الناقة ففعل فخرجت الناقة و نمتجت سقبا مثلہما فی العظم (مداد لہجہ ۳۷۳) اب بطور ابتلاء ان پر یہ پابندی لگادی گئی کہ چشے سے ایک دن وہ پانی پیا کریں اور اپنے مویشیوں کو پلا یا کریں اور لیکن اونٹنی کے لئے مخصوص رہے ان کی باری میں اونٹنی نہ پیئے گی اور اونٹنی کی باری میں وہ پانی استعمال نہ کریں۔ وَلَا تَمْسُوْهَا بِسُوْءٍ اَلَّذِیْ اَوْثَقَیْ کو کسی قسم کی تکلیف بھی مت دینا ورنہ سخت ترین عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ ۵۹ پانی کے ایک دن کے نافرمانی سے انہیں تکلیف ہونے لگی اس لئے انہوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا اور سب نے خوشی سے ایک آدمی کو اس کام پر مقرر کر دیا جس نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد جب اللہ کا عذاب آگیا تو اب اپنے گئے پر بہت پشیمان ہوئے گمراہ کیا فائدہ چنانچہ عذاب صیغہ سے اللہ نے انکو ہلاک کر دیا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَآیَةً لِّمَنْ اَسٰی تَفْسِیْرٌ کَرِہِیْ ہے۔

منزل ۵

موضح قرآن و اونٹنی پیدا ہوئی۔ پھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح کی دعا سے چھوٹی پھرتی جس جنگل میں چرنے جاتی سب مویشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے اور جس تالاب پر پانی کو جاتی سب مویشی وہاں سے بھاگتے تب یوں ٹھیرا دیا کہ ایک دن پانی پر وہ جاوے ایک دن اوروں کے مویشی جاویں ۱۲ منہ رحمہ اللہ و ایک عورت بدکار کے گھر مویشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے اس کے تین دن بعد عذاب آیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۳۵ یہ جھٹی نقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اٰخُوهُمْ لُوْطٌ اِنِّيْ اَنۡتَوٰنَ الدُّكَّٰنَ اَلَا تَرَ اَنۡ اَخُوکُمْ لُوْطٌ ظَلَفَ فطرتِ قتل کی عادی تھی حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں اس فعل بد سے منع کرتے ہوئے فرمایا کس قدر کم عقلی ہے کہ تم مردوں سے خلاف فطرت فعل کا ارتکاب کرتے ہو اور جہنمی تسکین حاصل کرنے کے لئے اللہ نے تمہارے لئے جو بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ اِنۡہ پھر اس فعل شیع کے ارتکاب میں

تم اس قدر حد سے گذر چکے ہو کہ تمہاری فطرت ہی مسخ ہو چکی ہے اور تم بھری مجلس میں بھی یہ فعل کرتے ہوئے نہیں شرماتے ہو جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَتَاۡتُوۡنَ فِیۡ نَادِیۡکُمْ اُمۡمًا مَّکۡرًا (عنکبوت) اے حضرت لوط علیہ السلام کی مشفقانہ پند و نصیحت کے جواب میں سرکش قوم نے نہایت تند اور طاغیانہ جواب دیا۔ اے لوط! اگر تو اپنے دعویٰ نبوت سے اور اس وعظ و تبلیغ سے باز نہ آیا تو ہم تمہیں شہر بدر کر دیں گے اور یہاں نہیں رہنے دیں گے۔ قَالَ اِنِّیۡ لِعَمَلِکُمۡ مِّنۡ الْقٰلِیۡنَ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی دھمکی کی ذرا پروا نہ کی اور صاف فرمادیا مجھے تمہارے اس فعل سے سخت نفرت ہے اور میں خود تم سے بیزار ہوں اور تم سے دوری چاہتا ہوں۔ قَابِلٌ عَلَیۡہِ السَّلَامُ تہدید ہم فخرِ لک بماذکتبہا علی عدم الاکثرات بہ وانہ راغب فی الخلاص من سوء جوارہم لشدة بغضہ لعلہم (روح ج ۱۵ ص ۱۱۱) اے اب اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مناجات کی کہ فرمادے مجھ اور میرے اہل کو ان کے عمل بد کے وبال و عذاب سے محفوظ رکھیو۔ فَنَجَّیۡنَہٗ وَاٰہِلَہٗ اَنۡہ ہم نے لوط اور ان کے اہل بیت

فِیۡ ذٰلِکَ لَاۤیۡۃٌۢ لِّہٖۡ وَمَا کَانَ اَکْثَرُہُمْ مُّؤْمِنِیۡنَ ۝۱۵۸

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے

وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝۱۵۹ کَذَبَتْ قَوْمٌ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

لُوۡطٍ اِلٰہِۡمُ سٰلِیۡنَ ۝۱۶۰ اِذْ قَالَ لَہُمَا اٰخُوہُمَا لُوۡطُ

کی قوم نے پیغام لانے والوں کو بتلے جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط نے

اَلَا تَتَّقُوۡنَ ۝۱۶۱ اِنِّیۡ لَکُمۡ رَّسُوۡلٌ اٰمِیۡنٌ ۝۱۶۲ فَاتَّقُوا

کہا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو

اَللّٰہَ وَاَطِیْعُوۡنَ ۝۱۶۳ وَمَا اَسْأَلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنْ اَجْرٍ

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس کا کچھ بدلہ

اِنَّ اَجْرِیۡ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیۡنَ ۝۱۶۴ اَتَاۡتَوۡنَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر کہا تم دوڑتے ہو

الدُّکَّٰنَ ۝۱۶۵ وَتَذَرُوۡنَ مَا

جہان کے مردوں پر اور چھوڑتے ہو جو

خَلَقَ لَکُمۡ رَبُّکُمۡ مِّنۡ اَزْوَاجِکُمۡ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

تمہارے واسطے بنادی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جوڑائیں بلکہ تم لوگ جو

عٰدُوۡنَ ۝۱۶۶ قَالُوا لَیۡنَ لَّمۡ تَنْتَہِ یٰلُوۡطُ لَتَکُوۡنَنَّ

حد سے بڑھنے والے بولے اگر نہ چھوڑے گا تو لے لوط ملکہ تو تو

مِنَ الْمُخْرَجِیۡنَ ۝۱۶۷ قَالَ اِنِّیۡ لِعَمَلِکُمۡ مِّن

نکال دیا جائے گا کہا میں تمہارے کام سے البتہ

الْقٰلِیۡنَ ۝۱۶۸ رَبِّ نَجِّنِیۡ وَاٰہِلِیۡ مِمَّا یَعْمَلُوۡنَ ۝۱۶۹

بیسرار ہوں اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو کرتے ہیں

کو عذاب سے بچالیا البتہ ایک بڑھیا جو ستر کہ تھی اسے اور باقی قوم کو ہلاک کر دیا۔ یہ بڑھیا حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی۔ وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہُمۡ اَخۡرَ اَنۡہ کی بستی کو نہ وبالا کر دیا اور اوپر سے سخت پتھروں کی بارش برسا دی۔ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاۤیۡۃً لِّہٖۡ اَلَا تَعْقِلُوۡنَ

فَنَجَّبْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي

پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا رہ گئی

الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَرْنَا الْأَخْرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا

رہنے والوں میں پھر اٹھا مارا ہم نے ان دوسروں کو اور برسایا ہم نے

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۝ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِنَّ

ان پر ایک برسائو سو کیا بڑا برسائو تھا ان ڈرائے ہوؤں کا البتہ

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَ أَصْحَابُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

نُعِيكَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا

بن کے رہنے والوں نے پیغام لائے والوں کو جب کہا ان کو شعیب نے کیا تم

تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ

ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے

وَأَطِيعُوا أَمْرًا ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ

اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ

میترا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر پورا پھر کر دو ماپ

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ أَس

اور مت ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی

الْمُسْتَقِيمَ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَ

ترازو سے اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور

۸۲۳ یہ ساتویں نقلی دلیل اور تحریف اخروی ہے

إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ ۖ نَأْ عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اس کی تفسیر گزری چکی ہے حضرت شعیب علیہ السلام کا

نسبی تعلق چونکہ اہل مدین سے تھا اصحاب الایکہ سے نہیں

تھا اس لئے یہاں اُخْوَهُمْ شُعَيْبٌ نہیں فرمایا

اور جہاں اہل مدین کی طرف ان کی بعثت کا ذکر کیا وہاں

فرمایا ۖ قَالَ مَدِينَتَيْنِ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا (ہود ۸۶) لم یقل

ہذا اخوہم شعیب لانہ لم یکن من نسبہم بل

کان من نسب اہل مدین ففی الحدیث ان

شعیباً اخاً مدین امرسل الیہم والی

اصحاب الایکہ (مدارک ج ۳ ص ۳۳۸) ۸۲۴

شکر کے علاوہ ان لوگوں میں ایک خرابی یہ تھی کہ وہ ناپ

تول میں بددیانتی کرتے تھے ۖ اس لئے حضرت شعیب

علیہ السلام نے فرمایا ناپ درست رکھو اور کم ناپ کر

لوگوں کی حق تلفی نہ کرو ۖ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ اس کا

صحیح ترازو سے تولو لا کر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پیمانے

اور باٹ کم و بیش مقدار کے بنا رکھے تھے ۖ لیتے وقت زیادہ

مقدار والے پیمانے اور باٹ استعمال کرتے اور دیتے

وقت کم مقدار والے ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اس طرح

بددیانتی سے لوگوں کے حقوق غصب نہ کرو ۖ وَكَرَرْتُمْ

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ اور بے چینی نہ پھیلاؤ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي

مَلِكٌ فِيهِ بَدَأْتُمْ نَفْسًا وَجَعَلَكُمْ فِيهَا نَسَبًا وَآلًا وَذُرِّيَّاتٌ

مِنْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُتَّقُونَ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي

خَلَقَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُتَّقُونَ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي

یہ ساتویں نقلی دلیل

۸۲۴

وقال لذين ۱۹

دُر سنادینے والا کھلی عربی زبان میں اور یہ لکھتا ہے

۱۰
ع
۱۴
۱۳

سورة التوبة

ففتح الرحمن وما يعني آتش بشکل سائبان ظاهر شد و بپلاک سه افت ۱۲۔

ذیوی ہے۔ یعنی ہم نے اپنی حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا۔ ہم نے ہر قوم میں دعوت توحید پیش کرنے والے اور ہمارے عذاب سے ڈرانے والے بھیجے۔ جب قوم نے مسلسل ان کی تکذیب کی تو ہم نے اس کو ہلاک کر دیا۔ ہم نے کسی قوم پر ظلم نہیں کیا اور حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو عذاب نہیں دیا۔ یہ قرآن کا کئی کئی مقامات پر مذکور ہے۔ اس کے بارے میں مشرکین نے دو شبہ ظاہر کئے تھے اول یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع جن ہیں جو اس کے پاس نہیں لاتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ شاعر ہے اور اس کا کلام شاعرانہ ہوتا ہے جو سننے والوں کو فوراً مٹا کر دیتا ہے۔ یہ مشرکین کے پہلے شبہ کا جواب ہے۔ و

وقال الذین ۱۹ ۸۲۸ الشعر ۲۶۴

لَمَعَزُولُونَ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونُ مِنَ

دور کر دیا ہے سو تو مت پکار رکھ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو پڑے

الْمُعَذِّبِينَ ۱۳۳ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۱۳۴ وَأَخْفِضْ

عذاب میں و اور ڈرنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو و اور اپنے بازو

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۳۵ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

نیچے رکھ ان کے واسطے جو میرے ساتھ ہیں ایمان والے و پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے

إِنِّي بِرِئَايَتِكُمْ لَشَهِيدٌ ۱۳۶ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۱۳۷

ہیں۔ بیزار ہوں تمہارے کام سے و اور مجھ سے کہ اس زبردست رحم والے پر جو

يُرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۱۳۸ وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجْدِ ۱۳۹ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

دیکھتا ہے تجھ کو جب اٹھتا ہے کھڑے اور تیرا پھر نماز نمازوں میں و بے شک ہی ہے سننے والا

الْعَلِيمُ ۱۴۰ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَا تُنْزِلُ الشَّيْطَانُ يَنْزِلُ

جاننے والا و میں بتاؤں تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان کھ کھ اترتے ہیں

عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۱۴۱ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثُرُهُمْ كَاذِبُونَ ۱۴۲

ہر جھوٹے گنہگار پر لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں و

وَالشَّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۱۴۳ أَلَمْ تَرَأَهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ

اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں کھ ک تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں

يَهيمُونَ ۱۴۴ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۱۴۵ إِلَّا الَّذِينَ

مہم کرتے پھرتے ہیں کھ ک اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے و مگر وہ لوگ جو

أَقْنَعُوا الصَّلَاتَ وَكَرِهُوا اللَّهَ كَثِيرًا ۱۴۶ أَوَانْتَصَرُوا مِن بَعْدِهَا

بچھ لائے کھ اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اس کے پیچھے کر ان

ظَلَمُوا ۱۴۷ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۱۴۸

ظلم کیا اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنے والے کس کس کو و الٹتے ہیں کھ ک

منزل ۵

حوالہ یا کسی کے حجب میں کیا ہے یا اس کے دل میں کیا خیال ہے اور اگلی چیز شیطان کو بھی معلوم نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سنی اور دس بیس ملائیں اٹکل سے اٹکل جھوٹ پڑے یا سچ سو شیطان نیک بختوں سے بیزار ہے کہ یہ اس کو برا جانتے ہیں جھوٹے دغا بازوں سے خوش ہے جو اس کی مرضی کے موافق ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و کا فر پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعر کی بات سے کسی کو ہدایت نہیں ہوتی اور اس کی صحبت میں ہزاروں خلق نیکی پر آتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ و یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسی کو پڑھاتے چلے گئے ۱۲ منہ رحمہ و جیسے مردانگی کہتے ہیں اور نہیں رکھتے عشق کہتے ہیں جھوٹ، بیماری کہتے ہیں جھوٹ ۱۲ منہ رحمہ و مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے ویسا شعر عجیب نہیں ۱۲ منہ رحمہ۔

فتح الرحمن و یعنی از قیام ہر کوع و از رکوع بحدود ۱۲ و یعنی نماز گزاران ۱۲ و یعنی ہر مضمون مبالغہ می کنند ۱۲۔

مذکورہ بالا

مذکورہ بالا

مذکورہ بالا

مذکورہ بالا

ہی ہے اور کوئی نہیں اور یہ دعویٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اب اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو مت پکارو ورنہ سخت عذاب ہوگا۔ **وَإِذْ رَعَيْتُمُ تِلْكَ الْأَقْرَبِينَ**۔ یہ دوسرا امر ہے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ڈراؤ کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔ **وَإِخْفِضْ جَنَاحَكَ** الخ یہ تیسرا امر ہے جو ایمان لائے ہیں ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ **كَأَنَّمَا عَصَوْكَ** الخ یہ چوتھا امر ہے مشرکین جو آپ کی بات نہیں مانتے ان سے آپ صاف کہہ دیں کہ میں تمہارے مشرکانہ اعمال سے بیزار ہوں۔ **وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعِزِّزِ الْخَبِيرِ** پانچواں امر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اگر مشرکین آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ نکر نہ کریں وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے آپ اللہ پر بھروسہ کریں وہ آپ کو مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ غالب اور مہربان ہے وہ اپنے دشمنوں کو مغلوب اور اپنے دوستوں کو غالب کرتا ہے۔ **هَلْهُ** اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے جو آپ کی تمام نقل و حرکت کو دیکھتا ہے **حِينَ تَقُومُ** جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ **وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجُودِ** اور جب صحابہ کو نماز پڑھاتے ہیں اس وقت ایک حالت نماز سے دوسری حالت میں آپ کے قلب کو بھی جانتا ہے یعنی قیام، رکوع، سجود اور قعود وغیرہ حالات میں۔ **(حِينَ تَقُومُ)** ای الی الصلوة **(وَتَقْلِبُكَ)** ای ویری سبحانہ تغیرک من حال کالجوس والوجود والی آخر کالقیام **(فِي السُّجُودِ)** ای فیما بین المصلین اذا اهتمتم **(روح ج ۱۹ ص ۱۹۷)** یا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہیں اس وقت بھی وہ آپ کو دیکھتا ہے **وَتَقْلِبُكَ فِي السُّجُودِ** اور نماز تہجد پڑھنے والوں میں آپ کے چلنے پھرنے کو بھی دیکھتا ہے۔ **السَّامِعُ** دین سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جو نماز تہجد پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چکر لگا کر معلوم کرتے کہ صحابہ کرام کس طرح اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ وہود کرمہا کان یفعلہ فی جوف الليل من قیامہ للتعبد وتقلبه فی تصفح احوال ملہ تہجدین من استجابہ لیطلع علیہم من حیث لا یسعدون ولیعلم کیف یعبدون اللہ و یعلمون **(آخر تہجد مدارک)** **اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** مائیل کے لئے علت ہے یعنی وہ آپ کے تمام احوال کو جانتا ہے اس لئے کہ وہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ سیوطی وغیرہ اور شیعوں نے سناچہدین سے حضور علیہ السلام کے آبار و اجداد مراد لئے ہیں اور اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے آبار و اجداد میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ لیکن یہ مفہوم خلاف ظاہر ہے اور نہ اس سے اس پر استدلال صحیح ہے جیسا کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ **إِنِّي لَا أَقُولُ بِحُجَّةِ الْآيَةِ عَلَى هَذَا الْمَطْلَبِ** **(روح ج ۱۹ ص ۱۹۷)** یہ پہلے جواب ہی سے متعلق ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شیاطین کا نازل ہونا محال ہے۔ یعنی شیاطین تو کافروں کے پاس آتے ہیں جو بڑے ہی جھوٹے اور بدعمل ہوتے ہیں۔ وہ شیطانوں کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور ان کی اکثر باتیں جھوٹی اور بے اصل ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا صدق و صفا ہیں، انہوں نے آج تک ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، ان کا کردار بھی آئینہ کی مانند پاک اور شفاف ہے اس لئے شیاطین کا آپ کے پاس آنا ناممکن اور محال ہے۔ **وَحَيْثُ كَانَتْ سَاحَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزَهُ عَنْ أَنْ يَحُولَ حَوْلَهَا شَيْءٌ مِنْ تِلْكَ الْأَوْصَافِ انْقَضَتْ** استحالۃ تنزلہم علیہ علیہ الصلوۃ والسلام **(ابو السعوی ص ۱۹۷)** **هَلْهُ** یہ مشرکین کے دوسرے شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، شاعر ہے اور شعراء کی طرح شعر بناتا ہے تو یہاں اس کا جواب دیا گیا۔ **مَسْئُوقٌ لَتَنْزِيهِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ** ایضا عن ان یکون وحاشاہ من الشعراء وابطال زعم کفرہ ان القرآن من قبیل الشعر **(روح ج ۱۹ ص ۱۹۷)** یعنی شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شعراء چونکہ خود گمراہ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے اشعار میں کفر و شرک اور ضلالت و غلویت کے جو مضامین بیان کرتے ہیں، گمراہ لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ **قَالَ** الشیخ قدس سرہ۔ **هَلْهُ** یہ شاعروں کے گمراہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔ یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ شعراء ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ حق و باطل ایک ہی چیز کی مدح و بجا د اور افراط و تفریط غرضیکہ ہر میدان میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ **وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ** الخ یہ ان کے غادی گمراہ، ہونے کی دوسری دلیل ہے کہ ان کے قول اور عمل میں موافقت نہیں ہوتی وہ زبان سے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرانی ان دونوں گمراہیوں سے پاک ہے۔ آپ کی زبان سے صرف حق ہی نکلتا ہے اور آپ جو کچھ زبان سے فرماتے ہیں اس کے موافق عمل بھی کرتے ہیں۔ **فَقَدْ ظَهَرَ بِهَذَا أَنَّ حَالَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ يَنْشِبُهُ حَالُ الشُّعْرَاءِ** **(کبیر ج ۱ ص ۱۹۷)** **هَلْهُ** مومن اور نیک شعراء کو ماقبل سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ وہ شعراء جو مومن اور صالح ہیں اور اپنے اشعار میں اللہ کی توحید، اس کی حمد و ثنا، مدح پیغمبر علیہ السلام اور ترغیب و ترہیب کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کسی کی بجا د اور نہیں کرتے ہاں اگر کوئی اسلام پر یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے تو اس کا جواب دیتے ہیں۔ **إِیْ كَانْ ذَكَرَ اللَّهُ وَتَلَاوَةِ الْقُرْآنِ** اغلب علیہم من الشعراء اذا قالوا شعراً قالوا فی توحید اللہ تعالیٰ والثناء علیہ والحکمۃ والموعظۃ والزہد والادب و مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ و صلحاء الامۃ ونحو ذلک مما لیس فی ذنب **(مدارک ص ۱۹۷)** **هَلْهُ** یہ تحویف دنیوی ہے **الَّذِينَ ظَلَمُوا** سے مشرک مراد ہیں جو توحید کا انکار کرتے اور حضور علیہ السلام پر طرح طرح کے طعن کرتے تھے ای اشروکوا وھجوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الطاهر المظہر من الھجاء **(بخازن ومعالم ج ۵ ص ۱۹۷)** اب مشرکین طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں اور ضد و عناد سے دعویٰ توحید کو نہیں مانتے لیکن عنقریب ہی جان لیں گے کہ ان کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ یہ مشرکین کے لئے وعید شدید ہے **وَلَمَّا ذُكِّرُوا** انتصروا من بعد ما ظلموا **تَوَعَّدَ الظالمین** **هَذَا التَّوَعُّدُ الْعَظِيمُ** **إِنَّمَا تِلْكَ الصَّادِقَةُ** **وَابْهَمُ فِي قَوْلِهِ** **أَيُّ مَنْ قَلْبٌ يَنْقَلِبُ** **(مخرج ص ۱۹۷)** تہدید شدید و وعید اکید **(روح ج ۱۹ ص ۱۹۷)** **(وَإِخْرُجْ عَنْكَ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝)**

۸۳۰ سُورَةُ الشُّعَرَاءِ آیَاتِ تَوْحِيدِ

- ۱۔ اَوْ كُفِّرُوا بِلِیِّ الْاَرْضِ — تا — مِنْ كُلِّ ذَوْجٍ كَرِهَ لِحُجْرِهِ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔
- ۲۔ اِذْ قَالَ رَبُّیْهِ وَقَوْمِهِ — تا — وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا كَذٰلِكَ یَفْعَلُوْنَ ۝ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۳۔ اَلَّذِیْ حَقَّقْتَنِیْ فَمَوْءِدُیْنَ — تا — وَالَّذِیْ یُحْیِیْنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ۝ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں اس لئے کار ساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔
- ۴۔ وَ قُلْ لِّهِمْ اٰیٰتِنَا کُنْتُمْ تُعْبَدُوْنَ — تا — وَمَا اَصْلَکُمْ اِلَّا الْمَجْرُمُوْنَ ۝ مشرکین جن کو برکات دہندہ اور سفارشی سمجھتے ہیں قیامت کے دن وہ ان کو خدا کے عذاب سے نہیں چھڑا سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔
- ۵۔ وَ اِنَّہٗ لَکُنْزِیْلٍ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ — تا — عَلَّمُوْا بَنِیْ اٰمَرَ اَوَّلَیْلَ (۵۷) دعویٰ تبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ وہ پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے اور علماء اہل کتاب بھی اس کی صداقت کو جانتے ہیں۔
- ۶۔ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰہًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ۝ جب ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں تو حاجات و بلیات میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔

۸۳۱ سورۃ النمل

ربط | سورۃ نمل کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ سورۃ فرقان میں فرمایا یہ دعویٰ توحید حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے پھر سورۃ شعراء میں فرمایا یہ شاعری نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اب سورۃ نمل میں بیان ہو گا کہ اس بارے میں نمل (چیونٹی) کا بیان بھی سن لو کیا یہاں النمل اذ ملحو امسا کتکم لا یحطمنکم سلیمن و مجود کا وہم لا یسحرؤن ۵ اے چیونٹیو! اپنی لبوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور ان کے لشکر کی تمہیں لاعلمی سے روند نہ ڈالیں۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب جو اولیاء اللہ تھے عالم الغیب نہ تھے۔ وہم لا یسحرؤن کی قید سے معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب عالم الغیب نہیں۔

سورۃ نمل کا ماقبل سے معنوی ربط حسب ذیل ہے۔ سورۃ الفرقان میں دعویٰ تبارک پر زیادہ تر عقلی دلائل ذکر کئے گئے اور سورۃ الشعراء میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہوئے اب سورۃ نمل میں چار واقعات کے ضمن میں دعویٰ مذکورہ کی دو علتیں بیان کی جائیں گی یعنی عالم الغیب ہونا اور کار ساز اور متصرف و مختار ہونا۔ چونکہ عالم الغیب اور کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

خلاصہ | نِلَکَ اٰیٰتِ الْقُرْاٰنِ - تا - وَ کُشِّرٰی لِّلْمُؤْمِنِیْنَ تہدید مع ترغیب۔ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِنْ اِلٰہِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ - تا - هُمْ اَلْخٰفِیُّوْنَ تَخْوِیْفِ اٰخِرِیْ - وَ اَنَّکَ لَتَشْکِی الْقُرْاٰنَ اَلْخَرِیْبَ اِلٰی الْقُرْاٰنِ مَعَ تَسْلِی - اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِحٰوِلَہٗ - تا - فَاَنْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۵ یہ پہلا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں دعویٰ تبارک کی پہلی علت کا بیان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ وَ لَقَدْ اٰتٰیْنَا اٰدَمَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا (۲۷) - تا - وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت ہی کا ذکر ہے۔ ہد ہد کے غائب ہونے کی وجہ، ملکہ سبا اور اس کی قوم کے حالات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہ تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا - تا - وَ اٰتٰیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کٰلُوْا اٰیٰتِنَا ۵ (۳۴) یہ تیسرا واقعہ ہے جس کے ضمن میں دعویٰ کی دوسری علت بیان کی گئی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ایمان والوں کو اللہ نے بچا لیا اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ ایمان والوں کو بچانا اور مشرکین کو ہلاک کرنا اللہ کا کام ہے اور یہ اسی کے تصرف و اختیار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ وَ کُوْطٰرًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖم - تا - فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۵ یہ چوتھا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی دوسری علت مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور مومنین کو بچا لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ (۵۶) یہ لطف و نشر خیر مرتب کے طور پر تیسرے اور چوتھے واقعہ پر متفرع ہے یعنی ان دونوں قصوں سے معلوم ہوا کہ صفات کار سازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کافروں کو ہلاک کرنا اور اپنے فرمانبردار بندوں کو عذاب سے بچا کر سلامتی عطا فرمانا اسی کا کام ہے لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اور حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔

اس کے بعد اس علت پر پانچ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں علی سبیل الاعتراف من الخصم پہلی عقلی دلیل اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَلْخَرِیْبَ دوسری عقلی دلیل اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا اَلْخَرِیْبَ تیسری عقلی دلیل اَمَّنْ یُخْرِجُ الْحَیْیَہُ الْمَیْتُہُ اِذَا عَاکَا اَلْخَرِیْبَ یہ مقصودی دلیل ہے۔ جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور حاجت روا بھی وہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے لہذا مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔ چوتھی عقلی دلیل اَمَّنْ یَّہْدِیْکُمُ الْاَنْہُ پانچویں عقلی دلیل اَمَّنْ یَّبْدِیْ اَلْاَنْہُ قُلْ هَآؤُنَا بُرْہَآئُکُمْ اَلْخَرِیْبَ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضح بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

قُلْ لَا یَعْلَمُہُمْ فِی السَّمٰوٰتِ اِلٰہٌ یَّہْدِیْہُمْ اِلٰی سَبِیْلِہٖمْ اَوْ یُعِزِّہُمْ اَوْ یُعَذِّبُہُمْ اَوْ یُخْرِجُہُمْ اِلٰی اَرْضٍ اٰمِنَہٗ ۵ (۶۱) شکوہ ہے۔ دوبارہ جی اٹھنے کی بات ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی۔ بھلا جب ہم مکر مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ جی اٹھنا کیسا یہ تو محض امان ہے۔ قُلْ سَیْرُوْا فِی الْاَرْضِ اَلْخَرِیْبَ مَنَکَرِیْنَ کے لئے تخویف دینی ہے۔ وَ اَنَّا نَحْنُ عَلَیْہُمْ اَلْخَرِیْبَ تَسْلِی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اَلْخَرِیْبَ یہ دوسرا شکوہ ہے۔ قُلْ عَلَیْہِمْ اَن یَّکُوْنُ اَلْخَرِیْبَ یہ جواب شکوہ ہے۔ اب آخر میں ہر علت پر ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔

وَ اَنَّ رَّبَّکَ لَیَعْلَمُ مَا کُنْتُمْ اِلٰیہِ سٰغِبِیْنَ اَلْخَرِیْبَ پہلی عقلی دلیل ہے اور پہلی علت سے متعلق ہے۔ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اَلْخَرِیْبَ مَعْرُوضٌ بَرَّہٗ بِاٰیٰتِہٖ صِدَاقَتِہٖ نَبِیِّہِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَتَوَجَّہْ عَلٰی اللّٰہِ اَلْخَرِیْبَ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ اَلْخَرِیْبَ تَخْوِیْفِ دینی ہے۔ وَ یَوْمَ نَحْشُرُہُمْ مِنْ کُلِّ اَمْلَہٖ اَلْخَرِیْبَ یہ تخویف اٰخِرِیْ ہے۔ اَلْخَرِیْبَ اَنَّا جَعَلْنَا الْکِبٰلَ اَلْخَرِیْبَ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسری علت سے متعلق ہے۔ یعنی متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ وَ یَوْمَ نُنْفِخُ فِی الصُّوْرِ اَلْخَرِیْبَ یہ تخویف اٰخِرِیْ ہے۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ اَلْخَرِیْبَ بَشَارَتِ اٰخِرِیْ ہے۔ وَ مَنْ جَاءَ بِالْسَیِّئَۃِ اَلْخَرِیْبَ تَخْوِیْفِ اٰخِرِیْ ہے۔

اَلْخَرِیْبَ اَمْرٌ اَنْ اَعْبَدَ اَلْخَرِیْبَ اٰخِرِیْنَ دعویٰ مذکورہ پر دلیل و جی بطور ثمرہ اِنَّمَا اَنَا مِنَ الْمُنْذَرِیْنَ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی مجھے معلوم نہیں کہ عذاب کب آئے گا میں تو صرف ڈرا نیوالا ہوں قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ سَیْرِیْکُمْ اَلْخَرِیْبَ یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی تمام صفات کار سازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں

مختصر خلاصہ

ابتداریں تمہید مع ترغیب - تین بار تسلی کا ذکر - ایک بار ابتداریں دو بار آخر میں - امیہار علیہم السلام کے چار قصے - پہلے دو قصوں کے ضمن میں پہلی علت بیان کی گئی ہے اور پچھلے دو قصوں میں دوسری علت کا ذکر ہے، اس کے بعد لفظ و نشر غیر مرتب کے طور پر پچھلے دو قصوں کا نمبر دگر کیا گیا ہے۔ پھر دوسری علت پر پانچ عقلی

وقال الذين

۸۴۳

النمل ٢

سَيُؤْتِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ زَكَتٍ وَأَقْرَبَ إِلَيْهِ عَذَابُكَ

سورہ نمل لے مکہ میں اتری اور اس کی ترانوں آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طس قَفْطَلُكَ آيَةُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ① هُدًى وَ

یہ آیتیں ہیں اللہ قرآن اور کھلی کتاب کی اللہ ہدایت اور

بُشْرَى الْمُؤْمِنِينَ ۚ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ

خوشنخیزی ایمان دالوں کے واسطے جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور

يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٣﴾

دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو آخرت میں یقین ہے

أَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ

جو لوگ نہیں مانتے سہ آخرت کو اچھے دکھلائے ہم نے ان کی نظروں میں ان کے لئے

فَهُمْ يَجْعَلُونَ^٤ أَوْلِيكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ

سو وہ بہکے پھرتے ہیں وہی ہیں جن کے واسطے بُری طرح کا عذاب ہے

وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْآخَسِرُونَ ﴿٥﴾ وَإِنَّكَ

اور آخرت میں وہی ہیں خراب اور بچھ کو تو

لَتَلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ﴿٦﴾ اِذْ قَالَ

فران پہنچتا ہے وہ ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے جب کہا

مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيَكُم مِّنْهَا

موسیٰ نے تمہارے گھر والوں کو یسے دیجی ہے اید ا اب لانا ہوں بہارے پاس

بِخَبْرٍ أَوْ إِتْيَافٍ لَّيْسَ لَكُمُ الْعِلْمُ نَصْطَلُونَ

کچھ بڑیا لانا ہوں انتظار سدا کر شاید تم سینو

منزل ۵

دلیلیں ذکر کی گئی ہیں ہر دلیل کے بعد **عَرَّالَهُ مَعَ اللّٰهِ** فرما کر بندوں سے سوال کیا گیا ہے کہ اس دلیل میں غور کر کے بتاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور الہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے بعد پہلے دو قصوں کا ثمرہ مذکور ہے۔ اس کے بعد لفظ **وَنُثَر** مرتب کے طور پر دونوں علتوں پر ایک ایک عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ آخر میں بطور ثمرہ دونوں پر ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے اور اختتام پر لفظ **وَنُثَر** مرتب کے طور پر اول پہلے دونوں قصوں کا پھر پچھلے دونوں قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ ۵۲ یہ تمہید اور ترغیب الی القرآن ہے۔ **كِتَابٌ مُّظْمَرٌ** سے مراد قرآن ہے از قبیل عطف صفت علی الصفت کیونکہ القرآن اور کتاب مبین دونوں ایک ہی چیز کی صفتیں ہیں۔ **وَالْمُرَادُ بِهِ الْقُرْآنُ وَعُطِفَ عَلَيْهِ** جمع اتحادہ معہ فی الصدق کے عطف احدی الصفتین علی الاخریٰ کما فی قولہ **هَذَا فَعَلِ السَّخِيُّ وَالْجَوَادُ الْكَرِيمُ** اس روح جو ۱۹ ضمیمہ یا کتاب مبین سے جنس کتب مراد ہے جو تمام کتب سابقہ کو شامل ہے اس صورت میں **آيَةُ الْقُرْآنِ** سے اس طرف اشارہ ہوگا کہ اس سورت میں بعض مضامین ایسے مذکور ہیں جو کتب سابقہ میں نہیں تھے جیسا کہ **إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يُقْضَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ** سے معلوم ہوتا ہے۔ اور **كِتَابٌ مُّظْمَرٌ** سے ان مضامین کی طرف اشارہ ہے جو کتب سابقہ میں مذکور تھے۔ **قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ۔ ۵۳** یہ **آيَةُ الْقُرْآنِ** سے حال ہے یا **تِلْكَ** کے لئے خبر بد خبر ہے (مدارک) یعنی اس سورت میں مذکور چاروں قصوں کے ضمن میں توحید کے جو مضامین مذکور ہیں ان میں مومنوں کے لئے ہدایت اور صراط مستقیم کی طرف صحیح راہنمائی ہے نیز مذکورہ اوصاف سے منتصف مومنوں کے لئے بشارت کا ذکر ہے۔ **أَلَّذِينَ يُقِيمُونَ**

الصلوة الخ یہ سورت ان مومنوں کے لئے ہدایت و بشارت

ہے جو نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہوں۔ ۴۷ یہ منکرین کے لئے تحریف اخروی ہے۔ جو لوگ آخرت کے منکر ہیں وہ اس کے علاوہ شرک بھی کرتے ہیں اور اپنے مشرکانہ اعمال کو بہت عمدہ خیال کرتے ہیں۔ وہ غیر اللہ کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے کو بہت بڑا عمل صالح تصور کرتے ہیں۔ ان کو اس کی سخت ترین مزدی جائیگی اور آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ کیونکہ وہ اجر و ثواب سے محروم رہیں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے اور یہی سب سے بڑا خسارہ ہے۔ اے اشد الناس خساراً لقوات النوائب استحقاق العقاب (ابو السعجہ ۲ ص ۷۷) یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ قرآن ایک عظیم الشان کتاب ہے جو علیم و علیم خدا نے اپنے پیغمبر پر نازل فرمائی اس لئے اس کو ضرور ماننا اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ سورت کے آخر میں بھی دوبار تسلی کا ذکر ہے وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ مِنْهُمْ وَكَفَىٰ لَكَ اللَّهُ الْفَخْرَ (۶) یعنی یہ رفیع المنزلت کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہے، آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔

فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ

حَوْلَهَا وَسُبْحَنَ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۸﴾ يَمُوسَىٰ

اس کے پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی رب ہے سارے جہان کا وہ اے موسیٰ

إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۹﴾ وَأَلْقِ عَصَاكَ ط

وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا اور ڈال دے اپنی لاکھی

فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَّى

پھر جب دیکھا اس کو نلہ پھلپھناتے جیسے سانپ کی شک لوثا پیٹھ پھیر کر اور

يَعْقِبُ يَمُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ كَذِبِي

دیکھا اے موسیٰ مت ڈر لے میں جو ہوں میرے پاس نہیں ڈرتے

الْمُرْسَلُونَ ﴿۱۰﴾ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا

رسول کی مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی

بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۱﴾ وَأَدْخِلْ يَدَكَ

برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں فلا اور ڈال دے ہاتھ اپنا

فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضًا مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ

اپنے گریبان میں تلک نکلتے سفید ہو کر نہ کسی برائی سے یہ دونوں مل کر نو

آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۱۲﴾

نشانیاں لے کر جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف بے شک وہ تھے لوگ نافرمان فلا

فَلَمَّا جَاءَهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿۱۳﴾

پھر جب پہنچیں ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح

وَجَعَلُوا بِهَا أَسْئِدَ يَنْقُصُهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلُمًا

اور ان کا انکار کیا تلہ اور ان کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور

اگر معاندین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کر کے اس کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہیں۔ آپ کی دعوت سراپا حق ہے اور آخر کار فتح و کامرانی آپ ہی کو نصیب ہوگی۔ لہذا یہ پہلا قصہ ہے اور پہلی علت جو پہلے دعوے سے متعلق ہے اس قصے کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب تھے۔ اس واقعہ میں ایمان والوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدت اجارہ پوری کر کے جب اپنے اہل بیت یعنی بیوی کو ساتھ لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے تو راستے میں وادی طوی میں رات آگئی رات اندھیری تھی اس لئے راستہ بھول گئے اور سردی بھی شدت کی تھی۔ اسی اثنا میں ایک طرف آگ دکھائی دی تو بیوی سے فرمایا تم یہاں ٹھہرو میں آگ کے پاس جاتا ہوں وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا اگر کوئی موجود نہ ہو تو کم از کم سینکڑے تاپنے کے لئے انگارے ہی لے آؤں گا۔ شہاب

ای شعلۃ مضیئة (صدارک ج ۱۵ ص ۱۵۷) کہ اسم مفعول کے معنوں میں ہے اور شہاب کی صفت ہے یا اس سے بدل ہے ای شعلۃ نار مقبوسۃ ای مأخوذة من اصلها فقبس صفة شہاب او بدل منه (روح ج ۱۵ ص ۱۵۷) کہ موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ جسے وہ آگ سمجھے تھے وہ دینیوی آگ نہیں بلکہ وہ نورانی آگ ہے اور نورانی کی بجلی ہے۔ اُن بُورِک، اُن مخففة من المقلہ ہے۔ اس کا اسم مقدر ہے اور اس سے پہلے بار مقدر ہے مخففة من الثقيلة وتقديرہ نوذی بانہ بورک والضمیر ضمیر الشان رمدارک ص ۱۵۷ موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آواز آئی اس آگ میں جس کی بجلی کا نور ظہور ہے وہ مبارک ہے اور اس کے ارد گرد جو زمین کا خط ہے یا اس کے چاروں طرف جو فرشتے ہیں وہ بھی مبارک ہیں۔ اصل برکات دہندہ وہی ہے جس کا یہاں نور بجلی ظاہر ہوا ہے اور باقی چیزوں کو بھی اسی ہی نے برکت عطا فرمائی۔ من فی النار ہو نور اللہ ومن حولہا الملائکۃ دھوم روی عن قتادة و النہاجر رکبیرج ۱۵۷ ص ۱۵۷ اس سے پہلے اقول مقدر ہے یا یہ نوذی کے تحت داخل اور اُن بُورِک کے پر معطوف ہے والظاہر ان قوله وَسُبْحَنَ اللَّهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ داخل تحت قوله نوذی الخ (مخرج ص ۱۵۷) یعنی اللہ تعالیٰ مکان، جہت، جسم و رنگ اور دیگر صفات مخلوقین سے پاک اور منزہ ہے۔ آگ میں اس کے ظہور کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ اس کی ذات اس میں حلول

موضع قرآن ولا آگ کے اندر اور اس پاس فرشتے مقرب تھے آگ نہ تھی ان کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ فلا اول شک سی بن گئی تھی پہلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہو گئی بڑھ کر ۱۳ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ولا موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہو گیا تھا، اس کا ڈر تھا، ان کے دل میں ان کو معاف کر دیا ۱۴ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ولا سورہ اعراف میں وہ سات نشانیاں ہو چکیں فاصدا وہ نشان یہ ہیں۔ قحط، اور میوؤں کا نقصان اور طوفان، اور بڑی اور چھڑی، اور مینڈک اور لہو اور ہاتھ سفید چٹا اور عضا یہ دونوں یہاں موجود ہیں اور سات سورہ اعراف میں اس رکوع میں سے، جس کا شروع ہے وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

فَخَرَجَ الرَّحْمَنُ وَلَا مترجم گوید کسیک در آتش است ملائکہ دران نور مصور بصورت آتش بودند و کسیک در آتش بودند ملائکہ دیگر کہ فروتر از ایشان بودند ۱۲۔

وقال لذين ١٩

وغیرہ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے۔ من غیر سوء من غیر برص (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۸) فی تسخیر ایت الخ یہ فعل مقدر کے متعلق ہے۔ اسی دلیل سے ہم نے ان کو نو معجزے دیکر بھیجا۔ دو یہاں مذکور ہیں اور سات ان کے علاوہ ہیں۔ فَلَمَّا جَاءَهُمْ الْحَبُوبُ، مَبْصُورَةً، اَيْنُتًا سے حال ہے یہ فرعون اور قوم فرعون کے فسق و فجور اور ان کی ضد و عناد کی حد تھی جب انہوں نے واضح اور روشن معجزات کو دیکھ لیا تو ماننے کے بجائے صاف کہہ دیا یہ سب جادو کے کرتب اور

موضع قرآن ولادہ ہوا یعنی بی ہوا اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہ اور بیٹے تھے وہ اس مقام پر نہ ہوئے اور ہر چیز میں سے دیا۔ یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں ۱۳ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و چوٹی کی آواز کوئی نہیں سنتا ان کو معلوم ہو گئی

فرمادیتا ہے یعنی بطور معجزہ کانت الطیر تکلمہ معجزۃ لہ کقصۃ الہدھد (موجودہ) من کل شئی میں کل استغراق اضافی کے لئے ہے یعنی تمام ضرورت کی اشیا جیسا کہ اَوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوما یمہ علیہ السلام من امر الدنیا والاخرۃ وقد یقال انہ ما یحتاج الیہ من آلات الحرب وغیرہا (روح ج ۱۹ ص ۱۸۱) پایہ کثرت سے کنایہ ہے اور استغراق حقیقی مراد نہیں۔ المراد بہ کثرتۃ ما اوتیٰ کہا تقول فلان یعلم کل شئ ومثله واوتیت من کل شئ (مدارک ج ۳ ص ۱۸۱) حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں، انسانوں اور پرندوں کا شکر جمع کیا گیا اور کوچ سے پہلے

الغزل ۲۷

۸۳۶

دقال لذنین ۱۹

السَّبِيلُ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۲۲) اَلَا يَسْجُدُ لِلّٰهِ الَّذِي

رستہ سے سووہ راہ نہیں پاتے کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جسے جو

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ

نکالتا ہے بچھی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے

مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۲۳) اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۲۴) قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ

پروردگار تخت بڑے کا ہے سلیمان نے کہا ہم اب دیکھتے ہیں تو نے سچ کہا

أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۲۵) اِذْ هَبْ بَكِيتِي هَذَا

یا تو بھوٹا ہے لے جا میرا یہ خط

فَالْقَهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا

اور ڈال دے ان کی طرف پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا

يَرْجِعُونَ ۲۶) قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَى الْأُفُوقِ وَالْأَرْضِ

جواب دیتے ہیں کہنے لگی اے دربار والو میرے پاس ڈالا گیا

كُتِبَ كَرِيمٌ ۲۷) إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ

ایک خط عزت کا ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۲۸) أَلَا تَعْلَمُونَ عَلَىٰ وَأَسْتَوِي

سے جو بجد مہربان نہایت رحم والا ہے کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے

مُسْلِمِينَ ۲۹) قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَى الْأُفُوقِ وَالْأَرْضِ

حکم پر دار ہو کر کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُون ۳۰) قَالُوا

میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہونے تک وہ بولے

منزل ۵

اسے ایک خاص ترتیب سے مرتب کر کے متعدد دستوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر دستے پر ایک سردار مقرر کر دیا گیا تاکہ کثرت از وجہ کی وجہ سے نقل و حرکت میں آسانی ہو اور نظم و ضبط قائم رہ سکے۔ ۱۸۱ حتیٰ ابتدائے جو ابتداء کلام میں آتا ہے لیکن اس میں غایت کا مفہوم بھی ہے۔ یُوْرَعُونَ سے جس روانگی اور کوچ کی طرف اشارہ ہے یہ اس کی غایت ہے کہ نہ قیل فساد و اختہ اذا التوا الخ (روح ج ۱۹ ص ۱۸۱) پایہ اتینا داؤد و سلیمان علیہما کی غایت ہے یعنی القصہ ان کے علم کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چوٹی کی بات بھی سنائی۔ قالہ ایشع رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۱۸۲ حضرت سلیمان علیہ السلام کے شکر کے ساتھ آنے کا علم اللہ تعالیٰ نے بطور الہام چوٹی کے دل میں ڈال دیا تو اس نے دوسری چوٹیوں سے کہا تم فوراً اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں روند ڈالیں کیونکہ ان کو تمہارے یہاں موجود ہونے کا علم نہیں۔ الظاہران علم النملۃ بان الذی ہو سلیمان علیہ السلام و جنودہ کا کان عن الہام منہ عز وجل الخ (روح ج ۱۹ ص ۱۸۱) اس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ چوٹی بھی جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب مومنین جن وانس غیب وال نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایک چوٹی کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ اصحاب پیغمبر جان بوجھ کر ایک چوٹی کو بھی نہیں روند سکتے البتہ لاعلمی سے اگر ایسا ہو جائے تو یہ ایک جدا بات ہے۔ جو لوگ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں انہیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے ولایت من طعن فی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تا سبی بہا فکف عن ذلک

مراد یہ ہے کہ

اس سے پہلے

۲۷

والحسن الادب (روح ج ۱۹ ص ۱۸۱) ۱۸۳ اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے چوٹی کی بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں ڈال دی تو اس کی بات پر تعجب سے مسکرائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ انہ علیہ السلام لہ یسمیہ صوت اصلاً و اضا قہم ما فی نفس النملۃ الہاماً من اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۹ ص ۱۸۱) اَوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوما یمہ علیہ السلام من امر الدنیا والاخرۃ وقد یقال انہ ما یحتاج الیہ من آلات الحرب وغیرہا (روح ج ۱۹ ص ۱۸۱) پایہ کثرت سے کنایہ ہے اور استغراق حقیقی مراد نہیں۔ المراد بہ کثرتۃ ما اوتیٰ کہا تقول فلان یعلم کل شئ ومثله واوتیت من کل شئ (مدارک ج ۳ ص ۱۸۱) حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں، انسانوں اور پرندوں کا شکر جمع کیا گیا اور کوچ سے پہلے موضع قرآن فل بکبر کی روزی ہے ریت میں سے کیڑے نکال نکال کو کھاتا ہے نہ دانہ کھاوے نہ میوہ اس کو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے ۱۸۴ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ فل یعنی آپ کو معلوم نہ کروا۔ لیکن وہاں کا ماجرا دیکھو آہدہ لے گیا جہاں بلقیس گیلی سوئی تھی روزن سے جا کر اس کی چھاتی پر رکھ دیا ۱۸۵ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ فل کہتے ہیں سنہرے کاغذ پر لکھا تھا ۱۸۶ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ فل ان کو دین حق سکھانا منظور تھا ۱۸۷ منہ رحمہ

لَحْنُ أُولَٰئِكَ قَوَّةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ شَدِيدٌ ۖ وَالْأَمْرُ إِلَيْكَ

ہم لوگ زور آوریں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں

فَأَنْظِرْنِي مَاذَا أَنْصِرُ ۖ (۳۲) قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا

سو تو دیکھ لے جو حکم کرے کہنے لگی وہ بادشاہ جب

دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعْرَازَ أَهْلِهَا

گھستے ہیں کسی بستی میں اس کو خراب کر دیتے ہیں اور کرڈالتے ہیں وہاں کے سرداروں کو

أَذَلَّةً ۚ وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ۖ (۳۳) وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ

بے عزت اور ایسا ہی کچھ کریں گے و اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف

بِهَدْيَةٍ ۖ فَنُظِرَةٌ ۚ بِمَرَجِ الْمُرْسَلُونَ ۖ (۳۴) فَلَمَّا

کچھ تحفہ ساتھ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے و پھر جب

جَاءَ مُسْلِمُونَ قَالَ أَتُمِدُّوْنَ مِمَّا آتَيْنَا اللّٰهَ

پہنچا سلیمان کے پاس لٹہ بولا کیا تم میری اعانت کرتے ہو ماں سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے

خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُمۡ ۚ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدْيَتِكُمْ تَفْرَحُونَ ۖ (۳۵)

بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو

إِرْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا

پھر جا ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہو سکے ان کے

وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذَلَّةً ۚ وَهُمْ صَاغِرُونَ ۖ (۳۶) قَالَ

اور نکال دیں گے ان کو وہاں سے بے عزت کر کر اور وہ خوار ہوں گے و بولا

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو۟ا۟ أَيْكُمۡ بِأَتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي

اے دربار والو! تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ وہ آئیں

مُسْلِمِينَ ۖ (۳۷) قَالَ عَفَرْتُكَ مِنَ الْجِنِّ أَنَا أَتَيْكَ

میرے پاس حکمران ہو کر و بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے دیتا ہوں وہ تجھ کو

مکمل ۵

اور بقیہ زندگی میں اعمال صالحہ کی بجا آوری پر قائم رکھ اور محض اپنی مہربانی سے مجھے زمرہ صالحین یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام میں شامل فرما۔ ۱۳۷ اسی اثنا میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی پرتال کی تو بدکردار کو نہ پایا۔ فرمایا کیا بات ہے بدکردار مجھے ہی نظر نہیں آ رہا یا وہ ہے ہی غیر حاضر۔ کہ عَدَّ بَنَاتُ الْعَجَبِ معلوم ہوا کہ وہ غیر حاضر ہے تو فرمایا میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا پھر وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول اور واضح دلیل پیش کرے گا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ ۱۳۸ بس تھوڑی دیر کے بعد بدکردار واپس آ گیا اور آتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا میں ایسے معلومات حاصل کر کے آیا ہوں جن کا آپ کو علم نہیں میں ملک سبا کے حالات کی پختہ اور صحیح خبر لایا ہوں۔ بدکردار کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اس کا بھی عقیدہ یہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے۔

۱۳۹ یہ بدکردار کا کلام ہے اب وہ ملک سبا کے حالات بیان کر رہا ہے۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عورت ان پر حکمران ہے، حکومت و سلطنت کی تمام ضروریات اس کے پاس موجود ہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں۔ اور اس کا تخت نہایت عالیشان ہے۔ وَجَدْتُمُهَا وَ قَوْمَهَا النَّحْسَ سبَا کی سیاسی حالت بیان کرنے کے بعد اب اس کی مذہبی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مشرک ہیں۔ ملکہ سبا اور اس کی قوم سب سورج دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔ شیطان نے ان کو ورغلا کر اور ان کے مشرکانہ اعمال کو ان کی نظروں میں مستحسن بنا کر انہیں راہ توحید سے روک رکھا ہے۔ اس لئے وہ راہ راست پر نہیں آتے۔ یہ قوم ہوتی تھی اور ستاروں کی پرستش کرتی تھی انہم کانوا جہوسا یعبدون الانوار (مجرم، مشرک) کانت ہی وقومہا جہوسا یعبدون الشمس (کعبہ سورج ۶ منہ ۵)۔

۱۴۰ اس سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے اور وہ قصداً ہمارے متعلق ہے ای قصداً ہم عن السبیل لئلا یسجدوا فخذف الحیا رفع ان واغمت النون فی اللام (مدارک ج ۳ ص ۱۵۱) بدکردار نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا شیطان نے ان کو راہ توحید سے روک رکھا ہے تاکہ وہ اس خالق کائنات اور مالک ارض و سما کو سجدہ نہ کریں جو آسمان اور زمین سے پوشیدہ چیزیں ظاہر کرتا اور یہ ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ آسمان کی پوشیدہ چیز سے بارش اور زمین کی پوشیدہ چیز سے نبات مراد ہے۔ قال اکثر المفسرین خب السماء المطر وخب الارض النبات (معالم ج ۵ ص ۱۱) بدکردار چونکہ کام ہی یہی ہے کہ وہ

زمین کو کرید کر اس میں چھپے ہوئے کھڑے مکوروں کو نکال کر دکھاتا ہے اس لئے اس نے اللہ تعالیٰ کی یہی صفت بیان کی کہ یہ چھپی چیزیں وہی نکالتا ہے۔ ۱۴۱ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ عالم الغیب اور کار ساز اللہ تعالیٰ ہی ہے تو معلوم ہوا کہ پکارنے کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ بدکردار نے یہ ٹمہ اپنی دلیل عقلی پر بیان کیا ہے ۱۴۲ بدکردار موضع قرآن و یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کہیں گے ۱۴۳ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و چاہا کہ ان بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس طرح پر ہے، یا خوبصورت آدمی یا نادار سبب سب قسم کی چیزیں بھیجی تھیں ۱۴۴ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ و اس طرح کی بات نہیں فرمائی۔ ان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا ۱۴۵ منہ رحمہ و کافر جو اپنے امان میں نہیں اس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پھر حلال نہیں ۱۴۶ منہ رحمہ۔

فتح الرحمن و سلیمان علیہ السلام خود اس کے بقیس را معجزہ نماید و عقل و جمال اور ادراک فرماید تا اگر مناسب داند بنکاح آرد پس تدبیر ساخت ۱۲۔

نے اس عجیب و غریب انکشاف کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب میں تحقیقات کرتا ہوں تم سچ کہہ رہے ہو یا جھوٹ بول رہے ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب دان نہ تھے ورنہ تحقیقات کی کیا ضرورت تھی۔ اِذْ هَبْ يَكْتَلِبْ اَفِي هَذَا النِّمْرِ حَضْرَتِ سَلِيمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے ایک خط لکھ کر ہد کے حوالے کیا اور فرمایا یہ خط لے جاؤ اور ملکہ سبا سے اس کا جواب لے کر آؤ۔ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی ہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر بلقیس کے پاس پہنچا۔ بلقیس نے خط پڑ کر اپنے مشیروں کو بلایا اور ان سے کہا اگر جب ہد خط لے کر پہنچا اس وقت بلقیس اپنے محل میں سو رہی تھی تمام دروازے مقفل تھے ہد نے ایک روشن دان سے داخل ہو کر خط اس کے سینے پر ڈال دیا۔

الفصل ۲۷

۸۳۸

وقال للذين

بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ ۖ وَرَأَىٰ عَلَيْهِ لَقَوًى

پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور میں اس پر زور آور ہوں

أَمِينٌ ۖ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا

معتبر ہوں۔ بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں

أَتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ

لائے دیتا ہوں تیرے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف تیری آنکھ پھر جب بکھا اسکو

مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِي ۚ فَتِلْكَ رَأَىٰ

دھرا ہوا اپنے پاس محضہ کہا یہ میرے رب کا فضل ہے میرے چاہنے کو

عَاشِرُكُمْ أَمَّا كُفْرُكُمْ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۚ

کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَزْقِي عَنِّي كَرِيمٌ ۚ قَالَ تَكْفُرُوا لِلَّهِ

اور جو ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہ ہے کرم والا ہے کہا روپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے

عَرْشَهَا نَنْظُرُ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ

آگے اس کے تخت کا ہم دیکھیں سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو

لَا يَهْتَدُونَ ۚ فَلَمَّا حَاجَّتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكَ

سمجھ نہیں دے پھر جب وہ آہنچی کسی نے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت

قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۖ وَأُتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا

بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا ہے پہلے سے اور ہم ہونگے ہر

مُسْلِمِينَ ۚ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ

حکم بردار ہے اور روک دیا اس کو ان چیزوں سے جو پوجتی تھی اللہ کے

اللَّهُ إِنَّمَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۚ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي

سوائے اللہ البتہ وہ تھی منکر لوگوں میں کسی نے کہا اس عورت کو اندر چل

منزل ۵

موضع قرآن نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہنچے جن سے کرامت ہونے لگی پھر آوے آنکھیں کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف تھا ان کا وزیر ۱۲ مندرجہ روپ بدل لایا کہ وہ جڑاؤ کا تھا اس کا جڑاؤ اٹھا کر اور قرینے سے جڑاؤ بلقیس کی عقل آزمائی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا وہ بھی اس معجزے کی حاجت نہ تھی۔

بلقیس نے بیدار ہو کر جب خط دیکھا تو کانپ اٹھی کہ دروازے مقفل ہونے کے باوجود یہ خط کس طرح اندر پہنچ گیا۔ جب اس نے خط پڑا تو اس پر مزید رعب و ہیبت کا غلبہ ہو گیا۔ مشیروں کو جمع کر کے خط کے بارے میں بتایا کہ میرے پاس ایک سر بہر خط آیا ہے، وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یہ ہے۔ خدائے رحمن و رحیم کے نام سے۔ تم میرے سامنے اپنی بڑائی اور کبر و غرور کا اظہار مت کرو اور مومن ہو کر میرے پاس آجاؤ۔ کربچہ کے معنی سر بہر کے ہیں و قد فصل بن عباس وقتادۃ و زھیر بن یحییٰ الکلبی ہذا باب المختوم لروح ج ۱۹ ص ۱۸۰ الخ اول کی ضمیر کتاب کی طرف راجع ہے اور آیت دوم کی ضمیر مضمون کتاب سے کنایہ ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ کا متعلق صیغہ امر ہے یعنی اسْتَعِينُوا بِسْمِ اللّٰهِ خاصۃ ولا تشہد کو یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے استعانت کیا کرو اور غیر اللہ جنات اور سناروں کی عبادت مت کرو ۱۸ خط کا مضمون اپنے وزیر اور مشیروں کو سنانے کے بعد بلقیس نے دوبارہ سب کو متوجہ کر کے کہا اے امراء! مجھے اس معاملے میں مشورہ دو کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تمہارے مشورے کے بغیر میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔ اس سے ملکہ سبا کے طرز حکومت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مشیروں کی رائے کا کس قدر احترام کرتی ہے۔ قَالُوا الْخَيْنُ أُوتُوهُ قُوَّةً اِنَّمَا مَشِيرُوں کا جواب کوئی دانشمند نہ نہیں، اس سے خوشنود اور نیاز مندی کی بوا آتی ہے۔ درباریوں نے مشورہ دیا کہ ہم سلیمان سے لڑیں گے کیونکہ ہماری جنگی اور فوجی طاقت نہایت مضبوط ہے اور ہم لڑائی میں بڑے بہادر اور دلیر ہیں ہم تو آپ کے حکم کے منتظر ہیں جو حکم ہوگا اس کی اطاعت کریں گے۔ ۱۹ بلقیس نہایت زیرک حکمران تھی وہ جنگ کے عواقب کو خوب جانتی تھی۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط سے ان کی قوت اور ہیبت و سطوت کا اندازہ بھی لگا چکی تھی اس لئے اس نے درباریوں کے مشورے کو ناپسند کیا اور اس کی خرابی کا اظہار اس طرح کیا کہ جنگ کوئی

الْقَرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ

محل میں پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں

سَاقِيهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ ۖ

اپنی پنڈلیاں کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ

بولی اے رب میں نے بُرا کیا ہے اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ ۝۳۳ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی مُوٰدَ اَخَاهُمْ

اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا اور ہم نے بھیجا تھا موذ کی طرف ان کے بھائی

صَلِحًا اِنَّ اِعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقَیْنِ یَخْتَصِمُوْنَ ۝۳۵

صلح کو ملے کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو فرقے ہو کر لگے بھگڑنے لگے

قَالَ یَقُوْمُ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

کہا اے میری قوم اچھے کیوں جلدی مانگتے ہو بُرائی کو پہلے بھلائی سے

لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۳۶ قَالُوْا

کیوں نہیں گناہ بخشوانے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے بولے

اَظْلَمْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ قَالَ طٰیْرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ

ہم نے منحوس قدم دیکھا تجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو اچھے کہا تمہاری بڑی قسمت اللہ کے پاس ہے

قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝۳۷ وَكَانَ فِی الْمَدِیْنَةِ تِسْعَ رَهْطٍ یُّفْسِدُوْنَ

کچھ نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو وقت اور تھے اس شہر میں تین گھنٹے نو شخص کہ حسد رانی کرتے

فِی الْاَرْضِ لَا یَصِلُوْنَ ۝۳۸ قَالُوْا تَقٰسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَشِّرَنَّکُمْ وَاَ

ملک میں اور اصرار نہ کرتے بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ بستر رات کو جاؤ گے ہم اس پر فخر

اَهْلَکُمْ ثُمَّ لَنَنْقُوْکُمْ لَوْلَیْہِ مَا شَہَدْنَا هٰذَا هٰذَا اَھْلٰہُ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝۳۹

اس کے گھر پر پھر کبھی نہ آئے گی دعویٰ کرنا کہ تم نے نہیں دیکھا جب نبی ہوا اس کا گھروں پر حکم ہے یہاں

منزلہ

اچھی چیز نہیں اس کا انجام نہایت خوفناک اور عبرتناک ہوتا ہے۔ جب کوئی بادشاہ کسی شہر پر حملہ آور ہوتا ہے تو اسے نباہ و برد کر دیتا ہے اور وہاں کے معززین اور شرفاء کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتا اور ان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ بادشاہوں کی عادت یہی ہے، اس لئے جنگ کرنا اچھا مشورہ نہیں۔ **۳۳** بلقیس نے امرار سے کہا میں سلیمان کے پاس تحفے تحائف بھیج کر معلوم کروں کہ وہ محض ایک بادشاہ ہے یا واقعی اللہ کا پیغمبر ہے۔ اگر اس نے میرے تحائف قبول کر لئے تو وہ ایک بادشاہ ہے میں اس سے مقابلہ کروں گی اور اگر اس نے تحائف واپس کر دیئے تو وہ اللہ کا پیغمبر ہے پھر میں اس کی پیروی اور اس کی اطاعت قبول کر لینی چاہئے۔ قالت لقومہا ان کان ملکنا دنیویاً ارضناہ المال و عملنا معہ بحسب ذلک وان کان نسباً لم یرضہ المال و ینبغی ان نبتعہ علی دینہ (روح ج ۱ ص ۱۹۱) **۳۴** جب بلقیس کے اہلچی تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان سے خطاب کر کے فرمایا کیا تم مجھے مال و دولت کا محتاج سمجھ کر میری مالی امداد کرنا چاہتے ہو؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی نعمتوں سے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے وہ تمہاری دولت و سلطنت سے کہیں زیادہ اور فزوں تر ہے۔ تم یہ ہدیہ دے کر بڑے خوش ہو رہے ہو۔ مجھے تمہارے تحائف کی ضرورت نہیں نہ میں دولت دنیا کا طالب ہوں میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔ و ما ارضی منکم شیئاً ولا افرح بہ الا بالایمان و ترک

المجوسیۃ (مدارج ص ۳۷) **۳۵** حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے اہلچیوں کے لیڈر کو حکم دیا کہ تم واپس جاؤ اور بلقیس اور امرار سلطنت سے کہہ دو کہ وہ مومن ہو کر میرے پاس آجائیں ورنہ ایسے بے حساب لشکروں سے ان پر چڑھائی کروں گا جن کا مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں اور ان کو ملک سبا سے ذلیل و رسوا کر کے نکال دوں گا۔ یہاں عبارت میں حذف و تقدیر ہے کہ نہ قیل ارجع الیہم فلیأتونی مسلمین والا فلناتینہم الخ (مدارج ص ۱۹ ص ۲۰)

۳۶ اس سے پہلے اندماج ہے جب **۳۳** فرستادوں نے واپس پہنچ کر تمام سرگذشت سنائی تو وہ سمجھ گئی کہ سلیمان علیہ السلام واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں اس لئے اس نے ایمان لانے اور سلیمان علیہ السلام کی اطاعت قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے آدمی بھیج کر پہلے اپنے ارادے سے سلیمان علیہ السلام کو آگاہ کیا اور پھر امرار سلطنت اور رؤسایہ ملک کو ساتھ لے کر

حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہو گئی۔ جب ان کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت یہاں آجائے **۳۷** موضع قرآن سلیمان نے پکارا کہ یہ شیعوں کا فرش ہے پانی نہیں، اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھے ہیں سو وہی صحیح ہے حضرت سلیمان نے بھی سنا کہ اس کی پنڈلیوں میں بال ہیں بکری کی طرح اس طرح معلوم کر لیا کہ سچ تھی اس کی دوا تجویز کی تو وہ کہتے ہیں کہ پری کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی یہ اثر اس کا تھا **۳۸** یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے **۳۹** یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں۔

فتح الرحمن ص ۱۷۱ یعنی مصائب بروفق قدر الہی جاری می شود ۱۲۔

اس سے مقصد یہ تھا تاکہ اس کے حیرت و استعجاب میں اضافہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار کے حاضرین سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے بلقیس کا تخت اٹھا کر یہاں لے آئے۔ ۸۳۰ ایک بہت بڑے طاقت ور جن نے کہا آپ کے مجس برخواست کرنے سے پہلے میں تخت آپ کے پاس لاسکتا ہوں کیونکہ میں طاقتور بھی ہوں اور امین بھی ہوں اور اس کے زور و جواہر میں کسی قسم کی خیانت بھی نہیں کروں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو چونکہ اس سے بھی پہلے تخت درکار تھا اس لئے آپ نے اس کی بات کو کوئی وقعت نہ دی۔ قَالَ الَّذِي عِنْدَكَ اَنْتَ اَبْكُ شَخْصٌ بُولَا جِسْ كَسْ پَسْ كِتَابْ كَا عِلْمْ تَهَا مِيْنْ اَنْتَ كِتَابْ پہلے لاسکتا ہوں۔ الَّذِي عِنْدَكَ اَنْتَ اَبْكُ شَخْصٌ بُولَا جِسْ كَسْ پَسْ كِتَابْ كَا عِلْمْ تَهَا مِيْنْ اَنْتَ كِتَابْ سے یا تو آصف بن برخیا مراد ہے جو سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا اور اسم اعظم کا عاقل تھا لیکن اس پر اعتراض لازم آتا ہے کہ اس طرح ایک امتی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے فضل و کمال میں ان سے بڑھ گیا اسی طرح آیت میں اس شخص کو علم الکتاب سے متصف کہا گیا ہے اور اس صفت میں لامحالہ حضرت سلیمان علیہ السلام فائق تھے۔ ان سلیمان علیہ السلام مکان اعرف بالکتاب منه لانه هو النبي فكان صرف هذا اللفظ الى سليمان عليه السلام واولي الثاني ان احضار العرش في ذلك الساعة اللطيفة درجۃ عالیہ فلو حصلت لآصف دون سليمان لاقتضى ذلك تفضيل آصف على سليمان عليه السلام وانه عن يربحاً (کبیر ج ۴ ص ۵) لیکن اگر بالفرض اس سے آصف بن برخیا ہی مراد ہو تو یہ ان کی کرامت ہوگی اور کرامت ولی کے اختیار و تصرف میں نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے۔ اہل بدعت کہتے ہیں اَنَا اَتِيْنَاكَ يَهْ مِيْنْ آصْفْ نَسْ لَانَسْ كِيْ نَسْبْ اِنْسِيْ طَرْفْ كِيْ هَسْ اَسْ سَمْعُومْ هُوتَا هَسْ كِيْ يَهْ كَامْ اَسْ كَسْ تَصْرَفْ وَ اَخْتِيَارْ مِيْنْ تَهَا۔ لیکن یہ ایک صریح فریب ہے کیونکہ یہاں اسناد حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے۔ یہ کرامت چونکہ آصف بن برخیا کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی اور بظاہر لانے والا وہی تھا اس لئے لانے کی نسبت مجازاً اس کی طرف کر دی گئی۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے خود سلیمان علیہ السلام مراد ہیں اس صورت میں یہ ان کا تجرہ ہوگا۔ امام نخعی فرماتے ہیں اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں (روح، کبیر، مدارک) حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک یہی قول راجح ہے۔ بعض جہلاً

بہت بڑی طاقتور بھی ہوں اور امین بھی ہوں اور اس کے زور و جواہر میں کسی قسم کی خیانت بھی نہیں کروں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو چونکہ اس سے بھی پہلے تخت درکار تھا اس لئے آپ نے اس کی بات کو کوئی وقعت نہ دی۔

۸۳۰

وَمَكْرُوا مَكْرًا وَمَكْرَنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۵۰ فَاَنْظُرْ

اور انہوں نے نہ بنایا ایک فریب دہندہ اور ہم نے بنایا ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی ۵۰ پھر دیکھ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِينَ ۵۱

کیسا ہوا انجام ان کے فریب کا کہ ہلاک کر ڈالا ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو

فَتِلْكَ بَيُوتُهُمْ خَاوِيَةٌ بِمَا ظَلَمُوا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَايَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۵۲

سو یہ بڑے ہیں ان کے گھر ڈھیر ہوئے بسبب ان کے انکار کے البتہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو

جانتے ہیں ۵۲ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۵۳ وَلَوْ طَآءِ

قَالَ لِقَوْمِهِ اَتَانُوكَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ۵۴ اِيْنَكُمْ لَتَأْتُونَ

کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو کہ کیا تم دور کرتے ہو

الرِّجَالَ شَمْوَةَ مِنْ دُونِ النِّسَاءِ ۵۵ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّجْهَلُونَ ۵۶

مردوں پر لہجہ کر عورتوں کو چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمٍ اِلَّا اَنْ قَالُوا اَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اَنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ ۵۷ فَاَنْجَيْنَاهُ وَاَهْلَهُ اِلَّا

اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں سٹھرے رہا چاہتے پھر کیا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھرانوں کو

اِمْرَاَتَهُ نَقَدْرُنَّهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ۵۸ وَامْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا

اس کی عورت مقرر کر دیا تھا ہم نے اس کو رہ جانے والوں میں اور برسایا ہم نے ان پر برس

فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۵۹ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی

پھر کیا بڑا برسایا تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ہی تو کہہ تعریف ہے اللہ کو شہ اور سلام ہے اس

عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰۤى اللّٰهُ خَيْرًا مَّا يَشْرِكُوْنَ ۶۰

کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں وہ

منزل ۵

عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ سے کالاعلم نکالتے ہیں حالانکہ کالاعلم سراسر کفر ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ سے استعانت ہوتی ہے اس لئے یہ بالکل بے اصل اور صریح غلط بلکہ موضع قرآن دیکھتے ہو کیا برا کام ہے حضرت سلیمان کے قصے میں فرمایا ہم لاویں گے لشکر جن کا سامنا نہ کر سکیں گے، وہی بات ہوئی رسول میں اور لکے والوں میں حضرت صالح پر لو شخص متفق ہوئے کہ رات کو ٹپیں اللہ نے ان کو بچایا اور ان کو کھپایا، لکے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے، لیکن نہ بنا، جس رات حضرت نے ہجرت کی لکے کے کافر حضرت کا گھر گھر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر باریں حضرت نکل گئے ان کو نہ سوچا اور قوم نے چاہا کہ شہر سے نکال دیں، یہ بھی چاہ چکے اللہ نے آپ سے نکلنا بتا دیا اور اسی میں کام بنا وہ اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات کرنی لوگوں کو سکھا دی۔

کفر ہے۔ ۳۵۔ بہر صورت جب چشم زدن میں بلقیس کا تخت ان کے سامنے موجود ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور اتنے قلیل وقت میں اتنی بعید مسافت سے تخت کے آجانے کو اللہ کا فضل و احسان قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تخت کو لانے والا بظاہر خواہ کوئی تھا مگر حقیقت میں معجزانہ طور پر اس کی موجودگی محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے تصرف سے تھی۔ لیس بکونی الخ اللہ تعالیٰ نے ان انعامات سے مجھے اس لئے نوازا ہے تاکہ میری آزمائش فرمائے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں اس کا نفع اسے ہی ملتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ نقصان بھی اپنا ہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو بندوں کے شکر و کفران سے بے نیاز ہے اور ایسا کریم ہے کہ ناشکری کرنے والوں کو نہ جلدی پکڑتا ہے نہ انعامات کے دروازے ان پر بند فرماتا ہے۔ ۳۶۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس تخت میں کچھ جزوی تبدیلیاں کر کے اس کی شکل بدل دو تاکہ بلقیس کی عقل و فراست کا امتحان کریں آیا وہ اسے پہچان لیتی ہے یا نہیں۔ فلما جاء الخ اللہ جب بلقیس پہنچ گئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے؟ سوال میں یہ نہیں کہا گیا اھذا عرشک کیا یہ تمہارا تخت ہے؟ تاکہ یہ سوال اور چھپرہ ہو جائے تاکہ کائنات کا کھمبہ بلقیس نے نہایت دانشمندانہ جواب دیا کہ بالکل ویسا ہی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ بالکل ویسا ہے یا وہ نہیں ہے کیونکہ دونوں جواب سوال کے مطابق نہیں تھے۔ وَأَتَيْنَا الْعِلْمَ الْخَمِيءَ بلقیس کا کلام ہے مِنْ قَبْلِهَا کی ضمیر سے احضار عرش کا معجزہ مراد ہے۔ یعنی اس سے پہلے ہر ہر کے ذریعہ خط ملنے سے اور اپنے سفیروں سے آپ کے تفصیلی حالات سن کر ہی ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ملکہ پر اور آپ کی نبوت پر ایمان لائے تھے اور آپ کی اطاعت قبول کر چکے تھے اب اس معجزے کے اظہار کی کیا ضرورت تھی۔

۳۷۔ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ الخ جملہ صلتا کا فاعل الی اظہار ہذا المعجزة (روح ج ۱ ص ۱۶۷) ۳۸۔ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ الخ جملہ صلتا کا فاعل

۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴

کہ اس میں پانی ہے اس لئے پنڈلیوں سے کپڑا سمیٹ لیا قَالَ اِنَّكَ صَدَقْتَ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ پانی نہیں بلکہ صاف و شفاف فرش ہے اور شیٹ سے تیار کیا گیا ہے۔ قَالَتْ رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْبُصْ عَلَيَّ بَلْقِيس نے جب یہ دیکھا تو فوراً بول اُنھی میرے پروردگار! میں شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتی رہی۔ اب میں اس سے توبہ کرتی ہوں اور سلیمان کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي اِنھیں جس طرح میں نے یہاں غلطی کھائی ہے کہ شیٹ کے فرش کو پانی سمجھ لیا اسی طرح سورج کی پرستش میں بھی میں غلطی پر تھی بعض روایتوں میں

۲۰ من خلق السموات ۸۴۲ الفصل ۲۷

يُشْرِكُونَ ۙ اَمَّنْ يَبْدُو الْخُلُقِ ثُمَّ يَعْبُدُ مِنْ
يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ عَالِهٌ مَعَ اللّٰهِ ط
رُزْق دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ
قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۙ قُلْ
تو کہہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو تو کہہ
لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبُ اِلَّا اللّٰهُ ط
خبر نہیں رکھتا جو کوئی حصہ ہے آسمان اور زمین میں بھی ہوئی چیز کو مگر اللہ
وَمَا يَشْعُرُونَ اَيَّانَ يَبْعَثُونَ ۙ بَلْ اَدْرَاكَ عَلَيْهِمْ
اور ان کو خبر نہیں کب جی اٹھیں گے بلکہ تھک کر گر گیا ان کا فکر
فِي الْاٰخِرَةِ قَدْ بَلَ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا قَدْ بَلَ هُمْ مِّنْهَا
آخرت کے بارے میں شک و شبہ ہے اس میں بلکہ وہ اس سے
عَمُونَ ۙ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِذَا كُنَّا تُرَابًا وَّ
اندھے ہیں و اعد بولے وہ لوگ جو منکر ہیں قصہ کیا جب ہم ہو جائیں مٹی اور
اَبَاوُنَا اَيُّنَا لَمْ يُخْرِجُوْنَ ۙ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا اَنَحْنُ
ہمارے باپ دادا سے کیا ہم کو زمین سے نکالیں گے وعدہ پہنچ چکا ہے اس کا ہم کو
وَاَبَاوُنَا مِّنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلٰیْنَ ۙ
اور ہمارے باپ دادا کو پہلے سے کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں انگوں کی
قُلْ سِيرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
کہہ لے پھر و ملک میں نہ تو دیکھو کیسا ہوا انجام کار
الْمُجْرِمٰیْنَ ۙ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِیْ ضَلٰلٍ
گنہگاروں کا اور غم نہ کر لگے ان پر اور نہ خفا ہو

منزل ۵

ہے تو یہ گروہ بندی لازمی طور پر معرض وجود میں آجاتی ہے اس کو فتنہ انگیزی اور افتراق مذموم سے تعبیر کرنا سراسر غلطی اور نادانی ہے۔ لہذا حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں فریق مشرک نے عذاب کا مطالبہ کیا اور کہا ہم تمہاری بات نہیں مانتے اگر واقعی تم سچے پیغمبر ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ لے آؤ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے لِيُظْهِرَ اَنَّا بِنَا نَعِدُكَ اَنَّا كُنَّا مِنَ الصّٰدِقٰیْنَ (اعراف ۱۰۶) تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا میری قوم! تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے ہوتا کہ وہ ہر بانی فرما کر تمہارے گناہ معاف فرما دے تم توبہ و استغفار سے پہلے اللہ کا موضح قرآن و یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں۔

فتح الرحمن ۱ یعنی تا آنکہ منقطع گشت ۱۲۔

یہاں پانی نہیں بلکہ فرش ہے

یہاں پانی نہیں بلکہ فرش ہے

۵۸

یہاں پانی نہیں بلکہ فرش ہے

یہاں پانی نہیں بلکہ فرش ہے

عذاب وغضب کیوں مانگتے ہو؟ السیئة عذاب وعقوبت۔ احسنه توبہ واستغفار (روح) ۵۴۲ جب قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کر دیا اور ان میں اختلاف تو پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ اب وہ حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے ہم تمہاری بات کس طرح مان لیں تم اور تیرے پیروکار عیاذ باللہ کیسے نامبارک ہو کہ جب سے تم نے یہ نیا دین (صرف ایک اللہ کی عبادت و پکار، ایجاد کیا ہے تب سے ہم قحط کا شکار ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں۔ تشاء منابك لانهم قحطوا عند مبعثه لتكذبهم ففسبوه الى هجيئه (مدارک)

۵۴۳ حضرت صالح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا یہ خیر و شر اور نفع و نقصان تو اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہے۔ شر کو ہماری طرف منسوب کرنا تمہاری جہالت و نادانی ہے شیطان نے تمہیں ورغلا کر اس فتنے اور گمراہی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ طائرکم عند الله ای السبب الذی منه یجئ خیرکم و شرکم عند الله وهو قضاء و قدر ان شاء رزقکم وان شاء احرکم (کبیر ج ۲ صفحہ ۵۴۴) حضرت صالح علیہ السلام کے شہر میں نو آدمی رہتے تھے جو بڑے فساد ی اور غنڈے تھے انہوں نے سارے علاقے میں شر و فساد بپا کر رکھا تھا وہ کوئی تعمیری یا نیک کام نہیں کرتے تھے یہ ان کی عادت مستمرہ تھی۔ قالوا اتقاسموا ان غنڈوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے متبعین پر جو مسئلہ توحید مان چکے تھے شیخون مارنے کا پروگرام بنایا اور آپس میں خدا کے نام کی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ رات کو حملہ کر کے صالح اور اس کے متبعین کو قتل کر دیں اور جب ہم سے پوچھ گچھ ہو تو صاف کہہ دیں کہ ہم تو اس کے قتل کے موقع پر موجود ہی نہ تھے۔ اتقاسموا جہور مفسرین کے نزدیک فعل امر کا صیغہ ہے اور قالوا کا مقولہ ہے اور بعض نے اس کے فعل ماضی ہونے کو بھی جائز کہا ہے اس صورت میں وہ قالوا سے بدل ہو گیا اس کے فاعل سے حال ہو گا۔ امر من التقاسم ای التحالف وقع مقول القول وهو قول الجهور وجوز ان یکون فعلا ماضیا بدل من قالوا (او حالا من فاعله الخ) (سروح ج ۵ صفحہ ۵۴۵) قوم ثمود کے غنڈوں نے صالح کو اور ان کے اہل و عیال کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور ہم نے ان کو بچانے اور ان کے دشمنوں اور قوم

الفضل ۲۷

۸۴۳

امن خلق السموات ۲

فَمَا يَشْكُرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

ان کے فریب بنانے سے اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ کیا بعید ہے جو تمہاری پیٹھ پر ہونچ چکی ہو

بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۝ وَإِنْ رَبُّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝

بعضی وہ چیز جس کی جلدی کر رہے ہو اور تیرا رب تو سب سے فضل رکھتا ہے لوگوں پر پھر ان میں بہت لوگ شکر نہیں کرتے

وَأَنَّ رَبُّكَ لَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُ صُدُورُهُمْ وَمَا يَعْلَنُونَ ۝ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝

اور تیرا رب جانتا ہے سب سے جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے کتب میں

أَكْثَرُ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝

بہت چیزیں جس میں وہ بھگڑ رہے ہیں و اور بے شک وہ ہدایت پر اور رحمت کے ایمان والوں کے واسطے تھے تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّبِينٍ ۝

اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا سو تو بھروسہ کر اللہ پر شک تو ہے الحق المبین ۝ إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ

میت کھنے راستہ پر البتہ تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا

مَنْزِل ۵

منازلہ

منازلہ

منازلہ

منازلہ

منازلہ

منازلہ

کے سرکشوں کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے پروگرام اور منصوبے کا تو ہمیں علم تھا مگر ہمارے فیصلے سے وہ بالکل بے خبر تھے۔ و مکرهم ما اخفوه من تدبير الفتك بصالح واهله ومكر الله اهل اكهم من حيث لا يشعرون (مجد ج ۵ صفحہ ۵۴۵) و مكرهم ما اخفوه من تدبير الفتك بصالح واهله ومكر الله اهل اكهم من حيث لا يشعرون (مجد ج ۵ صفحہ ۵۴۵) مفعول مطلق کی تنوین تعظیم و تفضیم کے لئے یعنی مشرکین نے بھی نہایت پختہ اور مضبوط منصوبہ بنایا اور ہم نے بھی نہایت مضبوط اور ناقابلِ تسخیر منصوبہ بنایا۔ یہ ان کے مکر و فریب کے انجام کا بیان ہے۔ اور خطاب ہر مخاطب سے ہے۔ دیکھ لو ان کے مکر و فریب کا انجام کیا ہوا ہم نے نہ صرف ان بدو ماشوں کو موعظ قرآن و بعضے قصے کی ان کے ہاں کسی طرح پر روایت تھی اس میں اسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اکثر عقیدے اکثر مسئلے اس میں اس طرف اشارہ کر دیئے ان پر معلوم ہوا کہ وہ ہی صحیح تھا۔

۱ من خلق السموات ۲

البتہ اس میں نشا نہیں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین کر لے ہیں اور جس دن چھوٹی جاوے گی

مذہب دوسری عقلی نہیں
مذہب باغی بنیاد پر

واضح ہو گیا کہ کار ساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ **نہ** یہ تیسرے اور چوتھے قصے کا ثمرہ ہے۔ ان دونوں قصوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو مصائب و عقوبات سے بچاتا اور وہی معاندین کو ہلاک کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کار سازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس وہی برکات دہندہ ہے کوئی پیغمبر یا ولی برکات دہندہ نہیں ہے۔ **وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ** الخ اللہ کے برگزیدہ بندے صفات کار سازی کے مالک نہیں ہیں بلکہ انہیں مصائب و بلیات سے جو سلامتی اور امان نصیب ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ **اللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشِيرُ كَوْنِ**

موضع قرآن ول قیامت سے پہلے صفا پہاڑ کے کاچھٹے گھاٹ میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کہ اور چھ منکروں کو جدا جدا کر دے گا نشان دے کر **ول** یعنی ہر گناہ والے ایک جھٹھ ہوں گے۔

۸۴۵

امن خلق السموات ۲.

الخلع ٢٤

صورۃ؎ تو گھبرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے

اور سب چلے آئیں اس کے آگے عاجزی سے نہ اور تو دیکھے پہاڑوں کو ٹٹے سمجھے کہ وہ جم رہے ہیں اور

وہ چلیں گے جیسے چلے یا دل کاری کری اللہ کی جس نے سادھا ہے ہر چیز کو اس کو

طبر ہے جو تم کرتے ہو ف جو کوئی لے کر آیا مجھ لاف لکھ لو اس کو ملے اس سے بہتر

اور ان کو بغیر اجازت سے اس دن امن ہے اور جو کوئی لے کر آیا محکمہ برائی

سو اوں دھے دا ایں ان کے منہ اک میں وہی بدلہ پاوے جو چھم کیا کرے تھے

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين

١٢٣٤٥٦٧٨٩١٠١١١٢١٣١٤١٥١٦١٧١٨١٩٢٠٢١٢٢٢٣٢٤٢٥٢٦٢٧٢٨٢٩٣٠٣١٣٢٣٣٣٤٣٥٣٦٣٧٣٨٣٩٤٠٤١٤٢٤٣٤٤٤٥٤٦٤٧٤٨٤٩٥٠٥١٥٢٥٣٥٤٥٥٥٦٥٧٥٨٥٩٦٠٦١٦٢٦٣٦٤٦٥٦٦٦٧٦٨٦٩٧٠٧١٧٢٧٣٧٤٧٥٧٦٧٧٧٨٧٩٨٠٨١٨٢٨٣٨٤٨٥٨٦٨٧٨٨٨٩٩٠٩١٩٢٩٣٩٤٩٥٩٦٩٧٩٨٩٩١٠١١١٢١٣١٤١٥١٦١٧١٨١٩٢٠٢١٢٢٢٣٢٤٢٥٢٦٢٧٢٨٢٩٣٠٣١٣٢٣٣٣٤٣٥٣٦٣٧٣٨٣٩٤٠٤١٤٢٤٣٤٤٤٥٤٦٤٧٤٨٤٩٥٠٥١٥٢٥٣٥٤٥٥٥٦٥٧٥٨٥٩٦٠٦١٦٢٦٣٦٤٦٥٦٦٦٧٦٨٦٩٧٠٧١٧٢٧٣٧٤٧٥٧٦٧٧٧٨٧٩٨٠٨١٨٢٨٣٨٤٨٥٨٦٨٧٨٨٨٩٩٠٩١٩٢٩٣٩٤٩٥٩٦٩٧٩٨٩٩

فَكَفَّرَ بِهَا بِأَنْ يَأْتِيَنَّكَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ الْكُفْرُ الْفَاسِقُ (٩٢) وَقَالَ اللَّهُ

سَأَلَكُمْ أَنْتَهُ فَمَنْ يَهْدِيكُمْ وَأَمَّا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٢﴾



منزلہ

جس مخلوق سے ہے ماکان لکم ای جمیع جنسکم

اسرائیل (ع ۱۱) میں ہے۔ **قُلْ لَّوِ اَنَّكُمْ مَّمْلُکُونَ الْاَیْمَانِ**

دلیل کے بعد یہ سوال دہرایا گیا ہے جس سے مشنر کہیں

صفات کا ذکر کیا گیا ہے مشترکین بھی مانتے تھے کہ وہ

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ جُورَانِ صِفَاتٍ سَعِ مَنْتَصِفٍ هُوَ۔ اَبِ مَسْتَرِلِينَ

کارساز سے دعا کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے اجر و ثواب کا حوالہ دے

عنادی وجہ سے حق کا اعتراف نہیں کرتے بلکہ حق یعنی

ہو التوحید (مدارک و روح) یا اس کے معنی برابر

براب لود اور کرے سے اس پر پہاڑ رکھ دیے اور
تھک خفا رہے: "اے اللہ! کہہ دے کہ میں اور کلاں از سر

بھونکے گا تو گھیرا دے گا، اور بھونکے گا تو بیہوش ہو جاویں

مَدَنِيَّاتِ اَنُورِي ۱۳
مَرْكُوفِ اَنُورِي ۱۴

۱۲۰

میں نے یہاں دو فن قیوں
کا مفہور کیا ہے۔

کرنے کے ہیں یعنی وہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو عبادت اور پکار میں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں ایسا دونوں بہ غیۃ تعالیٰ من الہیۃ تھم (روح ۲۲) ۵۳
یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ جس نے زمین کو پر سکون بنایا، اس میں دریا اور ندیاں بہا دیں، اس کے اضطراب کو دور کرنے کے لئے اس پر پہاڑ رکھ دیئے اور
دو مختلف الذائقہ سمندروں میں پردہ حائل کر دیا۔ کیا وہ بہتر ہے یا تمہارے عاجز و بے بس معبود۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ اللہ کے سوا کوئی الہ اور کار ساز ہے
جو یہ مذکورہ کام کر سکے؟ ۵۴ یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل مقصود ی ہے۔ یعنی جو بچپن اور پریشان مخلوق کی پکاریں سنتا اور قبول کرتا ہے اور مصائب
وضع قرآن کا ایک بار تصور چھونکے گا جس سے سب خلق مر جاویں گے، دوسرا چھونکے گا تو جی اٹھیں گے اس کے بعد جو چھونکے گا تو گھبراویں گے، اور چھونکے گا تو بیہوش ہو جاویں
گے، اور چھونکے گا تو ہشیار ہوں گے تصور چھونکنا بہت باری ہے وگاہ یہ ہو گا قیامت میں جیسے سورہ طہ میں فرمایا ہے۔

اس آیت میں صنعت احتساب ہے یعنی پہلے جملے میں جَعَلْنَا کا مفعول ثانی مقدر ہے یعنی مُظْلِمًا اور دوسرے جملے میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے یعنی لَبِثُوا ذَاقِيہ۔ والمُشْهُورَانِ فی الِآیۃِ صِنْعَةُ الاحْتِسَابِ والنَّفْدِ یَجْعَلُنَا اللَّیْلَ مَظْلِمًا لِّیَسْكُنُوا فِیْہِ وَالنَّهَارَ مَبْصُرًا لِّیَنْشُرُوا فِیْہِ (روح ج ۲ ص ۲۷) ۷۷۷ اس دلیل میں ایمان والوں کے لئے تو عظیم الشان نشانات موجود ہیں جن سے وہ اللہ کی توحید پر استدلال کر سکتے ہیں۔ ولما ذکرنا شیءاً من احوال یوم القیمۃ لیرتدع بسماعہا من اداد اللہ تعالیٰ اذ قد اعادہ نبھہم علی ما ہو دلیل علی التوحید والحشر والنبوۃ بہما ہم لیشاہدوا نہ فی حال حیاتہم وهو تظلیل لللیل والنہار (مخرج ۷ ص ۲۷) ۷۷۸ یہ تحویف اخروی ہے۔ یہاں نفخہ سے اکثر کے نزدیک نفخہ اولیٰ مراد ہے یعنی جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق گھبراٹھ گی البتہ جن کے دلوں کو اللہ نے مضبور کھا وہ اس گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔ مثلاً جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام، کبیر، مدارک وغیرہ، نفحات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے دو تین اور چار کے اقوال موجود ہیں۔ ان میں زیادہ تر لوگ اس طرف گئے ہیں کہ نفخہ دو بار ہوگا ایک پہلا نفخہ جس سے ساری مخلوق ہلاک ہو جائے گی اس کا ذکر زیر تفسیر آیت کے علاوہ ایک دوسری آیت میں اس طرح آیا ہے۔ وَنُفِخَ فِی الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ رَزَقَ (زمرہ ۷) اس سے معلوم ہوا کہ نفخہ فزع اور نفخہ صعق دونوں ایک ہی ہیں۔ دوسرا نفخہ وہ ہے جس کے بعد تمام لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ نفخہ صعق کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قٰیْقٰرٌ یَّنْظُرُوْنَ۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں نفحات تین ہیں۔ نفخہ اولیٰ یعنی نفخہ صعق، نفخہ ثانیہ یعنی نفخہ بعث یہ دونوں آیت قُنْفِخَ فِی الصُّورِ فَصَعِقَ اَلْحَمِیْنِ مذکور ہیں اور نفخہ ثالثہ یعنی نفخہ فزع یہ زیر تفسیر آیت میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم (روح)

۷۷۹ قیامت کے دن تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ پہاڑ زمین پر جھے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح ادھر سے ادھر اڑ رہے ہوں گے۔ صُنِعَ اللّٰہُ الَّذِیْ اَلْخِ یہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے برائے تاکید مضمون جملہ ای صنع اللہ تعالیٰ ذلک صنعاً (روح) یعنی جس اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے مثال کاریگری سے حکم و مضبوط بنایا ہے قیامت کے دن وہی پہاڑوں کو بادلوں کی طرح اڑائے گا۔ یہ اسی کی قدرت و طاقت ہے۔ ۷۸۰ یہ بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید پر قائم رہے اور اس کے مطابق عمل کیا انہیں بہترین جزائے گی اور قیامت کی گھبراہٹ سے بھی وہ محفوظ رہیں گے۔ بِالْحَسَنَةِ اِیْ بِكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَہی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ (معالم و خازن ج ۴ ص ۲۷) ای بقول لا الہ الا اللہ عند الجمہور (مدارک ج ۳ ص ۲۷) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما الحسنۃ کلمۃ الشہادۃ (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۷) ۷۸۱ یہ تحویف اخروی ہے جن لوگوں نے شرک کیا انہیں منہ کے بل جہنم میں پھینکا جائے گا اور کہا جائے گا یہ سزا تمہیں تمہارے اعمال ہی کی دی جا رہی ہے۔ بالسئیۃ وهو الشرک وبہ فسرة من فسرا الحسنۃ بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ الخ (روح ج ۲ ص ۲۷) ۷۸۲ آخر میں تمام مذکورہ دلائل کے ثمرہ و نتیجہ کے طور پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مجھے وحی کے ذریعہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں اس عزت و حرمت والے شہر مکہ کے رب کی عبادت کروں، اسی کو کارساز سمجھوں اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکاروں وَکَلْتُکُمْ عَلٰی سَارِی کَانَاتِ کَامَالِکِ اور سارے جہان میں وہی متصرف و مختار ہے۔ وَ اَمَرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مَجْہُ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کروں وَ اَنْ اَخْلُوَ الْقُرْاٰنَ اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں قرآن کی تبلیغ و اشاعت میں کوئی کسر اٹھانہ رکھوں ای ادا ظب علی قراءتہ علی الناس بطریق تکریر الدعوة و تشنّیۃ الارشاد (روح ج ۲ ص ۲۷) ۷۸۳ میرا کام تو تبلیغ ہے۔ جو مان لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو نہ مانے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا میرا فرض یہ ہے کہ میں نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور تکذیب و انکار کے انجام بد سے انہیں خبردار کروں باقی اس چیز کا مجھے علم نہیں کہ وہ عذاب کب آئے گا کیونکہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں، میں غیب داں نہیں ہوں، عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے۔ بطور لف و نشر مرتب۔ ۷۸۴ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے بطور لف و نشر مرتب۔ یعنی صفات کار سازی اللہ کے لئے ہیں پیغمبروں کے لئے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مصائب و شدائد سے ان کو بچاتا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ سَیْرِیْکُمْ اَیْہِ الخ آپ مشرکین سے فرمادیں آگے چل کر اللہ تعالیٰ تمہیں میری صداقت کے نشانات دکھائے گا جن کو دیکھ کر تم یقین کر لو گے کہ واقعی یہ وہی نشانات ہیں جن کی ہم کو خبر دی گئی لیکن یہ الگ بات ہے کہ اس وقت تمہیں اس معرفت اور اقرار کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو۔ مراد دنیا و آخرت کے عذاب کی نشانیاں ہیں سیر یہ ہم اللہ من آیاتہ فی الآخرۃ فیستیقنوں بہا و قیل ہوں نشانی القمر الدخان و ما حل بھم من نعمات اللہ فی الدنیا مدارک ج ۲ ص ۲۷) ۷۸۵ یہ وعدہ و وعید کی طرف نہایت لطیف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں وہ تمہارے تمام نیک و بد اعمال کو خوب جانتا ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق اجر و ثواب اور سزا و عذاب دے گا۔ کلام مسوق من جرئت سبحانہ بطریق التذیل مقدر لما قبلہ متضمن للوعدہ والوعید (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۷)

سُورَةُ النَّمْلِ مِنْ آيَاتِ تَوْحِيدِ رَبِّكَ خُصُوصِيًّا

- ۱۔ یٰمُوسٰی اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِیْمُ ۝ نفی شرک فی التصرف۔
- ۲۔ فَلَمَّا رَاَهَا تَهْتَزُّ تَأْتٰی نَحْنُ كَذٰیۤمٌ سٰكُوْنَ ۝ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۳۔ لَا یُحِطُ بِكُمُ سُلَیْمٰنٌ وَجُنُودُكَ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ (۲۶) نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام واصحاب سلیمان علیہ السلام۔
- ۴۔ اَلَا یَسْجُدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ — تَا — هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ نفی شرک فی العلم وشرک فی التصرف۔
- ۵۔ قَالَ سَتُنْظَرُ اَمَدًا قَتَّ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝ نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام۔
- ۶۔ اِنَّهُ مِنْ سُلَیْمٰنَ — تَا — وَاَنْتَ نُوّیْ مُسْلِمٰتِیْنَ ۝ اللہ کے سوا کسی اور سے استعانت نہ کرو۔
- ۷۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ — تَا — فَاذْاَهُمْ قَرْیٰقَانِ یَخْتَصِمُومُنَّ ۝ (۴۷) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ — تَا — اللّٰهُ خَلِقُ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ (۵۶) تمام صفات کارسازى اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں لہذا وہی برکات دہندہ ہے۔
- ۹۔ اَمَّنْ یَخْلُقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ — تَا — قُلْ هَآءِیْٓ اَنْۢبِیَآءُكُمُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف پر پلچ عقلی دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم۔
- ۱۰۔ قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ — تَا — اَنْۢتَ اَنْ یَّبْعَثُوْنَ ۝ (۵۶) نفی شرک فی العلم۔
- ۱۱۔ وَمَنْ رَبُّكَ لَیَعْلَمُ — تَا — اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ (۶۷) نفی شرک فی العلم۔
- ۱۲۔ اِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتٰی — تَا — فَهُمْ مُسْلِمُوْنَ ۝ کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے سماع موتی کی نفی ہوتی ہے۔
- ۱۳۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الْکَلٰیۤلَ — تَا — لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (۶۷) نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۴۔ اِنَّہُمْ اَمَرْتُ اَنْ اَعْبُدَ — تَا — وَاَمَرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۸۵۰ سورہ الققص

رابطہ | سورہ الققص کو ماقبل کے ساتھ نامی رابطہ یہ ہے کہ سورہ النمل تک مسئلہ توحید اور دعویٰ تبارک عقلی نقلی دلائل سے واضح کیا جا چکا ہے یہاں تک کہ نمل یعنی چیونٹی کی بات سے بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اس مسئلہ کی وجہ سے آپ پر تکلیفیں بھی آئیں گی قصص موسیٰ علیہ السلام کو دیکھئے توحید کی خاطر ان پر کس قدر تکلیفیں آئیں۔ لیکن آخر غلبہ انہی کو حاصل ہوا۔

الققص کا النمل کے ساتھ معنوی رابطہ یہ ہے کہ الفرقان، الشعراء اور النمل میں عقل نقل اور وحی کے دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا کہ برکات دہندہ عالم الغیب، لائق عبادت و پکار اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اسی مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستاتے اور ایذاؤں دیتے تھے۔ اب الققص میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ اور کافروں کی ایذا رسانی پر ان کے صبر و استقلال کا ذکر کیا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اسے رسول! مسئلہ توحید بیان کئے جاؤ۔ دعوت و تبلیغ پر مصائب آئیں گے انہیں برداشت کرنا اور ثابت قدم رہنا۔ آپ میرے پیچھے رسول ہیں آخر غلبہ آپ کو حاصل ہوگا اور آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے دعوت توحید پر مسلسل مصائب اٹھائے۔ کافروں نے ان کی دعوت کو نہ مانا اور انہیں بہت ستایا آخر تم نے ان کو اور ان کے تبعین کو سر بلند اور غالب کیا اور ان کے دشمنوں کو ان کے سامنے ہلاک کیا۔

خلاصہ | یہ سورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبل نبوت زندگی کے حالات، نبوت کے بعد دعوت توحید قوم کے رد و انکار اور ایذا رسانی، آخر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تبعین کے غلبہ اور فرعون اور اس کی قوم کی مغلوبیت و ہلاکت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد شکوے، تنویدیں اور بشارتیں مذکور ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلیلیں جن میں سے تیسری اور چوتھی علی سبیل الاعتراف من الخضم ہیں اور پہلی دو کے بعد ان کا ثمرہ بھی بیان کیا گیا ہے اور ایک دلیل نقلی علماء اہل کتاب سے ذکر کی گئی ہے۔

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ نَتْلُو عَلَيْكَ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ہ یہ سارے قصے کا اجمال ہے۔ اس کے بعد وَاحِدًا نَارًا مُّؤَسَّسًا ہ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ (۴۴) میں قصے کی تفصیلات کا ذکر ہے۔ اس قصے میں چھ امور مذکور ہیں۔
 امر اول۔ رَانَ فِرْعَوْنُ عَلٰی فِی الْاَرْضِ الخ فرعون بڑا سرکش تھا وہ محکوم قوم پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ امر دوم۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِالْحَقِّ الخ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو تم نے الہام کے ذریعہ سے بتایا کہ غم نہ کر تم موسیٰ کو تمہارے پاس واپس لائیں گے۔ امر سوم۔ وَجَاءَهُ الْوَحْيُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ہ تمہیں تو اس کا علم نہیں ہم موسیٰ کو مرتبہ رسالت بھی عطا کریں گے۔ امر چہارم۔ قَالَ رَبِّ بِمَا اَنْعَمْتَ عَلٰی فَلَئِنْ اُكُوْنُ ظٰلِمًا جَبِيْنًا ہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عہد کیا کہ تو نے مجھ پر مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کر دی میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ مجھوں کی امانت نہیں کروں گا۔ امر پنجم۔ وَقَالَ مُوسٰی رَبِّ اِنِّیْ اَخْلَعْتُ بَعْدَ الْوَحْيِ الخ قوم کے رد و انکار کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ ہدایت پر کون ہے اور بہتر انجام کس کا ہوگا یہ سب کچھ میرے پروردگار کو معلوم ہے۔ امر ششم۔ وَهُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْاَنْهَارَ الخ (۶۷) اللہ کے سوا دعامار اور پکار کے لائق کوئی نہیں۔ یہ امور موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے متعلق ہیں۔ سورت کے آخر میں ایسے ہی چھ امور مذکور ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے متعلق ہیں۔ وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰی الخ پہلی قوموں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے دعوت توحید پیش کی اور فرعون اور اس کی قوم نے انکار کیا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا اب آپ کو قرآن دے کر بھیجا ہے آپ کے منکرین بھی ہلاک ہوں گے اور آخر غلبہ آپ کا ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کرنے کے بعد بطور جملہ معترضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ذکر کیا گیا۔ وَمَا كُنْتَ بِحَاجَةٍ اِلَى الْعَذْرِ ہ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ (۶۸) یہ جملہ واقعات جو سینکڑوں برس آپ سے پہلے پیش آچکے ہیں ان میں آپ موجود نہ تھے۔ لیکن ہم نے اپنی مہربانی سے آپ کو رسالت کا منصب عطا کیا اور ذریعہ وحی یہ تمام واقعات آپ کو بتا دیئے۔ وَكَوْنَا اَنْ نُّصِيبَهُمْ مُّصِیْبَةً الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ فَلَمَّا جَاءَهُمْ الْحَقُّ یہ شکوی ہے یعنی ہماری طرف بھی ویسی ہی کتاب نازل کی جانی جیسے موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی۔ اَوْ كَمْ يَكْفُرُوْنَ الخ یہ جواب شکوی ہے۔ ان کا یہ مطالبہ محض ضد پر مبنی ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الخ (۶۹) یہ ترغیب الی القرآن ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ الخ یہ پہلی کتابوں کے عالموں سے دلیل نقلی ہے۔ انصاف پسند علماء اہل کتاب قرآن پر ایمان لاچکے ہیں یہ اس کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ اُولٰٓئِكَ یُؤْتُوْنَ اَجْرَهُمْ الخ مومنین اہل کتاب کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

وَقَالُوْا اِنْ كُنَّا نَحْمِلُ الْوِیْلَ الخ یہ دوسرا شکوی ہے۔ اگر تم آپ کی بات مان لیں تو دوسرے مشرکین ہمیں یہاں سے نکال دیں گے۔ اَوْ كَمْ نُمِیْنُ لَهُمْ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی ہم نے ان کو حرم میں پناہ دے رکھی ہے جس کا احترام سب کے دلوں میں ہے اس لئے اگر وہ ہدایت کو قبول کر لیں تو کوئی انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِ لَیْسَ لَهُمْ قُوَّةٌ لِّیَنْقِیْزُوْا الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ وَكَمْ مِّنْ اٰیَةٍ نُّنِیْظِرُ بِهَا الْاَشْقٰی الخ یہ ترغیب اخروی ہے۔ فَاَمَّا مَنْ قَاتَلَ دَاۤمِنَ الْاَشْقٰی الخ بشارت اخروی۔ اس کے بعد اس دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخضم ہیں۔

پہلی عقلی دلیل وَرَبِّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ الخ سارے جہاں کا خالق اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا برکات دہندہ اور پکار کے لائق بھی وہی

القصاص ٢٨

منزلہ

مردیہ نقی

خباہل میں بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوگی۔ فَادْعُوهُمْ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَبُولًا۔ یہ امر چہارم پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ میں خبرموں سے تعاون نہیں کروں گا یہاں حضور علیہ السلام کو بھی اس سے منع کیا گیا۔ وَلَا تَدْعُوهُمْ مَعَ اللَّهِ اِنْ هِيَ اِلَّا مَشْرُوعٌ بِمُتَفَرِّعٍ اور سورت کا ثمرہ ہے۔ اس سورت میں مذکورہ عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ متصرف و کار ساز، عالم الغیب اور برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہذا حاجات و مصائب میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ اے یہ تمہید مع ترجیح ہے یعنی یہ کتاب مبین کی آیتیں ہیں انہیں توجہ سے سنیں اور ان پر عمل کریں۔ اَلْكِتَابُ کی صفت اَلْمُبِين سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں موضح قرآن یعنی مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کر لیں ظالموں کے مقابلے میں صل بیٹے ذبح کرتا کہ یہ قوم بڑھ نہ جاوے کہ زور پھڑے یعنی بنی اسرائیل۔ صل ہامان وزیر تھا فرعون کا ظلم میں اس کا شریک تھا۔

اگر عقلی دلیلیں بھی مذکور ہیں لیکن زیادہ زور دلیل نقلی پر دیا گیا ہے۔ ۳۔ یہاں سے لے کر مَا كَانُوا يَجِدُونَ تک میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مجملاً ذکر کیا گیا ہے۔ آگے اس کی تفصیل آ رہی ہے۔ لَقَوْا هَارُوتَ وَظُلْظُلَا کے متعلق ہے۔ ہم موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا عجیب و غریب قصہ صحیح صحیح آپ کو سناتے ہیں تاکہ مومنین اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ انہوں نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے دعوت تو حیدر پیش کی اور اس کی خاطر طویل عرصہ تک تکلیفیں اٹھاتے رہے آخر وہ کامیاب ہوئے۔ اسے پیغمبر آپ بھی ہمت و استقلال سے دعوت کا کام جاری رکھیں اور جس قدر مصائب آئیں حوصلہ مندی سے ان کا مقابلہ کریں آخر آپ کا پیار ہوں گے اور آپ کا دشمن نامراد و سرنگین ہوگا۔ انبیاء علیہم السلام پر ہمیشہ مصیبتیں آتی ہیں۔

القصص ۲۸

۸۵۲

۱ من خلق السموات ۲۰

إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا اخْفِيتُ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ

موسیٰ کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلائی رہ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو

فِي لَيْمٍ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۚ إِنَّا رَأَيْنَا آدَمَ الْبَيْتَ وَ

دریا میں اور نہ خطرہ کر اور نہ غمگین ہو ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور

جَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۚ ۱۰ قَالَتُ قَطَّةٌ أَلِ فِرْعَوْنَ

کریں گے اس کو رسولوں سے ط پھر اٹھا لیا یہ اس کو فرعون کے گھر والوں نے

لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَخَرَجَنَا مِنَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ

کہ جو ان کا دشمن اور غم میں ڈالنے والا ہے شک فرعون اور ہامان اور

مُجْنَدِهِمَا كَانُوا خَطِيئِينَ ۚ ۱۱ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ

ان کے لشکر تھے چوکنے والے ق اور بولی یہ فرعون کی عورت

قَرَّتْ عَيْنِي لِئَیْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ ۚ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا

یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لئے اور تیرے لئے اس کو مت مارو کچھ فائدہ نہیں جو ہمارے کام آئے

أَوْ نَتَّخِذَ كَذَلِكِ أَوْهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۚ ۱۲ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ

یا ہم اس کو کر لیں بیٹھا اور ان کو کچھ خبر نہ تھی ق اور صبح کو موسیٰ کی ماں

أُمِّ مُوسَىٰ فَرَعَا ۚ إِنَّ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَّحِمْنَا

کے دل میں قرار نہ رہا منہ قریب تھی کہ ظاہر کر دے بے قراری کو اگر نہ ہم نے گروہ دی ہوتی

عَلَىٰ قَلْبِهِ ۚ لَتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ ۱۳ وَقَالَتِ رَاحِلَةُ

اس کے دل پر لہ اس واسطے کہ رہے یقین کرنے والوں میں اور کہہ دیا تلہ اس کی بہن کو

فُصِيحَةٍ ۚ فَبَصَّرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۚ ۱۴

اس کو بچھے علی جا پھر دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوتی

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ

اور روک رکھا تھا ہم نے موسیٰ سے دایوں کو پہلے سے تلہ پھر بولی میں بتلاؤں تم کو

مذلل ۵

نہ قوم کی خدمت کریں گی لیکن لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا کیونکہ فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس سے آگ نکل کر سارے مصر پر چھا گئی ہے اور اس نے تمام قبیلوں (قوم فرعون) کو جلا دیا ہے لیکن بنی اسرائیل اس سے بالکل محفوظ و مامون رہے۔ فرعون نے تعبیر جاننے والوں سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ جس شہر سے بنی اسرائیل آئے ہیں اس میں ایک شخص پیدا ہوگا مصر کی تباہی اس کے ہاتھ پر ہوگی اس لئے فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ موضع قرآن فلا یہ ان کی ماں کے دل میں پڑ گیا یا خواب میں دیکھا ہر گز کے پیادے ڈھونڈ ڈھونڈ لاتے اور مارتے جس کے ہاں بیٹا ہوتا فل ایک لکڑی کے صندوق میں ڈال کر ان کو بہا دیا نہر میں وہ بہنا چلا گیا فرعون کے محل میں اس کی عورت نے ان کو اٹھا لیا پالنے کو فل خبر نہیں کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے پر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔

سارا قصہ ہے

عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ﴿١٢﴾

ایک گھر والے کہ وہ اس کو پال دیں ہمارے لئے اور وہ اس کا بھلا جاننے والے ہوں

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ

پھر پہنچا دیا ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف کہ غم نہ دے اور غمگین نہ ہو اور

لِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣﴾

ہائے کہ اللہ کا وعدہ سچیک ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے تھے

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ

اور جب پہنچ گیا شہ اپنے زور پر اور سنبھل گیا دی ہم نے اس کو حکمت اور سمجھ

وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤﴾ وَدَخَلَ الْمَدْيَنَ

اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو اور آیا شہر کے اندر

عَلَىٰ جِبْنٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ

جس وقت بے خبر ہوئے تھے وہاں کے لوگ پھر پائے اس میں دو مرد

يَقْتُلِينَ هَٰذَا مِنْ شَيْعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ

لڑتے ہوئے یہ ایک اس کے رفیقوں میں اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں

فَاسْتَعَاثَ الَّذِي مِنْ شَيْعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ

پھر فریاد کی اس سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں اس کی جو تھا اس کے

عَدُوِّهِ ۖ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا

دشمنوں میں پھر ٹک مارا اس کو موسیٰ نے پھر اس کو تمام کر دیا بولا یہ ہوا

مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ قَالَ

شیطان کے کام سے ہے بے شک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح بولا

رَبِّ اِلٰی ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاَعْفُرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ

اے میرے رب میں نے مجھ کو پھر اس کو بخش دیا

مَنْزِل ۵

یا وجہ یہ تھی کہ پہلے انبیاء علیہم السلام نے بنی اسرائیل میں اس جلیل القدر پیغمبر کے پیدا ہونے کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ فرعون کو یہ بات معلوم تھی اس لئے وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتا تھا۔ یہ دونوں قول نقل کرنے کے بعد امام رازی فرماتے ہیں وَهَذَا الْوَجْهُ هُوَ الْأَوَّلِيُّ بِالْقَبُولِ (کبیر ج ۲ ص ۳۳۳) اب مشیت ایزدی کو منظور ہوا کہ ان مظلوم و مظلوم لوگوں پر نظر کرم ہو، انہیں دین و دنیا کے مقتدر بنایا جائے، انہیں فرعون کی حکومت و سلطنت کا وارث بنایا جائے اور ملک مصر پر انہیں حکومت دی جائے۔ فرعون، ہامان اور ان کے لاؤ لشکر کو ان کا وہ انجام دکھایا جائے جس کا انہیں خطرہ تھا۔ ائمۃ مقتدی بہم فی الدین والدنیا علی مافی البحر روح ج ۲ ص ۲۰۰ ای قادی فی الخیر لقیحتی بہم وقیل دلالة سلوکنا (سخا ذن ج ۵ ص ۳۳۳)

مآکانہ ائحذ روتہ جس چیز کا ان کو ڈر اور خطرہ تھا بنی اسرائیل کے ایک مولود کے ہاتھوں ان کی تباہی اور سلطنت سے محرومی۔ کہ اب یہاں سے اس اجمال کی تفصیل شروع ہوتی ہے جو پہلی آیتوں میں تھا یعنی ان مستضعفین کی سر بلندی اور ان سرکشوں کی پستی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ وہ مولود مسعود پیدا ہو چکا ہے جس کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کا غلبہ اور قوم فرعون کی تباہی و رسوائی ہونے والی تھی۔ آؤ حینما میں وحی سے الہام اور القاری فی القلب مراد ہے یعنی ہم نے موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابھی اسے اپنے پاس چھپائے رکھو اور اسے دودھ پلاتی رہو اگر اس کے قتل کا خطرہ لاحق ہو تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دینا اور پھر اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ اور اس کی جدائی کا غم نہ کرنا میں جلد ہی اسے تیرے پاس واپس لاؤں گا اور میں اسے منصب رسالت پر بھی فائز کرنے والا ہوں یہی معاملہ حضور علیہ السلام کو پیش آیا آپ کو مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے مجبوراً مکہ چھوڑنا پڑا لیکن آخر اللہ نے آپ کو مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل فرمایا۔ ۸ فارصیحہ ہے یعنی جب والدہ موسیٰ علیہ السلام کو خطرہ لاحق ہوا تو بچے کو الہام ربانی کے مطابق صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ اتفاق سے اس روز فرعون نے دریا کے کنارے اپنا دربار لگا رکھا تھا اسی اثناء میں وہ صندوق تیرتا ہوا اس کی نشست گاہ کے قریب ہی ایک درخت کے ساتھ جا لگا۔ فرعون کے لوگوں نے اسے نکال لیا۔ جب صندوق کھولا گیا تو اس میں نہایت ہی حسین و جمیل بچہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ لَسْتُ کُنْ کہم میں لام عاقبت

کلبے۔ یعنی انہوں نے اس کو اٹھالیا جو انجام کاران کا دشمن اور ان کے لئے غم و اندوہ کا باعث بننے والا تھا حالانکہ ان کی غرض یہ نہ تھی۔ خطیبین کفر و شرک اور انکار موضع قرآن فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل میں کی حضرت موسیٰ کے چچا کی بیٹی، اس لفظ سے وہ پہچان گئی کہ لڑکا ان کا ہے اور جب ان کو لے پالا تو دایاں ڈھونڈیں کسی کا دودھ انہوں نے نہ پایا ناچار ہو گئے تھے تب ان کی ماں کو بلایا اس کا دودھ پینے لگے اس کو حوالے کیا پالنے کو ایک دینار روز کر دیا۔ ۷ یعنی وعدہ اللہ کا پہنچ رہتا ہے بیچ میں بڑے بڑے پھر چمکتے ہیں اس میں بہت لوگ یقین ہونے لگتے ہیں۔ ۷ جب حضرت موسیٰ جوان ہوئے فرعون کی قوم سے بیزار رہتے اُنکے کفر سے اور اُن کیساتھ لگے رہتے بنی اسرائیل وہی دو شخص لڑتے دیکھے ظالم تھا فرعون اس کو مارا تھا ادب دینے کو اس کی اہل آگئی بیچتا ہے کہ بے قصد خون ہو گیا اور ان کی ماں کا گھر تھا شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل رہتے تھے حضرت موسیٰ کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے اور فرعون کی قوم ان کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور رکھتے۔

حق کی وجہ سے مجرم اور گنہگار تھے۔ ۹ فرعون کے دل میں خود بخود یا کسی کی توجہ دلانے سے یہ خیال پیدا ہوا ممکن ہے یہ وہی مولود ہو جس کے ہاتھ اس کی سلطنت کا زوال مقدر ہوا اس لئے اسے قتل کر دینا چاہئے۔ لیکن فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم نے سفارش کی اور کہا یہ تو میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس لئے آپ اسے قتل نہ کرائیں ممکن ہے اس کے ذریعہ سے ہمیں کوئی فائدہ پہنچ جائے یا اسے ہم اپنا بیٹا بنالیں گے کیونکہ ہمارے بیٹا بھی تو نہیں ہے۔ فرعون نے آسیہ کی بات مان لی۔ اور بچے کے قتل سے دستکش ہو گیا۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۵ یہ سب کچھ ہوا مگر ان میں سے کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ وہی مولود ہے جس کے ہاتھ پر ان کا زوال و

القصاص ۲

۸۵۴

۱ من خلق السموات ۲

ہلاک ہو گا۔ ای لا يشعرون انه الذي يفسد ملكهم على يديه قاله قتادة (مخرج ۷) قتادہ سے خالی۔ درود (روح) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بنت دعیانہ بنت یسہر بن لادی، کو جب معلوم ہوا کہ فرعون نے ان کے فرزند ارجمند کو اٹھا لیا ہے اور وہ صبح سلامت اور زندہ بچ گیا ہے تو ان کا دل صبر و استقلال سے خالی ہو گیا اور قریب تھا کہ مارے خوشی کے وہ فرعون کو بتادیں کہ اس کا بیٹا ہے۔ قیل لمعنی انہا کادت تظہر صرہ من شدۃ الفرح بنجاتہ وتنبی فرعون ایسا (روح ج ۲ ص ۳۷۷) یا مطلب یہ ہے کہ جب بچے کو صندوق میں بند کر کے انہوں نے دیاس ڈال دیا تو موجوں نے اس کو ادھر سے ادھر پھینکنا شروع کیا یا جب وہ فرعون کے ہاتھ آ گیا تو والدہ کو غم لاحق ہوا کہ فرعون اسے ضرور قتل کر ڈالے گا تو شدت غم سے قریب تھا کہ اس کی چیخیں نکل جاتیں اور راز فاش ہو جاتا قیل لہا رأت الامواج تلعب بالتابوت کادت تصیخ و تقول وابناہ وقیل لہا سمعت ان فرعون اخذ التابوت لم تشک انه یقتله فکادت تقول وابناہ شفقۃ علیہ (مدارک ج ۳ ص ۳۷۷) ۱۱ لیکن ہم نے والدہ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گرہ لگادی اور اس کے دل کو مزید صبر عطا کر کے مضبوط کر دیا لَتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ہم نے اس کے دل کو مضبوط اس لئے کیا تاکہ ہمارے وعدے کی اسے مزید تصدیق ہو جائے ای من المصدقین وعدا للہ ایاہا۔ (خازن ج ۵ ص ۳۷۷) یا مطلب یہ ہے تاکہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے کیونکہ مومن تو وہ پہلے بھی تھی

اِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۱۱ قَالَ رَبِّ بِمَا اَنْعَمْتَ

بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان بولا اے رب جیسا تو نے فضل کرو یا

عَلَىٰ فَلَئِنْ اَكُوْنُ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِيْنَ ۱۲ فَاَصْبَحْ

مجھ پر شاہ پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار گنہگاروں کا ف پھر صبح کو اٹھا

فِي الْمَدِيْنَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۱۳ فَاذَ الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ

اس شہر میں ڈرنا ہوا انتظار کرتا ہوا پھر ناگہاں جس نے کل مدد

بَارَا مَسَّ يَسْتَصْرِخُهُ ۱۴ قَالَ لَهُ مُوسٰى اِنَّكَ لَعَوِيٌّ

راہی مسمیٰ اس سے آج پھر فریاد کرتا ہے اس سے کہا موسیٰ نے بے شک تو بے راہ ہے

مُضِلٌّ ۱۵ فَلَمَّا اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ

مربط ہے پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو

عَدُوٌّ لَهُمَا ۱۶ قَالَ لِمُوسٰى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلْنِيْ كَمَا

دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا اے موسیٰ تو چاہتا ہے کہ خون کرے میرا جیسے

قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۱۷ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ

خون کر چکا ہے کل ایک جان کا تیرا ہی جی چاہتا ہے کہ

جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ۱۸

برہمستی کرتا پھرے زمین میں اور نہیں چاہتا کہ ہو صلح کر دینے والا فلا

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۱۹ قَالَ يٰمُوسٰى

اور آیا ہے شہر کے پورے سے ایک مرد دوڑتا ہوا کہا اے موسیٰ

اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَتَرَمَّوْنَ بِكَ لَيَقْتُلُوْكَ ۲۰ فَاَخْرَجَ اِلٰى لَكَ

دربار والے مشورہ کرتے ہیں مجھ پر کہ مجھ کو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا

مِنَ النَّاصِحِيْنَ ۲۱ فَاَخْرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۲۲

بھلا چاہنے والا ہوں ف پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا اللہ راہ دیکھتا

منزل ۵

قالہ الشيخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ لَوَزَّ کا جواب مقدر ہے ای لا بدتہ بقریۃ ان کاذب لَتُبْدٰی یٰہ (روح) ۱۲ ماں کی مانتا کو کب قرار آتا ہے فوراً اپنی بیٹی موضع قرآن مجھ کو لڑواتا ہے راہ دیکھتے یہ کہ خون والے فرعون پاس فریاد لے گئے ہیں دیکھتے کس پر ثابت ہوا اور مجھ سے کیا سلوک کریں۔ ۱۳ ہاتھ ڈالتے چاہا اس ظالم پر بول اٹھا مظلوم جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا ہاتھ بھی چلاویں گے وہ کل خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کہا، آج اس کی زبان سے مشہور ہوا۔ ۱۴ یہ سنایا ہمارے رسول کو کہ یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر جوٹ کریں، اسی رات نکلے ہجرت کر کر۔ ۱۵ فتح الرحمن فلا یعنی چون موسیٰ اور اعویٰ مفضل مبین گفت والنسب کہ غضب کردہ بر سر من فی آید ۱۲۔

موسیٰ علیہ السلام کی ہمیشہ حضرت مریم بنت عمران (مریم بنت عمران والدہ مسیح علیہ السلام کے علاوہ ہیں) کو تفتیش احوال کے لئے فرعون کے گھر اس کے پیچھے بھیجتا کہ معلوم کرے کہ وہ اس کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔ چنانچہ وہ گئیں اور دور سے سب کچھ دیکھتی رہیں اس طرح کہ کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ وہ تفتیش احوال کے لئے وہاں کھڑی ہیں۔ عَنْ جُنُبِ اٰی عَنِ بعد یعنی دور سے دیکھ کر منع سے گناہ ہے۔ مراضع، مراضع کی جمع ہے یعنی مریم کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو دایکوں کا دودھ پینے سے روک دیا۔ اب وہ سب پریشان تھے کہ کیا کریں کچھ کسی دایہ کا دودھ منہ سے بھی نہیں لگاتا۔ جب مریم نے یہ صورت حال دیکھی تو حیرت کر کے قریب چلی گئیں اور کہا اگر اجازت ہو تو ایک بی بی کا میں بھی پتہ دیتے دیتی ہوں

شاید یہ بچہ اس کا دودھ پنی لے۔ وہ بی بی اور اس کے گھر والے سب ہی اس بچے کی پیار محبت اور خیر خواہی سے تربیت کریں گے۔ **۲۱** فافضیہ ہے یعنی انہوں نے اس کی بات مان لی اور ان کے کہنے پر اپنی والدہ کو ان کے پاس لے آئی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی خوشبو سونگھی تو فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا چنانچہ فرعون نے بچے کی پرورش اسی کے حوالے کر دی اس طرح ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کے پاس اس کر دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اس کی جدائی کا اسے غم نہ ہو نیز اسے یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا تھا۔ **۲۲** **۲۳** جب موسیٰ علیہ السلام سن نمونہ کی انتہا کو پہنچ گئے اور ان کی ذہنی اور جسمانی قوتیں حد کمال کو پہنچ گئیں تو ہم نے ان کو عقل اور علم و فہم کی دولت عطا کی یعنی دین کے معاملات میں گہری سمجھ اور حکمت یعنی صحیح قوت فیصلہ سے سرفراز فرمایا اُمّی الفکر والعقل والعلم فی الدین فعلم موسیٰ و حکم قبل ان یبعث نبیاً (معالرج ۵ ص ۳۱) بعض نے حکم و علم سے نبوت اور علم نبوت مراد لیا ہے لیکن اس صورت میں ترتیب قصہ میں تقدیم و تاخیر ہوگی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مدین سے واپسی پر راستے میں ملی اور قتل قبطی اور سفر مدین وغیرہ واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔ لیکن پہلی صورت میں تقدیم و تاخیر ماننے کی ضرورت نہیں۔ **۲۴** ایک دن موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت میں داخل ہوئے جبکہ سب لوگ دوپہر کے وقت باہر کے حالات سے بے خبر اپنے گھروں میں قیلولہ کر رہے تھے۔ آپ نے کیا دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ان میں سے ایک توان

القصص

۸۵۵

۱ من خلد السموات ۲۰

۲۵

قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۲۱ وَلَمَّا

بولا اے رب بچالے مجھ کو اس قوم بے انصاف سے اور جب

تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي اَنْ يَّهْدِيَنِي

منہ کیا **۲۲** مدین کی سیدھ پر بولا امید ہے کہ میرا رب لے جائے مجھ کو

سَوَاءَ السَّبِيلِ ۲۲ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ

سیدھی راہ پر و اور جب پہنچا **۲۳** مدین کے پانی پر پایا

عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْأَلُونَ ۚ وَوَجَدَ مِنْ

وہاں ایک جماعت کو لوگوں کی پانی پلاتے ہوئے و اور پایا ان

دُونِهِمْ اَمْرًا بَيْنَ تَدْوَيْنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمْ

سے درے دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے کھڑی تھیں اپنی بکریاں بولا تمہارا کیا حال ہے

قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتّٰی يُصْدِرَ الرَّعَاءُ فَسَكَتَا ۚ وَابَوُنَا شَيْخًا

بولیں ہم نہیں پلاتی پانی چرواہوں کے پھیرے جانے تک اور ہمارا باپ بوڑھا ہے

كَبِيرٌ ۚ فَسَقَطَ لَهُمَا ثَمَرُ تَوٰی اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ

بڑی عمر کا قاقہ اس نے پانی پلا دیا ان کے جانوروں کو کچھ پھر پٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب

اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَيْرٍ فَقَبِلْتُ ۚ فَجَاءَتْهُ

تو جو چیز اٹکے میری طرف اچھی میں اس کا محتاج ہوں **۲۴** پھر آئی اس کے پاس

اِحْدٰیهُمَا تَمَشُّیْ عَلٰی اسْتِحْيَا ۚ قَالَتَا اِنَّ اَبٰی

ان دونوں میں سے ایک چلتی تھی شرم سے **۲۵** بولی میرا باپ

یَدْعُوکَ لِیَجْزِیَکَ اَجْرَ مَا سَقٰی لَنَا فَلَمَّا

بچہ کو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حتیٰ اس کا کہ تولنے پانی پلا دیا ہمارے جانوروں کو پھر جب

جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ ۚ قَفْ

پہنچا اس کے پاس اور بیان کیا اس سے احوال کہا مت ڈر **۲۶**

منزلہ

کے اپنے قبیلے یعنی بنی اسرائیل کا ہے اور دوسرا ان کی دشمن قوم قبط کا ہے۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی قبطی کے مقابلے میں انہیں مدد کے لئے پکارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو قبطی کو زبانی سمجھایا کہ وہ اسرائیلی کو چھوڑ دے لیکن وہ الٹا گستاخی سے پیش آیا اس پر انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے ایک گھونسہ رسید کیا۔ اس سے ان کا ارادہ ظالم کے ظلم سے ظلم کو بچانے کا تھا قتل کا ارادہ نہ تھا اور نہ عادت گھونسہ قتل کا باعث ہوتا ہے لیکن قبطی اس کی تاب نہ لاسکا اور مر گیا۔ اس تقریر سے معلوم واضح قرار یہ واقف نہ تھے راہ سے اللہ نے اسی راہ پر ڈال دیا۔ **۲۷** مصر سے دس دن کی راہ ہے وہاں پہنچے بھوکے پیاسے لوگ پانی پلاتے تھے بکریوں کو کھانا وہ حیاتے کنارے موضع قرآن کھڑی تھیں بکریاں ایک طرف لے کر اور ان کو قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالیں اور وہاں سے بچا پانی پلاتیاں **۲۸** عورتوں نے پہچاننا چھاؤں پر تاپے مسافر ہے دور سے آیا، نکھکا بھوکا جاگ رہا اپنے باپ سے کہا ان کو درکار تھا کوئی مرد ہونیک بخت کہ بکریاں تھامے اور بیٹی بھی بیاہ دیں۔

ہو گیا کہ یہ واقعہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام از کبار قبل نبوت کے منافی نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں انہوں نے ایک مظلوم کی امداد کی تھی جس سے بلا ارادہ ایک آدمی مر گیا۔ لایشکل ایضا علی القول بعصمتہم عن الکبار والصفاء مطلقا لجواز ان یکون علیہ السلام قد رای ان فی الوکز دفع الظالم عن مظلوم ففعله غیر قاصد بل القتل دأما وقع متوترا علیہ لا عن قصد (روح ج ۲ ص ۲۸۷) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا ہرگز نہ تھا۔ جب ان کے گھونسہ مارنے سے غیر متوقع طور پر قبلی کی موت واقع ہو گئی تو بہت نادم ہوئے اور بول

القصص

۸۵۶

امن خلق السموات ۲۰

نَجَوْتُ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۱۵﴾ قَالَتْ احْدِثْ لِي

پنج آیا تو اس قوم بے انصاف سے بولی ان دونوں میں سے ایک

يَا بَتِ اسْتَأْجِرْهُ زَانٍ خَيْرٌ مِّنْ اسْتَأْجَرْتَ

اے باپ اس کو نوکر رکھ لے تلہ البتہ بہتر نوکر جس کو تو رکھنا چاہے وہ ہے

الْقَوِيُّ الرَّمِينُ ﴿۱۶﴾ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ

جو زور آور ہو امانت دار کہہ میں چاہتا ہوں تلہ کہ بیاہ دوں مجھ کو

أَحَدًا يَبْنِي لِي هَيْئَةً عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَّ لِي حَاجَةٌ

ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس

فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا أُرِيدُ أَنْ

پھر اگر تو پورے کرے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہو اور میں نہیں چاہتا کہ

أَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّاحِينَ ﴿۱۷﴾

مجھ پر تکلیف ڈالوں تو پائے گا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے

قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتَ

بولا یہ وعدہ ہو چکا میرے اور تیرے بیچ جوںسی مدت ان دونوں میں پوری کر دوں

فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿۱۸﴾

سو زیادتی نہ ہو مجھ پر اور اللہ پر بھروسہ اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَىٰ الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ

پھر جب پوری کر چکا تلہ موسیٰ وہ مدت اور لے کر چلا اپنے گھروالوں کو دیکھی

جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي

کوہ طور کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھروالوں کو ٹھہرو میں نے

أَنَسْتُ نَارًا عَلَيَّ أَتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ

دیکھی ہے ایک آگ شاید آؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا انگارا

منزل ۵

اٹھے یہ تو ایک شیطانی فعل ہے شیطان انسان کا علانیہ دشمن ہے جو اسے ورغلا کر غلط راستے پر ڈالتا ہے۔ قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ لِنَفْسِي اس غیر ارادی لغزش پر اللہ سے معافی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے معافی دیدی کیونکہ معاف کرنے والا اور مہربان حقیقت میں وہی ہے۔ تلہ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ بِسْمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ کے بعد فلا تمہنی محذوف ہے یعنی مجھے رسوا نہ کرنا۔ یا بَسْمَا میں بار قسمیہ ہے اور جواب قسم محذوف ہے اور فَكُنْ آگے کون کچھ جواب پر معطوف ہے ای اقسام بانعامك علی امتنع عن مثل هذا الفعل الخ (روح ج ۲ ص ۲۸۷) اور انعام سے یا تو فرعون کے شر سے محفوظ رہنا مراد ہے یا مذکورہ لغزش پر مغفرت کیونکہ الہام یا رؤیائے صادقہ سے موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تھا کہ اللہ نے ان کی لغزش معاف فرمادی ہے (ایضا، اس پر امر خامس یعنی فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ متفرع ہو گا۔ تلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رات اسی امید و بیم اور کشمکش میں گزار دی کہ دیکھیں فرد جرم کس پر عائد ہوتی ہے۔ اگلے روز جب وہ گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی آج ایک دوسرے قبلی سے ختم گئے تھے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر آج پھر مدد کے لئے پکارا موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو بڑا بیہودہ آدمی ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ تیرا روزانہ کام ہی یہی ہے۔ فَبَلَّغْنَا أَنْ آدَا الْخُ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام جب قبلی کو پکڑ کر پیچھے ہٹانے کے ارادے سے آگے بڑھے تو اسرائیلی سمجھا کہ وہ نیچے پڑنے لگے ہیں کیونکہ انہوں نے اسے ملامت کی تھی، اس لئے فوراً بول اٹھا۔ اے موسیٰ! جس طرح کل تو نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا اسی طرح

۳۶

آج مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو لوگوں کے جھگڑے صلح صفائی سے ختم کرنے کے بجائے جبر و تشدد سے بڑا ہٹنا چاہتا ہے۔ تلہ اسرائیلی کی گفتگو سے قبلی کے قتل کا معہ مل ہو گیا اور یہ خبر فوراً ہی فرعون تک پہنچ گئی۔ فرعون اور اس کے مشیروں نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ فرعون کے رشتہ داروں میں سے ایک نیک دل انسان دجو بعد میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور قرآن میں جسے مومن آل فرعون کہا گیا ہے، شمعون یا حزقیل کو اس کی اطلاع ہو گئی وہ دوڑتا ہوا موضع قرآن فل زور دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت دار دیکھا بے طمع ہونے سے فل ہمارے حضرت بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آکر مکہ فتح کیا اگر موضع قرآن چاہتے اسی وقت شیعہ خانی کرواتے کافروں سے لیکن اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا قرآن میں اور توریت میں نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تھے۔

مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿۲۹﴾ فَلَبَّاسًا آتَاهَا نُودِي مِّنْ

آگ کا تاکہ تم تپاؤ پھر جب پہنچا اس کے پاس تہ آواز ہوئی
شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبْرَكَةِ مِنَ

میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے خطہ میں
الشَّجَرَةِ أَنْ يُبْشِرَ بِنَارِي أَنْ أَلَّهِ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۰﴾

ایک درخت سے کہ اے موسیٰ میں ہوں اللہ جہان کا رب
وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ

اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاکھی پھر جب دیکھا اس کو ہلچلنے لگے جیسے سانپ کی سٹک
وَلِي مُدْبِرٌ أَوْ لَمْ يَعْقِبْ يُوسُفُ أَيْدٍ وَلَا تُخَفِّفْ إِنَّكَ

الٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پچھے پھر کر اے موسیٰ آگے اور مت ڈر تجھ کو
مِنَ الْأَمِينِ ﴿۳۱﴾ أَسْلَكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ

کچھ خطرہ نہیں ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں تھ نکل آئے
بِضَاءٍ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمُ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ

سفید ہو کر نہ کسی بُرائی سے اور ملا لے اپنی طرف اپنا بازو
مِنَ الرَّهْبِ فَإِنَّكَ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

ڈر سے سو یہ دوسندیں ہیں لے کر تیرے رب کی طرف سے فرعون
وَمَلَايَهُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ

اور اس کے سرداروں پر بے شک وہ تھے لوگ نافرمان و فاسق۔ بولالے رب۔ ۳۳
إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿۳۳﴾ وَ

میں نے خون کیا ہے ان میں ایک جان کا سو پڑتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے اور
أَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلْهُ مَعِيَ

میرا بھائی ہارون لے اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سوا اس کو بھیج میرے ساتھ

منزل ۵

موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور دربار فرعون کے فیصلے سے انہیں آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ وہ فوراً اس شہر سے ہجرت کر جائیں۔ ۳۳ موسیٰ علیہ السلام بلا توقف شہر سے نکل کھڑے ہوئے مگر یہ خوف بھی دامنگیر رہے کہ کہیں فرعون کے آدمی ان کو گرفتار نہ کر لیں یا قتل نہ کر ڈالیں اس کے ساتھ ہی اللہ کی طرف متوجہ ہو کر التجا کرتے ہیں کہ میرے پروردگار مجھے ظالموں سے بچانا کیونکہ اس کے سوا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں یعنی منتظر الطلب ہل یلحقہ فی خذہ ثم لجا الی اللہ تعالیٰ علیمہ انہ لا ملجأ الا الیہ (خازن ج ۵ ص ۵۷۱) ۳۴ مدین حضرت شعیب علیہ السلام کا شہر تھا۔ یہ شہر فرعون کی سلطنت سے باہر تھا اور مصر سے قریب بھی تھا اس لئے مدین کا رخ کیا۔ و مدین قریبہ

شعیب علیہ السلام سمیت ہمدان بنوا بنو اہم ولم تکن فی سلطنت فرعون و بینہا و بین مصر مسیرۃ ثمانیۃ ایام (مدار ج ۳ ص ۳۷۱) راستہ چونکہ صحیح معلوم نہ تھا اس لئے محض اندازے سے ایک راستہ پکڑ لیا اور خدا کے بھروسے پر چلے گئے کہ وہ اپنی مہربانی سے سیدھی راہ پر ڈال دے گا۔ ۳۵ خدا خدا کر کے مدین پہنچ گئے۔ ابھی شہر سے باہر ہی تھے کہ ایک کنویں پر لوگوں کا ہجوم دیکھا جو اپنے چوپایوں کو پانی پلا رہے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ دو عورتیں دور پر سے اپنا یوڑ روکے کھڑی ہیں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی حالت عجیب سی معلوم ہوئی، آگے بڑھ کر ان سے پوچھا کیا بات ہے تم اپنا یوڑ اس طرح دوڑ کیوں روکے کھڑی ہو؟ انہوں نے جواب دیا جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر فارغ نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں کیونکہ ہم خود کنویں سے پانی نہیں نکال سکتیں اور ہمارا والد بھی بوڑھا ضعیف ہے وہ بھی اس کام سے عاجز ہے، اس لئے جب یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو حوض میں بچا کھچ پانی ہم اپنی بکریوں کو پلا لیں گی۔ ان امرأتان لا نطیق ان نستسق ولا نستطیع ان نراحم الرجال فاذا اصدروا سقینا مواشینا ما افضلت مواشیہم فی الحوض (معالم ج ۵ ص ۵۷۱) مشہور قول یہ ہے کہ یہ دونوں عورتیں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین کو حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ اس قدر ضد تھی کہ انہوں نے انسانی مروت اور اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ وہ نہ تو حضرت شعیب علیہ السلام کے بڑے بچے کا خیال کرتے نہ انکی بیٹیوں کے ضعف صغی کا لحاظ کرتے بلکہ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر

کنوس کا منہ بھی نہایت وزنی پتھر سے بند کر دیتے اور ڈول بھی اس قدر وزنی تھا جسے کئی طاقتور آدمی ہی کھینچ سکتے تھے۔ ۳۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے حال پر رحم آگیا آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو ایک طرف ہٹا کر اکیلے ہی ڈول بھر کر نکالا اور ان کے مویشیوں کو پانی پلا کر انہیں روانہ کیا اور خود قریب ہی کسی درخت یا دیوار کے سائے میں جا بیٹھے۔ کہتے ہیں ڈول اس قدر وزنی تھا کہ کئی آدمی مل کر نکال سکتے تھے۔ روی اللہ فی القوم عن رأس البئر وسألہم دلوفا أعطوہ دلوہم و قالوا استبق بہا و کانت لا ینزعہا الا اربعون فاستقی بہا و صبہا فی الحوض الخ (مدار ج ۳ ص ۳۷۱) سائے میں بیٹھ کر اپنے مولیٰ سے بھوک کی شکایت موضع قرآن و بازو ملا ڈر سے یعنی سانپ کا ڈر ہوتا رہے۔

فتح الرحمن و مترجم گوید ہم آوردن دو بازو کنایت است از جمع خاطر و مشوش نشدن چنانکہ خفض جناح کنایت است از تواضع ۱۲۔

٢٠ من خلق السموات

معاهدة ١١ عند المناسحين ١٢

سے کوئی اپنے معاہدے سے بچھڑ نہیں سکے گا۔ یہ اصول ہے کہ اگر گزشتہ شرائع کو بلا انکار نقل کیا جائے تو وہ ہمارے لئے بھی حجت ہوں گی۔ اسی لئے حنفیہ نے یہاں سے استدلال کیا ہے کہ ایسی خدمت زوج مہر بن سکتی ہے۔ صاحب مدارک نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے والتزوج علی رعی الغنم جائز بالاجماع لا منہ من باب القیام یا مرا الزوجیۃ (روح ج ۲۰ ص ۶۹) لیکن ایک شبہ ہو سکتا ہے کہ رعی غنم کی میعاد تو معین ہے لیکن منکوہہ مبہم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو صرف وعدہ ہے عقد نکاح نہیں عقد نکاح کے وقت منکوہہ کی تعیین لا محالہ کرنی ہوگی۔ وھذہ مواعداۃ منہ ولم یکن ذلک عقد نکاح اذ لو کان عقداً لقال قد انکحتک (مدارک ج ۳ ص ۱۵۰) تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت پوری کی۔ اتمام میعاد

موضع قرآن و لا گارے کو آگ دے یعنی پ، اینٹ بنا، کہتے ہیں پکی اینٹ اول اُسی نے نکالی کہ عمارت اوپنی بنادے تو پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے۔

وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمُ الْبَاقُونَ

اور اس کے لشکر ملک میں ناحق اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف

لَا يُرْجَعُونَ ۝۳۹ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي

پھر کرنے آئیں گے پھر پکڑا ہم نے اسے اس کو اور اس کے لشکروں کو پھینک دیا ہم نے ان

الْيَمِّ فَأَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝۴۰ وَ

کو دریا میں سودیکھو لے کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا اور

جَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَدْعُونَ إِلَى الْتَارِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ

کے ہم نے ان کو پیشوا کہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن

لَا يُنصَرُونَ ۝۴۱ وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً

ان کو مدد نہ ملے گی اور پیچھے رکھ دی ہم نے ان پر اس دنیا میں پھٹکار

وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ۝۴۲ وَلَقَدْ آتَيْنَا

اور قیامت کے دن ان پر اور ہم نے بھیجے اور ہم نے

مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَى

موسیٰ کو کتاب کے بعد اس کے کہ ہم غارت کر چکے پہلی جماعتوں کو

بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝۴۳

سمجھانے والی لوگوں کو اور راہ بتانے والی اور رحمت تاکہ وہ یاد رکھیں

وَمَا كُنْتَ بِمَجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ

اور تو نہ تھا اٹھ غرب کی طرف جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو حکم

وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝۴۴ وَلَكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا

اور نہ تھا تو دیکھنے والا لیکن ہم نے پیدا کیں کئی جماعتیں

تَطَاوُلَ عَيْنَاهُمُ الْعُمْرُ وَمَا كُنْتَ تَأْوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ

پھر دراز ہوئی ان پر مدت اور تو نہ رہتا تھا مَدینہ میں

کے بعد اپنی بیوی کو ساتھ لیکر مصر کا رخ کیا تاکہ وہاں اپنی والدہ، ہمیشہ اور بھائی کی ملاقات کریں۔ ان کا خیال تھا کافی عرصہ گزر چکا ہے اب قبطی کے قتل کا معاملہ رفع دفع ہو چکا ہوگا۔ سب سے پہلے جب وادی طوی میں پہنچے جو کوہ طور کے دامن میں ہے تو راستہ بھول گئے۔ رات کا وقت تھا اور سردی بھی پڑ رہی تھی۔ اچانک کوہ طور کی جانب سے آگ دیکھی تو بیوی سے فرمایا تم یہیں ٹھہرو مجھے آگ نظر آئی ہے۔ میں وہاں جاتا ہوں، وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا یا کم از کم تمہارے تاپنے کے لئے وہاں سے آگ ہی لے آؤں گا۔ **قَالَ مِنْ شَأْنِ طَيْعٍ مَبْدَلٍ مِنْهُ** اور **مِنْ الشَّجَرَةِ** اس سے بدل ہے جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو اس با برکت اور سرسبز و شاداب خطے میں وادی کے دائیں کنارے کی جانب سے ایک درخت میں سے آواز آئی

اے موسیٰ! میں اللہ ہوں یعنی ساری کائنات میں متصرف اور سارے جہاں کا مالک ہوں۔ **أَنْ يَسْمُوعِي** میں آج تفسیر یہ ہے جو نذار کی تفسیر کر رہا ہے۔ **وَأَنْ أَلْقَى عَصَاهُ** یہ **أَنْ يَسْمُوعِي** پر معطوف ہے **فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا** انہوں نے دیکھا کہ لاٹھی کا بہت بڑا ڈھانچہ بن گیا ہے اور وہ سپوٹے کی مانند بڑی تیزی سے حرکت کر رہا ہے تو خوف سے پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ **يَسْمُوعِي** آئندہ **الْحَمْدُ** پھر آواز آئی اے موسیٰ! آگے بڑھو اور مت ڈرو اور اسے پکڑ لو تم پر خوف و خطر سے محفوظ ہو اس اثر دہا سے تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اڑ دیا اگرچہ بہت بڑا تھا لیکن چھوٹے سانپوں کی سی تیزی سے حرکت کر رہا تھا اس لئے اسے **سَانِپٌ** چھوٹے سانپ کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ **كَأَنَّهُمَا جَاءَا فِي سُرْعَةٍ** حرکت مع غایۃ عظمیٰ جُستہما (ابو السعود ج ۴ ص ۶۵) سانپ کو دیکھ کر بقاضائے بشریت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور پیغمبروں کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ **قَالَ** یہ دوسرا معجزہ ہے **مِنْ غَيْرِ مَسْئَرٍ** یعنی ہاتھ کا سفید ہونا کسی بیماری کی وجہ سے نہ ہوگا۔ **وَأَصْمَحُ الْبَيْتِ** الخ یعنی اگر خوف وغیرہ ہو تو ہاتھ سینے پر رکھ لیا کر اس سے خوف و ہراس جاتا رہے گا۔ خوف و ہراس کے وقت اگر آدمی ہاتھ سینے پر رکھے تو اس سے دل کو تقویت ملتی ہے اور گھبراہٹ کم ہو جاتی ہے۔ **مِنْ الرُّهْبِ** ای من اجل المخافة۔۔۔۔۔ ومن شاذل انسان اذا فعل ذلك في وقت فزع ان يقوى قلبه (روح ج ۲ ص ۵۷) یا یہ عدم خوف سے کنا یہ ہے کیونکہ

ما ذکرہ (۱) نمبر ۱۲

بیان مذاقت
آفتاب علی اللہ
علیہ وسلم ۱۲

پسندے جب خوف و خطر سے مامون ہوتے ہیں تو پروں کو اطمینان سے سمیٹ لیتے ہیں وہو ما خوذ من فعل لطا اثر عند الا من بعد الخوف وهو فی الاصل مستعار من فعل لطا اثر عند هذه الحالة الخ وروح **قَالَ** یہ دونوں معجزے عصا اور ید بیضا تمہاری رسالت کی واضح دلیلیں ہیں۔ اب فرعون اور اس کے اہل دربار کے پاس جاؤ اور یہ دونوں معجزے اپنی سچائی پر دلیل کے طور پر ان کے سامنے پیش کرو اور ان کو توحید کی دعوت دو۔ وہ اللہ کی نافرمانی اور عصیان و فجور میں انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ **قَالَ** منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت ہر وقت ان کے شامل حال رہے گی لیکن وہ قتل قبطی کے معاملے کو اللہ کے سامنے پیش کر کے اللہ کی جانب سے حفظ و امان کے وعدے کی کھرت موسیٰ قرآن و توریت کے بعد ایسے غارت کے عذاب کم آئے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کے حکم پر قائم رہے۔ **وَلْ غَرِبَ** کی طرف طور کے جہاں موسیٰ کو توریت ملی۔

چاہتے تھے اس لئے اس کا ذکر کیا۔ اس سے ان کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ وہ رسالت سے استغفار چاہتے ہیں۔ طلب من اللہ تعالیٰ ما یقویٰ قلبہ ویزیل خوفہ (کبیر ج ۲ ص ۲۸) والہذا الخبر طلب الحفظ والتأیید لا بلاغ الرسالة علی اکمل وجه لا الاستغفاء من الارسال (روح ج ۲ ص ۲۰) یہ دوسری درخواست تھی کہ ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اور قادر الکلام ہے اسے میرا معاون بنا کر میرے ساتھ بھیجا جائے تاکہ وہ میری تائید کرے اور میری تقریر کو سب سے تفصیل کے ساتھ پیش کر سکے اور کافروں کے مجاہدے کا منہ توڑ جواب دے سکے۔ ومعنی تصدیقہ موسیٰ اعانتہ ایسا کا زیادہ

البیان فی حفظان الحدال ان احتاج الیہ لیثبت دعواہ (مدارک ج ۳ ص ۲۸) ۳۷

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں درخواستیں منظور فرمائیں اور فرمایا تیرے بھائی کو تیرا معاون بھی بنا دوں گا اور تمہیں ایسا غلبہ دوں گا کہ وہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے اور تمہیں ایسا رعب عطا کروں گا کہ وہ مارے خوف و ہیبت کے برے لڑکے سے تمہارے قریب بھی نہ آسکیں گے۔ بایلتنا کا متعلق محذوف ہے ای اذہب بایلتنا۔ یا یجعل یا سلطاناً۔ یا لا یصلون کے متعلق ہے۔ یا یظرف الغالبون کے متعلق ہے اور ظرف کی تقدیم رعایت فاصلہ یا حصر کے لئے ہے۔ (روح ج ۲ ص ۲۸) موسیٰ علیہ السلام جب ان کے پاس گئے اور انہیں معجزے دکھائے تو وہ کہنے لگے یہ تو بڑا بزدل و جاد ہے جو موسیٰ نے خود ایجاد کیا ہے ایسا جاد و تو آج تک ہمارے باپ دادا کے زمانے میں بھی کہیں دیکھنے سننے میں نہیں آیا۔ (بحر) یا اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور دعوت ہے کہ اللہ کے سوا اسے جہاں کا کوئی مالک و کار ساز نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا و دعا اور بکار کے لائق ہے۔ وَمَا سَمِعْنَا بِهَذَا یعنی بالذی تدعون الیہ (معالم و خازن ج ۵ ص ۲۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کا اہل سمجھ کر ہدایت کا پیغام دیکر بھیجا ہے اور جسے اس نے حسن عاقبت کا وعدہ دیا ہے اللہ اسے تم سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر وہ ساحر و مفتری ہوتا جیسا کہ تمہارا خیال ہے تو وہ اسے منصب نبوت پر فائز نہ فرماتا کیونکہ ایسے مفتری اس کے نزدیک فوز و فلاح کے مستحق نہیں۔ (روح و مدارک) امر ثالث یعنی

تَشْلُوْا عَلَیْہُمْ اٰیٰتِنَا وَلٰکِنَّا کُنَّا مُرْسِلٰیْنَ ۝۳۷

کر ان کو سناتا ہماری آیتیں پڑھ رہے ہیں رسول بھیجتے اور

مَا کُنْتَ بِجَانِبِ لِّطُوْرٍ اِذْ نَادٰیْنَا وَلٰکِن رَّحْمَۃً

تو نہ تھا تجھے طور کے کنارے جب ہم نے آواز دی لیکن - انعام ہے

مِّنْ رَّبِّکَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتٰہُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ

تیرے رب کا تاکہ تو ٹھوسا دے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرناؤ والا

مِّنْ قَبْلِکَ لَعَلَّہُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ۝۳۸ وَلَوْ لَا اَنَّ

تجھ سے پہلے تاکہ وہ یاد رکھیں اور اتنی بات سننے کے لئے کہیں

تُصِیْبُہُمْ مُّصِیْبَةٌ یَّمَا قَدْ مَاتَ اٰیْدِیْہُمْ فِیْ قَوْلُوْا

آن پڑے ان پر آفت ان کاموں کی وجہ سے جن کو بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ تو کہنے لگیں

رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ وَ

اے رب ہمارے کیوں نہ بھیج دیا ہمارے پاس کہیں کو پیغام دے کہ تو ہم چلتے تیری باتوں پر اور

نَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۳۹ فَلَمَّا جَاءَہُمْ الْحَقُّ

ہوئے ایمان والوں میں پھر جب پہنچی سچ ان کو ٹھیک بات

مِّنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَا اُوْتِیَ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ مُوْسٰی

ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس رسول کو جیسا ملا تھا موسیٰ کو

اَوْ لَمْ یُکْفِرُوْا بِمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلِ قَالُوْا

کیا ابھی سنکر نہیں ہو چکے اس سے جو موسیٰ کو ملا تھا اس سے پہلے کہنے لگے

سِحْرٰنِ تَظٰہِرَ اَقْدُوْا قَالُوْا اِنَّا بِکُلِّ کَفْرُوْنَ ۝۴۰ قُلْ

دونوں جادوئیں آپس میں موافق ملا رہیں گے ہم دونوں کو نہیں مانتے وہ تو کہہ

فَاْتُوْا بَکِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ہُوَ اٰھْدٰی مِنْہُمَا اَتَّبِعْہُ

اب تم لاؤ گے کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونوں سے بہتر ہو کہ میں اس پر چلوں

منزل ۵

قُلْ رَبِّیْ اَعْلَمُ مِمَّنْ جَاءَ بِاٰیٰتِہِیْ الْخٰسِیٰتِ پر متفرع ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تھا ایسا ہی جواب دینے کا حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا۔ ۳۷ فرعون کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں بعض لوگ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے متاثر نہ ہو جائیں اس لئے اصل حقیقت پر پردہ اور ان کے دلوں میں شبہات ڈالنے کے لئے ازراہ خیر خواہی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شرفاء قوم! گذشتہ زمانے میں تو مجھے اپنی ذات کے سوا تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں موصیٰ قرآن و کلام کے کافر حضرت موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس پاس ہوتا تو ہم مانتے جب یہود سے پوچھا اور توریت کے حکم نے اس کے موافق اپنی مرضی کے خلاف بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جہنم برحق ہے اور اللہ کے نام پر فتنہ نہ ہو سو مدار ہے اور پھر یہی باتیں تب دونوں کو لگے جواب دینے۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی توریت و قرآن ۱۲۔

ہوسکا اگر کوئی ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتاتا۔ اور اب میں اس کی مزید تحقیق کرتا ہوں۔ فَأَوْقِدْ لِي يَهْأَمُنْ عَلَى الظَّالِمِينَ الخ ارے ہا مان فوراً بجھنے اینٹوں کی بھی پڑھاؤ اور ایک بہت ہی بلند مقام پر نہایت اونچی رصد گاہ تعمیر کرو تاکہ میں اس پر چڑھ کر دیکھوں موسیٰ کا خدا کہاں ہے جسے وہ رب العالمین کہتا ہے۔ مجھے تو موسیٰ کا یہ دعویٰ سراسر غلط اور جھوٹا معلوم ہوتا ہے (العیاذ باللہ)

اعلم ان فرعون كانت عادتہ متى ظهرت حجة موسى ان يتعلق في دفع تلك الحجة بشبهة يروجها على اعمار قومه وذكر ههنا شبهتين

الاولى قوله ما علمت لكم من اية غيرى الشبهة

الثانية قوله فأوقد لي يهأمن على الظالمين الخ

(کبیر ج ۶ ص ۵۸) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرعون

کے حکم کے مطابق ہا مان نے ایک نہایت ہی بلند و بالا

عمارت تعمیر کی لیکن یہ صحیح نہیں۔ فرعون نے صرف

دفع الوقتی کے لئے یہ بات کہی تھی نہ اس نے بنوائی اور

نہ اس کا ارادہ ہی تھا۔ الا قرب انه كان اوهو لبناء

ولم یبن (کعبین) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے

ہیں سورہ مومن میں اس قصے کے انداز بیان سے

بھی معلوم ہوتا ہے کہ محل وغیرہ کوئی نہیں بنایا گیا

کیونکہ وہاں فرعون کے حکم یا ہامان ابن لی صرحاً

تعلیٰ الخ کے بعد مومن آل فرعون کی تفریر ہے اور

اس کے بعد فرعون اور اس کی قوم کے گرفتار عذاب ہو

کر ہلاک ہونے کا ذکر ہے۔ ۳۸ یہ فرعون اور اس کی

قوم کی سرکشی اور ان کے کبر و غرور کا بیان ہے فرعون

اور اس کی قوم کے لوگ دوسروں کو نہایت حقیر و

ذلیل سمجھتے ان کا خیال تھا کہ دنیا میں عزت و عظمت

انہی کا حق ہے حالانکہ انہیں اپنے کو بڑا اور دوسروں

کو غلاموں کی طرح ذلیل سمجھنے کا کوئی حق نہ تھا اسی

کبر و نخوت کی وجہ سے انہوں نے حق کو نہ مانا یعنی

تعظموا عن الایمان ولم یبقادوا للحق (خازن

ج ۵ ص ۱۴) وہ دولت و حکومت کے نشے میں اس قدر

بدمست تھے کہ انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے

حاضر ہونے کا بھی یقین نہ تھا۔ بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو

زیبا ہے اور صرف اسی کا حق ہے۔ فی الحدیث القدسی

الکبریاء ردائی والعظمة اذاری فمن نازعنی

واحدا منهما القیتہ فی النار (س و ج ۲)

ص ۸۳) ۳۹ فرعون، اس کے امراء و دربار،

اس کی فوجوں اور اس کی ساری قوم نے استکبار و

غرور سے حق کو ٹھکرایا تو ہم نے سب کو کھڑ لیا اور دریا میں غرق کر دیا۔ اب دیکھو لو آخر ان ظالموں کا انجام کیا ہوا۔ نہ حکومت کام آئی نہ دولت، نہ جنت، نہ لاؤ لشکر و

وجعلناهم آئیناً یبغون الی التار الخ۔ وہ کیا تھے؟ کفر و ضلال کے امام اور پیشوا۔ وہ لوگوں کو کفر و شرک کی طرف بلاتے اور لوگوں کو دین حق اور اللہ کی توحید

سے گمراہ کرتے تھے۔ وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ لَا یُنصَرُونَ دینا میں جن کے بل بوتے پر کفر و شرک کی تبلیغ کرتے رہے آخرت میں وہ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے اور نہ

موضع قرآن فلا یہ حبشہ کے نصاریٰ تھے بخاشی کے رفیق اس قرآن کو سن کر یقین لائے اور جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھائے نہ سمجھے گا تو اس سے کنارہ ہی بہتر ہے۔

فتح الرحمن ص ۱ مترجم گوید یہود و عیسٰی آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمذنبہ ہجرت کنند و نسخ یہودیت نصرت فرمایند مقتدر قرآن بودند و میگفتند عرب را فرمان

قرآن لازم است واللہ اعلم ۳۳

القصص

۸۶۱

امن خلق السموات ۲۰

اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۴۹ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ

اگر تم سچے ہو پھر اگر یہ نہ کر لائیں تیرا کہا تو جان لے

اَسْمَا يَتَّبِعُونَ اَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ

کروہ پھلتے ہیں نرمی اپنی خواہشوں پر اور اس سے گمراہ زیادہ کون جو چلے اپنی

هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ اِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

خواہش پر بدون راہ بتلائے اللہ کے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف

الظَّالِمِينَ ۵۰ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ

لوگوں کو اور ہم نے درپے پیچھے رہے ہیں مثلاً ان کو اپنے کلام تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُونَ ۵۱ الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ

دھیان میں لائیں جن کو ہم نے دی ہے کتاب مثلاً اس سے پہلے

هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ۵۲ وَاِذَا ابْتَلَيْتُ عَلَيْهِمْ قُلُوبًا اَمَّا بِي

وہ اس پر یقین کرتے ہیں اور جب ان کو سنائے تھے تو کہیں ہم یقین لائے اس پر

اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ۵۳

یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کی طرف سے ہم ہیں اس سے پہلے کے حکم بردار

اُولَئِكَ يُؤْتُونَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَابْدَعُوا

وہ لوگ پائیں گے اپنا اپنا ثواب اللہ دوہرا اس بات پر کہ قائم رہے اور بھلائی

بِاِحْسَنَةِ السَّيِّئَةِ وَفِي مَارِزَقْنَهُمْ يُنْفِقُونَ ۵۴ وَاِذَا

کرتے ہیں بڑائی کے ثواب میں اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں اور جب

سَمِعُوا اللُّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا اَعْمَالُنَا

سنیں لہے ہمیں باتیں اس سے کنارہ کریں اور کہیں ہم کو ہمارے کام

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِ الْجَاهِلِينَ ۵۵

اور تم کو ہمارے کام سلامت رہو ہم کو نہیں چاہئیں بے سمجھ لوگ مل

منزل ۵

منہ تعالیٰ القرآن

۵۸

۵۹

انہیں عذاب سے بچا سکیں گے۔ وَأَتَجَنَّبُهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا دُنْيَا میں ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ساری مخلوق کی لعنت اور پھٹکار کا نشانہ بنا دیا اور آخرت میں بھی وہ مطرود و ملعون ہوں گے۔ ۸۶۲ القرون الاولی سے گذشتہ اقوام متمدنہ مراد ہیں۔ ان اقوام کے پاس اللہ کے پیغمبر پیغام توحید لے کر آئے اور انہیں توحید کی دعوت دی لیکن انہوں نے دعوت توحید کو نہ مانا اور اپنے پیغمبروں کو تعظیلاً تو ان کو دنیا ہی میں عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ اب اسی دین کے احیا کی خاطر موسیٰ کو بھیجا اور اسے تورات دی جس کی ہر آیت میں نور بصیرت کا سامان تھا، وہ سراپا ہدایت اور باعث رحمت تھی کیونکہ اس کی ہدایات پر عمل کرنے سے انسان

القصة ۲

۸۶۲

۱ من خلق السموات ۲۰

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۵۱ وَقَالُوا إِنَّا نَسْتَبِيعُ الْهَدَىٰ مَعَكَ نَخْطِفُ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَمْ نَمُكِّنْ

تورہ پر نہیں لاتا سہے جس کو چاہیے پر اللہ راہ پر لائے جس کو

یُشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۵۱ وَقَالُوا إِنَّا نَسْتَبِيعُ الْهَدَىٰ مَعَكَ نَخْطِفُ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَمْ نَمُكِّنْ

چاہے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے اور کہنے لگے کاش اگر ہم راہ

الْهَدَىٰ مَعَكَ نَخْطِفُ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَمْ نَمُكِّنْ

پر آئیں تیرے ساتھ اچک لئے جائیں اپنے ملک سے مل گیا ہم نے جگہ نہیں دی

لَهُمْ حَرَمًا مِمَّا يُجْبِي إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ

ان کو حرمت والے پناہ کے مکان میں کھینچے چلے آتے ہیں اس کی طرف یسوی ہر چیز کے

رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۵۲ وَ

روزی ہماری طرف سے پر بہت ان میں سمجھ نہیں رکھتے اور

كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قُرْيَةٍ أَبْطَرَتْ مَعِيشَتَهَا فِتْرَكَ

کتنی غارت کر دیں ہم نے قصبہ بستیوں جو اترا چلی تھیں اپنی گزراں میں اب یہ ہیں

مَسْكِنُهُمْ لَمْ يَنْصُرُوا مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكَانَ

ان کے گھر آباد نہیں ہوئے ان کے پیچھے مگر کھو گئے اور ہم

نَحْنُ الْوَارِثِينَ ۵۳ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ

ہیں آخر کو سب کچھ لینے والے اور تیرا رب نہیں تھے غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک

يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا

نہ بھیجے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دیکر جو سناے ان کو ہماری باتیں اور ہم ہرگز نہیں

مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ۵۴ وَمَا أَوْتَيْنَاهُم

غارت کرنے والے بستیوں کو مگر جبکہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں اور جو تم کو ملی ہے کوئی

شَيْءٌ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ

ہیز چھ فائدہ اٹھا لینا ہے دنیا کی زندگی میں اور یہاں کی رونق ہے اور جو اللہ کے پاس ہے

منزل ۵

ما متنبیہ ولفظ

ما متنبیہ ولفظ

ما متنبیہ ولفظ

ما متنبیہ ولفظ

ما متنبیہ ولفظ

ما متنبیہ ولفظ

ما متنبیہ ولفظ

ما متنبیہ ولفظ

ما متنبیہ ولفظ

ما متنبیہ ولفظ

ما متنبیہ ولفظ

ما متنبیہ ولفظ

انتہی بکلا ہما تبیین انہ بوجی من علام الغیوب لا محالہ (ابوالسعود ج ۲ ص ۲۷) یعنی جب ہم نے کوہ طور کی غریب جانب موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے، اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام میقات خداوندی کے لئے ستر آدمی منتخب کر کے طور پر لے گئے تھے آپ ان میں بھی شامل نہ تھے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب ہم موسیٰ کی طرف وحی کر رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے ای من جملة الحاضرين للوحی الیہ او الشاہدین علی موضح قرآن و حضرت نے اپنے چچا کے واسطے سی کی کہ مرتے وقت کلمہ ہی کہے اس نے قبول نہ کیا اس پر آیت اتری۔ ول یلک کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوں تو یہ سائے عرب ہم سے دشمنی کریں اللہ نے فرمایا اب ان کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے ہو یہی حرم کا ادب وہی اللہ سب کا پناہ دینے والا ہے۔ فتح الرحمن ص ۱۷ یعنی مردان اخراج کنند ۱۲۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الْخَيْرَ مِنْ مَعْلُومَاتِهِمْ فِي شَيْءٍ مِنْ دُونِ ذَلِكَ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الْخَيْرَ مِنْ مَعْلُومَاتِهِمْ فِي شَيْءٍ مِنْ دُونِ ذَلِكَ

القصص ۲۸

۸۶۴

من خلت السموات ۲۰

خَيْرٌ وَأَبْقَى أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۱۰ أَفَمِنْ وَعْدِنَا وَعَدْلًا

سو بہتر ہے اور باقی رہنے والا کیا تم کو سمجھ نہیں

حَسَنًا فَهُوَ لَا قِيَّةَ كَمَنْ مَتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ

اچھا وعدہ ہے سو وہ اس کو پانے والا ہے برابر ہے اس کی جس کو ہم نے فائدہ دیا دنیا کی

الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۱۱ وَيَوْمَ

زندگانی کا پھر وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا آیا ہے اور جس دن

يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۱۲

ان کو پکارے گا تو کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے

قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ

بولے جن پر ثابت ہو چکی بات سنہ ص اے رب یہ لوگ ہیں جن کو

أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا

ہم نے بہکایا ان کو بہکایا جیسے ہم آپ بہکے ص ہم منکر ہوئے تیرے آگے وہ

كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ۱۳ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ

ہم کو نہ پوجتے تھے ص اور کہیں گے پکارو اپنے شریکوں کو

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۱۴

پھر پکاریں گے ان کو تو وہ جواب نہ دیں گے ان کو اور دیکھیں گے عذاب

لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ۱۵ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ

کسی طرح وہ راہ پائے ہوئے ہوتے ص اور جس دن ان کو پکارے گا اللہ تو فرمائے گا

مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ۱۶ فَعَبَّيْتُ عَلَيْهِمُ الرِّبَا ۱۷

کیا جواب دیا تھا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو پھر بند ہو جائیں گی ان پر باتیں

يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ۱۸ فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ

اس دن سو وہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے ص سو جس نے توبہ کی اللہ اور یقین لایا

منزل ۵

یہ تحویف دنیوی ہے بہت سے لوگ پہلے گذر چکے ہیں جو اہل مکہ کی طرح عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ اس امن و چین کی وجہ سے غور میں آگئے اور اکر گئے اور ہماری نعمتوں کا شکر نہ کیا بلکہ اللہ کا رزق کھا کر اور اس کی نعمتیں استعمال کر کے اس کی توحید کا انکار کیا اور غیر اللہ کو اللہ کا شریک بنایا۔ اسی اشرار و طغیان کا عطاء عا شوا فی البطرفا کلوا رزق اللہ و عبدوا الاصلنام (معالجہ و خازن ج ۵ ص ۱۱) تو ہم نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ دیکھ لو یہ ان کی بستیاں ابھی تک ویران اور خیر آباد پڑی ہیں۔ قریہ سے اہل موضع قرآن تھے وہ جواب نہ دیں گے کہ وہ راضی نہ تھے یا خبر نہ رکھتے تھے۔ ص یعنی جواب نہ آئے گا کسی کو۔ فتح الرحمن ص یعنی در عذاب ۱۲ ص یعنی ریسان کفر ۱۲ ص یعنی بغیر اکراہ ۱۲ ص یعنی جواب با صواب نیا بند ۱۲۔

وَعَمِلَ صَالِحًا قَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٩٤﴾

اور عمل کئے اچھے سوامید ہے کہ ہو وہ چھوٹنے والوں میں

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ

اور تیرا رب کہہ پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے ان کے ہاتھ میں نہیں

الْخَيْرَةُ طَسُبْحَنَ اللَّهُ وَتَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٩٥﴾

پسند کرنا اللہ نہ لایا ہے اور بہت اوپر ہے اس چیز سے کہ شرک بتلاتے ہیں

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٩٦﴾

اور تیرا رب جانتا ہے قلم جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ کھلا کر کہتے ہیں

وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَ

اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور

الْآخِرَةِ نَزَّلَ إِلَيْهِ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٩٧﴾

آخرت میں اور اسی کے ہاتھ حکم ہے اور اسی کے پاس پھرے جاؤ گے تو کہہ

أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ

دیکھو تو کہ اگر اللہ رکھ دے تم پر رات ہمیشہ کو

يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِضِيَاءٍ ط

قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو کہیں سے روشنی

أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿٩٨﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ

پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ دیکھو تو اگر رکھ دے اللہ تم پر

النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ

دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے

يَأْتِيكُمْ بِكُلِّ سَكُونٍ فِيهِ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٩٩﴾

کہ لائے تم کو رات جس میں آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے

منزل ۵

قریب مراد ہیں۔ ۱۰۶ ہمارے سنت جاریہ یہ ہے کہ جب تک ہم مرکزی شہر میں اپنا رسول بھیج کر اس علاقے کی بستیوں تک اپنا پیغام نہ پہنچا دیں اور جب تک وہ لوگ ہماری آیتوں کا انکار نہ کریں اس وقت تک ہم ان کو ہلاک نہیں کرتے۔ اے اہل مکہ! اب تمہاری ہلاکت کا وقت قریب آ پہنچا ہے کیونکہ تم میں ہمارا رسول بھی آچکا جس نے کما حقہ ہمارا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور تم اس کا انکار بھی کر چکے۔ ۱۰۷ یہ ترغیب الی الایمان ہے۔ یعنی آؤ مان لو اور ایمان لے آؤ اور دنیا کی عیش و راحت پر مغرور نہ رہو۔ کیونکہ یہ دولت اور یہ ساز و سامان چند روزہ اور حیات مستعار کی زینت و آرائش ہے اسے بقاء و دوام نہیں لیکن ایمان لانے کی صورت میں جو اجر و ثواب ملے گا وہ اس دنیوی دولت سے ہزار درجہ بہتر ہوگا اور ابدی و دائمی بھی ہوگا أَفَلَا تَعْقِلُونَ ہ

درجہ بہتر ہوگا اور ابدی و دائمی بھی ہوگا أَفَلَا تَعْقِلُونَ ہ کیا تم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان دونوں میں سے کونسا سودا نفع آور اور کونسا خسارے کا ہے۔ ۱۰۸ استفہام

انکاری ہے۔ ایک وہ مومن ہے جس سے اللہ نے جنت اور نعم دائم کا وعدہ فرمایا ہے اور لامحالہ وعدے کے مطابق اسے سب کچھ ملنے والا ہے اور ایک وہ مشرک ہے جو دولت

ایمان سے محروم ہے لیکن دنیوی ساز و سامان اور دولت و ثروت سے مالا مال ہے اور آخر قیامت کے دن عذاب جہنم میں مبتلا ہونے والا ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں ہرگز

نہیں۔ ۱۰۹ یہ تحریف افروزی ہے۔ شکر کائنات سے وہ تمام معبودان غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کار ساز اور شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں خواہ وہ جن ہوں یا انسان ہوں یا فرشتے

المراد بالشركاء من عبد من دون الله تعالى من ملك ارجن او انس او كوكب او صنم او غير ذلك

دروہ ج ۲ ص ۱۲۸ بھرج ۷ ص ۱۲۸ قیامت کے دن مشرکین کی حسرت و یاس میں اضافہ کرنے کے لئے اللہ

تعالیٰ ان سے سوال کرے گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جنہیں تم دنیا میں حاجت روا اور کار ساز سمجھا کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا عقیدہ تھا کہ وہ خدا کے یہاں

تمہارے سفارشی ہیں آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے اور تمہیں میرے عذاب سے کیوں نہیں بچھڑاتے؟ آئین مآ کنتم تعبدونہ و تجعلونہ شریکاً فی العبادۃ

و تزرعون انہ یشفع ابن ہولینصر کم و یخلصکم من ہذا الذی نزل بکم (کبیر ص ۶) ۱۱۰ موصول سے کفر و شرک کے امام اور شیوا مراد ہیں یعنی مشرک پیر جو دوسروں کو کفر و شرک اور باطل کی راہ پر چلاتے ہیں اور لھو کڈے سے ان کے شرک پیر اور متبع راہ ہیں۔

گہا غوثنا قبل کے لئے ہمارے علت ہے الذین حق علیہم القولی الشیاطین و ائمتہ الکفر رؤسہ (مجد

یعنی ہم چونکہ خود گمراہ تھے اس لئے ہم نے ان کو بھی گمراہ کر دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ ہم گمراہ ہیں اس لئے یہ ہمارے پیچھے کیوں چلے۔ لہذا اے ہمارے پروردگار ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔ مَا كَانُوا رَبَّكَ يُعْبُدُونَ یہ لوگ ہماری پیروی اور اطاعت کر کے گمراہ نہیں ہوئے بلکہ یہ تو اپنی ہی خواہشات نفسانیہ کے بندے تھے اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ کر گمراہ ہوئے۔ بل یعبدون اھواءہم و یطیعون شہواتہم (مدار ج ۳ ص ۱۵۸) ۱۱۱ انہیں پھر کہا جائے گا جن معبودوں کو کار ساز اور سفارشی سمجھتے تھے آج انہیں مدد کے لئے پکارو۔ چنانچہ وہ پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اب عذاب جہنم ان کے سامنے ہوگا اور حسرت و تأسف سے کہیں گے

کاش اوہ دنیا میں ہدایت قبول کر لیتے تو آج اس حسرت و ندامت اور اس المناک عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ لَوْ شِطْبِہِہ اور اس کا جواب کَلَّمَآرَاو الْعَذَابِ محذوف ہے۔ (روح) یا لَوْ تَمَنَّى کیلئے ہے اس صورت میں جواب کی ضرورت نہیں اور لَوْ سے پہلے فعل تمنا مقدر ہوگا ای تمنا لو انہم کانوا مہتدین فلا یحتاج

مذکورہ دعویٰ توحید

مذکورہ دعویٰ توحید

مذکورہ دعویٰ توحید

مذکورہ دعویٰ توحید

كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ ط

جبیہ اللہ نے بھلائی کی تجھ سے اور مست چاہ خرابی ڈالنی ملک میں

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ

اللَّهُ كَمَا بَحَثَنِي خِرَابِي دُنُوَالِي ط لولا کہ مال تو مجھ کو ملا ہے

عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ط أَوَلَمْ يَعْلَم أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ

اِیك ہنر سے جو میرے پاس ہے کیا اس نے یہ نہ جانا ہے کہ اللہ غارت کر چکا ہے

مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَ

اس سے پہلے کتنی جماعتیں جو اس سے زیادہ رکھتی تھیں زور اور

أَكْثَرُ جُمُعًا ط وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝

زیادہ رکھتی تھیں مال کی جمع اور پوچھ نہ جائیں گنہگاروں سے ان کے گناہ ط

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ط قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ

پھر نکلا ہے اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے کہنے لگے جو لوگ طالب تھے

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا يَلِيتُ كُنَّا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ

دنیا کی زندگی کافی ہے اے کاش ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بے شک اس کی

كَذُوحَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيُكَفِّرُ

بُری قسمت ہے اور بولے جن کو ملی تھی سمجھ لے خرابی تمہاری

ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا

اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کے واسطے جو یقین لائے اور کام کیا بھلا اور یہ بات انہی کے

إِلَّا الصَّابِرُونَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبَدَّلْنَاهُ الْأَرْضَ غَمًّا

دل میں پڑتی ہے جو پہننے والے ہیں ط پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو گھٹ اور اس کے گھر کو زمین میں پھنسا

كَانَ لَهُ مِنْ فِعْلِهِ يُنْصَرُونَ ۝ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ

ہوئی اس کی کوئی جماعت جو مدد کرتی اس کی اللہ کے سوا اور نہ وہ

منزلہ

بھی اسی کے اختیار میں ہے اور اس کے سوا کسی کا اس میں دخل نہیں۔ برکات دہندہ اور حاجت روائی کا فیصلہ اسی کے قبضہ میں ہے۔ ۸۶۶ یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخضم۔ یعنی یہ بات تم بھی جانتے اور مانتے ہو کہ دن رات اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ اگر وہ چاہے کہ قیامت تک رات ہی رہے اور دن کبھی نہ آئے تو کیا تمہارے معبودوں میں اللہ کے سوا کوئی ایسا کارساز ہے جو تمہیں دن کی روشنی مہیا کر سکے۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ آتِخًا يَبْجُوتُ عَقْلِي دِلِيل ہے علی سبیل الاعتراف من الخضم۔ اسی طرح اگر وہ قیامت تک دن کو طویل کر دے تو آرام و راحت کے لئے اللہ کے سوا کوئی رات لا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اَفَلَا تُبْصِرُونَ

کیا تم عقل و بصیرت سے کام نہیں لیتے ہو اور ان لائل میں غور و فکر کر کے اللہ کی توحید کو نہیں مانتے ہو۔ ۸۶۷

یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کا سلسلہ بنایا ہے رات کو تم آرام کرتے ہو اور دن کو معاش طلب کرتے ہو۔

یہ دن رات بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کا شکر اس کے بندوں پر واجب ہے۔ اللہ کیساتھ شکر کرنا اور معبودان باطلہ کو کارساز سمجھنا اللہ کی سب سے بڑی ناشکری ہے۔ ۸۶۸

یہ تخیف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین سے سوال ہوگا وہ میرے شریک کہاں ہیں؟ جنہیں تم میرے سوا کارساز اور سفارشی سمجھتے تھے۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے۔ یہ

آیت نیک پیروں کے حق میں ہے جنہیں بعد کے لوگوں نے کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا شروع کر دیا۔ ۸۶۹

شہیدان سے ہر امت کا نبی مراد ہے جو اپنی امت کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے اپنی امت کو دعوت پہنچادی اور جب اس نے اپنی امت کو توحید کی دعوت دی امت نے کیا جواب دیا۔ یعنی

نبیہم لان الانبیاء علیہم السلام شہداء علیہم یشہدون بما کانوا علیہ (مدارک ج ۳ ص ۱۸) کہ

الشہید یشہد علی تلك الامۃ بما صد رصنہا وما اجابت بہ لما دعیت الی التوحید وانہ

قد بلغہم رسالۃ ربہم (بجرج ۷ ص ۱۳) کے مشرکین کو حکم ہوگا دنیا میں تم جو کچھ کفر و شرک کرتے رہے اس کی صحت پر کوئی دلیل یا اپنے جرائم و

معاصی کے لئے کوئی عذر ہو تو پیش کرو۔ لیکن ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہوگی نہ عذر اس لئے اب انہیں عین

الیقین حاصل ہو جائے گا کہ الوہیت اور کارسازی کا حق تو اللہ تعالیٰ ہی کو تھا ہم بلا دلیل غیروں کو کارساز

موضع قرآن و خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسیٰ سے ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ بھول دنیا سے یعنی حق کے موافق کھا پیں اور زیادہ مال سے آخرت کمال ایک

ہنر سے مجھ کو ملا ہے یعنی دنیا کمانے کا سلیقہ اور پوچھے نہ جائیں گناہ یعنی گناہگار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے جب سمجھ الٹی پڑی الزام دینے کا کیا فائدہ کہ یہ برا کام

کیوں کرتا ہے اس کی بُرائی نہیں سمجھتا۔ و ل یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر

گرتے ہیں، نادان آدمی دنیا دار کی آسودگی کو جانتا ہے اس کی بری قسمت ہے فکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور سوچو کہ خوشامد کرنے کو نہیں دیکھنا اور یہ نہیں دیکھنا کہ دنیا میں

آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹنے میں ہزاروں برس۔

فتح الرحمن ص ۱۷ یعنی در صورت لزوم پاداش مجال عذر نیست ۱۲۔

سمجھتے رہے۔ ان الحق اللہ فی الالوہیۃ لایشارکہ سبحانہ فیہا احد (روح ج ۲ ص ۱۰۸) غیر اللہ کو کار ساز اور سفارشی سمجھنے کے من گھڑت خیال کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو گا اور ان کی تمام آرزوئیں باطل ہو کر رہ جائیں گی۔ مآکانوا یفتنون من الوہیۃ غیر اللہ والشفاعۃ لہم (مدارک) اسے یہ تخویف دنیوی ہے اور وَمَا أُوتِیْتُکُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِنْہ سے متعلق ہے۔ دنیا کی ناپائیداری کا حال دیکھ لو۔ قارون کے پاس کس قدر دولت تھی مگر اس نے دولت میں اللہ کا حق ادا نہ کیا اور کفر و شرک کرتا رہا اس لئے دولت کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا گیا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ موسیٰ علیہ السلام

القصص ۲۸

۸۶۸

امن خلق السموات ۲۰

مِنَ الْمُتَصَرِّينَ ۝۸۱ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَسَّوْا مَكَانَهُ

مدد لا سکا اور فجر کو اٹھ کھڑے ہو کر کل شام آرزو کرتے

يَا أَرْمِسْ يَقُولُونَ وَيُكَانُّ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

بچنے کے اس کا سادہ ارے حسدابی یہ تو اللہ کھول دیتا ہے روزی

لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْ لَا آتُ

جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور تنگ کر دیتا ہے اگر نہ احسان کرتا

مِّنَ اللَّهِ عَلَيْنَا خَسَفَ بَنَاتُ وَيُكَانُّ اللَّهُ لَا يُفْلِحُ

ہم پر اللہ تو ہم کو بھی دھنسا دیتا اے خرابی یہ تو بھٹکارہ نہیں

الْكَافِرُونَ ۝۸۲ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا

پانے منکر وہ کھڑے بچھلا ہے ہم دیں گے وہ

لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا

ان لوگوں کو جو نہیں چاہتے اپنی بڑائی ملک میں اور نہ

فَسَادًا ۝۸۳ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝۸۴ مِّنْ جَاءِ

بگاڑ والنا اور عاقبت بھلی ہے دُر نے والوں کی دل جو لے کر آیا

بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا ۝۸۵ وَمَنْ جَاءَ

بھلائی سے اس کو ملنا ہے اس سے بہتر اور جو کوئی لے کر آیا

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ

بُرائی سو برائیاں کرنے والے ان کو وہی سزا ملے گی

إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۸۶ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ

جو کچھ وہ کرتے تھے جس نے نہ حکم بھیجا

عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدُكَ إِلَىٰ مَعَادٍ قُلْ سَرِّحِي

بچھڑاؤ قرآن کا وہ پھیلانے والا ہے مجھ کو پہلی جگہ تو کہہ دے میرا رب

منزلہ

جواب دیا اور کہنے لگا اللہ کا کونسا احسان ہے یہ دولت تو میں نے اپنے علم و ہنر سے حاصل کی ہے۔ علم سے تجارت اور ذرائع معاش کا علم مراد ہے۔ بعض نے علم کی بھیمار مراد لیا ہے۔ ارادہ علیہ بوجوہ المکاسب والتجارات (کبیر ج ۱ ص ۱۰۸) قال ابن المسیب علم الکیمیا (روح) اسے یہ قارون کے لئے تنبیہ و تہدید ہے۔ کیا تورات کی تلاوت سے اسے یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اس سے پہلے بڑی بڑی سرکش قوموں کو اللہ نے ہلاک کر دیا جو دولت اور خدم و حشم میں اس سے کہیں زیادہ تھے۔ اور پھر ایسے سرکش موضع قرآن صلی یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا اس کی بڑی قیمت ہے بڑی قیمت کا ملنا ہی بڑی قیمت ہے سو وہ ان کو بے جود دنیا کا عروج نہیں چاہتے وہ نیکی پر وعدہ دینے کی کا وہ ملنا ہے مقرر اور بُرائی پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ شاید معاف ہو مگر یہ فرمایا کہ کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی۔

فتح الرحمن ص ۱۲ یعنی آخرت ۱۲۔

ع ۱۱

سبب تجارت آخری ۱۲
تخویف آخری ۱۲

آئیں گے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی طرح آخر کامیابی آپ ہی کو ہوگی۔ اب سورت کے آخر میں چھ اموریسے مذکور ہوں گے جن سے موسیٰ علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کے درمیان مماثلت و مشابہت ظاہر ہوگی۔ یہ امر اول ہے موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ فَجَاءْنَاهُ بِمُوسٰى عَلٰى سُلٰطٰنٍ مُّبِيْنٍ۔ اس آیت میں بطور بشارت ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو تہذیب و سرکشی نہیں کرتے یعنی آخرت کی راحت ایسے ہی لوگوں کو حاصل ہوگی لیکن متمدن کو بھی ایسے متمدن سے واسطہ پڑا۔ اس واسطہ پر ۱۔ اس آیت میں بتلایا جائے گا۔ ۲۔ یہ نیک لوگوں کے لئے بشارت اور بُروں کے لئے تحذیف ہے۔ یعنی نیکی کا بدلہ تو اصل نیکی سے زیادہ دیا جائے گا لیکن بُرے کاموں کی سزا ان کے مطابق ہوگی اس میں زیادتی نہ ہوگی۔ ۳۔ یہ امر دوم ہے جو اَنْتَ اَرَادْتَ وَاَنْتَ اِلَيْكَ پر متفرع ہے یا موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے مدین جانے اور وہاں سے واپس مصر آنے سے متعلق ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون کے خوف سے مدین کو ہجرت کر گئے لیکن ہم انہیں واپس مصر لائے اسی طرح آپ کو بھی اعزاز و اکرام کے ساتھ کہ واپس لاؤں گا۔ ابن عباس فرماتے ہیں مراد فتح مکہ ہے۔ فِرْعَوْنَ کے معنی اَنْتَ اَرَادْتَ کے ہیں قَالَ مَقَاتِلَ اَنْزَلَهُ عَلَيْكَ وَكَذٰلِكَ اَقَالُ الْفِرْعَاوَنَ وَابُو عَبْدِ يَدَّة وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَضَاهُ وَجَاهُ الْمَعَادِمَكَةِ وَارَادَ رَدَّهَا إِلَيْهَا يَوْمَ الْفَتْحِ (بخروج، ص ۱۳۱) گویا یہ حضور علیہ السلام کے لئے تسلی ہے کہ آپ مطمئن رہیں آخر آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے اور آپ غالب ہوں گے۔ ۴۔ یہ امر سوم ہے جو وَدَّعَا مُوسٰى رِبِّیْ اَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِاِلٰهٍ مُّهْتَدٰی الْفَتْحِ پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے معاندانہ کلام کا جو جواب دیا تھا حضور علیہ السلام کو بھی وہی جواب دینے کا حکم دیا گیا۔ ۵۔ یہ امر چہارم ہے جو وَدَّعَا عُلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلٰتِ پر متفرع ہے۔ یہ امر ثانی کے لئے بمنزلہ دلیل ہے یعنی جس طرح آپ کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوگی اور آپ منصب نبوت پر فائز ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا اسی طرح وہ محض اپنے فضل و احسان سے عزت و شان کے ساتھ مکہ میں داخل فرمائے گا۔ اس میں بھی موسیٰ علیہ السلام سے مماثلت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جب انہیں بچپن میں صندوق میں بند کر کے دریا کی لہروں کے حوالے کر دیا تھا اس وقت کسی کے زاویہ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ پیغمبر ہوگا۔ علی ہذا جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے روانہ ہوئے اور راستے میں آگ دیکھی اور وہاں سے آگ لینے کے لئے گئے اس وقت انہیں خیال تک نہ تھا کہ میں منصب نبوت پر سرفراز ہونے والا ہوں۔ ۶۔ یہ امر پنجم ہے اور وَدَّعَا اَكُوْنُ كَلِمَةً اِلٰلَہُ جَرِیْمٰیْنِ پر متفرع ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ وہ مجرموں کا تعاون نہیں کریں گے یہاں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ بھی مشرکین سے تعاون اور موافقت نہ کریں۔ وَ لَا یَصْدُقْ کَلِمَہٗ اِلَّا اَنْ تُوْکَلِّیْ مَعَالِیْہِمْ کَافِرُوْنَ کے معاون بنیں اور نہ ان کے کہنے سے اللہ کے قرآن کی تبلیغ سے رکھیں جبکہ اللہ نے قرآن کی آیتیں تبلیغ کی خاطر آپ پر نازل فرمادیں۔ آپ اللہ کی توحید کی دعوت دینے جائیں اور دین میں مشرکین سے ہرگز موافقت نہ کریں۔ یہ خطابات اگرچہ بظاہر حضور علیہ السلام سے ہیں کیونکہ قرآن کے مخاطب اول آپ ہی ہیں لیکن اس سے مراد آپ کی امت ہے۔ اِلٰی رَبِّکَ میں مضاف مقدر ہے اِی اِلٰہِ عِبَادَتِہٖ جَلَّ وَ عَلَا وَ تَوْحِیْدِہٖ سُبْحٰنَہٗ (روح ج ۳، ص ۱۳۱) اِلٰی رَبِّکَ، اِلٰی مَعْرِفَتِہٖ وَ تَوْحِیْدِہٖ (وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ)، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہ عَنْہُمَا الْخَطَابُ فِی الظَّاهِرِ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ وَ الْمُرَادُ بِہٖ اَہْلُ دِیْنِہٖ اِی لَا تَظْاھِرُوْا الْکُفْرَ وَ لَا تَوَافِقُوْہُمْ (معالم تنبیہ ص ۱۳۱) یہ امر ششم ہے جو وَدَّعَا اِلٰلَہُ جَرِیْمٰیْنِ پر متفرع ہے۔ یہی وہ دعوت ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے پیش کی اور جس کی خاطر عمر بھر مصائب اٹھائے۔ یہ تمام سورت کے بیان کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ یہ خطاب بدستور امت سے ہے۔ سورت میں بیان کردہ دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ خالق و مالک، متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے۔ نفع نقصان اور منع و عطاء اسی کے اختیار میں ہے لہذا اللہ کے سوا کسی کو کار ساز نہ سمجھو، مصائب و مشکلات اور حاجات و بلیات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ لَا تَتَخَذْنَ غَیْرَہٗ وَ کِبٰلًا عَلٰی اُمُوْرکُمْ کُلَّہَا وَ لَا تَعْتَمِدْنَ عَلٰی غَیْرِہٖ (خازن ج ۵، ص ۱۵۵) وَ یَجُوْزَانِ یَکُوْنُ الْمَحْضٰی لَا تَعْتَمِدْنَ عَلٰی غَیْرِ اللہ وَ لَا تَتَخَذْنَ غَیْرَہٗ وَ کِبٰلًا فِی اُمُوْرکُمْ فَانْ مِّنْ وَثْقٍ بَغَیْرِ اللہ تَعَالٰی فَکَانَہٗ لَمْ یُکْمِلْ طَرِیْقَہٗ فِی التَّوْحِیْدِ (کبیر ج ۲، ص ۱۵۵) اللہ کے سوا حاجات میں مافوق الاسباب کسی اور کو مت پکارو کیونکہ اللہ کے سوا کوئی کار ساز، نافع و ضار اور مانع و معطی نہیں۔ اور اس کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اِی لَا نَافِعَ وَ لَا ضَارَّ وَ لَا مَعْطٰی وَ لَا مَانِعَ اِلَّا ہُوَ کَقَوْلِہٖ رَبُّ الْمَشْرِیْقِ وَ الْمَغْرِبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ فَاتَّخِذْہٗ وَ کِبٰلًا ۵۸۶ وَ جَعَلَہٗ سَیِّدَہٗ تَعَالٰی کِی ذَاتِہٖ بَارِی تَعَالٰی سے کنایہ ہے یعنی اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز بالک اَوْفَانِی ہے۔ اِلَّا وَجْہُہٗ اِی اِلَا ذَاتَہٗ عَزَّ وَ جَلَّ (روح) وَ مَعْنٰی اِلَا وَجْہُہٗ اِلَا اِیَّآہٗ قَالَہُ الزَّجَّاجُ (معجم ج ۲، ص ۱۳۱) لَمْ یُکْمِلْ طَرِیْقَہٗ قَضَاؤُہٗ وَ تَقْدِیْرُہٗ اِس کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے اس کے ارادہ و مشیت سے ہوتا ہے۔ اور قیامت کے دن تم سب جزا و سزا کے لئے اسی کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ جس طرح قضا و قدر اس کے ہاتھ میں ہے اسی طرح قیامت کے دن فصل و قضا بھی اسی کے ہاتھ میں ہوگا اور وہاں کوئی دم بھی نہیں مار سکے گا۔

سُورَةُ الْقَصَصِ مِیۡلَاتِ تُوْحِیۡدٍ وَرَآئِکِی خُصُوصِیۡا

- ۱۔ قَالَتَا لَا تَسْقِي حَتَّىٰ يُصَدِّدَ الرَّعَاءُ السَّخ (۳۶) — خاندان شعیب علیہ السلام پر یہ تنگی قوم نے محض توحید سے ضد کی بنا پر رکھی تھی۔
- ۲۔ کَمْ شِئْنٌ عَلَىٰ السَّنَنِ حَيَّاءٌ۔ عورت کو ہر حال میں شرم و حیا سے رہنا چاہئے۔
- ۳۔ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَمْلِكَ الْخَمْسَ سَالِ مَوْسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوَاسِ خِدْمَتِ كَ ذَرِيعَةِ تَرْبِیۡتِ دِی گئی تاکہ وہ آئندہ مصائب برداشت کرنے کے قابل ہو جائیں۔
- ۴۔ قَالَ لَا هِلَیۡلَ اُمُكْتُوۡا — تَا — لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوۡنَ (۳۶) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۵۔ اِنِّیۡ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیۡنَ ہ سارے جہانوں کا پروردگار اور سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ ہی ہے۔
- ۶۔ فَلَمَّا رَاَهَا تَهْتَكُۡنَ — تَا — اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیۡنَ ہ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔
- ۷۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعَرَبِیِّ — تَا — لَعَلَّكُمْ يَتَذَكَّرُوۡنَ ہ (۷۶) نفی علم غیب و عاقل و ناظر از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۸۔ وَكَيْۡوَمَرِیۡنَا دِیۡہِمُ — تَا — كُوۡاۡتَمُہُمُ كَاۡتُوۡا یَهْتَدُوۡنَ ہ (۷۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۹۔ وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ — تَا — وَكَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوۡنَ ہ نفی شرک فی التصرف و شرک فی العلم۔
- ۱۰۔ اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡكَ الْقُرْاٰنَ الْخَمِیۡدِ كِیۡ خَاطِرِ مَصَآئِبِ بَرْدَاسْتِ كَرْنِ كَ بَعْدَ اٰخِرِ غَلِبِ اَپِ ہِی كُوۡلِے گَا۔
- ۱۱۔ وَمَا كُنْتَ تَتَّوَجَّوۡا اَنْ یُّلْقٰی الْخَمِیۡلُ عَلٰی عِلْمِ غَیۡبِ اَزِ نَبِی كَرِیۡمِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَمَ۔ اللّٰہُ تَعَالٰی تُوْحِیۡدِ كُوۡمَانِنِ كِی تُوَفِیۡقِ دِے تُوۡمَشَرِکِیۡنِ سَے تَعَاوُنِ نہ كَرِنَا چاہئے۔
- ۱۲۔ وَلَا تَدْعُۡ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ الْخَمِیۡلُ نَفِیۡ شَرِكِ فِی التَّصَرُّفِ۔

آج بتاریخ ۱۵ صفر ۱۳۸۷ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ۶ سبجے صبح
سورۃ القصص کی تفسیر ختم ہوئی۔ فلہ الحمد فی الاولی والاخرۃ والصلوۃ والسلام
علی رسول الشافع المشفع بالساہرۃ وعلی آلہ وصحبہ المقترین بسنتہ الطاہرۃ

سُورَةُ غَنَکَبُوتِ

رابط | سورہ عنکبوت کو ماقبل یعنی سورہ القصص کے ساتھ نافی ربط یہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے القصص (قصے) سے معلوم ہو گیا کہ انہوں نے مسئلہ توحید اللہ کے سوا کوئی کار ساز اور برکات دہندہ نہیں لہذا حاجات میں اس کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو، کی خاطر کس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور اب فرمایا غیر اللہ کو برکات دہندہ اور کار ساز سمجھنا بالکل اسی طرح بے سود ہے جس طرح عنکبوت (مکڑی) کا جالا جس طرح مکڑی کا گھر سردی گرمی اور طوفانِ باد و باراں سے اسے نہیں بچا سکتا اسی طرح غیر اللہ کی پناہ مصائب و بلیات میں کام نہیں آسکتی۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ الفرقان میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ الفرقان میں اس دعوے پر عقلی دلائل اور اس کے بعد اشعار میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے۔ پھر نمل میں اس کے علل بیان کئے گئے اور القصص میں بتایا گیا کہ اے پیغمبر مسئلہ توحید کی وجہ سے آپ پر مصائب آئیں گے دیکھو اس دعوے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام پر کس قدر مصیبتیں آئیں اب عنکبوت میں بتایا جائے گا کہ اے ایمان والو! اس دعوے کو مان لینے کے بعد تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی اس لئے ثابت قدم رہنا۔

خلاصہ | سورہ عنکبوت کے دو خصوصی دعوے ہیں اور ایک عام دعویٰ جو سارے قرآن کا مرکزی دعویٰ ہے۔ دو خصوصی دعوے یہ ہیں (۱) مسئلہ توحید کی وجہ سے ایمان والوں پر مصائب آئیں گے۔ (۲) مسئلہ توحید کا انکار کرنے والے ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس کے بعد سات واقعات مذکور ہیں جن میں سے پہلے تین پہلے دعوے پر اور پچھلے چار دوسرے دعوے پر لف و نشر مرتب کے طور پر مرتب ہیں۔ عمومی دعویٰ، دعویٰ توحید ہے جو سورت کے درمیان میں مذکور ہے اس کے بعد اس پر چار دلائل عقلیہ جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ایک دلیل وحی اور ایک دلیل نقلی مذکور ہے۔

پہلا دعویٰ — ایمان والوں پر آزمائشیں آئیں گی

أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يُلْهُوَكُوا - تَا - وَلَيَعْلَمَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ سَبِيلَنَا مُنْقَضًا - وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال مسئلہ توحید کی خاطر مشرکوں کے ہاتھوں گونا گوں تکلیفیں اٹھائیں۔ ایمان والو! اسی طرح تم پر آزمائشیں آئیں گی۔ دوسرا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ وَلَا بُدَّ هِيَ حَذَقَالٍ لِقَوْمِهِ (۲۶)۔ تَا - وَإِنَّكَ فِي الْأَخِرَةِ مِمَّنْ الصَّالِحِينَ ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر اپنی قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی آزمائشیں اٹھائیں یہاں تک کہ انہیں آگ میں الا گیا۔ یسرا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے۔ وَلَوْ طَارَ إِنْذِقَالَ - تَا - آيَةُ الْبَيْتِ لِقَوْمِهِ وَيُحَقِّقُونَ (ع ۳)، لوط علیہ السلام اپنی سرکش قوم کے ہاتھوں مصائب و تکالیف میں مبتلا ہوئے۔ قوم کے ٹخنے سے اور قوم نے ان کے معزز مہمانوں کی بیعتی کارادہ کر کے انہیں اذیت پہنچائی۔ ایمان والو! ان انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح تم پر بھی مسئلہ توحید کی وجہ سے تکلیفیں آئیں گی اس لئے ان پر صبر کرنا ہوگا۔ یہ تینوں قصے اگرچہ بالذات اور براہ راست پہلے دعوے سے متعلق ہیں لیکن بالواسطہ دوسری دعویٰ بھی ان سے ثابت ہو رہا ہے یعنی یہ منکرین توحید اور معاند قومی ہماری گرفت سے بچ نہ سکیں۔ جب ہمارا عذاب آپہنچا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ الْخ (۱۶) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اللہ کے دین کی خاطر جو مصائب مقدر ہیں وہ ضرور آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں۔ وَمَنْ جَاهَدْنَا فَأَمْثَلْنَا حِدًّا أَلِه تَوْحِيدًا اور دین حق کی خاطر جو لوگ تکلیفیں اٹھاتے ہیں اس میں ان کا اپنا ہی فائدہ ہے کسی پر احسان نہیں۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْآخِرَةِ بَشَارَاتٍ أُخْرَى۔ وَصَبَيْنَا إِلَّا نَسَانِ مسئلہ توحید کی وجہ سے تمہیں مصائب کا سامنا کرنا ہو گا یہ نہایت عظیم الشان دعویٰ ہے اسی لئے ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر مشرک والدین تمہیں مشرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت بھی جائز نہ ہوگی۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَشَارَاتِ أُخْرَى۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللهِ بِلَانِ مَا لَا يَفْقَهُونَ۔ یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو غلط فہمی سی تکلیف ہی سے ایمان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْخ شَكْوَى مع تحریف آخر دی

دوسرا دعویٰ — مشترکین ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے

اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ اَنْ يَكْسِفُ لَنَا الْخُمْرَ - اس دعوے پر چار قصے مفرع ہیں۔ پہلا قصہ قوم شعب علیہ السلام کا ہے۔ اور اسی مدینہ انھم
شُعْبًا۔ تا۔ فَاَصْبَحُوا فِي دَابِرِهِمْ جُنْدِيْنٌ (۴۶) دو سرا اور تیسرا قصہ عاد و ثمود و قوم ہود و صالح علیہما السلام کا ہے۔ وَ عَادًا وَ ثَمُوْدًا
تَا۔ وَ كَانُوا مُسْتَبْصِرِيْنَ جو تھا قصہ قوم موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ وَ قَارُونُ وَ فَِرْعَوْنُ وَ هَامَانَ۔ تا۔ وَلٰكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ
ان قوموں نے انتہائی سرکشی کی اور ضد و عناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کا انکار کیا۔ وہ فسق و فجور اور انکار و عصیان میں اس قدر آگے بڑھ گئے گویا ان کا خیال تھا کہ
وہ خدا کے ہاتھ نہیں آ سکیں گے اور اس کی گرفت سے بچ جائیں گے، لیکن ہم نے سب کو مقررہ وقت پر کپڑ لیا اور دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا اور ان میں
سے کوئی بھی ہمارے عذاب سے بچ نہ سکا۔ فَاَسْتَكَثَرُوا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِيْنَ

مرکزی دعویٰ — اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ اور کارساز نہیں

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلَافًا — تَا — وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۝ اس کے بعد اس دعویٰ پر چار عقلی دلیلیں، ایک دلیل وحی اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے۔ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کو اظہار حق کی خاطر اسی نے پیدا کیا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کا ملکہ، اس کی وحدانیت اور کار سازی کی دلیل ہے۔ اُنْشَأْ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ الْخَمْرُ ۖ بِهِ دَلِيلٌ وَحْيٍ ہے۔ جو کتاب آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی جا رہی ہے آپ اس کی روشنی میں مسئلہ توحید بیان کرتے رہیں۔ وَاقْبُوا الصَّلَاةَ یہ امر مصلح ہے۔ مشرکین کی ایذا رافع کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ وَلَا تَجْأَدُوا أَنْفَكُمْ لِذُنُوبِكُمْ ۚ بِهِنَّ تَبْلُغُونَ بِهِنَّ تَبْلُغُونَ ۚ بِهِنَّ تَبْلُغُونَ ۚ یعنی نرمی کے ساتھ تبلیغ کرتے رہو۔ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمْ لَا يَنْفَعُهُمْ الْعِلْمُ ۚ دِلّٰلِیٰ اَزْمُوْمِیْنَ اہل کتاب یعنی اہل کتاب کے انصاف پسند لوگ بھی مسئلہ توحید کو مان چکے ہیں یہ بھی اس کی سچائی کی دلیل ہے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْأَلُونَ اَللّٰهَ جَمْلَةً مِّمَّا تَبْتَغُوْنَ ۚ ہرگز بیان صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لکھنا پڑھنا جاننے کے باوجود آپ یہ علوم و معارف بیان کر رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی جانب سے وحی آتی ہے اور جو دعویٰ توحید آپ پیش کر رہے ہیں اس میں آپ سچے ہیں۔ وَفَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمْ لَا يَنْفَعُهُمْ الْعِلْمُ ۚ عَالِمِیْنَ اَلْحَمْدُ یہ شکوی ہے مشرکین کہتے یہ پیغمبر ہمیں من مانگے معجزے کیوں نہیں دکھاتا؟ خَلْقَ رَجُلًا اَلَا یَدْرٰی عِنْدَ اللّٰهِ جَوَابُ شُكُوْهِ ۚ ہے۔ معجزات اللہ کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔ اَوَلَمْ یَكْفِیْہُمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ یٰحٰیجِیٰ سِیِّئَاتِیْ ۚ سے متعلق ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی معلوم کرنے کے لئے انہیں یہ معجزہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے جو ہر لحاظ سے معجزہ ہے اور جس کی مثال پیش کرنے سے وہ عاجز ہو چکے ہیں۔ وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَدْلِ ۚ زَجْرٌ مِّنْ تَحْوِیْفٍ دُنُوْیٍ وَآخِرُوْیَ ۚ اعادہ زجر مع تحویف دنیوی و آخروی۔

لِیَعْبَادَیْ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلْحَمْدُ یہ ابتداء سورت یعنی وَمَنْ جَاهِدْ فَإِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِیْہِمْ ۚ میں جس چیز کی طرف اشارہ تھا یہاں اس کی صراحت ہے۔ یعنی اگر توحید کی وجہ سے مشرکین تمہیں ایذا پہنچائیں اور چین سے اپنے وطن میں نہ رہنے دیں تو اللہ کی زمین فراخ اور کھلی ہے اپنا وطن چھوڑ کر ایسی جگہ ہجرت کر جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت کر سکو۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ بَشٰرٰتِیْ ۚ اٰخِرُوْیَ ۚ وَكَآئِیْنٌ مِّنْ دَآبِلِیْہِ ۚ (ع) یہ جواب سوال مقدر ہے یعنی اگر وطن سے ہجرت کر جائیں گے تو رزق کہاں سے آئے گا۔ فرمایا یہ بے زبان چوپائے کب اپنی روزی اپنے ساتھ اٹھائے پھرتے ہیں جس طرح وہ چوپایوں کو روزی دیتے ہیں تمہیں بھی دے گا اس کی فکر نہ کرو۔

وَلٰ یَنْفَعُ سَآءَ لَتَمَّھُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ اَلْحَمْدُ یہ دعویٰ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخفیم۔ جب مشرکین کو تسلیم ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اور نظام کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر ان کی کیوں عقل ماری گئی ہے کہ وہ اللہ کے سوا اور کو برکات دہندہ اور کار ساز سمجھ کر غائبانہ پکارتے ہیں۔ اَللّٰھُ یُبْسِطُ مَوَٰضِعَ قُرْاٰنٍ ۚ پہلے دو آیتیں کہیں مسلمانوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ سب کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو۔

العنکبوت ۲۹

۸۷۳

امن خلق السموات ۲۰

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ تَرْوِي عَنْ سَيِّدِنَا اَبِي بَرٍّ وَنَسِيحٌ كَوْنًا

سورہ عنکبوت ۲۰ مکہ میں نازل ہوئی اس کی انھنتر آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَمْۤ اَحْصِیْ النَّاسَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا

کہا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ پھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ

اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یَفْتَنُوْنَ ۚ ۲ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ

ہم یقین لائے اور ان کو جائز نہ لیں گے ہم نے جانچا ہے ان کو جو

مِنْ قَبْلِہُمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا

ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور

اٰیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۚ ۳ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ

البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو کیا یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ کہتے ہیں

السَّیِّاٰتِ اَنْ یُّسَبِّحُوْا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۚ ۴ مَنْ

برائیاں کہ ہم سے نوح جائیں بری بات طے کرتے ہیں و جو کوئی

کَانَ یَرْجُو اِلْقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَا یُؤَخَّرُ ۚ وَ

توقع رکھتا ہے کہ اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ آرہا ہے اور

ھُوَ السَّیْبِیْعُ الْعَلِیْمُ ۚ ۵ وَمَنْ جَاهِدْ فَإِنَّمَا

وہ ہے سنے والا جاننے والا اور جو کوئی محنت اٹھائے سو

یُجَاهِدُ لِنَفْسِیْہِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۚ ۶

اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو بدوا نہیں جہان والوں کی

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ

اور جو لوگ ۵ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم انار دیں گے۔

منزل ۵

سورہ عنکبوت

مرکزی دعویٰ

مرکزی دعویٰ

٢. من خلق السموات

باطل ہے کہ وہ ہمارے عذاب سے بچ جائیں گے۔ السَّيِّئَاتِ کفر و شرک و معاصی۔ السَّيِّئَاتِ ای الشَّرک و المعاصی (مدارک ج ۳ ص ۱۹۱) فعل مضارع حدود و تنجید پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی جو لوگ ہر وقت کفر و شرک اور فسق و فجور میں منہمک رہتے اور غیر اللہ کو پکارتے رہتے ہیں کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کو ان کی بد اعمالیوں کی سزا نہیں دے سکیں گے اور وہ ہمارے عذاب سے بچ سکیں گے؟ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ یہ بہت بری بات اور صریح غلط خیال ہے۔ جب اللہ کا عذاب آگیا تو وہ اس سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔ یہاں سے لیکر کوع کے آخر تک پہلے دعوے سے متعلق بشارت و تحویف وغیرہ کا ذکر ہے۔ مَن كَانَ يَرْجُوا الْآخِرَ تَوَحُّدِ

کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے، لیکن جن کے دلوں میں آخرت کا خوف ہے انہیں توحید کی خاطر ہر قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ انہیں کافروں کی ایذا سے ہجرت بھی کرنا ہوگی۔ اس وقت انہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ گھروں سے نکل کر بھوک سے اور دیگر مصائب و آلام سے ہلاک ہو جائیں گے، کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گی خواہ وہ گھروں ہی میں کیوں نہ بیٹھے رہیں وَمَنْ جَاهَدَ الْخِلَافَ جُو لوگ محض دین حق کی خاطر ترک وطن کی مشکلات اور اس کے علاوہ دوسری تکلیفیں اٹھائیں گے اس سے فائدہ انہی کا ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرے انہیں اجر عظیم اور مراتب بلند عطا فرمائے گا۔ جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں کیونکہ یہ سورت مکہ ہے بلکہ جہاد سے ایذا کفار پر صبر کرنا مراد ہے (موضع) ای ومن جاهد فی الدین و صبر علی قتال الکفار و اعمال الطاعات فانما یسعی لنفسه ای ثوابہ لک کلہ (قرطبی ج ۳ ص ۱۳۵) یہ ان مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے توحید کی خاطر مصائب و آلام پر صبر کیا۔ اٰمَنُوا اللہ کی توحید پر ایمان لائے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور توحید کی راہ میں مصائب برداشت کئے۔ وَكَذَّبْتُمْهُمْ اَحْسَنَ الْخِطَابِ ان کے اعمال کی ہم ان کو احسن دسب سے بہتر جزا دیں گے یعنی ایک نیکی کے بدلے دس گنا یا اس سے زیادہ ثواب جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امثالِهَا ای حسن جزاء اعمالہم و الجزاء الحسن ان یجازی بحسنه حسنة واحسن الجزاء ان یجازی بالحسنة الواحدة بالعشر زیادة (روح ج ۱ ص ۱۳۵) حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا یا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو احسن اعمال

۸۷۵ من خلق السموات ۲ العنکبوت

لَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطِيئَتَكُمْ
ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھالیں تمہارے گناہ
وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطِيئَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ
اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے ان کے گناہ
اِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۱۲ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاثْقَالًا
بے شک وہ جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھالیں گے اپنے سارے بوجھ اور کتنے بوجھ
مَعَ اَثْقَالِهِمْ وَلَيَسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَمَّا كَانُوا
ساتھ اپنے بوجھ کے اور البتہ ان سے پوچھا ہوگی قیامت کے دن جو باتیں کہ وہ
يَفْتَرُونَ ۱۳ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهِ فَلَبِثَ
جھوٹ بناتے تھے اور ہم نے بھیجا سارے نوح کو اس کی قوم کے پاس پھر رہا
فِيهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَآخَذَهُمْ
ان میں ہزار برس چکاس برس کم پھر کپڑا ان کو
الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۱۴ فَانْجَيْنَاهُ وَاَصْحَابَ
طوفان نے اور وہ گناہ گار تھے پھر ہم نے اس کو اور
السَّفِيْنَةَ وَجَعَلْنَاهَا اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۱۵ وَابْرٰهِيْمَ
جہاز والوں کو اور رکھا ہم نے جہاز کو نشانی جہان والوں کے وسطے قیام اور ابراہیم کو
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ
جب کہا اس نے اپنی قوم کو سارے بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اس سے یہ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۱۶ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ
بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو بوجھتے ہو
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَتَخْلُقُوْنَ اَفْكَارًا
اللہ کے سوائے یہی بتوں کے تمہان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں بے شک

منزل ۵

یعنی ہجرت کی جزا دیں گے کیونکہ ہجرت کا ذکر اشارۃً پہلے گذر چکا ہے۔ یعنی ہم ان کو ان کے اس بہتر عمل کی پوری پوری جزا دیں گے اور مفہوم مخالف مراد موضع قرآن پر بھی دلالت کرتا ہے کہ رفاقت کر کر کسی کے گناہ اپنے اوپر لے لیوے یہ ہونا نہیں مگر جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکائے سے اس نے گناہ کیا وہ گناہ اس پر بھی۔ اور اس بار بہت سے کافروں کی ایذا سے جہاز پر بیٹھ کر حبشہ کے ملک گئے تھے جب حضرت مدینہ کو ہجرت کر آئے تب وہ بھی سلامتی سے آئے اور جہاز نشانی رکھا لوگوں کو یعنی دنیا میں ناؤ سے بڑے کام چلتے ہیں اور قدریں اللہ کی نظر آتی ہیں۔

فَفُتِحَ الرَّحْمٰنُ وَلَیٰحِیٰ ہار گمراہ شدن و گمراہ کردن بردارند و باز نابالغان از سر ایشان دفع کنند ۱۲۔

۲. امن خلق السموات ۲۰

164

العَنْكَبُوتُ ٢٩

جن کو فلاہ تم پوجتے ہو اللہ کے سوا کے وہ مالک ہمیں بہتاری

روزی کے سوئم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی ادا اس کی بندگی کروادہ

اس کا حق مانو۔ اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو

تو جھٹلا چکے ہیں بہت فکے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ تو

بس یہی ہے پینا گم پہنچا دینا کھول کر دیکھا دیکھتے نہیں گلہ کیونکہ شروع کرتا ہے اللہ

الحی لم یبق له من دینک ان الله یبصر

سِيرَ وَأَفِى الْأَرْضِ فَانْظُرْ وَالْيُفْ بَدَا الْحَقُّ ثُمَّ

ملک دیس پھرو پھر زبیطو یوعلر سرور دیس پھرو پھر

اللہ اٹھائے گا۔ کچھلا اٹھان بے شک اللہ ہر چیز کو

قَدْ يَرَىٰ (۲۰) بَعْدَ مَنْ يُشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يُشَاءُ ۖ

سکتا ہے دُکھ دے گا جس کو چاہے شلہ اور رحم کرے گا جس پر چاہے

وَالْبِيعَةُ لِقُلُوبِهِمْ ۚ وَمَا أَتَمَّهُمْ بِمِثْلِهِ لَازِلِينَ

وَأَنفِ السَّمَاءَ زُورًا لِّكُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِي وَآ

اور نہ آسمان میں اور کوئی نہیں بہتارا اللہ سے ورے حمایتی اور نہ



منزلہ

روح سران یعنی شروع تو دیکھتے ہو دُہرانا اُسی سے سمجھو۔

العنكبوت ۲۹

ALL

۲. امر خلق السموات ۲.

۱۵۲

نَصِيرٌ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ

مددگار اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اس کے ملنے سے وہ

يَسْأَلُونَكَ لِمَ لَا يَنْزِلُ الْإِنشَاءُ عَلَيْهِمْ أَنْزِلْنَاهُ عَلَيْهِمْ لَئِنْ كَانُوا مُّسْلِمِينَ ﴿٢٣﴾

نا امید ہوئے میری رحمت سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ

پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا منکر یہی کہ بولے اس کو مار محمد الو یا

حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِمَّنِ النَّارِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

جلا دو پھر اس کو بکھا دیا اللہ نے آگ سے اس میں بڑی نشانیاں ہیں

يَكُونُ يَوْمَئِذٍ قَوْلًا لَا يُفِيدُ شَيْئًا وَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدًا وَلَا بَصِيرَةً

ان لوگوں کے لئے جو یقین لائے ہیں اور ایمان ہوئے۔ جو گمراہی سے ہیں۔

اللہ کے سوائے جہنم کے تھان سو دوستی کر کر آئیں میں دنیا کی زندگی گمانی میں

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ

پھر دن قیامت کے آئے منکر ہوجاؤ گے ایک سے ایک اور لعنت کرو گے

بعضہم بعضار وما ولی النار وما لکم من
 ایک سو ایک اور ٹھکانا تمہارا آگ سے اور کوئی نہیں تمہارا

نَصِيْن ۝ اَمْرٌ لَهُ لَوْ مُوَقَّالٌ اِنِّى مُهَاجِرٌ اِلَى

مددگار بن بھرمیاں لیا اس کو لوٹنے سے اور وہ بولایں تو وطن چھوڑتا ہوں

رَبِّى إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣٦﴾ وَهَبْنَا لَهُ اسْمَٰحَ

وَنَعْقُوبَ وَحَٰمِلَنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ الْمُسْتَوْتَةِ وَالْكَتَبَ وَ

اور یعقوب علیہ اور رکھ دی اس کی اولاد میں پینمبری اور کتاب اور

وقف الانهم

منزلہ

سب سے بنیادی ضرورت ہی پوری کرنے کی قدرت نہیں رکھتے یعنی تمہاری روزی ان کے اختیار میں نہیں باقی حاجات میں وہ کیا کام آئیں گے۔ سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہے اس لئے روزی بھی اسی سے مانگو اور ہر قسم کی عبادت بھی اسی ہی کے لئے بجالاؤ اور تمام حاجات و بلیات میں غائبانہ پکارو بھی اسی کو۔ اور اس کی نعمتوں کا موضع قرآن

ول اوپر سے حضرت ابراہیم کا کلام جلا نکھا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے بیچ میں کئی باتیں فرمائیں پھر اس قوم کا جواب ذکر کیا نہ جتنے میں پتے یہ کہ معلوم ہوا ہر چیز کی تاثیر اس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ سی چیز نہ جلا سکے۔ ول یعنی وہ شیطان کے نام کے مٹان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ تم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو، تب یہ پوچھنے والے ان کو پھٹکار دیں گے کہ ہماری نذر و نیاز لے کر وقت پر پھر گئے۔ ول حضرت لوط بھیجے تھے حضرت ابراہیم کے اس قوم میں کسی نے نہ مانا ان کے سوا ان کا وطن شہر بابل، پھر نکلے خدا کے نوکل پر اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا۔

العنكبوت^{٢٩}

ALA

۲. امن خلق السموات

دیا، ہم نے اس کو اس کا ثواب دنیا میں اور وہ آخرت میں البتہ

نیکوں سے ہے ف اور بھیجا لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو سنا تم

آتے ہو بے حیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے

جہاں میں کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر

لفطوون الشیپین ۵ وناسون ۱۱ نای یل

فَمَا كَانَ حِجَابَ قَوْمٍ إِلَّا أَنْ قَالُوا التَّنَائُلُ

پھر چھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا منہ نہی کہ بولے لے آہم پھر

التي هي من الصلوات التي فيها

عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٣٠﴾ وَلَهَا جَاءَتْ رُسُلٌ

وَاللَّهُ يَكْفِيكَ الْغَنَاءَ

ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بوئے، ہم کو غارت کرنا ہے اس

لَقَرِيءٍ ۚ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿٣١﴾ وَال

فَمَا لَهُمْ لَا يَقُولُ انْجِبُوا عَلَيْهِمْ بَنِينَ فَمَا زَكَاةُ

میں تو لوط بھی ہے وہ بولے، ہم لو خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں یزید ہم پہنچا

مقام

مَنْزِلہ

برای غیر اقصیه متعلق
بر روی اولی ۱۲

١٥

ابعد کی طرف سے ہے۔ یہی اس کی اصل ہے۔
(پوستگی) یعنی تم نے غیر اللہ کو معبود اس لئے بنا رکھا ہے تاکہ اس بنا پر تمہاری دنیا میں باہمی محبت و پیوستگی اور اتحاد باقی رہے اور مخالفت پیدا نہ ہو
ایلیتوادوا ویواصلوا ویحججوا علی عبادتہا کما یحجج مع ناس علی مذہب فیقح التحاب بینہم (بجرح ۷ مشکا) یا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنے اسلاف
کے سانچہ محبت و عقیدت کی وجہ سے ان کے ٹھکانے بنا کر رکھ لئے اور ان کی عبادت کرتے ہو۔ ان الاوشان اول ما اتخذت بسبب المودۃ وذلک اند
موضع قرآن دنیا میں حق تعالیٰ نے مال اور عزت اور ہمیشہ کا نام دیا اور ملک شام ہمیشہ کو ان کی اولاد کو دیا۔ وہ راہ مارنا بھی ان میں دستور رکھ دیا
اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ اس طرف ہو کر نہ نکلیں اور مجلس میں برے کام شاید بھی بدکاری لوگوں میں کرتے ہوں گے اس
بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ ٹھٹھے اور تھپتھر کرتے ہوں گے۔

كان اناس صالحون فما اتوا واسف عليهم اهل زمانهم فصوروا احجارا بصورهم حبا لهم فكانوا يعظمونها في الجملة ولم يزل تعظيمها يزداد جيلا فجيلا حتى عبادت فالاية اشارة الى ذلك فالمعنى انما اتخذتم اسلافكم من دون الله اوثانا الخ (روح ج ۲۰ ص ۱۵۱) ۱۵۲ دنيا میں تو تم مودت والفت کے لئے معبودان باطلہ کی عبادت کرتے ہو لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے سے بیزار ہو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیج گے۔ یعنی معبود اپنے پیجاریوں سے اور گمراہ پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزار ہوں گے اور عوام اپنے گمراہ پیروں اور شرک سکھانے والے پیشواؤں پر لعنت بھیجیں گے۔ تتبرا الاوثان من عابدیہا وتتبرا القادة من الاتباع

۱۵۲ دنیا میں تو تم مودت والفت کے لئے معبودان باطلہ کی عبادت کرتے ہو لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے سے بیزار ہو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیج گے۔ یعنی معبود اپنے پیجاریوں سے اور گمراہ پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزار ہوں گے اور عوام اپنے گمراہ پیروں اور شرک سکھانے والے پیشواؤں پر لعنت بھیجیں گے۔ تتبرا الاوثان من عابدیہا وتتبرا القادة من الاتباع ویلعن الاتباع القادة (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۵۱) اور تم سب جہنم میں جاؤ گے اور جہنم کی آگ سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ (وما لکم من نصیرین) یخلصکم منها کما خلصنی ربی من النار التي القیتم فی فیہا (ابوالسعود ج ۲ ص ۱۵۱) ۱۵۳ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہارن بن تارح کے بیٹے تھے وہ ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر بلا تامل ایمان لے آئے اور ان کی تمام باتوں کی تصدیق کی۔ وَقَالَ إِنِّي مُهَيَّجُ الْخَلِیِّ إِلَى رَبِّیْ اِی الی الجہۃ الی امرنی ربی بالہجرة الیہا (روح ج ۲۰ ص ۱۵۱) یعنی میں اللہ کے حکم کے مطابق ہجرت کر رہا ہوں۔ جہاں جانے کا حکم ہو گا وہاں جا رہا ہوں۔ اس ہجرت میں لوط علیہ السلام اور آپ کی بیوی سارہ آپ کے ساتھ تھیں آپ نے کوئی سے حرام اور پھر حرام سے ملک شام کی طرف ہجرت کی اور فلسطین کے ایک شہر میں قیام پذیر ہوئے روح وغیرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیا اور ہجرت کر کے ارض شام میں چلے گئے۔ اے ایمان والو! تم بھی نیار ہو نہیں بھی اپنے دین و ایمان اور توحید کی خاطر ہجرت کرنا پڑے گی ۱۵۴ ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی خاطر بڑی مصیبتیں اٹھائیں، ہم نے بھی دین و دنیا کی نعمتیں ان پر پوری کر دیں۔ اسحاق ایسا لائق فرزند اور یعقوب ایسا پوتا عطا کیا اور نبوت کو اس کی اولاد کے ساتھ مخصوص کر دیا اور دنیا کی دولت بھی وافر عطا فرمائی اور دنیا میں ان کے نام کو زندہ جاوید بنا دیا تمام اہل ادیان ان کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ فلم یبعث اللہ نبیا بعد ابراہیم الا من صلبہ... اهل ملل کلہا تدعیہ و تقول

یہوذا تھا تھو متقی
یہوذا تھا تھو متقی

العنکبوت

۸۷۹

ام خلق السموات

وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ فَكَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۳۲

اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ رہ گئی رہ جانے والوں میں

وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِیِّئِیْ بِهِمْ وَ

اور جب پہنچے ۱۵۴ ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس ناخوش ہوا ان کو دیکھ کر اور

صَاقٍ بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ

تنگ ہوا دل میں اور وہ بولے مت ڈر اور غم نہ کھا

إِنَّا مُنْجُونَكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ

ہم بچائیں گے تجھ کو اور تیرے گھر کو مگر عورت تیری رہ گئی

مِنَ الْغَابِرِينَ ۳۳ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَى أَهْلِ هَذِهِ

رہ جانے والوں میں و ہم کو اتار رہے ہیں اس بستی والوں پر

الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا

ایک آفت آسمان سے اس بات پر کہ وہ

یُفْسِقُونَ ۳۴ وَلَقَدْ شَرَكْنَا مِنْهَا آیَةً بَیِّنَةً

نافرمان ہو رہے تھے اور چھوڑ رکھا ہم نے اس کا نشان ۱۵۵ نظر آتا ہوا

لِقَوْمٍ یَّعْقِلُونَ ۳۵ وَإِلَىٰ مَدَیْنٍ آخَاهُمْ

سمجھ دار لوگوں کے واسطے اور بھیجا مدین کے پاس ۱۵۶ ان کے بھائی

شُعَبًا فَقَالَ یَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا

شعب کو پھر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو

الْیَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْتُوا فِی الْأَرْضِ مُمْسِدِیْنَ

پچھلے دن کی اور مت پھرو زمین میں خرابی مچاتے

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا

پھر اس کو جھٹلایا نہ تو پکڑ لیا ان کو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے

منزلہ

ہو منہ... ان اہل کل دین یتولونہ (قوٹی ج ۳ ص ۱۵۱) اور آخرت میں وہ مقربین بارگاہ خداوندی کے درجات پر فائز ہوں گے۔ ۱۵۴ یہ تیسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ قوم لوط خلاف فطرت فعل کی عادت میں مبتلا تھی۔ دنیا میں اس فاحشہ کی ابتداء اس قوم سے ہوئی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا نَحْنُ یعنی تم سے پہلے کسی نے بھی یہ برا کام نہیں کیا۔ اِنَّكُمْ لَمَّا تَحُونُ الخ تم اس قدر بیباک ہو چکے ہو کہ مسافروں کا راستہ روک لیتے ہو اور انہیں بھی اپنی ہوس کا شکار بناتے ہو۔ یا مراد ڈاکہ ہے۔ تَقَطَّعُوا السَّبِيلَ بالقتل واخذ المال کہا ہو عمل قطاع الطريق وقیل عترضہم السابلة بالفاحشۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۵۱) ۱۵۵ تمہاری بے موضع قرآن بھی دغا بازی کی دین لیں میں گمراہ راہ بھی لوٹتے تھے۔

بے حیائی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ تم بھری مجلس میں بھی اس فعل بد کے ارتکاب سے نہیں شرماتے ہو۔ اہل ایمان الرجال فی حبال سہمیری بعضہم بعضاً قالہ منصور و مجاہد والقاسم بن محمد وقتادۃ وابن زید (مخرج ۷ ص ۵۸) لیکن حضرت لوط علیہ السلام کی پند و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ قَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِمْ أَنَّهُمْ قَالَ لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ نَذِيرٌ لَكُنَّا أَكْثَرُ عَلَىٰ مَا كُنَّا عَلَيْهِمْ فَلَا تَنفَعُكَ إِذْنُكَ وَلَا تُؤْمِنُ بِهِمْ وَلَا يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِمْ فَيَعْتَمِدُونَ بِالْهَدْيِ مَقَامَهُمْ وَبِالنَّارِ عَصَاهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَوَلَوْنَ

اللہ تعالیٰ سے اس مفسد اور سرکش قوم کو ہلاک کرنے کی درخواست کی۔ ۲۳۱ البشیر ای بالبشرای بالنبیاء والاولاد والنساء (روح ج ۲ ص ۴۰) استنصر لوط علیہ السلام ربہ فبعث علیہم ملائکہ لعدا ابھم فجاءوا ابراھیم اولاً مبشرين بنصرة لوط علی قومہ (قرطبی ج ۳ ص ۳۳۳) جب ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو ان سے کہنے لگے ہم لوط کی بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں کیونکہ یہ لوگ حد سے تجاوز کر چکے ہیں اور بڑے بے انصاف ہیں۔ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے فرمایا اس میں تو لوطؑ بھی موجود ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا لوط علیہ السلام اور ان کے علاوہ بھی جو ایمان والے اس بستی میں موجود ہیں، ہم ان سب کو جانتے ہیں۔ ہم ان سب کو بچائیں گے البتہ لوط علیہ السلام کی بیوی مشرکین کے ساتھ ہلاک ہوگی کیونکہ وہ بھی مشرک ہے۔ قوم لوط دو سری برائیوں کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتی تھی۔ شرک اور دوسری برائیوں کی پاداش میں اللہ نے ان کو ہلاک کیا۔ عن ابن عباس قال ان قوم لوط كانت فيهم ذنوب غير الفاحشة... ومع هذا اكله كانوا يشركون بالله (قرطبی ج ۳ ص ۳۳۳) جب فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ چونکہ نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں تھے اس لئے وہ انہیں پہچان نہ سکے کہ یہ فرشتے ہیں اور اپنی قوم کی عادت بد کے پیش نظر بہت غمگین ہوئے اور مہمانوں کی بے عزتی کے ڈر سے سخت آزردہ خاطر ہوئے قَالُوا لَا تَخَفْ الْفَرِشَتَانِ لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ نَذِيرٌ لَكُنَّا أَكْثَرُ عَلَىٰ مَا كُنَّا عَلَيْهِمْ فَلَا تَنفَعُكَ إِذْنُكَ وَلَا تُؤْمِنُ بِهِمْ وَلَا يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِمْ فَيَعْتَمِدُونَ بِالْهَدْيِ مَقَامَهُمْ وَبِالنَّارِ عَصَاهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَوَلَوْنَ

اور آپ کی قوم کے فسق و فجور کی وجہ سے ان کے لئے اللہ کا عذاب لے کر آئے ہیں۔ آپ کو اور آپ کے متبعین کو بچائیں گے اور باقی ساری قوم کو آپ کی بیوی سمیت ہلاک کر ڈالیں گے۔ ۲۳۲ ہم نے اس قوم کی ہلاکت و تباہی کی نشانی باقی چھوڑ دی تاکہ عقل و بصیرت رکھنے والے اس سے عبرت حاصل کریں۔ نشانی سے ان کی برباد شدہ بستی کے آثار باقیہ مراد ہیں۔ یاسیاء پانی جو وہاں زمین سے نمودار ہوا یا وہ پتھر جو ان پر برسائے گئے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سب مراد ہوں تو ان میں کوئی تعارض نہیں (قرطبی) یہاں تک حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ تھا جو بالذات پہلے دعوے سے متعلق ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ لوط علیہ السلام کو دین حق کی خاطر سرکش قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی مصیبتیں اور ایذائیں پہنچیں اسے ایمان والو! تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی۔ ضماند و سرا دعویٰ بھی اس سے ثابت ہو جائے کہ یہ سرکش اور فسق و فجور میں منہمک قوم ہمارے عذاب سے نہ بچ سکی۔ ۲۳۳ یہ چونکا فتنہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ ہماری گرفت سے بچ کر نکل جائیں گے۔ شعیب علیہ السلام کی قوم جو بڑی طاقتور اور سرکش تھی۔ شرک کے علاوہ ظلم و بے انصافی، بددیانتی اور لوگوں کی حق تلفی ان کا شیوہ تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں ان کاموں سے منع کیا اور فرمایا صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو، یوم قیامت کے حساب سے ڈرو اور ظلم و بے انصافی سے زمین پر شر و فساد مت بپا کرو۔ وَأَجْبُوا إِلَيْكُمْ الْيَوْمَ الْفِتْنَةَ وَالْفِتْنَةُ خَيْرٌ مِنَ الْيَوْمِ وَالْفِتْنَةُ خَيْرٌ مِنَ الْيَوْمِ (خازن ج ۲ ص ۳۳)

۲۳۴ وہ اپنی طاقت و قوت اور دولت و شوکت کے لئے میں بدست منتھے۔ شعیب علیہ السلام کی ناصحانہ تبلیغ و تلقین کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ بدستور تکذیب و انکار پر اڑے رہے فَكَذَّبُوا عَنْ آلِهَتِهِمْ وَعَنْ آلِهِمْ وَآلِهَتُهُمْ لَمْ يَكُنْ اللَّهُ تَعَالَىٰ لِيَكُنَ الرَّجْفَةُ الْحَقُّ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ لِيَكُنَ الرَّجْفَةُ الْحَقُّ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ لِيَكُنَ الرَّجْفَةُ الْحَقُّ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ لِيَكُنَ الرَّجْفَةُ الْحَقُّ

سے بالاتر ہیں فَأَخَذَ تَهْوَةً الرَّجْفَةُ الْحَقُّ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ لِيَكُنَ الرَّجْفَةُ الْحَقُّ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ لِيَكُنَ الرَّجْفَةُ الْحَقُّ وَلَكِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ لِيَكُنَ الرَّجْفَةُ الْحَقُّ

اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مردہ ہو کر گر پڑے۔ الرَّجْفَةُ سے شدہ بدر لرزہ یا جبریل علیہ السلام کی مہیب اور غار اشکاف آواز مراد ہے۔ الرَّجْفَةُ الزلزلة الشديدة أو صيحة جبريل عليه السلام لان القلوب رجفت بها (مدارج ج ۳ ص ۳۶)

۳۱۔ یہ قوم عاد اور ثمود کے قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ دونوں قصے بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہیں۔ یہ مشہور و معروف قومیں ہیں، ان کا بھی خیال تھا کہ ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن اے مشرکین کہ ان کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈر آج بھی زبان حال سے ان کی بربادی کی کہانی دہرا رہے ہیں۔ وَ زَيْنَ كَهْهٖ الخ شیطاں نے ان کے اعمال مشرکانہ اور افعال فبیحہ کو ان کی نظروں میں مزین و مستحسن بنا دیا اور انہیں راہ راست پر آنے سے روک دیا حالانکہ وہ عقلمند تھے۔ اگر وہ عقل و فکر سے

تھے۔ اگر وہ عقل و فکر سے

کام لیتے تو حق و باطل میں

امتیاز کر سکتے تھے۔ مستبصرین

ای عقلاء ممکنہوا التمییز

بین الحق والباطل

بالاستدلال والنظر

ولکنہما غفلوا

لحمیت بدوا (روح

ج ۲۰ ص ۱۵۸، ۱۵۹

یہ ساتواں قصہ ہے اور دوسرے

دعوے سے متعلق ہے۔ ان

کے پاس موسیٰ علیہ السلام

دلائل و بینات لیکر آئے یہ

لوگ دولت و حکومت کے

نشے میں چور ان کی بات کب

سننے والے تھے۔ انہوں نے

قبول حق سے استنکبار کیا۔

ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کی

گرفت سے نکل جائیں گے

اور اس کے ہاتھ نہیں آئیں

گے لیکن ان میں سے کوئی

بھی بچ نہ سکا۔ فَكَلَّا

أَخَذْنَا بَأْسَ رَبِّهِ

سب کو پکڑ لیا اور ان کے گناہوں

کی دنیا میں بھی انہیں عبرتناک

سزا دی۔ ان چاروں قوموں

کے ذکر کے بعد فرمایا وَمَا كَانُوا

سابقین اس سے معلوم ہو

گیا کہ یہ چار قصے آم حسب

الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ

أَن تَسْبِقُونَا سے متعلق ہیں۔

کسی قوم کو ماصب یعنی طوفان باد سے ہلاک کیا، مراد قوم لوط ہے۔ کسی کو صیحہ (جنگل) سے۔ اس سے مدین اور ثمود مراد ہیں۔ کسی کو زمین میں دھنسا دیا یعنی فارون کو اور کسی کو پانی میں غرق کر دیا اور اس سے فرعون اور اس کی قوم مراد ہے۔ وَمَا كَانُوا لِيُظْلَمَهُمُ الخ ان قوموں کو گونا گون عذابوں سے ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود کفر و شرک اور معاصی کو اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبر بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر ان پر حق کو واضح فرمایا مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ اسی استنکبار اور انکار حق کی سزا ہے۔

موضع قرآن و یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار تھے اور اپنے نزدیک عقل مند تھے پر شیطاں کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔

میں پانچوں اور چھ

میں ساتوں قصے

العنکبوت

۸۸۱

من خلق السموات ۲۰

فِي دَارِهِمْ جِثْمِينَ ۳۰ وَ عَادًا وَ ثَمُودًا وَ

اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو لٹے اور

قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسْكِنِهِمْ قَفَّةٌ وَ زَيْنَ

تم پر مال کھل چکا ہے ان کے گھروں سے اور فریفتہ

لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ قَصَدَهُمْ عَنِ

کیا ان کو شیطاں نے ان کے کاموں پھر روک دیا ان کو

السَّبِيلِ وَ كَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۳۸ وَ قَارُونَ

راہ سے اور تھے ہوشیار ف اور ہلاک کیا قارون

وَفِرْعَوْنَ وَ هَآءِ مِنْ قَفَّةٍ وَ لَقَدْ جَاءَهُمْ

اور فرعون اور ہا مان کو لٹے اور ان کے پاس پہنچا

مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ

موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں

وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ۳۹ فَكَلَّا أَخَذْنَا

اور ہمیں تھے ہم سے جیت جانے والے پھر سب کو پکڑا ہم نے

بِذُنُوبِهِ ۴۰ فَمِنْهُمْ مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ

اپنے اپنے گناہ پر پھر کوئی تھا کہ اس پر بھیجا پھر اڈ

حَاصِبًا ۴۱ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۴۲

ہوا سے اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑنے

وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۴۳ وَمِنْهُمْ

اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں اور کوئی تھا

مَّنْ أَغْرَقْنَا ۴۴ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ

کہ اس کو ڈبا دیا ہم نے اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے

منزل ۵

۳۳ یہ صورت کا مرکزی دعویٰ ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو مصائب و مشکلات میں حمایتی اور کارساز بھی وہی ہے۔ اس دعویٰ کو ایک نہایت ہی واضح مثال کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ جو لوگ مصائب و مشکلات میں اللہ کے سوا اوروں کو حمایتی اور کارساز سمجھتے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ جو نہایت ہی باریک اور کمزور تاروں سے جالابن کو اپنے لئے گھر بناتی ہے۔ مکڑی کا یہ گھر نہایت ہی کمزور ہوتا ہے جو نہ سردی سے بھاسکتا ہے نہ گرمی سے، نہ بارش سے نہ آندھی سے۔ بعینہ ہی حال غیر اللہ کی پناہ اور معبودان باطلہ کے سہاروں کا ہے وہ بھی اس قدر کمزور ہیں کہ کسی مصیبت اور مشکل میں کام نہیں آسکتے۔ اس مثال میں مشرک

العنکبوت ۲۹

۸۸۲

۱ من خالق السموات

وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۳۰﴾

پر تھے وہ اپنا آپ ہی جبراً کرتے

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ

مثال ان لوگوں کی تھے جنہوں نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کر

أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ

اور حمایتی جیسے مکڑی کی مثال بنا لیا اس نے

بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

ایک گھر اور سب گھروں میں بودا سو مکڑی

الْعَنكَبُوتِ كُوكَا شُوا يَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾

کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوئی ف صا

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

اللہ جانتا ہے جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوا

مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۳۲﴾

کوئی چیز ہو اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا

تِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبُهَا لِلنَّاسِ

یہ مثالیں بٹھلاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور

مَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿۳۳﴾ خَلَقَ اللَّهُ

ان کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے اللہ نے بنائے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِالْحَقِّ إِنَّ فِي ذَلِكَ

آسمان اور زمین کے جیسے چاہتیں اس میں

لَايَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۴﴾

نشانی ہے یقین والوں کے لئے

منزل ۵

کو مکڑی کے ساتھ اور غیر اللہ کی پناہ اور حمایت کو مکڑی کے ہالے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (اتَّخَذَتْ بَيْتًا) لنفسها نأدى اليه وان بيتهما في غاية الضعف والوهن لا يدفع عنها حرا ولا برد افكذلك الاولئك لعابدينها نفعاً ولا ضرراً (معالم خازن ج ۵) ۳۳ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو مشرکین پکارتے ہیں وہ تو ان پکارتے والوں کے احوال سے بھی باخبر نہیں ہیں پھر انہیں کیوں پکارتے ہیں۔ پھر وہ غالب اور حکیم بھی ہے اس لئے علیم و خیر اور عزیز و قدیر کو چھوڑ کر عاجز و خوار کو کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا کوئی عقلمندی ہے۔ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبُهَا لِلنَّاسِ دے کر لوگوں کو مسئلہ توجید سمجھاتے ہیں لیکن ان میں غور و فکر صرف وہی لوگ کرنے میں جو راسخ فی العلم ہوں اور عقل و بصیرت رکھتے ہوں۔ ۳۴ یہ مرکزی دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو پیدا ہی اظہار حق کے لئے فرمایا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے۔ (بالحق) ای للحق و اظہار الحق (معالم و خازن ج ۵) انہما مع اشتغالها على جميع ما يتعلق به معاشهم شواهد دالة على شئونه تعالى المتعلقة بذاته وصفاته (ابوالسعود ج ۲) ایمان والوں کے لئے اس میں بہت بڑی دلیل ہے۔ مومنوں کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ اس سے استفادہ صرف وہی کرتے ہیں ویسے تو ہر غور و فکر کرنے والے کا ذہن اس سے اللہ کی وحدانیت اور اس کی عظیم قدرت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

یہ صورت کا مرکزی دعویٰ ہے

توحید

یہ دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے

موضع قرآن

و یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان مال کا بچاؤ ہو مکڑی کا جالاکہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے۔ و یعنی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک مکڑی ہانک دیا بعضے خلق بت پوجتے ہیں، بعضے آگ پانی کو، بعضے اولیاء انبیاء کو یا فرشتوں کو سو اللہ نے فرمادیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں اگر کوئی کچھ کر سکتا تو اللہ سب کو یک فلم موقوف نہ کرتا، اور اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہئے۔ زبردست ہے اور مشورت نہیں چاہئے، حکمتیں ای کو ہیں۔ و یعنی اس کام میں کوئی شامل نہ تھا تو غفورے کاموں میں کون مشرک ہونے کی کیا اختیار ج۔

فتح الرحمن و حاصل مثل آنست کہ ایشان بہ تنان پناہ بردہ اند و تنان ایچ نفع نہ دہند چنانکہ خانہ عنکبوت ایچ فائدہ نمیدہد ۱۲۔

کی ترغیب ہے۔ ایسی عظیم الشان، مدلل اور محکم کتاب نازل کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ اب تمہیں اس کتاب پر عمل کرنا چاہئے۔ ۵۴۷ یہ دعویٰ توحید پر نقلی دلیل ہے مومنین اہل کتاب سے۔ یعنی اہل کتاب میں سے جو حق پسند اور منصف مزاج ہیں وہ قرآن پر ایمان لائے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اور اس کا بیان کردہ مسئلہ توحید حق ہے۔ وَمِنْ هَؤُلَاءِ سے اہل عرب یا اہل مکہ مراد ہیں۔ یعنی اہل کتاب کے علاوہ خود ان مشرکین میں سے بھی بہت سے لوگ ایمان لائے ہیں۔ وَمَا يَجْحَدُ بِهِ زَجْر ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ انصاف پسند تھے وہ تو ایمان لائے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضدی اور معاند ہوں۔ یہی

العنکبوت ۲۹

۸۸۴

اتل مَا اوحی ۲۱

اِذَا لَرُتَابِ الْمُبْطِلُونَ ﴿۳۸﴾ بَلْ هُوَ آيَةٌ

تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے دل بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں

بَيِّنَاتٍ فِي صُدُورِ الَّذِينَ اَوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا

صاف سمجھ ان لوگوں کے سینے میں جن کو ملی ہے سمجھ اور

يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا اِلَّا الظَّالِمُونَ ﴿۳۹﴾ وَقَالُوا لَوْلَا

منکر ہمیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں دل دلا اور کہتے ہیں کیوں نہ

اُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّنْ رَبِّهِ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيَاتُ

اترے اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں

عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِيكُمْ

اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ

اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ

ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةٌ وَّذِكْرٰى لِّقَوْمٍ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾

اس میں رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيِّنٰتٍ وَبَيِّنٰتُكُمْ شَهِيدًا يَعْلَمُ

تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے

مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا

جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ یقین لاتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۴۲﴾

جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے وہی میں نقصان پانے والے دل

وَلَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْ اَنَّ اَجَلَ مُّسَمًّى

اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ مقررہ

منزل ۵

وجہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین میں سے بہت سے لوگ حق کو سمجھنے کے باوجود محض ضد و عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔ ۵۴۷ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دعویٰ توحید میں سچا ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی قرآن کے نزول سے پہلے نہ تو آپ پہلی کتابیں پڑھا کرتے تھے اور نہ کچھ تحریر کیا کرتے تھے یعنی آپ پڑھنا اور لکھنا جانتے ہی نہ تھے۔ اگر آپ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو باطل پرست یعنی مشرکین مکہ کو شکوک و شبہات کی ایک اور راہ مل جاتی اور وہ کہتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتب سابقہ کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور پھر اپنے ہاتھ سے مضامین لکھ کر وحی الہی کے نام سے ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن اب اس شبہ کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے اب ماننا پڑے گا کہ آپ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ اللہ کی وحی سے کرتے ہیں اور آپ اللہ کے پیچھے رسول ہیں۔ قَالَ النَّحَاسُ دَلِيلًا عَلَى نُبُوَّتِهِ لِقَوْلِهِ لَا يَمْنَعُ وَلَا يَكْتَبُ وَلَا يَخُاطَا أَهْلُ الْكِتَابِ وَلَمْ يَكُنْ بِمَكَّةَ أَهْلُ الْكِتَابِ فَجَاءَهُمْ بِأَخْبَارِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَمْمِ وَزَالَتِ الرِّيبَةُ وَالشَّكُّ (قطبی ج ۱ ص ۳۸۳) اِذَا لَرُتَابِ الْمُبْطِلُونَ یہ منفی پر متفرع ہے۔ ۵۴۸ یہ ماقبل سے اضراب ہے۔ یعنی اس کتاب مبارک میں شک و ریب کا کیا سوال وہ تو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہو چکی ہے اور ایمان والوں نے اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر کے ہر قسم کی تحریف و تبدیل اور شک و ریب کی دسترس سے مامون کر دیا ہے۔ وَمَا يَجْحَدُ بِهِ زَجْر یعنی آیتیں جو سراپا نور ہدایت اور واضح دلائل و براہین پر مشتمل ہیں ان کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضد اور عناد و مکارہ میں حد سے گزر چکے ہیں۔ ۵۴۹ یہ شکوی ہے مشرکین اہل کتاب کے افسانے پر حضور علیہ السلام سے مطالبہ کرتے تھے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے ید بیضا اور عصا کے معجزے دکھائے تھے آپ بھی ایسے معجزے دکھائیں

۱۲ مشکوٰی
۱۲ ذیل مشکوٰی
۱۲ نزول مشکوٰی

ع ۵

قُلْ اِنَّمَا الْاٰيَاتُ الْخَوِيَّةُ جَوَابِ شَكْوٰى ہے یعنی معجزے لانا میرے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہتا ہے کوئی معجزہ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر فرمادیتا ہے میں تو اس کے حکم سے اس کا پیغام پہنچاتا اور نہ ماننے والوں کو اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ لَرُتَابِ الْاٰيَاتِ عِنْدَ اللّٰهِ يَنْزِلُ اَيْتُهَا شَاءَ وَلَسَتْ اَمَلَكُ وَلَا یعنی جگہ معنی شبہ کی کہ اگلی کتاب پڑھ کر یہ باتیں معلوم کیں حضرت تو کبھی نہ اسناد پاس بیٹھے تھے نہ ہاتھ میں قلم پکڑا۔ وَل یعنی پیغمبر نے کسی سے موضوع قرآن نہیں لکھا پڑھا مگر یہ وحی جو اس پر آئی ہمیشہ کوبن لکھے جاری رہے گی۔ سینہ بسینہ اور کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں۔ یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے۔ لکھنا افزو دے۔ وَل اللہ کی گواہی یہی کہ پتھوں کو دن پر دن بڑھایا اور جھوٹوں کو مٹایا۔

فَتَجِدُ الرُّسُلَ وَمِنْ مَفْصِلٍ كَلِمَةً اَنْدَكَ مَرَاوِزَ الْاَكْثَرِ اَوْ تَوَالِ الْعِلْمَ تَنْهَازَاتِ حَضْرَتِ پيغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

لَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۳﴾

تو آپہنچی ان پر آفت اور البتہ آئے گی ان پر اچانک اور ان کو

خبر نہ ہوگی ف جلدی مانگتے ہیں بھٹ سے عذاب اور

ان جہنم کی محیطہ بالکفرین ﴿۵۴﴾

دوزخ گھر رہی ہے منکروں کو ف جس دن

یغشہم العذاب من فوقہم ومن تحت

گھیرے گا ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے

ارجلہم ویقول ذو قوا ما کنتم تعملون ﴿۵۵﴾

بچے سے اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے ف

یعبادی الذین امنوا ان ارضی واسعی فایاتی

اے بندو میرے جو یقین لائے ہو کہ میری زمین کشادہ ہے سو بھی

فاعبدون ﴿۵۶﴾ کل نفس ذائقة الموت فثم

بندگی کرو جو ہی ہے سو چکھے گا موت پھر

الینا ترجعون ﴿۵۷﴾ والذین امنوا وعملوا

ہماری طرف پھر آؤ گے ف اور جو لوگ یقین لائے اور کئے

الصالحات لنبوئنہم من الجنة عرفات جری

بھلے کام ان کو ہم جگہ دیں گے بہشت میں جہو کے نیچے

من تحتہا الانہر خلدین فیہا نعم اجر

بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں خوب ثواب ملا

العملین ﴿۵۸﴾ الذین صبروا وعلی ربہم

کام والوں کو جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر

متزل ۵

شیئاً منہا (مدارک ج ۳ ص ۲۲) ۵۴ یہ بھی جواب شکوی میں داخل ہے۔ مشرکین اگر واقعی حق کے جو یا ہیں اور اطمینان کے لئے معجزہ طلب کر رہے ہیں تو کیا ان کے اطمینان اور رفع شکوک و شبہات کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کر دیا ہے جو ہر وقت انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس کی آیات بینات اور حج واضح آپ کی صداقت کو روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہیں اور ہر قسم کے شکوک و شبہات کو زائل کر رہی ہیں۔ اگر وہ واقعی ایمان لانا چاہتے ہیں اور ضد و تعنت مقصود نہیں تو یہ قرآن سراپا رحمت و عبرت ہے وہ اس میں غور و فکر کریں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اسی اولم یکفہم آیت مغنیۃ عن سائر الایات ان کانوا طالبین للحق غیر متعنتین ہذا القرآن

انذی تدوم تلاوتہ علیہم فی کل مکان و زمان فلا تزل معہم آیت ثابتۃ لا تزل ولا تقمحل الخ (مخرج ۱۵۱) ۵۵ حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اگر اتنے دلائل و براہین کے باوجود بھی نہیں مانتے تو آپ فرمادیں میرے اور تمہارے درمیان میری سچائی پر اللہ سب سے بڑا گواہ ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا۔ وَالَّذِینَ اٰمَنُوْا لَیَبْاْطِلْ بَاْطِلُہُمْ سَیِّئَاتُہُمْ وَہُمْ لَا یَعْبُدُوْنَ (ابو السعجود ۲ ص ۲۱) ۵۶ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ای بغیر اللہ عز وجل وھو شامل لنحو عیسیٰ واملانکۃ علیہم السلام والباطل فی الحقیقۃ عبادتھم الخ (روح ج ۳ ص ۲۱) ۵۷ یہ زجر مرجع تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ یہ معاذین عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن عذاب کا وقت مقرر ہے اگر اس کا وقت مقرر و معین نہ ہوتا تو ابھی تک وہ عذاب سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔ عذاب کا وقت ہمارے علم میں معین ہے لیکن انہیں اس کا علم نہیں اس لئے وہ اچانک ہی اپنے وقت پر انہیں آئے گا۔ اس سے قیامت یا جنگ بدر کا عذاب مراد ہے۔ وھو یوم القیامۃ او یوم بدر (مدارک) لیستعجلونک الخ یہ زجر تذکرہ کا اعادہ ہے۔ وہ عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں عذاب آئے گا یہ تمام مشرکین و کفار جہنم میں ڈالے جائیں اور جہنم کی آگ ہر طرف سے انہیں گھیرے میں لے لیگی اور اس وقت ان سے کہا جائے گا آج اپنے مشرکانہ اعمال کا خوب مزہ چکھ لو۔ یہ وہی عذاب ہے جس کے لئے تم بیتاب تھے اور بطور استہزار ہمارے پیغمبر سے اسے جلدی لانے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ ۵۸ یہ پہلے

مذہب حق و نفی

مذہب حق و نفی

مذہب حق و نفی

موضح قرآن ف اس امت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا سو فتح کے میں کے کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پہ آکھڑا ہوا۔ ف یعنی آخرت کا عذاب تو عبت مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کفر اور یہ برے کام مرے پر نظر آوے گا کہ دوزخ کی آگ کیونکر جلاتی ہے۔ ف یہ اللہ کے گناہ عذاب ہی لوگے گا، جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال سائب ہو کر گلے میں پڑے گا اور گلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ ف جب کافروں نے کے میں بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا انہی تراسی گھراٹھ گئے حبشہ کے ملک کو فرمایا کوئی دن کی زندگی جہاں بنے تہاں کاٹ دو پھر ہم پاس اکٹھے آؤ گے تا وطن پھوڑنا دل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا۔

فتح الرحمن ف لا یغیب میفراید بر ہجرت حبشہ و مدینہ باین آیات ۱۲۔

العنكبوت ۲۹

AA4

۲۱. اتل مآ اوحی ۲۱

بھروسہ رکھا و اور کہتے جا لہذا ہیں ۳۹ جو اٹھا نہیں کہتے

اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے ان کو اور کم کو بھی اور وہی ہے

سننے والا جاننے والا ہے اور اگر نہ تو لوگوں سے پوچھے کہ

کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا

سورج اور چاند کو تو ہمیں اللہ نے پھر کہاں سے

یوں کہوں ﴿۶۱﴾ اللہ یبسط الرزق لیمن یشاء

مِنْهُ وَنَقْدُ الْمَرْكُومِ

اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے بے شک اللہ ہر

جن سے غم دار ہے وہ اور جو تہہ پہنچھ ان سے ۵۵۲ کس نے اتارا

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ

١٢٠

مر جانے کے بعد تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿١٢٢﴾

منزل ۵

ملا دھری عقی
دلیس

یہ قسم کا عمل دینا

تا جو عقلی
بسیل ۱۶

۲۱۲

وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۲۔ یہ جو تھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخفم مشرکین مانتے ہیں کہ آسمان سے باران رحمت نازل فرما کر زمین سے انواع و اقسام کے غلے اور پھل وہی پیدا کرتا ہے تو پھر ان پر حیف ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَحْدِیِّ۔ یہ دلائل عقلیہ مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب مشرکین کے اپنے اقرار و اعتراف ہی سے ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

موضع قرآن۔ یعنی اس وطن کے بدلے اور وطن ملے گا۔ ۵۳۔ یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں کل کا قوت نہیں ہوتا نیا دن اور نئی روزی کا۔

موضع قرآن یعنی اسباب رزق کے اسی نے بنائے سب جانتے ہیں پھر اس پر محروسہ نہیں کرنے کہ وہی پہنچا بھی دے گا مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو، یہ آگے سمجھا دیا، ورنہ ناپ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ نہ دے۔ ۵۴۔ یعنی بینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی۔ مفلس سے دولت مند کر دے۔

الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَا لَهُمْ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ

دنیا کا جینا تو بس جی بھلانا اور کھیلنا ہے اور پھلا گھر

الْآخِرَةُ لَهِیَ الْحَيَاةُ ۖ كَؤُكَاؤُا يَعْلَمُونَ ﴿۹۳﴾

جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوتی

فَإِذَا رَكِبُوا فِي لُفْلُكٍ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ

پھر جب سوار ہوئے کشتی میں کھدے پکارنے لگے اللہ کو خالص اسی پر رکھ

الدِّينَ ۚ فَلَمَّا كَشَفَ لَهُمُ الرَّابِیَ إِذْ هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿۹۴﴾

کمر اعتقاد پھر جب کھلا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت لگے شریک بنانے

لَيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ وَلَيُتَمَتَّعُوا دِفْقَةً ۚ فَمَنْ يَعْلَمُونَ ﴿۹۵﴾

کہ مکر رہتے رہیں ہمارے دیئے ہوئے سے اور مزے اڑاتے رہیں سو عنقریب جان لیں گے ہلا

أَوْ كَمْ يَرَوْنَ أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَفُّ النَّاسُ

کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں

مِنْ حَوْلِهِمْ أَفْیَالٌ بَاطِلٌ يُؤْفَكُونَ وَيُنْعَمُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

ان کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں

يَكْفُرُونَ ﴿۹۶﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ

مانتے ظ اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جو باندھے اللہ پر

كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي

جھوٹ ۷۷ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے کیا دوزخ میں

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۚ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا

بسنے کی جگہ ہمیں ۷۷ منکروں کے لئے اور جنہوں نے ۷۷ محنت کی ہمارے

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۹۷﴾

واسطے ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے نہ ف

منزل ۵

ہے تو آپ اعلان فرمادیجئے کہ اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کا رسازی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں لیکن دلائل کے اس قدر وضوح و ظہور کے باوجود اکثر لوگ ان میں غور و تدبر نہیں کرتے۔ ۷۷ دنیا کی تحقیر و تقلیل کا بیان ہے۔ مشرکین اور اہل دنیا جس دولت اور شان دنیا پر مغرور ہو کر توحید کا انکار کر رہے ہیں اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ بچوں کا ایک کھیل تماشا ہے جس سے محض چند روز بول بھلا یا جاسکتا ہے یہ اصل زندگی نہیں اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی اس لئے آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا چاہئے۔ اے ماہی فی سرعت ذوالہما عن اہلہما و موتہما

الاکما یلعب لصبیان ساعة ثم یتفرقون (بحر ج ۷ ص ۷۷)

اگر وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے تو دنیا کو آخرت پر

بھی ترجیح نہ دیتے۔ ۷۷ یہ زجر ہے۔ مشرکین جب

کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں اس وقت اگر ان کی

کشتیاں گرداب میں پھنس جائیں یا طوفان باد میں گھر

جائیں تو وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ تعالیٰ

ہی کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور اپنے مرمومہ مذکاروں

اور خود ساختہ کارسازوں کو بھول جاتے ہیں۔ مشرکین

حضور علیہ السلام سے سنا کرتے تھے کہ اگر شرک چھوڑ کر توحید

پر ایمان نہ لاؤ گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ اس لئے جب

وہ کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے تو خیال کرتے شاید وہ

عذاب آگیا ہے جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ڈراتا

تھا۔ اس لئے خالص اللہ کو پکارنے لگتے۔ لیکن جب اللہ

تعالیٰ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے

تو خشکی پر اتر کر وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں اور پہلے کی طرح

حاجات میں وہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ ۷۷ دونوں

صیغوں میں لام مبنی محی ہے یعنی وہ شرک کرتے ہیں

تاکہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کریں اور شرک پر اتخا دو

اتفاق کا فائدہ اٹھائیں ای شریکوں کو لیکو نواکافین

بما آتیناھم من نعمۃ النجاة بسبب شرکھم لیتتمتعوا

باجتماعھم علی عبادۃ الاوثان و توادھم

علیہا روح ج ۲۱ ص ۷۷) یادو نوں میں لام امر کا ہے قرینہ

یہ ہے کہ ایک قرارت میں وَلِیَتَمَتَّعُوا کا لام ساکن ہے

اور سکون لام امرائی پر جائز ہے لام مبنی پر جائز نہیں

اس صورت میں یہ تہدید و وعید ہوگی وقیل ہما لام امر

معنا تہذیب و التہذیب و الوعید ومن قرأ ولیتتمتعوا

باسکان اللام لام یجعلہا لام مبنی لان لام مکی

لا یجوز اسکا زہا (قرطبی ج ۱ ص ۷۷)

فَسَوْفَ یَعْلَمُونَ ۚ اب کفران نعمت اور شرک

کریں عنقریب اس کا انجام دیکھ لیں گے۔ ۷۷ اہل مکہ پر ایک اور بہت بڑے انعام کا ذکر فرمایا یعنی وہ دلائل میں بھی غور و تدبر کریں اور ہمارے احسانات بھی دیکھیں

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے شہر کو حرم محترم اور مقام امن بنا دیا ہے سارا عرب بیت اللہ کی وجہ سے مکہ والوں کی عزت کرتا اور ان کے مال و جان اور عزت و آبرو کو

ہاتھ نہیں ڈالتا جبکہ ان کے گرد و نواح میں رہنے والے دوسرے لوگوں کا مال و جان محفوظ نہیں۔ ان میں آئے دن قتل و غارت کا بازار گرم رہتا ہے۔ مگر یہ اہل مکہ اللہ تعالیٰ

موضع قرآن نہیں مانتے بل اپنی راہیں یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے۔

فتح الرحمن مل یعنی بددستی یکدیگر بسبب اجتماع بر شرک بہرہ مند شوند ۱۲۔

کے عظیم احسانات کی قدر بھی نہیں کرتے اور خود ساختہ معبودوں کو کار ساز سمجھتے اور اللہ کی نعمتوں کی بے قدری کرتے ہیں۔ آخراً لَبِطْلٍ یُؤْمِنُونَ الخ کیا ان دلائل اور احسانات کے باوجود وہ باطل یعنی خود ساختہ معبودوں کو کار ساز سمجھتے رہیں گے اور ہمارے احسانات کی ناشکری کرتے رہیں گے۔ ۵۵۸ یہ مشرکین ایسے ظالم اور بے انصاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اور یہ سب سے بڑے ظالم ہیں کیونکہ جو شخص اللہ پر اقرار کرے کہ اس کا کوئی شریک ہے یا اللہ کے رسول اور اس کی کتاب کا انکار کرے وہ سب سے بڑا بے انصاف ہے۔ آخراً یَعْلَمُ عَلَی اللہ کَذِبًا بَانَ زَعَمَ ان لہ شر یگیا۔۔۔۔۔ ام کذب بالحق ای بالرسول وبالقرآن (ابوالسحو حنفی) ۵۵۸ استفہام انکاری ہے۔ ہمزہ انکار اگر مثبت پر آئے تو مراد نفی ہوگی اور اگر منفی پر آئے تو مراد اثبات ہوگا۔ یہاں منفی پر داخل ہے اس لئے مراد اثبات ہوگا یعنی کافروں کا ٹھکانا یقیناً جہنم میں ہوگا۔ ہذا تقریر لشوائعہم فی جہنم لان ہمزہ اولیٰ کا اذا دخلت علی النفی صار ایجاباً (مدارک ج ۳ ص ۱۲) ۵۵۹ جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں بلکہ مجاہدہ نفس اور مقاصات مصائب مراد ہے۔ یہ سورت کی ابتدا یعنی دعویٰ اونی سے متعلق ہے۔ دین حق اور مسند توحید کی وجہ سے مصائب آئیں گے یہاں تک کہ اپنا وطن بھی چھوڑنا پڑے گا۔ جو لوگ راہ حق میں مصائب و شدائد پر صابر و شاکر رہے اور دین توحید کی خاطر صبر و استقلال کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کیا ہم انہیں راہ حق پر قائم رکھیں گے اور انہیں توحید پر ثبات و استقلال عطا کریں گے۔ اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دیں گے۔ (وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا) فی شأنا ومن اجلنا ولو جهنا خالصاً۔ کہہ دیتے ہیں سُبْحٰنَا وَاَلَمْرٰد نَزِیْدُ نَہْمُ هٰذِیۡۃً اِلٰی سَبِیْلِ الْخَیْرِ وَتَوْفِیْقًا لِّلْوَکَیْہِ (روح ج ۲۱ ص ۱۲) ۵۶۰ یہ جملہ ماقبل کے لئے بمنزلہ تعلیل ہے اور محسنین سے وہی لوگ مراد ہیں جو اللہ کی راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں (روح) یعنی ہم ان لوگوں کو دین حق اور صراط مستقیم پر قائم رکھیں گے اس لئے کہ ہماری مدد اور نصرت ہمیشہ ان لوگوں کے شامل حال رہتی ہے جو دین حق کی خاطر پورے اخلاص کے ساتھ مصائب برداشت کرتے ہیں۔

سُورۃ عَنکَبُوت کی خصوصیات

اور اس میں آیات توحید

- ۱۔ اَحْسِبَ النَّاسَ۔ تا۔ وَلَیَعْلَمَنَّ الْکَذِبَیْنَ ۵ اے ایمان والو! جس طرح پہلے لوگوں پر توحید کی وجہ سے آزمائشیں آئیں اسی طرح تم پر بھی آئیں گی۔ (خصوصیت)
- ۲۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ۔ تا۔ سَاءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۵ مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ کہیں بھاگ کر ہمارے عذاب سے اپنی جان بچا لیں گے۔ (خصوصیت)
- ۳۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَقُولُ۔ تا۔ اِنَّمَا مَعَكُمْ بَعْضُ لَوْگ اِیْسے بھی ہیں جو توحید کی خاطر ٹھوڑی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے اور معمولی تکلیف آنے پر بھی توحید کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ (خصوصیت)
- ۴۔ فَانْجِیْنٰہُ وَاَمْحُطِ السَّفِیْہَۃَ وَجَعَلْنٰہَا اٰیۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۵ مصائب و مشکلات میں کار ساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔
- ۵۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِن دُوْنِ اللہ۔ تا۔ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۵ نفی شرک فی التصرف۔
- ۶۔ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُوْنِ اللہ۔ تا۔ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نَّصِیْرٍ ۵ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔
- ۷۔ وَلَمَّا اَنَّ جَاءَتْ رُسُلُنَا۔ تا۔ کَانَتْ مِنَ الْغٰیْبِیْنَ ۵ (ع ۴) نفی علم غیب و تصرف از لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
- ۸۔ مِثْلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِن دُوْنِ اللہ۔ تا۔ کُوْکُبًا لِّیَعْلَمُوْنَ ۵ نفی تصرف و اختیار از معبودان باطلہ۔
- ۹۔ اِنَّ اللہَ یَعْلَمُ۔ تا۔ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۵ نفی شرک فی العلم۔
- ۱۰۔ خَلَقَ اللہُ السَّمٰوٰتِ۔ تا۔ لَا اِیۡۃَ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۵ نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۱۔ اُتِلَ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ (ع ۵) قرآن کے ذریعہ سے مسئلہ توحید بیان کرتے رہئے۔
- ۱۲۔ وَلَیْنُ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ۔ تا۔ بَلْ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۵ (ع ۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۱۳۔ فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ۔ تا۔ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۵ (ع ۷) جب کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے ہیں تو ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔ (خصوصیت)

آج بنارنج ۵ رجب الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴ جون ۲۰۱۵ء بروز چہار شنبہ بجے صبح
سورۃ عنکبوت کی تفسیر تم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الہادی
الیٰ اجزالمسالك وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم نجوم الہدایۃ فی الظلمات الخوالک؛

سورہ روم

ربط | سورہ روم کو سورہ عنکبوت کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ عنکبوت کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہذا اس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اللہ کے سوا تمہارے جو مبود ہیں ان کی پناہ عنکبوت کے گھر کی طرح کمزور اور بے فائدہ ہے۔ اسے ایمان والو! اگر تم اس عقیدہ توحید پر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں پر اسی طرح غلبہ عطا فرمائے گا جس طرح وہ رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ دے گا۔

دونوں سورتوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے۔ سورہ عنکبوت میں فرمایا۔ **أَحْصِبَ النَّاسُ أَنْ يُلْزَمُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ** یعنی صرف زبان سے اُمت کا کہہ لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ توحید کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اور آزمائشیں بھی آئیں گی۔ ان کو صبر و استقلال سے برداشت کرنا ہوگا۔ سورہ روم میں فرمایا **وَيَوْمَئِذٍ يُفْرِخُ الْهُوَ الْمُؤْمِنُونَ بِحُضْرِ اللَّهِ** یعنی جس دن رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکین مکہ پر غلبہ نصیب ہوگا اور مسلمان نصرت الہی سے خوش و خرم ہوں گے چونکہ اس سورت کا مقصد یہی ہے کہ توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو غلبہ دے گا اس لئے اس وعدے کو سورت میں تین بار ذکر کیا گیا اور یہاں دوم درمیان میں۔ **وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ** (۵۶) سوم آخر میں۔ **إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ** (۶۴)

خلاصہ | مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و نصرت چونکہ محض توحید پر قائم رہنے سے حاصل ہوگی اس لئے فرمایا **فَسُبْحَنَّ اللَّهَ** یعنی تم اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک سمجھو اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو اس مضمون کا دوسرے انداز سے دوبار اس کے بعد بھی ذکر کیا گیا اول **فَأَقْصِرْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا** (۲۴) دوم **فَأَقْصِرْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيُّومِ** مسئلہ توحید ایک ایسا اہم اور اہل مسئلہ ہے جو بے شمار دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اس لئے تم سختی اور مضبوطی کے ساتھ دین توحید پر قائم رہو۔ درمیان میں عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا ہے مسلمانوں کو کفار پر غلبہ چونکہ محض توحید کی وجہ سے حاصل ہوگا اس لئے اس سورت میں مسئلہ توحید کو ایک مثال اور تیرہ عقلی دلیلوں کے ساتھ مدلل اور واضح کیا گیا۔

ابتداءً سورت میں مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و غلبہ کی خوشخبری دی گئی **وَيَوْمَئِذٍ يُفْرِخُ الْهُوَ الْمُؤْمِنُونَ** جس دن رومیوں کو فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ غلبہ محض اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اس کے بعد **يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** سے لے کر **يَلْقَاوْنَ رَحْمَتَهُمُ كَفَرُونَ** تک مشرکین پر زبردیں ہیں۔ **أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَنُوا** یعنی وہ نبی سے اللہ یبذلوا الخ (۲۶) حشر و نشر کے ثبوت پر عقلی دلیل ہے یعنی جو ذات پاک پہلی بار مخلوق کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ بھی مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے۔ **وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ** الخ تفصیل انہام مومنین و کفار قَامُوا الَّذِينَ آمَنُوا الخ بشارت اخروی۔ **وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا** الخ تحذیر اخروی۔

فَسُبْحَنَّ اللَّهَ حِينَ مُمْسَوْنَ الخ یہ ابتداءً سورت پر مرتب ہے یعنی اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے تو تمہیں کفار پر غلبہ دوں گا لہذا اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اس کے بعد مسئلہ توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔ آٹھ دلیلوں کے بعد معبود برحق اور مبود باطل کی تمثیل ہے۔ **صَرَّبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ** الخ اور اس کے بعد ان دلیلوں اور تمثیل پر مرتب مسئلہ توحید پر قائم رہنے کا حکم ہے۔ **فَأَقْصِرْ وَجْهَكَ** الخ اس کے بعد مزید دو عقلی دلیلوں کا ذکر کر کے بعد عہد کی وجہ سے اس حکم کا اعادہ کیا گیا ہے۔ **فَأَقْصِرْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيُّومِ** الخ پھر بقیہ دلائل عقلیہ مذکور ہیں۔ نو دلائل عقلیہ کے بعد عذاب الہی سے بچنے کے لئے تین امر مذکور ہیں۔ شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ **فَاتَذَكَّرْ لِي الْخ**

پہلی عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ** الخ (۱) انسانوں کو مٹی سے پیدا کر کے خوبصورت شکل عطا کرنا بھی اس کی قدرت اور وحدانیت کی دلیل ہے دوسری عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ** الخ انسانوں کی جنس ہی میں سے ان کے آرام و سکون کی خاطر عورتیں پیدا کرنا۔ تیسری عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمُوتِ** الخ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا، انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا مختلف ہونا۔ چوتھی عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ مَتَاعُكُمْ** الخ رات اس نے تمہارے آرام و سکون کے لئے اور دن تلاش رزق کے لئے بنایا ہے۔ پانچویں عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ يُرْسِطُ الْبَرْقِ** الخ یہ بجلیوں کی چمک اور آسمان سے باران رحمت اتارنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ چھٹی عقلی دلیل۔ **وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ** آسمان اور زمین اسی کی قدرت سے قائم ہیں اور دوبارہ بھی وہی زندہ کرے گا۔ ساتویں عقلی دلیل۔ **وَلَهُ مَنْ فِي السَّمُوتِ** الخ سارا نظام کائنات اسی کے اختیار و تصرف میں ہے۔ آٹھویں عقلی دلیل۔ **وَهُوَ الَّذِي يُبَدِّلُ الْخَلْقَ** الخ ساری کائنات کو ابتداً اسی نے پیدا فرمایا اور قیامت کے دن سب کو دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا۔ **وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى** الخ یہ ان تمام دلائل کا حاصل ہے۔ یعنی یہ تمام صفات جو آٹھ دلائل عقلیہ کے طور پر مذکور ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں۔ زمین و آسمان میں کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ لہذا ان دلائل بالا سے معلوم ہوا کہ جب یہ تمام تصرفات اور یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر اس کے سوا کارساز اور برکات دہندہ بھی کوئی نہیں نہ اس کے سوا کوئی حاجات و مشکلات میں غائبانہ دمار و پکار کے لائق ہے۔

اس کے بعد **صَرَّبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ** الخ (۳) سے معبود برحق اور معبود باطل کی مثال ذکر کی گئی ہے مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح تمہارے غلام تمہاری دولت و جائیداد اور تمہارے اختیارات و تصرفات میں تمہارے شریک اور ہمسر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ کے نیک بندے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلکہ اس کے غلام اور عبيد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اختیارات میں شریک و ہمسر نہیں ہو سکتے۔ **بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ تَنَزَّلَتْ عَلَيْنَا مَثَلُ تَوْحِيدٍ** میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں مسئلہ دلائل عقلیہ سے خوب واضح ہو چکا ہے۔ لیکن مشرک لوگ محض نفسانی خواہشوں کے پیچھے چل کر توحید کا انکار کرتے ہیں۔

فَاقْتُمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْخَيْرِ یہ دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب یہ مسئلہ توحید ایسے دلائل عقلیہ اور براہین قویہ سے ثابت ہے تو آپ اس دین فطرت یعنی توحید پر قائم رہیں جس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہوگی۔

وَإِذَا آمَنْتَ لِلنَّاسِ الْخَيْرِ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان ظالموں پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے خود ساختہ معبودوں سے مایوس ہو کر خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے ہیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے ان کی مشکل آسان کر دیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کو معبودانِ باطلہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَكُنْ لَهُ آيَاتٌ أَنْتُمْ عَلَيْهَا تَأْتُونَ دِينَكُمْ؟ اللہ تعالیٰ یہ توحید پر نوس عقلی دلیل ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے کار ساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ الْخَيْرِ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر یعنی شرک نہ کرو اس کا ذکر دلائل کے ضمن میں گذر چکا۔ احسان کرو اور ظلم نہ کرو یہ دونوں امور ان آیتوں میں مذکور ہیں۔ اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ الْخَيْرِ تَوْحِيدِ پر دسویں عقلی دلیل۔ جب خالق و رازق بھی وہی ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے اور تمہارے مزعومہ معبودوں میں سے کوئی بھی ان صفات میں سے کسی ایک صفت کا مالک بھی نہیں تو پھر ان میں سے کوئی بھی صفات کار سازی میں اللہ کا شریک نہیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ الْخَيْرِ (۵۶) تخویف دنیوی ہے یہ خشکی اور تری میں جو شر و فساد اور افراتفری پاپے اور لوگ گوناگون مصائب و آفات میں مبتلا ہیں یہ سب شرک کی وجہ سے ہے۔ قُلْ يَسِّرُوا فِي الْأَرْضِ الْخَيْرِ دنیوی۔ فَاقْتُمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْخَيْرِ یہ توحید پر قائم رہنے کے حکم کا اعادہ ہے جو جب بعد عہدِ من قبلِ اُن تیار تھے اُن تخویفِ اخروی ہے۔ وَمَنْ يَمَلِكُ الْخَيْرِ بَشَارَاتِ اخروی۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الْخَيْرِ يَكْفِيكُمْ دُخَانًا مِنْ دُخَانِ الْخَيْرِ دہندہ بھی وہی ہے۔ جب یہ ٹھنڈی اور خشک ہوائیں اللہ ہی اپنی رحمت سے بھیجتا ہے ان ہواؤں کے ذریعہ سے ہماری کشتیاں بھی دریاؤں اور ندیوں میں سفر کرتی ہیں تو معلوم ہوا کہ وہی کار ساز اور حاجت روا ہے اور کوئی نہیں۔ وَكَفَىٰ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الْخَيْرِ تخویف دنیوی برائے مشرکین و بشارتِ اخروی برائے مومنین۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ دشمنانِ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں ہلاک کیا اور ایمان والوں کی مدد کی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ یہ ابتداء سورۃ میں مذکور وعدہ نصرت یعنی لَا يَخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ کا اعادہ ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ الْخَيْرِ بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہواؤں کے ذریعہ سے بادلوں کو ادھر سے ادھر لے جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے بارش برساتا ہے اور مردہ زمین کو از سر نو زندہ کر کے زرخیز بنا دیتا ہے۔ جو ان تمام تصرفات کا مالک ہے وہی کار ساز اور برکات دہندہ ہے۔ اِنَّ ذٰلِكَ لَمَنْحَى الْمَوْتِ الْخَيْرِ یہ جملہ معترضہ ہے برائے اثباتِ حشر جب وہ خشک اور مردہ زمین کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کر لے گا۔ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تعلیل برائے ماقبل۔ وَلَٰكِنْ اَرْسَلْنَا رِيحًا الْخَيْرِ زجر برائے مشرکین یہ ایسے معاند ہیں کہ عذاب دیکھ کر بھی نہیں مانیں گے۔ فَاِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتِ الْخَيْرِ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر ایسے واضح دلائل کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو آپ ان کو چھوڑ دیں ان کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے اور ان کا حال مردوں کا سا ہے جو کچھ نہیں سن سکتے۔ مہرِ جباریت کی وجہ سے ان کے دل مردہ اور بے حس ہو چکے ہیں اب ان پر آپ کے وعظ و تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ الْخَيْرِ (۶۶) یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کا خالق ہے اور انسانوں کو عمر کے مختلف مراحل سے گزار کر بڑھاپے تک پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے لہذا کار ساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ الْخَيْرِ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا رَبَّنَا لِنَبْلُوَ الْخَيْرِ یہ شکوی ہے یعنی ہم نے ہر ضروری بات کو اور خصوصاً مسئلہ توحید کو قرآن مجید میں ہر انداز سے بیان کر کے سمجھا دیا ہے مگر اس کے باوجود معاندین اسے باطل کہتے ہیں۔ كَذٰلِكَ يَنْظُرُ اللَّهُ الْخَيْرِ كَافٍ بمعنی لام تعلیلیہ ہے یعنی تکذیب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاندین کے دلوں پر مہرِ جباریت لگا دیتا ہے۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ الْخَيْرِ (۷۳) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور وعدہ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔

سُورَةُ الرَّوْمِ بِكَتَبٍ تَرْوِيهِ سِتُونَ آيَةً وَسِتُّونَ كُوفَةً عَنَّا

سورہ روم لے مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ساٹھ آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْمَلَأَ غَلَبَتِ الرُّومُ ۱ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ

ملا مغلوب ہو گئے رومی تھے ملتے ہوئے ملک میں دے اور وہ

مَنْ بَعْدَ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ۲ فِي بَضْعِ سِنِينَ ۳

اس مغلوب ہونے کے بعد غلبہ پر غالب ہوں گے تھ چھ برسوں میں د

لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفِرُّ

اللہ کے ہاتھ میں سب کام پہلے اور پچھلے تھے اور اس دن نوحش ہونگے

الْمُؤْمِنُونَ ۴ يَنْصُرُ اللَّهُ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ

مسلمان تھے اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۵ وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ

زبردست رحم والا ہے اللہ کا وعدہ ہو چکا ہے خلاف نہ کرے گا اللہ

وَعْدُهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۶

اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے تھے

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ

جانتے ہیں ظاہر سے اوپر اوپر دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ

عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَفْلُونَ ۷ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا

آخرت کی خبر نہیں رکھتے کیا دھیان نہیں کرتے تھے

فِي أَنْفُسِهِمْ قَفَّ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

اپنے ہی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین

منزل ۵

۳۷ رومیوں اور فارس کے مجوسیوں کے درمیان اذرعات اور بصری یا اردن اور فلسطین کے درمیان جنگ ہوئی جس میں رومی مغلوب ہو گئے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ رومی غالب ہوں کیونکہ وہ اہل کتاب (نصاری) ہیں اس لئے اہل کتاب پر فارس کے مشرکوں (مجوسیوں) کے غلبے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت صدمہ اور غم لاحق ہوا اور دوسری طرف مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے کہ ان کے بھائی (مجوسی) اہل کتاب پر غالب آ گئے۔ **فِي أَدْنَى الْأَرْضِ** یعنی ایسی زمین میں جو فارس کی نسبت ارض مکہ سے زیادہ قریب ہے۔ **وَادْنَى الْأَرْضِ** اقربھا فان كانت الواقعة في اذرعات فھي ادنی الارض بالنظر الى مکة (مخرج، ص ۳۷) وقد جاء من طرق عديدة ان الحرب وقع بين اذرعات و بصری وقال ابن عباس والسدي بالاردن في فلسطین

(مروج ۳۱ ص ۳۷) یہ بشارت ہے کہ ایک دن رومی بھی مجوسیوں پر غالب ہوں گے۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور آپ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ **مَنْ بَعْدَ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ** یعنی بعد از غلبہ ہونے کے بعد غلبہ پر غالب ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کام میں اپنے مقصود کو حاصل فرماتا ہے اور ہر شخص کو اپنے مقصود تک پہنچاتا ہے۔ **فِي بَضْعِ سِنِينَ** یعنی چھ برسوں میں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کام میں اپنے مقصود کو حاصل فرماتا ہے اور ہر شخص کو اپنے مقصود تک پہنچاتا ہے۔ **لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ** یعنی اللہ کے ہاتھ میں سب کام پہلے اور پچھلے تھے اور اس دن نوحش ہونگے۔ **وَيَوْمَئِذٍ يَفِرُّ الْمُؤْمِنُونَ** یعنی اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے۔ **وَالْعَزِيزُ الرَّحِيمُ** یعنی زبردست رحم والا ہے۔ **وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدُهُ** یعنی اللہ کا وعدہ ہو چکا ہے خلاف نہ کرے گا۔ **لَا يَعْلَمُونَ** یعنی انہیں نہیں جانتے تھے۔ **ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** یعنی ظاہر سے اوپر اوپر دنیا کے جینے کو۔ **وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَفْلُونَ** یعنی آخرت کی خبر نہیں رکھتے تھے۔ **أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا** کیا دھیان نہیں کرتے تھے۔ **فِي أَنْفُسِهِمْ قَفَّ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ** یعنی اپنے ہی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین

بشارت

مازہر

موضع قرآن و روم اور فارس کے بادشاہ ملک کی سرحد پر پڑتے تھے عرب سے لگتی زمین یعنی عراق پر کافر کے میں چاہتے کہ فارس جتیں مسلمان چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبریں جھوٹ اڑتی تھیں حق تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ اب تو روم دب گئے پر کئی برس ہیں وہ غالب ہو گئے دس برس سے کم ہیں اسی طرح واقع ہوا۔ **وَلَكِن كُنِيَ بَرَسٌ** یعنی پھر دونوں میں مقابلہ ہوا تو روم والے غالب ہوئے اور یہ خبر عرب میں پہنچی جس دن مسلمانوں کو جنگ برد فتن ہوئی اور اسکی خوشی تھی **وَلَكِن كُنِيَ بَرَسٌ** یعنی ظاہر سے اوپر اوپر دنیا کے جینے کو۔ **وَالْعَزِيزُ الرَّحِيمُ** یعنی زبردست رحم والا ہے۔ **وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدُهُ** یعنی اللہ کا وعدہ ہو چکا ہے خلاف نہ کرے گا۔ **لَا يَعْلَمُونَ** یعنی انہیں نہیں جانتے تھے۔ **ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** یعنی ظاہر سے اوپر اوپر دنیا کے جینے کو۔ **وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَفْلُونَ** یعنی آخرت کی خبر نہیں رکھتے تھے۔ **أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا** کیا دھیان نہیں کرتے تھے۔ **فِي أَنْفُسِهِمْ قَفَّ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ** یعنی اپنے ہی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین

فتح الرحمن ہل مترجم گوید فارس بر روم غالب شدند و بعض بلاد سرحد را در تصرف خود آوردند چون این خبر بمکہ رسید اہل اسلام اندو گین شدند زیرا کہ ایشان و روم اہل کتاب بودند و کفار شادمان گشتند زیرا کہ ایشان و اہل فارس امیان بودند خدا تعالیٰ آیات نازل فرمود بقلبہ روم بر اہل فارس بشارت داد و این در چند سال بعد ہجرت متحقق شد و این قصہ کی از دلائل نبوت است ۱۲۔ **وَلَكِن كُنِيَ بَرَسٌ** یعنی در سرحد خود ۱۲۔

ابن بن خلف سے ملے اور سواونٹ شرط پر لگا دیئے اور مبعاد نو سال تک بڑھادی جسے اس نے منظور کر لیا۔ یہ واقعہ تحریم قمار (شرط وغیرہ) سے پہلے کا ہے (روح وغیرہ) یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور اس پیش گوئی کے چھ سال بعد اللہ نے رومیوں کو مجوسیوں پر فتح دی۔ اس طرح یہ پیش گوئی حضور علیہ السلام کی نبوت کی دلیل ہے۔ اس وقت ابن بن خلف مرجکا تھا اس لئے حضرت ابو بکر صدیق نے شرط کا مال اس کے والدوں سے وصول کیا لیکن حضور علیہ السلام نے وہ مال صدقہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اخذ ابو بکر الخطر من ذریۃ ابی قتال علیہ الصلوٰۃ والسلام تصدیق بہ وھذا آیۃ بیئۃ علی صحۃ نبوتہ وان القرآن من عند اللہ

اتل مَا اوحی ۲۱ ۸۹۲ السورۃ ۲۰

وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ وَإِنَّ

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک سادھ کر اور وعدہ مقرر پر اور

كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ يَلْقَاۤى رَبَّهُمْ لَكِفِرُونَ ۝

بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے و

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ

کہا انہوں نے سیر نہیں کی تھ ملک کی جو دیکھیں انہیں کیا

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشَدَّ

ہوا ان سے پہلوں کا وہ ان سے زیادہ

مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَأَنَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ

تھے زور میں اور جوتا انہوں نے زمین کو اور بسایا اس کو ان کے

مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۚ

بسانے سے زیادہ اور پہنچے ان کے پاس رسول ان کے لئے کرکھلے حکم

فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ

سو اللہ نہ تھا ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنا آپ

يُظْلِمُونَ ۚ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ آسَأُوا

برا کرتے تھے پھر ہوا انہیں برا کرنے والوں کا

السُّوۤاۤىۤى أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ۝

برا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے اللہ کی باتیں اور ان پر ہنسنے کرتے تھے و

اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ

اللہ بناتا ہے پہلی بار تھ پھر اس کو دہرائے گا پھر اسی کی طرف

يُرْجَعُونَ ۝ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

پھر جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت تھ اس توڑ کر رہ جائیگے

منزل ۵

لانہا انباء عن علم الغیب وکان ذلک قبل تحریم القمار عن قتادة (مدار ج ۳ ص ۳۲) ۵۵ اہل فارس کے غلبہ سے پہلے بھی معاملہ اللہ کے اختیار میں تھا اور اس کے بعد بھی یعنی اہل فارس کو رومیوں پر اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمایا اور آئندہ رومیوں کو اہل فارس پر جو غلبہ نصیب ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہوگا۔ اسی طرح پہلے بھی اللہ کے اختیار میں ہے کہ وہ مومنوں کو بطور آزمائش مصائب و تکالیف میں مبتلا کر دے اور اس کے بعد بھی اسی کو اختیار ہے کہ وہ مصائب کے بعد مومنوں کو دشمنوں پر غلبہ عطا کر کے انہیں خوش و خرم کر دے۔ ۵۶ جس دن رومیوں کو فارس کے مجوسیوں پر فتح ہوگی اس دن مسلمان بہت خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مدد اور نصرت سے فتح عطا فرمائی اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے غلبہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ جس دن رومیوں کو فارس کے مشرکین پر غلبہ حاصل ہوا اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوگنا خوشی عطا فرمائی ایک رومیوں کی فاریسوں پر فتح کی وجہ سے دوسری مشرکین مکہ پر خود ان کی اپنی فتح کی وجہ سے کیونکہ یہ دونوں واقعے ایک ہی دن یعنی جنگ بدر کے دن رونما ہوئے۔ فرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون بظہورہم علی المشرکین یوم بدر وظہور اھل کتاب علی اھل الشرک (معالم مخازن ج ۵ ص ۲۱) وعن ابی سعید الخدری انہ وافق ذلک یوم بدر وفیہ من نصر اللہ تعالیٰ العزیز للمؤمنین وضررہم بذلک ما لا یخفی (روح ج ۳ ص ۲۱ ص ۲۱) ۵۷ مفعول مطلق کا فعل ناصب حذف کر کے اسے فاعل کی طرف مضاف کر دیا گیا ہے یعنی وعدہ اللہ وعدا (کبیر ج ۶ ص ۲۹) اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ رومیوں کو ایران کے آتش پرستوں پر ضرور

فتح دے گا اس میں ہرگز تخلف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان والوں سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ توحید پر قائم رہیں گے اور توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں وعدے پورے فرمادئے۔ ۵۸ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ لوگ آخرت کی زندگی سے بالکل غافل ہیں اور اس کے لئے کچھ بھی تیار نہیں کر رہے وہ صرف دنیا کی زندگی کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو جانتے ہیں اور صرف دنیوی زندگی کے عیش و آرام ہی کے لئے کوشاں ہیں۔ ۵۹ یعنی ہر چیز کی ایک ابتداء ایک انتہا ہے انسان حیوان درخت کی تو نظر آتی ہے آسمان میں ہر گردش کی ایک مدت ہے ہینے یا برس یا بارہ برس پر ختم ہے جو ہر چیز کا موعظ قرآن میں صفت ہے سو سارے جہان میں ہے اپنے وقت پر اس کو فنا ہے پھر یہ ابتدا انتہا تکمیل نہیں کچھ اس سے منظور ہے وہی آخرت میں نظر آوے گا۔ ۶۰ یعنی بنی بن رسول بھیجے اللہ پکڑتا۔ ۶۱ یعنی ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی ملتی ہے سب کو فنا بھی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب کو سزا بھی ایک کی سزا سے بوجھو۔

ہیں۔ ان کی ساری تنگ و دوہل دنیا میں زیست کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے ہے۔ ۹۔ یہ بھی زجر و تنبیہ ہے۔ کیا وہ اس میں غور و فکر نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا نظام عالم اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و صفحت، وسعت علم اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ اور پھر اس عالم آب و گل کی ایک انتہا ہے جس کے بعد قیامت آئے گی اور سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ لیکن اکثر لوگ غور و فکر نہیں کرتے وہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ۱۰۔ یہ تحویف دنیوی ہے۔ کیا ان معاندین نے زمین میں چل پھر کر پہلے زمانے کے معاندین حق کا انجام نہیں دیکھا؟ جو جسمانی طاقت اور قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھے۔ اور زراعت، باغبانی اور تعمیرات وغیرہ فنون میں ان سے زیادہ ماہر تھے۔ وہ دنیا میں بڑی شان و شوکت کے مالک تھے، مالیشان علویں اور قلعوں میں رہتے تھے۔ جب ان کے پاس ہمارے پیغمبر پیغام توحید لے کر آئے تو انہوں نے اپنی دولت و شوکت کے غرور میں ان کو جھٹلادیا تو ہم نے ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔ یہ عذاب ان کے اعمال کا نتیجہ تھا ہم نے ان پر ظلم و زیادتی نہیں کی۔ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ الْإِنَّمِ یہ ان معاندین کے انجام بد کا بیان ہے۔ عَاقِبَةُ الَّذِينَ الْإِنَّمِ آسَاءُوا، کائنات کی خبر مقدم ہے اور الشکواہی اس کا اسم مؤخر ہے۔ اور ان گناہوں کو ان کا سبب ہے ان سے پہلے بار سببہ بالام تعلیل مفرد ہے ای بان اولان (روح) اور الشکواہی سے مراد عقوبت ہے۔ یعنی دنیا میں سخت ترین سزا کی صورت میں وہ اپنے انجام سے دو چار ہوئے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں سے استہزاء کرتے تھے۔ ۱۱۔ یہ حشر و نشر کے اثبات پر عقلی دلیل ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ انسانوں کو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ ان کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس لئے قیامت کے دن وہ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور سب اس کے سامنے حساب کتاب کے لئے حاضر ہوں گے۔ ۱۲۔ اثبات قیامت کے بعد قیامت کے دن مجرمین اور مؤمنین کے احوال کا ذکر کیا گیا۔ یہ مجرمین کے لئے تحویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین ہر طرف سے مایوس و ناامید ہوں گے۔ پتے میں کوئی عمل نہیں ہوگا شرک کی وجہ سے تمام اعمال ضائع ہو چکے ہوں گے اور جن معبودوں کی سفارش پر اعتماد تھا وہ بھی کام نہ آئیں گے اور اللہ کے عذاب سے ان کو بچانہ سکیں گے اور اس وقت انہیں یقین ہوگا کہ دنیا میں جن کو کار ساز اور شفیع غالب سمجھ کر پوجتے رہے وہ تو

السرود ۳۰

۸۹۳

اٹل ما اوحی ۲۱

الْمُجْرِمُونَ ۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شَرِّ مَا يَشْرُونَ

گناہ گار اور نہ ہوں گے ان کے شریکوں میں کوئی ان کے

شَفَعُوا وَكَانُوا بِشَرِّ مَا يَشْرُونَ كَافِرِينَ ۱۳ وَيَوْمَ

سفارش کرنے والے اور وہ ہو جائیں گے اپنے شریکوں سے منکر کفار اور جن

تَقُومُ السَّاعَةُ يُومِدُّ يَتَفَرَّقُونَ ۱۴ فَاَمَّا

قائم ہوگی قیامت اس دن لوگ ہوں گے قسم قسم ملے سو جو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي

لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام سو وہ

رَوْضَةٍ يَجْبُرُونَ ۱۵ وَاَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

باغ میں ہوں گے ان کی آؤ بھگت ہوگی اور جو

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ

جھٹلائیں ہماری باتیں اور ملنا پہلے گھر کا سو وہ

فِي الْعَذَابِ مُخَضَّرُونَ ۱۶ فَسُبْحَنَ اللَّهِ حِينَ

عذاب میں پکڑے آئیں گے سو پاک اللہ کی یاد کرو وہ

تَسْبُحُونَ وَحِينَ تَصْبِحُونَ ۱۷ وَلَهُ الْحَمْدُ

جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کی خوبی ہے

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ

آسمان میں اور زمین میں اور پھلے وقت اور جب

تُظْهِرُونَ ۱۸ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

دوپہر ہوتا دکھاتا ہے زندہ کو مردہ سے ملے اور نکالتا ہے

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۱۹

مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے پہلے

منزل ۵

یہ تحویف اخروی ہے

یہ قاف فیصو ۱۲

یہ قاف فیصو ۱۲

عبادت کے لائق ہی نہ تھے اور نہ وہ کار ساز اور مشکل کشا ہی تھے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شَرِّ مَا يَشْرُونَ گناہ گار سے تمام معبودان غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کار ساز اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ مِنْ شَرِّ مَا يَشْرُونَ عباد و معبود من دون اللہ (مداد ج ۳ ص ۳۵۵) شفعاء یجیروہم من عذاب اللہ تعالیٰ کما کَانُوا يَزْعُمُونَ (المسح ج ۶ ص ۱۳۷) امام مقاتل فرماتے ہیں شرکار سے ملا کہ مراد ہیں جنہیں مشرکین سفارشی سمجھتے تھے۔ وَقَالَ مُقَاتِلُ الْمَدَائِكَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ (روح ۳ ص ۱۳۷) کے موضح قرآن یعنی جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے۔ وَلَ یعنی پاک اللہ کو یاد کرو اور اس کی خوبی آسمان و زمین میں ہو رہی ہے ان چار وقتوں پر یاد کرو صبح کی نماز اور شام کی اس میں مغرب اور عشاء آچکیں اور پھلے وقت عصر اور دوپہر ظہر۔

فتح الرحمن ۱۔ مراد آنست کہ در ہر وقتی ازین اوقات دلائل تزییہ و از رزائل و اتصاف و بفضائل متجدد میگرد پس مامور شدند صلوات ۱۲۔

دن جب مشرکین اپنے خود ساختہ سفارشیوں کی امداد سے مایوس ہو کر حقیقت حال پر آگاہ ہو جائیں گے تو معبودان باطلہ کی الوہیت کا انکار کریں گے۔ بشر کا ہم کا فرین ای بالہتمہم و بشر کہتمہم و وقفوا علی کتبہم (سورہ جہ ۲۱ ص ۲۱) یہ قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے انجام کی تفصیل ہے یَنْفَرُوتُ یعنی اہل جنت اور اہل جہنم جدا جدا ہو جائیں گے۔ ای یتیمز اهل الجنة من اهل النار ر خازن و معالہ ج ۵ ص ۱۹۹، فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا بِبَشَارَتِ الْاٰخِرِیْنَ ہے اس میں ایمان والوں کے انجام کا ذکر ہے کہ وہ جنت میں انعام و اکرام سے نوازے جائیں گے اور وہاں خوش و خرم رہیں گے۔ دَاَمَّا الَّذِیْنَ

الرَّوۡدۃ ۳

۸۹۴

۱ قل مَا اوحی ۲۱

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝۱۹ وَ مِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَکُمْ

اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ۱۹ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے علیہ کہ تم کو بنایا

مِّنْ سُرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنتُمْ بُشْرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝۲۰ وَ

مٹی سے پھر اب تم انسان ہو زمین پھیلے پڑے اور

مِّنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا

اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ بنا دیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے

لِتَسْكُنُوْا اِلَیْہَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً

کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے نزدیک میں پیار اور مہربانی

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱ وَ مِنْ

البتہ اس میں بہت چنے کی باتیں ہیں ان کیلئے جو دھیان کرتے ہیں ۲۱ اور اس

اٰیٰتِہٖ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اَخْتَلَفَ

کی نشانیوں میں سے ہے آسمان اور زمین کا بنانا مشلہ اور طرح طرح کی

اَلْسِنٰتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ

بولیاں تمہاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں

لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝۲۲ وَ مِنْ اٰیٰتِہٖ مِّنَا مَکُمُ بِاللَّیْلِ وَ

سمجھنے والوں کو ۲۲ اور اس کی نشانیوں سے ہے تمہارا سونا رات اور

النَّہَارِ وَ اَبْتَغَاوْکُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ

دن میں اور تلاش کرنا اس کے فضل سے اس میں بہت

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّسْمِعُوْنَ ۝۲۳ وَ مِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمْ

چنے ہیں ان کو جو سنتے ہیں ۲۳ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ دکھاتا ہے تمکو

اَلْبَرْقَ خَوْفًا وَ طَمَعًا وَّ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

جھلی ۲۴ اور امید کے لئے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی

منزل ۵

۲۵

مذکورہ پر بھی لکھی

مذکورہ پر بھی لکھی

مذکورہ پر بھی لکھی

مذکورہ پر بھی لکھی

مذکورہ پر بھی لکھی

کَفَرُوا وَاَلٰیہٗ تَخْوِیْفٌ اٰخِرُیْ ہے اس میں منکرین مجید اور جامعین آخرت کا انجام مذکور ہے کہ وہ عذاب جہنم میں مبتلا کئے جائیں گے۔ ۱۹ فارغ فیہ ہے اور یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ توحید کی وجہ سے تمہیں کفار پر غلبہ ضرور عطا کرے گا لہذا تم اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو اور بخوفتہ نمازوں میں اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرو۔ قَسْبُحْنِ اللہ اگرچہ لفظاً جملہ انشائیہ ہے کیونکہ اصل میں قَسْبُحُوْا سُبْحَانَکَ تھا لیکن معنی خبریہ ہے بقدرینہ وَاَلِہٖ الْحَمْدُ اور مطلب یہ ہو گا کہ دلائل مذکورہ کی وجہ سے ان اوقات میں شرک سے اللہ تعالیٰ کی تشریہ و تقدیس ظاہر ہو رہی ہے یا یہ دونوں جملے ہی انشائیہ ہیں قَسْبُحْنِ اللہ کا انشائیہ ہونا تو ظاہر ہے اور جملہ کہ الْحَمْدُ اگرچہ لفظاً خبریہ ہے لیکن معنی انشائیہ ہے کیونکہ اس زمین و آسمان کے باریوں کو اللہ کی حمد و ثنا کرنے کا حکم دینا مقصود ہے۔ لہ الحمد وان کانت خبریۃ الا ان الاخبار بثبتوت الحمد لہ تعالیٰ ووجوبہ علی المیزین من اهل السموات والارض فی معنی الاصرہ علی ابلغ وجہ فکانہ قبیل فسبحوا اللہ تعالیٰ تسبیحہ اللائق بہ سبحانہ فی ہذاہ الاوقات واحمدوہ (سورہ جہ ۲۱ ص ۲۱) مفسرین کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں پانچوں نمازیں مذکور ہیں اور حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کا یکجا ذکر صرف اسی جگہ ہے۔ اتفاق المفسرین علی ان الخمس داخلۃ فی ہذاہ الایۃ وعن ابن عباس ما ذکرنا الخمس لا فیہا (مخرج ۱ ص ۱۶) حَیْنَ تُمْسُوْنَ ہیں مغرب اور عشاء، حَیْنَ تُصْبِحُوْنَ میں صبح، عَشِیًّا میں عصر اور حَیْنَ تَظْہَرُوْنَ ہیں ظہر کی نماز کا ذکر ہے۔ (بحر، مدارک، روح وغیرہ) سورہ عنکبوت میں وَاَقِیۡہِ الصَّلٰوۃَ (ع ۵) فرمایا تمہان آیتوں میں اس کی تفصیل فرمادی۔ یہاں یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں نماز کا تو کوئی ذکر ہی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے

موضع قرآن ہے انسان کو جو اقرار مقرر تھا یا اس میں نسل کے سوا انیسیت اور چین ہے اور پیار اور محبت تاجہان کی ہستی ہو جو کوئی جو اقرار مقرر نہ کرے یعنی زنا کرے نکاح نہ کرے وہ انسان سے حیوان ہوا۔ ۲۳ سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے ملا کر بسائے پھر جدا بولیاں کر دیں ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جیسے جانور۔ ۲۴ دو حالتیں بدلتی ہیں سو یا تو چھری طرح اور تلاش میں لگاؤ ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں، نشانیاں ہیں سننے والوں کو کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا لوگوں کی زبانی سنتے ہیں۔

جان کو پیدا کر سکتا ہے اور خشک زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا کہ وہ توحید پر قائم رہیں آخر اللہ تعالیٰ ان کو مشرکین پر غلبہ عطا کرے گا۔ مسلمانوں کا مشرکین پر غلبہ جہاں ایمان والوں کے لئے خوشی کا باعث ہو گا وہ مشرکین کے حق میں عذاب خداوندی ہو گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فرقوں کی بھلائی کے لئے آگے توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں ذکر کیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔ مسلمانوں کی بھلائی یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر قائم رہیں کیونکہ ان کو غلبہ اسی کی بدولت حاصل ہو گا۔ مشرکین کی بھلائی یہ ہے کہ تیرہ دلائل عقلیہ کے ساتھ اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا گیا ہے تاکہ کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور وہ اس مسئلہ کو سمجھ کر ایمان لیں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔

کلام یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر ان سے ان کی اولاد کا سلسلہ جاری کیا اور ان کو زمین میں آباد کیا۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ اَنْفُسَكُمْ دوسری عقلی دلیل ہے۔ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اى من شکل نَفْسِكُمْ وجنسہا مدارك ج ۳ ص ۳۶۱ یعنی تمہاری جنس میں سے اور انسانی شکل و صورت میں تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ سکون و راحت حاصل کرو اور رشتہ ازدواج کی بنا پر تمہارے درمیان محبت و شفقت کے تعلقات پیدا کر دیئے۔ اِنْ فِيْ ذٰلِكَ الْاٰیٰتٍ لِّمَنْ يَّعْقِلُ بشر کو مٹی سے پیدا کرنے، اس کی نسل پھیلانے، اس کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کرنے اور زوجین کے درمیان محبت و الفت و اُلفت میں غور و فکر کرنے والوں کو

میں نے عقلی نہیں

میں ساتویں عقلی
دیس ۱۷
میں آٹھویں عقلی
دیس ۱۸

سے تمہیں محبوب ہوتی
اور محبوب باطل ۱۱

اتل ما اوحى ۲۱

جیسے خطرہ رکھو اپنیوں کا یوں کھول کر بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں ان کو

منزل ۵

اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے دلائل نظر آئیں گے۔ ۱۸۔ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش، اور دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا اختلاف بھی دلائل قدرت میں سے ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ علم والوں کے لئے اس میں عبرت کا بہت سامان ہے۔ وَمِنْ آيَاتِهِ مَتَاعُ الْمَخَالِحِ یہ جو عقلی عقلی دلیل ہے تم دن اور رات میں آرام و راحت کے لئے نیند بھی کرتے ہو اور ان اوقات میں اپنی روزی بھی تلاش کرتے ہو۔ غور سے سننے والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور کار سازی کے دلائل موجود ہیں۔ یہ تمام انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لہذا اس کا لشکر ادا کرنا، اسی کو کار ساز **موضع قرآن** **فلا** معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کھڑا ہے اس میں تارے چلتے ہیں جس کو اور جگہ فرمایا تیرتے ہیں۔ **فلا** یعنی آسمان کے لوگ نہ کھاویں، نہ پیویں، نہ حاجت بشری رکھیں سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیزیں آلودہ، پس اللہ کی صفت نہ ان سے ملے نہ ان سے اور وہ پاک ذات ہے۔

سمجھ کر حاجات میں پکارنا بندوں پر فرض ہے۔ ۱۹ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ حَوْفًا وَطَمَعًا دونوں یُؤْبِیْکُمْ کے مفعول لہ ہیں ای لا لقاء الخوف و الطمّح یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں بادلوں کی چمک دکھاتا ہے جس سے تمہارے دلوں میں خوف و امید کے ملے جلے جذبات رونما ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف بجلی گرنے کا ڈر ہوتا ہے اور دوسری طرف بارانِ رحمت کے نزول کی امید ہوتی ہے۔ خوف من الصاعقة وطمعاً فی الغیث (مدارک ج ۳ ص ۳۷) پھر آسمان سے بارانِ رحمت نازل فرما کر بخر اور ناکارہ زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے۔ عقل و فہم والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ یہاں جو دلائل مذکور ہوئے وہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف تنزل کے طور پر مذکور ہوئے

اتل ما آوی ۲۱ ۸۹۶ الروم ۳

يَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ

جو سمجھتے ہیں وہ بلکہ چلتے ہیں اسلئے یہ بے انصاف اپنی خواہشوں پر

بَغِيرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا

بن سمجھے سو کون سمجھائے جس کو اللہ نے بھٹکایا اور کوئی نہیں

لَهُمْ مِّنْ مُّصْرِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ

ان کا مددگار سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر رکھ

حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا

ایک طرف کا ہو کر دہی تراش اللہ کی جس پر تراش لوگوں کو

لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ

بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو یہی ہے دین سیدھا ولیکن

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَ

اکثر لوگ نہیں سمجھتے سب رجوع ہو کر اس کی طرف آئے

اتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز اور مت ہو مشرک کرنے والوں میں

مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا كُلُّ

جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے ان میں بہت فرقے ہر

حِزْبٍ بِّمَا لَدَيْهِمْ فِرْحُونٌ ﴿٣١﴾ وَإِذَا امْسَأَلَنَّا

فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر فریفتہ ہے اور جب پہنچے اسلئے لوگوں کو

ضُرْدَعَا رَبِّهِمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَقَهُمْ

کچھ سختی تو پکاریں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جہاں چکھائی ان کو

مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ كَرِهُوا لِمُرْسَلَيْنَا

اپنی طرف سے کچھ ہرانی اسی وقت ایک جماعت ان میں اپنے رب کا شریک مقرر کرتے

منزلہ

ہوئے وہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف تنزل کے طور پر مذکور ہوئے کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ گہرے غور و فکر کا ہے، اس کے بعد علم بلا تفکر کا درجہ ہے، اس کے بعد سماع کا درجہ ہے اور اس کے بعد عقل یعنی حواس کی درستگی کا درجہ ہے۔ الفکر اعلیٰ و المتفکر دن قلیلون و ادنیٰ منہ العالمون و ادنیٰ منہ الفہم مجملہ السماء و ادنیٰ منہ العقل و عدم المجنون کہا قال العارف الرومی رح

فکر آن باشد بکشاید رہے

راہ آن باشد کہ پیش آید شہے

یعنی فکر وہی ہے جس سے توحید کی راہ کھلے اور راہ وہی سیدھی ہو جو اللہ تعالیٰ تک پہنچائے۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔ ۲۰ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سارا نظام کائنات اسی کے حکم سے قائم ہے۔ اور دنیا کی مبعاد ختم ہونے کے بعد قیامت کے دن جب وہ تمہیں بلائے گا یعنی اس کے حکم سے جب اسرافیل ۴ صور بھونکے گا تو تم سب زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکل آؤ گے۔ وَلَهُ مَن فی السموات الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوق کا وہی خالق و مالک ہے اور تمام جن و انس انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور سب خالصتہً اسی کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں لہذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔ قَانِشُونَ مخلصون (روح کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ قَانِشُونَ قَانِشُونَ باللشہادۃ

موضع قرآن

فل یعنی تم جھوٹے مالک ہو نوڈی غلام کے سب روزی کھاتے ہو اللہ کی پھر بھی برابر سا جی نہیں ہو سکتے تمہارے جیسے اپنے بھائی بند اور تم کو کچھ پرواہ نہیں کہ مرضی لے کر کام کرو تو وہ سچا مالک کیا پرواہ رکھے اپنے غلام کی جس کو اس کا سا جی گنتے ہو۔ فل یعنی اللہ سب کا حاکم مالک سب سے نرالا کوئی اس کے برابر نہیں کسی کا زور اس پر نہیں یہ باتیں سب جانتے ہیں اس پر چلنا چاہئے، ایسا ہی کسی کی جان مال کو ستانا ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی بُرا جانتا ہے ایسا ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا، ہر کوئی اچھا جانتا ہے اس پر چلنا وہی دین سچا ہے ان چیزوں کا بند و بست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھا دیا۔ فل یعنی اصل دین پکڑو اس کی طرف رجوع ہو کر اگر اصلاح دنیا کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوا۔ فل یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی جبلت پہنچاتی ہے اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی جبلت جانتی ہے ڈر کے وقت کھل جاتا ہے۔

فتح الرحمن فل حاصل مثل آنست کہ مملوک با مالک برابر نمیشود پس مملوک خدا شریک اون نتوان گفت ۱۲۔

عَلَىٰ وَحْدَانِيَّتِهِ تَعَالَىٰ كَمَا قَالَ الشَّاعِرُ وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّهُ وَاحِدٌ ۖ ۱۲۵ یہ توحید پر انھوں نے عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کو ابتداء اسی نے پیدا کیا اور وہی دوبارہ مخلوق کو زندہ کرے گا یہ اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ جو اللہ ایسا قادر و متصرف ہے وہی کار ساز اور برکات دہندہ ہے۔ ولہ المثل الاعلیٰ الخ سب سے بڑی صفت یعنی وحدانیت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ وہ ذات و صفات میں متفرد اور یگانہ ہے اور زمین و آسمان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ عن مجاہد المثل الاعلیٰ قول لا الہ الا اللہ ولہ الوصف بالوحدانۃ (بحر ج ۲ ص ۱۷۱) عن قتادہ و مجاہد ان المثل الاعلیٰ لا الہ الا اللہ ولہ الوصف بالوحدانۃ لا یستثنیٰ فی ذاتہ تعالیٰ وصفاتہ بمعانہ (روح ج ۲ ص ۱۷۱) و هو العزیز الحکیم۔ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی اور اس کا علم محیط تمام موجودات کو شامل ہے۔ ۱۲۶ یہ معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے جس سے شرک کا بطلان واضح ہوتا ہے۔ من انفسکم یعنی یہ تمہارے ہی احوال سے منترع ہے (ضرب لکم مثلا) یتبین بہ بطلان الشریک (من انفسکم) ای منتزعاً من احوالہا النہی ہی اقرب الاحوال الیکم و اعرفہا (روح ج ۲ ص ۱۷۱) کخیفتمک انفسکم میں انفسکم سے اپنی جنس کے آزاد لوگ مراد ہیں مثلاً خیفتمک من ہو من نوعکم من الاحوال المسامین لکم (روح ج ۲ ص ۱۷۱) حاصل تمثیل یہ ہے کہ ہم نے تمہیں جو اموال و املاک عطا کئے ہیں ان میں تم اپنے غلاموں کو شریک کر کے ان کو اپنے برابر کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو یہاں تک کہ وہ ملک و تصرف میں دیگر آزاد لوگوں کی سطح پر آجائیں اور انہیں بھی وہی شوکت و ہیبت حاصل ہو جائے جو تمہاری سطح کے لوگوں کو حاصل ہے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندے، اولیاء کرام، انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے عبید ہیں اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات الوہیت میں انہیں شریک کر لے یا اپنے بعض اختیارات انہیں سونپ دے۔ فاذا لم ترضوا بذلك لانفسکم فکیف ترضون لرب الارباب و مالک الاحرار و العبیدان ان تجعلوا بعض عبیدہ لشرکاء (مدارک ج ۳ ص ۲۰) قال ابن عباس تخافونہم ان یرثوکم کما یرث بعضکم بعضاً فاذا لم تخافوا هذا من مما ینکم ولم ترضوا بذلك لانفسکم فکیف رضیتہم ان یتکون الہتکم الستی بعد و نفاشکائی ہم عبیدی (معارف ج ۲ ص ۱۷۱) یہ انفل سے اضراب ہے یعنی اس قدر دلائل کے بعد مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن اس کے باوجود مشرکین ان میں غور و فکر نہیں کرتے بلکہ خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے بلا دلیل و حجت اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ الذین ظلموا سے مشرکین مراد ہیں والذین ظلموا ہل یسترون (بحر ج ۲ ص ۱۷۱) ان معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کر لی گئی ہے اس لئے اب انہیں کوئی بھی راہ راست پر نہیں لاسکتا اور نہ ان کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ فمن یہدی الخ استفہام انکاری ہے۔ ای لا یقدر علیٰ ہدایتہ احد (ابوالسؤدہ ج ۲ ص ۱۷۱) ۱۲۷ فارفصیحہ ہے، خطاب واحد براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن معنی عام ہے حضور علیہ السلام اور تمام مؤمنین کو سائل ہے۔ اس میں توحید پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مذکورہ بالا بیان دلائل اور تمثیل پر مرتب ہے۔ نیز ابتداء سورۃ میں مذکورہ وعدہ نصرت سے متعلق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت اس پر موقوف ہے کہ تم توحید پر قائم رہو اور اس کی خاطر مصائب برداشت کرو۔ اب مسئلہ توحید کو براہین و بنیات سے مزید واضح کر دیا گیا ہے لیکن مشرکین پھر بھی حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور شرک میں مہمک ہیں حق واضح ہو چکا اور توحید دلائل سے ثابت ہو چکی لہذا آپ تمام باطل ادیان سے منہ موڑ کر توحید پر قائم رہیں۔ اذ اتبین الحق و ظہرت الوحداۃ قیۃ فاقم الخ (نیسا پوری) یہ مسئلہ توحید فطری دین ہے جس پر اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا۔ اس لئے اللہ کی فطرت کو مت بدل لو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہ توحید ہی دین قیوم اور صراط مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے جاہل اور بے خبر ہیں۔ فاقم وجہک الخ یہ دین توحید پر قائم رہنے اور اپنی توجہ کو اس پر مرکوز کرنے سے گناہ ہے۔ والمراد الاقبال علی دین الاسلام والاستقامۃ و الثبات علیہ (روح ج ۲ ص ۱۷۱) حنیفا۔ فاقم کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ فطرت اللہ فعل مقدر کا مفعول ہے۔ ای الزموا فطرت اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۰) فطرت اللہ سے اللہ کی توحید مراد ہے جس کی قابلیت و استناد اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی فطرت اور خلقت میں ودیعت فرمائی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہاں فطرت اللہ کو الدین القیم فرمایا اور سورۃ یوسف میں فرمایا ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم (یوسف ع ۵)۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں فطرۃ اللہ سے دین توحید، اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار ہی مراد ہے۔ المعنی انہ خلقہم قابیلین للتوحید والاسلام (مدارک ج ۳ ص ۲۰) ای الزموا فطرۃ اللہ وہی التوحید (کبیر ج ۶ ص ۱۵) لا تبدل الخلق الذلک اللہ تعالیٰ کا یہ دین توحید مائل ہے اس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ یا نفی بمعنی نہیں ہے یعنی اللہ کے دین توحید کو مت بدل لو و قیل ہونفی معنایہ النہی ای لا تبدلوا ذلک الدین (بحر ج ۲ ص ۱۷۱) الزموا فطرۃ اللہ ولا تبدلوا التوحید بالشریک (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۷۱) ۱۲۸ یہ الزموا مقدر کے فاعل سے حال ہے (مدارک) یعنی غیر اللہ سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارنے والے۔ ای ساجعین الیہ تعالیٰ بالتوبۃ و اخلاص العمل و قیل ای منقطعین الیہ تعالیٰ (روح ج ۲ ص ۱۷۱) ولا تکتونوا من المشرکین یہ منببین کی تفصیل ہے یعنی حاجات میں صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کی عبادت، دعا اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ بعض لوگوں نے اس کو اقیما الصلوۃ کے ساتھ متعلق کیا ہے یعنی نماز چھوڑ کر مشرک نہ بنو لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ترک نماز اگرچہ کبیرہ گناہ ہے لیکن شرک نہیں۔ علامہ ابوالسعود فرماتے ہیں ولا تکتونوا من المشرکین المبدلین لفطرۃ اللہ تعالیٰ تبدیلاً (ابوالسعود ج ۶ ص ۱۷۱) یہ اعادہ بارگاہ کے ساتھ المشرکین سے بدل ہے یعنی ان مشرکین کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق اپنا اپنا الگ معبود بنالیا اور پھر ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین پر خوش اور مطمئن ہے۔ انہوں نے مختلف فرقے بنائے ہیں لیکن اے ایمان والو! تم توحید پر قائم اور متحد رہنا اور اس میں اختلاف نہ ڈالنا۔ ۱۲۹ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ اس سے پہلے مومنوں کو پند و نصیحت تھی اب یہاں سے مشرکین پر زجر ہے۔ مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو وہ معبودان باطلہ سے مایوس ہو کر اللہ کی طرف راغب ہو جاتے اور خالص اسی کو پکارنے لگتے ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام سے سنتے تھے کہ اگر توحید کی مخالفت کرو گے تو اللہ کا عذاب آجائے گا، تو جب ان پر کوئی مصیبت آچڑتی تو سمجھتے شاید یہ اللہ کا

اتل ما اوحى ۲۱

لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو

دفع غلاب کیلئے
موز علاقہ کا ذکر

موضح قرآن و المعنی جس کو چاہئے پاپ دے روزی جس کو چاہے پھیلا دے۔

اتَّيْتُمْ مِّنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ

ہیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رمانندی اللہ کی سویہ وہی ہیں

هُمُ الْمَضْعُفُونَ ۝ (۳۹) اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ

جن کے دولے ہوئے خدا اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر

رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ

تم کو روزی دی پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے

شَرَّكُمْ مِّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذَلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحَنَ

تمہارے شرکیوں میں جو کر سکے ان کاموں میں سے ایک کام وہ نہ لائے

وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ (۴۰) ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ

اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شرک بٹلاتے ہیں پھیل پڑی ہے مسمہ خرابی جھلک رہی

وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيَ النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ

اور دریا میں لوگوں کے ناموں کی کمائی سے چکھانا چاہیے ان کو

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا أَلْعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (۴۱) قُلْ

کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں صاف تو کہہ

سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

پھر اسلئے ملک میں تو دیکھو کیا ہوا انجام

الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِينَ ۝ (۴۲)

پہلوں کا بہت ان میں تھے شرک کرنے والے

فَاقِمُوا وَجْهَكُمْ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ

سو تو سیدھا رکھ اسلئے اپنا منہ سیدھی راہ پر اس سے پہلے کہ آ پہنچے

يَوْمَ لَا مَرَدٍّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يُصْدَقُونَ ۝ (۴۳)

وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے

منزلہ

اسلئے یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے۔ تم سب کا خالق و رازق اللہ تعالیٰ ہے اور موت و حیات بھی اسی کے قبضے میں ہے۔ اب تم خود ہی بناؤ کہ جن برگزیدہ ہستیوں اور اللہ کے جن نیک اور صالح بندوں کو تم نے اللہ کے سوا کار ساز سمجھ رکھا ہے کیا ان میں سے کسی ایک نے اس سارے جہان میں کوئی ایک ہی چیز پیدا کی ہے یا پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ یا کسی کی روزی ان میں سے کسی کے اختیار میں ہے یا کسی کی موت اور زندگی ان میں سے کسی کے قبضہ و تصرف میں ہے؟ ظاہر ہے ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے مشرکین کا بھی اعتقاد تھا کہ ان کے مزعومہ کار سازان کاموں میں سے کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے سبحانہ و تعالیٰ الخ جب یہ مصفتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں تو پھر وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، صفات کار سازی اور کمالات الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسلئے یہ تخیف دنیوی ہے۔

دنیا میں جو شر و فساد بپا ہوتا ہے اور مصائب و بلیات کے جو طوفان آتے ہیں اس کی وجہ لوگوں کی بد اعمالیاں ہیں یہ شرک، یہ معاصی اور یہ عصیان و طغیان ہی دنیا میں سارے فساد کی جڑ ہے ہما کسبت ایدی الناس (بسیب معاصیہم و مشرکھم) مدارک ج ۳ ص ۲۱۔

شرک و معاصی کی وجہ سے گناہوں کا وبال دنیا میں بھی ان پر آتا ہے تاکہ وہ شرک و عصیان سے باز آجائیں۔ اسلئے یہ تخیف دنیوی ہے۔ شرک و معاصی کے وبال کا انجام دیکھنا ہو تو زمین میں چل پھر کر گزشتہ زمانے کے معاندین کی ہلاکت و تباہی کے آثار دیکھو۔ وہ بھی شرک ہی تھے اور انہوں نے توحید کا پیغام لانے والوں کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو دنیا ہی میں ان کو ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ اسلئے یہ پہلے خاتمہ و جھٹک الخ کے مضمون کا اعادہ اور اس کی تاکید ہے۔ قیامت کا دن جو لا محالہ آکر رہے گا اور کسی کے رکے سے رک نہیں سکے گا اس کی آمد سے پہلے توحید پر قائم ہو جاؤ۔ دنیا میں توحید کو مان لینا آخرت میں فائدہ دے گا لیکن آخرت کا ایمان و یقین بے سود ہو گا۔ یومئذ یصدعون وہاں تو مومنوں اور مشرکوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا فریق فی الجنة و فریق فی السعیر من کفر فعلیہ الخ یہ تخیف اخروی ہے جس نے دنیا میں کفر و شرک اختیار کیا آخرت میں اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ ومن عمل صالحا (الخ ۱)۔ یہ بشارت اخروی ہے اور جن لوگوں نے دنیا میں توحید کو مان لیا اور اعمال صالحہ بحالائے وہ اپنی ہی آخرت سنوار رہے ہیں۔ لیجزی الذین الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ وہ نیک عمل اس لئے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو آخرت میں ثواب جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے۔

انہ لا یحب الکافرین اس کی رضا و محبت صرف ایمان والوں کے لئے ہے کافر و مشرک اس کے غضب و سخط کے مستحق اور اس کی محبت سے محروم ہیں۔

موضع قرآن فلا یعنی کفر اور ظلم پھیل پڑا ہے زمین میں اور جہازوں میں لوٹ مار ہر طرف اس کا وبال پڑا ہے سارا تو آخرت میں ہے پر کچھ یہاں بھی شاید ڈر کر راہ پر آویں۔ فلا یعنی دین کا غلبہ ہو اور سزا لانے والے الگ ہوں اور مقبول اللہ کے الگ۔

فتح الرحمن فلا مترجم گوید مالی را کہ بشرط زیادت میدہند رہانام نہادہ شد واللہ اعلم ۱۲ ص یعنی قحط و غرق و سائر مصائب جزا عمل بنی آدم می باشد ۱۲۔

۳۵۔ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت اور اس کی وحدانیت کہ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ بارانِ رحمت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے اور بارانِ رحمت سے سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیت اگاتا ہے۔ اللہ کے حکم سے ہوا باد بانی کشتیوں کو ادھر سے ادھر لہجاتی ہے جس سے ہم آسانی سے سفر کرتے ہیں اور تجارتی سفروں میں نفع کماتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس کے ساتھ شکر نہ کریں۔ ۳۶۔ یہ مشرکین کے لئے تحویف دہنوی ہے، مؤمنین کے لئے بشارت ربیوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ مشرکین مکہ نے آپ کے ساتھ

عناد و تکذیب کا جو رویہ اختیار کر رکھا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بھی جو انبیاء و رسل علیہم السلام ولائل و بینات لے کر اپنی قوموں کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کی اقوام نے بھی یہی سلوک کیا آخر ہم نے مجرمین کو ہلاک کر دیا اور ایمان والوں کو بچا لیا دکانِ حقائق علینا نصر المؤمنین یہ وعدہ نصرت کا عادیہ ہے جس کا ابتدائے سورت میں وعدہ اللہ لا یخلف اللہ وعدہ سے ذکر کیا گیا۔ یعنی میرا وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے اور اس کی خاطر مصائب کا مقابلہ کرتے رہو گے تو میں تمہیں فتح دوں گا۔ ایمان والوں کی امداد و نصرت تو میں محض اپنے فضل سے اپنے ذمہ لے رکھی ہے اس لئے آخر مشرکین مکہ مغلوب ہوں گے اور آپ کو ان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ ۳۷۔ یہ توحید پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اور دلیل مذکور کے ایک جزو کی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو ہانک کر اللہ کے حکم سے آسمانی فضا میں پھیلا دیتی ہیں اور بادلوں کے ٹکڑوں کو دنیا کے مختلف خطوں پر لہجاتی ہیں اور سب دیکھتے ہیں کہ اللہ کی قدرت سے ان بادلوں کے بیچ میں سے بارش برس رہی ہے۔ جہاں بارش ہو جاتی ہے وہاں کے لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے دان کا نوا۱۱۲ خفیفہ من المثلث ہے

اور اس کا اسمِ ضمیر شانِ مقدر ہے۔ حالانکہ

بارش برسنے سے پہلے وہ ناامید ہو چکے ہوتے ہیں کہ اب بارش نہیں ہوگی، فصلیں تباہ ہو جائیں گی اور مویشی پیاس سے مرجائیں گے۔ من قبلہ کا اعادہ تاکید کے لئے ہے (روح) لیکن حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں قبلہ کی ضمیر وقت سے گناہ ہے اسی من قبل ہذا الوقت یعنی ان دنوں میں بارش ہونے سے پہلے وہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اس صورت میں تکرار و اعادہ نہیں ہوگا۔

موضع قرآن و یعنی باؤ چلنے سے اتنے فائدے ہیں مینہ کی خبر آتی ہے اور جہاز چلتے ہیں۔ و بیچ میں باؤ کا ذکر اس واسطے کہ جیسے مینہ کی خبر لاتی ہیں بادیں، اسی طرح موضع قرآن دین کے غلبہ کی نشانیاں روشن ہوتی جاتی ہیں۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا تَنْفُسِهِمْ

جو منکر ہوا سو اس پر پڑے اس کا منکر ہونا اور جو کوئی کرے بھلے کام سو وہ اپنی راہ

يَهْدُونَ ۳۶ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

سنوارتے ہیں تاکہ وہ بدلہ دے ان کو جو یقین لائے اور کام کئے

الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۳۷

بھلے اپنے فضل سے بیشک اس کو نہیں بھاتے انکار والے

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اور

لِيُنْزِلَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلُكُ

تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں جہاز

بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۳۸

اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ

اور ہم بھیج چکے ہیں سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس

فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَأَنْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَهُمْ

سو پہنچے ان کے پاس نشانیاں لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گناہ کرتے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۳۹ اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ

اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی و اللہ ہے جو چاہے چلاتا ہے

الرِّيَّاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيُبْسِطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ

ہوائیں پھوہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے

وَيَجْعَلُ كَيْفَ يَشَاءُ لَوْ دَقَّ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ فَآذَاءٌ

اور رکھتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ پھر تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے پیچھے سے پھر جب

اَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ اِذَا هُمْ يَسْتَبِشِرُونَ ﴿۳۸﴾

اس کو پہنچتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں تب ہی وہ لگتے ہیں خوشیاں کرنے والے

وَ اِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُنْزَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ

اور پہلے سے ہو رہے تھے اس کے اترنے سے پہلے ہی

لِكَيْلِ سَيُنْزِلَ عَلَيْهِمْ اَنْزَارٌ ﴿۳۹﴾ فَانْظُرْ اِلَى اَثَرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ

نا امید سو دیکھ لے اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کیونکہ

يُنْزِلُ الرِّيحَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ حِجِّ

زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد جسے

السَّوْتِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴۰﴾ وَلَٰكِنْ اَرْسَلْنَا

کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز کو کر سکتا ہے اور اگر ہم بھیجیں

رِيْحًا فَرَاوَهُ مُصْفَرًّا اَظْلُوْا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۴۱﴾

ایک ہوا پھر دیکھیں وہ کھیتی کو کہ زرد پڑ گئی تو لگیں اس کے پیچھے ناشکر کی کرتے

فَاِنَّكَ لَا تَسْمَعُ السَّوْتِ وَلَا تَسْمَعُ الصَّخْرَ الدَّعَا

سو تو سنا نہیں سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا پہاڑوں کو پکارنا

اِذَا اُولُوْا مَدْبِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَمَا اَنْتَ بِهٰذَا لَعْنَةٍ مِّنْهُمْ

جبکہ پھریں پیٹھ سے کر اور نہ تو راہ بچھائے اندھوں کو ان کے بھٹکنے سے

اِنْ تَسْمَعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِآيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

تو تو سنا لے اسی کو جو یقین لائے ہماری باتوں پر سو وہ مسلمان ہوتے ہیں

اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ

اللہ ہے جس نے اللہ بنایا تم کو کمزوری سے پھر دیا تم کو کمزوری کے

ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً

پہچھے زور پھر دے گا زور کے پیچھے کمزوری اور سفید بال

مانزلہ

۳۸ یعنی باران رحمت پر رحمت الہی کے جو آثار مرتب ہوتے ہیں انہیں غور سے دیکھو کس طرح خشک اور بخر زمین کو اس نے حیات نو، رونق اور شادابی عطا فرمائی یہ اس کی قدرت و صنعت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ان ذلک لمحی الموتی جملہ معترفہ ہے یعنی اس دلیل سے جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ظاہر ہوتی ہے وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہوائِ تعالیٰ مردہ زمین کو تازگی اور زندگی عطا کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ وہ وحی کل شئی قدیر۔ یہ ماقبل کے لئے علت ہے وہ چونکہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی قدرت تمام ممکنات پر حاوی ہے اس لئے وہ حشر و نشر پر قادر ہے۔ ۳۹ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ مشرکین کے انتہائی عناد و مکابرہ کا بیان ہے انعامات یاد دلانے سے وہ کب ماننے والے ہیں۔ وہ ضد و عناد میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ اگر ہم ان کے سرسبز و شاداب اور پھلتے پھٹتے کھیتوں پر کوئی آفت سماوی مثلاً سخت گرم ہوا وغیرہ بھیج دیں اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے لہلاتے کھیت سوکھ کر زرد ہو جائیں تو بھی وہ کفر و تجدد اور انکار و تکذیب پر اڑے رہیں گے اور ان کے دلوں میں تسلیم و انابت کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا ۴۰ مشرکین کے عناد و مکابرہ کا ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین انکار و تکذیب سے باز نہیں آ رہے۔ آپ کے انذار و تبلیغ میں کوئی قصور نہیں ان کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اب وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، اس لئے آپ ان کے نہ ماننے کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ یہاں مشرکین کے لئے تین تمثیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ اول لا تسمع الموتی یہ تو مردے ہیں اور مردوں کو آپ کسی طرح بھی اپنی بات نہیں سنا سکتے دوم لا تسمع الصم الخ یہ تو بھرے ہیں اور بھرے بھی وہ آپ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے بلکہ پیٹھ پھیر کر دور جا رہے ہیں جھلان کے کانوں میں آپ کی دعوت حق کس طرح پہنچے گی۔ سوم دعائت بھدی العی الخ یہ تو اندھے ہیں اور آپ اندھوں کو ہرگز راستہ نہیں دکھلا سکتے حاصل یہ ہے کہ آپ کا کام تبلیغ و انذار ہے یہ معاندین جو مہر جباریت کی وجہ سے اپنے دل کی حیات اور سمع و بصر کھوپٹے ہیں ان کو راہ راست پر لانا آپ کے بس کی بات نہیں یہ آپ کی دعوت و تبلیغ کا اثر ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ ان تسمع الا من الہ البتہ آپ کی بات صرف وہی لوگ سنیں گے اور اس سے اثر قبول کریں گے جو ہماری آیتوں کو سن کر ان پر یقین کرنے

الروم ۳۰

۹۰۱

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

اور ان کے سامنے تسلیم و انقیاد کا جذبہ رکھتے ہوں اور ان کے دلوں میں حق کو تلاش کرنے اور حق کو پالنے کے بعد سے تسلیم کرنے کی جی تڑپ ہو۔

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

اسماع میں کیونکہ اسماع کی نفی پر تو سب متفق ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں کفار کو مردوں کے ساتھ تشبیہ عدم استفادہ میں دی گئی ہے نہ کہ عدم سماع میں اور مطلب یہ ہے کہ مردے زائر کا کلام سن لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اسی طرح کفار بھی سن تو لیتے ہیں لیکن اس سے استفادہ نہیں کرتے۔ ان دونوں جوابوں کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور تمام فقہائے حنفیہ نے ان سے عدم سماع موتی پر استدلال کیا ہے اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ آیتیں اسماع کے ساتھ ساتھ سماع کی بھی نفی کر رہی ہیں اور تشبیہ عدم استفادہ میں نہیں بلکہ عدم سماع میں ہے۔ نیز سماع، اسماع کا مطاوع ہے اس لئے اسماع کی نفی یا اثبات سماع کی نفی اور اثبات کو مستلزم ہے۔ ان آیتوں میں جب اسماع کی نفی کی گئی تو سماع کی بھی نفی ہو گئی۔

سماع موتی کے دلائل اور ان کا جواب | اٹالین سماع موتی کی سب سے قوی دلیل قلبی بدروالی حدیث ہے جو صحیحین میں ہے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن حضور علیہ السلام نے صنادید قریش کی لاشیں ایک دیران کنویں میں پھینکوا دیں اور کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر صنادید قریش کو نام بنام مخاطب کر کے فرمایا ایسے قد و جدتھو مادعدہر بکہم حقاً خانی قد و جدتھو مادعدہر بکہم حقاً۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول اُٹھے یا رسول اللہ آپ بے جان اور بے روح اجساد سے کس طرح گفتگو فرما رہے ہیں؟ آپ نے بولیں فرمایا ما اختتم باسمع لما اقول منهم۔ یہ روایت صحیح ہے اور اس سے قلبی بدر کے مردوں کا سماع صراحت سے ثابت ہو رہا ہے۔

جواب | اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اول اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کی دو آیتیں پیش کر کے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کو رد کیا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ جب یہ حدیث ان کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا کیف یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک واللہ تعالیٰ یقول وما انت بسمع من فی القبور انک لا تسمع الموتی یعنی یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام قرآن مجید کے خلاف لب کشائی فرمائیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وما انت بسمع من فی القبور انک لا تسمع الموتی۔ اقول انما قال انهم الآن لیعلمون ان ما کنت اقول لہم حق، (صحیح بخاری ص ۵۶) یعنی حضور علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب انہیں یقین ہو چکا ہے کہ دنیا میں میں جو کچھ ان سے کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چونکہ اس حدیث میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سماع کی تفسیر علم سے کی ہے اس لئے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال صحیح نہیں۔ حوالہ آگے آرہا ہے۔

دوم۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپ کا معجزہ تھا اس لئے اسے عموم پر محمول کر کے اس سے سماع موتی عموماً ثابت کرنا صحیح نہیں۔ وما وقع فی حدیث ابی طلحہ رضی اللہ عنہ یجوز ان یکون معجزة لہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو مراد من قال انہ من خصوصیاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی من خواص القاعدۃ (روح ج ۲ ص ۵۶)۔

سوم حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قلبی بدر کے مردوں میں زندگی پیدا کر کے حضور علیہ السلام کا کلام ان کو سنوایا تھا تاکہ ان کی حسرت و ندامت میں اضافہ ہو اس لئے سماع موتی پر اس سے استدلال درست نہیں قال ابو قتادہ احیاءہم اللہ تعالیٰ یعنی اہل الطوی حتی اسمعہم قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بیجا وتصغیر او نقتہ وحسرة وندماً (صحیح بخاری ص ۵۶، روح ج ۲ ص ۵۶)۔

چہارم۔ اس خطاب سے مردوں کو سنانا اور سمجھانا مقصود نہ تھا بلکہ زندوں کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا مقصود تھا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبرستان میں گئے تو مردوں سے مخاطب ہو کر زندوں کی عبرت کے لئے پند و نصیحت کی باتیں فرمائیں۔ انہ انما قالہ علی وجہ الموعظة للاحیاء لا لفہام الموتی بما راوی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال السلام علیکم و اس قوم مومنین اما لساءکم فتلکنت و اما اموالکم فقسمت و اما دوسرکم فسلکنت فہذا خبرکم عندنا فما خبرنا عندکم (فتح القدیر ج ۲ ص ۱۰۸)۔

دوسری دلیل | اٹالین سماع موتی کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح میں ہے۔ ان العبد اذا وضع فی قبرہ و تولى عنہ اصحابہ انہ یسمع قرا ع نعالہم اذا القروا اذا اتاہ ملک ان الحدیث اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس مڑتے ہیں تو میت ان کے پاؤں کی آہٹ بھی سنتی ہے۔

جواب | اس حدیث سے بھی عموم احوال و اوقات میں سماع موتی کے ثبوت پر استدلال صحیح نہیں۔ یہ سماع ابتدائے دفن کے ساتھ مختص ہے تاکہ اس حدیث میں اور ان آیتوں میں مطابقت ہو جائے جو عدم سماع پر دلالت کرتی ہیں۔ اللہم الا ان یخصوا ذلک بادل الوضغ فی القبر مقدمة للسؤال جمعا بینہ و بین الایتین فافہما یقید ان تحقیق عدم سماعہم (فتح القدیر ج ۱ ص ۴۴)۔

اس حدیث کا دوسرا جواب۔ شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے منقول ہے انہوں نے فرمایا لیسمع مفارغ مجہول کا صیغہ ہے اور قرع نعالہم اس کا نائب فاعل ہے اور مطلب یہ ہے کہ لوگ میت کو دفن کر کے جب واپس مڑتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی صرف اتنے ہی فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس سے ان کی جوتیوں کی آواز سنی جاسکتی ہے کہ منکر و نکیر سوال کے لئے آجائے ہیں۔ اس طرح اس حدیث کو سماع موتی کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

تیسری دلیل | بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام احد سے واپس ہوئے تو بعض شہداء کی قبروں پر کھڑے ہو کر فرمایا تم اللہ کے وہاں زندہ ہو پھر ساتھیوں سے فرمایا ان کی قبروں پر آکر انہیں سلام کیا کرو۔ فالذی نفسی بیدہ لا یسلم علیہم احدا لا مردوا علیہ لایوم القیامۃ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب

یہ ہے کہ حاکم متبادل ہے اس لئے اس کی تصحیح قابل اعتبار نہیں انا لا نسلم صحیحہ وتصحیح المحاکم معلوم علیہ بعدم الاعتبار (روح ج ۲ ص ۵)۔
پہلی دلیل ابن عبدالبر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ما من احد یمر بقبر اخیه المؤمن کان یحرف فی الدنیا یسلم
 علیہ الا عرفہ ویرد علیہ عذاب الحقیقی شبلی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شبلی کی تصحیح پر حافظ ابن رجب نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث
 ضعیف بلکہ منکر ہے۔ وفیل فی حدیث ابن عبدالبر ان عبدالحق وان قال اسنادہ صحیح الا ان المحافظ ابن رجب تعقبہ وقال انه ضعیف بل منکر (ج ۲)
 جن صحیح روایتوں سے بعض احوال میں میت کا سماع ثابت ہوتا ہے ان سب کا ایک جامع جواب یہ ہے کہ سماع موتی کا تعلق احوال برزخ سے ہے اور
 اور احوال برزخ کا علم وحی کے سوا ممکن نہیں اس لئے ضابطہ تو یہی ہے کہ مردے نہیں سنتے لیکن جن بعض احوال میں مردوں کے سننے کی بعض احادیث میں صراحت ہے
 وہ اپنے احوال و موارد کے ساتھ مخصوص ہونگی اور اس سے عموم احوال میں سماع موتی پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ فقہاء حنفیہ کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے
 کیونکہ جن روایتوں میں سماع موتی کا ذکر ہے وہ ان کی توجیہ کرتے ہیں جیسا کہ گذشتہ عبارتوں سے معلوم ہوا اور ضابطہ عدم سماع کو برقرار رکھتے ہیں اکابر علماء دیوبند میں
 سے حضرت گنگوہی، حضرت علامہ انور شاہ صاحب اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی عدم سماع کو ترجیح دیتے اور اسی کو ضابطہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت
 گنگوہی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حسرتہ بہ عائشۃ فلا یکون دلیلًا علی السماع فالظاهر عدم السماع وهو الاصح عندنا (الکوکب الدرر ج ۱)
 حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہم اللہ فرماتے ہیں۔ ان الضابطۃ انما هو عدم السماع لکن المستثنیات فی هذا الباب کثیرۃ (فتح الملہم ج ۲ ص ۳۷۹) قدوة
 المفسرین علامہ سید محمود آلوسی حنفی بھی اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ سماع موتی اپنے موارد کے ساتھ مخصوص ہے وہ فرماتے ہیں ولا یلزم من وجود ذلك المتعلق والقول
 بوجود قوة السمع ونحوه فیہا لفساد ان تسمع کل مسموع لما ان السماع مطلقا کذا اسائر الاحساسات لیس الاتباعا للمشیئة فاما شاء الله کان وما لم یشاء
 لم یکن فیتقصر علی القول بسماع ما ورد السمع بسماع من السلام ونحوه وهذا الوجه هو الذی یترجم عندی (روح ج ۲ ص ۵) بعض بزرگوں نے علامہ آلوسی کی
 یہ عبارت ادھوری نقل کر کے قائلین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ موصوف مطلقا سماع موتی کے قائل ہیں حالانکہ ان کی پوری عبارت سامنے رکھنے سے صاف معلوم
 ہو رہا ہے کہ وہ سماع موتی کو صرف انہی احوال میں منحصر مانتے ہیں جن میں سماع مدیثوں میں وارد ہوا ہے اور تمام احوال میں تمام مسموعات کے سماع کو نہیں مانتے اور
 حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ کا ردوم میں آیت زیر تفسیر پر لکھتے ہیں۔ یعنی تم یہ نہیں کر سکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مردے کو سنا دو کیونکہ یہ چیز ظاہری اور مادی اسباب
 کے خلاف ہے البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سن لے اس کا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا اب نفوس سے جن باتوں کا اس غیر
 معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہو جائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہئے۔ محض قیاس کر کے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لاسکتے۔ الخ
 ایک بگڑا ہوا علامہ آلوسی سماع موتی فی الجملہ کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے میت کے بعض اجزاء میں سننے کی قوت پیدا کر دے اور جو بات
 چاہے اسے سنا دے ان یخلق اللہ عزوجل فی بعض اجزاء المیت قوۃ یسمع بہا متی شاء اللہ تعالیٰ السلام ونحوه مما یشاء اللہ سبحانہ لسماعہ ایاہ (روح
 ج ۲ ص ۵)۔ ان اکابر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اصل ضابطہ عدم سماع موتی ہی ہے، البتہ اگر اللہ
 چاہے تو کوئی بات ظاہری اسباب کے بغیر نہیں سنوا دے تو یہ ممکن ہے۔ حاصل کلام یہ ہے جن احوال میں صحیح اور صریح مدیثوں سے سماع ثابت ہے ان کے علاوہ ہر جگہ سماع موتی
 کی نفی کی جائے گی۔ اور سماع ذاتی جن مدیثوں کی توجیہ ہو سکتی ہے ان کی مناسب توجیہ کر دی جائے گی جیسا کہ تلبیس بدر وائی حدیث ہے۔

اختلاف کا منشا حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا احناف اور شوافع کے درمیان اختلاف کا اصل منشا یہ ہے کہ مستقر ارواح بنی علیین اور سحین قبر کے پاس ہے یہ قبر سے دور جو
 لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ارواح قبروں کے پاس ہی اخصیۃ القبور میں رہتے ہیں اور علیین اور سحین قبروں کے پاس ہی ہیں وہ سماع موتی کے قائل ہیں لیکن امام صاحب
 فرماتے علیین اور سحین دو ایسے مقام ہیں جو قبروں کے پاس نہیں ہیں بلکہ ان سے بہت دور ہیں اس لئے مردے نہیں سنتے کیونکہ سننا روح پر موقوف ہے اور قبر میں یا
 قبر کے قرب و جوار میں روح موجود نہیں بلکہ صرف دھڑ ہے اس لئے وہ نہیں سن سکتا جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہم اللہ تعالیٰ سورہ فاطر کی آیت ما انت بمسمع
 من فی القبور پر لکھتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ کہ مردے کی روح سنتی ہے
 اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سن سکتا۔ یعنی روح جہاں بھی ہوگی اللہ تعالیٰ زائر کا سلام اس کو پہنچا دے گا۔

حدیث معراج میں وارد ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے ہمین کی جانب
 ارواح ملہا رہیں اور شمال کی جانب ارواح اشقیار جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں لیکن جب بائیں طرف ان کی نظر اٹھتی ہے تو غمگین ہو جاتے ہیں
 یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ارواح اموات قبروں کے قریب نہیں ہوتے۔ ارواح کے قبروں کے پاس افسیۃ القبور میں نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جن بزرگان
 دین اور صلحاء امت کے مزاروں پر لوگ جمع ہو کر مشرکانہ رسوم بجالاتے ہیں اور قبروں پر جا کر ان کو پکارتے اور ان کے نام کی نذرین دیتے ہیں قیامت کے دن وہ
 صاف صاف اعلان کریں گے کفی باللہ شہیدا بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین (یونس ص ۳) یعنی خدا شاہد ہے کہ ہمارے مزاروں پر تم جو
 مشرکانہ کام کرتے رہے ہم ان سے بالکل بے خبر تھے اور ہمیں پتہ بھی نہ تھا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اگر ان کی ارواح قبروں میں ہوں تو انہیں زائرین کے تمام
 احوال معلوم ہونے چاہئیں۔

حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں فالقول الثابت ان اجزاء البدن من المیت لا سماع لہا ولا شعور ولا خرج ولا سس ورنی البرزخ
 (تحریرات ص ۲۱) یعنی میت کے اجزاء بدن میں حس و شعور نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ رہا یہ کہ مدیثوں میں آتا ہے کہ منکر و نکیر قبر میں آکر میت کو بٹھاتے اور اس سے سوالات

پوچھتے ہیں اسی طرح نیک لوگوں کو قبر میں فرح و سرور اور بدکاروں کو عذاب ہو رہا ہے پھر اس کا کیا مطلب ہو گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قبر سے یہ گڑھا مراد نہیں بلکہ اس سے عالم برزخ مراد ہے۔ اور میت کو بٹھانا اور اس سے سوال کرنا وغیرہ برزخی امور ہیں جنہیں محسوسات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ فعند الخنفية الجسد ميت لا يسمع قها وردد من وسعة القبور والاجلاس ومن عود الروح وسعة القبور وضرب للمرازية وسماح الاصوات هو امر يغاير المحسوسات نحو اسنا الظاهرية الخ (تجويزات مشہد) عود روح کے بارے میں حضرت شیخ قدس سرہ کی تحقیق یہ ہے کہ برزخ میں لذت و الم اور سرور و عذاب کا احساس روح کو ہرگز نہیں ہوتا روح ایک ایسی چیز ہے جو احساس الم سے ماورائے ہے اسے تکلیف تو کمی حال میں نہیں ہوتی البتہ اسے لذت و سرور کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ احساس الم نفس کو ہوتا ہے جو روح سے ایک جدا چیز ہے البتہ روح سے اس کا گہرا تعلق ہے جیسا کہ دھڑکیں کا آگ سے۔ یہ نفس بدن کا جزو اصلی ہے جو ابتداء سے آخر تک باقی رہتا ہے یہی وہ جسم ہے جسے جنت میں پرندے کے قالب میں داخل کیا جائے گا۔ قلت هذا المعبر بالجزء الباقي من البدن هو النفس هي شبهة بالروح مما زجة مدزجة لها كالدخان للنداء فهي متألدة المتلذذة واما الروح فلا تتألف اصلاً ولا تتلذذ بغیر ذکر وعز من يفرد بينهما (ایضاً مشہد) ۱۴۱۰ یہ توحید پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اے بنی آدم اپنی پیدائش کے مختلف اطوار و ادوار دیکھو جب تم پیدا ہوئے اس وقت تم ہر لحاظ سے کمزور تھے، بچپن کے بعد عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ بدن میں قوت بھی بڑھتی گئی یہاں تک کہ عین عالم شباب میں تمہاری بدنی قوت بھی عروج کو پہنچ گئی۔ اس کے بعد عمر ڈھلنا شروع ہوئی تو قوت میں ضعف نمودار ہونے لگا یہاں تک کہ ضعف کی آخری حد بڑھاپے تک پہنچ گئے۔ یہ قوت و ضعف، جوانی و بڑھاپا سب اللہ کے اختیار میں ہے وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ اور وہی سب کچھ جاننے والا اور وہی سب کچھ کرنے والا ہے لہذا وہی سب کا کار ساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی دمار اور پکار کے لائق نہیں۔ ۱۴۱۱ یہ توحید دنیوی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ قبروں میں وہ ایک ساعت سے زیادہ نہیں ٹھہرے قیامت ہونے کی کے باعث انہیں یہ بھی یاد نہیں رہے گا کہ وہ قبروں میں بہت طویل عرصہ ٹھہرے ہیں۔ كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْكَلُونَ جس طرح وہ قیامت میں صبح بات نہیں بتا سکیں گے اسی طرح دنیا میں بھی حق سے پھیر دئے جاتے تھے اور باطل کی پیروی کرتے تھے یصرفون من الحق الى الباطل ومن الصدق الى الكذب (کبیر ج ۲ ص ۲۷) ۱۴۱۲ لیکن جو لوگ دنیا میں علم و ایمان کی دولت سے بہرہ ور تھے وہ کہیں گے تم اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قیامت تک کا طویل عرصہ قبروں میں رہے ہو اب قیامت قائم ہو گئی ہے اور آج قیامت ہی کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا لیکن تم اس کی آمد پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اور اسے حق نہیں جانتے تھے۔ وَلَكِنْ كَذَبْتُمْ كَذَبْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ انحق (روح ج ۲ ص ۲۱) ۱۴۱۳ قیامت کے دن مشرکین کے لئے کوئی عذر و بہانہ مفید ثابت نہ ہو گا، ان کی طرف سے کوئی معذرت قبول نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں توبہ کر کے اور اپنے گناہوں کی تلافی کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا موقع ہی دیا جائے گا۔ ای لا يطلب منهم الاعتاب وهو ازالة العتب یعنی التوبة التي تزيل اثار الجرمية لا تطلب منهم لانها لا تقبل منهم (کبیر ج ۲ ص ۲۷) ۱۴۱۴ یہ معاندین پر شکوی ہے یعنی ہم نے لوگوں کو ہر اسلوب اور ہر انداز کے ساتھ مسئلہ توحید، رسالت اور حشر و نشر کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے اس کے باوجود وہ نہیں مانتے ان کو تو اگر آپ کوئی عظیم الشان معجزہ بھی دکھادیں تو یہ معاندین پھر بھی کہیں گے کہ تم باطل پر ہو تم تمہاری بات نہیں مانتے۔ ۱۴۱۵ کاف یعنی لام تعلیل ہے اور ذلک سے تکذیب کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے یعنی منکر و عناد کی بنا پر تکذیب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے جو حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور ابوار و خرافات کی پیروی میں اپنی عمر کھودیتے ہیں۔ لا يعلمون لا يطلبون العلم ولا يتحرون الحق بل يصرون على خرافات اعتقدوها وترهات ابتدعوها (ابو السعود ج ۲ ص ۲۷) ۱۴۱۶ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نسلی ہے اور وعدہ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔ اگر معاندین اتنے واضح بیانات کے باوجود انکار سے باز نہیں آتے تو آپ آزر دہ خاطر اور ملول نہ ہوں، ان کی ایذاؤں پر صبر کریں اللہ تعالیٰ کا وعدہ نصرت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ لا محالہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا اور مقہور و مغلوب کرے گا اور آپ کو اور آپ کے تبعین کو بدر میں ان پر فتح و غلبہ عطا فرمائے گا۔ وَلَا يَسْتَنْجِفُكَ الْخِ ان منکرین توحید و رسالت اور حامدین نبوت و شہور کا معاندانہ رویہ آپ کی گھبراہٹ یا عجلت میں ان کے لئے بددعا کرنے کا باعث نہ بنے پائے کیونکہ اگر وہ اسی ڈگر پر قائم رہے تو ہمارا عذاب ان پر آکر رہے گا۔ ای لا يحملنك هؤلاء الذين لا يوقنون بالآخرة على الخفة والعجلة في الدعاء عليهم بآل عذاب اولاً يحملنك على الخفة والقلق جزعاً لما يقيمون ويفعلون (مدارج ج ۳ ص ۲۷)

سُورَةُ رُومٍ آیات توحید

اور اس کی خصوصیات

- ۱۔ اللّٰهُ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ (۱۶) فتح و شکست اللہ کے اختیار میں ہے۔
- ۲۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ (۲۶) نفی شفاعت قہری۔
- ۳۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَكُمْ تَا۔ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۳۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۴۔ صَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَلْحٰ (۴۶) نفی تصرف و اختیار از مبدء و ان باطلہ۔
- ۵۔ قَا قُمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا تَا۔ كُلُّ شَيْءٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ توحید تمام پیغمبروں کا دین ہے۔
- ۶۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ تَا۔ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرَکُّوْنَ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۷۔ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیْحَ تَا۔ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۸۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیْحَ تَا۔ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۵۶) نفی شرک فی التصرف۔
- ۹۔ كَذٰلِكَ یُطَبِّعُ اللّٰهُ اَلْحٰ جُوْلُوْکَ تَقِ وَاَضَحِ ہو جانے اور حجت خداوندی قائم ہو جانے کے بعد بھی محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کو نہ مانیں ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر کے ان سے قبول حق کی توفیق و استعداد سلب کر لی جاتی ہے۔

(آج تاریخ ۲۴ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۱۷ء بروز جمعہ شنبہ
قبل دوپہر سورہ روم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً و لا حول و لا قوۃ
والسلام علی رسولہ دایماً ابدیاً سائر عبادہ الصالحین متوالیا سرمد۔)

سُورَةُ لُقْمَانَ

ربط سورہ لقمان کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورہ روم میں کہا گیا رو میو! اگر تم توحید پر قائم رہے تو اس مغلوبیت کے بعد تمہیں مشرکین پر غلبہ دیدیا جائیگا۔ سورہ لقمان میں بتایا جائے گا کہ مسند توحید جس کی برکت سے رومیوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوگا اس قدر اہم ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت مسند توحید کو تمام نصائح میں سرفہرست رکھا۔

سورہ لقمان کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورہ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح عطا کرے گا بشرطیکہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو۔ اب اس سورت میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال ہوئی گویا یہ سورت سورہ روم کے لئے بمنزلہ تہمتہ ہے۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب کے بعد نفی شرک پر ایک نقلی دلیل اور آٹھ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک علی سبیل الاعتراف من الخضم ہے نیز آٹھ میں دو نفی شرک اور ایک بار تفصیلی چھٹی عقلی دلیل کے بعد ذلک بان اللہ هو الحق الخ میں تلک ایت الکتاب الحکیمہ۔ تا۔ دھوالعزیز الحکیم تمہید مع ترغیب ہے۔ اس میں انسانوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں ایک محسنین یعنی نیک روش اختیار کرنے والے۔ ان کے لئے قرآن مہربان ہوا اور رحمت ہے۔ دوم غیر محسنین یعنی معاندین اور کج روی اختیار کرنے والے جو قرآن کو سننے کے بجائے مشرکانہ قصے کہانیاں اور آلات ہول و لعب سے دلچسپی لیتے اور ان کو غور سے سنتے ہیں۔ قرآن کے انکار کی وجہ سے ان کی گمراہی اور عمی میں مزید اضافہ ہوگا وہ انوار قرآن سے محروم رہیں گے اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

خلق السموات۔ تا۔ فی صند مبین نفی شرک فی التقرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کر کے اپنی قدرت سے تمام رکھا ہے، یہ پہاڑ بھی اُسی نے بنائے، یہ ساری مخلوق بھی اسی نے پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر گونا گون نباتات اسی نے پیدا کی جب ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کار ساز بھی وہی ہے۔ مشرکین الشرکے سوا جن کو کار ساز سمجھتے ہیں انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا اس لئے وہ کار ساز بھی نہیں ہو سکتے اور نہ دعاء اور پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔

ولقد اتینا لقمن الحکمۃ (۲۷) یہ توحید پر دلیل نقل ہے لقمان سے واذ قال الخ یہ بیان حکمت ہے۔ حضرت لقمان بھی چونکہ محسنین میں سے تھے اس لئے انہوں نے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے منع کیا۔ دوصینا الانسان الخ یہ ادخال الہی ہے۔ یبسنی انہما ان تلک الخ کلام حضرت لقمان۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یبسنی اقم الصلوۃ ذکر المصلح۔ ولا تصعر خذک۔ تا۔ لصوت الحجیر اخلاق فاضلہ کی تعلیم۔

الموتوان اللہ سخر الخ (۳۷) توحید پر دوسری عقلی دلیل۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کے ملک و تصرف میں ہے اور ہر چیز کو اسی ہی نے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اور یہ تمام ظاہری و باطنی انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں لہذا وہی سب کا کار ساز ہے اور کوئی نہیں دمن الناس الخ یہ زجر ہے۔ توحید پر ایسے واضح دلائل کے باوجود معاندین پھر بھی اس میں جھگڑتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ دلیل وحی نہ دلیل نقلی واذ اقبل لہم الخ یہ شکوی ہے اور اگر ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کی آیتوں پر ایمان لاؤ تو کہہ دیتے ہیں ہم تو اسی عقیدے پر قائم نہیں گئے جس پر ہمارے باپ دادا تھے دمن یسلم وجہ الخ محسنین کے لئے بشارت ہے دمن کفر الخ یہ تحذیر آخری متکمل ہے۔

ولئن سألتہم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخضم جب مشرکین خود اعتراف کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ سائے جہان میں متصرف اور سب کا کار ساز بھی وہی ہے۔ قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کار سازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں ورنہ ان میں کوئی اسکا شریک نہیں۔ اللہ مافی السموات والارض الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب ساری کائنات کا مالک اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کار ساز بھی وہی ہے۔

ووان مافی الارض الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معلومات اس قدر زیادہ اور بے شمار ہیں کہ اگر ساری دنیا کے درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور تمام سمندر سیاہی ہو جائیں بلکہ سات گنا سمندر مزید بھی ہوں تو یہ تمام سمندر ختم ہو جائینگے لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات پھر بھی احاطہ تحریر میں نہیں آسکیں گے۔ الموتوان اللہ یو الخ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اس لئے سب کا کار ساز بھی وہی ہے ذلک بان اللہ هو الحق الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے یعنی دلائل بالا سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی کار ساز اور معبود برحق ہے اور وہی دعاء اور پکار کے لائق ہے اور اللہ سے وئے مشرکین جن کو کار ساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ باطل ہے الموتوان الفلک تجری الخ (۴۷) یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ جو محض اپنی مہربانی سے دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو نہا کر رکھتا ہے وہی سب کا کار ساز ہے واذ اغشیہم موج الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان کی کشتیاں پانی کی موجوں میں گھرجاتی ہیں تو خائفانہ لہجہ سے کہتے ہیں لیکن اللہ ان کو صحیح سلامت کنا لے لگا دیتا ہے تو ان میں سے بہت کم لوگ حق پر (خالص اللہ کی پکار پر) قائم رہتے ہیں اور

اکثر پھر شرک کرنے لگتے ہیں یا یہاں الناس اتقوا الخ یہ تحویف اخروی ہے۔ ان اللہ عندہ علم الساعة الخ یہ توحید پر آٹھویں عقل دلیں ہے اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ قیامت کب آئیگی؟ بارش کب ہوگی اور کس قدر ہوگی؟ مادہ کے جسم میں کیا ہے؟ نریا مادہ، کالا یا گورا۔ سعید یا شقی۔ کل کیا ہوگا؟ اور آدمی کو موت کب اور کہاں آئیگی؟ یہ پانچوں امور مفتح الغیب میں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جانتے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے اور کوئی نہیں کہے تِلْكَ آيَاتُ الْخَمِيْدِ یہ تمہیں ترغیب ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اس

نقشہ ۳۱

۹۰۸

اتل ما وحی ۲۱

سورة لقمن مکیہ وھی اربع وثلاثون ایه واربعة رکوع

سورہ لقمن ۱۵ مکیہ نازل ہوئی اس کی چونتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُشروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۱ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ۲ هُدًى وَرَحْمَةً

یہ ۱۵ آیتیں ہیں پکی کتاب کی ہدایت ہے ۱۵ اور مہربانی

لِلْمُحْسِنِينَ ۳ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ

پکی کریموں کے لئے جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۴ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن

زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر ان کو یقین ہے انہوں نے پائی ہے راہ ۴

رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۵ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْتَرِي

اپنے رب کی طرف سے اور وہی مراد کو پہنچنے اور ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں

لَهُوَ الْحَدِيثَ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَ هَاهُنَا

کھیل کی باتوں کے صلہ تا بچلا میں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور پھر انہیں اسی کو بھٹکی

أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۶ وَإِذْ أَتَاكَ عَلَيْهِتَانِ وَابَتَا لِيَأْمُرَاكَ

وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے وہ اور جب سنائے آپ کو ہماری آیتیں ۱۵ پھیلنے والے غور سے

كَانَ لَدَيْهِمَا كَانٌ فِيْ أَذْنَيْهِ وَقَرَأَ فَلْيُشْرِكْ بِعَدَابِ اللَّهِ ۷

گویا ان کو سننا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بھرے ہیں سوخو ٹھہری ۱۵ اس کو دردناک مذاہب کل

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۸ خَالِدِينَ

جو لوگ ۱۵ یقین لائے اور کئے بھلے کام انکے واسطے ہیں نعمت کے باغ ہمیشہ باکریں

فِيهَا مَوْعِدٌ مِّنَ اللَّهِ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۹ خَلَقَ السَّمَوَاتِ

ان میں وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا بنائے آسمان ۹

منزل ۵

کتاب حکیم سے محسنین کیا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کی جزاء کیا ہوگی نیز معاذین پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے اور ان کی سزا کیا ہوگی۔ المحکمہ اسی ذی الحکمہ (روح ج ۲۱ ص ۶۵) یعنی یہ قرآن حکمت و دانائی سے بھرپور مضامین پر مشتمل ہے الکتاب کی صفت المحکم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے۔ چنانچہ اس سورت میں آٹھ دلائل عقلیہ اور صرف ایک دلیل نقلیہ مذکور ہے ۱۵ ہدی الخ المحسنین نیک روی اختیار کر نیوالے اور اخلاص کے ساتھ اعمال حسنہ بجا لائیوالے المحسنین الذین یعملون الحسنات (بحر ج ۱ ص ۸۴) یعنی جو بیان آگے آ رہا ہے وہ محسنین کے لئے سرایا ہدایت و رحمت ہے۔ اس سورت کو رحمت و ہدایت اس لئے کہا گیا کہ اس میں توحید کا علی وجہ الکمال بیان ہے اور غیر اللہ سے بالتفصیل علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ الذین یقیمون الصلوٰۃ الخ یہ محسنین کی صفت کا شق ہے۔ زکوٰۃ سے یا زکوٰۃ اموال مراد ہی کیونکہ زکوٰۃ کی نفس فریضیت مکہ میں ہو چکی تھی البتہ تعین نصابات مدرسہ میں ہوئی۔ ان الزکوٰۃ ایجا کان تمکدہ کا لصلوٰۃ وتقدير الانصباء هو الذی کان بالمدریستہ (روح ج ۲۱ ص ۶۵) یا زکوٰۃ سے عقائد و اعمال کی طہارت مراد ہے یعنی وہ اپنے عقائد و اعمال کو شرک کی پلیدی سے پاک رکھتے ہیں ۱۵ اولئک علی ہدی الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی مذکورہ بالا اوصاف والے لوگ واقعی اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ پر ہیں اور آخرت میں نجات و فلاح کے مستحق بھی یہی لوگ ہوں گے ۱۵ ومن الناس الخ یہ محسنین کے مقابلے میں معاذین پر زجر اور ان کے لئے تحویف اخروی ہے محسنین کے مقابلے میں کچھ ایسے بدکردار اور ضدی لوگ بھی موجود ہیں جو ہر باطل اور یہودہ بات کی پیروی کرتے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ راست سے بہکاتے ہیں۔ لہذا الحدیث کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی فرماتے ہیں اس سے گانا اور آلات لہو مراد ہیں۔ ابن عباس رضی فرماتے ہیں ۱۵

یہ سورت محسنین کی صفت کا شق ہے۔ زکوٰۃ سے یا زکوٰۃ اموال مراد ہی کیونکہ زکوٰۃ کی نفس فریضیت مکہ میں ہو چکی تھی البتہ تعین نصابات مدرسہ میں ہوئی۔ ان الزکوٰۃ ایجا کان تمکدہ کا لصلوٰۃ وتقدير الانصباء هو الذی کان بالمدریستہ (روح ج ۲۱ ص ۶۵) یا زکوٰۃ سے عقائد و اعمال کی طہارت مراد ہے یعنی وہ اپنے عقائد و اعمال کو شرک کی پلیدی سے پاک رکھتے ہیں ۱۵ اولئک علی ہدی الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی مذکورہ بالا اوصاف والے لوگ واقعی اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ پر ہیں اور آخرت میں نجات و فلاح کے مستحق بھی یہی لوگ ہوں گے ۱۵ ومن الناس الخ یہ محسنین کے مقابلے میں معاذین پر زجر اور ان کے لئے تحویف اخروی ہے محسنین کے مقابلے میں کچھ ایسے بدکردار اور ضدی لوگ بھی موجود ہیں جو ہر باطل اور یہودہ بات کی پیروی کرتے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ راست سے بہکاتے ہیں۔ لہذا الحدیث کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی فرماتے ہیں اس سے گانا اور آلات لہو مراد ہیں۔ ابن عباس رضی فرماتے ہیں ۱۵

موضع قرآن ۱۵ ایک کافر تھا جس کو دیکھتا کہ نرم دل ہوا مسلمان کی طرف جھکا اپنے گھر لے جاتا۔ شراب پلاتا اور راگ ناچ دکھاتا۔ اس رندی کی مجلس سے

فتح الرحمن ۱۵ یعنی مثل قصہ رستم و اسفندیار ۱۳۔

الغناء وانشباہ یعنی اس سے گانا بجانا اور اسی طرح کے دیگر باطل اور بیہودہ کام مراد ہیں۔ حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں ہر وہ بیہودہ اور خرافات جو اللہ کی عبادت سے روکے کے کل ماسخلک عن عبادۃ اللہ تعالیٰ و ذکرہ من السمر و الاصلاح و الخرافات و الغناء و نحوھا امام ضحا کہ؟ کہتے ہیں اس سے مراد شرک ہے ان لہو الحدیث الشرک (الکل من الریح ج ۲ ص ۲۱) اسی طرح حضرت حسن بصری سے بھی منقول ہے وعن الحسن ایضا ہوا لکفر و الشرک (قرطبی ج ۳ ص ۵۲) اس سے معلوم ہوا کہ گانا بجانا اور ہر قسم کے آلات لہو و لعب مثلاً سارنگی، طاؤس و رباب وغیرہ سب

حرام اور ناجائز ہیں گانا بجانا اور آلات لہو کی حرمت پر تمام اماموں کا اجماع ہے بلکہ یہ ہر دین میں حرام رہا ہے جیسا کہ قتادہ نے تائید غانیہ میں ہے۔ اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان (روح ج ۲ ص ۲۱) امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، حماد بن ابی سلیمان، ابراہیم نخعی، امام شعبی، تمام علماء کوفہ اور تمام علماء بصرہ کے نزدیک گانا بجانا بالاتفاق حرام ہے ان الامام اباحنیفہ یکرہ الغناء و یجعلہ من الذنوب و کذلک مذهب اہل الکوفۃ سفیان و حماد و ابراہیم و شعبی وغیرہم لا اختلاف بینہم فی ذلک ولا نعلم خلافہا بین اہل البصرۃ فی کراہۃ ذلک و المنع منہ انتہی و کان مرادہ بالکراہۃ المحرمۃ (روح ج ۲ ص ۲۱) امام مالک سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہاں کے فاسق و فاجر لوگ یہ کام کرتے ہیں انما یفعلہ عندنا الفساق (قرطبی ج ۳ ص ۵۵ و روح) امام شافعی نے فرمایا گانا بجانا ایک ناپسندیدہ لہو ہے جو باطل سے مشابہ ہے ان الغناء لہو و مکروہ یشبہ الباطل (روح و قرطبی) امام احمد بن حنبل سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ وعن عبد اللہ بن الامام احمد انہ قال سألت ابی عن الغناء فقال ینبہت النفاق فی القلب (روح) طبری کہتے ہیں تمام علماء امصار کا غناء کی حرمت پر اجماع ہے۔ قال الطبری فقد اجمع علماء الامصار علی کراہۃ الغناء و المنع منہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۵۶) ابن الصلاح نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ قال ابن الصلاح فی فتاواہ بعد کلام طویل فاذا ن هذا السماع حرام باجماع اہل الحل و العقد من المسلمین انتہی (روح) اسی طرح یہ صوفیوں کا سماع جسے قوالی کہا جاتا ہے بدعت سیئہ اور حرام ہے فاما ما ابتدعہ الصوفیۃ الیوم من الادمان علی سماع المغانی بالآلات المطربۃ من الشبابت و النظار و المعازف و الاوتار فحرام (قرطبی ج ۱۲ ص ۵۶)

آیت کا حاصل یہ ہوا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو قرآن سننے کے بجائے لہو و لعب میں منہمک رہتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں شبہات و شرکیہ ڈال کر ان کو راہ توحید سے برگشتہ کرتے ہیں اور آیات قرآنیہ کا مذاق اڑاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے قرآن عسی اور وقرہ ان کے لئے ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب تیار ہے۔

۱۷ و اذا تتلی الخ ان معاندین پر جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھنی جاتی ہیں تو وہ کبر و عنبر اور کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے منہ موڑ لیتے ہیں گویا کہ وہ کانوں سے بہرے ہیں اور انہوں نے ان کو سننا ہی نہیں فبشرہ بعذاب الیم معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے یعنی جس طرح دنیا میں اللہ کی آیتیں سننے سے انہیں تکلیف ہوتی تھی اسی طرح وہ آخرت میں عذاب جہنم کی تکلیف میں مبتلا ہوں گی ای یوم القیامۃ یؤلمہ کما تألم بسماع کتاب اللہ و آیاتہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳)۔

۱۸ ان الذین الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی جو لوگ اللہ کی خالص توحید پر ایمان لائے اور پورے اخلاص کے ساتھ نیک عمل کئے ان کیلئے بے شمار نعمتوں کا باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی پختہ وعدہ ہے حوالہ پورا ہو گا۔

۱۹ خلق السموات الخ تمہید کے بعد توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ستونوں کے بغیر ان کو قائم رکھا ہے، زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ ڈالوں نہ ہو اور اس پر ہر قسم کی مخلوق پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع و اقسام کی عمارت اور نفع بخش نباتات پیدا کی۔ بغیر عمدت و تدبیر۔ یعنی وہاں سرے سے ستون ہیں ہی نہیں۔ اس لئے نظر کیا آیتیں۔ ان تمید بکم بمعنی لعلہ تمید بکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۵۵)

۹۔ ہذا خلق اللہ الخ یہ تمام مذکورہ چیزیں تو اللہ کی مخلوق ہیں اے مشرکین! اللہ کے سوا جن کو تم نے متصرف و کار ساز سمجھ رکھا ہے ذرا دکھاؤ تو سہی انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے جب ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو لا محالہ سب کا کار ساز بھی وہی ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے اور معبودان باطلہ چونکہ ایک نے کسی کے بھی خالق نہیں اس لئے وہ معبود اور کار ساز ہونے کے لائق بھی نہیں مآذ خلق الذین من دونہ مسا اتخذتموہم شرکاء لہ سبحانہ فی العبادۃ حتی استحقوا بہ المعبودیۃ (روح ج ۲ ص ۸۷) بل الظلمون الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی یہ بت

لقمن ۳۱

۹۱۰

اتل ما وحی ۲۱

بَغِيرِ عَمَلٍ تَرَوْنَهَا وَالْقِي فِي الْأَرْضِ رَوَاسِي أَنْ

بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم انکو اور رکھ دیتے زمین پر پہاڑ

تَمِيدُ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا

تم کو لے کر جھک نہ پڑے اور بکھیر دئے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے

كِرِيمٍ ۱۰ هَذَا خَلَقُ اللَّهِ فَارُونِي مَاذَا خَلَقَ

غلام یہ سب کچھ بنا یا ہے اللہ کا یہ اب دکھاؤ مجھ کو کیا بنا یا ہے

الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۱۱

اوروں نے جو اس کے سوا ہیں کچھ نہیں پر ہے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ

اور ہم نے دی لقمان کو حکمت کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی

يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ

حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی منکر ہوگا تو اللہ بے پرواہ ہے

حَنِيدٌ ۱۲ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يُعْطِي يَبْنِي لَا

سب تعریفوں والا اور جب کہا لقمان نے لے پٹنے بیٹے کو جب اس کو کچھ مانے لگا اے بیٹے

تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۱۳ وَصَّيْنَا

شریک نہ ٹھہرا جو اللہ کا بے شک شریک بنانا بھاری ہے انصاف ہے اور ہم نے تاکید کر دی

الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفُضِّلَ

انسان کو ۱۲ اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے شک تک کو لا اور دھ

فِي عَمَلَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْمَصِيرِ ۱۴

چھرا ہے اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر بھی تک آنا ہے و

منزل ۵

نہیں کہ معبودان باطلہ کی کوئی مخلوق دیکھ کر انہوں نے ان کے مستحق عبادت ہونے پر استدلال کیا ہے بلکہ یہ صریح گمراہی میں ہیں اور ان سے قوت فہم سلب کر لی گئی ہے اور وہ ضلالت و جہالت کی اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ مخلوق کی عبادت اور پکار میں مصروف ہیں بلکہ دلچسپی لیتے ہیں الخ یہ توحید پر نقل دلیل ہے یعنی جس طرح عقل سے بطلان شرک واضح ہے اسی طرح نقل بھی بطلان شرک پر شامد ہے چنانچہ لقمان جو محبین میں سے تھا اس کو ہم نے حکمت اور دانائی عطا کی تو اس نے اپنے بیٹے کو حکیمانہ پسند و نصائح کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے بچنے کی نصیحت کی جبکہ مفسرین کا قول ہے کہ لقمان ولی تھا نبی نہیں تھا عکرم اور شعبی کا قول ہے کہ وہ نبی تھے و علیٰ ہذا جمہور اہل التاویل انہ کان دلیا ولم یکن نبیا و قال بنیو قعد سمتہ والشعبی (قرطبی ج ۴ ص ۵۸) ان الشکری سے پہلے قلنا مقدر ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت دی اور کہا اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرو جو شخص اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے اس کا نقصان بھی اسی ہی کو ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے اور صفات کمال کا مالک ہے اس کا اس سے کچھ نقصان نہیں۔ ثواب الشکر لا یحصل الا للشاكرین اذہو تعالیٰ غنی عن الشکر فشکر الشاکر لا ینفعہ وکفر من کفر لا یدفعہ (بہر ج ۷ ص ۱۸۶) اللہ واذ قال لقمن الخ یہاں سے بیکر رکوع کے آخر تک لقمان کی حکیمانہ پسند و نصائح کا ذکر ہے۔ پسند و نصیحت میں حضرت لقمان نے بلاشبہ حکیمانہ انداز اختیار کیا۔ سب سے پہلے خالق حقیقی کا حق بتایا۔ اس کے بعد دوسری باتوں کی وصیت کی۔ لا تشرک باللہ اللہ کے عبادت، دعاء اور پکار میں کسی کو شریک مت بنانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اما الاشتراک فوضع المعبودیۃ فی غیر اللہ تعالیٰ ولا یجوز ان یکون غیرہ معبودا

موضع قرآن کے حکم کے نک یہ کلام بیچ میں اللہ صاحب فرماتا ہے لقمان نے بیٹے کو ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ صاحب نے شرک کے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمایا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا۔ اللہ نے باپ کا اور رسول کا اور مرشد کا، حق اللہ ہی کی طرف میں ہے کہ اسی کے نائب ہیں۔

حجۃ الہدایہ ج ۱ ص ۱۲۷

کے بعد حضرت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو مکارم اخلاق اور حسن معاشرت کی نصیحت فرمائی۔ یعنی دوسروں کو حقیر سمجھ کر اور کبر و غرور کی بناء پر ان سے منہ نہ موڑ بلکہ عاجزی، تواضع اور انس و محبت کے ساتھ ان سے برتاؤ کر۔ یعقول لا تکبر فتحق عباد اللہ وتعرض عنهم بوجهک اذا کلوا (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳) فاللعن اقبل علیهم متواضعا مؤنساً لنا (قرطبی ج ۳ ص ۱۳) لا تمش الخ اور زمین میں اکڑ کر اور اتر کر نہ چل کیونکہ اللہ تعالیٰ محکم کی چال چلنے والے اور لاف و گزاف ماننے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ ان اللہ لا یحب الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے ۱۵ واقتصد الخ چلنے میں میانہ روی

لغمن ۳۱

۹۱۲

انل ما اوحی ۲۱

وَاعْصِ مِنْ صَوْتِكَ ۱۱ اِنْ اَنْتَ اِلَّا صَوَاتٌ

اور بچی کر آواز اپنی بے تنگ بری سے بری آواز

لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۱۲ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ

گدھے کی آواز ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام میں لگائے

لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ

تمہارے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور پوری کر دیں

عَلَيْكُمْ نِعْمَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۱۳ وَمِنْ

تم پر اپنی نیکیوں کھلی اور چھپی اور نیکوں

النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى

میں ایسے ہیں ۱۴ جو بھڑکتے ہیں اللہ کی بات میں نہ سمجھ رکھیں اور نہ سوجھ

وَلَا كِتَابٍ مُّبِينٍ ۱۵ وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ اتَّبِعُوا مَا

اور نہ روشن کتاب اور جب ان کو کہتے ۱۵ چلو اس حکم پر جو

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے

عَلَيْهِ اَبَاءَنَا ۱۶ اَوْ لَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوهُمْ

اپنے باپ دادوں کو بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو ان کو

اِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ ۱۷ وَمَنْ يَّسْلَمْ وَجْهَهُ

دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ ۱۷

اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ

اللہ کی طرف اور وہ بہتر پر سو اس نے پکڑ لیا ۱۸

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۱۹ وَالِى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُورِ ۲۰

مضبوط کڑا اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا

منزل ۵

اختیار کر اور اپنی آواز بھی قدرے پست رکھ کیونکہ سب سے قبیح اور گریہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔ گویا بلند اور گریہ آواز سے گفتگو کرنا آداب کلام اور حسن معاشرہ کے خلاف ہے ان انکرا الصوات الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو افعال اقوال میں میانہ روی اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ ۱۵ واقتصد الخ اشارۃ الی الافعال و اغضض من صوتک اشارۃ الی الاقوال فنبہ علی التوسط فی الافعال و علی الاقلال من فضول الکلام (بحر ج ۱ ص ۱۸۹) ۱۶ اَلَمْ تَرَوْا الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التقرّف مقصود ہے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے کاموں میں لگا دیا ہے اور تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں بہ تمام و کمال تمہیں عطاء فرمائی ہیں ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں لہذا وہی سب کا کار ساز ہے اور وہی عبادت اور پکار کے لائق ہے اور کوئی نہیں ۱۷ ومن الناس الخ یہ معاذرین پر زجر ہے یعنی ہم تو مسند توحید کو عقل و نقل کے دلائل واضح کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن لوگ ماننے کے بجائے التا توحید میں مجادلہ کرتے ہیں حالانکہ انکے پاس نہ عقل و نقل کی کوئی دلیل ہے نہ وحی کی فی اللہ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے کمال قدرت میں ای فی توحید عز وجل وصفاتہ جل شانہ کاملہ المنکرین وحدۃ سبحانہ وعموم قدرۃ جلالت قدرۃ وشمولہا للبعث (روح ج ۲ ص ۹۴) علم سے دلیل عقل ہدی سے دلیل وحی اور کتاب منیر سے دلیل نقل مراد ہے ۱۸ واذا قیل الخ یہ شکوہ ہے اور جب ان مشرکین سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے اولوکان الشیطن الخ اس کا معطوف علیہ مقدم ہے ای یتبعونہم ولوکان الشیطان یدعوہم فیما ہم علیہ من الشریک الی عذاب السعیر (البوسعود ج ۶ ص ۴۲) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلاتا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۱۹ ومن یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملے گی جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں سے دستبردار ہو گیا وہو محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضا الہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے والی اللہ عاقبۃ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز

راوی توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التقرّف مقصود ہے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے کاموں میں لگا دیا ہے اور تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں بہ تمام و کمال تمہیں عطاء فرمائی ہیں ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں لہذا وہی سب کا کار ساز ہے اور وہی عبادت اور پکار کے لائق ہے اور کوئی نہیں ۱۷ ومن الناس الخ یہ معاذرین پر زجر ہے یعنی ہم تو مسند توحید کو عقل و نقل کے دلائل واضح کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن لوگ ماننے کے بجائے التا توحید میں مجادلہ کرتے ہیں حالانکہ انکے پاس نہ عقل و نقل کی کوئی دلیل ہے نہ وحی کی فی اللہ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے کمال قدرت میں ای فی توحید عز وجل وصفاتہ جل شانہ کاملہ المنکرین وحدۃ سبحانہ وعموم قدرۃ جلالت قدرۃ وشمولہا للبعث (روح ج ۲ ص ۹۴) علم سے دلیل عقل ہدی سے دلیل وحی اور کتاب منیر سے دلیل نقل مراد ہے ۱۸ واذا قیل الخ یہ شکوہ ہے اور جب ان مشرکین سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے اولوکان الشیطن الخ اس کا معطوف علیہ مقدم ہے ای یتبعونہم ولوکان الشیطان یدعوہم فیما ہم علیہ من الشریک الی عذاب السعیر (البوسعود ج ۶ ص ۴۲) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلاتا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۱۹ ومن یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملے گی جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں سے دستبردار ہو گیا وہو محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضا الہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے والی اللہ عاقبۃ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز

جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے اولوکان الشیطن الخ اس کا معطوف علیہ مقدم ہے ای یتبعونہم ولوکان الشیطان یدعوہم فیما ہم علیہ من الشریک الی عذاب السعیر (البوسعود ج ۶ ص ۴۲) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلاتا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۱۹ ومن یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملے گی جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں سے دستبردار ہو گیا وہو محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضا الہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے والی اللہ عاقبۃ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز

کا انجام بھی ہی کے اختیار میں ہے اسلئے اس کے سوا کوئی متصرف و مختار نہیں۔ تقدیم ظرف حصر کیلئے ہے و تقدیم (الی اللہ) للحرص و اداعی الکفرۃ فی زعمہم مرجعیتہ لہستہم لبعض الامور (روح ج ۲۱ ص ۹۵) ۲۳۔ ومن کفر الہیہ معاندین کے لئے تخولیف اخروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر مشرکین ضد و عناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں تو اس سے آپ نمکین نہ ہوں قیامت کے دن یہ سب میرے سامنے حاضر ہوں گے تو میں ان کے تمام اعمال ان کے سامنے رکھوں گا میں تو ان کے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہوں غنیمتہم قلیلۃ الدنیا میں ان کو جو میں نے زندگی میں رکھی ہے یہ تو صرف چند روزہ ہے اس کے بعد انہیں چار و ناچار شدید ترین عذاب میں مبتلا ہونا ہے وہاں اپنے تمام کړتوتوں کی پوری پوری سزا پائیں گے ۲۴۔ ولئن سألتہم الہیہ یہ توجید پر تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخضم۔ یعنی مشرکین کو خود اس بات کا اعتراف ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جب ہر چیز کا خالق اللہ ہے تو لامحالہ ہر چیز میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہو گا قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے یعنی دلائل مذکورہ سے ثابت ہوا کہ تمام صفات کا رسانی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق ہے لیکن مشرکین کی جہالت و نادانی کا یہ عالم ہے کہ وہ اس حقیقت سے سراسر جاہل ہیں ۲۵۔ للہ مافی السموات الہیہ توجید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا مالک اور اس میں متصرف بھی وہی ہے اور پھر وہ سب سے بے نیاز بھی اور تمام صفات کمال سے متصف بھی۔ لہذا عبادت اور پکار کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ للہ مافی السموات والارض خلقا و ملکا و تصرفا لیس لاحد سواہ عز و جل استقلالا ولا شریکۃ فلا ۲۶۔ ولوان الخ ۲۷۔ یستحق العبادۃ فیہما غیرہ سبحانہ وتعالیٰ بوجہ من الوجوہ (روح ج ۲۱ ص ۹۶) ۲۸۔ یہ توجید پر پانچویں عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی جس طرح سب کچھ کریموالا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جانتے والا بھی وہی ہے۔ لو شرطیۃ، مافی الارض امم آن، من شجرۃ بیان ما، اقلام خبر آن، والبحر مبتدا، یمدہ الخ جملہ خبر، یہ جملہ ما موصولہ سے یا بنی الارض کے متعلق مقدر کے فاعل سے حال ہے مانفدت الخ لو کا جواب ہے۔ اور ما نفدت سے پہلے کلام مقدر ہے۔ اسی و کتبت ببتک

لقمن ۳۱

۹۱۳

اتل ما وحی ۲۱

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنُكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

اور جو کوئی منکر ہوا ۲۹۔ تو تو غم نہ کھا اس کے انکار سے ہماری طرف پھر آنا ہے انکو

فَنَبِّئْهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ

پھر ہم بتلا دیں گے ان کو جو انہوں نے کیا ہے البتہ اللہ جانتا ہے جو بات ہے

الصُّدُورِ ۚ ۲۳ نَسْتَعْمُقُ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ

دلوں میں کام چلا دیں گے ہم ان کا کھوڑے دنوں پھر پکڑ بلائیں گے ان کو

إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۚ ۲۴ وَلَٰكِن سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ

گاڑھے عذاب میں اور اگر تو پوچھے ان سے ۲۴۔ کس نے بنائے

لِلسَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ

آسمان اور زمین تو ہمیں اللہ نے تو کہہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ ۲۵

سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے

لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ

اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان ۲۵۔ اور زمین میں بیشک اللہ وہی ہے بے پروا

الْحَمِيدُ ۚ ۲۶ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ

سب خوبوں والا اور اگر جتنے ۲۶۔ درخت ہیں زمین میں

أَقْلَامٌ وَالْبَحْرِ يَمْدَةٌ مِنْ بَعْدِ سَبْعَةِ أَبْحُرٍ

قلم ہوں اور سمندر ہو اس کی سیاہی اس کے پیچھے ہو سات سمندر

مَا نَفِدَتْ كَلِمَتُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۚ ۲۷

نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی ول بے شک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا

مَا خَلَقَكُمْ وَلَا يَعْشَكُمُ ۚ أَلَا كُنْفُسٌ ۚ ۲۸ وَإِنَّ اللَّهَ

تم سب کا بنانا ۲۸۔ اور مرے پیچھے جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جی کا بے شک اللہ

منزل ۵

الاقلام وبذلك المداد کلمات اللہ مانفدت الخ (الکل من الروح) یہاں اللہ تعالیٰ کے معلومات کے لامحدود اور غیر متناہی ہونے کا بیان ہے یعنی دنیا کے تمام درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور بحر محیط سیاہی بن جائے اور پھر ایسے ہی سات سمندر اور سیاہی کے ہوں پھر ان قلموں سے اس سیاہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھا جائے تو سب قلمیں گھس جائیں گی اور تمام سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات جیٹہ تحریر میں نہیں آسکیں گے ۲۸۔ ما خلقکم الخ

فتح الرحمن وای یعنی معلومات او ۱۲

یہ تخلیف اخروی ہے۔ تم سب کو پہلے پیدا کرنا اور پھر دوبارہ پیدا کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ساری مخلوق کی پیدائش یا بعثت اور ایک جان کی پیدائش یا بعثت اللہ کے لئے یکساں ہے اس لئے وہ ضرورتاً کو دوبارہ پیدا کرے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزاء دے گا۔ ان اللہ سب سے بصیر یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی جس طرح وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے اسی طرح اس کی قدرت کاملہ ہر کام پر حاوی ہے ۲۵ اہم سوال یہ توحید پر پھٹی دلیل ہے۔ یعنی یہ حقیقت اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اسے ہر کس و نا کس جانتا ہے کہ یہ سارا نظام عالم از نظام شمس اللہ

لقمن ۳۱

۹۱۴

اتل ما وحی ۳۱

سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۲۸ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي

سب کچھ سنتا دیکھتا ہے تو نے نہیں دیکھا ۲۸ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو

النَّهَارَ وَيُورِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

دن میں اور دن کو داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا دیا سورج

وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي اِلَىٰ اَجَلٍ مُّسَمًّى وَاَنَّ اللّٰهَ

اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک معزز وقت تک اور یہ کہ اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۲۹ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

بہر رکھتا ہے اس کی جو تم کرتے ہو وہی یہ اس لئے کہ اللہ وہی ہے سچ

وَاَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ

اور جس کسی کو پکارتے ہیں اس کے سوا سب وہی جھوٹ ہے اور اللہ

هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۳۰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفَلَكَ فَجْرِي

وہی ہے سب سے اوپر بڑا تو نے نہ دیکھا ۳۰ کہ جہاز چلتے ہیں

فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ اٰيٰتِهٖ ۳۱ اِنَّ

سمندر میں اللہ کی نعمت ہے کہ تاکہ دکھائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں ۳۱ البتہ

فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۳۲ وَاِذَا

اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک کے لئے کہ نیوالے احسان ماننے والے کے واسطے اور جب

غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلُمِ دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

سر پہ آئے اسے ان کے موج جیسے بادل بگائے انہیں اللہ کو خالص کر کے

لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَهُمْ

اسی کے لئے بندگی پھر جب پہنچا دیا ان کو جنگل کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں

مُقْتَصِدٌ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيٰتِنَا اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۳۲

بچنے کی چال پر اور منکر دے ہوئے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں حق ماننے والے و

منزل ۵

کے اختیار و تصرف میں ہے۔ دن کے بعد رات رات کے بعد دن، دن رات میں کی بیشی، سورج اور چاند کا طلوع و غروب اور ایک کا ایک مہین اور مقرر پروگرام کے مطابق چلنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے جب سارا نظام کائنات اس کے تصرف میں ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر بھی ہے اور کوئی چیز اس کے تصرف و اختیار اور اس کے علم سے باہر نہیں تو لامحالہ اس کے سوا کارساز اور معبود بھی کوئی نہیں وہ سارے جہان کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور دعاء کا مستحق بھی وہی ہے ۲۹ ذلک الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیل مثر ہے۔ ہاں کا متعلق محذوف ہے اسی ذلک البیان بالادقہ لتستقنوا بان اللہ الخ یہ تمام دلائل واضح اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ معبود برحق اور حاجات میں غائبانہ پکارسے جانے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے سوا مشرکین جن معبودوں کو پکارتے ہیں ان کی عبادت اور پکار باطل ہے اور وہ پکار کے لائق نہیں ہیں اللہ تعالیٰ جو اپنی صفات میں برتر اور ذات میں سب سے بڑا ہے وہی عبادت کے لائق ہے یعنی ذلک الذی ہو قادر علیٰ هذه الاشياء التي ذكرت هو الحق المستحق للعبادة (وان ما يدعون من دونه الباطل) یعنی لا يستحق العبادة (وان اللہ هو العلی) یعنی فی صفاتہ لہ الصفات العلیا والاسما الحسی (الکبیر) فی ذاتہ لانہ اکبر من کل کبیر (خازن ج ۵ ص ۱۸۲) ۳۰ الخ ترا نے یہ توحید پر سابق عقل دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی رحمت شاملہ سے ہماری کشتیاں دریاؤں اور سمندوں میں صحیح سلامت سفر کرتی ہیں اس میں ہر صاحبِ کشتی کے بندے کے لئے عبرت ہے اور اس میں اللہ کی وحدانیت کا واضح نشان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کشتیوں کو صحیح سلامت کنالے لگا کر ہمیں اپنی وحدانیت اور قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہے لہذا ہم من آیاتہ ای بعض دلائل الوہیتہ تعالیٰ و وحدتہ سبحانہ و قدرتہ جل شانہ و علمہ عزوجل (روح ج ۲ ص ۱۵۱ و ابوالسعود ج ۴ ص ۴۷) ۳۱ و اذا غشیہم الخ یہ زجر ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں اگر ان کی کشتیوں کو پہاڑوں ایسی بلند و بالا موجیں گھیر لیں تو وہ اپنے تمام خود ساختہ کارسازوں

مرا پھیٹتی ہیں
۱۲
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

موضع قرآن و اظہار وعدہ یا قیامت ہے یا ہر ایک کا دورہ کوئی ہے بچ کی چال پر یعنی وہ چال جو خوف کے وقت تھی سو تو کسی کو نہیں رہتی مگر نرا بھول بھی نہ جاوے ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر منکر سوتے ہیں قدرت سے اپنی تدبیر پر کہتے ہیں یا کسی ادواح کی مدد پر۔

سے مایوس ہو کر خالص اللہ کو پکارنے لگتے ہیں موحدین کہ لا یدعون لخللا صہم سواہ (قرطبی ج ۳ ص ۱۰۶) فلما انجھم الحجب اللہ تعالیٰ ان کو طوفان سے بچا کر کنا سے لگا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ تورہ اعتدال اختیار کر لیتے ہیں اور حق یعنی توحید پر قائم ہو جاتے ہیں فمنہم مقیم علی التوحید (روح ج ۲ ص ۱۰۶) البتہ عہد شکنی اور ناشکری جن کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہو وہ ایسے واضح اور روشن دلائل سے بھی نہیں سمجھتے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے جھوٹا انکار پر ڈرتے بیٹے ہیں

۳۲ یا ایھا الناس الخ یہ تحویل اخروی ہے۔ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اس دن میں باپ بیٹے کے کام نہیں آئیگا اور بیٹا باپ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکیگا اور نہ دنیا کا ساز و سامان اور مال و زر رہی کسی کام آئیگا جس پر آج تم نازاں ہو اور جس پر مغرور ہو کر توحید سے منہ موڑ رہے ہو۔ الغرور دھوکہ دینے والا یعنی شیطان اور شیطان کے دھوکے میں بھی نہ آنا جو تمہیں جھوٹی آرزوئیں اور تمناؤں دلا کر اسکی توحید، اسلام اور آخرت سے غافل کرتا ہے ۳۳ ان اللہ الخ یہ توحید پر آمٹھویں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اس آیت میں پانچ امور کے علم کا اللہ تعالیٰ کیستہ مخصوص ہونا ذکر کیا گیا ہے (۱) قیامت کب آئیگی (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ (۴) آدمی کل کیا کرے گا؟ اور (۵) اسے موت کہاں آئے گی؟ ان پانچوں امور کو مقاصد الغیب یعنی غیب کے خزانے کہا جاتا ہے۔ اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ قیامت کب آئیگی تو آپ نے فرمایا فی خمس لا یعلمہن الا اللہ ثم تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عنده علم الساعة الیتم بحم مجاری صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۰، سنن ج ۲ ص ۲۶۳، ابن ماجہ ص ۱۰۰) یعنی قیامت کا علم ان پانچ امور میں سے ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے سورہ لقمان کی یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما فاتم الغیب خمس لا یعلمہا الا اللہ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۸) یعنی غیب کے خزانے پانچ ہیں اور ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا پانچ امور گنائے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان پانچ امور کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور

لقدین ۳۱
۹۱۵
اتل ما آوحی ۲۱
یَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَاحْشُوا
اے لوگو ۳۲
یَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ
اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے
وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَارٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْعًا
اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ کی جگہ کچھ بھی
إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّكُمْ الْحَيَوةُ
بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی
الدُّنْيَا وَقِفَّةٌ وَلَا يَغُرَّكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۳۳
زندگانی اور نہ دھوکہ دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغا بازوں
إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ
بے شک ۳۳ اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور
يُنْزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ
اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ عَدًّا
اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِمَا يَأْتِي أَرْضَ
اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں
تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
مریگا تحقیق اللہ سب کچھ جانتے والا
خَبِيرٌ ۳۴
خبر دار ہے۔

منزل ۵

کسی ملک مقرب کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ هذه الخمسة لا یعلمہا الا اللہ تعالیٰ ولا یعلمہا ملک مقرب لا نبی مرسل فمن ادعی انہ یعلم شیئاً من هذه فقد کفر بالقرآن لانہ خالفہ (قرطبی ج ۱ ص ۱۰۸) حضرت مجاہد رحمہ فرماتے ہیں وہی مقتایم الغیب النبی قال اللہ تعالیٰ وعنده مغاتم الغیب لا یعلمہا الا هو (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۰۵) امام قتادہ رحمہ فرماتے ہیں امشیاء استأثر اللہ بہن فلم

موضع قرآن لا یعنی شیطان دھوکہ دے کہ اللہ غفور رحیم ہے اور دنیا کا جینا بہکائے جس کو یہاں بھلا ہے اس کو وہاں بھی بھلا ہے۔

یطعم علیہن ملکاً مقرباً ولا نبیاً مرسل (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۵۵، روح ج ۲ ص ۱۱۱)۔

ایک بار خلیفہ منصور نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا تو اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی رہ گئی ہے؟ تو ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا اور غائب ہو گیا۔ منصور نے اپنا خواب علماء تعبیر کے سامنے بیان کیا تو کسی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ آپ کی عمر پانچ سال باقی ہے کسی نے کہا پانچ ماہ مراد میں اور کسی نے کہا پانچ دن مراد میں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحم سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ ہوا اشارۃ الی ہذا العلوم الخمسة لا یعلمہا الا اللہ (مدارک ج ۳ ص ۱۱۲) یعنی ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ ان پانچ علوم میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

مذکورہ احادیث، اقوال صحابہ و تابعین و عبارات مفسرین سے ثابت ہوا فتح ہو گیا کہ ان پانچوں چیزوں کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ان پانچوں علوم میں سے چار علوم کے بعض جزئیات کا حصول بشر کے لئے ممکن ہے اسکی تفصیل آگے آرہی ہے لیکن پہلی چیز یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اس کا صرف ایک ہی فروغ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی صراحت ہے (۱) یسئلونک عن الساعة ایان مرسلہا قتل انما علمہا عند ربی الذینہ (اعراف ۲۳)۔ (۲) ان الساعة آتیۃ اکاد اخفیہا (طہ ۱)۔ (۳) یسئلک الناس عن الساعة قل انما علمہا عند اللہ الذینہ (احزاب ۶)۔ (۴) وما یدر ایک لعل الساعة قرب (شوری ۸)۔ (۵) البیہ یرد علم الساعة (ہم السجۃ ۶)۔ (۶) ویقولون متى هذا الوعد ان کنتم صدقین قل انما العلم عند اللہ (طہ ۲۷)۔ (۷) یسئلونک عن الساعة ایان مرسلہا فیما انت من ذکرہا ہا الی مرابط منتمہا ۵ (فازعات ۲)۔

ان تمام آیتوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ قیام قیامت کے معین وقت کا علم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا نہیں فرمایا۔ ان آیتوں کی تفسیر اپنی اپنی جگہ مذکور ہے۔ قیامت کے بارے میں خود حضور علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور آپ کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تثلونی عن الساعة وانما علمہا عند اللہ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱) چند حدیثیں پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔

تمام مفسرین نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی نہیں دیا۔ قدوة المفسرین، جبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدرہ احد لا نبی مرسل ولا ملک مقرب (قرطبی ج ۱ ص ۳۵) حضرت قتادہ رحم فرماتے ہیں لقد اخفاھا اللہ من المملکۃ المقربین ومن الانبیاء المرسلین (ابن جریر ج ۱ ص ۹۹) امام سدی کبیر سے منقول ہے کہ علم قیامہا متی تقوم ملک مقرب ولا نبی مرسل (ابن جریر ج ۴ ص ۵۰) امام بغوی رقمطراز ہیں۔ استأثر اللہ بعلمہا ولا یعلمہا الا هو (معالم ج ۲ ص ۲۶) ابن کثیر فرماتے ہیں ای لا یعلمہ وقت ذلک علی التعیین الا اللہ عزوجل (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۹) قاضی بیضاوی لکھتے ہیں قل انما علمہا عند اللہ لم یطعم علیہا ملک ولا نبیاً (تفسیر بیضاوی) امام نسفی فرماتے ہیں۔ ای علم وقت امر ساء عندہ قد استأثر بہ ولم یخبر بہ احد من ملک مقرب ولا نبی مرسل (مدارک ج ۲ ص ۱۱) مفسر ابن صفی حنفی فرماتے ہیں۔ قل انما علمہا عند اللہ لم یطعم علیہ احد (جامع البیان ص ۳) ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں الخفاء مستمر الی یوم القیامۃ امام ابوالسعود فرماتے ہیں۔ معنی کونہ عندہ تعالیٰ خاصۃ انہ قد استأثر بہ بحیث لم یخبر بہ احد من ملک مقرب او نبی مرسل (ارشاد العقول سلیم برعاشیہ کبیر ج ۱ ص ۱۱) ایک اور جگہ لکھتے ہیں ان اللہ تعالیٰ قد استأثر بہ ولم یطعم علیہ نبیاً ولا ملکاً (ایضاً ج ۶ ص ۵۰) غازی ج ۵ ص ۲۲ واللفظ لہ نیز مفسران رقمطراز ہیں۔ ای لا یعلم الوقت الذی تقوم فیہ الا اللہ استأثر اللہ بعلمہا فلم یطعم علیہ احد (غازن ج ۲ ص ۲۶) علامہ سید محمود اوسسی حنفی فرماتے ہیں ہاں العلم بوقتہ عند اللہ عزوجل لا یطعم علیہ غیرہ عزوجل (روح ج ۲ ص ۲۹)۔

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ، اقوال صحابہ و تابعین اور تصریحات مفسرین سے یہ بات صاف معلوم ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے علم قیامت پر کسی نبی مرسل کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کو بھی مطلع نہیں فرمایا اور اسے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر رکھا ہے

اعتراف۔ اہل بدعت کی طرف سے اعتراف کیا جاتا ہے کہ غزوہ بدر میں آغاز جنگ سے ایک دن پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ فلاں فلاں رؤساء مشرکین کل قتل ہوں گے اور ان کے قتل ہونے کی جگہیں بھی متعین فرمادیں ہذا مصرع فلاں غدا ان شاء اللہ (صحیح بخاری) اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دیدی تھی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹا پیدا ہو گا چنانچہ آپ نے ام الفضل رضی اللہ عنہا سے فرمایا سرایت خیر اللہ فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اگلے دن آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا۔ لا عینین الرأیۃ غداً سر جلا یفتح اللہ علی یدیدہ یحب اللہ ورسولہ (مشکوۃ) اسی طرح حضور علیہ السلام نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں مثلاً آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے خروج یا جوج و ما جوج کے بعد ایک عالمگیر بادشہ ہوگی جس سے کوئی بستی اور کوئی جگہ خالی نہ رہے گی تو اس سے معلوم ہوا کہ ان غیوب کا علم اللہ کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھا اسی طرح آج کل ماہرین موسمیات پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت بادشہ ہوگی۔

جواب :- مفاتیح الغیب یعنی مذکورہ پانچوں امور میں سے چار امور تو کلی ہیں اور ہر کلی کے تحت بے شمار افراد ہیں، لیکن قیامت ایک امر جزئی اور فرد معین ہے، اس لئے قیامت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہی نہیں اسی طرح باقی چاروں امور کلیہ کا بالاستیعاب اور کلی علم بھی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا۔ البتہ ان چار امور کلیہ کے بعض جزئیات کا علم بطور معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ اعتراض میں جن علوم کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسی قبیل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سے جزئیات کا علم وحی کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو عطاء فرمایا لیکن آپ کو یہ قدرت نہ دی کہ آپ جب چاہیں جس فرد کو چاہیں جان لیں اس لئے اگر بعض جزئیات غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی حاصل ہو جاتے تو وہ اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ آیت کا مفاد یہ ہے کہ ان امور غیب کی تمام اور مکمل تفصیلات کلی طور پر اور بالاستیعاب علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ المراد بالعلم الذی استأثر سبحانه به العلم الکامل باحوال کل علی التفصیل (روح ج ۲ ص ۱۱۲) باقی رہی یہ بات کہ ماہرین وقت سے پہلے آمد باران کی خبر دے دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ماہرین آلات و علامات کے ذریعہ بارش کی پیش گوئی کرتے ہیں اس لئے اسے علم غیب نہیں کہا جائیگا کیونکہ علم غیب تو وہ ہوتا ہے جو بلا توسط اسباب حاصل ہو اور بطور مکمل ہو کہ جب چاہے اور جو کچھ چاہے اس کا علم حاصل ہو جاتے۔

یہاں ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تمام غیب جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ ان پانچ امور کلیہ میں منحصر نہیں ہیں۔ یہ آیت ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی، سوال میں چونکہ ان پانچ امور کا ذکر تھا اس لئے آیت میں بھی انہی پانچ امور کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ ایک شخص حارث نامی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! قیامت کب آئیگی، ملک میں قحط ہے بارش کب ہوگی، میری عورت امید سے ہے اس کے لڑکا ہوگا یا لڑکی یہ تو مجھے معلوم ہے میں کہاں پیدا ہوا یہ بتائیے میں کہاں مروں گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں ینبغی ان یعلم ان کل غیب لا یعلمہ الا اللہ عزوجل ویس لمغیبات محصورة بهذه الخمس وانما خصت بالذکر لوقوع السؤال عنہا (روح ج ۲ ص ۱۱۲) اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں :- ویست خزان الغیب منحصرة فی الخمس لمذکور قبل کل مالم یوجد اولہ لیمظہر بعد (منظر ج ۳ ص ۲۷۷)۔

سُورَةُ لِقَامَانَ آیَاتِ تَوْحِيدٍ اور اس کی خصوصیات!

- ۱:- هذا خلق الله فاسروني ماذا خلق الذين من دونه (۱۷) نفی شرک فی التقرت۔
- ۲:- یسبني لا تشرك بالله (۲۷) نفی شرک ہر قسم۔
- ۳:- وان جاهدك على ان تشرك (۲۷) والدین کا اولاد پر بہت بڑا حق ہے لیکن اگر وہ اولاد کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔
- ۴:- ولئن سألتهم من خلق السموات — تا — هو الغنى الحميد (۳۷) نفی شرک فی التقرت۔
- ۵:- ولو ان ما فی الارض — تا — ان الله عزیز حکیم ہ نفی شرک فی العلم۔
- ۶:- ذلك بان الله هو الحق — تا — وان الله هو العلی الکبیر (۳۷) نفی معبودیت والوہیت از معبودان باطلہ۔
- ۷:- ان الله عنده علم الساعة — تا — ان الله علیم خبیر (۳۷) نفی شرک فی العلم۔

(آج بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ۱۹ شعبان ۱۳۸۷ھ) تین بجے بعد دوپہر سورہ لقمان کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً علی سائر عبادہ الصالحین لیلاً ونہاراً۔
ناچیز سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

سورہ طہ میں آیات توحید اور اس کی خصوصیات

۱۔ مِمَّنْ خَلَقَ اَزْوَاجًا — تا — لَهٗ اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ۵ متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا احاطا
میں با فوقی الاسباب صرف اسی کو پکارو۔

۲۔ اِنشِئْنَا آدَامًا — تا — اَقْبَحَ الصَّلٰوَةِ لِذٰکِرُنِّیْ ۵ نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ قَالَتْ هٰذَا هِیَ حَبِیَّتُکَ تَسْعٰی — تا — سَنُعِیْدُهَا لَیْسَ لَکَ الْاُولٰٓئِیْ ۵ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۴۔ قَالَ رَبِّیْنَآ الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ — تا — وَ مِنْهَا نَخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی ۵ (۳۶) نفی شرک فی التصرف۔

۵۔ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوَسًّی ۵ قُلْنَا لَا تَخَفْ (۳۶) نفی تصرف از موسیٰ علیہ السلام۔

۶۔ اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْہُمْ قَوْلًا وَّ لَا یَمْلِکُ لَہُمْ حَظًّا وَّ لَا نَفْعًا (۴۴) نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ اٰمَنَّا اِلَہُکُمْ اللّٰهُ — تا — وَ سَمِعَ کُلُّ شَیْءٍ عِلْمًا (۵۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ فَتَعَلٰی اللّٰهُ الْمَلِکَ الْحَقُّ (۶۴) معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے جو عظیم الشان شہنشاہ ہے۔

۹۔ دعوت توحید سب سے بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے اس لئے اس کی تبلیغ میں اگر کوئی تکلیف آجائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔

۱۰۔ آخرت میں شفاعت صرف مومنوں کے حق میں ہوگی، مشرکوں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوگی۔

۱۱۔ دعوت توحید کی تبلیغ و اشاعت میں ثابت قدم رہنا چاہئے اور عزم و استقلال میں ضعف نہ آنا چاہئے۔

۱۲۔ دولت دنیا کافروں کے حق میں فتنہ ہے۔

(بحمد اللہ تعالیٰ و عونہ آج بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶ اپریل

۱۹۶۵ء بروز منگل سورہ طہ کی تفسیر ختم ہوئی۔ و آخر دعوانا ان الحمد

للہ رب العلمین۔)

و یقولون مہتی الخ یہ شکوی ہے مشرکین از راہ عناد کہتے اچھا تو وہ قیامت کا دن کب آئے گا جس میں ہر چیز کا فیصلہ ہوگا۔ قل یوم الفتح الخ
یہ جواب شکوی ہے۔ یہ سوال بے فائدہ ہے کہ قیامت کب آئے گی اصل چیز یہ ہے کہ قیامت کے دن کے لئے تیاری کرو یعنی دنیا کی زندگی میں توحید کو مان کر اعمال
صالحہ بجالاؤ ورنہ قیامت کے دن کا ایمان کسی کام نہ آئے گا۔

۱۷ تنزیل الکتاب الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ رب العالمین اور شہنشاہ کا حکم نامہ ہے اسے غور سے سنو اور دل و جان سے اس پر عمل کرو اس کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں تنزیل الکتاب صبت ۱۰۲ لاریب فنیہ جملہ معترضہ اور من رب العالمین خبر محققین نے اسی ترکیب کو اختیار کیا ہے علامہ زحشری، البوحیان الذی اختاره ان یكون (تنزیل) مبتدأ (ولاریب فنیہ) اعتراض (لا حول قیل من الاعراب) (ومن رب العالمین) الخبر وضمیر (فنیہ) راجع لمضمون الجملة اعنی کونہ منزل من رب العالمین لا للتنزیل ولا للکتاب کانسہ قبل: لاریب فی

ذلك ای فی کونہ منزل من رب العالمین وهذا ما اعتد علیہ الزحشری (روح ج ۲ ص ۱۱۱)

۱۸ امر یقولون الخ یہ شکوی ہے۔ یہ قرآن بلا شک و شبہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے لیکن مشرکین ماننے کے بجائے اسے اللہ کا کلام ہی نہ سمجھتے بلکہ اسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا افتراء کہتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنی طرف سے تصنیف کر کے (عیاذ باللہ) غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ بل ہو الحق الخ یہ جواب شکوی ہے۔ یہ قرآن کسی کا ساختہ پر داختہ نہیں۔ بلکہ وہ سراپا حق ہے اور تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے یا مطلب یہ ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ یہ بات تیرے رب کی طرف سے ہے پہلی صورت میں من ربک خبر بعد خبر ہے اور دوسری صورت میں الحق کے متعلق ہے لتندرس الخ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ ایک ایسی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تاکہ وہ شرک و ضلالت کو چھوڑ کر توحید و ہدایت کی راہ اختیار کر

یہ قرآن کسی کا ساختہ پر داختہ نہیں بلکہ وہ سراپا حق ہے اور تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے

عرب میں قریش کی طرف حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بعد کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمان فترت میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ واما العرب غیر المعاصرین فمنهم یأتلھمن عهد اسمعیل علیہ السلام منہم بل لم یسل الیہم نبی مطلقا و موسیٰ و عیسیٰ و غیرہما من انبیاء بنی اسرائیل علیہم الصلوۃ والسلام لم یبعثوا الیہم علی الاظھر (روح ج ۲ ص ۱۱۹) وقال ابن عباس ومقاتل وذلك فی الفترة السی كانت بین عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(خازن و معالم ج ۵ ص ۱۹۳ قرطبی ج ۴ ص ۱۵۵)

سورة السجدة مکیّة وهي ثلاثون آية وثلاث ركوعات

سورة سجدة مکیہ میں ثلاثون آیتیں ہیں اور تین رکوعات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

۱ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَارِيبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ

تنزیل کتاب کا ہے اس میں کچھ دھوکا نہیں پروردگار عالم کی طرف سے

۲ اَمْرٌ يَقُولُونَ اَفْتَرَاهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنذِرَ

کیا کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ باندھ لایا ہے۔ کوئی نہیں وہ ٹھیک ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ڈرانے

قَوْمًا مَّا اَنْتَ لَهُمْ مِنْ نَذِيرٍ مِنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ

وہ ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہ پر آئیں

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي

اللہ ہے جس نے بنائے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے بیچ ہیں

سِتَّةَ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِنْ دُونِ

چھ دن کے اندر چھ پر قائم ہوا عرش پر کوئی نہیں تمہارا اس کے سوا

مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۴ يَذْكُرُ

حفاظتی اور نہ سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے تدبیر سے آتا ہے

الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي

ہم آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام اس کی طرف ایک

يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۵ ذَلِكَ

دن میں جس کا پیمانہ ہزار برس کا ہے تمہاری گنتی میں فلاں

عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةُ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۶ الَّذِي أَحْصَىٰ

جاننے والا چھپے سے اور کھلے کا زبردست رحم والا جس نے خوب بتائی

منزل ۵

۱۹ بڑے بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہو کر نیچے اترتا ہے سب اسباب اس کے آسمان و زمین سے جمع ہو کر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اٹھ جاتا ہے اللہ کی طرف دوسرا رنگ اترتا ہے جیسے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرون تک رہا یا بڑی قوم میں سرداری جو عمروں چل وہ ہزار برس اللہ کے یہاں ایک دن ہے۔ از شاہ عبدالقادر جیلانی

فتح الرحمن یعنی اگر مردمان نزل و تدبیر و عروج و تصور یک کنند در کم از ہزار سال خیال نمایند و آن ہمہ پیش خدا یتغالی در یک روز تمام میشود و غرض آنست کہ او ہام ایشان بقدرت اوستی رسند ۱۲

كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ

جو چیز بنائی اور شروع کی ہے انسان کی پیدائش ایک گائے سے پھر

جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ

بنائی اس کی اولاد پھڑپھڑے ہوئے بے قدر پانی سے پھر اس کو برابر کیا

وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان اور بنادے تمہارے لئے کان اور آنکھیں

وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا

اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو اور کہتے ہیں کہ کیا جب ہم گم ہو گئے

فِي الْأَرْضِ إِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ بَلْ هُمْ بِلِقَائِي

زمین میں کیا ہم کو نیا بنانا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب

يَكْفُرُونَ ۝ قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي

آئی ملاقات سے منکر ہیں تو کہہ قبض کر لیتا ہے تم کو وہ فرشتہ موت کا جو

وَكُلَّ بَكْمٌ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ

تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جائی گے اور کبھی تو دیکھے نہ جس وقت کہ

الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو أَعْقَابِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا

منکر سر ڈالے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے سامنے لے رہے ہیں ہم نے دیکھ لیا

وَسَمِعْنَا فَأَرْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝ وَلَوْ

اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں بھلے کام ہم کو یقین آگیا اور اگر

نَسْنَأْ لَا تَبْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدًى وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي

ہم چاہتے تھے تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑی میری بات کہ

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝

مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔

منزل ۵

۱۷ اللہ الذی الخ یہ دعویٰ سورت پر عمل عقلی دلیل ہے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے سارے نظام عالم کی تدبیر اور عنان اقتدار و تصرف بھی اس کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے اور نظام کائنات میں تصرف کا کوئی اختیار اس کے کسی کو نہیں دیا۔ استغویٰ علی العرش کی پوری تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۳۱۲ وحاشیہ ص ۳۱۳ مالک من دونہ الخ یہ سورت کا مقصود یہ ہے اللہ تعالیٰ خود ہی سارے عالم میں متصرف و مختار ہے اور اس نے اپنے اختیار کسی کے سپرد نہیں کر رکھے تو جس طرح اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اسی طرح اس کے یہاں کوئی شفیع غالب بھی نہیں جو اس سے کام کر سکے اس لئے تم نے اپنے

معبودان باطلہ کو کیوں شفاعت بنا رکھا ہے ای مالک اگر اذ

جاوز تفرضا تعالیٰ احدینہ رحمہ وشفیع لکم و

یجبر لکم من بأسہ الخ (ابو السعود ص ۶ ص ۴۹)

۱۸ یدبر الامر الخ نظام عالم کی تدبیر اور کائنات کا نظم

ونسق اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے تئوین احکام بندوں

پر نازل کرتا ہے اور بندوں کے اعمال صالحہ اس کی طرف

چڑھتے ہیں۔ یہ سب کچھ روزانہ ہوتا ہے حالانکہ نزول و

عروج کی مسافت ہمارے حساب سے ایک ہزار برس کا

راستہ ہوگی۔ معناه واللہ اعلم ان امرہ یغزل من

السلام علی عبادہ و تخرج الیہ اعمالہم الصالحۃ

الصادرة علی موافقة ذلك الامر... ان نزول

الامر و عروج العمل فی المسافة الف سنة مما

تعدون وہ یوم فان بین السماء والارض

مسیرۃ خمس مائة سنة فی نزل فی مسیرۃ خمس مائة

سنة و یخرج فی مسیرۃ خمس مائة فهو مقدار

الف سنة (کبریج ص ۶ ص ۵۵) ۱۹ ذلك علم الغیب

الخ اللہ تعالیٰ جس طرح خالق کائنات اور مدبر عالم ہے اسی

طرح عالم الغیب بھی وہی ہے الذی جن الخ اس نے ہر چیز

کو حکمت و اتقان کے ساتھ بنایا اور کوئی چیز بھی حکمت

و صلیحت سے خالی نہیں اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی

چیز بھی خوبی سے خالی نہیں ومعنی احسن حسن لانه ما

من شیء خلقه الا وهو مرتب علی ما تقتضیہ

الحکمة فال مخلوقات کلاھا حسنة الخ (بحر

ج ۲ ص ۱۹) ۲۰ و بدا الخ اور انسان کی پیدائش

مٹی سے شروع کی یعنی سب سے پہلے انسان حضرت آدم

علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ تشجیل نسلہ الخ اس

کے بعد نطفہ سے اس کی نسل کا سلسلہ شروع فرمایا سلالۃ

فلا صہ۔ غذا کا خلاصہ خون ہے اور مٹی خون کا خلاصہ اور

لب لباب ہے اس لئے سلالہ سے تعبیر فرمایا تشجیل نسلہ

الخ رحم مادر میں نطفہ بمقدار سے انسان کے تمام اعضاء درست کئے اور پھر ان میں جان ڈالی اور اسے سننے دیکھنے اور سمجھنے سوچنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اللہ کے ان انعامات

کا شکر بجالاؤ اس کی توحید کو مانو۔ تمام انواع عبادت صرف اسی کے لئے بجالاؤ۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو مگر اس کے باوجود تم اس کی ناشکری کرتے ہو اور تم نے اس کے

موضع قرآن و اپنی جان میں سے جو مخلوق ہے اسی کا مال ہے مگر جس کو عزت دی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا ان عبادی سو انسان کی جان غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں

بنی اس کو اپنی کہا اور یہ نہ سمجھے کہ اللہ کی جان جان ہو تو بدن بھی ہو بدن ہو تو ترکیب ہو ذات پاک کہاں رہی ۱۲ منہ ۲۰ یعنی تم آپ کو دھڑکتے ہو کہ

خاک میں دل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہو جاتے ۱۲ منہ

سوا اوروں کو کار ساز اور شفاعت بنا رکھا ہے ۵ وقت لو الٰہیہ شکوئی ہے مشرکین ایسے ناشکر گزار اور کج فہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی قدرت کاملہ اور ایسی نعمت شاملہ کے باوجود حشر و نشر کا انکار کرتے اور کہتے ہیں جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ اور ہمارے جسموں کا ذرہ ذرہ مٹی میں مل کر گم ہو جائے گا تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہوں گے؟ قبل ہم بقاء الحیوہ نہ صرف بعث و نشر کے منکر ہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے رب و حساب کتاب کے بھی منکر ہیں ای لیس لہم حجود و قیامہ اللہ عن الاعادة لانہم یعترفون بعقوبتہم و لکنہم اعتقدوا ان احساب علیہم و انہم لا یلقون اللہ تعالیٰ (قرطبی ج ۱ ص ۱۲) ۹ قل یتوفکم اللہ بحسب اعمالکم

مثلاً ما اذی ۲۱ ۹۲۲ السجدۃ ۳۲

فَذُوْقُوا مَا نَسِیْتُمْ لِقَاءَ یَوْمِکُمْ هَذَا اِنَّا نَسِیْنٰکُمْ سوا بچھو مزہ ۱۱ جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو ہم نے بھی بھلا دیا تمکو

وَذُوْقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۱۳ اِنَّمَا اور بچھو عذاب سدا کا عوض اپنے کئے کا ہماری

یَوْمَئِذٍ یَا بَیْتَنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا بآتوں کو تلافی مانتے ہیں کہ جب ان کو بھلائے ان سے گریز کریں سجدہ کر کر

وَسَبِّحُوا بِحَمْدِ رَبِّہِمْ وَہُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ۱۵ تَتَجَافَى اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے جلا بکائی ہیں ۱۱

جَنُوبًا لِّہُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ خَوْفًا وَ ان کی کروٹیں اپنے سولے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور

طَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ ۱۶ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ لَّا لایح سے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں و سو کسی جی کو معلوم نہیں ۱۱

مَا أَخْفٰی لَہُمْ مِنْ قُدْرَةِ اَعْلٰی جَزَاءَ مَا کَانُوا جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدل اس کا جو

یَعْمَلُوْنَ ۱۷ اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا کرتے تھے بھلا ایک جو ہے ۱۱ ایمان پر برابر ہے اس کے جو نافرمان ہے

لَا یَسْتَوِیْنَ ۱۸ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ نہیں برابر ہوتے سو وہ لوگ جو یقین لائے ۱۱ اور کئے کام بھلے

فَلَہُمْ جَنَّٰتُ الْاَلْوٰی زُرَّ لَا یَمَّا کَانُوا یَعْمَلُوْنَ ۱۹ انہوں کے لئے باغ ہیں رہنے کے مہمانی ان کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے

وَاَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوا فَمَا وَاہُمُ النَّارُ کُلَّمَا اَرَادُوْا اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے ۱۱ سوان کا گھوہے آگ جب چاہیں۔

منزل ۵

شکوئی ہے تمہارا یہ خیال ہے کہ تم محض اجساد ہو جو مٹی میں مل جاتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے تم حقیقت میں روح اور جان ہو جسے ملک الموت تمہارے بدنوں سے نکال لیتا ہے اور روح فنا نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے بدنوں کے اجزائے منتشرہ کو یکجا کر کے تمہاری جانیں ان میں لوٹا دے گا تو تم دوبارہ زندہ ہو جاؤ گے شاہ عبد القادر فرماتے ہیں تم آپ کو محض دھڑا اور بدن سمجھتے ہو کہ خاک میں مل کر برابر ہو گئے ایسا نہیں تم حقیقت میں جان ہو جسے فرشتہ لے جاتا ہے بالکل فنا نہیں ہو جاتے (موضح قرآن) یا مطلب یہ ہے کہ جس نے تمہیں پہلے پیدا کر لیا وہ موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اہل بدعت اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ جب ملک الموت ایک ہے اور وہ بیک وقت دنیا کے مختلف حصوں میں ہزاروں کی جانیں قبض کر سکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی اس طرح بیک وقت مختلف جہوں میں حاضر ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جان قبض کرنے والے فرشتے ہزاروں ہیں جو عزرائیل کے ماتحت ہیں۔ اور اس کے حکم سے دنیا کے مختلف علاقوں میں لوگوں کی جانیں قبض کرتے ہیں۔ لفظ ملک الموت اسم جنس ہے جو ان سب کو شامل ہے قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں بھی اس کی تائید ہوتی ہے حتیٰ اذا جاء حکم الموت توفتہ رسلنا (انعام ۱۶) اور لوتوی اذیتونی الذین کفروا واملتہم (انفال ۷) اس لئے یہاں لفظ... ملک الموت سے مخصوص فرشتہ عزرائیل (مراد نہیں بلکہ جنس ملک الموت مراد ہے لہذا اہل بدعت کا استدلال ساقط ہے ۱۱) و لوتوی الخ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن یہ مجرمین یعنی منکرین بعثت و نشر ساری کی وجہ سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے! اور کہہ رہے ہوں گے کہ بارے خدا یا! آج ہم نے قیامت کو اپنی آنکھوں سے

مذاہبات اخروی

ذوق

دیکھ لیا۔ اب ہم تیرے پیغمبروں کی باتیں دل و جان سے سنیں گے ہمیں ایک بار دنیا میں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے آج ہمیں حشر و نشر اور حساب کتاب کا پورا پورا یقین ہو ہو گیا ہے البصرنا البعث و ما وعدتنا البعث و سمعنا قول الرسل ای سمعنا و سمع طاعة (روح ج ۲ ص ۱۲) ۱۱ و لو شئنا الخ یہ مشرکین کے قول و اسرار جہنم کا جواب ہے حاصل یہ ہے کہ اگر انھیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو پھر بھی وہ وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے رہے کیونکہ انھوں نے خدا و عناد اور سوء اختیار سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اگر ہم چاہتے تو زبردستی ہر انسان کو راہ ہدایت پر جمع کر دیتے۔ لیکن یہ حکمت ابتلاء کے خلاف تھا نیز ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ شیطان کی پیروی کرنے موضح قرآن و اللہ سے لاپرواہ نہیں نہ اس سے ڈرا اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے ڈرا اور لایح دنیا کا ہوا یا آخرت کا اگر کسی اور کے خوف درجاسے بندگی کرے تو ریا ہے کچھ قبول نہیں ۱۲ منہ

والے انسانوں اور جنوں سے جہنم کو بھرنا ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ یہ کفار و مشرکین دوبارہ دنیا میں جا کر راہ ہدایت اختیار کریں فہموجب ذلك القول لم نشأ
اعطاء الهدى على العموم بل منعناه من اتباع ابدیس الذین امتنع من جملہ ہمہ حیث صرف تنصرا اختیار کرا الی الغی باعوانہ الخ البرہود
ج ۶ ص ۵۵۷) ۱۲۷ من ذنوبنا الخ چونکہ تم نے قیامت کے دن کو اور اس کے حساب کتاب اور جزا و سزا کو بھلا دیا تھا۔ اور توحید اور اعمال صالحہ سے اس کے لئے کوئی تیاری
نہیں کی تھی۔ اس لئے آج ہم نے بھی تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا ہے۔ لہذا اب اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو ۱۲۸ انما یؤمن الخ مشرکین کے مقابلے
میں مومنین کی صفات کا ذکر۔ ایمان صرف ان لوگوں کو نصیب
ہوتا ہے جن کے دلوں میں انابت ہو۔ وہ اللہ کی آیتوں کے
ساتھ فوراً ایمان لے آتے ہیں۔ اور جب انہیں آیات خدا
و ندی سنائی جاتی ہیں تو وہ اللہ کے خوف سے سراپا عجز و نیاز
بن جلتے ہیں و سبجوا بحمد ربہم وہ اللہ تعالیٰ
کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک اور منزہ سمجھتے اور اس کو تمام
صفات کا سازی سے متصف مانتے ہیں قرآن مجید میں ہر جگہ
لفظ تسبیح سے نفی عن الشریک اور حمد سے صفات کا سازی
مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک و زمام صفات
کا سازی سے متصف ہے لہذا سارے عالم میں وہی متصرف
و مختار اور کار ساز ہے ای نزہوہ و حمدوہ (قرطبی ج
۱ ص ۹۹) و ہیر لا یستکبرون اور وہ اللہ کی عبادت
اور اس کی تسبیح و تمجید سے استکبار نہیں کرتے ۱۲۹ تتجانی
الخ یہ بھی ان مومنین کا ملین کی صفت ہے کہ وہ بیٹھی اور
پڑھ کر نیند پر اللہ کی عبادت کو ترجیح دیتے ہیں جمہور کے
نزدیک اس سے نماز تہجد مراد ہے التسل باللیل قالہ
الجمہور من المفسرین و علیہ اکثر الناس
(ایضاً ص ۱۰۱) یدعون ربہم الخ ان کا ملین کی ایک
صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی قربت
کی امید میں دن رات اپنی حاجات و مشکلات میں صرف
اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی دولت میں سے
اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۳۰ فلا تعلم الخ یہ
ان مومنین کا ملین کے لئے بشارت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے
لئے آرام و آسائش کا جو سامان آخرت میں تیار کر رکھا ہے
اس کی تفصیلات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ سب کچھ
ان کے ایمان خالص اور عمل صالح کی جزا ہے نعم جنات
کا اجمالی ذکر تو قرآن و حدیث میں موجود ہے اس لئے یہاں
نفی علم سے علم علی سبیل التفصیل کی نفی مراد ہے ۱۳۱ انمن
کان الخ یہ لف و نش غیر مرتب کے طریق پر تخولیف و بشارت

۱۲۷ من ذنوبنا الخ چونکہ تم نے قیامت کے دن کو اور اس کے حساب کتاب اور جزا و سزا کو بھلا دیا تھا۔ اور توحید اور اعمال صالحہ سے اس کے لئے کوئی تیاری
نہیں کی تھی۔ اس لئے آج ہم نے بھی تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا ہے۔ لہذا اب اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو ۱۲۸ انما یؤمن الخ مشرکین کے مقابلے
میں مومنین کی صفات کا ذکر۔ ایمان صرف ان لوگوں کو نصیب
ہوتا ہے جن کے دلوں میں انابت ہو۔ وہ اللہ کی آیتوں کے
ساتھ فوراً ایمان لے آتے ہیں۔ اور جب انہیں آیات خدا
و ندی سنائی جاتی ہیں تو وہ اللہ کے خوف سے سراپا عجز و نیاز
بن جلتے ہیں و سبجوا بحمد ربہم وہ اللہ تعالیٰ
کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک اور منزہ سمجھتے اور اس کو تمام
صفات کا سازی سے متصف مانتے ہیں قرآن مجید میں ہر جگہ
لفظ تسبیح سے نفی عن الشریک اور حمد سے صفات کا سازی
مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک و زمام صفات
کا سازی سے متصف ہے لہذا سارے عالم میں وہی متصرف
و مختار اور کار ساز ہے ای نزہوہ و حمدوہ (قرطبی ج
۱ ص ۹۹) و ہیر لا یستکبرون اور وہ اللہ کی عبادت
اور اس کی تسبیح و تمجید سے استکبار نہیں کرتے ۱۲۹ تتجانی
الخ یہ بھی ان مومنین کا ملین کی صفت ہے کہ وہ بیٹھی اور
پڑھ کر نیند پر اللہ کی عبادت کو ترجیح دیتے ہیں جمہور کے
نزدیک اس سے نماز تہجد مراد ہے التسل باللیل قالہ
الجمہور من المفسرین و علیہ اکثر الناس
(ایضاً ص ۱۰۱) یدعون ربہم الخ ان کا ملین کی ایک
صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی قربت
کی امید میں دن رات اپنی حاجات و مشکلات میں صرف
اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی دولت میں سے
اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۳۰ فلا تعلم الخ یہ
ان مومنین کا ملین کے لئے بشارت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے
لئے آرام و آسائش کا جو سامان آخرت میں تیار کر رکھا ہے
اس کی تفصیلات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ سب کچھ
ان کے ایمان خالص اور عمل صالح کی جزا ہے نعم جنات
کا اجمالی ذکر تو قرآن و حدیث میں موجود ہے اس لئے یہاں
نفی علم سے علم علی سبیل التفصیل کی نفی مراد ہے ۱۳۱ انمن
کان الخ یہ لف و نش غیر مرتب کے طریق پر تخولیف و بشارت

کا اجمالی اعادہ ہے جس طرح صفات بالا میں مومن و فاسق برابر نہیں اسی طرح جزا و آخرت میں بھی وہ برابر نہیں ہونگے مومنین الطاف ربانیہ کے مستحق اور فاسق غضب خداوندی
کے مورد ٹھہریں گے آگے فریقین کی جزا کی تفصیل مذکور ہے ۱۳۱ اما الذین امنوا الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ یہ فریقین کے مراتب اخرویہ کی تفصیل ہے نسخ میں
لما اتب الغریقتین بعد نفی استواء تھا (روح ج ۲ ص ۱۳۳) مومنین کا ملین دنیا کے آرام و آسائش کو عبادت الہی پر قربان کرتے ہیں اس لئے اس کے بدلے اللہ
موضع قرآن وال یعنی دنیا میں لوٹ مار بند ہے دیکھ لیں گے ۱۴۲ من ذنوبنا الخ دھوکہ نہ کرا اس کے ملنے میں یعنی کتاب کے یا موسیٰ کے معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی
مئی بار ۱۴۲ من ذنوبنا الخ دھوکہ نہ کرا اس کے ملنے میں یعنی کتاب کے یا موسیٰ کے معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی

اَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا اَعِيدُوا فِيْهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُقُوا
عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۲۰ وَلَنْ يَنْفَعَكُمْ
مِّنَ الْعَذَابِ اَلَّذِي دُوْنَ الْعَذَابِ اَلَا كَبُرَ لَكُمْ
يَرْجِعُوْنَ ۲۱ وَمَنْ اَظْلَمُ مِّمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ
اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّ اَتَا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِسُوْنَ ۲۲ وَلَقَدْ
اَتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِىْ وَ
جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْ اِسْرٰءِيْلَ ۲۳ وَجَعَلْنٰهُم
اٰيٰةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِآيٰتِنَا
يُوقِنُوْنَ ۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۲۵ اَوَلَمْ تَهْدٰهُمْ كَمَا اَهْلَكْنَا
مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ

کہ نکل پڑیں اس میں سے الٹائے جائیں پھر اسی میں اور کہیں ان کو چھو

عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۲۰ وَلَنْ يَنْفَعَكُمْ
مِّنَ الْعَذَابِ اَلَّذِي دُوْنَ الْعَذَابِ اَلَا كَبُرَ لَكُمْ
يَرْجِعُوْنَ ۲۱ وَمَنْ اَظْلَمُ مِّمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ
اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّ اَتَا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِسُوْنَ ۲۲ وَلَقَدْ
اَتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِىْ وَ
جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْ اِسْرٰءِيْلَ ۲۳ وَجَعَلْنٰهُم
اٰيٰةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِآيٰتِنَا
يُوقِنُوْنَ ۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۲۵ اَوَلَمْ تَهْدٰهُمْ كَمَا اَهْلَكْنَا
مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ

آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اور البتہ چکھائیں گے ہم ان کو

مِّنَ الْعَذَابِ اَلَّذِي دُوْنَ الْعَذَابِ اَلَا كَبُرَ لَكُمْ
يَرْجِعُوْنَ ۲۱ وَمَنْ اَظْلَمُ مِّمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ
اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّ اَتَا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِسُوْنَ ۲۲ وَلَقَدْ
اَتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِىْ وَ
جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْ اِسْرٰءِيْلَ ۲۳ وَجَعَلْنٰهُم
اٰيٰةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِآيٰتِنَا
يُوقِنُوْنَ ۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۲۵ اَوَلَمْ تَهْدٰهُمْ كَمَا اَهْلَكْنَا
مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ

لہ عفو ۱ عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ

يَرْجِعُوْنَ ۲۱ وَمَنْ اَظْلَمُ مِّمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ
اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّ اَتَا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِسُوْنَ ۲۲ وَلَقَدْ
اَتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِىْ وَ
جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْ اِسْرٰءِيْلَ ۲۳ وَجَعَلْنٰهُم
اٰيٰةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِآيٰتِنَا
يُوقِنُوْنَ ۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۲۵ اَوَلَمْ تَهْدٰهُمْ كَمَا اَهْلَكْنَا
مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ

پھر آئیں و اور کون بے انصاف زیادہ اس سے نہ جس کو سہما یا گیا اے رب کی باتوں کی

اَتَيْنَا مُوسٰى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِىْ وَ
جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْ اِسْرٰءِيْلَ ۲۳ وَجَعَلْنٰهُم
اٰيٰةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِآيٰتِنَا
يُوقِنُوْنَ ۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۲۵ اَوَلَمْ تَهْدٰهُمْ كَمَا اَهْلَكْنَا
مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ

نے دی ہے اے موسیٰ کو کتاب سو تو مت رو دھوکے میں اس کے ملنے سے اور

جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْ اِسْرٰءِيْلَ ۲۳ وَجَعَلْنٰهُم
اٰيٰةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِآيٰتِنَا
يُوقِنُوْنَ ۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۲۵ اَوَلَمْ تَهْدٰهُمْ كَمَا اَهْلَكْنَا
مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ

کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے و اور کئے ہم نے ان میں لہ

اٰيٰةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِآيٰتِنَا
يُوقِنُوْنَ ۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۲۵ اَوَلَمْ تَهْدٰهُمْ كَمَا اَهْلَكْنَا
مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ

پیشوا جو راہ چلانے تھے جہاں سے حکم ہے جب وہ صبر کرتے رہے اور رہے ہماری باتوں پر

يُوقِنُوْنَ ۲۴ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۲۵ اَوَلَمْ تَهْدٰهُمْ كَمَا اَهْلَكْنَا
مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ

یقین کرتے و تیرا رب جو ہے لہ وہی فیصلہ کرے گا ان میں دن قیامت کے

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۲۵ اَوَلَمْ تَهْدٰهُمْ كَمَا اَهْلَكْنَا
مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ

جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے کیا ان کو سوچھ نہ آئی لہ اس سے کہہ دیا

مِّنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اِنَّ فِيْ

ان سے پہلے جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ ان کے گھروں میں اس میں

لغالی انہیں آخرت میں جنت المآویٰ عطا فرمائے گا جس میں ہر قسم کی راحت اور آسائش میسر ہوگی اور وہ اس میں معزز مہمانوں کی طرح رہیں گے ۱۸ واما الذین فسقوا الخ یہ تحذیف آخری ہے۔ لیکن فساق و کفار کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے وہ کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ وہ اس سے نکلنے کی ہزار کوشش کریں گے لیکن ہر بار ان کی کوشش ناکام ہوگی اور دوبارہ جہنم میں دھکیل دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا آج اس عذاب جہنم کا مزہ چکھو جس کا تم انکار کیا کرتے تھے ۱۹ ولندقیقہ ہذا الخ یہ تحذیف دنیوی ہے عذاب اذنی سے مصائب دنیا اور عذاب اکبر سے عذاب جہنم مراد ہے یعنی ہم دنیا میں ان فساق و کفار کو مبتلا کرے مصائب کریں گے تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور توبہ کر کے راہ ہدایت اختیار کر لیں۔ قال الحسن والبوا العالیۃ والضحاک و

ابن کعب و ابراہیم الخفی العذاب الادنی مصائب الدنیا واسقامہا مما یبتلی بہ العبد حتی یتوبوا وقالہ ابن عباس ولا خلاف ان العذاب الاکبر عذاب جہنم الخ (قرطبی ج ۴ ص ۱۸۷) ۲۰ ومن اظلم الخ زجر مع تحذیف دنیوی۔ ایک وہ مومنین کا ملین ہیں جو آیات الہی سن کر سرسجود ہو جاتے ہیں اور اللہ کی تسبیح و تمجید کرتے ہیں۔ اور ایک وہ مجرمین ہیں جو آیات الہی کو سن کر کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے اعراض کرتے ہیں یہ لوگ سب سے بڑے بے انصاف ہیں اور ہم ان سے اس اعراض و انکار کا ضرور انتقام لیں گے۔ ای لا اظلم ممن ذکرہ اللہ بآیاتہ و بیدخالہ و وضعہا شر

بعد ذلک ترکھا و جمدها و اعراض عنھا و تناساھا کأنہ لا یعرفنھا ابن کثیر ج ۳ ص ۶۲ مجرمین سے مشرکین مراد ہیں من المجرمین یعنی المشرکین (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۲۱) ۲۱ ولقد اتینا الخ یہ توحید پر نقل دلیل ہے یعنی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو بھی کتاب دی اور اس میں بھی یہی دعویٰ مذکور تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں اس لئے صرف اسی ہی کو پکارو اور اس کے سامنے شفیع غالب بھی کوئی نہیں جو اس سے کام کر سکے۔ تو جس طرح مشرکین قرآن کے من جانب اللہ ہونے میں شک کرتے ہیں اسی طرح منکرین نے تورات کے بارے میں بھی شک کیا حالانکہ دونوں یعنی قرآن اور تورات من جانب اللہ ہیں لہذا تورات کے منزل من اللہ ہونے میں بھی کسی کو شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

لقد اتینا لقاء مصدر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یا فاعل کی طرف پہلی صورت میں فاعل مقدر ہوگا اور دوسری صورت میں مفعول یعنی موسیٰ علیہ السلام کے کتاب (تورات) کو پالینے

ذٰلِكَ لَايَتُ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

بہت نشانیوں میں کیا وہ سنتے نہیں کیا دیکھا نہیں انہوں نے ۲۵ کہ ہم ان کی تین

الماء الى الارض ليجري فخرج به زرعاً تا كل منه

انی کو ایک زمین میں لے کر طرف پھر ہم نکالتے ہیں اس سے پھٹی کھلتے ہیں اس

انعامهم وانفسهم افلا يبصرون ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

ان کے چہلے اور خود و بھی پھر کیا دیکھتے نہیں اور کہتے ہیں ۲۶

متى هذا الفتح ان كنتم صدقین ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

کب ہوگا یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو تو کہہ کر فیصلہ دن ۲۸

لا ينفع الذين كفروا ايمانهم ولا هم ينظرون ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

کام نہ آئے گا مسکروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ ان کو دھیل ملے گی

فاعرض عنهم وانتظروا انهم منتظرون ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

سو تو خیال چھوڑ ان کا ۳۰ اور منتظر رہو وہ بھی منتظر ہیں

سورة الاحزاب من ثلث سبعون آية وتسع مائة

سورۃ احزاب ۱۰۰ آیتیں ہیں اور نو رکوع

بسم الله الرحمن الرحيم

مشرع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يا ايها النبي اتق الله ولا تطع الكافرين والمنافقين

اے نبی ۱۰ اللہ سے ڈر اور کافروں کا اور منافقوں کا

ان الله كان عليماً حكيماً ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

مقرر اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمت والا اور پہل اسی پر ہم جو حکم آئے تم کو

من ربك ان الله كان بما تعملون خبيراً ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

تیرے رب کی طرف سے ۲ شک اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے اور

منزل ۵

یا کتاب کے موسیٰ علیہ السلام کو پہنچے ہیں کوئی شک نہ کرے ولقاء مصدر مضاف الی مفعولہ و فاعلہ موسیٰ ای من لقاء موسی الکتاب او مضاف الی فاعلہ و مفعولہ موسیٰ ای من لقاء الکتاب موسی و وصولہ الیہ (روح ج ۲ ص ۱۲۷) اور فلا تکون کا خطاب ہر مخاطب سے ہے اس سے ہر مخاطب کو شک کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ و جعلتہ ہدی الخ جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱ میں فرمایا وجعلتہ ہدی لبنی اسرائیل ان لا یخذوا من دونی وکیلاً یعنی تورات میں ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ ہدایت نازل کی ہے کہ میرے سوا کسی کو کارساز مت سمجھو اور مصائب و حاجات میں میرے سوا کسی کو مت پکارو۔ بعینہ یہی مضمون اب قرآن میں نازل کیا گیا ہے ۱۰ وجعلنا مخرج قرآن کا طرف تھے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانی اور پیغمبر کو اللہ پر بھروسہ ہے اس سے داتا کون۔

منہجہ الخ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہم نے بنی اسرائیل میں ایسے ائمہ اور پیشوا پیدا کئے جو تورات میں ہمارے احکام کے مطابق لوگوں کو توحید اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے تھے اور توحید کی تبلیغ اور اشاعت پر تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتے تھے اور خود بھی ایمان و یقین میں مضبوط اور ثابت قدم تھے ۲۳۳ ان ربك الخ مؤمنین اور منکرین کے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ اور ہر فرقہ کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دے گا۔ ای یقنی و یحکم بین المؤمنین و الکفار و یجازی کلہما بما یتستحق (تہطس جلد ۱، صفحہ ۱۲۴) اولہم یجدلہم الخ یہ تخویف و نبوی ہے۔ کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہ ہوئی۔ کہ ان سے پہلے ہم نے توحید کا انکار کرنے والوں کے قرون کے تباہ و برباد کر دیئے۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے تجارتی سفروں میں ان تباہ شدہ قوموں کے ویران شہروں کے کھنڈروں پر اکثر گزرتے ہیں اور ان کی تباہی و ہلاکت کے آثار کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں ان اقوامِ متروکہ کی تباہی و بربادی میں عبرت و نصیحت کے بے شمار نشان موجود ہیں۔ بشرطیکہ ان میں فکر و تدبیر سے کام لیا جائے ۲۳۵ اولہم یرو الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے اور حشر و نشر پر بھی دلیل ہے کیا یہ لوگ مشاہدہ نہیں کرتے کہ ہم بے آب و گیاہ زمین پر مینہ برسا کر اس میں لہلہاتے کھیت پیدا کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کے اور ان کے مویشیوں کے لئے روزی مہیا کرتے ہیں مینہ برسانا اور کھیتیاں لگانا جس خدائے قادر و قیوم کے اختیار و تصرف میں ہے وہی ساری کائنات کا کارساز ہے اور جو زمین سے انواع و اقسام نبات پیدا کر سکتا ہے وہ مردوں کو بھی دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے ۲۳۶ ویقولون الخ یہ ٹکوی ہے! ان منکرین کا حال بھی عجیب ہے کہ قیامت کو مانتے اور احوال قیامت اور عذابِ جہنم سے ڈرنے کے بجائے تمخراطاتے اور استہزاء کرتے ہیں کہ وہ فیصلہ کا دن کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو اس کی معین تاریخ بتاؤ ۲۳۷ قل یعالم الخ یہ جواب شکوی اور تخویف ہے ان استہزاء کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ عجلت سے کام نہ لو۔ بلکہ صبر کرو۔ جب قیامت کا دن آجائے گا اس دن کم دنیا میں ایمان نہ لانے اور اعمال صالحہ بجا نہ لانے پر حسرت و ندامت کا اظہار کرو گے اور اب جن حقائق کا انکار کر رہے ہو قیامت کے دن ان کی سچائی کا تمہیں خود بخود یقین ہو جائے گا مگر اس ایمان اور یقین سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ اور انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائیگا۔ اور ذرا مہلت نہ دی جائیگی (المنتظر دن) لا یجھلون لبتوہوا و یعتذرون و الخازن جلد ۵، صفحہ ۲۸۹ فاعرض الخ آپ ان سے اعراض فرمائیں اور ان کے انکار و استہزاء کی پروا نہ کریں اور اللہ کی مدد و نصرت اور اعداء دین کی ہلاکت کا وقت قریب ہے۔ آپ میرے وعدے کا انتظار کریں مشرکین بھی اس انتظار اور آرزو میں ہیں مسلمان حوادثِ زمان اور مصائب دہر سے نیست و نابود ہو جائیں گے (دانتظر) ای موعدی لك (انہم منتظرون) ای ینتظرون یکو حوادث الزمان (قرطبی جلد ۱، صفحہ ۱۱۲) آخر جنگ بدر میں اللہ کا وعدہ نصرت پورا ہوا۔ کلمہ اسلام بلند ہوا۔ اور مسلمانوں کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی اور ان کے مقابلے میں کفر سرنگوں ہوا۔ مشرکین خائب و خاسر ہوئے! اور ان کی تمام آرزوئیں خاک میں مل گئیں فالحمد لله علی ذلک حمد اکثیراً۔



سُورَةُ سُجْدَةِ كِي خُصُوصِيَّات

اور اسمیں

آیات توحید

- ۱۔ اللہ الذی خلق السموات والارض ————— تا ————— افلا تتذکرون ہ (ع ۱) نفی شفاعت قہریہ۔
- ۲۔ یدبر الامر من السماء ————— تا ————— العزیز الرحیم ہ نفی شرک فی التقصیر والعلم۔
- ۳۔ اولم یبصر انا نسوق الماء ————— تا ————— افلا یبصرون نفی شرک فی التقصیر۔

سورۃ احزاب

رابطہ: سورۃ احزاب کو سورۃ سجدہ کے ساتھ نامی رابطہ یہ ہے کہ سورۃ سجدہ میں فرمایا ماں کھڑی دوسرے من و لی دلا شفیع یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو اور نہ خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب ہے تم اس عقیدے پر قائم رہو۔ اور اس کی تبلیغ کرو۔ اگرچہ عیسائی کے تمام قبائل (احزاب) مل کر تمہارے مقابلے میں آجائیں یعنی رابطہ یہ ہے کہ سورۃ سجدہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں لہذا کسی کو شفیع غالب سمجھ کر حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اب سورۃ احزاب میں مذکور ہوگا کہ اس معاملے میں مشرکین کی بات نہ ماننا کیوں کہ اب وہ خود بخود نرم ہو کر صلح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کے معبودان باطلہ کو کم از کم عند اللہ شفیع غالب مان لیا جائے اس لئے سورۃ احزاب میں حکم دیا گیا کہ مشرکین کی اس پیشکش کو ٹھکرا دینا اور اس معاملے میں نرمی اختیار کر کے کسی کو بھی شفیع غالب تسلیم نہ کرنا اور صاف کہہ دینا کہ جو معبود عند اللہ شفیع نہیں ہیں وہ تمہارے بنانے سے شفیع نہیں بن سکتے۔

خلاصہ: اس سورۃ میں مشرکین کی تین خرابیوں کو دور کرنا مقصود ہے جن میں سے ایک اصول میں تھی اور دوسرے میں اصول خرابی تھی کہ وہ اپنے معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے فردی خرابیاں تھیں اولے وہ اپنی بیوی سے تمہارے بعد اسے بالکل مال کی طرح سمجھتے اور کفارہ کے بعد بھی اسے اپنی بیوی نہ بناتے دوسرے اپنے متبنی یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حقیقی بیٹے کی بیوی کا درجہ دیتے اور متبنی کی وفات یا تطلق کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے اصل مقصود تو عقیدہ شریعتی شفاعت قہری کا ابطال ہے باقی دو جابلانہ دھوکوں کا ذکر بطور نظریہ ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارے زعم اور خیال سے تمہارے معبود شفیع غالب نہیں بن جاتے جس طرح تمہارے بیوی حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور کسی کو بیٹا بنانے سے وہ حقیقت میں بیٹا نہیں بن جاتا بشرع میں یا بھیجنا النبی اتق اللہ الخ میں حضور علیہ السلام کو مشرکین کی پیشکش ٹھکرانے اور وحی ربانہ کے اتباع کا حکم دیا گیا۔ وما جعل ازدواجکم الخ میں نظیر اول مذکور ہے اور وما جعل ادعیاءکم ابناکم الخ میں دوسری نظیر کا ذکر ہے اس کے بعد تمام سورۃ میں دوسری نظیر سے متعلق تفصیلات مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کو خود حضور علیہ السلام کے اپنے عمل سے اس رسم کو توڑنا منظور تھا اس لئے اس کے اسباب مہیا فرما دیئے۔ پہلے حضور علیہ السلام کی قریبی رشتہ دار حضرت زینب کا نکاح آپ کے متبنی زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا۔ خداوند بیوی کی بن نہ آئی حضرت زید نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی نکاح کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے عمل سے اس جابلانہ رسم کا خاتمہ کر دیا۔ یہ رسم چونکہ لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکی تھی اس لئے اس کے خلاف حضور علیہ السلام کا عمل مشرکین اور منافقین کے لئے آپ کے خلاف پروپیگنڈے کا باعث بن سکتا تھا ممکن تھا کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے سے بے یقینانہ بعض مشرکین اور بعض مسلمان اور خود آپ کی ازواج مطہرات بھی متاثر ہو جائیں اس بات کا بھی امکان تھا کہ خود حضور علیہ السلام کے دل میں بھی کوئی خیال آجائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری رسم ختم کرنے کے بعد اس سورۃ میں انیس احکام نازل فرما دیئے۔ آٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ نو مومنین کے لئے اور دوا وج مطہرات کے لئے۔ مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس رسم کو توڑنے کی وجہ سے مشرکین اور منافقین میرے پیغمبر کی مخالفت اور آپ کی عزت پر حملے کریں گے۔ تم ان کی مخالفت سے مت دبا۔ ہر حال میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور ان کی عزت و ناموس کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھنا۔ اے ازواج پیغمبر! اس معاملے میں تم بھی نرمی اختیار نہ کرنا۔ اور ایسی بات زبان پر نہ لانا جس سے پیغمبر علیہ السلام کی عزت پر حرف آئے اور اے پیغمبر! اس معاملے میں مشرکین سے نرمی کا معاہدہ ہرگز نہ کرنا اور ہمارے عہد و پیمان کے مطابق شرک اور رسوم جابلہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کرنا۔ ساتھ ساتھ فتنہ پھیلانے والے مشرکین اور منافقین کے لئے بخوفیں اور زجریں بھی مذکور ہیں۔ النبی ادنیٰ بالمؤمنین الخ یہ مومنین کے لئے پہلا حکم ہے اے ایمان والو! میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جابلہیت کی رسم کو توڑا ہے مشرکین اور منافقین آپ کی مخالفت کریں گے تم میرے پیغمبر کا ہر حال میں ساتھ دینا اور آپ کی عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دینا اور آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی مائیں سمجھنا۔ دیکھو ان کی عزت و حرمت پر حرف نہ آنے پائے۔ واذلخذنا من النبیین الخ یہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے مشرکین اور منافقین ان برائیوں کو ختم کر سکیں جس سے ضرور آپ کی مخالفت کر سکیں لیکن آپ اس معاملے میں نرمی سے ہرگز کام نہ لیں اور حسب عہد و پیمان میرے احکام کی تبلیغ کریں۔ یا ایہ الذین امنوا الخ (رکوع ۲) یہ مومنین کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! دشمنوں کی مخالفت سے خائف نہ ہونا اور ہمت نہ ہارنا اور میرے پیغمبر کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا میں تمہارا ناصر اور مددگار ہوں جیسا کہ تمہاری بے سروسامانی کے باوجود کئی موقعوں پر میں نے تمہاری مدد کی۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غزوہ احزاب (غزوہ خندق) کا واقعہ بطور مثال ذکر فرمایا کہ دیکھو تمہارا گاری اسباب اور منافقین کے مخالفانہ پروپیگنڈے کے باوجود میں نے تمہاری مدد کی اس واقعہ کی تفصیلات اذاجاء تکم جنود (۲۶) سے وکان اللہ علیٰ کل شیء قدير (۳۷) میں مذکور ہیں۔ یا بھیجنا النبی قل لا ازواجکم الخ (۳۷) یہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو صاف لفظوں میں آگاہ فرمادیں کہ اگر تم دنیا کی دولت یا زمین چاہتی ہو تو میں تمہیں اپنے جبالہ نکاح سے آزاد کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو اور رسم جابلہیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت عمدہ جزا عطا فرمائے گا۔ یا نساء النبی الخ یہ ازواج مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ اے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا الْخَوَافِ (۹۷) یہ مومنین کے لئے نواں حکم ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کریں۔ اور نہ کوئی خلافِ شان بات آپ کی طرف منسوب کر کے آپ کو ایذا پہنچائیں۔ بلکہ اللہ سے ڈریں اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں۔ لَا تَكُونُوا الْخَوَافِ اَلْمُنَافِقِينَ وَمُشْرِكِينَ کے لئے زجر و تحذیف اور ایمان والوں کے لئے بشارتِ اخروی۔

تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ

بہرہ رکھ دینا اللہ پر اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا اللہ نے رکھے نہیں ہیں کسی مرد کے

مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جُوفِهِ وَمَا جَعَلَ أَرْوَاجَكُمْ أَرْحَامَ

دو دل اس کے اندر اور نہیں کیا تمہاری جو روؤں کو رحم جن کو

تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ

ماں کہہ بیٹھے ہو سچے باپیں تمہاری اور نہیں کیا تمہارے پالکوں کو بھائی بھائی

ذَلِكَ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ

یہ تمہاری بات ہے جسے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے سچک بات اور وہی

يَهْدِي السَّبِيلَ ۝ ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ

سجھاتا ہے راہ صاف پکارو لے پالکوں کو ملے ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا نصیحت

اللَّهُ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَاُخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ

اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں

وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ

اور غلطی میں نہ اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ

وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

پر وہ دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

النَّبِيِّ أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ

نبی سے بھائی ہیں ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ اور اس کی عورتیں

أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي

ان کی ماںیں ہیں مائے اور قرابت والے اللہ ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں

كُتِبَ لِلَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا

لکھا ہے اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو اللہ

مانندہ

۳۳ یا ایہا النبی الخ صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین و منافقین کا ایک وفد جو ابوسفیان، عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن ابی اور معتب بن قشیر وغیرہ مشتمل تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے محمد! ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارے معبودوں کو بُرائی سے یاد کرنا چھوڑ دو۔ اور صرف اتنی بات مان لو کہ وہ عند اللہ شفیع ہیں اور نفع پہنچا سکتے ہیں تو تمہیں آزادی ہے کہ بیشک تم اپنے خدائے واحد کی عبادت کرو، اور دوسرے احکام کی تبلیغ کرو، ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ یہ بات آپ کو بہت ناگوار گذری اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ قالوا الرسول اقللہ علیہ وسلم ارفض ذکر الہتنا وقل انہا تشفع وتنفع وندعک وربک فشق ذلک علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین وہموا بقتلہم فنزلت (روح

جلد ۲۱ ص ۱۳۳) وکذا فی المعالم والخاص وغیرہا مشرکین چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر نرم ہو جائیں تو وہ بھی ایسا رویہ نرم کر لیں گے لیکن اللہ نے آپ کو اس معاملہ میں نرمی اختیار کرنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ تبلیغ توحید میں یہ براہ برکتا ہی یا نرمی نہ ہونے پائے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ودد لو تدھن فیدھنوں (القلم) اور مائدہ میں فرمایا بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فمابلغت رسالتہ اور بنی اسرائیل میں ارشاد ہے لقد کدت تترک البیہم شیفا قلیلا اذ الاذنتک ضعف الحیوة وضعف المہامۃ الخ یہ آیتیں تین اوامر اور ایک نبی پر مشتمل ہیں ۳۳ اتق اللہ الخ یہ پہلا امر ہے یعنی تقویٰ اور خوف خدا پر قائم رہیں اور اللہ کے احکام کے خلاف ہرگز کوئی قدم نہ اٹھائیں دالمقصود الدوام والثبات علیہا (روح ج ۲ ص ۱۳۳) ولا تقلم الکفارین الخ یہ نبی ہے کفار اور منافقین نے آپ سے جو نرمی کرنے کا مطالبہ کیا ہے آپ ان کی بات ہرگز نہ مانیں اور سب توحید بیان کرنے میں ہرگز ان کی روایت نہ فرمائیں اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے اگر آپ کی نرمی سے ان کے ایمان لانے کا امکان ہوتا تو آپ کو نرمی کرنے سے روکا نہ جاتا وذل بقولہ ان اللہ کان علیہا حکیم علی انہ کان یحیل لہم استدعائہم الی الاسلام الی لوعلم اللہ عزوجل ان میلک لہم غیہ منفعۃ لمانہاک عنہ لانہ حکیم (قرطبی جلد ۱ ص ۱۱۱) ۳۴ واتبع الخ یہ دوسرا امر ہے الشکر کیون سے آپ پر جو امور احکام دین دی ہو رہے ہیں آپ کی پیروی کریں کفار اور منافقین کی باتوں کی پیروی نہ کریں اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے اہل ایمان کو صلح و تقویٰ کی راہیں سچااتا ہے اور کفار و منافقین کے مکر و فریب سے باخبر کر دیتا ہے ان اللہ خبیر بما لعلہ کلا الفریقین فیہرشدک الی ما فیہ صلاح حالک وانتظام امرک ویطلعک علی ما

۱۔ منافقین کا
۲۔ نظر اول
۳۔ تقویٰ کی راہ
۴۔ اہل ایمان کی

موضح قرآن دل کفر کے وقت کوئی جو رو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہوتی اور کسی کو بیٹا کہہ لیتا تو سچا بیٹا رہ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دیئے جو رو کو ماں کہنا سوا قدس الشریں آویگا اور لے پاک کا حکم آگے بیان ہے ان دو کے ساتھ تفسیری بات بھی سنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے ہیں اس کے دو دل ہیں مگر جھاتی چیر کر دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں۔ ۲ یعنی چوک کا گناہ تو کسی چیز میں نہیں اور ارادے کا ہے اس میں بھی اللہ چاہے تو بخشنے چوک یہ کہ منہ سے نکل گیا فلا لے کا بیٹا فلا نا۔

فتح الرحمن ۱۔ کہ درین آیت رواست بر قول کافری کہ مراد دل وادہ اندر پنجہ اہل جاہلیت مقرر کردہ بودند کہ مظاہرہ مثل مادر حرام مؤید میشود و تعریض است بجواب طعن کافران و منافقان بہ نسبت حضرت رسالت چون زینب را تزویج فرمود کہ زن پس خود را بزنی گرفت ۲ ص ۱۲ پس باین لقب بخوانید ۱۲ ص یعنی در حرمت نکاح ۳

یعملونہ من المکاشد والمفاسد (البوسعود ج ۶ ص ۷۳) ۷۵ دلوکل الخ یہ سیرا امر ہے آپ بلا خوف و خطر توحید کی تبلیغ کرتے جائیں اور اگر کوئی ڈر خطرہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کریں اور اپنے تمام معاملات خدا کے سپرد کریں اس سے بہتر کوئی کارساز اور حافظ و ناصر نہیں ۷۶ ما جعل اللہ الخ یہ ماقبل کی دلیل ہے ربط و تشیل فرمایا جس طرح ایک خوف میں دودل جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں دو اعتقاد جمع نہیں ہو سکتے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ آپ اللہ کو بھی نافع و ضار سمجھیں اور شرکین کے باطل معبودوں کو بھی لایحی جمع الکفر والایمان باللہ نقالی فی قلب کما لایجتمع قلبان فی خوف فالمعنی لایجتمع اعتقادان متغایران فی قلب الخ (قرطبی ج ۱ ص ۱۱) یاد دودل ہونے سے دو رخ ہونا اور ہے کہ خدا کو بھی نافع

الاحزاب ۳۳

۹۳۰

اتل ما أوحی ۲۱

إِلَىٰ أَوْلِيَّكُمْ مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ

اپنے رفیقوں سے احسان یہ ہے کتاب میں

مَسْطُورًا ۖ ۱۰ وَإِذَا خَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ

لکھا ہوا ۱۰ اور جب لیا ہم نے اللہ نبیوں سے ان کا اقرار اور پھر سے

وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ

اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا

وَإِذَا خَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۚ لَيَسْئَلَنَّ الَّذِينَ

اور لیا ہم نے ان سے گہرا تھا قرار ۱۱ تاکہ پوچھے اللہ سچوں سے

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ ۱۱ يَٰٓأَيُّهَا

ان کا سچ اور تیار رکھا ہے شکروں کیلئے دردناک عذاب ۱۱ اے

الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ

ایمان والو یاد کرو اللہ احسان اللہ کا اپنے اوپر جب چڑھ آئیں تم پر

جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَ

نوجوں پھر ہم نے بھیج دی ان پر ہوا اور وہ نوجوں جو تم نے نہیں دیکھیں اور

كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۚ ۱۲ إِذْ جَاءَ وَكُم مِّنْ

ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ۱۲ جب چڑھ آئے تم پر ۱۲ اور

فَوْقَكُمْ وَمِنَ اسْفَلَ مِنْكُمْ ۚ وَإِذْ زَاغَتِ الْإِبْصَارُ وَ

کی طرف سے اور نیچے سے اور جب بدلنے لگیں آنکھیں اور

بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونًا ۝ ۱۳

پہنچے دل گلوں تک اور اٹکنے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی گھٹکیں ۱۳

هَٰذَا لِكَيْ ابْتَلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلَٰزِلًا شَدِيدًا ۝ ۱۴

وہاں جانچنے کے لئے ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے زور کا جھڑ جھڑانا

منزل ۵

بجھے اور غیر اللہ کو بھی، خدا سے بھی ڈرے اور غیر خدا سے بھی، دودل بودن بجز بے حاصلی نیست ۷۷ یکے بین و یکے دان و یکے گو یکے خواہ و یکے خوان و یکے جو

کہ و ملجلع اسن واجکھ الخ یہ ماقبل کے لئے پہلی نظیر ہے زمانہ جاہلیت میں رواج تھا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کر لیتا یعنی اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی مانند ہے تو وہ اسے طلاق کا درجہ دیتا اور کسی صورت میں بیوی کے طور پر

موضع قرآن و نبی نائب ہے اللہ کا اپنی جان و مالی اپنا تصرف نہیں چلنا جتنا نبی کا، اپنی جان و مکتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور اس کی عورتیں سب کی باتیں حرمت میں پر دے میں ہیں اور حضرت کے ساتھ جنہوں نے وطن چھوڑا سمجھائی بندوں سے ٹوٹے ان کو حضرت نے آپس میں بھائی کر دیا تھا و دو کو چھپے ان کے نالتے و لے لے مسلمان ہوئے فرمایا کہ اس بھائی چارے سے ناتہ مقدم ہے میراث ہے ناتے ہی پر اور سب حکم مگر احسان اور سلوک اس کا بھی لکے جاوے یہ کتاب میں لکھا ہے یعنی قرآن میں ہمیشہ کو حکم جاری رکھا یا تو ریت میں بھی یہی حکم ہو گا۔ ۱۱ اور پیغمبر کو فرمایا کہ سب لوگوں پر تصرف رکھنا ہے ان کی جان سے زیادہ یہاں فرمایا کہ یہ درجہ نبیوں کو ملا کہ ان پر محنت بھی زیادہ ہے ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف ورجانہ رکھنا ان پانچ پیغمبروں کو کہتے ہیں انکو الغر کہ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا۔ اور جب تک دنیا ہے رہیگا۔ ان میں پہلے نام فرمایا ہمارے نبی کا ۱۲ یعنی ان کی زبانی اپنے حکم خلق کو پہنچائے تب ہر ایک سے پوچھ کر لگیا اور منکروں کو سزا دے گا ۱۳ عیسٰی سے چوتھے برس یہودی نبی نصیر جو مدینے سے نکالے گئے تھے سورہ حشر میں آئیگا۔ ہر قوم میں پھر سے اور قریش کو اور فزادہ اور عطفان کو اور بنی قریظہ کو جو مدینے کے پاس تھے جمع کر کر حضرت پر چڑھا لائے بارہ ہزار آدمی مسلمان کہ تھے، تین ہزار مدینہ سے باہر لشکر لڑا اگر د

۱۰ خطبہ اول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

خندق کھودی جب فوجیں آئیں دور دور سے لڑتے رہے قریب ایک مہینہ تک پھر ایک رات اللہ نے پروا باؤ بھیجی تند کافروں کی آنکھیں بھج گئیں بھج کے رہے اور خیمے گر پڑے گھوڑے چھوٹ گئے سب لشکر برباد ہوا چار اٹھ کر چلے گئے یہ جنگ احزاب کہلاتی ہے اور جنگ خندق بھی جاڑے کے موسم میں اناج کی کٹی لڑائی لڑائی اور خندق کھودی اور گرد سب مخالف اس میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت رہے اس جنگ میں حضرت نے فرمایا اب سے ہم جاویں گے کفار پر وہ ہم پر نہ آویں گے وہی ہوا۔ ۱۴ اور سے اور نیچے سے یعنی مدینے کی شرق طرف سے جو اونچی ہوا اور غرب طرف سے جو نیچی ہوا اور آنکھیں ڈگنے لگیں یعنی تیور بدلنے لگے لوگوں کی دستی خٹانے والے لگے آنکھیں چرلنے اور دل پیچھے گلوں تک دھڑک دھڑک کرتے ڈر سے اور کسی کسی آنکھیں سامانوں نے سمجھا کہ اب کے اور سخت آزمائش آئی اور کچھ ایمان والوں نے سمجھا کہ اب کی بار نہ بچیں گے فتح الرحمن صلی اللہ علیہ وسلم واجب است و توارث حجت و اسلام منسوخ شد بتوارث بقربت و ارام ۱۲ و ۱۳ مترجم گوید کفار در غزوہ احزاب بر مدینہ هجوم کردند و آنحضرت بخندق

۱۰ خطبہ اول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

اتل ما أوحى ۛ

من ذا الذي يعصمكم من الله إن أراد بكم سوءاً أو
 كونه كراهة؟ ثم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی یا

مفتی محمد رفیع مہدیانق کہنے لگے پیغمبر کتنا ہے کہ میرا دین پہنچے گا مشرق اور مغرب یہاں جائے ضرور کو نکل نہیں سکتے مسلمان کو چاہیے اب بھی نا امیدی کے وقت بے ایسائی کی باتیں نہ بولے فتا شریف
نام بخدا دینے کا یعنی سارے عہد ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو پہننے کا ٹھکانا کہاں اس لشکر سے جدا ہو جاؤ اور حضرت لشکر کے ساتھ باہر کھڑے تھے شہر میں محکم جویلیوں کے ناکے بند کر کر
رنا ان میں رکھ دیئے تھے یہاں نہ کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے ہیں اور وہ جھوٹ بات تھی فتا جنگ احد کے بعد یقیناً قرا لیا تھا کہ پھر ہم ایسی بات نہ کریں گے یعنی جس کی قیمت میں موت ہے اسکو بچاؤ نہ ہوگا بھانسنے سے اور اگر
موت نہیں تو بھاگ کر بچاؤ دن | فتح الرحمن | حاصل کلام آنت کہ در جہاد توقف میکنند و اگر جنگ نہ مقدمہ نفسانی میشد توقف نمیکردند ۱۲۔

بالہجرتہ وقیل انہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بین الناس فكان یؤاخی بین الرجلین فاذا
 مات احدهما ورثہ الآخر دون عصبۃ حتی
 نزلت واولوا الارحام الخ (خازن ج ۵ ص ۱۹۲) فی کتاب
 اللہ ای فیما فرض اللہ اور من المؤمنین الخ اولی
 کا صلہ ہے یعنی رشتہ دار وراثت میں مومنیں و مہاجرین سے
 زیادہ حقدار ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ازواج مطہرات
 حرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں نہ کہ احکام وراثت میں
 کیونکہ وراثت کی بنا قرابت پر ہے ۱۹۲ الا ان تفعلوا الخ
 ان تفعلوا بتاویل مصدر مبتدأ ہے اور اس کی خبر جابر بن عبد
 اللہ ہے ای الافعلکم معروفنا ای احسانا جائز الخ معروف
 سے مراد وصیت ہے اور اولیاء سے مومنین اور مہاجرین مراد
 ہیں اس میں اجنبی مومنین اور مہاجرین کے لئے وصیت کرنے کی
 اجازت دی۔ اس راوی المعروف الوصیۃ وذلك ان الله
 لما نسخ التوارث بالحلف والهجرة اباح ان یوصی الرجل
 لمن یتولاه بما احب من ثلثۃ (معالم ج ۵ ص ۱۹۲) ۱۹۲
 واذ اخذنا الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب
 ہے ہم تمام نبیوں سے عموماً آپ سے اور نوح، ابراہیم، موسیٰ علیہ
 السلام علیہم السلام سے خصوصاً تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق
 کا نہایت ہی پختہ اور محکم عہد لے چکے ہیں ہم نے تمام نبیوں سے
 یہ عہد منوکر یا ایمان لیا تھا کہ تبلیغ رسالت کا فرضینہ کا اقتدار کرنا
 اور حق بیان کرنے میں نرمی یا سستی سے کام نہ لینا۔ اس لئے اب آپ
 دیگر احکام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ رسوم جاہلیت کو ختم کرنے میں
 کسی رواداری یا تساہل کو روانہ نہیں اور کفار و منافقین کے
 شدید مخالفت کے باوجود تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا
 فرضینہ انجام دینے میں ذرا نرمی اختیار نہ فرمائیں۔ الميثاق العلیق
 الیہم باللہ تعالیٰ فیکون بعد ما اخذ اللہ سبحانہ من
 النبیین الميثاق بتبلیغ الرسالۃ والدعوتۃ الی الحق

اکد بالیہم باللہ تعالیٰ علی الوفاء بما حملوا الخ روح ج ۲ ص ۱۵۴

وا احترام و حرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں باقی حجاب اور وراثت کے احکام میں اجنبیات کے حکم میں ہیں۔ ای منزلات منزلۃ الامہات فی التحریم واستحقاق
 التعطیل واما فیما عدا ذلك فمن کالاجنبیات (ابو السعود ج ۴ ص ۱۹۲) ۱۹۲ واولوا الارحام الخ ابتداء اسلام میں دینی اخوت کی بنا پر وراثت جاری تھی۔ دولہان
 آپس میں دینی اخوت کی بنا پر معاہدہ کر لیتے اور ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے لیکن جب نبی بنا تو وراثت تھی۔ ایک غیر مہاجر مسلمان اور مہاجر مسلمان کے درمیان وراثت جاری نہ تھی اقرب
 غیر مہاجر کی موجودگی میں ابعد مہاجر وارث ہوتا تھا۔ اس آیت سے یہ دونوں احکام منسوخ ہو گئے۔ اور صرف قرابت کو بناء وراثت قرار دے دیا گیا کان المسلمون یتوارثون

اراد بکم رحمۃ ولا یجدون لهم من دون الله ولیاً
 چاہے تم پر مہربانی اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی
 ولا نصیراً ۱۸ قَدْ عَلِمَ اللَّهُ السَّعَاقِینَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِینَ
 اور نہ مددگاروں اللہ کو معلوم ہیں جو آگاہی والے ہیں تم میں سے اور کہتے ہیں
 لاخوانهم هلمَّ الینا ولا یأتون الباس الا قلیلاً ۱۹
 اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہم سے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی
 اشیۃ علیکم فاذا جاء الخوف رایتهم ینظرون
 درنگ رکھتے ہیں تم سے مل پھر جب آئے ڈر کا وقت تو تو دیکھ انکو کر سکتے ہیں
 الیک تدور اعیینهم کالذی یغشی علیہ من الموت
 تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آئے یہوشی ۲۰
 فاذا ذهب الخوف سلقوکم بالسنۃ جداد اشیۃ
 پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ بولیں تم پر تیز تیز زباؤں سے گریں گے پرتے ہیں
 علی الخیر اُولَئِکَ لَمْ یُؤْمِنُوا فاحبط الله اعمالهم
 مال پر وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے انکے اعمال
 وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ یَسِیراً ۱۹ یَحْسَبُونَ الْآحْزَابَ
 اور یہ ہے اللہ پر آسان وہ سمجھتے ہیں کہ نوچیں کفار کی
 لَمْ یَذْهَبُوا وَإِنْ یَأْتِ الْآحْزَابُ یُودُّوْا
 نہیں پھر گھبریں اور اگر آجائیں وہ نوچیں تو آرزو کریں کہ
 اَتَّهِم بَادُونَ فِی الْآحْزَابِ یَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَاءِکُمْ
 ہم باہر نکلے ہوئے ہوں گاؤں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں
 وَلَوْ كَانُوا فِیْکُمْ مَا قَتَلُوا إِلَّا قَلِیلاً ۲۰ لَقَدْ كَانَ
 اور اگر ہوں تم میں لڑائی نہ کریں مگر تھوڑی سی صحیح ہے

وا یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو اگر اللہ حکم دے تو مسلمان تم کو قتل کر ڈالیں ۱۸ یعنی بڑے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں اور ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد
 موضح قرآن مراد انکی جتنے ہیں سب سے زیادہ اور غنیمت پر ڈھکتے ہیں اور جہاں جبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا ہے یہ اللہ پر آسان ہے یعنی حکمت میں اللہ کی کسی کی محنت ضائع کرنی تعجب لگتی ہے
 لیکن جب جبط کرنے پر آوے اس عمل ہی میں ایسا نقصان پکڑے جس سے وہ درست ہی نہیں ہوا جیسے عمل بے ایمان کا کہ شرط ہے ہر عمل کی ایمان ۱۹ یعنی ہمدردی کے مارے یقین نہیں آتا کہ نوچیں پھر گھبریں
 اور باتوں میں تمہاری خیر خواہی جتنا دیں اور لڑائی میں کام نہ کریں۔

لیسٹل لصد قین الخیرہ اخذنا کے متعلق ہے اور اس میں اخذیشاق کی علت بیان کی گئی ہے۔ الصادقین سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نبیوں سے پوچھے کہ ان سے تبلیغ حق کا جو عہد لیا گیا تھا انہوں نے پورا کیا یا نہ۔ تاکہ سرخسرا نبیاء علیہم السلام کی صداقت واضح ہو جائے۔ اور جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو نہ مانا ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے ۱۱۔ یا ایہا الذین آمنوا اذکروا الخیرہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے۔ کفار و منافقین آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ تم ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور کفار و منافقین کی مخالفت سے مت ڈرنا۔ میں تمہارا ناصر و حامی ہوں جس طرح اسباب کی ناموافقت کے باوجود غزوہ احزاب میں نے تمہاری مدد کی۔ غزوہ احزاب کو غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔ سب سے چار یا پانچ ہجری کو مشرکین عرب و یہود نے متحد ہو کر فیصلہ کیا کہ عرب کے تمام معروف قبائل سے ایک عظیم فوج تیار کر کے مدینہ پر حملہ کیا جائے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ مختلف قبائل کے جوان اپنے اپنے سرداروں کے زیرِ کمان مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ قریش کا قائد ابوسفیان بن حرب، بنو اسد کا طلحہ، غطفان کا عیینہ بنو عامر کا غامر بن طفیل، بنو سلیم کا ابوالدعور سلمیٰ، بنو نضیر کا جحش بن اخطب وغیرہ اور بنو قریظہ کا کعب بن اسد تھا۔ ان کی مجموعی تعداد دس اور پندرہ ہزار کے درمیان تھی۔ جب حضور علیہ السلام کو ان کی روانگی کا علم ہوا تو آپ نے سلمان فارسی کے مشورے سے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا کام شروع کر دیا جو مشرکین کی فوج پہنچنے سے قبل مکمل ہو گیا۔ مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔ دونوں شکرت مٹنے سامنے ہوئے۔ درمیان میں خندق حائل تھی۔ اسی حال میں تقریباً ایک ماہ گزر گیا۔ اس دوران میں سنگباری اور تیر اندازی کے بغیر کوئی باقاعدہ جنگ نہ ہوئی سوا چند انفرادی جھڑپوں کے۔ مشرکین نے مدینہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور منافقین نے بھی اپنے قول و فعل سے مسلمانوں میں بددلی اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مدد کے لئے فرشتوں کی فوج اتار دی اور ساتھ ہی تیز و تند طوفانِ باد بھی بھیج دیا جس سے ان کے خیموں کی میخیں کھڑ گئیں۔ رسیاں ٹوٹ گئیں۔ گھوڑے بدک کر بھاگنے لگے ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور ان کے دلوں پر ایسا عذاب طاری ہوا کہ مشرکین کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور شکست کھا کر بھاگ نکلیں۔ اذکروا نعمۃ اللہ۔ یہاں اللہ کے انعام سے غزوہ خندق میں فتح و نصرت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہود و مشرکین کی عظیم فوجوں پر مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ ۱۲۔ اذ جاءک و کمال الخ یہ اذ جاء تک سے بدل ہے۔ فوق سے جانب مشرق اور اسفل سے جانب مغرب و جنوب مراد ہے۔ یا یہ چاروں طرف سے کنایہ ہے۔ یعنی کافروں کی فوجیں چاروں طرف سے آپہنچیں اور انہوں نے مدینہ منورہ کا ہر طرف محاصرہ کر لیا۔ ۱۳۔ اذ اغت الابصار فوجوں کی کثرت سے تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور شدتِ خوف سے تمہارے کلیجے منہ کو آتے لگے و تظنون باللہ الظنون خطاب مخلص مومنین سے ہے باللہ ای فی حق اللہ مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلے میں بہت کم تھی اور دشمن کی فوجیں چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے تھیں۔ اور بظاہر مسیح کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے بتقاضائے بشریت مسلمانوں کے دلوں میں مختلف خیالات رونما ہونے لگے۔ بعض کا خیال تھا کہ شاید آج ہمیں مسیح نصیب نہ ہو۔ بعض کا خیال تھا کہ فتح ہماری ہی ہوگی۔ اور بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال بھی آیا کہ آج کافر مدینہ پر قبضہ کر لیں گے لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ وغیر ذلک من الروح وغیرہ۔ یا یہ خطاب ان تمام لوگوں سے ہے جو علی الاطلاق ایمان کا اظہار کرتے تھے خواہ اخلاص کے ساتھ خواہ نفاق کے ساتھ۔ اس طرح یہ خطاب مخلصین اور منافقین سب کو شامل ہوگا۔ اور ظنون سے مختلف انواعِ ظنون مراد ہوں گے۔ مخلصین یہ خیال کر رہے تھے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقیناً ہماری فتح ہوگی۔ جیسا کہ مخلصین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے قالوا ہذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادہم الا ایمانا و تسلیما اور منافقین کا گمان تھا کہ وعدہ نصرت جھوٹا ہے اور آج مسلمانوں کا دنیا سے نام و نشان مٹ جائے گا۔ جیسا کہ منافقین کے بارے میں فرمایا و اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا۔ قال الحسن ظن المنافقون ان المسلمین یستأصلون و ظن المؤمنون انہم ینصرون (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۷۷) و کذا فی الروح وغیرہ ۱۴۔ ہنالک الخ اس موقع پر ایمان والوں کو کڑی آزمائش میں ڈالا گیا۔ اور شدتِ خوف سے ان کے دل ہلا دیے گئے۔ مخلص مومنین شدتِ خوف اور اضطرابِ شدید کے باوجود ثابت قدم رہے۔ ان کے ایمان و یقین اور وعدہ خداوندی پر اطمینان میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ جب کہ منافقین نے اللہ کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں کیں۔ اور اپنے نفاق کا بھانڈا چورائے میں پھوڑ دیا ۱۵۔ اذ یقول الخ یہ اذ اغت پر معطوف ہے (روح) والذین فی قلوبہم مرض سے منافقین ہی مراد ہیں اور عطف تغایر و صف کی وجہ سے ہے جو زمان بیکون المراد بہم المنافقین انفسہم و العطف لتغایر الوصف (روح ج ۲ ص ۱۷۷) غزوہ خندق میں حضور علیہ السلام نے ایک پتھر کو توڑنے کے لئے اس کو ضرب لگائی تو اس میں سے بجلی کی سی روشنی اور جھک نمودار ہوئی۔ اس وقت آپ نے تمام صحابہ رضوانہ کو فراموش، روم، یمن اور حبشہ کی فتح کی خوشخبری دی۔ یہ بات منافقین نے بھی سنی تو بطور استہزاء و تمسخر کہنے لگے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں قیصر و کسری کے خزانوں پر قبا بض ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نہیں جاسکتے۔ اس لئے یہ ویسے ہی ہوائی اور جھوٹے وعدے ہیں۔ اس آیت میں منافقین کی اس شرانگیز گفتگو کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسی باتوں سے منافقین کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں میں بددلی پیدا ہو۔ اور ان کی حوصلہ شکنی ہو۔ وذلک ان طعۃ بن ابیرق و معتب بن قثیر و جماعۃ غوامن سبعین رجلا قالوا یومہم الخندق کیف یعدنا کنوز کسری و قیصر ولا یستطیع احدنا ان یتبرز (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۷۷) غروراً ای باطلا من القول (قرطبی) یعنی یہ وعدہ (عیاذ باللہ) سراسر جھوٹا ہے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ غروراً ای وعدا صاحب غرور ای کذب۔ ۱۶۔ اذ قال الخ اس میں منافقین کی ایک اور شرارت کا ذکر ہے۔ اہل یثرب سے مدینہ والے تمام مسلمان مراد ہیں۔ منافقین اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں میں بددلی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ مسلمانوں سے کہنے لگے اب مشرکین کی ان فوجوں کے سامنے تمہارا ٹھہرنا اور اپنی جان بچانا مشکل اور ناممکن ہے۔ اس لئے اب ایمان کو چھوڑ کر اپنے پہلے دینِ شرک میں واپس آ جاؤ۔ یا ان کا مطلب یہ تھا کہ مشرکین کے مقابلے میں ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اس لئے اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ اس سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

۱۱ مقام لکم فی حوصۃ القتال والممانعة فارجعوا الی بیوتکم وصنادیکم امروہم بالعرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل فارجعوا الی دینکم الا دل واسلموہ الی اعداءہ (مخرج ۷ ص ۲۱) ۱۲ وی تأذن الخ منافقین کی ایک جماعت جھوٹے اور ننگڑے بہانوں کے ذریعہ حضور علیہ السلام سے گھروں کو واپسی کی اجازت لے رہی تھی منافقین حضور علیہ السلام سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر خطرہ میں ہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں بچوں اور بوڑھوں کے سوا ان میں کوئی نہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن موقع پا کر نقصان پہنچائیں۔ حالانکہ ان کے گھروں کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے تمام حفاظتی تدابیر اختیار فرمائی تھیں وہ صرف جہاد اور مسلمانوں کی مدد سے بھاگنا چاہتے تھے ۱۳ دلودخلت الخ یہ منافقین کے نفاق اور فساد باطن کی ایک نہایت عمدہ تمثیل ہے دخلت کا نائب فاعل بیوت کی ضمیر ہے اقطاع رکھا کی ضمیر مدینہ سے کنایہ ہے الفتنة سے مراد قتال ہے۔ فرض کرو اگر یہ منافقین اپنے گھروں میں موجود ہوں اور مدینہ کی چاروں سمتوں سے فساد کی لوگ ان کے گھروں میں آگھسیں پھر بغیر علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص ان کو فتنہ و فساد کی خاطر لڑائی کی دعوت دے تو اپنے گھروں کو اس طرح خطرے میں چھوڑ کر فوراً فتنے کی آگ میں کود پڑیں گے اور ذرا توقف و تامل نہ کریں گے اس لئے یہ گھروں کے خطرے میں ہونے کا عذر محض جہاد اور نصرت اسلام سے جان بچانے کے لئے کر رہے ہیں یا فتنہ سے مراد شرک ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر مشرکین ان کے گھروں میں جاگھسیں اور انہیں شرک کرنے پر آمادہ کریں تو یہ لوگ بلا توقف فوراً شرک کرنے لگیں گے۔ اور گھر کو قبول کر لیں گے۔ یہ ہے ان کے ایمان کی کمزوری کا حال (روح)

۱۴ دلقد کانزا الخ حالانکہ یہ منافقین جو اس وقت راہ فرار تلاش کر رہے ہیں اللہ سے عہد کر چکے ہیں کہ آئندہ وہ میدان جہاد سے کبھی ہٹیں نہیں پھریں گے اور عہد و پیمان کو توڑنا ناقابل مواخذہ جرم ہے یہ وہ منافقین تھے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے لیکن جب بدر میں انہوں نے مسلمانوں کی شاندار فتح اور کامیابی دیکھی تو ہچکچاتے اور حضور علیہ السلام سے عہد کیا کہ اب اگر اللہ نے ہمیں کبھی جہاد کا موقع دیا تو ہم کبھی چھپے نہ رہیں گے اور نہ میدان جہاد سے بھاگیں گے لیکن اب غزوہ خندق میں بھاگنے کے بہانے تراش رہے ہیں قتال قتادة وذلک انھم غابوا عن بدر وراؤما اعطی اللہ اھل بدر من الکرامۃ والنصر فقاواللہ انشھدنا اللہ قتلانا لئن قتلنا لکننا لنتقاتلن (قرطبی ج ۴ ص ۱۴)

۱۵ قل لئن ینفعکم الخ ان راہ فرار ڈھونڈنے والوں سے کہہ دیجیے کہ بھاگ کر نرم تقدیر الہی سے نہیں بچ سکتے موت یا قتل جو بھی تمہارے مقدر میں ہے اس سے تم کہیں بھی بھاگ نہیں سکتے اور اگر جہاد سے فرار ہو کر تم نے اپنی جان بچا لی، تم کو اس بچاؤ سے صرف چند روزہ فائدہ ہوگا۔ ہمیشہ کے لئے موت سے تھوڑا ہی بچ جاؤ گے آخر موت اپنے وقت پر لا محالہ آئے گی تو بھاگنے سے کیا فائدہ ؟

۱۶ قل من الخ اس آیت میں حذف ہے از قبیل علفتها تبنوا ماء باروا اصل میں تھا۔ ومن ذا الذی یمنع رحمۃ اللہ منکم ان اراد بکم رحمۃ (روح ج ۲ ص ۱۳) اس آیت میں پہلی آیت ہی کے مضمون کو ایک نئے انداز میں اور ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کے آگے کسی کا بس نہیں چل سکتا۔ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے جو تکلیف اور دکھ مقدر ہے اس سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور نہ اللہ کی رحمت ہی سے تمہیں کوئی محروم کر سکتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی کسی کا کارساز اور یار و مددگار نہیں جو تکلیف اور مصیبت کسی کو بچا سکے۔ ۱۷ قد یعلم اللہ الخ یہ منافقین پر زجر ہے جو لوگوں کو جہاد سے روکتے اور ان کی ہمت شکنی کرتے تھے۔ اے منافقین! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تمہیں جہاد میں جانے والوں کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور اپنے بھائی بند منافقوں سے کہتے ہیں ہمارے پاس آ جاؤ اور اپنے گھروں میں، باغوں میں اور درختوں کے سایوں میں آرام سے بیٹھو۔ اس شدت کی گرمی میں جنگ کر کے اپنا آرام کیوں غارت کرتے ہو۔ اور وہ خود بھی بہت شاذ و نادر انتہائی مجبوری کی صورت میں شریک جہاد ہوتے ہیں اشحۃ علیکم اور جب بامجبوری جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اپنے جسم و جان اور مال کا انتہائی بخل کرتے ہیں۔ کیا مجال کہ دشمن سے مقابل ہو کر لڑیں اور اپنے جسم پر آج آنے دیں اور ایک کوڑی ہی جہاد میں خرچ کر ڈالیں۔ اثنیۃ علیکم ای با نفسہم وابدانہم (کبیر جلد ۶ ص ۲۶) ای بخلافہم علیکم بالنفقۃ والنصۃ (روح ج ۲ ص ۲۱) ۱۸ فاذا جاء الخ پھر جب دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہو تو ایسے دہشت زدہ ہو کر آپ کی طرف بکھینچیں جیسے کسی پر سکرات الموت طاری ہو اور جب خون زائل ہو جائے تو مال غنیمت کے لالچ میں تندہی و تیزی کے ساتھ آپ لوگوں سے زبان درازی کرتے ہیں۔ اسی میں بھی دوناں۔ سارا مال خود ہی سمیٹ لئے جا رہے ہو۔ تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو، فتح تو ہماری ہی مدد سے نصیب ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس آیت میں منافقین کی انتہائی بزدلی اور دنیا کی حرص و آرزو کا ذکر کیا گیا ہے۔ الخیر سے یہاں مال غنیمت مراد ہے اشحۃ مسلقوا کے فاعل سے حال ہے اولئک لم یؤمنوا الخ یہ لوگ سرے سے ایمان لائے ہی نہیں محض زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال رائیگاں ہیں اور ان کا کوئی اجر و ثواب نہیں۔ وکان ذلک الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں اشارہ مذاب کی طرف ہے جو ماقبل یعنی احبط اللہ اعمالہم سے مفہوم ہے یعنی اللہ نے ان کے تمام اعمال باطل کر دیئے جس کا نتیجہ مذاب ہے اور عذاب دینا اللہ پر کوئی مشکل نہیں ۱۹ محسبون الخ یہ منافقین کی انتہائی بزدلی ہے مشرکین و کفار کی فوجیں ناکام ہو کر واپس جا چکی ہیں لیکن منافقین مائے خون کے ابھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ فوجیں ابھی اپنے مورچوں سے نہیں ہٹیں۔ اسی ہم من الحزن ۶ والدہشۃ لم یذنبہم و خوفہم عجیب ہزم اللہ تعالیٰ الاحزاب فرحلوا وھم یظنون انھم لم یرحلوا (روح ج ۲ ص ۱۶) حضرت شیخ فرماتے ہیں محسبون کی ضمیر معوقین اور فاعلین دونوں فریبتوں سے کنایہ ہے وان یأتی الاحزاب الخ اور اگر بالفرض کافروں کی فوجیں دوبارہ چڑھ آئیں تو وہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مدینہ سے باہر دیہات میں ہوتے اور جہاد میں شریک ہوئے بغیر یا ہری سے تمہاری خبریں پوچھتے رہتے کہ سلمان جنگ میں کیسے رہے جیتے یا ہارے ؟ ولو کانزا فیکم الخ اور اگر اس بار بھی وہ تم ہی میں رہے تو بھی جہاد میں حصہ نہ لیں گے

لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا

اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۖ وَلَمَّا رَأَى

رَسُولُهُ وَصَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ وَكَرَاهُوا مِمَّا رَدَّ

عَلَيْهِمْ وَأَعْلَفُ النَّاسِ حَرَجًا ۚ وَلَمَّا يَصُدَّقُوا يَقُولُوا

إِنَّمَا أُوتِيتُنَا بِغَيْرِ حَرَجٍ وَإِنَّمَا يَذَّكَّرُ أُولَٰئِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِغَيْرِ حَرَجٍ يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ

مِنْ فَضْلِهِ كَمَا نَافَعَهُمْ فِي دِينِهِمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ فِيهِ مَنَافِعٌ

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دُونِهِ

يَتَرْجَاهُمْ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

يُخْرَجُونَ ۚ وَلِلَّهِ يَرْجَعُ الْكُلُّ بَلَدًا بَعِيدًا ۚ وَإِلَيْهِ

۵۲۸۔ لَقَدْ كَانَ الْحَاسِبُ فِي تَبَاعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَرْتِيبُ هَذِهِ الْأُيُومِ وَالْأَيَّامِ وَالْأَسْوَءِ حَسَنَةً خَصَلَتْ حَسَنَةً حَقَّقَهَا إِنْ يُؤْتَسَى بِهَا كَالثَّبَاتِ فِي الْحَرْبِ وَمَقَاسَاةَ الشَّدَائِدِ (ابو السعد ج ۶ ص ۶۷) لَمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۖ وَلَمَّا رَأَى رَسُولُهُ وَصَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ وَكَرَاهُوا مِمَّا رَدَّ عَلَيْهِمْ وَأَعْلَفُ النَّاسِ حَرَجًا ۚ وَلَمَّا يَصُدَّقُوا يَقُولُوا إِنَّمَا أُوتِيتُنَا بِغَيْرِ حَرَجٍ وَإِنَّمَا يَذَّكَّرُ أُولَٰئِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

اگرچہ معاملہ جہاد میں حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا مفہوم عام ہے۔ اور زندگی کے تمام شعبوں اور پہلوؤں پر حاوی ہے اس اعتبار سے یہ آیت شریعت کا بہت بڑا اصول بیان کر رہی ہے والایۃ دان سیمقت للاقتداء بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی امور الحرب من الثبات ونحوہ منہی عامۃ فی کل افعالہ علیہ وسلم اذ

لم یعلم انھا من خصوصیاتہ (روح ج ۳ ص ۱۶) هذه الآية الکرمیۃ اصل کبیری فی التاویسی رسول اللہ علیہ وسلم فی اقوالہ و افعالہ و

احوالہ ولہذا امرت بارتقاء الناس بالامی بالنبی علیہ وسلم یوم الاحزاب فی صبرہ ومصابرۃ ومرا بطتہ ومجاہدتہ الخ راہن کثیر ج ۳ ص ۱۶۹ ولما را المؤمنون الخ منافقین کے

نفاق، ان کی بزدلی اور ان کی شرارتوں کا ذکر کرنے کے بعد اب مخلصین کے اخلاص و ایثار اور ان کے ثبات و استقلال کا ذکر کیا جاتا ہے مخلص مومنوں نے جب دیکھا کہ کفار و مشرکین کی فوجیں مدینہ پر چڑھائی ہیں تو وہ فوراً بول اٹھے کہ یہ وہی آزمائش ہے جس کی اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی تھی اور وہ خبر سچی تھی جس کی صداقت ہم نے آنکھوں سے

دیکھ لی۔ اور ان کی فوجوں کو دیکھ کر ان کا ایمان و یقین اور مضبوط ہو گیا۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی فوجوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرے گا اور تسلیم و اطاعت کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ وعدہ سے مراد سورہ بقرہ کی یہ آیت ہے امر حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یا حکمتم

الذین خلوا من قبلکم (قرطبی و روح) اس آیت سے مسلمان سمجھ گئے تھے کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی گڑبی آزمائش آنے والی ہے نہ کہ من المؤمنین الخ ایمان والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا پورا کر دکھایا

اس سے وہ مخلصین مراد ہیں جو سورہ اتفاق سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے بعد میں نادم ہوئے اور اللہ سے عہد کیا کہ اگر آئندہ کوئی جہاد کا موقع ملے گا تو وہ پورے استقلال کیساتھ

موضح قرآن و ابن رسول کو دیکھواں تختیوں میں کیا استقلال رکھتا ہے سب سے زیادہ محنت اور اندیشہ اس پر ہے کہ وعدہ اللہ کا یہ کہ فرمایا تھا تکلیف پاؤ گے کافروں کے ہاتھ سے آخر تم کو غلبہ ہے اور یہ ہے کہ رسول نے فرمایا تھا کہ آٹھ دس دن میں تم پر فوجیں آتی ہیں ف ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد ہی میں جان دے چکا جیسے شہدائے بدر و اعداؤں کو دیکھتا یعنی اور اصحاب پر جو جہاد پر مستعد ہیں موت کی راہ دیکھتے ہیں لیکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ ان میں ہے جو شہید ہو چکے۔

فتح الرحمن و یعنی شہید شد ۱۲

خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے چنانچہ جنگ احد اور غزوہ خندق میں ان مخلصین نے پوری جانثاری سے کام لیا۔ فمَنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ الْحَرْبَ انْ مَخْلَصِينَ کی خواہش تھی کہ انہیں الشکری راہ میں شہادت نصیب ہو چنانچہ ان میں سے کچھ تو ایسے تھے جن کی خواہش پوری ہو گئی اور وہ غزوہ خندق میں شہید ہو گئے! اور کچھ ایسے ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں لیکن ان کے اخلاص اور جذبہ ایثار میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا اللہ لیجہا فیہ! حضرت شیخ نے فرمایا لام ماقبت کا ہے یعنی ماقبت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مخلصین کو ایفائے عہد اور ثبات قدمی کی جزا دے اور اگر انہیں عذاب نہ دینا چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا مہربان ہے کہ جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول فرمالتا ہے ای ان تائبان یحکم ایلہم یوفیہم للثوبۃ وان لم یثابوا یحکم علیہم قبل الموت (قرطبی ج ۱ ص ۱۷۱) ۳۲

۳۳ الاحزاب ۹۳۶ ائل ما اوحی ۲۱

قَوِّیَّا عَزِيزًا ۱۵) وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِنْ اَهْلِ

زور اور زبردست اور اتار دیا ان کو جو ان کے پشت پناہ ہوئے تھے اہل

الْكِتَابِ مِنْ صِبَا صِیْہِمُ وَقَذَفَ فِی قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ

کتاب سے ملے ان کے قلعوں سے اور ڈال دی ان کے دلوں میں دھاک

فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ۱۶) وَاَوْرَثَكُمْ

کتنوں کو تم جان سے مایہ لگے اور کتنوں کو قید کر لیا اول اور تم کو دلائی

اَرْضَهُمْ وَدِیَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَمْ تَطَّوْهُا

ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال اور ایک زمین کہ جس پر نہیں چڑھ سکتے تھے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ۱۷) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ

فلے اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا فلے اے نبی صلی علیہ وسلم کہے

لَا زَوَاجَ لَكَ اِنْ كُنْتَ تَرُدُّنَ الْحَیْوةَ الدُّنْیَا

اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگی اور

زِیْنَتَهَا فَتَعَالٰی لَیْنٌ اَمْتِعْکُنَّ وَاَسْرِحْکُنَّ سَرَاحًا

یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ پہنچا دوں تم کو اور زخمت کر دوں بھلی طرح سے

جَمِیْلًا ۱۸) وَاِنْ كُنْتَ تَرُدُّنَ اللّٰهَ وَرَّسُوْلَهُ وَالْداْرَ

زخمت کرنا اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پیچھے

الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ۱۹)

گھر کو تو اللہ تعالیٰ نے رکھ چھوڑا ہے ان کیلئے جو تم میں نیکی پر ہیں بڑا ثواب فلے

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ مَنْ یَّاتِ مِنْکُمْ بِفَاحِشَةٍ مُّبِیْنَةٍ یُّضَعَفْ

اے نبی کی عورتوں جو کوئی کر لائے تم میں کام بے حیائی کا صریح ذکر دونا ہو

لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ وَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ عَلٰی اللّٰهِ یَسِیْرًا ۲۰)

اس کو عذاب ۳۲ دہرا اور ہے یہ اللہ پر آسان

منزل ۵

اتری حضرت گھر میں آئے اور اول حضرت عائشہ سے کہا انھوں نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی پھر کسی طرح سب سے حضرت کے یہاں ہمیشہ فقر و فاقہ تھا اپنے اختیار سے جو اتنا تھا شتاب ٹھا ڈالتے تھے پھر فرض لینا پڑنا جو فرمایا کہ جو نیکی ہیں ان کو بڑا نیک ہے حضرت کی ازواج سب نیک ہی رہیں الطبیات للطیبین مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تا نڈر نہ ہو جاویں خاتمہ کا ڈر لگا رہے۔

فتح الرحمن ۱۲ یعنی قرظہ را فرد آورند ۱۲ ص یعنی خیر ۱۲ ص ازواج آنحضرت آنحضرت نزدیک آنحضرت بنود از زینت دنیا طلب میکردند خدا تعالیٰ ایسا نرا پند داد و زجر فرمود احکام معاشرت بالایشان نازل ساخت و زینت در عقد زید بود در میان ایشان ناسازگاری پدید آمد و رفتہ رفتہ بطلاق بنجر شد و بعد انقصا عدت خدا تعالیٰ اور داخل ازواج طاہرات گروانید۔

منافقان زبان لعن کشا دند کہ زن پسر خود را بزنی گرفت خدا تعالیٰ در بیان آنکہ پسر خواندہ حکم پسر نداد و نازل ساخت ۱۲ ص مراد اینجا ایدام پیغامبر است بزبان درازی ۱۲

۳۳
۱۹
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

کر سکتے ہیں۔ سو ہم جن یہودیوں نے غزوہ احزاب میں مشرکین کی مدد کی تھی اللہ نے ان پر بھی مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا اور جب مسلمانوں نے ان کے مضبوط قلعوں کا محاصرہ کر لیا تو وہ مجبور ہو کر اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے من اهل الكتاب - الذین کا بیان ہے اور من صیاصیہم انزل سے متعلق ہے - صیاصی - صیصۃ کی جمع ہے - یعنی قلعہ - چہاں وہ قذاف الخ یہودیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ اترنے پر مجبور ہو گئے۔ اور اللہ نے ایمان والوں کو ان پر ایسا تسلط عطا کیا کہ انہوں نے ان (یہود) کے مردوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا۔ پیغمبر اللہ نے ان کی زمینوں، ان کے مکانات اور ان کے اموال کا مسلمانوں کو مالک بنا دیا۔

اور ایک ایسا علاقہ بھی ان کو دیدیا جس پر ابھی تک انھوں نے پاؤں نہیں رکھے اس سے بعض نے ارض خبیر بعض نے ارض خنین اور بعض نے ارض مکہ مراد لی ہے واللہ اعلم غزوہ احزاب کے بعد حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا اور یہودی قرنیہ کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا جنہوں نے مشرکین کی مدد کی تھی ۲۵، ۲۰ دن محاصرہ جاری رہا۔ اسی اثنا میں یہودی مجبور ہو گئے اور ان کے دلوں میں اللہ نے مسلمانوں کی سمیت ڈال دی اور انھوں نے خود ہی قلعوں سے باہر آنے کی پیشکش کر دی اور حضرت سعد بن معاذؓ کا فیصلہ قبول کر لیا حضرت سعد قبیلہ اوس میں سے تھے جو بنی قریظہ کا حلیف تھا حضرت سعد بن معاذؓ نے فیصلہ دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے اور ان کے اموال و املاک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ پر عمل فرمایا روح وغیرہ، یہاں تک غزوہ خندق کی تفصیلات مذکور ہوئیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں بظاہر اسباب فتح مفعول تھے اور یہ ایک نہایت ہی کٹھن معرکہ تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے تم کو فتح عطا فرمائی۔ اس لئے اسے ایمان والو! ان رسوم جاہلیت کو ختم کرنے کے سلسلے میں اگر منافقین و مشرکین پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت کریں تو تم پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور دشمن کی طاقت کو خاطر میں نہ لانا اللہ تمہاری مدد کرے گا ۳۳ یا ایہا النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے اس میں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ اگر دنیا کی عیش اور نشان و شوکت چاہتی ہو تو یہ چیز تمہیں میرے گھر میں نہیں مل سکتی اور میں تمہیں طلاق دے کر اور جوڑا دے کر رخصت کر دیتا ہوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کی عیش کو پسند کرتی ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہت بڑا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ حضرت شیخ قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں پیغمبر و رسول

الاحزاب ۳۳ ۹۳۷ ومن یفنت ۲۲

وَمَنْ يَّقِنْتُ مِنْكُمْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا تُؤْتِيَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۳۱ يَنْسَاءُ النَّبِيُّ لَسْتَنْ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ عَزَّتْ كِ وَ اے نبی کی عورتوں سے تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں اِنْ اَتَقَيْتَنْ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي اِنْ تَمَّ ذَرَّكُمْ سَوْءًا وَ ب کر بات نہ کرو پھر لایع کرے کوئی رِزْقًا كَرِيمًا مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۳۲ وَقُرْنِ جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول و اور ترار پکڑو فِی بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى اپنے گھروں میں رہو اور دکھلائی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں و اَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَ اور قائم رکھو نماز اور دینی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور رَسُولَهُ اِنَّما يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اس کے رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندمی باتیں اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۳۳ وَاذْكُرْنَ مَا اے نبی کے گھر والو اور سطر کرے تم کو ایک سطرانی سے و اور یاد کرو جو يُشَلِّي فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَةِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللَّهَ پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلندی کی مقرر اللہ ہے كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ۳۴ اِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَ بھید جلنے والا خبردار تحقیق مسلمان مرد و عورتیں اور

منزلہ

سے فرمایا کہ وہ رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دیں اور کفار و منافقین کی مخالفت کا مقابلہ کریں اور ہرگز نہ ڈریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ اب دلچسپ بات کو تلقین فرمائی کہ تم بھی کفار و منافقین کے پر و پیگندے سے متاثر نہ ہو کر اس بات میں پیغمبر علیہ السلام کے خلاف لب کشائی نہ کرنا اور پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے، اپنی اپنی متبنی کی مطلقہ سے نکاح کر لیا ہے اس میں آپ کی تائید کرنا اور اس کو دل و جان سے تسلیم کرنا۔ کیونکہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے

موضع قرآن دلیر بڑے درجے کو لازم ہے نیکی کا ثواب دونا اور بُرائی کا عذاب دونا، پیغمبر کو بھی فرمایا لا ذنبا ضعت الحیلۃ و ابیہ ایک ادب سکھایا کہ کس مرد سے بات کہو تو اس طرح کہو کہ جیسے ماں کہے بیٹوں کو و یعنی کفر کے وقت بے پردہ تھیں عورتیں و یہ خطاب ہے ازواج کو اور داخل ہیں حضرت کے سب گھر والے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی حضور علیہ السلام نے عائشہؓ کو سنائی اور فرمایا۔ اس بارے میں جلدی نہ کرو۔ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ کے بارے میں میں والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ اور اللہ کے رسول کو دنیا کی عیش و زینت پر ترجیح دیتی ہوں۔ باقی ازواجِ مطہرات نے بھی یہی جواب دیا۔ ۳۴ ینساء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ فاحشہ مبینہ سے نشوز، خاوند کی نافرمانی اور آپ کو تنگ کرنا مراد ہے۔ مینبغی ان تحمل الفاحشہ علی حقوق الزوج وفساد عشرتہ (مخرج، ۲۳) اے ازواجِ نبی اگر تم میں سے کوئی پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی کریگی۔ یا اپنی زبان سے آپ کو ایذا دے گی مثلاً تم میں سے کوئی حضور علیہ السلام کے اپنے متبنی کی

مطلقہ سے نکاح کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ پیغمبر زور والا اور اپنی مرضی والا ہے اسے کون روک سکتا ہے تو ایسا کلام فاحشہ مبینہ ہوگا اور اللہ تمہیں اس کی دگنی سزا دے گا۔ ومن یقنت الخ لیکن تم میں سے جس نے اللہ و رسول کی اطاعت اور تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنا لیا ہے اسے ہم ثواب بھی دو گنا دیں گے۔ اور آخرت میں اس کے لئے باعزت روزی تیار ہے ۳۵ ینساء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اس میں ان کو ایسی ہدایات دی گئی ہیں جن پر عمل کرنے سے ان کا بلند مقام قائم رہے اور ان کی عزت و آبرو ہر شک و شبہ سے بالا رہے۔ اے ازواجِ نبی اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو دنیا کی کوئی عورت تمہارے برابر نہیں ہو سکتی فلا تخضعن بالقول اس لئے تم پیغمبر علیہ السلام کے مذکورہ بالا معاملے میں ہرگز نرم رویہ اختیار نہ کرنا۔ اور فاحشہ مبینہ سے احتراز کرنا۔ اس بارے میں ہرگز نہ کہنا کہ پیغمبر اپنی مرضی والا ہے اسے اپنے متبنی کی مطلقہ کے ساتھ نکاح کرنے سے کون روک سکتا ہے اگر تمہاری ایسی نرم پالیسی کا منافی فقیہ کو پتہ چل گیا تو وہ خوش ہوں گے کہ چلو ہمارا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ پیغمبر کے گھر میں کچھ تو مخالفت رونما ہو گئی ہے وقلن الخ اس نرم گفتگو کے بجائے بالکل صاف اور سیدھے لفظوں میں کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے اور بالکل درست اور صحیح کیا ہے اور اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ لکن وقرن الخ اپنے گھروں میں رہو اور جاہلیت کی بناوٹ

سازگاری کا طریقہ
مذکورہ بالا ہے
مذکورہ بالا ہے
مذکورہ بالا ہے

موضع قرآن و حضرت کی ایک بی بی نے کہا تھا کہ قرآن میں سب ذکر مردوں کا ہے عورتوں کا کہیں نہیں اس پر یہ آیت اتری نیک عورتوں کی خاطر کہ نہیں تو جو حکم مردوں پر کیا سو عورتوں پر بھی آیا ہر بات جدا کہنے کی حاجت نہیں و حضرت زینبؓ رسول پاک کی بھیجی کی بیٹی اور قوم میں شرافت حضرت نے چاہا کہ ان کا نکاح کر دیں زید بن حارثہ سے، یہ زید اصل عرب تھے اظالم پکڑ لے گیا لڑکپن میں شہر مکہ میں حضرت نے مول لیا دس برس کی عمر میں ان کے باپ بھائی خبر پا کر آئے مانگنے کو حضرت دینے پر راضی ہوئے یہ گھر جانے پر راضی نہ ہوئے حضرت کی محبت سے پھر حضرت نے ان کو بیٹا کر لیا اسلام سے پہلے اس وقت کے رواج کے موافق حضرت زینبؓ اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے اس بات پر یہ آیت اتری پھر راضی ہوئے اور نکاح کر دیا۔

۳۳ الاحزاب ۹۳۸ ۵ من یقنت ۲۲

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ

ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کر نیوالے مرد اور بندگی کر نیوالی عورتیں اور

الصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ

سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت بھیلنے والے مرد اور محنت بھیلنے والی عورتیں

وَالْحَشِيعِينَ وَالْحَشِيعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ

اور دے دے والے مرد اور دے دے والی عورتیں اور خیرات کر نیوالے مرد اور خیرات کر نیوالی عورتیں

وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ

اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کر نیوالے مرد اپنی شہوت کی جگہ اور

الْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ

حفاظت کر نیوالی عورتیں اور یاد کر نیوالے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کر نیوالی عورتیں بھی ہے

اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝۳۵ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

اللہ نے ان کے واسطے معافی اور بڑا ثواب اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا

وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ

اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کرے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو

لَهُمُ الْخَيْرَةُ مِنْ أَمْرِهُمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی

فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ۝۳۶ وَإِذْ يَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ

سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر و اور جب تو کچھ لگا اس شخص کو جس پر

اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ

اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا ۳۶ کہ اپنے پاس اپنی جوڑو کو اور

اتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتُخْفِي

اور اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولا چاہتا ہے اور تو ڈھکتا تھا

منزل ۵

فتح الرحمن ۱۔ درین آیت تعریفیں است بان قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخست زینب را برائی زید خطبہ فرمود و آن را زینب و برادرش مکروہ داشتند و این معنی متنا

حال ایشان نبود ۱۳

وَمَنْ يَقْنُتْ ۚ۲۲

منزلہ

عالمیت و احاطه بودا را در سبک و زلف او با حضرت دامن می بینیم

৫৮৮

فتح الرحمن ما درین آیت تعریف است با تفسیر که در خاطر مبارک آنحضرت صلی الله علیه و سلم میگذشت که اگر در میان زید و زینب مفارقت واقع شود آنرا در سبک از و ارج طاهرات داخل فرمایند لیکن بر آن رعایت مرا کم نیکو خواهی گن معاشرت و ولایت میفرمود ۱۲ فصل یعنی بعد از وی هیچ پیغمبر نباشد ۱۳

خاصہ قال حکومتہ من شام باہلتہ انھا نزلت فی نشان نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... عن عروۃ یعنی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم روح ج ۲ ص ۳۱
 ابن کثیر ج ۳ ص ۳۳۳) قال عطاء و حکومتہ و ابن عباس ہمز و وجہ خاصہ (قرطبی ج ۴ ص ۱۸۲) بعض لوگوں کو عنکم اور بیطہر کہہ کر ضمیر مذکر سے دھوکا ہوا ہے حالانکہ
 یہ محاورات لغت سے ناواقف کی دلیل ہے لفظ اہل چونکہ مذکر ہے اس لئے باعتبار لفظ اس کے لئے ضمیر جمع مذکر ہی کی استعمال کی جاتی ہے اگرچہ اس سے مراد صرف ایک بیوی ہو
 یجمل ان بیکون خرج علی لفظ اہل کما یقول الرجل لصاحبہ کیف اہلک ای امواتک و نساءک فیقول ہم بخیر (قرطبی ج ۴ ص ۱۸۳) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کی بیوی کو اہل بیت کہہ کر جمع مذکر حاضر کے صیغوں سے مخاطب کیا ہے العجبین من اہل اللہ، رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت (سورہ ہود ع ۷) اسی
 طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو خطاب فرمایا۔ قال لاہلہ امکنوا انی انست نار العلی استیکم منھا بخبر او جذوة من النار لعلکم تصطلون (القصص ۴)
 اس لئے اس آیت میں بھی اہل بیت سے مراد حضور علیہ السلام کی ازواج ہی مراد ہیں اور یہ آیتیں ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں **حکم ۳۳۸** ان المسلمین الخ یہ مومنین کے لئے تیسرا حکم ہے اس
 میں ایمان والوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کریں تو ان کے لئے بخشش اور ثواب عظیم ہے مومن مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ تسلیم و رضا، اطاعت و اخلاص
 اور صدق و صفا کو اپنا شعار بنائیں۔ ایمان و اطاعت پر قائم رہیں۔ اللہ کے آگے عاجزی کریں، زکوٰۃ، صدقات دیا کریں، صوم و صلوٰۃ کی پابندی کریں، بدکاری سے بچیں اور ہر وقت
 اللہ کو یاد رکھیں **حکم ۳۳۹** و ما کان الخ یہ ترک اطاعت پر تحویل و تہدید ہے مومن مرد و عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کو فیصلہ کر دیں تو وہ اسے ماننے میں پس و پیش
 کریں۔ متنبی کی مطلقہ سے نکاح کا جواز اللہ و رسول کا فیصلہ ہے اس لئے کوئی مومن مرد و عورت دل و جان سے اسے تسلیم کرنے میں توقف نہ کرے جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے وہ
 صریح گمراہ ہے **حکم ۳۴۰** و اذ تقول الخ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسرا خطاب ہے اس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی۔ آپ نے اپنی حقیقی بیوی کی بیٹی حضرت زینب
 بنت جحش کا نکاح اپنے متنبی حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا۔ لیکن خاوند بیوی کے درمیان موافقت نہ ہو سکی اس لئے زید نے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت
 میں حاضر ہو کر اس کا اظہار کیا۔ آپ نے زید کو غتاب فرمایا اور سختی سے حکم دیا کہ خدا سے ڈر اور اپنی بیوی کو طلاق مت دے۔ اصل میں حضور علیہ السلام نے زید کو طلاق دینے سے اس لئے منع فرمایا
 کہ اگر زید طلاق دیدے تو زینب کے دل آزدہ کا مداوا صرف اسی میں ہے کہ آپ خود ان سے نکاح کر لیں لیکن یہ بھی چاہتے تھے کیونکہ اس میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے کا
 ڈر تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود آپ کے اپنے عمل سے ختم کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنبیہ فرمائی کہ آپ لوگوں کے اعتراض سے ڈرتے ہیں حالانکہ آپ
 کو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا چاہیے۔ الذی النعم اللہ الخ زید بن حارثہ مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر انعام تھا۔ ایمان کی توفیق بمعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور غلامی سے آزادی
 حضور علیہ السلام کا اس پر انعام یہ تھا کہ آپ نے اسے آزاد کیا، بچوں کی طرح اس کی پرورش کی اور اپنی ایک قریبی عورت سے اس کا نکاح کیا و تخفی فی نفسک الخ اس کے تحت بعض
 متاہل اور غیر محقق مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے دل میں حضرت زینب کی محبت تھی لیکن بظاہر آپ زید سے کہتے اسے مت طلاق دو۔ لیکن یہ سراسر غلط
 اور باطل ہے اور حضور علیہ السلام کی شان کے منافی ہے اس لئے یہاں آپ جو کچھ دل میں چھپا رہے تھے اس سے مراد وہی ہے جسے اللہ نے ساتھ ہی و تخفی الناس سے ظاہر فرمادیا
 یعنی آپ دل میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے سے ڈرتے ہیں۔ الظاہر ان اللہ تعالیٰ لما اراد سنہ تحريم زوجة المتنبی اوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام ان یقرح زینب اذا طلقھا زید فلم یأمرہ صلی اللہ علیہ وسلم بخافۃ طعن الاعداء فغوتب علیہ وھو توجیہ
 وجیہ قالہ الخفاجی (روح ج ۲ ص ۲۵)

حکم ۳۴۱ فلما قضی زید الخ و طر سے مراد طلاق ہے ای طلقھا کما روی عن قتادة وھو کنا بۃ عن ذلک (روح) حضرت زینب کا مذکور ہونا ثابت
 نہیں قالت (زینب) ما کنت امتنع منہ عنیر ان اللہ منعنی منہ و قیل انہ مذبذب و جہا لہ یتکمن من الاستمتاع بہا۔
 (بخاری ج ۲ ص ۲۳۷) جب زید نے زینب کو طلاق دے دی تو ہم نے آپ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور اس رسم جاہلیت کو توڑ دیا تاکہ بتناؤں کی مطلقہ عورتوں کے
 ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج اور تنگی باقی نہ رہے و کان امر اللہ مفعولاً اللہ کا حکم اور فیصلہ ہر حال میں نافذ ہو کر رہتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اللہ کا
 ارادہ تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود حضور علیہ السلام کے عمل سے ختم کرے۔ اگرچہ آپ کا ارادہ اس سے بچنے کا تھا لیکن اللہ کا ارادہ ہو کر رہا۔
حکم ۳۴۲ ما کان علی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے لئے جو حکم صادر و مقرر فرمادیا ہے اس پر عمل
 کرنے میں اس کے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ ہونی چاہیے اور نہ اس سے پیغمبر علیہ السلام پر کوئی الزام ہی آسکتا ہے۔ گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں بھی اللہ کی سنت
 جاری رہی تھی کہ جائز کاموں کے کرنے میں ان پر کوئی الزام و اعتراض کی گنجائش نہ تھی۔ ای من قبلک من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حیث لم یحرج
 حل شانہ علیہم الا فتد امر علی ما احل لھم و دسح علیہم فی باب النکاح و عنیدہ (روح جلد ۲ ص ۲۲) اب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے چونکہ
 متنبی کی مطلقہ سے نکاح کو جائز کر دیا ہے اس لئے زید کی مطلقہ سے نکاح کر لینے میں آپ پر کوئی الزام نہیں۔ الذین یبلغون الخ یہ الذین خلوا الخ کی صف ہے
 وہ انبیاء سابقین علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغام لوگوں تک پہنچاتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے اور نہ کسی کی ملامت کی پروا کرتے تھے۔ و کفی باللہ حسیباً
 اللہ تعالیٰ مخافت و خطرات میں کافی ہے اس لئے اس کے سوا کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہی نہیں ای کا ضیاء للمخافت (روح)

حکم ۳۴۳ ما کان الخ یہ مومنین سے چوتھا خطاب ہے۔ اے ایمان والو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ نہ زید کے نہ کسی اور کے۔ تو زید کی
 بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نہ تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر زید کی مطلقہ سے نکاح کر لیا ہے تو اس میں کوئی بُرائی ہے اور اعتراض کا
 کیا موقع ہے؟ اس میں جسمانی اور حقیقی ابوت کی نفی کی گئی ہے رجال، رجل کی جمع ہے اور رجل بالغ مرد کو کہا جاتا ہے جس
 کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے مذکر انسان کے باپ نہیں جو سن بلوغ کو پہنچا ہو کیونکہ آپ کے چاروں صاحبزادے حضرات ابراہیم، قاسم، طیب

اور طہر بچپن میں ہی اللہ کو پیالے ہو چکے تھے۔ اور صرف آپ کی صاحبزادیاں ہی سن بلوغ کو پہنچیں و لکن رسول اللہ یہ ماقبل سے استدراک ہے اور اس سے مجازی درجائی ابوت کا اثبات مقصود ہے۔ کیونکہ ہر پیغمبر اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ استدراک من نفي الابوة الحقيقية الشرعية التي يترتب عليها حرمة المصاهرة ونحوها الى اثبات الابوة المجازية اللغوية التي من شان الرسول عليه الصلوة والسلام وتقتضي التوقير من جانبهم والشفقة من جانبهم صلى الله تعالى عليه وسلم روح ج ۲۲ ص ۲۳) خاتم النبیین الخ اس میں حضور علیہ السلام کی امت پر کمال شفقت اور خیر خواہی کی طرف اشارہ ہے لان النبی الذی یکون بعدہ نبی ان ترک شیئا من النصیحة والبیان یستدرکہ من یاتی بعدہ واما من لا نبی بعدہ یکون اشفق علی امتہ واهدی لہم واجدی اذ ہو کوالد لولدہ الذی لیس لہ غیرہ من احد (کبیر ج ۶ ص ۲۷)

تحقیق لفظ خاتم النبیین

لفظ خاتم میں دو قرائتیں ہیں۔ اول بفتح تا اور وہ اسم آلہ ہے یعنی جس سے ہر لگا کر کسی چیز کو بند کر دیا جاتا ہے کہ اب اس میں باہر سے کوئی چیز داخل نہ کی جاسکے اور نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکالی جاسکے والحق اسم آلہ لما یختم بہ کالطابع لما یطبع بہ فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیین بہ ومآلہ آخر النبیین (روح ج ۲۲ ص ۲۳) الخاتم بفتح تا کے ایک معنی یہ ہیں جس سے کسی چیز کو ختم کر دیا جائے اور وہ سب آخر میں ہو۔ نو خاتم النبیین کے معنی ہوں گے تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے خاتم القوم یعنی قوم کا آخری فرد۔ والخاتم آخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالیٰ وخاتم النبیین ای آخرہم (تاج العروس شرح قاموس ج ۸ ص ۸) وخاتم القوم وخاتمہم وخاتمہم (لسان العرب ج ۱۲ ص ۱۲) دوسری قرائت کسرتا ہے یعنی بصیغہ اسم فاعل جس سے معنی ختم کرنے والے اور آخر میں آنے والے کے ہیں۔ وقرء المجہور (وخاتم) بکسر التاء علی انہ اسم فاعل ای الذی ختم النبیین والمراد بہ آخرہم ایضا (روح ج ۲۲ ص ۲۳)

خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والے اور سب آخر میں آنے والے کے ہیں جس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔ یہ لفظ اس مفہوم میں نص صریح ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اس آیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں نص صریح ہو اور اس آیت کے ناقابل تاویل ہونے پر امت کا اجماع ہے اور اس پر بھی امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی دجال و کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے بھی جو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں، خاتم النبیین کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

احادیث نبویہ

- ۱۔ عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني سیکون فی امتی کذا ابون ثلا ثون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱)
- ۲۔ عن حذیفۃ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فی امتی کذا ابون دجالون سبعة وعشرون منهم اربع نسوة وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکل الآثار امام طحاوی ج ۴ ص ۲۸)
- مسند احمد ج ۱ ص ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیسٹھ سو پچھتر ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ۲۷ دجال و کذاب ہیں جن میں سے چار عورتیں ہیں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نہایت ہی حسین و جمیل مکان بنائے۔ لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ لوگ اسے چاروں طرف سے دیکھ کر تعجب کریں اور اس سے کہیں تو نے یہاں اینٹ کیوں نہیں لگائی (یہ مثال نبوت کے محل کی ہے) اور اس میں خالی جگہ کو پُر کر نیوالی اینٹ میں ہوں۔ اور میں آخری نبی ہوں۔

۳۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنا فاحسن واجملہ الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ویحبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانی خاتم النبیین (صحیح بخاری ص ۲، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹ واللفظ لہ)

ان حدیثوں میں خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی ایسی واضح تفسیر فرمادی ہے کہ اب اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ان تینوں حدیثوں سے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ظنی یا بروزی، حقیقی یا مجازی، تشریعی یا غیر تشریعی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ پر ہر قسم کی نبوت بند ہو چکی ہے۔ یہ آیت چونکہ اس مفہوم میں نص صریح ہے اسلئے علماء اسلام نے اس میں تاویل کر کے جدید نبوت کے لئے گنجائش پیدا کرنے کو کفر کہا ہے

پناہ نام غزالی فرماتے ہیں ان الامة قد فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابد او عدم رسول بعده ابد وانہ ليس فيه تاويل و لا تخصيص فمنكر هذا الا يكون الامنكر الاجماع (کتاب الاعتقاد ص ۱۱۱) (ترجمہ) امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہ سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اور امت نے یہ سمجھا ہے کہ اس آیت میں تاویل اور تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ اجماع کا منکر ہے جس طرح اس آیت کے غیر مؤول ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں وكونه صلى الله عليه وسلم خاتما للنبیین مما نطق به الكتاب وصدعت به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه ويقتل ان اصرر روح ج

۲۲ ص ۱۱۱) (ترجمہ) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جسے قرآن و حدیث نے واضح گواہ کیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے۔ اس لئے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔ قال ابن عطية هذو الا لفاظ عند جماعة علماء الامة خلفا سلفا متلقاة على العموم التام مقتضية نصا انه لا نبی بعده صلى الله عليه وسلم (قرطبی ج ۴ ص ۱۹۹) (ترجمہ) ابن عطیہ نے کہا ہے ان الفاظ کو جمہور علماء امت سلف و خلف سے عموم تام پر محمول کرنا ہی منقول چلا آ رہا ہے اور یہ الفاظ اس پر نص ہیں کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ امام طبری فرماتے ہیں۔ ولكنه رسول الله وخاتم النبیین الذي ختم النبوة فطبع عليها فلا تقبل لاحد بعده الى قيام الساعة ويخو الذي قلنا قال اهل التاويل (ابن جریر ج ۲ ص ۲۳۱) (ترجمہ) "لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جنہوں نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔ اس لئے اب قیامت تک نبوت کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی تمام مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ علامہ ابوالسعود فرماتے ہیں خاتم النبیین ای کان آخرهم الذی ختموا به (ابوالسعود ج ۶ ص ۴۸۸) مفسر البوحیان رقمطراز ہیں۔ وقرأ الجمهور وخاتم بكسر التاء بمعنى انه ختمهم اى جاء آخرهم (مخرج ص ۲۳۲)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔ وقد اخبر الله تبارك وتعالى

في كتابه ورسوله صلى الله عليه وسلم في السنة عنه انه لا نبی بعده ليعلموا ان كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب اذ انك دجال ضال مضل ولو تخرق وشعبد واتى بالواع الصرا والطلاسم والنیرنجیات (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۹) علامہ خازن فرماتے ہیں ختم اللہ بہ النبوة فلا نبوة بعده (خازن ج ۵ ص ۲۱۸) یا ایہا الذین آمنوا الخ یموتین سے پانچواں خطاب ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رسم جاہلیت کو توڑنے اور

موضع قرآن و یعنی اللہ ان پر سلام بھیجے گا اور آپس میں بھی پی دعا ہے اور ہوگی ۱۲ منہ و سب امتوں سے برتر یہی امت ہے۔

فتح الرحمن و یعنی از جانب خداوند شریک گان ۱۲۔

فتح الرحمن و یعنی از جانب خداوند شریک گان ۱۲۔

ومن یقتل ۲۲

۹۴۲

الاحزاب ۳۳

بُكَرَةً وَاصِيلًا ۲۲) هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ

اس کی صبح اور شام دعا ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اس کو فرشتے

لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ

تاکر نکالے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور ہے ایمان والوں پر

رَحِيمًا ۲۳) تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ

مہربان دعا انکی ملا ہے جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے انکے واسطے

أَجْرًا كَرِيمًا ۲۴) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

ثواب عزت کا دل اے نبی تم نے تم کو بھیجا بتانے والا

وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۲۵) وَدَاعِبًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَ

اور خوشخبری سنائی والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور

سِرَاجًا مُّنِيرًا ۲۶) وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّن

پچھلکا ہوا چراغ اور خوشخبری سنائے ایمان والوں کو یہ کہ ان کے لئے ہے

اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۲۷) وَلَا تَطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ

خدا کی طرف سے بڑی بزرگی و اور کماست مان منکروں کا اور دعا بازوں کا

وَدَعُ أَذْهُمُ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۲۸)

اور بھڑکے انکا ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ

اے ایمان والو! جب تم نکاح میں لاؤ مسلمان عورتوں کو پھر

طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

ان کو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ سوان پر تم کو حق نہیں

مِنْ عَدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا فَمِنْ عَوْنِهَا وَسَوْحُوهِنَّ سَرَاحًا

عدت میں بھٹانا کہ گنتی پوری کرو سوان کو دو کچھ فائدہ اور زحمت کرو بھلی طرح سے

منزل ۵

جَمِيلًا ۱۹ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي

سے و اے نبی ۱۹ ہم نے ملال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے

أَتَيْتَ أَجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ

میر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگا ہے تیرے اللہ

عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَ

مل اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور بھوپہوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور

بَنَاتِ خَلَّتِكَ الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ زَوَامِرًا مَّؤْمِنَةً

تیری خالوں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور جو عورت ہو مسلمان

إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا

اگر بخش دے اپنی جان نبی کو فدا اگر نبی چاہے اس کو نکاح میں لائے

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا

یہ خاص ہے تیرے لئے سوائے سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے ۲۰ جو

فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ

مقرر کر دیا ہے ہم نے ان پر ان کی عورتوں کے حق میں اور ان کے ہاتھ کے مال میں

لَكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۲۰

تو نہ رہے تجھ پر سختی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان و مہربان

تُرْجَى مِنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْتَى إِلَيْكَ مِنْ تَشَاءُ وَ

پچھے رکھ دئے تو اہ جس کو چاہے ان میں اور جگہ سے اپنے پاس جس کو چاہے اور

مَنْ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَلِكَ

جس کو چاہی چلے تیرا ان میں سے جن کو نکال دیا تھا تو نہ کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں

أَدْنَى أَنْ تَقْرَأَ عَيْنَهُنَّ وَلَا تَحْزَنَ وَيَرْضَيْنَ بِمَا

قریب ہے ۲۱ کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی اور غم نہ کھائیں اور راضی رہیں اس پر جو

منزل ۵

اپنے متنبی کی مطلقہ سے نکاح کر لینے کے بارے میں اگر تمہارے دل میں کوئی شک یا بدگمانی پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس کرو۔ تاکہ تمہارا یہ تصور معاف ہو جائے ذکر کثیر میں زبانی ذکر کے علاوہ ہر نیکی و طاعت بھی داخل ہے اور یہ کہ کسی حال میں اس سے غافل نہ رہو کل طاعة وكل خير من جملة الذکرا (کشاف) قال ابن عباس الذکرا الکثیر ان لایمنی جل شانہ دروی ذلک عن مجاهد ایضا (روح ج ۲۲ ص ۲۲) ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴

الاحزاب ۳۴ ص ۲) سراجا صلیب ای ہادی من ظلم الصلابة (ایضاً ص ۲) ۱۷۷ و بشر المؤمنین الخ جو مؤمنین آپ کے لئے ہوئے احکام شریعت بلاچوں و چہرہ ماننے میں اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں آپ کے ساتھ ہیں انھیں اللہ کی طرف سے اجر عظیم کی خوشخبری سنا دیں و لا تطلع الکفرین الخ یہ ابتداء سورت کے مضمون کا اعادہ ہے اور کفار و منافقین کی بات ہرگز نہ مانیں وہ چاہتے ہیں کہ آپ مسئلہ توحید میں نرمی اختیار کریں تاکہ وہ بھی نرم رویہ اختیار کر لیں منہی عن مداراتہم فی امر الدعوة ولین الجانب فی التبلیغ والمساخۃ فی الاخذار روح ج ۲ ص ۲۲) و ابوالسعود ج ۶ ص ۹۷) و دع اذہم الخ

الاحزاب ۳۴

۹۴۴

ومن یقنت ۲۲

اتیتہن کلہن واللہ یعلم ما فی قلوبکم وکان اللہ

تو نے دیان کو سب کی سب اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ

علیما حلیمًا ۵۱ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان

سب کچھ جاننے والا کامل الاول ملال نہیں تجھ کو ۵۱ عورتیں اس کے بعد دل اور نہ یہ کہ

تبدل بہن من ازواجہ ولو اعجبتک حسنہن الا ما

ان کے بدلے کر لے اور عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت مگر جو

ملکت یمینک وکان اللہ علی کل شیء رقیبًا ۵۲ یا ایہا

مال ہو تیرے ہاتھ کا اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان و وفی اے

الذین امنوا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن

ایمان والو ۵۲ مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم

لکم الی طعام غیر نظیرین انہ ولیکن اذا دعیتکم

ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے اس کے کہنے کی لیکن جب تم کو بلائے

فادخلوا فاذا اطعمتم فانثشروا ولا مستانسیین

تب جاؤ پھر جب کھا چکو تو آپ کو چلے جاؤ اور نہ آپس میں جی لگا کر بیٹھو

لحدیث ان ذلکم کان یؤذی النبی فیستحی منکم

باتوں میں اس بات سے تمہاری تکلیف تھی نبی کو پھر تم سے شرم کرتا ہے

واللہ لا یستحی من الحق واذاسالتموہن متاعا

اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹھیک بات بتلانے میں اور جب مانگے جاؤ بیبیوں سے ۵۵ کچھ چیزیں

فسئلوہن من وراء حجاب ذلکم اطہر لقلوبکم

تو مانگ لو پردہ کے باہر سے اس میں خوب بھڑائی ہے تمہارے دل کو

وقلوبہن وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ و

اور ان کے دلوں کو اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو ۵۵ اللہ کے رسول کو اور

منزل ۵

تبلیغ حق پر آپ کو ان کی طرف سے جو ایذا پہنچے، آپ اس کی پرواہ نہ کریں اور خدا کے بھروسے پر اپنا فریضہ ادا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کا ناصر و مددگار ہے۔ ۵۱۔ اے ایمان والو! تم جب مومن عورتوں سے نکاح کرو۔ اور پھر صحبت سے قبل ہی ان کو طلاق دیدو تو ان پر کوئی عدت نہیں انھیں ثیاب منعد (نمیص اور دوپٹہ) دے کر چھوڑ دو۔ وہ جہاں چاہیں نکاح کر لیں حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا حضرت زینب کا عدت گزارنا اگر چہ ثابت ہے لیکن یہاں غیر مدخول بہا کے لئے عدت نہ ہونے کے ذکر کی مناسبت اور اقبل سے ربط اس صورت میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زینب کی عدت نہ ہو بلکہ الحیران میں حضرت شیخ قدس سرہ کی نفی عدت کی نسبت قصور تعبیر سے ناشی ہے ۵۲۔ یا ایہا النبی! آپ برآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھٹا خطاب ہے۔ اس میں حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کے لئے حسب ذیل چار قسم کی عورتیں حلال ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور آپ کے لئے حلال نہیں اول التي ائنت اجودھن یعنی وہ بیویاں جو آپ کے نکاح میں ہیں اور آپ ان کا ہر ادا کر چکے ہیں وہ قریشی عورتیں یا غیر قریشی سے مہاجرہ ہوں یا غیر مہاجرہ دوم وما ملکت یمینک الخ جو باندیاں مال غنیمت میں سے اللہ نے آپ کو دی ہیں۔ سوم و بنت عمک الخ قریش کی وہ عورتیں جو آپ کے ساتھ صحبت کر چکی ہیں۔ چہاں وہ ایمان والی عورت ہو بلا مہر اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے لئے پسین کر دے۔ حالانکہ لک الخ بلا مہر نکاح کرنا یہ صرف آپ کے لئے خاص حکم ہے دوسرے مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں۔ ۵۵۔ فتدعلمننا الخ بیویوں اور باندیوں کے بارے میں ایمان والوں کے مناسب حال جو احکام ہیں۔ وہ اللہ کو معلوم ہیں اور وہ ان احکام کے پابند ہیں لیکن آپ ان احکام کے پابند نہیں ہیں تاکہ آپ کے پیغمبرانہ مقاصد و مصالح میں حرج واقع نہ ہو۔ مومنوں پر چار بیویں سے زائد حرام ہیں اور ان پر مہر بھی واجب ہے مگر آپ پر یہ پابندیاں نہیں ہیں ۵۵۔ ترجی الخ آپ

۶
ع
۳
ملاحظہ ہو

صحیح قرآن و کسی مرد کو جو کئی عورتیں ہوں اس پر واجب ہے باری سے سب کے پاس رہنا برابر حضرت پر یہ واجب نہ رکھا اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ سمجھیں تو جو دیں راضی ہو کر قبول کریں پر حضرت نے فرق نہیں کیا۔ سب کی باری برابر رکھی ہے ایک حضرت سودہؓ نے اپنی باری بخش دی تھی حضرت عائشہؓ کو ۱۳ منہ وک یعنی طینی قمیص کہہ دیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کو بدلنا نہیں حلال یہ ضرور ہیں اور ہاتھ کا مال حضرت کی دو حرم شہور ہیں یا تین ایک ماریہ جیسے شکم سے فرزند ہوئے ابراہیم ایک ریحانہ یا شمعونہ یا دونوں حضرت عائشہؓ نے فرمایا بیخ آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہو گئیں۔ فتکم الرحمن وک یعنی بعد ازین دو صفت قریشیہ مہاجرہ مہیرہ یا وہبہ نفس غیر مہیرہ ۱۲ وک یعنی این آیت ناخ آیت سابقہ

اپنی صوابدید کے مطابق ان کی دلجوئی فرماتے رہیں۔ جب زواج کا آپ تقسیم میں کوئی استحقاق باقی نہ رہا۔ اور ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ دستور حق تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ اس تفریق سے آزرہ خاطر نہ ہوں گی۔ بلکہ ان کی تعمیل ہی میں خوشی محسوس کرینگی لانہن اذا علمن ان هذا التفویض من عند اللہ اطمانت نفوسہن وذهب التغایر وحصل الرضاء (مدارک) واللہ یعلم الخ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے لیکن کمالِ علم کی وجہ سے تمہارے گناہوں پر جلدی گرفت نہیں کرتا۔ ۳۵ھ لا یجل لك الخ مذکورہ بالا چار اقسام کی عورتوں کے علاوہ آپ کے لئے کسی اور عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں اور نہ موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی دوسری عورت سے نکاح جائز ہے ای من بعد الاصناف التي سمیت قال ابی بن کعب وعكرمة وابورزین وهو اختیار محمد بن جریر (قرطبی ج ۴ ص ۲۸۷) شاہ عبدالقادر رملوی ج فرماتے ہیں۔ ”جتنی قسمیں کہہ دیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کا بدلنا حلال نہیں“ اس طرح یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ شاہ ولی اللہ اور دوسرے کئی علماء نے اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو نو عورتیں اس وقت آپ کے نکاح میں ہیں۔ اور جنہوں نے دنیا پر آپ کو ترجیح دی ہے۔ ان کے بعد اب آپ کے لئے کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں لا یجل لك النساء من بعد ھو لا یرفع الا لاتی اخترتك ای لقد حرم علیك تزوج غیرھن ررح ج ۲۲ ص ۴۳) الا ما ملكت الخ یہ ماقبل سے استثناء ہے یعنی باندیوں کا تبدل آپ کے لئے جائز ہے۔ وکان اللہ علی کل شیء شہید ۱۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع اور خبردار ہے اس لئے اس کے احکام و حدود سے سختی اور مت کر و ۳۵ھ یایہا الذین الخ یہ مومنوں سے ساتواں خطاب ہے۔ ایمان

خطاب مشتمل بر
مؤلفین و مؤلفات
در آردی ۱۴

وَمِنْ ثَمَرَاتِهَا ۝۳۳

متر ۵

والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کے کچھ حقوق و آداب تسلیم کئے گئے۔ تاکہ ایک طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اس تکلیف و اذیت سے محفوظ رہیں جو ان آداب کو نظر انداز کرنے کی صورت میں ہو سکتی تھی۔ اور دوسری طرف کفار و منافقین کو افواہیں پھیلانے کا موقع بائض نہ بنیں آئے گا۔ پہلا اور دوسرا ادب

وضع قرآن ﷺ یہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھائے مسلمانوں کو۔ کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے باتیں کرنے لگ جاتے۔ حضرت کا مکان آرام کا دہی تھا۔ شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ اللہ نے ان کے واسطے فرما دیا۔ اس آیت میں حکم ہوا بڑے کا کہ مرد حضرت کے ازواج کے سامنے نہ جاویں سب مسلمانوں کی عورتوں پر حکم واجب نہیں۔ اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑوں میں ڈھکا تو گناہ نہیں۔ اور اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے ۱۲ منہ و اپنی عورتوں کا اور بائض کے مال کا ذکر ہو چکا سورہ نور میں ﷺ حکم ادا ہوتا ہے نماز میں اسلام علیک یا نبی اللہ صلی علی محمد اللہ سے حجت مانگئے اپنے پیغمبر پر اور انکے گھر لے کر بڑی قبولیت کھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور

لا تَدْخُلُوا بَيْوتَ النَّبِيِّ اِلَّا بِغَيْرِ عِلَّةٍ مِّنْهُنَّ وَاسْلَامٍ كَمَا كُنْتُمْ يَدْخُلُوْنَ (۵۸) اور جب کبھی آپ کھانے پر نہیں بلائیں تو کھانا تیار ہونے سے پہلے ہی آپ کے گھر نہ پہنچ جاؤ۔ اور کھانا تیار ہونے کا انتظار کرنے لگو۔ تبسرا ادب و نکتہ اذا دعيتم فادخلوا۔ جب کھانا تیار ہونے کے بعد تم کو بلایا جائے اس وقت آپ کے گھر میں جاؤ۔ چونکہ ادب فاذا اطعمتم فانتشروا الخ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو فوراً چلے جاؤ۔ اور وہاں بیٹھ کر باتوں میں مصروف نہ ہو جاؤ۔ ان ذلک مکان بیو ذی النبی الخ کیونکہ ان آداب کے خلاف کرنے کو پیغمبر علیہ السلام گراں اور ناگوار محسوس فرماتے ہیں لیکن بتقاضائے مروت زبان سے کچھ نہیں کہتے۔ یہ آداب مجلس اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئے ہیں لیکن اب مسلمانوں کے لئے عام ہیں۔

الاحزاب ۳۳

۹۴۶

ومن یقنت ۲۲

بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا ابْهَتَانَا وَاشْمَامَيْنَا (۵۹)

بدون گناہ کئے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ

اے نبی ﷺ کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو

يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰی اَنْ

پہنچے لٹکالیں اپنے اوپر مٹھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ

يَعْرِفْنَ فَلَا يُؤْذِينَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۶۰) لٰكِنَّ

پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان وہی البتہ اگر

لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ

باز نہ آئے منافق اور جن کے دل میں روگ ہے اور

السَّارِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِنَّ شَمًّا كَا

جھوٹی خبریں اڑانے والے مدینہ میں تو ہم لگانے لگائیں گے جو کوائے بھی پھسرنے

مَجَاوِرُونَكَ فِیْہَا اِلَّا قَلِيْلًا (۶۱) مَلْعُوْنِیْنَ اِنَّمَا تُقَفُّوْا

رہنے پائیں گے تیرے ساتھ اس شہر میں مٹھوڑے دونوں وہ بھٹکائے ہوئے جہاں پائے گئے

اِخْذُوْا وَاَقْتُلُوْا تَقْتِيْلًا (۶۲) سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا

پکڑ لے گئے اور مار لے گئے جان سے دستور پر ہوا ہے اللہ کا ﷺ ان لوگوں میں جو پہلے

مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (۶۳) یَسْئَلُكَ

ہو چکے ہیں اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی چال بدلتی وں لوگ تجھ سے

النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اَسْأَلُہَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا

پوچھتے ہیں ﷺ قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی کے پاس اور تو کیا

یَدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِیْبًا (۶۴) اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ

جائے شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو وں بیشک اللہ نے پھسکا دیا

منزل ۵

ع ۴

منظر ۱۲
صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کی چادریں

ع ۵

البابۃ والخافیۃ لا محالۃ (روح جلد ۲۲ ص ۸۸) لاجناح الخ یہاں ان رشتہ داروں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے ازواج مطہرات پر حجاب لازم نہ تھا۔ اور وہ یہ ہیں باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، بھائی کی

موضع قرآن ناموس یا بد ذات نہیں نیک نیت ہے تو بد نیت لوگ اس سے نہ انجیں۔ گھونگھٹ اس کا نشان رکھا۔ حکم بہتری کا ہے۔ آگے فرما دیا اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۲ منہ ف جو لوگ بد نیت تھے مدینے میں عورتوں کو چھپڑے ٹوکتے اور جھوٹی خبریں اڑاتے مخالفوں کے زور کی اور مسلمانوں کے نیچے کی ان کو یہ فرمایا اور تو ریت میں بھی تھپتھپا کہ مفسدوں کو اپنے بیچ سے باہر کر دو۔ ۱۲ منہ وں شاید یہی منافقوں نے ہتھکنڈہ پکڑا ہو گا کہ جس چیز کا جواب نہیں وہی سوال کریں بار بار۔ اس پر یہاں ذکر کر دیا۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمن و۔ یعنی عفت ایشاں ظاہر شود وفاقتے تعرض ایشاں نہ کند ۱۲ و۔ یعنی حلا وطن کردہ شود ۱۲۔

[illegible]

دوسرا جواب یہ ہے کہ نبات سے امت کی عورتیں مراد لینا مجازی معنی ہے۔ اور حقیقی معنی صلیبی بیٹیاں ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت مراد لیا جاتا ہے جب حقیقی معنی مراد لینا متعذر ہو۔ لیکن یہاں حقیقی معنی متعذر نہیں۔ کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت آپ کی تین صاحبزادیاں بقید حیات موجود تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو شہ میں اللہ کو پیاری ہوئیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جن کا شہ میں انتقال ہوا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کی حضور علیہ السلام کے بعد وفات ہوئی۔ یہ آیت شہ سے بہت پہلے نازل ہوئی۔ اس لئے نبات سے یہاں حضور علیہ السلام کی صلیبی بیٹیاں ہی مراد ہیں۔ نہ کہ روحانی۔ سہ لہ سین لہ سینتہ الخ یہ منافقین پر زجر اور تخویف و تیوی

۳۳ الاحزاب ۹۴۸ ومن یقنت ۲۲

لُكْفِرِينَ وَاعَدَ لَهُمْ سَعِيرًا ۖ خَلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ

مفکروں کو اور رکھی ہے ان کے واسطے دہکتی ہوئی آگ رہا کریں اسی میں ہمیشہ

لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۖ يَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ

نہ پائیں کوئی حمایتی اور نہ مددگار جس دن اوٹھے ڈالے جائیں گے اٹھے منہ

فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتُنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۖ

آگ میں کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا

اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انہوں نے بھلا دیا کہ

السَّبِيلَ ۖ رَبَّنَا ارْتِهَمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ الْعَظِيمِ ۖ

راہ سے اے رب ان کو دونا اور پھٹکارا کہو

لَعْنَا كَبِيرًا ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

برہمنی پھٹکارا اے ایمان والو! تم مت ہواں جیسے جنہوں نے

أَذَا مُوسَىٰ فَبَرَّاهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَمَا كَانَ عِنْدَ

ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب دکھلا دیا اس کو اللہ نے انکے کہنے سے اور مٹھا اللہ کے

اللَّهُ وَجِيهًا ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا

یہاں آبرو والا ملے اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو

قَوْلًا سَدِيدًا ۖ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

بات سیدھی کہ سنو ارے تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخشے تم کو

ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا

تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی برہمنی

عَظِيمًا ۖ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

مراد ہم نے دکھلائی تھی امانت آسمانوں کو اور زمین کو

۵

ساختہ بے غم ہوا
موتیوں کی طرح
زجر و تیوی

ہے۔ والذین فی قلوبہم مرض سے بدکار اور فحار مراد ہیں جن کے دلوں میں بدکاری کے خیالات کی بیماری تھی۔ والمرجفون فی المدینۃ۔ یہودی مدینہ جو عام مسلمانوں اور خصوصاً مسلمان عورتوں کے بالے میں غلط افواہیں اٹاتے تھے تاکہ ان کے فطرت بدگمانی پھیلے اور انہیں ذہنی اذیت پہنچے۔ والمرجفون فی المدینۃ من الیہو المجاورین لہما عما ہم علیہ من نشر اخبارا لسوء عن سراہا المسلمین وغیر ذلک من الاسرار حیث المملفۃ المستتبعۃ للاذیۃ سألت عکرمۃ عن الذین فی قلوبہم مرض فقال ہم اصحاب الفواحش وعن عطاء انہ فسرہم بذلک ایضاً (روح ج ۲۲ ص ۹) اس آیت میں ان افراد کو متنبہ فرمایا۔ اور شرارتوں سے باز نہ آنے کی صورت میں سخت سزا کی تہدید فرمائی۔ حکم حجاب نازل کرنے سے ان منافقین و فجار کا یہ عذر تو باطل ہو گیا کہ ان سے غلطی ہوئی وہ پہچان نہیں سکے۔ کیونکہ اب مسلمان عورتوں کا بڑی بڑی چادریں اوڑھ کر گھر سے نکلتے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شریف مسلمان آزاد عورتیں ہیں۔ اس لئے اگر اب بھی یہ شرابی شرلوں اور خباثتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کو دنیا ہی میں ذلیل و رسوا کر دیں گے۔ لئغریبتکم بہم۔ ہم آپ کو ان پر تسلط و اختیار دیدینگے۔ اور انہیں مدینہ اور اس کے قرب و جوار سے جلا وطن کرنے کے احکام صادر کر دیں گے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے یہاں سے دور ہو جائیں گے اور آپ کے قرب و جوار میں نہیں رہ سکیں گے الاقلیلہ صرف اتنی دیر اس علاقے میں رہ سکیں گے جتنی دیر سامان اور اہل و عیال کو دوسری جگہ منتقل کرنے میں لگے گی۔ یا اس قلیل وقت سے اخراج کا حکم آنے تک

موضع قرآن ۱۷ بعض مفسد حضرت موسیٰ کو تہمت لگانے

آئے ناکہ شریک یا ست نہ رہیں۔ پھر ان کا جنازہ آسمان سے نظر آیا۔ اور ان کی آواز آئی کہ میں اپنی موت سے مراد ہوں۔ اور کشتوں نے کہا یہ جو چھپ کر نہاتے ہیں ان کے بدن میں کچھ عیب ہے۔ بدن کی سفیدی یا خضیہ پھولا۔ ایک روز حضرت موسیٰ اکیلے نہانے لگے۔ کپڑے ایک پتھر پر رکھے وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا۔ حضرت موسیٰ عصابے کر اس کے پیچھے دوڑے۔ جہاں سب لوگ دیکھتے تھے کھڑا ہو گیا۔ سب نے ننگے دیکھ لیا بے عیب پھر اس پتھر کو کئی عصابا لے۔ اس میں نقش پڑ گیا۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمن ۱۷ مترجم گوید یعنی موسیٰ وقت غسل ستر میگرد۔ جہاں بنی اسرائیل گفتند اوردہ است۔ روزی بحسب اتفاق بر کنارہ آب غسل میگرد و جاہلہ نے خود بر سنگ نہادہ بود۔ بفرمان خدا تعالیٰ آن سنگ رواں شد و موسیٰ عقب سنگ دوید تا آنکہ جماعہ از بنی اسرائیل عریاں دیدند و گفتند اوردہ ندارد و اوردہ انتفاخ خضیدہ را گویند۔ واللہ اعلم۔ و لیسنی استعداد تکلیف را با و امر و نواہی۔ ۱۲۔

منزل ۵

وقت مراد ہے ملعونین یہ لایجا ورونك کے فاعل سے حال ہے یعنی جو تھوڑا سا وقت وہ مدینہ کے قریب رہیں گے خدا کی رحمت اور آپ کے حسن سلوک سے مطرود ہی رہیں گے اور جب جلاوطن کر دئے جائیں گے اس کے بعد بھی ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ جہاں ملیں گے انہیں قید و قتل کرنے کی اجازت ہوگی۔ ای فی ذلك الوقت الذی یجا ورونك فیہ یكونون ملعونین مطرودین من باب الله وبابك و اذا خرجوا لا ینفكون عن المذلة ولا یجدون ملجأ بل انما یكونون یطلبون ویؤخذون ویقتلون (کبرج ۶ ص ۹۹) ۱۷ سنہ اللہ الخ شریک اور فساد انگیز عناصر اور باغیوں کے ہائے میں گذشتہ شریعتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور تھا اور اب بھی یہی دستور ہے۔ اب کوئی نیا طریق کار نافذ نہیں کیا جائے گا۔

۱۷ سنہ یسئلک الناس الخ یہ تکلیف اخروی ہے مشرکین ازراہ طرز و استہزا سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جواب میں کہہ دو آئے گی ضرور لیکن اس کے آنے کا معین وقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو۔ ۱۷ سنہ ان اللہ الخ قیامت جب بھی آئے آئے گی ضرور۔ اس نے کفار و مشرکین کا حشر یہ ہوگا کہ وہ خدا کی رحمت سے محروم ہونگے اور بھڑکتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچالے یومہ تغلب الخ قیامت کے دن جب ان کے چہروں کو آگ پر الٹ پلٹ کیا جائے گا تو وہ حشر و ندامت سے کہیں گے کاش! ہم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر بطور معذرت کہیں گے ربنا اننا اطعنا الخ اے ہمارے پروردگار! ہم اس معاملے میں بے قصور ہیں۔ ہم دنیا میں علماء دین اور پیشوایان مذہب ہی کی اطاعت اور پیروی کرتے رہے مگر ان ظالموں نے ہمیں ہدایت اور توحید کی راہ دکھانے کے بجائے توحید سے گمراہ کر دیا اور شرک کفر کی راہ پر لگا دیا۔ سادۃ اور کبراء سے علماء رسوا و پیشوا دین مراد ہیں جو کفر و شرک کی تبلیغ کرتے تھے۔ والمراد بهم العلماء الذین لقنواہم الکفر و زینواہم لہم وعن قتادة رؤساؤہم فی الشرک والشرك روح ج ۲۲ ص ۹) والاظہر العموم فی القادة والرؤساء فی الشرک والضلالة ای اطعناہم فی معصیتک وما دعونا الیہ فاضلونا السبیل ای اطعناہم فی معصیتک وهو التوحید (قرطبی ج ۴ ص ۲۴) ربنا انھما الخ یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ ظالم خود بھی گمراہ تھے اور انہوں نے ہمیں بھی گمراہ کر دیا۔ اس لئے

سبام ۳

۹۴۹

ومن یقنت ۲۲

وَالْجِبَالُ فَابِیْنِ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا

اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا نہ کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اسکو

الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۱۷ لَیْعَذِبَ اللّٰهُ

انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس نادان و تاکہ عذاب کرے اللہ

الْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُنْفِقِیَّتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکِیَّتِ وَ یَتُوبُ

منافق مردوں کو اور عورتوں کو اور مشرک والے مردوں کو اور عورتوں کو اور معاف کرے

اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُورًا

اللہ ایمان دار مردوں کو اور عورتوں کو اور ہے اللہ بخشنے والا

رَحِیْمًا ۱۸

سُورَةُ سَبَا لَکِیْسٌ وَ هِیَ اَرْبَعٌ وَ خَمِیْسُونَ اٰیَةً وَ سَمِیْعًا

سورہ سبہ لکس نازل ہوئی اور اس میں چوں آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بسم اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَ

سب ثواب اللہ کی ہے جس کا ہے جو کچھ کہے آسمانوں اور زمین میں اور

لَہٗ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَ هُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ۱۹ یَعْلَمُ مَا

اسی کی تعریف ہے کہ آخرت میں اور وہی ہے حکمتوں والا سب کچھ جانتے والا اور جو کچھ

یَلِیْکَ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَ

اندر گستاخے کہ زمین کے اور جو کچھ نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور

مَا یُعْرَجُ فِیْہَا وَ هُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ۲۰ وَقَالَ الَّذِیْنَ

جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی ہے رحم والا بخشنے والا اور کہتے تھے

منزل ۵

موضح قرآن یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا امانت کیا پرانی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر زمین و آسمان میں اپنی خواہش کچھ نہیں لے کر رہا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ آسمان کی خواہش پھر نا زمین کی خواہش چھٹا نا انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پرانی چیز کو برخلاف اپنے جی کے تھا مانا بڑا زور چاہتا ہے۔ اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصیدہ پر کپڑا اور ماننے والوں کا قصور معاف کرنا۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کرے تو بدلہ ہے اور بے اختیار ضائع ہو تو بدلہ نہیں ۱۲ منہ و دنیا میں ظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہوتی ہے کہ وہ پردہ ہے اللہ کے فعل کا۔ آخرت میں پردہ نہیں جو ہے سوا کسی کی طرف سے ۱۲ منہ و زمین میں بیٹھتے ہیں جانور کی طرح اور میٹھ نکلتا ہے۔ سبز کھیتی آسمان سے اترتا ہے میٹھ قرآن نقد چڑھتا ہے عمل اور دعا اور روح مرے کی۔ اور سب بستی اس کی رحمت سے ہے۔

فَلَمَّ الرَّحْمٰنُ : یعنی بالفعل عدالت و علم نادر و قابلیت آہنا دارد۔

انہیں دگنا عذاب دے۔ اور اپنی رحمت سے انہیں کوسوں دور فرمائے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ الخ یہ مومنوں سے نواں خطاب ہے۔ مومنوں کو تلقین فرمائی کہ خبردار رہو۔ منافقین اور نیکار کی غلط افواہوں اور جھوٹی رپورٹوں سے متاثر ہو کر کہیں وہ کچھ نہ کر بیٹھنا جو موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لوگوں نے کیا تھا اور انہیں سخت ایذا پہنچانی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمت لگا کر انہیں بدنام کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی برأت اور پاکدامنی کا اظہار فرمادیا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام خدا کے یہاں بلند قدر و منزلت کے مالک تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں قارون اور اس کے ہمنواؤں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی جھوٹی تہمت لگا کر انہیں ایذا دی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو وعظ فرمایا کہ زنا سے بچو۔ جو شخص زنا کرے گا۔ اسے قتل کیا جائے گا۔ قارون نے کہا اگرچہ تو ہو؟ فرمایا یہ حکم سب کے لئے یکساں ہے۔ قارون نے ایک فاحشہ عورت کو کثیر دولت کا لالچ دے کر تیار کیا۔ تاکہ وہ برسرِ عام اقرار کرے کہ (عیاذ باللہ) موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ برا کیا ہے۔ چنانچہ قارون نے مجمعِ عام میں کہا۔ فلاں عورت کہتی ہے کہ تم نے اس کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو خدا کی قسم دلا کر پوچھا تیج تیج بناؤ۔ تو اس عورت نے اقرار کیا کہ قارون نے مجھے دولت کا لالچ دے کر کسایا ہے کہ میں آپ پر جھوٹا بہتان باندھوں۔ اس طرح تمام لوگوں کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برأت ظاہر ہو گئی۔ اور قارون کا منصوبہ خاک میں مل گیا وقال بعضهم قارون قسر مع امرأة فاحشة حتى تقول عند بني اسرائيل ان موسى زني بي فلما جمع قارون القوم المرأة حاضرة النقي الله في قلبه انهم صدقت ولم تقل ما لقنت (کبیر ج ۶ ص ۶۷) قال ابو العالیة هو ان قارون استاجر مومسة امی زانية لتقذف موسى بنفسها على رأس الملاء فعصها الله تعالى وبرأ موسى من ذلك وكان ذلك سبب الخسف بقارون ومن معه (السراج المنير ج ۳ ص ۲۵) وهم قارون وقومه اذ رموه بالزنا بامرأة مومسة استاجروها لتقذفه بنفسها (فابن اء الله مما قالوا) باقرادها انهما استاجروها لهذا القذف فخسف الله بهما الارض (مہتمی ج ۲ ص ۲۵) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ الخ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ غلط بیانی اور اتہام تراشی سے دور رہو۔ اور ہمیشہ صدق اور راست گوئی کو اپنا شعار بناؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول فرمائے گا اور ان کا اجر عطا کرے گا۔ یصلح لکم اعمالکم بالقبول والاثابة علیہا علی ماروی عن ابن عباس ومقاتل ر ر ج ۲ ص ۹۷) اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ دارین میں سب سے بڑی کامیابی اسے نصیب ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ ۹۷ انا عرضنا الخ یہ منافقین و مشرکین پر زجر اور ان کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔ ہم نے زمین و آسمان پر ان کے مناسب حال جو احکام مقر رکھے انہوں نے ان کو بخوشی قبول کر لیا اور ان کی تعمیل کی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ فقال لها وللارض ائتيا طوعا وكرها۔ قالت اتيننا طائعين (رحم سجدۃ ۱) لیکن کافر و مشرک اور منافق انسان نے امانت میں خیانت کی اور احکامِ خداوندی کو پس پشت ڈال دیا۔ امانت سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ سب سے بہتر اور جامع قول یہ ہے کہ اس سے تمام احکام الہی اور تکالیف شرعیہ مراد ہیں قال ابن عباس یعنی بالامانة الطاعة (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۲) قال مجاهد الامانة الفرائض وحدود الدين وقال ابو العالیة ما امر وابه ونهوه عنه (معالم ج ۵ ص ۲۲) والامانة تعم جميع وظائف الدين على الصحيح من الاقوال وهو قول الجمهور (قرطبی ج ۴ ص ۱۳۷) لیکن غیر ذوی العقول کے لئے امانت سے تلکوینی فرائض مراد ہونے چاہئیں۔ ۹۸ فابین الخ ابن کی ضمیر جمع مونث سموت الارض اور جبال کی طرف راجع ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں ان یحملن، حمل سے ہے جس کے معنی یہاں خیانت کے ہیں۔ قوله تعالى فابین ان یحملنہا واشفقن منها وحملها الانسان ای یجنہا وخانها الانسان ونص الازهری عرفنا تعالیٰ انہا لم یحملها ای ادنھا وکل من خان الامانة فقد حملها (تاج العروس ج ۲ ص ۲۲) وحمل الامانة ومحتمل لها یرید انه لا یؤدیہا الی صاحبہا الخ (برج ج ۶ ص ۲۵) یرید بالامانة الطاعة لله ومحمل الامانة الخیانة یقال فلان حامل للامانة ومحتمل لها ای لا یؤدیہا الی صاحبہا حتی نزول عن ذمته الخ (مدارک) اور الانسان سے کافر و منافق انسان مراد ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نے ساری مخلوق پر بارِ امانت پیش کیا۔ زمین و آسمان او پہاڑوں نے اس امانت کو اٹھائے ہوئے عہد کیا کہ وہ اس امانت کا حق ادا کریں گے۔ اور اس میں ہرگز خیانت نہیں کریں گے۔ اور مفوضہ فرائض احسن طریق سے انجام دیں گے۔ واشفقن منها یعنی امانت میں خیانت کرنے سے ڈر گئے (اسی طرح مومنین نے بھی امانت کو اٹھالیا اور اسے پورا کرنے کا عہد کیا) لیکن کافر و منافق انسان نے اس امانت میں خیانت کی۔ اور اللہ کی اطاعت کا حق ادا نہ کیا۔ اور اس خیانت کی وجہ سے اس نے اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کیا اور جہالت و نادانی سے اس میں خیانت کی (وحملها الانسان) ای خان فیہا و ابی ان یؤدیہا (انه کان ظلوماً) لکونہ تارکاً لاداء الامانة (جہولاً) لاخطائه ما یسعدہ مع تمکنہ منه وهو اداءها وقال الزجاج الکافر والمنافق حملاً الامانة ای خاناً ولم یطیعها ومن اطاع من الانبياء والسمو منین فلا یقال کان ظلوماً جہولاً (مدارک) حضرت شیخ کے نزدیک حمل بمعنی خیانت راجح ہے۔ اگرچہ اکثر مفسرین نے حمل کو اٹھانے کے معنی پر محمول کیا ہے۔ لکھ لیعذب الخ لام برائے عاقبت ہے۔ منافق و مشرک انسان کے امانت میں خیانت کرنے اور مومنوں کے حق امانت ادا کرنے کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور ان کے اعمال کا ان کو اجر و ثواب عطا کرے گا۔ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ اور اس کی بخشش و رحمت کا تقاضا ہی ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

سورۃ احزاب میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

- ۱۔ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ (۱۶) آپ کافروں اور منافقوں کی بات ہرگز نہ مانیں۔ اور ان کے مزعومہ معبودوں سے شفاعت تہری کی نفی کرتے رہیں۔
- ۲۔ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمْ مِّنكُمْ لِيُحْشَرُوا لَكُمْ فِيهَا مِمَّا يُضِلُّونَ أَزْوَاجًا لَا تَحْكُمُ بِآيَاتِ اللَّهِ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْأُمُورِ الَّتِي أُخْرِجْتُمُوهَا فِيهَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (۱۷) جن بیویوں سے تم نے ظہار کیا ہے، وہ تمہاری مائیں نہیں بن سکتیں۔ اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے بن سکتے ہیں۔ اسی طرح زبانی دعویٰ سے تمہارے مزعومہ معبود شایع غالب نہیں بن سکتے۔
- ۳۔ اس سورت میں متبنی کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کو حرام سمجھنے کی جاہلانہ رسم کو موقوف کیا گیا ہے۔